تیسیر الباری

ترجمہ و تشریح

صحیح بخاری شریف

حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ



نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ

اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسیر الباری

ترجمہ و تشریح

صحیح بخاری شریف

از: حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز با محاورہ ترجمہ میں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

ناشر: ضیاء احسان پبلشرز

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ / اردو بازار / لاہور / پاکستان



نام کتاب ـــــــ	تیسیر الباری شرح صحیح بخاری
مؤلف ـــــــ	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
مترجم ـــــــ	علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ
تصحیح و تحقیق ـــــــ	مولانا عبدالصمد ریالوی
طابع ـــــــ	بشیر احمد نعمانی
ناشر ـــــــ	ضیاء۔ احسان پبلشرز لاہور
جلد ـــــــ	اوّل
صفحات ـــــــ	۸۲۰ (کاپیاں)
تعداد ـــــــ	ایک ہزار
ایڈیشن ـــــــ	اوّل
تاریخ اشاعت ـــــــ	جون ۱۹۹۰ء
قیمت مکمل ـــــــ	
مطبع ـــــــ	



تیسیر الباری

مطالب خیز ترجمہ

صحیح البخاری

جلد اوّل

از پارہ نمبر ۱ تا ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور بابرکت کتب احادیث کی خدمت کے لئے مجھ جیسے کمزور اور ناچیز شخص کو موقع عنایت فرمایا ہے۔

اس سے قبل ہم صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ریاض الصالحین وغیرہ عظیم الشان کتب ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں جو اعلیٰ کتابت وطباعت، بہترین اور عمدہ کاغذ کے ساتھ ساتھ تمام اغلاط سے پاک ہیں ہم نے تمام ظاہری ومعنوی خوبیوں سے مالا مال کرکے پوری مارکیٹ میں انہیں نہایت امتیاز سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ الحمدللہ قارئین نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کے کئی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لے لئے۔

اب ہم کتاب اللہ العظیم کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری شریف مع ترجمہ و تشریح علامہ وحید الزماں مسمیٰ بہ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری پیش کر رہے ہیں جو چھ ضخیم جلدوں میں مکمل ہے اور ساڑھے چار ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے تمام اردو شروح میں سب سے زیادہ سلیس عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ علمی تشریحات اور فقہی دقائق کی حامل ہے اور تمام سابقہ عربی شروح کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس کتاب کو یہ عظیم شرف بھی حاصل ہے کہ پاک وہند میں اردو زبان کی سب سے پہلی اور جامع بخاری شریف کی شرح ہے جو عظیم شخصیت علامہ وحید الزماں آف دکن کی تصنیف ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ جسطرح اس نے ہماری مذکورہ بالا کتب کو شرف قبولیت بخشا ہے اسی طرح وہ اسکو بھی مفید اور مقبول عام بنائے

آخر میں ہم تمام قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر ہم سے اس کتاب کے پیش کرنے میں کسی قسم کی کوئی فرد گذاشت ہو گئی ہو تو براہ کرم ضرور مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کوتاہی کو دور کیا جا سکے۔

والسلام

بشیر احمد نعمانی

اجمل یحییٰ
اردو بازار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

امام صاحب کی شخصیت اور آپ کے ذاتی اور فنی کمالات کی چند جھلکیاں!

امام بخاری کا سلسلۂ نسب یہ ہے:
محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بروزبنہ البخاری الجعفی۔

امام بخاری کے جد امجد، بروزبنہ، مجوسی تھے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ بروزبنہ کے فرزند ابراہیم بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ دیار عرب میں کیونکہ یہ دستور عام تھا کہ جس کے ہاتھ پر اسلام لاتے تھے اس سے ایک خاص تعلق اور ربط ہوتا تھا جس کو ولاء سے تعبیر کرتے تھے اور اس کی شاخیں اتنی دور دور تک پھیلتی تھیں کہ اسی رشتے سے اپنی نسبتیں قائم کر لیتے تھے۔ امام بخاری کو بھی جعفی اسی رشتے سے کہا جاتا ہے ورنہ امام اس خاندان سے نہ تھے۔

امام بخاری کے والد اسماعیل جلیل القدر علماء اور حماد بن زید کے شاگردوں میں سے تھے اور امام مالک رحمہ اللہ کی شاگردی کا بھی فخر آپ کو حاصل تھا۔

ولادت

امام بخاری ۱۳؍ شوال ۱۹۴ھ بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری ابھی کم سن تھے کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تعلیم و تربیت کے لیے صرف والدہ کا سہارا باقی رہ گیا۔ شفیق باپ کے اٹھ جانے کے بعد ماں نے امام بخاری کی پرورش شروع کی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ امام بخاری نے ابھی اچھی طرح آنکھیں کھولی بھی نہ تھیں کہ بینائی جاتی رہی۔ اس المناک سانحہ سے والدہ کو شدید صدمہ ہوا۔ انہوں نے بارگاہ الٰہی میں آہ و زاری کی، عجز و نیاز کا دامن پھیلا کر اپنے لاثانی بیٹے کی بینائی کے لیے دعائیں مانگیں۔ ایک مضطرب، بے وسیلہ اور بے سہارا ماں کی دعائیں تھیں، قبولیت سے رد نہ ہو گئے۔ رات کو ابراہیم خلیل اللہ کو خواب میں دیکھا، فرما رہے ہیں، جا تیرے

نیک خو! تیری دعائیں قبول ہوئیں۔ تیرے نورِ نظر اور لختِ جگر کو پھر نورِ نظر سے نواز آگیا۔ صبح اٹھتی ہیں تو دیکھتی ہیں کہ بیٹے کی آنکھوں کا نور لوٹ آیا۔

امام بخاری کو کمسنی سے ہی حدیث کا بے انتہا شوق تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ نے امام کی تخلیق صرف حدیث ہی کے لیے کی ہے۔ امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم میں مشغول تھے اور عمر بھی صرف دس برس تھی، مگر حدیث کا بے پناہ شوق دامنگیر تھا۔ جب کبھی کوئی حدیث سنتے فوراً یاد کر لیتے۔ دس سال کی عمر میں امام بخاری نے مدرسہ چھوڑ دیا اور اپنے زمانے کے محدّث داخلی کے درس میں شریک ہونے لگے[1]

ایک مرتبہ امام بخاری داخلی کے حلقۂ درس میں تھے، انہوں نے لوگوں کو ایک سند سنانی شروع کی سند کی ترتیب یوں تھی: سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم۔ امام بخاری نے فوراً ٹوکا اور عرض کیا ابوالزبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے۔ پہلے تو داخلی نے بخاری کو طفلِ مکتب سمجھ کر جھڑک دیا، مگر پھر جاکر اپنی اصل کتاب کی طرف مراجعت کی تو اسی طرح پایا جیسے امام بخاری نے کہا تھا۔ داخلی واپس آئے اور کہا اچھا میاں لڑکے، یہ تو بتلاؤ کہ یہ سند کیسے صحیح ہے؟ بخاری نے کہا، ابراہیم سے روایت کرنے والے زبیر ہیں، اور یہ عدی کے بیٹے ہیں، ابوالزبیر نہیں۔ داخلی نے فرمایا، جو تم نے کہا وہی ٹھیک ہے۔ جب یہ دافعہ پیش آیا، امام کی عمر گیارہ برس تھی۔

جب آپ کی عمر سولھویں منزل میں پہنچی تو وکیع اور عبداللہ بن المبارک کی جمع کی ہوئی تمام حدیثیں زبانی یاد تھیں۔

پہلا سفرِ حج

۲۱۰ھ میں اپنی والدہ اور بھائی کے ہمراہ حج کے لیے سفر کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ امام بخاری کا یہ پہلا سفر تھا۔ اگر اس سے پہلے کوئی سفر کرتے تو ان اساتذہ اور شیوخ کو پاتے جنہیں آپ کے اقران نے پایا۔

حاشد بن اسمٰعیل[2] کہتے ہیں کہ امام بخاری ہمارے ساتھ مشائخ بخارا کے پاس جایا کرتے تھے۔ اس وقت امام بخاری نو عمر تھے۔ درس میں جاکر بیٹھتے، سب لوگ حدیثوں کو لکھتے اور یاد کرتے مگر امام خاموش بیٹھے رہتے اور ایک لفظ نہ لکھتے۔ ساتھی ملامت کرتے کہ میاں جب تم لکھتے نہیں تو آتے کیوں ہو؟ حاشد کہتے ہیں کہ پندرہ سولہ روز یوں ہی گزر گئے۔ سترھویں روز امام بخاری نے تنگ آکر کہا، تمہاری ملامت کی حد ہوگئی، لاؤ اپنے دفتر نکالو اور دکھاؤ تم لوگوں نے کیا لکھا ہے؟ ہم اس وقت تک پندرہ ہزار سے بھی زائد حدیثیں لکھ چکے تھے۔ ہم نے اپنے دفتر امام بخاری کے سامنے لاکر رکھ دیے۔ امام نے تمام حدیثیں بھری مجلس میں زبانی سنادیں اور ہم نے جان لیا کہ جو نایاب خزانہ ہمارے کاغذوں میں ہے وہ امام بخاری کے سینے میں محفوظ ہے[3] اور ہمیں امام کی یادداشت سے اپنے نوشتوں کی اصلاح کرنی پڑی۔

---

[1] ترجمان السنتہ جلد اوّل صفحہ ۵۳ [2] مقدمہ تیسر القاری صفحہ ۵ [3] مقدمہ تیسیر القاری، ہبیرۃ البخاری عبدالسلام مبارکپوری

امام بخاری کا حافظہ

امام بخاری کو خدا نے عجیب حافظہ اور ذہن عطا کیا تھا۔ علم کی بزم میں آئے چند سال بھی نہ گزرے تھے کہ ہر طرف ان کے خداداد حافظہ کا شہرہ ہو گیا۔ جہاں جہاں امام بخاری کا وجود پہنچتا تھا وہاں وہاں اس سے پہلے ان کا نام پہنچ جاتا تھا، اور جب کسی آبادی میں قدم رکھتے تو وہاں کی مجلسیں علم و عمل کی روشنی سے منور اور تاباں ہو جاتیں۔ آس پاس کے تشنہ لب امام پر ٹوٹ پڑتے اور امام کے گرد و پیش علم و عمل کے پروانوں کا ہجوم ہو جاتا۔

امام بخاری کی بصرہ میں آمد

ہر طرف علم کا چرچا تھا، صحابہ اور تابعین کی زندہ یادگاریں موجود تھیں۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء جمع تھے۔ امام بخاری کی ذات سب کو اپنے جلو میں ڈالے ہوئے تھی، اور امام کی کم سنی اور علم و فضل کی فراوانی حیرت و استعجاب کا باعث بنی ہوئی تھی۔ امام کی بصرہ میں آمد سے ہر طرف شور مچ گیا۔ علمائے شہر نے امتحان کی ٹھانی۔ تمام علمائے بصرہ نے ایک مجلس علم کا اہتمام کیا۔ فقہاء و محدثین امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی۔ امام نے بڑی انکساری سے فرمایا میں تو نو عمر ہوں، آپ جیسے فضلاء مجھ سے ایسی درخواست کرتے ہیں؟ لیکن امام بخاری کے انکار پر علمائے شہر کا اصرار بڑھتا رہا۔ آخر امام بخاری نے دعوت قبول کر لی۔ مجلس منعقد ہوئی، علماء کے علاوہ شہر کے علم نواز لوگوں کا بھی ہجوم تھا اور سب نتیجہ کے بے چینی سے منتظر۔

امام بخاری نے فرمایا، آپ سب لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں لیکن میں اسی شہر کی ایسی حدیثیں سناتا ہوں جنہیں سن کر آپ ایک نیا فائدہ حاصل کریں گے۔ یہ کہہ کر امام نے ایک حدیث سنائی اور کہا "میں اس حدیث کو سالم سے بواسطہ منصور نقل کرتا ہوں، اور آپ کے یہاں یہ روایت سالم کے علاوہ دوسرے لوگوں سے روایت کی جاتی ہے۔ آپ اس سند کو بھی دوسری سندوں کے ساتھ ملا لیجیے تاکہ مزید قوت کا باعث ہو"۔ ساری مجلس میں امام بخاری نے اسی قسم کی احادیث بیان کیں۔ مجلس ختم ہو گئی اور تمام علماء نے سمجھ لیا کہ بخاری کا علم، حافظہ اور ذہن سب ہی غیر معمولی ہیں۔ اور حاضرینِ مجلس امام کی طفلانہ صورت اور عالمانہ سیرت پر انگشت بدنداں رہ گئے۔

بڑے بڑے اساتذہ اور محدثین نے امام کے سامنے اس وقت زانوئے ادب تہہ کیا جب ان کی لوح و جبہ پر جوانی و پختگی کا ایک بھی خط نمودار نہ ہوا تھا۔

دارمی، امام سے عمر میں بڑے تھے مگر فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ علم کے شیدا اور سب سے زیادہ جفاکش امام بخاری ہیں[1]۔

ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ جیسے جلیل القدر عالم کو امام بخاری کے سامنے بچوں کی طرح علل

---

[1] ترجمان السنۃ اوّل صفحہ ۲۵۶

حدیث معلوم کرتے دیکھا ہے۔

محمد بن حاتم، وراق اور محمد بن یوسف فربری اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رات کو پندرہ پندرہ اور بیس بیس مرتبہ اُٹھتے، چراغ روشن کرتے اور مطالعۂ حدیث میں مشغول ہو جاتے۔ نیند کی شدت ہوتی تو ذرا آنکھ جھپکا لیتے مگر کتاب بینی کا بے پناہ شوق نیند پر غالب آجاتا۔ پھر اٹھ جاتے اور چراغ روشن کرکے کتاب بینی میں مشغول ہو جاتے۔

بغداد کا ایک عجیب واقعہ

ابن خلکان لکھتا ہے کہ امام بخاری کو حدیث کا بے پناہ شوق اطراف۔ امصار میں کشاں کشاں لیے پھرتا تھا ضروریات سفر محدود ہونے کے باوجود امام بخاری نے اپنے وطن سے نکل کر دیارِ عرب کو چھانا۔ جلیل القدر محدثین سے استفادہ کیا۔ خراسان، حجاز، عراق اور شام کے مختلف علاقوں کی علمی سیاحت کی۔ علم و فضل کے پھول چنتے چنتے جب آپ بغداد پہنچے تو وہاں کے علماء نے آپ کا علمی عمق جانچنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ امام کے خداداد اور غیر معمولی فضل و کمال کا شہرہ سن چکے تھے لیکن اپنی معلومات پر یقین و اطمینان کی مہر ثبت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ علمائے شہر نے مل کر ایک مجلس کا اہتمام کیا اور امام کو دعوت دی۔ امام بخاری تشریف لے آئے اور مجلس امتحان کا آغاز یوں ہوا کہ دس آدمیوں نے امام کے سامنے دس دس حدیثیں بیان کیں جن کی سند اور متن میں رد و بدل کر دی گئی تھی۔ امام یہ حدیثیں سنتے رہے اور ہر ایک کے جواب میں لا اعرف کہتے رہے۔ بعض ظاہر بین یہ سمجھ بیٹھے کہ امام نقد و نظر کے معیار پر پورے نہیں اُترے۔ لیکن جن کو خدا نے فہم و فراست کی دولت سے نوازا تھا انہوں نے تاڑ لیا کہ بخاری واقعی امام بخاری ہیں۔ جب دس آدمی اسناد و متن میں رد و بدل کی ہوئی حدیثیں سنا چکے تو امام نے ترتیب وار ہر ایک کو بلانا شروع کیا اور ہر ایک سے بتلاتے گئے کہ تم نے جو حدیث بیان کی تھی اس کی اسناد یوں ہے اور متن اس طرح۔ الغرض دس کی دس حدیثوں کا متن اور اسناد کا ٹھیک کرکے ترتیب وار سنا دیا۔ حاضرین آپ کی زبردست قوت حافظہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ہر فرد آپ کے علم و فضل اور فہم و فراست کا مدح خواں ہو کر مجلس سے نکلا۔[1]

یوسف بن موسیٰ مروزی کہتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک نقیب نے پکارا علم والو! محمد بن اسمٰعیل بخاری پہنچ گئے۔ لوگ ان کی زیارت کو ٹوٹ پڑے۔ میں بھی ہجوم کے ساتھ آگے بڑھا، امام بخاری کو ایک نوجوان کی شکل میں پایا، آپ ایک ستون کی آڑ میں نفلیں پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، لوگوں نے گھیر لیا اور درخواست کی کہ ہمارے لیے مجلس املا قائم کریں۔ چنانچہ امام صاحب نے ان کے اصرار پر مجلس املاء کا اہتمام کیا، اور اہل بصرہ کو ایسی حدیثیں لکھائیں جو انہیں اب تک نہیں پہنچی تھیں۔ ابن مروزی کہتے ہیں کہ اس وقت امام کی عمر بمشکل

[1] سوانح عمری امام بخاری (عبدالستار ٹونکی) صفحہ ۱۶-۱۷

۲۶ یا ۲۷ برس تھی۔ اس لیے یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ یہ واقعہ ۲۲۱ھ کا ہے۔

یہ زمانہ اگرچہ آپ کی جواں عمری کا زمانہ تھا لیکن آپ کے فضل و کمال کا شہرہ اتنا عام ہو گیا تھا کہ دور دور سے حدیث کا درس سننے کے لیے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تھے۔ حفظ حدیث میں بڑے بڑے محدثین کو آپ نے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ اسحاق بن راہویہ، جن کو اپنی ہمہ دانی پر بجا فخر و ناز تھا، ایک مرتبہ امام سے ملے اور اپنے متعلق فرمانے لگے، میں ایسے شخص سے واقف ہوں جس کے مجلّۂ دماغ میں ستر ہزار حدیثیں محفوظ ہیں۔ امام صاحب نے برجستہ فرمایا الحمد للہ اس نگار خانے میں ایک اور شخص بھی ہے جو دو لاکھ حدیثوں پر عبور رکھتا ہے۔

تصنیف و تالیف

خود امام بخاری کا قول ہے کہ جب میں نے قضایا ئے صحابہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تو میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں اس مقدس مقام پر بیٹھ کر کتاب التاریخ لکھنی شروع کی جس کی نسبت حضورؐ کا ارشاد ہے "ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة"۔ آپ حضور کے روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ کر قندیل و چراغ نہ ہونے کے باعث چاندنی راتوں میں اپنی کتاب لکھا کرتے۔ اس کتاب کے متعلق خود امام بخاری فرمایا کرتے، کتاب التاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں جس کا قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ لیکن اس خوف سے وہ قصے اپنی کتاب میں درج نہیں کیے کہ یہ کتاب پھر کتاب نہیں ایک دفتر اور کتب خانہ بن جائے گی۔

آپ کی سب سے اہم اور سب سے بلند پایہ تصنیف صحیح بخاری ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو واقعات و حقائق کی ترجمانی ہو گی کہ یہی وہ تصنیف ہے جس نے امام بخاری کی شخصیت کو غیر معمولی بنا دیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کے دور میں جمع و ترتیب حدیث کی رسم نہ تھی۔ اول تو یہ کہ نزول قرآن کی وجہ سے کتابت حدیث کی ممانعت تھی۔ نیز یہ کہ اس زمانے میں لوگوں کے ذہن اور حافظے قابل اعتماد اور صاف تھے۔ اس کے علاوہ اس وقت کتابت و طباعت کی سہولتیں مسدود ہی نہیں بلکہ مفقود تھیں۔ جب صحابہ کا مقدس دور ختم ہوا اور تابعین کا زمانہ آیا تو مختلف فتنے ابھرنے لگے۔ حافظہ، ذہن، دیانت اور خلوص ہر چیز کا انحطاط شروع ہو گیا۔ ان چیزوں کے پیش نظر علماء کو خیال ہوا کہ اب حدیث کی ترتیب و تدوین ہونی چاہیے ورنہ دین کا اہم جز اور کتاب اللہ کی بسیط شرح ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ سب سے پہلے ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ وغیرہ نے حدیثیں جمع کرنی شروع کیں۔ ان لوگوں نے ہر باب میں ایک جداگانہ تصنیف کی۔ اس کے بعد طبقۂ ثالثہ کے لوگ اٹھے اور انہوں نے احکام کو جمع کیا۔ امام مالکؒ نے مؤطا امام مالک تصنیف کی جس میں اہل حجاز کی قوی اور مستند روایتوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا اور اس کے ساتھ صحابہ و تابعین کے فتاویٰ بھی شامل کیے۔ ابن جریج نے مکہ میں امام اوزاعی نے شام میں، سفیان ثوری نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بصرہ میں اس قسم کے مجموعے مرتب کیے۔

دوسرے علماء نے ان کی دیکھا دیکھی مختلف کتابیں مرتب کیں۔ جب دوسری صدی کا آخر ہوا تو محدثین کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسی کتابیں تصنیف کی جائیں جن میں صرف احادیث ہوں، صحابہ و تابعین کے اقوال و فتاوی نہ ہوں۔ چنانچہ مسانید کی تصنیف شروع ہوئی اور عبداللہ بن موسیٰ عبسی کوفی، اسد بن موسیٰ اموی، نعیم بن حماد خزاعی وغیرہ نے مسانید مرتب کیں۔ اس کے بعد کل محدثین اسی طریقے پر چل پڑے اور بہت کم ایسے گزرے جنہوں نے کوئی مسند نہ لکھی ہو۔ جب امام بخاری نے ان تصانیف کو دیکھا تو انہوں نے سوچا کہ یہ کتابیں اپنی ترتیب و تدوین کے اعتبار سے بہترین اور یگانہ ہیں مگر صرف اس بات کے پیش نظر کہ ان مجموعوں میں صحیح حدیثوں کے ساتھ ضعیف حدیثیں بھی جمع کر دی گئی ہیں آپ کی ہمت عالی صحیح حدیثوں کے انتخاب کے لیے آمادہ ہوئی۔ اس محرک کے علاوہ اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں سن چکے تھے کہ انہوں نے فرمایا، کاش کوئی کتاب ایسی ترتیب دی جائے جس میں صرف صحیح حدیثیں ہوں۔ یہ بات سب نے سنی لیکن دل میں اسی کے پیوست ہوئی جس کے نصیب میں یہ عظیم الشان کام روز ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

امام بخاری نے ایک جامع صحیح تصنیف فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔ اسی اثنا میں آپ نے خواب دیکھا کہ میں حضور علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا پنکھا جھل رہا ہوں۔ معبرین سے تعبیر پوچھی تو بتلایا کہ تم حضور کے کلام سے کذب و افترا کی مکھیاں دور کرو گے۔ اس خواب نے امام بخاری کے عزم پر توثیق کی مہر لگا دی اور آپ نے اس عدیم النظیر کارنامے کو انجام دینے کے لیے کمر ہمت کس لی اور ان چھ لاکھ حدیثوں سے آپ نے انتخاب شروع کیا جو آپ کے خداداد حافظے میں محفوظ تھیں۔

آپ نے بخاری کی ترتیب و تالیف میں صرف علمیت، ذکاوت اور حفظ ہی کا زور خرچ نہیں کیا بلکہ خلوص، دیانت، تقویٰ اور طہارت کے بھی آخری مرحلے ختم کر ڈالے اور اس شان سے ترتیب و تدوین کا آغاز کیا کہ جب ایک حدیث لکھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے غسل کرتے، دو رکعت نماز پڑھتے، بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کے بعد ایک حدیث تحریر فرماتے۔ غالباً اس بزم آب و گل میں آج تک اس انداز سے کسی مصنف نے تصنیف و تالیف نہ کی ہو گی۔ اور صرف حدیث لکھتے وقت ہی نہیں، ابواب و تراجم لکھتے وقت بھی اسی بے مثال خلوص اور تقویٰ کا مظاہرہ کرتے۔ اس سخت ترین جانکاہی اور دیدہ ریزی کے بعد سولہ سال کی طویل مدت میں یہ کتاب زیور تکمیل سے آراستہ ہوئی اور ایک ایسی تصنیف عالم وجود میں آگئی جس کا لقب بلا کسی کم و کاست اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ قرار پایا۔ امت کے ہزاروں محدثین نے سخت سے سخت کسوٹی پر کسا، پرکھا اور جانچا مگر جو لقب اس مقدس تصنیف کے لیے من جانب اللہ مقدر ہو چکا تھا وہ پتھر کی کبھی نہ مٹنے والی لکیر بن گیا۔

بخاری کے علاوہ بھی امام کی تقریباً ۲۲ اہم اور بلند پایہ تصانیف ہیں، اگرچہ جامع صحیح کی تابانی اور جلوہ ریزی نے ان کی ضیا باریاں بہت دھندلی اور مدہم کر دیں لیکن پھر بھی ان کی اہمیت کو مقتدر علماء نے تسلیم کیا ہے، اور ان میں سے کئی کتابیں ایک مستند علمی ذخیرے کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً تاریخ کبیر جس کو امام نے اٹھارہ سال کی عمر

میں حضور علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر بیٹھ کر لکھی۔ تاریخ صغیر بھی بے مثال تصنیف ہے اور فن رجال میں بہترین کتاب مانی گئی ہے۔ تاریخ اوسط، الجامع الکبیر، کتاب الہبہ، کتاب الضعفاء، اسامی الصحابہ، کتاب العلل، کتاب المبسوط، الادب المفرد وغیرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

درس و افتاء

امام بخاری کا حافظہ، ذکاوت و فقاہت، علم رجال میں کامل دسترس، علل حدیث پر عبور، یہ ایسے حقائق تھے جنہوں نے لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ امام بخاری کے درس و افتاء سے استفادہ کریں۔

حاشد بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ اہل علم کی والہیت اور شیفتگی کی یہ کیفیت تھی کہ راستہ میں امام کو روک لیتے اور حدیثیں لکھانے کے لیے اصرار کرتے۔ [1]

ابوبکر بن العباس الاعین کا بیان ہے کہ یہ وہ وقت تھا جب امام اپنی زندگی کی صرف اٹھارہ منزلیں طے کرنے پائے تھے، اس کم سنی کے باوصف لوگ آپ کو درس و افتاء پر مجبور کرتے۔

امام کے مخصوص شاگرد محمد بن حاتم الوراق کہتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا کہ میں اس وقت تک درس حدیث کے لیے نہیں بیٹھا جب تک کہ میں نے صحیح حدیثوں کو ضعیف اور سقیم حدیثوں سے ممتاز نہیں کر لیا، اور اہل الرائے کی کتابوں کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ فن حدیث پر پوری طرح عبور حاصل نہیں کر لیا۔ فنون حدیث میں علم الانساب، اسماء الرجال، مراتب جرح و تعدیل اور علل حدیث سب ہی آجاتے ہیں۔ ان تمام فنون پر امام صاحب کی گہری نظر تھی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی طبعی ذکاوت اور نکتہ سنجی سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ امام صاحب کے اقران ہی نہیں بلکہ اساتذہ اور شیوخ بھی لوگوں کو امام صاحب کے درس میں شامل ہونے کی تلقین فرماتے۔

آپ کی مجالس درس زیادہ تر بصرہ، بغداد اور بخارا میں رہیں، لیکن دنیا کا غالباً کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں امام بخاری کے تلامذہ سلسلہ بسلسلہ نہ پہنچے ہوں۔

محمد بن یوسف فربری کہتے ہیں کہ امام صاحب کی مجالس درس میں بڑے بڑے اساتذہ اور شیوخ بھی شامل ہوتے تھے۔ عبداللہ بن محمد المسندی، اسحاق بن احمد، عبداللہ بن منیر اور ابن قتیبہ وغیرہ اگرچہ بڑے پایہ کے لوگ ہیں اور خود صاحب کمال ہیں لیکن امام صاحب کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے اور آپ کے فقہی نکات قلمبند کرتے تھے۔

ابوزرعہ رازی، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن العاصم، اسحاق بن احمد، ابن خزیمہ اور قاسم بن زکریا فن تاریخ، اسماء الرجال اور فن تعدیل و جرح میں امام مانے جاتے ہیں مگر امام صاحب کی تحقیقات کے دلدادہ تھے اور حلقۂ درس میں بیٹھ کر امام صاحب کی تقریریں قلمبند کرتے تھے۔

---

[1] سیرۃ البخاری صفحہ ۱۰۵۔

امام بخاری نے اگرچہ اپنے احباب اور اساتذہ کے اصرار پر طالب علمی کے زمانے ہی میں فتویٰ دینا شروع کردیا تھا مگر تحصیل کے بعد جب بخارا میں مجلسِ درس قائم کی تو مستقل افتاء کا کام شروع کردیا۔ گو امام بخاری کے تلامذہ نے ان کے فتاویٰ کو کتابی شکل دینے کا خاص اہتمام نہیں کیا لیکن صحیح بخاری کے ابواب و تراجم بھی فتاویٰ کے کسی مستقل اور مرتب مجموعے سے کم حیثیت نہیں رکھتے۔ آپ پر جو مسئلہ پیش کیا جاتا، قرآن، سنتِ رسولؐ یا آثارِ صحابہؓ سے اس کا جواب دیتے اور ان تین مآخذ میں کوئی دلیل نہ ملتی تو سکوت بہتر سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ جامع صحیح میں بعض مقامات پر ابواب و تراجم حدیث سے خالی ہیں۔

حدیث اور امام بخاریؒ

فنِ حدیث میں علمائے امت نے امام بخاری رحمہ اللہ کا جو مقام مانا ہے اور امام صاحب نے جس طرز سے اس مقدس فن کی خدمت کی ہے اس کے تفصیلی ذکر کا تو یہاں موقعہ ہے اور نہ گنجائش، لیکن یہ حقیقت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ امام بخاری اور علمِ حدیث دو متلازم چیزیں ہیں اس لیے ان خصوصیات کا ذکر کردینا ضروری ہے جو امام بخاریؒ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

فنِ روایت ایک ایسا فن ہے جس کے مطالعہ اور عدمِ مطالعہ پر قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں مرتب ہوتی ہیں، اقوام و مِلَل کی فنی اور علمی زندگی میں فنِ روایت ایک بنیادی پتھر ہے جس کے بغیر ارتقائی منزلوں کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔

یوں تو دنیا کی ہر قوم نے اس فن میں کچھ نہ کچھ دلچسپی ضرور لی ہے لیکن مسلمانوں نے اس فن کے ساتھ جو احسانات کیے وہ صرف مسلمانوں ہی کی خصوصیت ہیں۔ نقد و جرح، اسماء الرجال، اور سلسلۂ اسناد کا تحفظ۔ یہی وہ پیمانے تھے جنھوں نے قرآن کریم کے علاوہ نبی کریم علیہ السلام کے اقوال و اعمال کو بھی محفوظ کردیا، اور بات صرف یہیں تک ختم نہیں ہوگئی بلکہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال، فتاویٰ اور آراء بھی محفوظ کردی گئیں۔

تدوینِ حدیث کی ابتدا خلفائے راشدین ہی سے ہوتی ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ جوں جوں حضور علیہ السلام کے زمانے سے بُعد ہوتا گیا، نقد و جرح میں تشدد آتا گیا۔ عمر فاروق ؓ کو اگر ذرا بھی شبہ ہوجاتا تو دلیل اور گواہ طلب کرلیتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں محدثین لکھتے ہیں کہ روایت میں انتہائی سختی برتتے تھے۔ اور اگر کوئی شاگرد الفاظِ حدیث یاد کرنے میں کوتاہی کرتا تو ڈانٹتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نہ صرف تدوینِ حدیث کی طرف پوری توجہ صرف کی بلکہ کتابتِ حدیث کا بھی اہتمام کیا اور ابوبکر بن حزم کو ایک مجموعے کی ترتیب کے لیے لکھا۔

بنوامیہ کے بعد خلفائے بنی عباس نے بھی اس میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ خود ہارون رشید مؤطا سننے

کے لیے امام مالکؒ کی مجلسوں میں شامل ہوا ہے۔ علماء، سلاطین، اور امراء کے علاوہ عام لوگوں کو علم حدیث سے جس قدر دلچسپی اور والہانہ لگاؤ تھا وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔

جس وقت امام بخاری کے شیخ "سلیمان بن حرب" کے لیے مامون الرشید کی مسندِ خلافت کے قریب املاء درس کا اہتمام کیا گیا تو حاضرینِ درس کا تخمینہ چالیس ہزار تھا۔

بغداد میں علامہ فریابی کی مجلسِ درس قائم ہوئی تو اس شان سے کہ تین سو سولہ لکھنے والے ہوتے تھے اور سننے والوں کی تعداد اندازاً تیس ہزار ہوتی تھی۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ایک ایسا بھی دور آیا کہ ایک ایک مجلسِ درس میں دس دس ہزار دوائیں ہوتی تھیں [1]

امام بخاریؒ کے درس کی یہی کیفیت تھی۔ میلوں سے لوگ پا پیادہ آقائے نامدار کے ارشادات سننے کے لیے بخاری کی مجلسوں میں آکر شریک ہوتے تھے۔ علامہ فربری کا بیان ہے کہ امام بخاری سے ان کی زندگی میں صحیح بخاری سننے والوں کی تعداد نوے ہزار تک پہنچتی ہے۔

یہ تھی مسلمانوں کی احادیثِ رسول اللہ کے ساتھ گرویدگی و شیفتگی، اور یہ تھی سلاطین و امراءِ وقت کی توجہ اور قدردانی۔

تحقیق و تنقید کی بنیاد ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے ڈالی۔ تابعین نے اس کے اصول و ضوابط مرتب کیے اور تبع تابعین نے مستقل اور باضابطہ فن کی حیثیت دی۔

فنِ روایت کے سلسلہ میں محدثین نے راویوں پر اتنی کڑی اور بے لاگ تنقید کی ہے کہ بعض کوتاہ نظر یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ ذاتی اور شخصی حملے ہیں، اور امام بخاری سے تو آپ کے بہت سے احباب بھی صرف اسی باعث ناراض ہوئے کہ آپ نے جرح و تعدیل میں تشدد سے کام لیا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ محدثین نے اتفاق کیا کہ صحیح بخاری میں جو روایت مرفوعاً آگئی وہ یقیناً صحیح ہے۔ اور یہی وہ نپا تلا معیار تھا جس نے محدثین کی زبانوں سے کہلوا دیا کہ جس پر بخاری نے ثقہ ہونے کا حکم لگا دیا اس نے گویا پل پار کر لیا اور بے خوف و خطر ہو گیا۔

تدوینِ حدیث کے سلسلہ میں امام صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت اور سب سے اہم خدمت یہ ہے کہ انہوں نے حدیث کی تدوین کے ساتھ فقہِ حدیث کی بھی تدوین کی۔ صحیح بخاری جہاں صحت میں یکتا ہے وہاں فقاہت اور تبحر میں مسائل کے اعتبار سے بھی یگانہ ہے۔ فقہِ حدیث کی ترتیب و تدوین کی ابتداء اگرچہ عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری اور امام مالک وغیرہ کر چکے تھے لیکن امام بخاری نے اس میں جو گراں قدر اضافے کیے اور اس سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں وہ یقیناً قابلِ قدر ہے۔ تاریخ الرجال بجائے خود اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ کیونکہ صحیح حدیثوں کا انتخاب اور ان کی جانچ ایک غیر معمولی کام تھا اور یہ اس کے بغیر انجام نہیں پا سکتا تھا کہ راویوں کے تفصیلی حالات منظرِ عام پر آئیں۔

[1] سیرۃ البخاری، صفحہ ۳۲۰

چنانچہ جب تک تاریخ الرجال کی ترتیب نہیں ہوئی بہت سے جھوٹے اور افتراء پرداز لوگوں نے غلط فائدے اٹھائے لیکن جب محدثین نے تاریخ الرجال لکھنی شروع کی تو اس فتنہ کی آگ فرو ہوئی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہو گا کہ انہیں افتراء پردازیوں اور غلط بیانیوں نے امام بخاری کو تاریخ رجال کی ترتیب پر اُکسایا اور آپ نے تاریخ کبیر، تاریخ اوسط اور تاریخ صغیر تین کتابیں مرتب کیں اور راویوں پر جرح و تنقید میں تشدد سے کام لیا۔

امام صاحب نے اس فن کی ترتیب سے نہ صرف یہ کہ فن حدیث کی بہت بڑی خدمت سر انجام دی، بلکہ آنے والی نسلوں کو تاریخ کے خاص شعبہ کی طرف بھی متوجہ کر گئے۔ چنانچہ بعد میں آپ کے نشانِ قدم پر سینکڑوں لوگ آگے بڑھے۔

امام بخاری پہلے مصنف ہیں جن کی کتاب التزام صحت، دقتِ نظر اور حسن فقاہت کے باوجود تمام علوم اسلامیہ کی بھی جامع ہے۔ صحیح بخاری سے پہلے جو مجموعے مرتب ہوئے وہ کسی خاص عنوان پر مشتمل ہوئے تھے۔ کسی میں عبادات کا ذکر ہے، کوئی مسائل نکاح و طلاق پر مشتمل ہے، کسی میں صرف غزوات و سرایا ہیں۔ صحیح بخاری ایک ایسے مجموعے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئی جس میں عقائد، عبادات، معاملات، غزوات، تفسیر، فضائل صحابہ، آداب و اخلاق، توحید، بدءِ وحی، بدءِ عالم، ملکی سیاست، گھریلو معاشرت وغیرہ جیسے اہم اور اصولی بحثوں کے علاوہ جزئی مسائل بھی تھے۔ کم و بیش ۹۷ اصولی مسائل ہیں جن پر صحیح بخاری میں تفصیلی بحث ہے۔ اسے اگر اسلامی علوم کا "انسائیکلوپیڈیا" کہا جائے تو بالکل صحیح ہو گا۔

فقہ اور امام بخاری

بہت ممکن ہے کہ بخاری اور فقہ کی ترکیب پر بعض لوگ چونکیں اور ان کے کانوں کو یہ الفاظ غیر مانوس معلوم ہوں بالکل ایسے ہی جیسے بہت سے حضرات امام ابو حنیفہؒ کے نام کے ساتھ محدث کا لفظ سن کر سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔

امام بخاری کے فقیہ ثابت کرنے کے لیے خارجی اور لفظی دلائل کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں کسی شخصیت کو سمجھنے اور دیکھنے کے لیے اگر اس کے اساتذہ اور تلامذہ کے آراء، اس کی تقریریں، تحریریں اور تصانیف سب سے بہتر اور صاف آئینہ بن سکتی ہیں تو ہم یہ کہنے کے لیے مجبور ہیں کہ امام بخاری امام حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ فقاہت کے میدان میں بھی بہت آگے تھے۔ امام بخاری کی شخصیت اگرچہ اس کی محتاج نہیں کہ ان کی مدح و ستائش میں کہے جانے والے اقوال کی طویل فہرست نقل کی جائے تاہم ان لوگوں کی تسکین طبع کی خاطر جن کے دل و دماغ لوگوں کے اقوال پڑھنے اور سننے کے خوگر ہیں، چند بلند شخصیتوں کے نام ذکر کر دینا غیر مناسب نہ ہو گا۔

اسحاق بن راہویہ، محمد بن بشار، دارمی، علی بن مدینی، ابو حاتم رازی، قتیبہ بن سعید، ابو بکر بن ابی شیبہ، اسماعیل بن اویس اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امام بخاری کو افقہ الناس، سید الفقہاء، اور فقیہ ہذہ الامۃ جیسے

مؤقر الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اخلاق و عادات اور زہد و تقویٰ

امام بخاری کو اپنے والد کی میراث سے کافی دولت ملی تھی۔ آپ اس سے تجارت کیا کرتے تھے۔ غلاموں کے کاروبار سے بھی آپ کو پانچ سو درہم ماہانہ کی آمدنی تھی، لیکن اس آسودہ حالی سے آپ نے کبھی اپنے عیش و عشرت کا اہتمام نہیں کیا، جو کچھ آمدنی ہوتی طلب علم کے لیے صرف کرتے۔ غریب اور نادار طلباء کی امداد کرتے، غریبوں اور مسکینوں کی مشکلات میں ہاتھ بٹاتے۔

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنا روپیہ مضاربت پر دے رکھا تھا خود کاروبار سے علیحدہ رہتے تھے تاکہ علم نبوی کی خدمت اور اشاعت میں کوئی اضمحلال نہ آنے پائے۔ اپنے تجارتی شرکاء کے ساتھ غیر معمولی رعایت اور مروت برتتے تھے۔ کوئی مضارب ۲۵ ہزار درہم دبا بیٹھا۔ اس سے ملاقات ہوئی۔ شاگردوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ شخص آ پہنچا، روپیہ وصول کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا قرضدار کو پریشانی میں ڈالنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔

ہر قسم کے معاملات میں آپ بیحد احتیاط برتتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ تاجر شام کے وقت مال خریدنے آئے، قیمت تھوڑی لگائی۔ امام صاحب نے فرمایا دن ڈھل گیا آپ لوگ صبح آجائیں تو بہتر ہے۔ صبح کچھ اور تاجر آئے، انہوں نے زیادہ قیمت لگائی مگر امام صاحب نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ شام جو لوگ آئے تھے میں نے انہیں دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور چند ہزار درہم کی وجہ سے میں اپنا ارادہ نہیں بدل سکتا۔

طالب علمی کے دور میں آپ کو بسا اوقات کئی کئی روز بھوکا رہنا پڑا لیکن کبھی کسی ساتھی سے ذکر نہیں کیا۔ کپڑے نہیں رہے تو کئی کئی روز اپنے حجرے سے باہر نہیں نکلے مگر غیور اور خوددار طبیعت نے یہ گوارا نہ کیا کہ کسی ساتھی کے آگے دست سوال پھیلائیں۔

حفص بن عمر کہتے ہیں کہ جب ہم بصرہ میں حدیث لکھتے تھے تو امام بخاری بھی کتابتِ حدیث میں ہمارے ساتھ شامل تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ بخاری کئی روز تک غیر حاضر رہے، تلاش کرتے کرتے حجرہ پر پہنچ گئے، معلوم ہوا کہ خرچ ختم ہو گیا تھا۔ بعد میں کپڑے بھی فروخت کر دیے اور اب تن کی عریانی کے سوا کوئی لباس بھی نہیں۔ ایسے تلخ حالات پیش آجانے کے بعد بھی کسی سے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کیا۔

آپ ایک زبردست عالم، محدث اور صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ کیونکہ اسماء الرجال کے مانے ہوئے ناقد اور مؤرخ بھی تھے اس لیے امکانی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ علامہ عجلونی نے اسی سلسلہ میں ایک روایت نقل کی ہے [1]

---

[1] مقدمہ فتح الباری۔

امام صاحب کو طالب علمی کے زمانے میں دریا کا سفر پیش آیا کشتی میں سوار ہوئے تو آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ایک شخص امام صاحب سے بڑی حسن عقیدت کے ساتھ پیش آیا۔خوب میل جول بڑھایا۔امام صاحب بھی اس سے کافی بے تکلف ہوگئے اور اسے اپنی اشرفیوں کی خبر دے دی۔ایک روز صبح سویرے یہ شخص بیدار ہوا اور شور و غل مچانا شروع کر دیا۔لوگوں نے متعجبانہ انداز سے پوچھا تو بولا "میرے پاس ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی تھی، آج وہ اپنے سامان میں نہیں پاتا ہوں" کشتی والوں کی تلاشی شروع ہوگئی، امام صاحب نے بڑی خاموشی کے ساتھ اشرفیوں کی تھیلی دریا کی موجوں کے سپرد کر دی۔جب کسی مسافر کے سامان سے وہ تھیلی برآمد نہ ہوئی تو لوگوں کے تیور بدلے اور اس شخص کو سخت وسست کہنا شروع کیا۔سفر پورا ہوا، وہ شخص تنہائی میں امام صاحب سے ملا اور کہنے لگا کیسے، آپ نے اشرفیوں کی وہ تھیلی کیا کی؟ امام صاحب نے بڑے اطمینان سے جواب دیا، دریا میں پھینک دی تھی۔اس نے پوچھا آپ کی طبیعت اتنی بڑی رقم اس بے دردی سے دریا برد کر دینے پر کیسے آمادہ ہوئی؟ تم کس دنیا میں زندگی کے سانس لیتے ہو؟ میری ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی جمع و ترتیب میں ختم ہوگئی، میری علمی دیانت اور پاکیزگی ضرب المثل بن چکی۔کیا چوری کا شبہہ اپنے اوپر لے کر اس دولت کو پامال کر دیتا جو عمر عزیز کی تمام بہاریں کھو کر حاصل کی ہے؟

امام صاحب نے زندگی بھر کسی کی غیبت نہیں کی۔خود فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز مجھ سے غیبت کا سوال نہ ہوگا۔

رحم دلی اور خدا ترسی جزو زندگی بن چکی تھی۔عبد اللہ بن محمد الصیارفی ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام بخاری کی خدمت میں حاضر تھا۔اندر سے آپ کی کنیز آئی اور تیزی سے نکل گئی۔پاؤں کی ٹھوکر سے راستہ میں رکھی ہوئی روشنائی کی شیشی اُلٹ گئی۔امام صاحب نے ذرا غصہ سے فرمایا کیسے چلتی ہے؟ کنیز بولی، جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلیں؟ امام صاحب یہ جواب سن کر انتہائی تحمل اور بردباری سے فرماتے ہیں "جا میں نے تجھے آزاد کیا" صیارفی کہتے ہیں میں نے کہا اس نے تو آپ کو غصہ دلانے والی بات کہی تھی، آپ نے آزاد کر دیا؟ فرمایا اس نے جو کچھ کہا اور کیا، میں نے اپنی طبیعت کو اسی پر آمادہ کر لیا۔

ایک بار امام صاحب بیمار ہوئے۔آپ کا قارورہ حکیموں کو دکھلایا گیا۔انہوں نے کہا کسی راہب کا قارورہ معلوم ہوتا ہے جو سالن استعمال نہیں کرتے۔امام صاحب سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ چالیس برس سے سالن نہیں کھایا۔اطباء نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ کھجور اور شہد سے روٹی کھا لیا کروں گا۔

مقسم بن سعد کہتے ہیں کہ جب رمضان آتا تو دوست احباب جمع ہو جاتے آپ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے۔اسی طرح پورا قرآن ختم کرتے۔ایک قرآن تہجد میں ختم کرتے اور دن کو صبح سے افطار تک

ایک قرآن پورا کر لیتے۔

محمد بن ابی حاتم الوراق کا بیان ہے کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو امام صاحب رات کو بار بار اُٹھتے، چراغ روشن کرتے اور کتاب بینی میں مشغول ہو جاتے۔ ہم نے کہا آپ خود تکلیف فرماتے ہیں، ہمیں جگا دیا کریں۔ فرمانے لگے تم جوان ہو، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تمہاری نیند میں خلل ڈالوں۔

سفر نیشاپور

امام بخاری ۲۵۰ھ میں نیشاپور تشریف لے گئے تو وہاں کے عوام اور علماء نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ امام ذہلی رح جو نیشاپور کے علمی افق پر چھائے ہوئے تھے علمائے شہر کی بہت بڑی جماعت لے کر امام بخاری کے استقبال کو شہر سے باہر پہنچے۔ جب آپ نے نیشاپور میں مجلس درس کا اہتمام کیا تو سارا شہر ٹوٹ پڑا۔ آپ کی قیام گاہ پر تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ یہ کیفیت دیکھی تو دوسرے علماء کو حسد ہوا اور انہوں نے امام بخاریؒ کی شہرت داغدار کرنے کے لیے یہ مشہور کر دیا کہ آپ قرآنی الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ جب ایک روز مجلس گرم تھی ایک شخص اُٹھا اور یہی سوال کیا۔ آپ نے جواب سے گریز کیا مگر وہ برابر مصر رہا۔ تب آپ نے فرمایا، قرآن کلام الٰہی ہے اور قدیم ہے، لیکن ہمارے افعال مخلوق ہیں۔" امام بخاری کا جواب ذہلی کی مجلس میں نقل کیا گیا انہوں نے اعلان کیا کہ قرآن بھی غیر مخلوق ہے اور ہمارا تلفظ بھی غیر مخلوق ہے۔ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں نہ آئے۔ ذہلی کے اس اعلان کے بعد بہت سے لوگوں نے امام بخاری کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔

احمد بن سلمہ نیشاپوری امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے امام ذہلی نے آپ کے ساتھ ناروا سلوک کیا ہے اس کا کیا ردعمل ہونا چاہیے؟ امام صاحب نے فرمایا اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ، اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۝

"میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کا حال اچھی طرح جانتا ہے۔"

آپ نے فرمایا میری آمد کا مقصد کسی شہرت اور برتری کا حصول نہ تھا۔ مخالفین کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر وطن کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ ان لوگوں نے بھی میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا، اس لیے اب فیصلہ کیا ہے کہ یہاں سے بھی کوچ کر جاؤں۔

امام بخاری نے نیشاپور سے بخارا کے لیے رخت سفر باندھا۔ جب آپ بخارا پہنچے تو وہاں کے شہریوں نے بڑے جوش و خروش سے آپ کا استقبال کیا، امراء شہر نے درہم و دینار نچھاور کیے۔

آپ کو بخارا میں اقامت پذیر ہوئے زیادہ مدت نہیں گزرنے پائی تھی کہ حاکم بخارا، خالد بن احمد ذہلی کا قاصد آپ کے پاس پہنچا اور حاکم کی طرف سے یہ درخواست پیش کی کہ آپ اپنی کتاب بخاری اور کتاب التاریخ ہمیں

ل۱ سیرۃ البخاری۔ تہذیب التہذیب

آکر سنایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ امیر بخارا سے جاکر کہدو کہ علم دین امراء اور حکام کے آستانوں کی جبہ سائی نہیں کر سکتا
اگر دین کی تڑپ ہے تو میری مسجد یا مکان پر آؤ اور عام مسلمانوں کی طرح سنو۔ امیر کو یہ جواب ناگوار گزرا اور امام کی اس خودداری
کو اس نے آداب شاہی کے خلاف جانا۔ حکومت اور قوت کے بل بوتے پر امام صاحب کے خلاف کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتا
تھا اس لیے حریث بن ورقاء کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ کے خلاف کوئی الزام قائم کرے تاکہ آپ کی شہرت اور عقیدت کو ٹھیس
پہنچائی جا سکے اور آپ کے علمی تبحر اور تقدس کے جو نقش مسلمانوں کے دلوں پر مرتسم ہیں انہیں مدہم کیا جا سکے۔ چنانچہ حریث نے
امام المحدثین پر یہ تہمت باندھی کہ آپ قرآنی الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ اس غلط الزام کو اتنا اچھالا گیا کہ
سارے شہر میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا اور بات یہاں تک پہنچی کہ امیر بخارا نے آپ کو شہر سے چلے جانے کا حکم دے دیا۔
آپ کے دل پر اس حادثہ کا بیحد اثر ہوا اور شہر سے کوچ کرنے وقت آپ نے فرمایا "خدایا! ان لوگوں نے میرے ساتھ جو
سلوک کیا ہے انہیں اس کا بدلہ دے۔"

ابوبکر بن عمرو کہتے ہیں کہ اس سانحہ کو ایک ماہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ خالد بن احمد کو معزول کر کے قید کر دیا گیا اور قید و
بند کی انہیں صعوبتوں میں ایک روز دم توڑ دیا۔

امام صاحب کے بعض رشتہ دار سمرقند کے قریب ایک گاؤں "خرتنگ" میں رہتے تھے، آپ بھی وہیں چلے گئے اور
زندگی کے باقی ایام وہیں گزارے۔

وفات

جلاوطنی اور اعزہ و احباب کے نامناسب رویہ نے امام کو مستقل کرب والم کی زندگی سے دوچار کر دیا۔ آپ بے انتہا مغموم رہنے
لگے اور بار بار فرماتے کہ "یہ دنیا وسیع ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی ہے۔ اے خدا اب مجھ کو اٹھالے۔"

والئ بخارا کی مخالفت اور آپ کی جلاوطنی کے حالات ایسے نہ تھے جو زیادہ دیر تک تاریکی میں رہتے۔ اہل سمرقند کو معلوم
ہوا تو انہوں نے امام صاحب کو سمرقند میں قیام کی دعوت دی جسے آپ نے منظور کر لیا۔ سفر کا ارادہ کیا اور گھوڑے پر سوار
ہونے کی غرض سے دس بیس قدم چلے۔ لوگ بازو تھامے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے میں بہت ضعیف ہوگیا ہوں، مجھے چھوڑ دو۔
اس کے بعد آپ لیٹ گئے۔ دس شوال ۲۵۶ھ بعد از نماز عشاء آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا اور جان جاں آفریں کے
سپرد کر دی۔ اگلے روز جب آپ کے انتقال کی خبر سمرقند اور اکناف و اطراف میں مشہور ہوئی تو کہرام مچ گیا۔ تمام
شہر ماتم کدہ بن گیا۔ جنازہ اُٹھا تو شہر کا بچہ بچہ جنازہ کے ساتھ تھا۔ نماز ظہر کے بعد علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے مجسمہ
کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسیر الباری

ترجمہ و تشریح

صحیح بخاری شریف

از: حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز بامحاورہ ترجمہ میں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

ناشر: ضیاء احسان پبلشرز

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ / اردو بازار / لاہور ۲ / پاکستان



نام کتاب ـــــــــ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری

مؤلف ـــــــــ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم ـــــــــ علامہ وحیدالزمان رحمہ اللہ تعالےٰ

تصحیح و تحقیق ـــــــــ مولانا عبدالصمد ریالوی

طابع ـــــــــ بشیر احمد نعمانی

ناشر ـــــــــ ضیاء الاحسان پبلشرز لاہور

جلد ـــــــــ اول

صفحات ـــــــــ ۸۲۰ (کاپیاں ۱/۲)

تعداد ـــــــــ ایک ہزار

ایڈیشن ـــــــــ اول

تاریخ اشاعت ـــــــــ جون ۱۹۹۰ء

قیمت مکمل ـــــــــ

مطبع ـــــــــ



فہرست ابواب تیسیر الباری ترجمہ و شرح اُردو صحیح البخاری جلد اوّل

دیباچہ

پارۂ اوّل

کتابُ العلم

کتاب علم کے بیان میں

كتابُ الوُضوء

کتاب وضو کے بیان میں

دوسرا پارہ

کتاب الغسل

غسل کا بیان اور سورۂ مائدہ کی آیت

کتاب الحیض

حیض کا بیان

کتابُ الصّلوٰۃ!

نماز کا بیان

تیسرا پارہ

کتاب مواقیت الصلوٰۃ

نماز کے وقتوں کا بیان

کتاب الاذان

اذان کا بیان

چوتھا پارہ

كتابُ الجُمعَة !

جمعہ کا بیان

كِتَابُ الْعِيدَيْن !

کتاب دونوں عیدوں کے بیان میں

ابوابُ الکسُوف

کسوف کا بیان

ابوابُ تقصیر الصّلوٰۃ

نماز کے قصر کرنے کے باب

پانچواں پارہ

کتاب التہجد

تہجد کا بیان

كتابُ الجنائز

کتاب جنازوں کے احکام میں!



اغلاط درست کنندہ: سرفراز۔ شاہ عالمی گیٹ لاہور ۲۲-۳-۷۸ ہتو حسین حافظ آباد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لخالص الایمان، وارشدنا الی اتباع السنۃ والفرقان، والصلوۃ والسلام علی نبیہ الذی دینہ خیر ادیان، وعلی الہ واصحابہ برکۃ الایمان، وھداۃ العمیان، وعلی من تبعھم او تبع من تبعھم بالاحسان، سیما علی الامام الذی فاق الائمۃ والاقران، وذاق من الدین حلاوۃ الایمان، حافظ السنن والاثار، وقاری القران، ومبین الضعاف من الصحاح والحسان، من قال فی حقہ سید الانس والجان، لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس زیالہ من شان، فرحمۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ مع صنوف التحیۃ والوف الغفران۔

اما بعد فقیر حقیر وحید الزمان کی طرف سے عاشقان حدیث نبوی اور مشتاقان ملت مصطفوی کو بشارت ہو کہ منجملہ صحاح ستہ کے پانچ کتابوں کے ترجمہ یعنی سنن ترمذی اور مؤطا مالک اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور صحیح مسلم کے چھپ کر شائع ہو چکے۔ اب صحاح ستہ میں سے صرف صحیح بخاری باقی تھی جو ان سب کتابوں میں افضل اور اعلیٰ ہے اور جو بعد قرآن شریف کے دنیا کی تمام کتابوں سے صحیح اور قابل اعتماد ہے اور جس کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔

اس کتاب عظیم النصاب کے ترجمہ میں برخلاف دیگر تراجم کے یہ کام کیا گیا کہ حدیث مع اسناد لکھی گئی۔

اسی طرح ترجمہ مطلب خیز بین السطور حدیث اور اسناد دونوں کا لکھا گیا تاکہ جو لوگ عربی دان صحیح بخاری دیکھنا چاہیں وہ بھی اس ترجمہ سے حظ وافر اور غنائے تام حاصل کریں۔ غرض کہ یہ ترجمہ ایک عجیب ترجمہ ہے جس کا لطف حضرات ناظرین پر بعد ملاحظہ ظاہر ہوگا۔ اختصار کے ساتھ بامحاورہ مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب ہر ایک عامی کم استعداد کے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ حاشیہ پر فوائد مختصر شروح معتبرہ مثل فتح الباری وقسطلانی وکرمانی وعینی سے لیے گئے ہیں اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیے گئے ہیں کہ کسی مذہب کے مقلد کو اپنا مذہب معلوم کر لینے میں شبہہ نہ رہے۔ جیسے یہ ترجمہ حضرات اہل حدیث کے حق میں مفید ہے ویسا ہی حضرات مقلدین کے لیے بھی۔ غرض یہ ترجمہ اپنی آپ نظیر ہے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ایک زمانہ میں اس ترجمہ کو اسی طرح مقبول فرمائے گا جیسے موضح القرآن مؤلفہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم ومغفور کو، آمین یارب العالمین۔

امام بخاریؒ نے اس کتاب کو کیوں تالیف کیا، اس کا بیان

حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور کبار تابعین کے عہد میں جمع اور ترتیب احادیث کی رسم نہ تھی دو وجہوں سے۔ ایک تو یہ کہ شروع زمانہ میں اس کی ممانعت ہوئی تھی جیسے صحیح مسلم میں ثابت ہے اس ڈر سے کہ کہیں قرآن اور حدیث مل نہ جاویں، دوسرے یہ کہ ان لوگوں کے حافظے وسیع تھے، ذہن صاف تھے، اس کے سوا ان میں کے اکثر لوگ کتابت سے واقف نہ تھے۔ پھر تابعین کے اخیر زمانہ میں احادیث کی ترتیب اور تبویب شروع ہوئی، جب عالم لوگ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور خوارج اور روافض اور منکران قدر کی بدعتیں بہت ہوئیں تو سب سے اول حدیث کو جمع کیا ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ اور اور لوگوں نے۔ اور وہ ہر ایک باب میں ایک جداگانہ تصنیف کرتے تھے، یہاں تک کہ طبقہ ثالثہ کے بڑے لوگ اُٹھے اور انہوں نے احکام کو جمع کیا تو امام مالکؒ نے مؤطا تصنیف کی، جس میں اہل حجاز کی قوی روایتیں درج کیں اور اقوال صحابہؓ اور فتاویٰ تابعین کو بھی شریک کیا۔ اور ابو محمد عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریجؒ نے مکہ میں تالیف کی۔ اور ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے شام میں، اور ابو عبداللہ سفیان بن سعید ثوریؒ نے کوفہ میں۔ اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ میں۔

پھر ان کے بعد بہت سے لوگوں نے اسی طرز پر تالیفیں کیں، یہاں تک کہ بعض اماموں نے ان میں سے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں خاص طور سے جداگانہ جمع کی جاویں۔ اور یہ خیال دوسری صدی کے اخیر پر ہوا تو عبید اللہ بن موسیٰ عبسی کوفی نے ایک مسند بنائی، اور مسدد بن مسرہد بصری نے ایک مسند اور

اسد بن موسیٰ اموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی مصری نے ایک مسند۔ پھر ان کے بعد اماموں نے یہی طریقہ اختیار کیا یہاں تک کہ ایسے امام بہت کم گذرے ہیں جنھوں نے کوئی مسند نہ بنائی ہو، جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم نے۔ اور بعضوں نے ابواب اور مسانید دونوں طرح پر تالیف کی جیسے ابو بکر ابن ابی شیبہ نے۔

پھر امام بخاری نے جب ان تصانیف کو دیکھا اور ان کو روایت کیا اور ان کا مزہ اٹھایا تو انھوں نے دیکھا کہ ان کتابوں میں صحیح اور حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور ان کا قصد ہوا کہ ایک کتاب ایسی جمع کی جاوے جس میں سب حدیثیں صحیح ہوں۔ اور یہ قصد اس وجہ سے مصمم ہوا کہ ایک بار امام بخاریؒ اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کاش تم ایک ایسی مختصر کتاب جمع کرو جس میں صرف صحیح صحیح حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوں۔ امام بخاری نے کہا ان کی یہ بات میرے دل میں کھب گئی اور میں نے اس جامع صحیح کی تالیف شروع کر دی۔

محمد بن سلیمان ابن فارس نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں مکھیاں اُڑا رہا ہوں تو میں نے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر دینے والوں سے پوچھی۔ انھوں نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے جھوٹ کو اُڑا دو گے (یعنی اُن روایتوں کو جو لوگ جھوٹی آپ سے روایت کرتے ہیں)۔ اس خواب نے مجھے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا۔

محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاری کہتے تھے میں نے اس کتاب میں کوئی حدیث نہیں لکھی جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ اور ابو علی غسانی نے امام بخاری سے نقل کیا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹا ہے۔ اور اسماعیلی نے امام بخاری سے روایت کیا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب میں وہی حدیث لکھی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو میں نے چھوڑ بھی دیا ہے۔

اسماعیلی نے کہا اگر امام بخاری ہر صحیح حدیث کو اس کتاب میں لکھتے، البتہ ایک باب میں متعدد صحابہ کی روایتیں لکھنا ہوتیں اور ہر ایک کا اسناد، اس صورت میں کتاب بہت بڑی ہو جاتی ہے۔ اور ابو احمد بن عدی نے کہا میں نے حسن بن حسین بزاز سے، انھوں نے کہا میں نے سنا ابراہیم بن معقل نسفی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا امام بخاری سے، وہ کہتے تھے میں نے اس جامع میں وہی حدیث لکھی جو صحیح تھی اور بعض صحیح حدیثیں چھوڑ دیں طول کے ڈر سے۔

فربری نے کہا میں نے محمد بن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا وہ کہتے تھے میں نے محمد ابن اسماعیل بخاری کو

خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں اور جہاں آپ پاؤں رکھتے ہیں اسی جگہ بخاری بھی پاؤں رکھتے ہیں۔ حافظ ابو احمد بن عدی نے کہا میں نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے نجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھ دار لوگوں میں سے تھے انہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔

ابو جعفر محمد بن عمرو عقیلی نے کہا جب امام بخاری نے یہ تصنیف کی تو اس کو پیش کیا امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور دوسرے لوگوں پر سب نے اس کتاب کی تعریف کی اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثوں میں گفتگو کی۔

فضل نے کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور بخاری کا قول ان کی صحت کے باب میں ٹھیک ہے۔

تمام ہوا کلام ابن حجر کا اس باب میں۔

قسطلانی نے مقدمہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے حدیث کے جمع کرنے کا حکم دیا وہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ عادل تھے جیسے موطا میں امام محمدؒ کی روایت سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھ اور آپ کی سنتوں کو اور ان کو لکھ لے اس لیے کہ مجھے ڈر ہے علم کے مٹ جانے کا، علماء کے گذر جانے کا۔ اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سب ملک والوں کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھو اور ان کو جمع کرو۔ اور بخاری نے اس کو معلقاً اپنی صحیح میں نقل کیا۔ پھر نقل کیا یہی کلام حافظ ابن حجر کا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مترجم کہتا ہے کہ کتابت حدیث خود صحابہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جاری تھی۔ چنانچہ صحاح میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو لکھتے تھے حدیثوں کو اور میں نہیں لکھتا تھا۔ اور وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہ لکھو مجھ سے سوا قرآن کے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اور کچھ نہ لکھو۔ یا یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اس کی تفصیل خدا چاہے تو آگے مذکور ہوگی۔



امام بخاریؒ کا اس کتاب میں موضوع کیا ہے؟

یعنی کس چیز سے وہ بحث کرتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اور وہ نہیں بیان کرتے اس کتاب میں مگر صحیح حدیث کو۔ یہ ان کا اصل موضوع ہے اور یہ بات اس کتاب کے نام سے بھی جو انہوں نے رکھا ہے نکلتی ہے۔ کیونکہ اس کتاب کا نام

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ

ہے۔ اور ان نقلوں سے جو اوپر بیان ہوئیں یہ بات نکلتی ہے۔

پھر امام بخاریؒ نے یہ دیکھا کہ اس کتاب کا خالی رکھنا فوائد فقہی اور نکت حکمی سے مناسب نہیں ہے تو اپنی سمجھ کے رو سے متون حدیث سے بہت مطالب نکالے اور ان کو جدا جدا کیا کتاب کے بابوں میں اور زیادہ توجہ کی ان آیات سے جو احکام کے بیان میں ہیں ان میں سے بھی نادر اشارات نکالے۔

امام نووی نے کہا بخاری کی غرض فقط احادیث بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد استنباط ہے مسائل کا احادیث سے اور استدلال ہے ان بابوں پر جو انہوں نے قائم کیے۔ اور اسی وجہ سے بہت سے ابواب اسناد سے خالی ہیں اور ان میں صرف یہ بیان ہے کہ فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی اور کبھی متن بغیر اسناد کے اور کبھی معلقاً روایت کرتے ہیں۔ کیونکہ غرض ان کی دلیل قائم کرنا ہے اس مسئلہ پر جو باب کا مقصود ہے۔ اور بعض بابوں میں بہت سی حدیثیں صحیح ہیں۔ بعضوں میں ایک ہی حدیث، بعض میں آیت قرآن کی، بعضوں میں کچھ نہیں ہے۔ اور لوگوں نے کہا کہ امام بخاریؒ نے قصداً ایسا کیا ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث میری شرط پر نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں ایک باب ہے جس میں کوئی حدیث نہیں، پھر اس کے بعد ایک حدیث ہے جس کے لیے کوئی باب نہیں اور اس کا سمجھنا لوگوں کو مشکل ہوا ہے۔ اس کا سبب امام ابو الولید باجی مالکی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے جو انہوں نے بخاریؒ کے اسماء الرجال میں لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا حافظ ابو ذر عبد بن احمد ہروی نے کہ حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے کہا میں نے صحیح بخاری کو نقل کیا اصل کتاب سے جو امام بخاریؒ کے ساتھی محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی۔ اس میں بعض چیزیں تمام نہ تھیں۔ بعض جگہوں میں بیاض تھی۔ بعض تراجم تھے جن کے بعد کچھ نہ تھا۔ بعض احادیث تھیں جن کا ترجمۂ باب نہ تھا۔ تو ہم نے ایک کو دوسرے کے ساتھ اضافہ کیا۔ ابو الولید باجی نے کہا اس قول کے صحت کی یہ دلیل ہے کہ ابو اسحاق مستملی اور ابو محمد سرخسی اور ابو الہیثم کشمیہنی اور ابو زید مروزی (یہ سب راوی ہیں صحیح بخاری کے) ان کی روایتوں میں اختلاف ہے تقدیم و تاخیر

کا۔ حالانکہ ان سبھوں نے ایک ہی اصل سے نقل کیا ہے اور وجہ اس کی یہی ہے کہ زائد پرچوں اور ٹکڑوں میں جو لکھا تھا اس کو ہر ایک نے اپنی سمجھ کے موافق ایک جگہ لگا لیا دوسرے نے دوسری جگہ اور بعض دو ترجمہ ہیں یا زیادہ ملے ہوئے اور ان کے درمیان احادیث نہیں سو اس تقریر سے اس تکلف کی حاجت نہ رہی جو اکثر لوگوں کو ترجمۂ باب اور حدیث کی تطبیق میں واقع ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ قاعدہ بہت خوب ہے۔ اس مقام کے لیے جہاں ترجمۂ باب اور حدیث میں تطبیق نہ ہو سکے اور ایسا بہت کم مقاموں میں ہے۔

امام بخاریؒ کی شرط کا بیان کہ ان کی کتاب حدیث کی سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے

امام ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو معمر مبارک بن احمد سے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ وہی حدیث بیان کرتے ہیں جس کو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک اور معتبر ثقات اس حدیث میں اختلاف نہ کرتے ہوں اور سلسلۂ اسناد متصل ہو غیر مقطوع۔ اور اگر صحابی سے دو شخص راوی ہوں تو بہتر ورنہ ایک راوی معتبر بھی کافی ہے۔

اور وہ جو ابو عبداللہ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی سے دو راوی یا زیادہ ہوں۔ پھر تابعی مشہور سے دو ثقہ راوی ہوں اخیر تک۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے ایسی کئی حدیثوں کو روایت کیا ہے جن کا ایک ہی راوی ہے اور یہ شرط جو حاکم نے بیان کی اگرچہ بعض صحابہ کی حدیثوں میں ٹوٹ جاتی ہے پر صحابہ کے بعد یہ شرط چل سکتی ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث نہیں جس کا ایک ہی راوی ہو۔

حافظ ابو بکر حازمی نے کہا یہ جو حاکم نے کہا تو انھوں نے غور نہیں کیا اس کتاب کے دقائق میں۔ اور اگر وہ اچھی طرح تلاش کرتے تو بہت سی حدیثیں ان کو ایسی ملتیں جن میں یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے۔ پھر کہا کہ صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اس کا اسناد متصل ہو اور راوی اس کا زبان کا سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو۔ عدالت کی صفات سے موصوف ہو، ضابط ہو حافظہ والا سلیم الذہن، قلیل الوہم، سلیم الاعتقاد۔ اور یہ امر جب واضح ہو گا کہ اصل راوی سے روایت کرنے والوں کے طبقات پہچانے۔ اور اس کی ہم تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

زہری سے جو لوگ روایت کرنے والے ہیں ان کے پانچ طبقے ہیں۔ طبقۂ اولی تو نہایت صحیح ہے اور یہی مقصد ہے بخاری کا۔ اور طبقہ ثانیہ اس کی مثل ہے ثقہ ہونے میں مگر اس طبقہ کے لوگ زہری کی صحبت سفر اور

حفظ اور سب حالوں میں اتنی نہ رکھتے تھے جتنی طبقہ اولیٰ کے لوگ رکھتے تھے۔ تو یہ اتقان میں پہلے طبقہ سے کم ہوئے۔ اور مسلم کی شرط ان دونوں طبقوں کو شامل ہے۔ پھر مثال دی انہوں نے طبقہ اولیٰ کی جیسے یونس بن یزید اور عقیل بن خالد اور مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور شعیب بن ابی حمزہ۔ اور طبقہ ثانیہ کی جیسے اوزاعی اور لیث بن سعد اور عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب۔ اور طبقہ ثالثہ جیسے جعفر بن برقان اور سفیان بن حسین اور اسحاق بن یحییٰ کلبی اور چوتھا طبقہ جیسے زمعہ بن صالح اور معاویہ بن یحییٰ صدفی اور مثنیٰ بن الصباح۔ اور پانچواں طبقہ جیسے عبدالقدوس بن حبیب اور حکم بن عبداللہ ایلی اور محمد بن سعید مصلوب تو طبقہ اولیٰ کے لوگوں کی بخاری نے شرط کی ہے اور کبھی کبھی طبقہ ثانیہ کی روایت بھی نکالتے ہیں۔ مگر بالاستیعاب ان کی روایتیں نہیں لاتے۔ اور مسلم دونوں طبقوں کی روایتیں بالاستیعاب لاتے ہیں اور کبھی کبھی طبقہ ثالثہ کے لوگوں کی روایتیں لاتے ہیں جس طرح بخاری طبقہ ثانیہ کی لاتے ہیں اور طبقہ رابعہ اور خامسہ کی دونوں میں سے کوئی نہیں لاتا۔

حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری اکثر طبقہ ثانیہ کی حدیث معلقاً ذکر کرتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بہت ہی کم معلقاً کبھی بیان کرتے ہیں۔ اور جو مثال ہم نے بیان کی یہ ان لوگوں کی ہے جن سے روایت حدیث کی بہت ہوئی ہے اور اسی پر قیاس کیے جاویں گے نافع اور اعمش اور قتادہ وغیرہم کے اصحاب اور جن سے بہت روایت نہیں ہوئی ان میں تو شیخین (بخاری اور مسلم) نے اعتماد کیا ہے ثقہ اور عادل کی روایت پر جن سے خطا کم ہوتی ہے۔ لیکن بعضے ان راویوں میں سے ایسے ہیں جن پر زیادہ اعتماد ہے جیسے یحییٰ بن سعید ان کی وہ روایت بھی شیخین نے نکالی جو اکیلے انہوں نے روایت کی۔ اور بعض ایسے ہیں جن پر زیادہ اعتماد نہیں ہے تو ان کی روایت جب نکالی کہ ان کے ساتھ دوسرا اور کوئی شریک ہوا اور یہی اکثر کیا ہے۔

امام ابن الصلاح نے اپنی کتاب علم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب بنائی وہ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔ پھر ان کی پیروی کی ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نے۔ اور مسلم نے اگرچہ بخاری سے علم حدیث حاصل کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے لیکن وہ بخاری کے شریک ہیں ان کے اکثر شیوخ میں۔ اور ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں بعد اللہ کی کتاب کے۔ اور وہ جو امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ میں ساری زمین میں کوئی کتاب مؤطا سے زیادہ صحیح نہیں جانتا تو یہ اس وقت کا قول ہے جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا وجود نہ تھا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بھی زیادہ صحیح ہے اور بہت فائدوں پر مشتمل ہے۔ اور وہ جو حافظ ابو علی نیشاپوری سے منقول ہے جو استاد ہیں حاکم ابو عبداللہ حافظ کے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح بعض علماء مغرب کا قول جنہوں نے مسلم کی

کتاب کو بخاری کی کتاب پر ترجیح دی ہے۔ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب کو اس وجہ سے ترجیح ہے کہ اس میں سوا صحیح حدیثوں کے اور کچھ نہیں ہے کیونکہ اس میں خطبہ کے بعد سوا صحیح حدیثوں کے اور کچھ نہیں ہے جیسے بخاری میں تراجم ابواب میں بعض روایتیں ایسی ہیں جو صحیح کی شرط پر نہیں ہیں تو اس میں کچھ قباحت نہیں پر اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث میں نہیں نکلتی۔ اور جو یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب از روئے صحت احادیث کے بخاری کی کتاب سے راجح ہے تو یہ قول مردود ہے"۔

تمام ہوا کلام ابن الصلاح کا، اور اس میں کئی باتیں ہیں جو دلیل اور بیان کی محتاج ہیں۔

اور بعض اماموں نے مؤطا پر بخاری کی ترجیح میں اشکال کیا ہے اور یہ کہا ہے بخاری میں زیادہ حدیثیں ہونے سے اس کی ترجیح لازم نہیں آتی۔ اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اصل اشتراط صحت پر۔ تو امام مالک انقطاع اسناد کو قدح نہیں سمجھتے اور اسی لیے مراسیل اور منقطعات اور بلاغات کو نکالتے ہیں۔ اور امام بخاری انقطاع کو قدح سمجھتے ہیں تو ایسی روایتوں کو اصل کتاب میں نہیں لاتے البتہ غیر موضوع کتاب میں مثلاً تراجم الابواب یا تعلیقات میں لاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اگرچہ منقطع حدیث بعض لوگوں کے نزدیک احتجاج کے لائق ہے مگر متصل سب کے نزدیک زیادہ قوی ہے جب دونوں کے راوی عدالت اور حفظ میں برابر ہوں۔ تو اس سے ظاہر ہو گئی فضیلت صحیح بخاری کی۔

اور امام شافعیؒ نے جو مؤطا کو سب کتابوں سے زیادہ صحیح کہا تو مراد اس سے وہی کتابیں ہیں جو ان کے وقت میں موجود تھیں جیسے جامع سفیان ثوری اور مصنف حماد بن سلمہ وغیرہ۔ اور ان کتابوں پر مؤطا کی فضیلت بالاتفاق مسلم ہے۔

اور ابن الصلاح کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے اس امر پر کہ صحیح بخاری صحت میں مسلم کی کتاب سے افضل ہے مگر جو ابو علی نیشاپوری اور بعض علماء مغرب سے حکایت کیا کہ مسلم کی کتاب بخاریؒ کی کتاب سے افضل ہے اس میں صحت کا کچھ ذکر نہیں (شاید یہ افضلیت کسی اور وجہ سے ہو)۔ ہم کہتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن نسائی سے بسند صحیح منقول ہے اور وہ شیخ ہیں ابو علی نیشاپوری کے، انہوں نے کہا ان سب کتابوں میں محمد بن اسمٰعیل کی کتاب سے زیادہ کوئی جید نہیں ہے۔ اور مراد ان کی جودت سے جودت اسانید ہے۔ اور نسائی کا یہ کہنا انتہا کی تعریف ہے کیونکہ وہ مشہور ہیں احتیاط اور تثبت اور معرفۃ رجال میں، اور ان کے زمانے والوں نے ان کو سب پر مقدم رکھا ہے یہاں تک کہ بعض عالموں نے ان کو مسلم بن حجاج پر بھی مقدم کیا ہے اور دارقطنی نے ان کو امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ پر ترجیح دی ہے۔ اس باب میں اسمٰعیلی نے مدخل میں لکھا ہے کہ بخاری کی طرح کسی نے سختی نہیں کی۔ راویوں کی جانچ میں گو اور لوگوں نے بھی ان کی طرح صحیح کتابیں بنائیں۔

حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے کہا جو معاصر ہیں ابو علی نیشاپوری کے اور مقدم ہیں ان پر معرفت رجال میں کہ محمد بن اسمٰعیل نے اصول احکام کو تالیف کیا اور لوگوں کے لیے بیان کیا۔ ان کے بعد والوں نے ان کی کتاب سے لیا ہے جیسے مسلم بن حجاج نے۔

اور دار قطنی کے سامنے جب صحیحین کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا اگر بخاری نہ ہوتے تو نہ مسلم جاتے نہ آتے اور ایک مرتبہ یہ کہا کہ مسلم نے کیا کیا، صرف بخاری کی کتاب لے کر اسی کے موافق ایک کتاب بنائی اور کچھ حدیثیں زیادہ کیں۔

اور جو جو اقوال اماموں نے امام بخاری کی فضیلت میں کہے ہیں وہ بہت ہیں۔ اور کافی ہے اتفاق علماء کا اس امر پر کہ امام بخاری حدیث کا علم مسلم سے زیادہ جانتے تھے۔ اور مسلم خود ان کی امامت اور تقدم اور تفرد کا اقرار کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے لیے اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی۔

صحیح بخاری کی فضیلت صحیح مسلم پر

یہ تو اجمالی بیان ہے صحیح بخاری کی فضیلت کا۔ اب تفصیل اس کی یہ ہے کہ مدار حدیث صحیح کا اتصال سند اور اتقان رجال اور عدم علل پر ہے اور تامل کے بعد یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی کتاب کے رجال زیادہ ہیں اتقان میں اور ان کی روایتیں زیادہ ہیں اتصال میں اور اس کا ثبوت کئی وجہوں سے ہے:

ایک تو یہ کہ جن راویوں سے بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے روایت نہیں کیا وہ چار سو تیس پر کئی راوی ہیں اور ان میں اسی آدمی ایسے ہیں جن میں کلام کیا گیا ہے ساتھ ضعف کے اور جن راویوں سے مسلمؒ نے روایت کیا اور بخاریؒ نے نہیں کیا وہ چھ سو بیس راوی ہیں اور ان میں سے ایک سو ساٹھ راوی ایسے ہیں جن میں کلام کیا گیا ہے ساتھ ضعف کے۔ اور اگرچہ یہ کلام قادح نہیں ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے دونوں کتابوں کے راویوں کی نسبت (اور صحیح یہی ہے کہ وہ ثقہ تھے) اس پر بھی ان راویوں سے روایت کرنا جن میں کلام نہیں ہوا بہتر ہے ان کی روایت سے جن میں کلام ہوا ہے۔

دوسرے یہ کہ بخاری نے تنہا جس راوی سے روایت کی ہے اور اس میں کلام ہوا ہے اس کی بہت حدیثیں نہیں لائے، نہ ایسے راویوں میں سے کسی کا کوئی بڑا نسخہ تھا جس کی کل یا اکثر کو بخاری نے نکالا ہو سوا عکرمہ عن ابن عباس سے۔ برخلاف مسلم کے کہ انہوں نے اکثر نسخوں کو نکالا ہے جیسے ابی الزبیر عن جابر اور سہیل عن ابیہ اور علاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ اور حماد بن سلمہ عن ثابت وغیرہ۔

تیسرے یہ کہ بخاری کے جن رجال میں گفتگو ہوئی ہے وہ اکثر بخاری کے شیوخ میں سے ہیں جن کا حال بخاری خوب جانتے تھے اور ان کی عمدہ روایتوں کو خراب روایتوں سے تمیز کرتے تھے برخلاف مسلم

کے رجال کے کہ وہ اکثر تابعین یا تبع تابعین ہیں ہیں جن کا زمانہ مسلم نے نہیں پایا۔ اور اس میں شک نہیں کہ محدث اپنے شیوخ کی حدیث کو بہ نسبت سابقین کی حدیث کے زیادہ پہچان سکتا ہے۔

چوتھے یہ کہ امام بخاری کبھی کبھی اتفاقاً طبقہ ثانیہ کی حدیثیں نکالتے ہیں اور امام مسلم اس کو ضرورۃً اور ہمیشہ نکالتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی کبھی کبھی اتفاقاً جیسے اوپر گزر چکا۔ تو یہ چاروں وجہیں تو اتقان رواۃ سے متعلق تھیں۔

اب پانچویں وجہ اتصال سے متعلق ہے۔ سو وہ یہ ہے کہ امام مسلم کے نزدیک حدیث معنعن اتصال پر محمول ہے جب معاصرت ثابت ہو جاوے اگرچہ ملاقات ثابت نہ ہو بشرطیکہ معنعن مدلس نہ ہو اور امام بخاری کے نزدیک اتصال کے لیے صرف معاصرت کافی نہیں ہے بلکہ ملاقات کا ثبوت ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو اور بخاری نے تاریخ میں اپنا یہی مذہب لکھا ہے اور اپنی صحیح میں اسی پر عمل کیا ہے اور اس وجہ سے امام بخاری کی کتاب کی ترجیح مسلم کی کتاب پر نکلتی ہے۔ کیونکہ بخاری کی شرط اتصال کے باب میں زیادہ سخت ہے۔

چھٹی وجہ عدم علل سے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ شیخین کی کل حدیثیں جن پر اعتراض ہوا ہے دو سو دس حدیثیں ہیں۔ ان میں سے امام بخاری کی حدیثیں اسی سے بھی کم ہیں اور باقی سب مسلم کی ہیں اور ابو علی نیشاپوری نے یہ نہیں کہا کہ مسلم کی کتاب بخاری سے زیادہ صحیح ہے اور شیخ محی الدین نے مختصر میں اور مقدمہ شرح بخاری میں کہا کہ جمہور علماء متفق ہیں کہ صحیح بخاری صحت میں مسلم سے بڑھ کر ہے اور مسلم سے اس میں زیادہ فوائد ہیں۔ اور ابو علی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض علماء مغرب کے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے انتہیٰ۔ حالانکہ ابو علی نے ایسا نہیں کہا بلکہ ان کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح نہیں ہے اور ممکن ہے کہ ان کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم مساوی ہوں صحت میں۔

اور میرے نزدیک ابو علی نے جو صحیح مسلم کو مقدم کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے الفاظ حدیث کا بہت خیال رکھا ہے اور تمام طریق حدیث کے ایک جگہ جمع کر دیے ہیں اور موقوف حدیثیں بہت کم لائے ہیں برخلاف بخاری کے، ان کا خیال استنباط احکام کی طرف زیادہ ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شاید ابو علی نے صحیح بخاری کو نہ دیکھا ہو مگر یہ قیاس سے بعید ہے اور قریب القیاس وہی امر ہے جو ہم نے بیان کیا۔ اور سوا ان فضیلتوں کے جو اوپر ہم نے بیان کیں صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین سے نقل کیا کہ صحیح بخاری کا ختم جب کسی مصیبت میں کیا جاوے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی جہاز یا کشتی میں صحیح بخاری موجود ہو تو وہ غرق نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صحیح مسلم میں نہ ابواب ہیں نہ تراجم اور صحیح بخاری میں وہ تراجم ہیں جن کے سمجھنے میں عقول اور افکار کو حیرت ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ اس کتاب کو اس وجہ سے حاصل ہوا کہ امام بخاری نے اس کتاب کے تراجم کو صاف کیا قبر شریف اور منبر شریف کے بیچ میں اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتیں

پڑھیں۔ سبحان اللہ تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا۔

صحیح بخاری میں کل کتنی حدیثیں ہیں؟

ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار حدیثیں ہیں۔ اور امام نووی نے بھی اسی قول کی پیروی کی ہے مگر انھوں نے کہا یہ احادیث مسندہ کا شمار ہے۔ قسطلانی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا کہ تمام احادیث صحیح بخاری کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانویں ہیں تو ایک سو بائیس حدیثیں زیادہ نکلیں اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو دو حدیثیں۔ اور اگر معلقہ متون کو بھی ملالو تو دو ہزار سات سو اکسٹھ حدیثیں ہوتی ہیں۔ اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں اور اکثر ان کا اخراج اسی کتاب میں ہوا ہے۔ اور جن کا اخراج نہیں ہوا وہ کل ایک سو ساٹھ ہیں اور متابعات تین سو چوالیس ہیں۔ اگر سب حدیثوں کو مع مکررات ملاؤ تو نو ہزار بیاسی حدیثیں ہوتی ہیں اور موقوف اور اقوال تابعین اس کے سوا ہیں۔ انتہی

امام بخاری کا حال

ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہے۔ وہ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال کی تیرھویں تاریخ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ اور بردزبہ ان کے سکڑ دادا فارسی تھے اور مغیرہ ان کے دادا اسلام لائے یمان جعفی کے ہاتھ پر۔ اور ان کے والد اسمٰعیل بن ابراہیم رواۃ حدیث اور ثقات میں سے ہیں۔ انتقال کیا انھوں نے جب بخاری صغیر سن تھے۔ پھر بخاری نے پرورش پائی اپنی ماں کی گود میں اور حج کیا اپنی ماں اور بھائی احمد کے ساتھ۔ پھر مکہ میں رہے علم حاصل کرنے کو اور ان کے بھائی احمد لوٹ گئے بخارا کو اور وہیں مرے۔

غنجار نے تاریخ بخارا میں اور لالکائی نے شرح السنہ میں باب کرامات الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاری کی آنکھیں بچپن میں جاتی رہی تھیں۔ ان کی والدہ ماجدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں اے نیک بخت تیرے لڑکے کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے پھیر دیں بوجہ تیری دعا کے۔ صبح کو جب امام بخاری بیدار ہوئے تو آنکھیں اچھی خاصی تھیں۔

فربری نے کہا میں نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث کا حافظہ اس وقت دیا گیا ہے جب میں مکتب میں تھا۔ میں نے پوچھا اس وقت تمہاری

عمر کیا تھی؟ انہوں نے کہا دس برس کی ہوگی یا کچھ کم۔ پھر میں مدرسہ سے نکلا اور داخلی اور اور عالموں کے پاس جانے لگا۔ ایک روز وہ لوگوں کو سنانے لگے سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم میں نے کہا ابوالزبیر نے ابراہیم سے نہیں روایت کیا۔ انہوں نے مجھ کو گھُرکا۔ میں نے کہا تم اپنی اصل کتاب میں دیکھو۔ وہ اندر گئے پھر باہر نکلے اور پوچھا اسے لڑکے صحیح کیا ہے؟ میں نے کہا صحیح یوں ہے سفیان عن الزبیر عن ابراھیم اور یہ زبیر عدی کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو درست کیا اور کہنے لگے تم سچ کہتے تھے۔

جب بخاری نے یہ نقل بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا بھلا جب تم نے داخلی کی یہ غلطی نکالی اس وقت تمہاری عمر کتنی تھی؟ امام بخاری نے کہا گیارہ برس کی۔ جب میں سولھویں سال میں لگا تو مجھ کو ابن مبارک اور وکیع کی کتابیں حفظ تھیں اور میں نے اصحاب الرای کا بھی کلام سنا۔ پھر میں اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے نکلا۔"

حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت کے موافق پہلا سفر بخاری کا ۲۱۰ھ میں ہوا۔ اور اگر پہلے ہی طلب علم کے وقت سفر کرتے تو ان لوگوں کو پاتے جن کو بخاری کے اقران نے پایا طبقہ عالیہ میں سے اگرچہ ان کے قریب لوگوں کو بخاری نے پایا ہے جیسے یزید بن ہارون اور ابوداؤد طیالسی۔ اور امام بخاری نے عبدالرزاق کو پایا اور چاہا کہ ان کی طرف سفر کریں پر ان کو خبر پہنچی کہ عبدالرزاق نے انتقال کیا۔ سو انہوں نے دیر کی یمن کی طرف جانے میں۔ بعد اس کے معلوم ہوا کہ عبدالرزاق اس وقت زندہ تھے۔ آخر امام بخاری نے ان سے بواسطہ روایت کی۔

امام بخاری نے کہا جب میں اٹھارہ سال میں لگا تو میں نے کتاب قضایائے صحابہ اور تابعین تصنیف کی پھر تاریخ تصنیف کی مدینہ منورہ میں قبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور میں چاندنی راتوں میں لکھا کرتا تھا اور میری تاریخ میں کم ہی ایسا کوئی نام ہوگا جس کا قصہ مجھ کو یاد نہ ہو، مگر میں نے کتاب کو طول دینا بُرا سمجھا۔

اور سہل بن لسیری نے کہا بخاری نے کہا میں نے سفر کیا شام اور مصر اور جزیرہ کا دو بار، اور بصرہ کا چار بار اور حجاز میں چھ سال تک رہا۔ اور مجھے یاد نہیں کتنی بار کوفہ گیا۔ اسی طرح بغداد میں محدثین کے ساتھ۔

حاشد بن اسمٰعیل نے کہا بخاری ہمارے ساتھ بصرے کے مشائخ کے پاس جاتے تھے۔ اس وقت لڑکے تھے اور کچھ نہ لکھتے تھے یہاں تک کہ کئی دن گزرے۔ پھر سولہ دن کے بعد ہم نے ان کو ملامت کی (کہ تم نے حدیثوں کو جو سنی تھیں لکھا نہیں) اس نے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں، اب میرے سامنے لاؤ جو تم نے لکھا ہے ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار حدیثوں سے زیادہ تھیں جن کو امام بخاری نے یاد سے سنا دیا یہاں تک کہ ہم اپنے

لکھے کو درست کرنے لگے۔

ابو بکر بن ابی عتاب نے کہا ہم نے بخاری سے حدیث لکھی اور ان کی داڑھی مونچھ نہ تھی محمد بن یوسف کے دروازہ پر۔

حافظ ابن حجر نے کہا محمد بن یوسف فریابی ٢١٢ھ میں مرے۔ اس وقت بخاری کا سن اٹھارہ برس یا کم تھا۔

محمد بن ازہر سجستانی نے کہا میں سلیمان بن حرب کی مجلس میں تھا اور بخاری ہمارے ساتھ حدیثیں سنتے تھے اور لکھتے نہ تھے۔ لوگوں نے کہا ان کو کیا ہوا جو نہیں لکھتے؟ انہوں نے کہا وہ بخارا کو جاکر اپنی یاد سے لکھ لیں گے۔

محمد بن ابی حاتم نے بخاری سے نقل کیا میں فریابی کی مجلس میں تھا۔ انہوں نے کہا حدثنا سفیان عن ابی عروبۃ عن ابی الخطاب عن ابی حمزۃ۔ تو مجلس والوں میں سے کسی نے نہ پہچانا ان لوگوں کو جو سفیان کے اوپر ہیں۔ پھر میں نے ان سے کہا ابی عروبہ تو معمر بن راشد ہیں اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ انس بن مالک ہیں۔ امام بخاری نے کہا سفیان ثوری کا یہی حال تھا کہ وہ مشہور شخصوں کی کنیت بیان کرتے (اور اکثر لوگوں کو یہ کنیت معلوم نہ ہوتی)۔

امام بخاری کے عادات اور خصائل اور زہد اور فضائل کا بیان

حافظ ابن حجر نے کہا وراقہ نے کہا میں نے محمد بن خراش سے سنا وہ کہتے تھے میں نے احمد بن حفص سے سنا وہ کہتے تھے میں اسمٰعیل کے پاس گیا جو والد تھے امام بخاری کے ان کی موت کے وقت۔ انہوں نے کہا کہ میرے مال میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی روپیہ حرام یا شبہہ کا ہو۔ اور وراقہ نے کہا کہ امام بخاری کو اپنے باپ کے ترکہ میں سے بہت مال ملا تھا اور وہ اس میں مضاربت کیا کرتے تھے۔ ایک بار ۲۵ پچیس ہزار روپیہ ان کا ایک شخص پر قرض ہو گیا۔ لوگوں نے کہا نالش کرو۔ لیکن امام بخاری نے نالش نہ کی اور اس سے صلح کرلی اس امر پر کہ ہر مہینہ دس روپیہ دیا کرے اور سارا روپیہ ڈوب گیا۔

امام بخاری نے کہا کہ میں نے ساری عمر نہ کوئی چیز خود بیچی، نہ کوئی چیز خود خریدی بلکہ کسی سے کہہ دیا جس نے خرید دی۔ اس لیے کہ خرید اور فروخت میں لغو اور بیکار اور جھوٹ سچ باتیں کرنا پڑتی ہیں۔

غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام بخاری کے پاس کچھ مال آیا۔ تاجروں نے پانچ ہزار کے نفع سے اسے مانگا۔ پھر دوسرے دن اور تاجروں نے دس ہزار کے نفع سے مانگا۔ انہوں نے کہا میں نے نیت کرلی تھی پہلے تاجروں کو دینے کی۔ آخر انہیں کو دیا اور پانچ ہزار کا نفع چھوڑ دیا۔

وراق بخاری نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا اور

میرے خرچ آنے میں دیر ہوئی یہاں تک کہ میں گھانس کھانے لگا۔ جب تیسرا دن ہوا تو ایک شخص آیا جس کو میں نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے ایک تھیلی مجھ کو دی اشرفیوں کی۔

عبداللہ بن محمد صیارفی نے کہا میں امام بخاری کے ساتھ ان کے مکان میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں ان کی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی۔ ان کے سامنے ایک دوات رکھی تھی، اس کو دھکا لگا۔ امام بخاری نے کہا تو کیسے چلتی ہے؟ وہ بولی جب راستہ نہ ہو تو کیونکر چلوں؟ یہ سن کر امام بخاری نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا میں نے تجھ کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبداللہ! اس لونڈی نے تو تم کو غصہ دلایا۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے نفس کو راضی کر لیا اس کے کام سے۔

ایک بار امام بخاری نے ابو معشر سے اپنے قصور کی معافی چاہی۔ انہوں نے کہا کیا قصور ہے؟ امام بخاری نے کہا ایک دن تم حدیث بیان کرتے تھے اور اپنے سر اور ہاتھوں کو ہلاتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے تبسم کیا تھا۔ ابو معشر نے کہا میں نے معاف کیا، خدا تم پر رحم کرے۔

وراق نے کہا امام بخاری کہتے تھے میں نے اپنے پروردگار سے دو بار دعا کی، فوراً قبول ہوگئی۔ پھر میں نے دعا نہ کی اس ڈر سے کہ کہیں میری نیکیاں کم نہ ہو جاویں۔ اور کہتے تھے کہ آخرت میں میرا کوئی دشمن نہ ہوگا۔ میں نے کہا بعضے لوگ تمہاری کتاب التاریخ سے غصے ہیں اور کہتے ہیں اس میں لوگوں کی غیبت ہے۔ امام بخاری نے کہا کتاب التاریخ میں ہم نے روایتیں کی ہیں اور اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہی اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تھا یہ بُرا آدمی ہے (تاکہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں)۔

امام بخاری کہتے تھے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی جب سے مجھ کو معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کو فن رجال میں بھی بڑی احتیاط ہے۔ اکثر یوں کہتے ہیں سکتوا عنہ یا فیہ نظر ترکوہ۔ اور کم کہتے ہیں کہ وہ وضاع ہے یا کذاب ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فلانے نے اس کو کذاب کہا یا کذب کی نسبت کی اس کی طرف۔

بکر بن منیر نے کہا میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو امید ہے اللہ سے ملوں گا اور غیبت کا محاسبہ مجھ سے نہ ہوگا۔

ایک بار امام بخاری نماز پڑھ رہے تھے نو زنبور نے ان کو سترہ بار کاٹا۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو یہ کیا چیز ہے جس نے نماز میں مجھ کو ستایا؟ لوگوں نے دیکھا تو سترہ جگہ زنبور کا ڈنگ لگا ہے اور سوج گیا ہے پر نماز انہوں نے نہ توڑی۔

وراقہ نے کہا ہم فربر میں تھے اور امام بخاری ایک رباط بنا رہے تھے تو اپنے ہاتھوں سے اینٹیں

ڈھوتے۔ہم نے کہا یہ کام اور کوئی کرے گا۔انہوں نے کہا یہی کام کام آوے گا۔

ایک بار ایک گائے انہوں نے کاٹی اور لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا۔قریب سو آدمیوں کے تھے یا زیادہ اور تین درہم کی روٹی منگوائی۔اس وقت درہم کو دو سیر روٹی آتی تھی۔تو سب لوگوں کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹیاں بچ رہیں۔

وراقہ نے کہا امام بخاری بہت کم خوراک تھے اور طالب علموں کے ساتھ بہت احسان کرتے تھے اور نہایت سخی تھے۔ایک بار امام بخاری بیمار ہوئے۔ان کا قارورہ طبیبوں کو بتلایا۔انہوں نے کہا یہ قارورہ تو راہبوں کا سا ہے جو سالن نہیں کھاتے۔پھر امام بخاری نے ان کی تصدیق کی اور کہا کہ چالیس برس سے میں نے سالن نہیں کھایا (یعنی روکھی روٹی پر قناعت کی) طبیبوں نے کہا اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ سالن کھایا کرو۔انہوں نے قبول نہ کیا۔بڑے اصرار سے یہ قبول کیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ کھجور کھایا کریں گے۔

امام حاکم ابو عبداللہ نے بہ سند روایت کیا ہے مقسم بن سعید سے کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو لوگ ان کے پاس جمع ہوتے وہ نماز پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہاں تک کہ قرآن کو ختم کرتے۔پھر سحر کو نصف سے لے کر تہائی قرآن پڑھتے اور تین راتوں میں ختم کرتے اور دن کو ایک ختم کرتے اور افطار کے وقت ختم ہوتا۔اور کہتے تھے کہ ہر ایک ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے،ایک رکعت وتر کی ہوتی۔

امام بخاری کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک تھے،انہوں نے اپنے لباس میں ان کو رکھا تھا۔

ایک بار کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کی دس ہزار حدیثیں چھوڑ دیں جس کے باب میں مجھ کو کچھ شبہہ تھا۔

محمد بن منصور نے کہا ہم ابو عبداللہ بخاری کی مجلس میں تھے۔ایک شخص نے ان کی داڑھی میں سے کچھ کچرا نکالا اور زمین پر ڈال دیا۔امام بخاری نے لوگوں کو جب غافل پایا تو اس کو اُٹھا لیا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔جب مسجد سے باہر نکلے تو اس کو پھینک دیا (گویا مسجد کا اتنا ادب کیا)۔

امام بخاری کی تعریف جو اور محدثین نے کی ہے

ایک بار سلیمان بن حرب نے جو امام بخاری کے شیخ تھے،ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس شخص کا شہرہ ہوگا اور ایسا ہی احمد بن حفص نے کہا۔امام بخاری نے کہا جب میں سلیمان بن حرب کے پاس جاتا تو وہ کہتے بیان کرو ہم سے

غلطیاں نشعبہ کی۔

محمد بن ابی حاتم نے کہا بخاری کہتے تھے اسمٰعیل بن ابی اویس کی کتاب میں سے جب میں حدیثوں کا انتخاب کرتا تو وہ میرے انتخاب کی نقل کر لیتے اور کہتے یہ وہ حدیثیں ہیں جو محمد بن اسمٰعیل نے میری حدیثوں سے چنی ہیں۔

امام بخاری نے کہا ایک بار اصحاب حدیث جمع ہوئے اور مجھ سے درخواست کی کہ اسمٰعیل بن ابی اویس سے کہوں کہ وہ زیادہ قراءت کریں حدیث کی۔ میں نے ان سے کہا۔ انہوں نے لونڈی کو بلایا اور حکم کیا اشرفیوں کی ایک تھیلی نکالنے کا، اور مجھ سے کہا اے ابو عبداللہ! یہ اشرفیاں بانٹ دو ان کو۔ میں نے کہا وہ تو حدیث کے طالب ہیں۔ اسمٰعیل نے کہا جو وہ چاہتے ہیں میں نے منظور کیا، مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ بھی ان کو دوں۔ بخاری نے کہا اسمٰعیل بن اویس نے مجھ سے کہا تم میری کتابوں کو دیکھو اور میرے تمام ملک کو اور میں تمہارا شکر گزار ہوں ہمیشہ جب تک زندہ ہوں۔

حاشد بن اسمٰعیل نے کہا مجھ سے ابو مصعب احمد بن ابی بکر زُہری نے کہا محمد بن اسمٰعیل ہمارے نزدیک زیادہ فقیہ ہیں اور زیادہ جاننے والے ہیں حدیث کے احمد بن حنبل سے۔ ایک شخص بولا تم حد سے بڑھ گئے۔ ابو مصعب نے کہا اگر میں امام مالک کو پاتا پھر ان کا منہ دیکھتا اور محمد بن اسمٰعیل کا تو یہی کہتا کہ وہ دونوں ایک ہیں حدیث اور فقہ میں (احمد بن حنبل سے بڑھانے پر انہوں نے تعجب کیا تھا، ابو مصعب نے ان کو امام مالک کے برابر کر دیا جو احمد بن حنبل کے استاذ کے استاذ ہیں)۔

عبدان ابن عثمان نے کہا میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے کوئی جوان ان سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہیں دیکھا اور اشارہ کیا محمد بن اسمٰعیل کی طرف۔

محمد بن قتیبہ بخاری نے کہا میں ابو عاصم نبیل کے پاس تھا۔ وہاں میں نے ایک لڑکا دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کس ملک کا رہنے والا ہے؟ انہوں نے کہا بخارا کا۔ میں نے کہا کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے کہا اسمٰعیل کا۔ میں نے کہا تم تو میری قرابت میں ہو۔ ایک شخص ان کے سامنے بولا یہ لڑکا ہے جو مقابلہ کرتا ہے بوڑھوں سے۔

قتیبہ بن سعید نے کہا میں فقہا اور زہاد اور عباد کے پاس بیٹھا اور جس وقت سے مجھ کو عقل ہوئی آج تک میں نے کسی کو محمد بن اسمٰعیل کے مثل نہیں پایا، اور وہ اپنے زمانہ میں ایسے ہیں جیسے حضرت عمرؓ تھے صحابہ میں۔

قتیبہ نے کہا اگر محمد بن اسمٰعیل صحابہ میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتی خدا کی قدرت کی۔

محمد بن یوسف ہمدانی نے کہا ہم قتیبہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شعرانی شخص آیا جس کو ابو یعقوب کہتے تھے۔ اس نے پوچھا محمد بن اسمٰعیل کو۔ قتیبہ نے کہا اے لوگو! میں نے دیکھا حدیث والوں کو اور رائے والوں کو۔ اور میں نے صحبت کی فقہاء اور زہاد اور عباد سے، اور جب سے مجھ کو عقل آئی میں نے محمد بن اسمٰعیل کے مانند

کسی شخص کو نہ پایا۔

قتیبہ سے کسی نے پوچھا نشہ میں طلاق دینے کا حکم، اتنے میں محمد بن اسمٰعیل آئے تو قتیبہ نے اس شخص سے کہا یہ احمد بن حنبل ہیں اور اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی، اللہ نے ان سب کو تیرے پاس بھیج دیا اور اشارہ کیا انہوں نے بخاری کی طرف

ابو عمرو کرمانی نے کہا میں نے مہیار سے بصرے میں قتیبہ کا قول بیان کیا کہ میرے پاس لوگ آئے مشرق اور مغرب سے لیکن کوئی محمد بن اسمٰعیل کی مثل نہیں آیا۔ مہیار نے کہا قتیبہ سچ کہتے ہیں۔ میں نے قتیبہ اور یحییٰ بن معین کو بخاری کے پاس آتے جاتے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ یحییٰ بن معین ان کی پیروی کرتے تھے معرفتِ حدیث اور رجال میں۔

ابراہیم بن محمد بن سلام نے کہا بڑے بڑے اصحاب حدیث جیسے سعید بن ابی مریم، حجاج بن منہال، اسمٰعیل بن ابی اویس، حمیدی، نعیم بن حماد، محمد بن یحییٰ عدنی، حسن بن علی، خلال محمد ابن میمون خیاط، ابراہیم بن المنذر، ابو کریب محمد بن علاء، ابو سعید عبد اللہ بن سعید، شیخ ابراہیم بن موسیٰ اور ان کی مثل کے لوگوں نے فضیلت دی ہے محمد بن اسمٰعیل کو اپنے اوپر نظر اور معرفت میں۔

احمد بن حنبل نے کہا خراسان سے کوئی شخص محمد بن اسمٰعیل کی طرح نہیں نکلا۔

یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا محمد بن اسمٰعیل بخاری اس امت کے فقیہ ہیں۔

بندار بن بشار نے کہا وہ زیادہ فقیہ ہیں تمام خلق اللہ سے ہمارے زمانے میں۔

حاشد بن اسمٰعیل نے کہا میں بصرے میں تھا۔ اتنے میں محمد بن اسمٰعیل کے آنے کی خبر سنی۔ جب وہ آئے تو محمد بن بشار نے کہا آج تمام فقہاء کے سردار آئے۔

محمد بن ابراہیم نے کہا میں نے بندار سے سنا ۲۲۸ھ میں وہ کہتے تھے کوئی ہمارے پاس محمد بن اسمٰعیل کی مثل نہیں آیا۔ بندار نے کہا میں کئی برس سے ان کی وجہ سے فخر کرتا ہوں۔

موسیٰ بن قریش نے کہا عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بخاری سے کہا اے ابو عبد اللہ! میری کتابوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں نقص ہو بیان کرو۔ بخاری نے کہا اچھا۔

بخاری نے کہا میں حمیدی کے پاس گیا، اس وقت میری عمر اٹھارہ برس کی تھی یعنی اول سال میں حج کے۔ ان کے اور ایک شخص کے بیچ میں اختلاف ہو رہا تھا کسی حدیث میں۔ حمیدی نے جب مجھ کو دیکھا تو کہا اب وہ شخص آیا جو ہمارے اختلاف کا فیصلہ کر دے گا۔ پھر دونوں نے اپنا جھگڑا بیان کیا۔ میں نے حمیدی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ حق پر تھے۔

بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے کہا میری کتابوں کو دیکھو اور ان میں جو غلطی ہو درست کر دو۔ بعض لوگوں نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں؟ محمد بن سلام نے کہا یہ وہ شخص ہیں جن کی مثل کوئی نہیں ہے۔

محمد بن سلام کہتے تھے جب محمد بن اسمٰعیل میرے پاس آتے تو میں حیران ہو جاتا اور ڈرتا کہیں ان کے سامنے مجھ سے غلطی نہ ہو۔

سلیم بن مجاہد نے کہا میں محمد بن سلام کے پاس تھا۔ انہوں نے کہا کاش تو ذرا پہلے آتا تو ایک لڑکا دیکھتا جس کو ستر ہزار حدیث یاد ہے۔

حاشد بن اسمٰعیل نے کہا میں نے اسحاق بن راہویہ (مجتہد مشہور) کو دیکھا وہ منبر پر بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل ان کے ساتھ بیٹھے تھے اور اسحاق حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک حدیث انہوں نے بیان کی محمد بن اسمٰعیل نے اس کا انکار کیا۔ اسحاق نے کہا اے حدیث والو! اس جوان کی طرف دیکھو اور اس سے لکھو کیونکہ اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے میں ہوتا تو وہ اس کے محتاج ہوتے حدیث اور فقہ میں۔

بخاری نے کہا اسحاق بن راہویہ نے میری کتاب التاریخ لی اور عبداللہ بن طاہر امیر کے پاس لے گئے اور کہا اے امیر! میں تجھ کو ایک سحر دکھلاؤں۔

ابوبکر مدینی نے کہا ہم ایک دن اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل وہاں موجود تھے اسحاق نے ایک حدیث بیان کی جس کے صحابی سے عطا کیخارانی راوی تھے۔ اسحاق نے کہا اے ابوعبداللہ! یہ کیخاران کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک گاؤں ہے یمن میں، اور معاویہ نے اس صحابی کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ عطا نے ان سے دو حدیثیں سنی۔ اسحاق نے کہا اے ابوعبداللہ! تم تو اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہو جیسے تم اس وقت موجود تھے۔

بخاری نے کہا میں اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھا تھا ان سے کسی نے پوچھا بھولے سے کوئی طلاق دے تو کیا حکم ہے؟ وہ بڑی دیر تک سکوت میں رہے۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا میری امت کو جو وہ اپنے دل میں خیال کرے جب تک عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔ تو ہر بات میں تین چیزیں ضرور ہیں۔ عمل[۱] اور کلام[۲] اور قلب[۳]۔ پھر جس نے بھولے سے طلاق دیا اس نے دل نہیں لگایا۔ اسحاق نے کہا تو نے میری رائے کو زور دیا اللہ تجھ کو زور دے اور یہی فتویٰ دیا۔

فتح بن نوح نیشاپوری نے کہا میں علی بن المدینی کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا محمد بن اسمٰعیل ان کے داہنے طرف بیٹھے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کی طرف دیکھ کر کرتے ہیں ان کے ڈر سے۔

بخاری نے کہا میں نے اپنے تئیں کہیں چھوٹا نہ سمجھا مگر علی بن المدینی کے پاس۔ حامد نے کہا میں نے یہ علی بن المدینی سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ان کی بات پر مت خیال کر۔ انہوں نے اپنا مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

بخاری نے کہا علی بن المدینی مجھ سے پوچھتے شیوخ خراسان کو تو میں ان سے بیان کرتا محمد بن سلام کو وہ ان کو نہ پہچانتے۔ آخر ایک دن انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ! جس کے پاس تم گئے وہ ہم کو پسند ہے۔

بخاری نے کہا عمرو بن علی فلاس کے یاروں نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر کیا۔ میں نے کہا یہ حدیث مجھے معلوم نہیں۔ وہ خوش ہوئے اور فلاس کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیل سے ایک حدیث کا ذکر کیا، انہوں نے نہ پہچانا۔ فلاس نے کہا جس حدیث کو محمد بن اسمٰعیل نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں ہے۔

ابو عمر کرمانی نے کہا میں نے عمرو بن علی فلاس سے سنا وہ کہتے تھے میرے دوست ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جن کا مثل خراسان میں نہیں ہے۔

رجاء بن مرجاء نے کہا محمد بن اسمٰعیل کی فضیلت علماء پر ایسی ہے جیسے مردوں کی فضیلت عورتوں پر اور کہا کہ وہ نشانی ہیں خدا کی جو زمین پر چلتے ہیں۔

حسین بن حریث نے کہا میں تو نہیں جانتا کہ میں نے کسی شخص کو محمد بن اسمٰعیل کی مثل دیکھا ہو گویا وہ حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے۔

احمد بن الضوء نے کہا میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے سنا وہ دونوں کہتے تھے ہم نے محمد بن اسمٰعیل کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور ابو بکر بن ابی شیبہ ان کو بازل یعنی کامل کہتے۔

ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا محمد بن اسمٰعیل عبداللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تھے۔ جب وہ اُٹھے تو عبداللہ نے کہا اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو اس اُمت کی زینت کیا ہے۔ ابو عیسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ کہنا پورا کر دیا۔

ابو عبداللہ فربری نے کہا میں نے عبداللہ بن منیر کو دیکھا وہ بخاری سے لکھتے تھے اور کہتے تھے میں ان کے شاگردوں میں سے ہوں۔ حافظ ابن حجر نے کہا عبداللہ بن منیر شیوخ بخاری میں سے ہیں اور روایت کیا ان سے بخاری نے جامع صحیح میں اور کہا میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔ ان کی وفات اسی سال ہوئی جس سال احمد بن حنبل کی ہوئی۔

محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا میں نے یحییٰ بن جعفر بیکندی سے سنا وہ کہتے تھے اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنی عمر محمد بن اسمٰعیل کو دے دیتا۔ اس لیے کہ میری موت ایک شخص کی موت ہے اور محمد بن اسمٰعیل کی موت علم کی موت ہے۔ اور کہتے تھے امام بخاری سے اگر تم نہ ہوتے تو مجھ کو بخارا میں کچھ عیش نہ ہوتا۔

عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا محمد بن اسمٰعیل امام ہیں۔ اور جس نے ان کو امام نہیں کہا میں اس کو تہمت لگاتا ہوں اور کہا کہ ہمارے زمانہ کے حافظ تین ہیں۔ پھر شروع کیا بخاری سے۔

علی بن حجر نے کہا خراسان سے تین آدمی نکلے۔ پھر شروع کیا بخاری سے اور کہا کہ وہ تینوں میں زیادہ جاننے والے

ہیں حدیث کے اور زیادہ فقیہ ہیں اور میں ان کی مثل کسی کو نہیں جانتا۔

احمد بن اسحاق سرمادی نے کہا جو شخص چاہے کہ سچے فقیہ کو دیکھے وہ محمد بن اسمٰعیل کو دیکھے۔

حاشد نے کہا میں نے عمرو بن زرارہ اور محمد بن رافع کو محمد بن اسمٰعیل کے پاس پایا۔ وہ دونوں ان سے حدیث کی علتوں کو پوچھ رہے تھے۔ جب کھڑے ہوئے تو لوگوں سے کہا تم کو ابو عبداللہ کے باب میں دھوکا نہ ہو۔ یہ ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں اور زیادہ سمجھ والے۔ انہوں نے کہا میں ایک دن اسحاق بن راہویہ کے پاس تھا اور عمرو بن زرارہ ابو عبداللہ سے لکھ رہے تھے اور محدثین ان سے اور اسحاق کہہ رہے تھے وہ مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ اس وقت ابو عبداللہ جوان تھے۔

ابن اشکاب غصہ ہو گئے ایک حافظ کے کلام پر جو اس نے محمد بن اسمٰعیل کے حق میں کیا اور مجلس سے اُٹھ گئے۔

عبداللہ بن محمد بن سعید نے کہا جب احمد بن حرب نیشاپوری مرے تو اسحاق بن راہویہ اور محمد بن اسمٰعیل ان کے جنازے کے ساتھ چلے اور میں اہل معرفت سے سنتا تھا۔ وہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے محمد بن اسمٰعیل اسحاق سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابو حاتم رازی نے کہا خراسان سے کوئی محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ حافظ نہیں نکلا اور نہ خراسان سے عراق کو کوئی ان سے زیادہ عالم آیا۔

محمد ابن حریث نے کہا میں نے ابو زرعہ سے پوچھا ابن لہیعہ کو انہوں نے کہا ترک کیا اس کو ابو عبداللہ یعنی امام بخاری نے۔

حسین ابن محمد عجلی نے کہا میں نے کوئی محمد بن اسمٰعیل کے مثل نہیں دیکھا۔ اور مسلم بھی حدیث کے حافظ تھے لیکن وہ محمد بن اسمٰعیل کے درجہ کو نہیں پہنچے۔

عجلی نے کہا میں نے ابو زرعہ اور ابو حاتم کو دیکھا وہ دونوں بخاری سے سنتے تھے اور بخاری پیشوا تھے، اور دیندار تھے اور محمد بن یحییٰ ذہلی سے انتہا درجہ زیادہ عالم تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی نے کہا میں نے عالموں کو دیکھا حرمین اور حجاز اور شام اور عراق میں پر کسی کو اتنا جامع نہیں پایا جیسے محمد بن اسمٰعیل کو اور وہ ہم سب سے زیادہ ہیں علم اور فقہ میں اور سب سے زیادہ ہیں حدیث کی طلب میں۔

دارمی سے ایک حدیث کو پوچھا گیا اور کہا کہ بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بخاری مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ تمام خلق اللہ میں دانشمند ہیں اور اللہ کے اوامر اور نواہی کو خوب جانتے ہیں۔

اور محمد بن اسمٰعیل جب قرآن پڑھتے تو دل اور آنکھ اور کان اسی میں لگا دیتے اور اس کے امثال اور حرام اور حلال میں فکر کرتے۔

ابو الطیب حاتم بن منصور نے کہا محمد بن اسمٰعیل اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے

ابو سہل فقیہ نے کہا میں بصرے اور شام اور حجاز اور کوفہ میں گیا اور وہاں کے علماء کو دیکھا جب محمد بن اسمٰعیل کا ذکر آتا تو وہ سب ان کو فضیلت دیتے اپنے اوپر۔ ابو سہل نے کہا میں نے مصر میں تیس سے زیادہ عالموں سے سنا وہ کہتے تھے ہماری خواہش دنیا میں یہ ہے کہ محمد بن اسمٰعیل کو دیکھ لیویں۔

صالح بن محمد نے کہا میں نے کوئی خراسان کا شخص محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ سمجھ کا نہیں دیکھا اور کہا کہ وہ ان سب لوگوں سے زیادہ حافظ تھے حدیث کے۔ اور میں ان سے لکھتا تھا بغداد میں تو حاضرین مجلس بیس ہزار سے زیادہ ہو گئے۔

حافظ ابو العباس سے پوچھا گیا ابو زرعہ اور محمد بن اسمٰعیل دونوں میں کون زیادہ حافظ ہے؟ انہوں نے کہا میں محمد بن اسمٰعیل سے ملا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث ایسی بیان کروں جس کو وہ نہ پہچانتے ہوں پر نہ ہو سکا۔ اور ابو زرعہ کے سامنے میں ایسی حدیثیں ان کے سر کے بالوں کے شمار میں بیان کر سکتا ہوں۔

محمد بن عبدالرحمٰن دغولی نے کہا اہل بغداد نے محمد بن اسمٰعیل کو ایک کتاب لکھی اس میں یہ شعر تھا ؎

اَلْمُسْلِمُوْنَ بِخَیْرٍ مَّا بَقِیْتَ لَهُمْ وَلَیْسَ بَعْدَكَ خَیْرٌ حِیْنَ تُفْتَقَدُ !

یعنی جب تک تم ہو مسلمانوں کی بہتری ہے اور جب تم نہ رہے تو ان کی بہتری بھی نہیں ہے

امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا آسمان کے نیچے کوئی حدیث کا جاننے والا محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ نہیں ہے۔

ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا میں نے علل اور اسانید کا زیادہ جاننے والا محمد بن اسمٰعیل سے نہ دیکھا۔

مسلم نے ان سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں کوئی تمہارے مثل نہیں ہے۔

احمد بن یسار نے تاریخ مرو میں لکھا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے علم کو طلب کیا اور لوگوں کی صحبت میں بیٹھے اور حدیث کے لیے سفر کیا اور اس میں مہارت حاصل کی اور صاحب بصیرت ہوئے اور صاحب معرفت بڑے حافظے والے تھے اور فقیہ تھے۔

ابن عدی نے کہا یحییٰ بن ساعد جب بخاری کا ذکر کرتے تو کہتے وہ جنگ کرنے والے مینڈھے ہیں۔

ابو عمرو خفاف نے کہا ہم سے حدیث بیان کی پرہیزگار، پاک ایسے عالم نے جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا محمد بن اسمٰعیل نے۔ اور کہا کہ ان کو حدیث کا علم احمد اور اسحاق سے بیس درجہ زیادہ تھا اور جس نے ان کے حق میں کچھ برائی کی اس پر میری طرف سے ہزار لعنت ہے۔ اور کہا کہ اگر بخاری اس دروازے سے آویں اور میں حدیث بیان کرتا ہوں تو میں رعب سے بھر جاؤں

عبداللہ بن حماد آملی نے کہا مجھے آرزو ہے کہ میں امام بخاری کے بدن کا ایک بال ہوتا۔

سلیم ابن مجاہد نے کہا میں نے ساٹھ برس سے کسی کو نہ ایسا فقیہ دیکھا نہ ایسا پرہیزگار جیسے محمد بن اسمٰعیل تھے
موسٰی بن ہارون نے کہا اگر اہل اسلام جمع ہو کر چاہیں کہ کوئی دوسرے شخص کو بخاری کی طرح کھڑا کریں
تو یہ ممکن نہیں۔

عبداللہ بن محمد بن سعید بن جعفر نے کہا میں نے بصرہ میں علماء سے سنا وہ کہتے تھے دنیا میں کوئی محمد بن اسمٰعیل
کی مثل معرفت اور صلاح میں نہیں ہے۔ پھر عبداللہ نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں۔

حافظ ابوالعباس نے کہا اگر کوئی شخص تیس ہزار حدیث لکھے تو وہ بے پروا نہ ہو گا بخاری کی تاریخ سے۔

حاکم ابواحمد نے کہا وہ اماموں میں سے تھے معرفت حدیث میں اور جمع حدیث میں۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ بخاری کے مشائخ اور ان کے اہل عصر کے اقوال ہیں، اور جو میں بعد والوں کے بھی اقوال
لکھوں تو کاغذ تمام ہو جاوے گا اور عمر ختم ہو جاوے گی۔ یعنی بے شمار لوگوں نے ان کی تعریف کی ہے۔

امام بخاری کے وسعتِ حافظہ اور سرعتِ ذہن اور وفورِ علم کا بیان

ابن عدی نے کہا میں نے بغداد کے متعدد مشائخ سے سنا وہ کہتے تھے جب محمد بن اسمٰعیل بغداد کو آئے تو
اصحاب حدیث نے ان کا حال سنا اور سب جمع ہوئے اور ان کا امتحان لینا چاہا تو سو حدیثوں کے متون اور اسانید
کو الٹ پلٹ کر دس دس حدیثیں دس آدمیوں کو بانٹ دیں اور یہ ٹھیرا کہ بخاری کی مجلس میں جا کر ہر ایک آدمی
ان سے باری باری یہ حدیثیں پوچھے۔ جب مجلس جم گئی اور بہت سے لوگ بغداد اور خراسان کے حاضر تھے تو ان
دس آدمیوں میں سے ایک اٹھا اور اس نے پوچھا ایک حدیث کو ان دس حدیثوں میں سے۔ بخاری نے کہا میں
نہیں پہچانتا اس حدیث کو۔ پھر اس نے دوسری حدیث پوچھی۔ بخاری نے یہی جواب دیا، یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گیا
اور بخاری یہی کہتے رہے میں نہیں پہچانتا۔ اب جو علماء تھے وہ تو تاڑ گئے کہ یہ شخص سمجھ دار ہے اور جو ناواقف تھے
وہ بخاری کو کم علم سمجھے۔ جب دسوں آدمی اپنی اپنی حدیثوں سے فارغ ہو گئے اور بخاری یہی جواب دیتے رہے
میں نہیں پہچانتا۔ اس وقت وہ متوجہ ہوئے پہلے شخص کی طرف اور کہا تیری پہلی حدیث تو وہ اس طرح سے ٹھیک
ہے، اور دوسری اس طرح اور تیسری اس طرح۔ یہاں تک کہ دسوں کو بیان کر دیا۔ اور ہر ایک کا متن اس کے اسناد
کے ساتھ اور اسناد متن کے ساتھ لگایا۔ پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے، پھر تیسرے کی طرف اور دسوں
سے اسی طرح بیان کیا۔ تب سب لوگوں نے ان کے حفظ اور فضیلت کا اقرار کیا۔

حافظ ابن حجر نے کہا اس نقل سے امام بخاری کا حافظہ معلوم ہوتا ہے۔ اول تو غلط حدیثوں اور اسنادوں کا
صحیح کرنا، دوسرے بہ ترتیب پھر سو حدیثوں کو بیان کرنا دونوں سخت مشکل ہیں۔ حالانکہ امام بخاری نے ان حدیثوں کو

ایک ہی بار سنا تھا۔ اور ہم نے ابو بکر کلورانی سے روایت کیا کہ امام بخاری ایک ہی بار میں کتاب کی کتاب یاد کر لیتے تھے۔ اور اوپر گزر چکا کہ وہ طالب علمی کے زمانے میں بھی سنتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔

ابو الازہر نے کہا سمرقند میں چار سو محدث تھے۔ سب کے سب جمع ہوئے اور محمد بن اسمٰعیل کو مغالطہ دینا چاہا۔ اور شام کی اسناد عراق کی اسناد میں شریک کر دی اور عراق کی حرم میں اور حرم کی یمن میں۔ باوجود اس کے ایک غلطی بھی امام بخاری سے نہ کرا سکے (سبحان اللہ! یہ حافظہ اور یہ ذہن خداداد تھا)۔

غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے میں نے سنا ابو القاسم منصور بن اسحاق بن ابراہیم اسدی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ابراہیم سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا یوسف بن موسٰی مروزی سے۔ وہ کہتے تھے میں بصرے میں تھا جامع مسجد میں، اتنے میں ایک منادی کی آواز سنی اے علم والو! محمد بن اسمٰعیل بخاری آئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ کھڑے ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ پھر ہم نے دیکھا ایک شخص کو جو جوان ہے، اس کی داڑھی میں سفیدی نہیں ہے انہوں نے نماز پڑھی ستون کے پیچھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور ان سے درخواست کی ایک مجلس میں حدیث سنانے کی۔ انہوں نے قبول کیا۔ پھر منادی نے آواز دی اے علم والو! محمد بن اسمٰعیل بخاری آئے اور ہم نے ان سے درخواست کی ایک مجلس کرنے کی حدیث سنانے کے لیے تو انہوں نے منظور کر لیا کل فلاں مقام میں مجلس ہوگی۔ جب دوسرا دن ہوا تو محدثین اور حفاظ اور فقہاء جمع ہوئے قریب ایک ہزار آدمیوں کے۔ ابو عبداللہ حدیث سنانے کے لیے بیٹھے۔ انہوں نے سنانے سے پہلے کہا اے بصرہ والو! میں جوان ہوں اور تم نے مجھ سے چاہا کہ میں تم سے حدیث بیان کروں۔ اور میں تم سے حدیث بیان کروں گا تمہارے شہر والوں کی جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے تعجب کیا۔ امام بخاری نے حدیث سنانا شروع کیا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن عثمان بن جبلہ بن رواد عتکی نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے اس نے شعبہ سے، اس نے منصور وغیرہ سے، اس نے سالم بن ابی الجعد سے اس نے انسؓ بن مالک سے کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص محبت کرتا ہے ایک قوم سے، اخیر تک۔ پھر امام بخاری نے کہا یہ حدیث تمہارے پاس منصور کی روایت سے نہیں ہے بلکہ اور لوگوں کی روایت سے ہے سوا منصور کے۔ یوسف بن موسٰی نے کہا پھر اسی طرح مجلس کو تمام کیا۔ ہر ایک حدیث کو روایت کرتے اور کہتے یہ تمہارے پاس فلاں کی روایت سے نہیں ہے۔

حمدویہ بن خطاب نے کہا جب بخاری اخیر بار عراق سے آئے اور لوگ ان سے بہت ملے اور ہجوم کیا تو انہوں نے کہا کاش تم اس وقت دیکھتے جب ہم بصرے کو گئے تھے۔ گویا انہوں نے اشارہ کیا اسی قصہ کی طرف۔

امام بخاری نے کہا میں نیشاپور میں خفیف بیمار ہوا رمضان کے مہینہ میں تو اسحاق بن راہویہ مجھے پوچھنے کو آئے اپنے چند یاروں کے ساتھ۔ انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ! کیا تم روزے سے نہیں ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تم نے جلدی کی رخصت کے قبول کرنے میں۔ میں نے کہا مجھ کو خبر دی عبدان نے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے، کہا کونسی بیماری میں افطار کرنا چاہیے عطا نے کہا کوئی سی بیماری ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا امام بخاری نے کہا یہ روایت اسحاق بن راہویہ کے پاس نہیں تھی۔

سلیم بن مجاہد نے کہا محمد بن اسمٰعیل کہتے تھے میں کوئی حدیث صحابہ اور تابعین سے روایت نہیں کرتا جن کی ولادت اور وفات اور وطن کو میں نہ جانتا ہوں، اور میں کوئی حدیث موقوف ایسی روایت نہیں کرتا جس کے اصل اللہ کی کتاب یا رسول اللہ کی سنت سے مجھ کو معلوم نہ ہو۔

علی بن حسین بن عاصم بیکندی نے کہا محمد بن اسمٰعیل ہمارے پاس آئے۔ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے بولا میں نے اسحاق بن راہویہ سے سنا وہ کہتے تھے گویا میں اپنی کتاب میں ستر ہزار حدیثوں کو دیکھ رہا ہوں۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا اس میں تعجب کیا ہے۔ شاید اس زمانہ میں وہ شخص موجود ہو جو دو لاکھ حدیثوں کی طرف اپنی کتاب میں دیکھ رہا ہو، اور مراد لیا اس سے اپنے تئیں۔

محمد بن حمدویہ نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح۔

وراقہ نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں رات کو نہیں سویا یہاں تک کہ میں نے شمار کیا کہ کتنی حدیثیں میں نے اپنی کتابوں میں شریک کیں تو وہ دو لاکھ حدیثیں نکلیں، اور ایک روایت میں ہے امام بخاری نے کہا میں دس ہزار حدیثیں صرف نماز کے باب میں روایت کر سکتا ہوں۔ وراقہ نے کہا میں نے ان سے پوچھا کہ جتنی حدیثیں تمہاری کتابوں میں ہیں وہ سب تم کو یاد ہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ان میں سے کوئی مجھ پر چھپی ہوئی نہیں ہے اور میں نے اپنی تمام کتابوں کو تین بار تصنیف کیا ہے (یعنی تین بار صاف کیا ہے) اور ایک بار میں نے سنا کہ انہوں نے بھلاواں پیا ہے۔ میں نے پوچھا ان سے تنہائی میں حافظہ کی کوئی دوا بھی ہے؟ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حافظہ کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ انسان اپنی یاد پر بھروسہ نہ کرے اور ہمیشہ دیکھتا رہے۔ اور کہتے تھے کہ میں حج کے بعد مدینہ میں ایک سال رہا۔ پھر بصرہ میں پانچ برس رہا، اپنی کتابوں کے ساتھ تصنیف کرتا تھا اور حج کرتا تھا اور مکہ سے بصرہ کو لوٹ جاتا تھا۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تصنیفات میں مسلمانوں کو برکت دے گا۔ اور کہتے تھے کہ ایک بار میں نے انسؓ کے یاروں کا خیال کیا تو تین سو آدمی میرے ذہن میں آئے۔ اور میں کسی شیخ کے پاس نہیں گیا مگر جتنا

فائدہ میں نے اس سے اُٹھایا اس سے زیادہ اس نے مجھ سے اُٹھایا۔
وراق نے کہا امام بخاری نے ہبہ میں ایک کتاب بنائی جس میں پانچ سو حدیثیں تھیں اور کہا کہ وکیع کی کتاب میں ہبہ کے باب میں صرف دو یا تین حدیثیں مسند ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ ہوں گی۔
اور کہتے تھے میں حدیث بیان کرنے کے لیے نہیں بیٹھا یہاں تک کہ میں نے صحیح حدیث کو سقیم سے پہچانا اور یہاں تک کہ میں نے اہل رائے کی کتابیں دیکھیں اور بصرہ میں کوئی حدیث نہ چھوڑی جس کو میں نے نہ لکھا ہو۔ اور کہتے تھے کہ کوئی چیز جس کی احتیاج ہو ایسی نہیں ہے جو کتاب اور سنت میں نہ ہووے۔ میں نے کہا اس کی معرفت ممکن ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ممکن ہے۔
احمد بن حمدون حافظ نے کہا میں نے امام بخاری کو ایک جنازے میں دیکھا اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے پوچھتے تھے اسماء اور علل کو، اور بخاری تیر کی طرح اس کے بیان کرنے میں رواں تھے، گویا قل ہو اللہ پڑھ رہے ہیں۔
ابو حامد اعمش حافظ سے روایت ہے، ہم محمد بن اسمٰعیل بخاری کے پاس تھے نیشاپور میں۔ اتنے میں مسلم بن حجاج (جن کی صحیح مسلم ہے) آئے اور ان سے یہ حدیث پوچھی عبد اللہ بن عمر کی ابو الزبیر سے انہوں نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا۔ اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ تھے اخیر تک جو لمبی حدیث ہے۔ بخاری نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے، انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے بھائی نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے عبید اللہ سے پھر بیان کی پوری حدیث۔ پھر ایک آدمی نے ان کے سامنے یہ حدیث پڑھی حجاج بن محمد کی ابن جریج سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا مجلس کا کفارہ جب آدمی کھڑا ہو یہ ہے کہ کہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ مسلم نے کہا دنیا میں اس سے بھی اچھی حدیث ہوگی؛ ابن جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن سہیل بن ابی صالح۔ اور اس اسناد سے دنیا میں یہی حدیث ہے محمد بن اسمٰعیل نے کہا ہاں مگر اس میں علت ہے۔ مسلم نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور لرز گئے اور کہا بیان کرو مجھ سے وہ علت کیا ہے؟ بخاری نے کہا چھپا اس کو جو اللہ نے چھپایا یہ حدیث بڑی ہے، لوگوں نے اس کو روایت کیا حجاج بن محمد سے انہوں نے ابن جریج سے۔ مسلم نے عاجزی کی اور امام بخاری کا سر چوما اور رونے کے قریب ہو گئے۔ امام بخاری نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ضرور ہے تو لکھ لے۔ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے، حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہوں نے عون بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کفارہ مجلس کا، انتہیٰ۔ مسلم نے کہا تم سے وہی دشمنی رکھے گا جو حاسد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں تمہاری مثل کوئی نہیں ہے۔ اور ایسا ہی روایت کیا حاکم نے اس قصے کو تاریخ نیشاپور میں ابو محمد مخلدی سے اور روایت کیا اس کو بیہقی نے مدخل میں حاکم سے۔

دوسری طرز پر اس میں یہ ہے کہ میں نے سنا ابو نصر احمد بن محمد وراق سے۔ وہ کہتے تھے میں نے سنا احمد بن حمدون قصار سے یعنی ابو حامد اعمش سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا مسلم بن حجاج سے اور وہ آئے محمد بن اسمٰعیل بخاری کے پاس پھر بوسہ دیا ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں اور کہا مجھے چومنے دو پاؤں اپنے اے استادوں کے استاذ اور اے محدثوں کے سردار اور اے طبیب حدیث کی علتوں کے تم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی مخلد بن یزید نے ہم کو خبر دی ابن جریج نے مجھ سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجلس کے کفارہ میں۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا اور ہم سے حدیث بیان کی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان دونوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی حجاج بن محمد نے انہوں نے سنا ابن جریج سے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سہیل سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب مجلس سے اُٹھے تو یہ کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ حدیث ملاحت دار ہے اور میں نہیں جانتا اس اسناد سے دنیا میں مگر یہی حدیث۔ اتنی بات ہے کہ یہ حدیث معلول ہے۔ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سہیل نے انہوں نے عون بن عبداللہ سے ان کا قول نقل کیا محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ اولیٰ ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ کی مسنداً سہیل سے کوئی روایت نہیں کرتا اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے علوم الحدیث میں اسی اسناد سے اس سے مختصراً اور اس کے اخیر میں یہ کہا جس سے وہم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے کہا میں اس باب میں سوا ایک حدیث کے اور نہیں جانتا حالانکہ بخاری نے یہ نہیں کہا بلکہ بخاری کا کلام اوپر گذرا اور قیاس سے بعید ہے کہ بخاری ایسا کہتے باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھیں وہ حدیثیں جو اس باب میں آئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا اس باب میں۔

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل کا بیان

ابوالہیثم کشمیہنی نے کہا میں نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے سنا، کہتے تھے میں نے اس جامع صحیح میں کوئی حدیث داخل نہیں کی جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور کہتے تھے میں نے جامع کو چھ لاکھ حدیث سے انتخاب کیا۔ اور کہتے تھے میں نے یہ کتاب جامع مسجد حرام میں تصنیف کی۔ اور کوئی حدیث اس میں شریک نہیں کی جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور یقین نہ ہوا مجھ کو اس کی صحت پر۔

حافظ ابن حجر نے کہا اور روایتوں میں جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہروں میں تصنیف کرتے تھے۔ ان میں اور اس روایت میں تطبیق اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اس کی تصنیف شروع کی مسجد حرام میں۔ پھر حدیثیں نکالتے رہے اور شہروں میں بھی۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو سولہ برس میں تصنیف کیا اور ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک وہ مکہ میں نہیں رہے تھے۔ اور ابن عدی اور ایک جماعت نے روایت کیا کہ امام بخاری نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان مرتب کیا اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور یہ روایت بھی اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے۔ کس لیے کہ مرتب کرنے سے یہاں مراد صاف کرنا ہے۔ تو مسودہ پہلے کیا ہوگا اور صاف یہاں کیا ہوگا۔

فربری نے کہا میں نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے میں نے امام بخاری کو خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے دیکھا۔ جہاں سے آپ قدم اٹھاتے بخاری اسی جگہ قدم رکھتے۔ خطیب نے نجم بن فضیل سے بھی یہی خواب نقل کیا۔

خطیب نے کہا مجھ کو لکھا علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے، انہوں نے سنا محمد بن مکی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا فربری سے، وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا محمد بن اسمٰعیل کے پاس۔ آپ نے فرمایا میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔

ابوسہل محمد بن احمد مروزی سے باسناد مروی ہے وہ کہتے تھے میں نے ابوزید مروزی سے سنا وہ کہتے تھے میں رکن اور مقام کے بیچ میں کھڑا تھا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابوزید! تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھاوے گا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کتاب کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری کی۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی سے پوچھا علاء اور سہیل کو۔ انہوں نے کہا وہ دونوں بہتر ہیں فلیح سے اور ان سب کتابوں

ہیں کوئی کتاب محمد بن اسمٰعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔

ابو جعفر عقیلی نے کہا جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اس کو پیش کیا علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہم کے سامنے۔ انہوں نے اس کو اچھا کہا اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثیں عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور ان کی صحت میں بخاری کا قول ٹھیک ہے۔

طالبِ حق کو دُنیا میں دو کتابیں کافی ہیں!

ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے، اور دوسری رسول اللہ کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگرچہ رسول اللہ کی کتابیں اور بھی ہیں پر کوئی ان میں سے صحیح بخاری کے ہم پلّہ نہیں۔ اسی واسطے علماء نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ طالبِ حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں اور تمام جہان کی کتابوں کو ان دو کتابوں پر پیش کرنا چاہیئے جو ان کے موافق ہوں وہ صحیح ہیں اور جو مخالف ہوں وہ ان کے مصنفین کو مبارک ہیں۔ ہم کو ان کی تقلید کرنا ضرور نہیں۔ اس لیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم، ان کی تقلید بھی وہیں تک جائز ہے جب تک ان کا قول حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو۔ پھر اور علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے۔ علماء حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلیٰ درجات صحیح میں وہ حدیث ہے جس پر بخاری اور مسلم دونوں نے اتفاق کیا ہو۔ پھر جس کو صرف بخاری نے نکالا، پھر جس کو صرف مسلم نے نکالا۔ پھر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں اور مصنفات کی حدیث پر مقدم ہیں اور نہیں خلاف کیا اس میں مگر ابن الہمام حنفی نے، اور ان کا قول برخلاف جمہور ہے، اس وجہ سے لائق اعتماد نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی وفات کا بیان

احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب امام بخاری بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر ان کے لیے ڈیرے لگائے گئے اور لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ یہاں تک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو ان کے استقبال کو نہ گیا ہو اور ان پر روپیہ اور اشرفیاں تصدق کیے گئے۔ پھر چند روز کے بعد وہاں کے امیر سے ناچاقی ہوئی اس نے امام بخاری کے اخراج کا حکم دیا۔ آخر وہ بیکند کی طرف چلے گئے۔

غنجار نے اپنی تاریخ میں کہا میں نے احمد بن محمد بن عمر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے بکر بن منیر سے سنا وہ کہتے تھے خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاری کو کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ

لے کر آؤ تاکہ میں ان کو تم سے سنوں۔ امام بخاری نے اس کے ایلچی سے کہا تو امیر سے کہہ دینا کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا اور سلاطین کے دروازوں پر نہیں لے جاتا۔ اگر اس کو علم کی حاجت ہے تو میری مسجد یا گھر میں آوے۔ اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو مجھ کو منع کر دے مجلس میں بیٹھنے سے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاس میرا عذر ہو جاوے اور میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو علم کو چھپاتے ہیں۔ اس وجہ سے امیر اور امام بخاری میں ناچاقی پیدا ہو گئی۔

حاکم نے کہا میں نے محمد بن عباس ضبی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو بکر بن ابی عمر سے سنا وہ کہتے تھے امام بخاری کو بخارا چھوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ خالد بن احمد خلیفہ نے ان کو بلا بھیجا اپنے گھر میں اپنے بچوں کو تاریخ اور جامع پڑھانے کے لیے۔ انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ علم کی باتیں خاص لوگوں کو سناؤں اور عام لوگوں کو نہ سناؤں۔ خالد نے حریث بن ابی ورقا وغیرہ کئی شخصوں کو بہکایا۔ انہوں نے امام بخاری کے مذہب میں گفتگو کی۔ آخر خالد نے ان کو نکال دیا شہر سے۔ امام بخاری نے ان کے حق میں بددعا کی اور فرمایا یا اللہ! جو انہوں نے میرے لیے چاہا وہ خود ان کو اور ان کی اولاد کو پیش آوے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ خالد تو ایک مہینہ کے اندر بہ حکم امیر طاہر کے معزول کیا گیا اور گدھے پر سوار کر کے پھرایا گیا اور قید کیا گیا۔ اور حریث بن ابی ورقاء کو اپنے گھر والوں میں وہ مصیبت پیش آئی جس کا بیان مشکل ہے اور اور لوگ بھی بلاؤں اور آفتوں میں پھنسے۔

ابن عدی نے کہا میں نے عبدالقدوس بن عبدالجبار سے سنا وہ کہتے تھے امام بخاری خرتنگ کو گئے جو ایک گاؤں تھا سمرقند کا اور وہاں ان کے اقربا تھے تو وہیں اترے۔ ایک رات میں نے ان سے سنا۔ وہ دعا کر رہے تھے یا اللہ! تیری زمین کشادہ ہے مگر مجھ پر تنگ ہو گئی۔ اب تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ پھر ایک مہینہ بھی نہ گذرا کہ انہوں نے انتقال فرمایا۔

محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا میں نے غالب بن جبریل سے سنا اور امام بخاری خرتنگ میں انہیں کے پاس اترے تھے وہ کہتے تھے کہ امام بخاری چند روز وہاں رہے پھر بیمار ہوئے۔ اس وقت ایک ایلچی آیا سمرقند والوں کا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگوں نے آپ کو بلایا ہے۔ امام بخاری نے قبول کیا اور سوار ہونے لگے موزے پہنے، عمامہ باندھا۔ بیس قدم گئے ہوں گے۔ جانور پر چڑھنے کے لیے میں ان کا بازو تھامے تھا کہ انہوں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو، مجھے ضعف ہو گیا۔ ہم نے چھوڑ دیا۔ انہوں نے کئی دعائیں پڑھیں پھر لیٹ رہے۔ ان کے بدن سے بہت پسینہ بہا اور انتقال ہو گیا۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ مجھے کفن دینا تین کپڑوں میں جن میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ۔ (یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونوں بدعت ہیں)۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ جب ان کو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ ہوئے اور قبر میں رکھا تو ان کی قبر سے مشک کی طرح خوشبو پھوٹی اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی۔

یہاں تک کہ کتنے دنوں تک لوگ ان کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے۔ (سبحان اللہ! یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی)۔ آخر ہم نے ان کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔

خطیب نے کہا مجھ کو خبر دی علی بن حاتم نے ان کو خبر دی محمد بن محمد مکی نے۔ انہوں نے کہا میں نے سنا عبدالواحد ابن آدم طواویسی سے، وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ساتھ ایک جماعت تھی صحابہ کرام کی۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے، میں نے سلام کیا آپ کو۔ آپ نے جواب دیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل کا انتظار کر رہا ہوں بعد چند روز کے امام بخاری کی وفات کی خبر آئی اور میں نے غور کیا تو وہ اسی وقت مرے تھے جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔

مہیب بن سلیم نے کہا امام بخاری کی وفات ہفتہ کی رات کو عید الفطر کی شب میں ہوئی ۲۵۶ھ ہجری میں اور ایسا ہی کہا امام حسین بن حسین بزار نے اور کہا کہ ان کی عمر تیرہ دن کم باسٹھ برس کی تھی۔ اللہ جل جلالہ ان پر رحم کرے اور ان کو درجات عالیہ مرحمت فرما دے۔

تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا مقدمہ فتح الباری میں۔

قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابو علی حافظ سے انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابو الفتح نصر ابن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا۔ آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا بیان کرو۔ وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو، شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرما وے۔ یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے۔ اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر گیا۔ اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے۔ اور مناقب امام بخاری کے بہت ہیں اور مشہور ہیں۔ انتہیٰ۔

ابو یعلی خلیلی نے کہا کتاب الارشاد میں کہ ولادت امام بخاری کی بارھویں شب میں شوال کے جمعہ کے دن عشاء کی نماز کے بعد ۱۹۴ھ میں ہوئی اور وہ ایک مرد تھے نحیف الجثہ، میانہ قامت۔

اشعۃ اللمعات میں ہے کہ امام بخاری کو امیر المومنین فی الحدیث اور ناصر الاحادیث المصطفویہ اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے کہ ایک دن ہم اس حدیث میں بحث کر رہے تھے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ یعنی اہل فارس وفی روایۃ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ میں نے کہا کہ امام بخاری ان لوگوں میں داخل ہیں کس لیے کہ خدا تعالیٰ نے حدیث کا علم انہیں کے ہاتھوں مشہور کیا ہے اور ہمارے زمانے تک باسناد صحیح متصل اسی مرد کی ہمت مردانہ سے باقی رہی۔ وہ شخص اہل حدیث سے ایک قسم کا بغض رکھتا تھا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہوں کا حال ہے۔ خدا ان کو ہدایت کرے۔ اس نے میری بات کو پسند نہ کیا (حالانکہ شاہ صاحب نے بخاری کو ان لوگوں میں داخل کیا تھا اور اس کے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ فقیر کا تو اعتقاد رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ کی نسبت یہ ہے کہ مراد اس سے بخاریؒ ہیں) اور کہا کہ امام بخاری حدیث کے حافظ تھے، نہ عالم۔ اور ان کو ضعیف اور صحیح حدیث کی پہچان تھی لیکن فقہ اور فہم میں کامل نہ تھے۔ (اے جاہل! تو نے امام بخاری کی تصنیفات پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی بات ان کے حق میں نہ نکالتا۔ وہ تو فقہ اور فہم اور باریکی استنباط میں طاق ہیں اور مجتہد مطلق ہیں اور اس کے ساتھ حافظ حدیث بھی تھے۔ یہ فضیلت کسی مجتہد کو بہت کم نصیب ہوئی ہے) شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کی طرف سے منہ پھیر لیا (کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی) اور اپنے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے کہا کہ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں محمد بن اسمعیل امام الدنیا فی فقہ الحدیث یعنی امام بخاری سب دنیا کے امام ہیں فقہ میں اور یہ امر اس شخص کے نزدیک جس نے فن حدیث کا تتبع کیا ہو بدیہی ہے۔ بعد اس کے میں نے امام بخاری کی چند تحقیقات علمیہ جو سوا ان کے کسی نے نہیں کی ہیں بیان کیں سا اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ میری زبان سے نکلا۔

خواجہ محمد امین نے کہا جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا اس کی حفظ کی ہم کو گنجائش نہیں ہے مگر اس کا حاصل باختصار لکھتا ہوں:

جاننا چاہیے کہ علم حدیث ہجرت کے ننانوے سال تک جمع نہیں ہوا تھا اور سینہ بسینہ منتقل ہو رہا تھا۔ سو برس کے بعد جمع ہونا شروع ہوا۔ اور دوسرے سو برس تک آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا رہا اور تصانیف مرتب ہوتی رہیں۔ بعد دو سو سال کے امام بخاری نے حدیث کا جھنڈا اٹھایا اور اس فن میں مرجع عالم ہوئے تو سب سے پہلے جس چیز کو امام بخاری نے انجام دیا وہ تمیز ہے حدیث کے اقسام میں بعد ان کے محدثین ان کے قدم بقدم چلے والفضل للمتقدم۔

تفصیل اس کلمہ کی یہ ہے کہ جب حدیثیں جمع ہو گئیں اور محدثین نے اس میں غور کیا، انہوں نے دیکھا کہ بعض حدیثیں مستفیض (مشہور) ہیں جن کو تین صحابیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور ہر ایک صحابی سے بہت لوگوں نے سنا اور روز بروز وہ حدیث مشہور ہوتی گئی۔ یہ تو اعلیٰ مرتبہ حدیث کا ہے

اس کے بعد حدیث مشہور ہے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی یا دو نے روایت کیا ہو۔ پھر عزیز کہ کبار تابعین یا صغار تابعین یا کبار تبع تابعین میں اس کے کئی طریق ہو گئے جیسے حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کہ کتب صحیحہ میں سوا حضرت عمرؓ کے دوسرا کوئی اس کا راوی نہیں ہے اور حضرت عمرؓ سے بھی سوائے علقمہؓ کے کوئی راوی نہیں اور علقمہ سے سوائے محمد بن ابراہیم کے کوئی راوی نہیں اور محمد بن ابراہیم سے سوا یحییٰ بن سعید کے کوئی راوی نہیں اور یحییٰ بن سعید صغار تابعین میں سے ہیں، ان سے بے شمار لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ان کے بعد وہ حدیث ہے جو طبقہ اولیٰ میں درجہ شہرت کو نہیں پہنچی اور اس کی کئی قسمیں ہیں اس لیے کہ اگر اس حدیث کے کئی طریق ہوں اس کے نکالنے والے تک صحابی ہو یا تابعی یا تبع تابعی اور ہر ایک طریق دوسرے طریق کا گواہ ہو اور ہر ایک کو دوسرے سے قوت ہو تو وہ حدیث حسن ہے اور اگر اس کا ایک ہی طریقہ ہو تو وہ غریب مطلق ہے پھر حسن حدیث کے، اگر بعض طریقے اس قسم کے ہوں کہ اس میں سب ثقات ہوں بغیر نکرت اور شذوذ کے اور راوی اس کے علماء ہوں حدیث کے جو مشہور ہیں ساتھ عدالت اور ضبط کے تو اس کو صحیح کہتے ہیں اور جو مرسل ہو ثقات کی یا روایت ہو اہل علم کی جو تابعین نہ ہوں حد ضبط کو پہنچے ہوئے مگر اس کے کئی طریقے ہوں جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہوں تو وہ حسن ہے۔ اور یہی ہے اصطلاح ترمذی کی اور انہوں ہی نے سب سے پہلے حسن کا نام مشہور کیا۔ اور جو حدیث مشہور ہو لیکن اس کا کوئی طریق صحت کی حد کو نہ پہنچا ہو وہ بھی حسن میں داخل ہے۔ اور ایسی حدیثیں کم ہیں۔

تو امام بخاری نے اپنی کتاب کو خاص کیا ہے صحیح سے بعض ان میں سے مستفیض ہیں بعض مشہور ہیں۔ بعض صحیح مقبول اور اس کام میں سب سے پہلے بخاری نے قدم جمایا اور اگر بالفرض امام بخاری میں سوا حدیث صحیح کے تمیز کرنے کے اور کوئی فضیلت نہ ہوتی جب بھی وہ لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ میں داخل ہوتے اس لیے، کہ ایمان صرف فقہ کا نام نہیں ہے بلکہ تفسیر اور سیر اور تمام فنون حدیث کے ایمان کے موقوف علیہ ہیں پھر وہ شخص جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں کیونکر داخل نہ ہوگا۔ اور امام بخاری ۲۰۰ھ ہجری کے بعد ظاہر ہوئے۔ ان سے پہلے کئی علماء نے علوم دینی میں کئی کتابیں لکھی تھیں، امام مالک اور سفیان ثوری نے فقہ میں اور ابن جریج نے تفسیر میں اور ابو عبید نے غریب القرآن میں اور محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے سیر میں اور عبداللہ بن مبارک نے زہد اور مواعظ میں اور بعضوں نے بدء الخلق اور قصص الانبیاء میں اور یحییٰ بن معین نے احوال صحابہ اور تابعین میں اور بعضوں نے رؤیا اور ادب اور طب اور شمائل میں اور بعضوں نے اصول حدیث اور اصول فقہ اور رد میں مبتدعین مانند جہمیہ وغیرہ کے۔ امام بخاری نے ان سب علوم پر غور کیا اور اس کے جزئیات اور کلیات کو چھانٹا۔ پس کچھ ان علموں میں سے جو احادیث صحیحہ سے بخاری کی شرط پر نکلے ہیں اپنی کتاب میں لائے تاکہ مسلمانوں کے

ہاتھ میں ان علوم کے اصول میں سے ایک حجت قاطعہ رہے جس میں شک کو دخل نہ ہو۔ اور عقل صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک کوئی شخص جزئیات اور کلیات علمی کو نہ جانے وہ احادیث صحیحہ سے جو ثابت ہے اس کو چن نہیں سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی کہے کہ فلاں نے قانون قواعد طبیہ کو چنا ہے اور جو کچھ صحیح دلیلوں سے ثابت ہوا ہے اس کو الگ کیا ہے۔ تو بطریق بداہت معلوم ہو جاوے گا کہ اس شخص نے جزئیات اور کلیات قانون کو مستحضر کیا ہے اور جو ترازو واللہ تعالیٰ نے اس کے سینہ میں رکھی اس میں ہر ایک بات کو تولا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص نے ابوالطیب متنبی کے دیوان کا انتخاب کیا ہے تو بالبداہت یہ امر معلوم ہو گا کہ عروض اور عربیت اور طریق انشاء شعر کو وہ خوب جانتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کو ان علوم میں مہارت تھی اور مسائل کے دلائل کا انہوں نے امتحان کیا تھا۔ اور جو مسائل کتاب اللہ یا حدیث صحیح سے ثابت ہیں ان کو انہوں نے الگ کیا ہے اور کافی ہے یہ فضیلت ان کی اور فقہ ان کی۔ اور اگر ہم انصاف کریں تو علماء متقدمین میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اس نے ان تمام فنون میں گفتگو کی ہو بلکہ ان کا کلام ایک یا دو فن سے خاص ہے اور متقدمین میں سے ہم کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اشارات حدیث سے استدلال کرنے میں وہ امام بخاری سے بڑھ گیا ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ علوم کے اصول احادیث صحیحہ سے نکالنا اور ان کا پرکھنا بہت بڑا کام ہے۔ شریعت میں اور محتاج ہے بڑے ذہن اور حفظ کا یہاں تک کہ امام احمدؒ نے باوصف اس تبحر کے جو ان کو حاصل تھا یہ کہا ہے کہ ہم سیر اور تفسیر اور زہد کے انتقاد سے عاجز ہیں کیونکہ ان فنون میں اکثر حدیثیں مرسل اور ضعیف ہیں۔ اس کے ساتھ امام بخاری نے ہر ایک فن میں فوائد جلیلہ زیادہ کیے ہیں موقوفات صحابہؓ اور تابعین سے۔ اور ان کو پھیلایا ہے اپنی کتاب کے تراجم میں۔ اور طریقہ استحضار احادیث کا مسائل متعلقہ میں سکھلایا ہے اور طریقہ استدلال کا اشارہ نصوص سے تعلیم کیا ہے گویا اس امر کے مخترع امام بخاری ہی ہیں۔

البتہ بخاری کی استدلال میں بعضی قسمیں ایسی ہیں جن کو محققین فقہا قبول نہیں کرتے جیسے استدلال کرنا دو احتمالوں والے لفظ سے ایک مسئلہ پر وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ۔ اور علماء میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو بعض مواضع میں اس پر اعتراض نہ ہوا ہو۔ اور عقد تراجم میں بھی بعض لوگ سوء ترتیب کو پیش کرتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اُن سے پیشتر فن بتویب خوب جاری نہیں ہوا تھا اور اہل علم کا خیال مطالب عالیہ پر رہتا ہے نہ تراجم اور ترتیب پر۔ تمام ہوا کلام شاہ صاحب کا۔

مولانا ابوالطیب نے اتحاف النبلا میں لکھا ہے کہ بخاری کا تفقہ اور باریکی استنباط اس درجہ پر ہے کہ کوئی منصف عالم اس کا انکار نہیں کر سکتا اور شراح حدیث نے قدیماً و حدیثاً کیسی محنتیں ان کے تراجم ابواب کی تطبیق میں کی ہیں اور اب تک مؤلف کے اصل مطلب تک رسائی نہیں ہوئی۔ اس واسطے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ امام

بخاری فقہ اور حدت ذہن اور فہم کتاب و سنت میں بے نظیر تھے انتہیٰ۔

غرض وفات امام بخاری کی عید الفطر کی رات کو ہوئی اور بروز عید بعد نماز ظہر کے خرتنگ میں دفن ہوئے خرتنگ بفتح خائے معجمہ و سکون راء ایک قریہ ہے سمرقند کے قریوں میں سے۔ اور بخارا ایک شہر ہے بڑا ماوراء النہر کے شہروں میں سے۔ اس کے اور سمرقند کے بیچ میں آٹھ روز کی راہ ہے۔

ایک شخص نے امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق (۱۹۴) کے لفظ سے اور مدت عمر حمید (۶۲) سے اور تاریخ وفات نور (۲۵۶) کے لفظ سے نکالی ہے۔

امام بخاری مستجاب الدعوات تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب کے قاری کے لیے بھی دعا کی ہے اور صدہا مشائخ نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ صحیح بخاری کا ختم ہر ایک مطلب اور مقصد کے لیے مفید ہے۔ سید جمال الدین محدث نے اپنے استاذ سید اصیل الدین سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا میں نے صحیح بخاری کو قریب ایک سو بیس بار کے پڑھا وقائع اور مہمات میں اور ہمیشہ میرا مقصود حاصل ہوا۔

سند مترجم کی امام بخاریؒ تک

مجھ کو اجازت دی اس کتاب کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے ان کو اجازت دی شیخ علامہ عبدالرحمٰن بن حسن نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالرحمٰن جبرتی نے انہوں نے روایت کیا شیخ مرتضیٰ حسینی سے انہوں نے شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری سے، ان دونوں نے روایت کیا عبداللہ بن سالم بصری سے جو شارح ہیں صحیح بخاری کے، وہ روایت کرتے ہیں ابی عبداللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے، وہ روایت کرتے ہیں شیخ سالم سنہوری سے، وہ نجم غیطی سے وہ شیخ اسلام زکریا انصاری سے، وہ حافظ شیخ اسلام احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے، وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم بن احمد تنوخی سے، وہ احمد بن ابی طالب حجار سے، وہ حسین بن مبارک زبیدی حنبلی سے، وہ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ سنجری ہروی سے، وہ ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن المظفر بن داؤد داؤدی سے، وہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری سے وہ امام بخاریؒ سے۔

اس سند میں مترجم سے لے کر امام بخاریؒ تک سترہ واسطے ہیں اور ثلاثی روایت میں امام بخاریؒ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تین واسطے ہیں۔ تو مترجم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ثلاثی روایت میں اکیس واسطے ہوئے

دُوسری سند

مترجم نے روایت کیا شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ سے انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن سے، انہوں نے شیخ عبداللہ سویدان سے، انہوں نے احمد بن محمد جوہری سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن سالم بصری سے جیسے اوپر گذرا۔

تیسری سند

مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے، انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن بن حسن سے، انہوں نے شیخ حسن قویسی سے انہوں نے شیخ عبداللہ شرقاوی سے، انہوں نے شیخ محمد بن سالم خفنی سے، انہوں نے شیخ عید بن علی نمرسی سے، انہوں نے عبداللہ بن سالم بصری سے۔

چوتھی سند

مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن ابن حسن سے، انہوں نے حسن قویسی سے انہوں نے شیخ داؤد قلعی سے انہوں نے شیخ احمد بن جمعہ بحیرمی سے، انہوں نے شیخ مصطفیٰ اسکندرانی معروف بابن الصباغ سے، انہوں نے شیخ عبداللہ بن سالم سے۔ اسی طرح جیسے اوپر گذرا۔

پانچویں سند

قویسی سے، انہوں نے شیخ سلیمان بحیرمی سے، انہوں نے شیخ محمد عشماوی سے، انہوں نے شیخ ابوالعز عجمی سے، انہوں نے شیخ محمد شوبری سے، انہوں نے محمد رملی سے، انہوں نے شیخ الاسلام زکریائے انصاری سے، انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انہوں نے شیخ تنوخی سے، انہوں نے شیخ سلیمان بن حمزہ سے، انہوں نے شیخ علی بن حسین بن منیر سے، انہوں نے ابوالفضل بن ناصر سے، انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن بن منده سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن ابی بکر جوزقی سے، انہوں نے مکی بن عبدان نیشاپوری سے، انہوں نے امام مسلم سے جو صاحب صحیح ہیں، انہوں نے امام بخاری سے راضی ہو اللہ ان سب سے۔

چھٹی سند

مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے، انہوں نے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے مفتی محمد

ابن محمود جزائری سے، انہوں نے اپنے والد محمود بن محمد جزائری سے، انہوں نے اپنے والد ابو عبداللہ محمد بن حسین عتابی سے، انہوں نے اپنے والد حسین بن محمد سے، انہوں نے اپنے اخیافی بھائی مصطفےٰ بن رمضان عتابی سے انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن شقرون مقری سے، انہوں نے ابی الحسن علی الاجہوری المالکی سے، انہوں نے عمر الحجای الحنفی سے، انہوں نے شیخ زکریا انصاری سے، انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، اسی طرح جیسے اوپر گذرا۔

ساتویں سند

شیخ محمد بن محمود نے اپنے دادا محمد بن حسین سے اجازۃً سنا اور اوپر جو سند مذکور ہوئی وہ سماعاً اور قراءۃً تھی۔ پھر وہی سند ہے جو اوپر گذری۔

آٹھویں سند

شیخ عبداللطیف نے اجازۃً روایت کیا شیخ محمد بن محمود جزائری سے، انہوں نے اپنے شیخ ابو الحسن علی ابن عبدالقادر بن الامین مالکی سے کچھ سماعاً کچھ اجازۃ، انہوں نے اپنے شیخ احمد جوہری سے، انہوں کے احمد بن محمد ابن احمد بنائی سے، انہوں نے ابو الحسن علی الاجہوری سے، انہوں نے عمر بن الحجائی سے، انہوں نے زکریا انصاری سے، انہوں نے حافظ ابن حجر سے۔

نویں سند

جو نہایت اعلیٰ ہے اور ویسی اعلیٰ سند لوگوں کو کم ملی ہوگی:

مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے، انہوں نے شیخ عبداللطیف سے، انہوں نے شیخ محمد بن محمود جزائری سے انہوں نے شیخ ابی الحسن علی بن عبدالقادر بن الامین سے، انہوں نے شیخ ابو الحسن علی بن مکرم اللہ عدوی صعیدی سے انہوں نے اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد عقیلہ مالکی سے، انہوں نے شیخ حسن بن علی عجمی سے، انہوں نے شیخ احمد بن ابن محمد بن عجیل یمنی سے، انہوں نے یحییٰ بن مکرم طبری سے، انہوں نے ابراہیم بن محمد بن صدقہ دمشقی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالاول فرغانی سے، انہوں نے محمد بن شاذ بخت فارسی سے، انہوں نے یحییٰ بن عمارہ بن مقبل بن شاہان ختلانی سے، انہوں نے فربری سے، انہوں نے امام بخاری سے۔

شیخ عبداللطیف نے کہا اس اسناد میں مجھ سے لے کر امام بخاری تک بارہ واسطے ہیں مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد میں مجھ سے امام بخاری تک چودہ واسطے ہیں تو ثلاثیات بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک

اٹھارہ واسطے پڑیں گے اور یہ اسناد بہت عالی ہے۔ چنانچہ اسی عالی سند سے میں ایک حدیث امام بخاری تک تیمناً و تبرکاً لکھتا ہوں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عِيسَى الْحَنْبَلِيُّ أَنَا عَبْدُ اللَّطِيفِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُودٍ الْجَزَائِرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ ابْنِ الْأَمِينِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُكَرَّمِ اللّٰهِ الْعَدَوِيِّ الصَّعِيدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ عُقَيْلَةَ الْمَالِكِيِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الْعُجَيْمِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْعُجَيْلِ الْيَمَنِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُكَرَّمٍ الطَّبَرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَدَقَةَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ الْأَوَّلِ الْفَرْغَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذْ بُخْتِ الْفَارِسِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَّارِ بْنِ مُقْبِلِ بْنِ شَاهَانِ الْخُتَلَانِيِّ عَنِ الْفَرَبْرِيِّ عَنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ الْبُخَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دسویں سند

مترجم نے روایت کیا شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی سے بلا واسطہ اور بواسطہ احمد بن ابراہیم بن عیسٰی کے اور شیخ حسین بن محسن روایت کرتے ہیں متعدد مشائخ سے جیسے شریف محدث محمد بن ناصر حازمی اور سید علامہ حسن بن عبد الباری اہدل اور سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبد الرحمٰن اہدل مفتی زبید اور اپنے بھائی محمد بن محسن انصاری سے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک کتاب ہے اسناد کی جو معروف اور مشہور ہے۔ جیسے شیخ محمد بن محسن روایت کرتے ہیں قاضی احمد بن محمد شوکانی سے اور وہ اپنے باپ شیخ الاسلام قاضی محمد ابن علی شوکانی مجتہد ین سے، اور ان کی سندیں کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر میں موجود ہیں۔ اس اسناد میں مترجم کو امام شوکانی سے تین واسطے ہیں۔ اور محمد بن ناصر حازمی خود امام شوکانی سے روایت کرتے ہیں اس اسناد میں دو واسطے ہیں اور شیخ محمد بن ناصر سوا امام شوکانی کے روایت کرتے ہیں سید عبد الرحمٰن بن سلیمان سے اور شیخ محمد عابد سندی مدنی سے۔ اور مشائخ معروفین سے۔ اور مترجم نے اپنے صغر سن میں شیخ عبد الحق بن فضل اللہ سے تلمذ کیا ہے گو سند حدیث کی نہیں لی، اور شیخ عبد الحق بلا واسطہ شاگرد تھے امام شوکانی کے رضی اللہ عنہم۔

گیارھویں سند

جس میں مشائخ ہند ہیں۔ مترجم روایت کرتا ہے قاضی حسین بن محسن انصاری خزرجی سعدی سے، وہ روایت

کرتے ہیں محمد بن ناصر حازمی سے، وہ روایت کرتے ہیں مشہور بین الآفاق مولانا محمد اسحاق صاحبؒ دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں شاہ عبدالعزیز دہلوی سے، وہ شیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم سے، وہ ابوالطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے وہ شیخ ابراہیم کردیؒ سے وہ احمد قشاشی سے، وہ احمد بن عبدالقدوس سے، وہ شیخ شمس الدین محمد ابن احمد بن محمد رملی سے، وہ شیخ احمد زکریا بن محمد ابو یحییٰ انصاری سے، وہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے۔ آگے وہی سند ہے جو پہلی سند میں گزری۔

بارھویں سند

مترجم روایت کرتا ہے احمد بن ابراہیم بن عیسٰی سے، وہ روایت کرتے ہیں شیخ عالم کامل محمد ابن سلیمان حسب اللہ شافعی مکی سے (اور مترجم نے بلا واسطہ بھی شیخ حسب اللہ سے سنا ہے اور ان کو دیکھا ہے) وہ روایت کرتے ہیں تمام ثبت کو علامہ شیخ عبداللہ شبرادی کے اور علامہ شیخ محمد امیر کے ثبت معروف اور مشہور ہیں۔ راضی ہو اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوں سے، اور ان کے ساتھ ہمارا حشر کرے اور عالم برزخ میں ہمارا ان کا ساتھ کرے۔

یا اللہ! بخش دے ان بزرگوں کی طفیل سے مجھ گناہ گار روسیاہ کو جس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے بجز اس کے کہ وہ ان صالحین کو دوست رکھتا ہے ؎

احب الصالحین ولست منهم!

لعل الله یرزقنی صلاحا

اور میرے والد ماجد مولوی مسیح الزماں صاحب مرحوم و مغفور کو اور اس کے شائع کرنے والے کو آمین



جلد اوّل

پہلا پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰمِيْنَ

کہا شیخ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے جو بخارا کے رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے - آمین

كِتَابُ الْوَحْيِ

بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيِّيْنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

١ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ

وحی کا بیان

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنی کیسے شروع ہوئی[۵۲] اور اللہ نے یہ جو فرمایا ہم نے (اے پیغمبر) تجھ پر اس طرح وحی بھیجی جیسے نوح اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں پر بھیجی اس کی تفسیر۔

ہم سے بیان کیا حمیدی نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو خبر دی محمد بن ابراہیم تیمی نے انہوں نے سنا علقمہ بن وقاص لیثی سے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا فرماتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جتنے (ثواب کے) کام ہیں وہ نیت ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں[۵۳] اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے پھر جس نے دنیا کمانے یا کوئی عورت

---

[۵۱] امام بخاری نے حمد و نعت نہیں لکھی کیونکہ زبان سے حمد و نعت کہہ لینا کافی ہے لکھنا ضروری نہیں اور اگلے محدثوں کی پیروی کی انہوں نے بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ لکھ کر شروع کیا ہے [۵۲] وحی کا ذکر پہلے اس لیے کیا کہ سارے ارکان ایمان کا ثبوت اس پر موقوف ہے جب یہ ثابت ہو لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق تھے اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی آتی تھی ۔ وحی کا ایک معنے الہام بھی ہے جو اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے اس لیے قرآن کی یہ آیت لائے انا اوحینا الیک الآیۃ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وحی سے وہ وحی مراد ہے جو پیغمبروں پر آیا کرتی تھی [۵۳] بغیر نیت کے کامل نہیں ہوتے یا صحیح نہیں ہوتے ۔

إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ٭

۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رض وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ٭

۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ

بیاہنے کے لیے ہجرت کی (دیس چھوڑا) اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہو گی لہ

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن یوسف نے کہا ہم کو خبر دی (امام مالک) نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اللہ ان سے راضی ہو کہ حارث بن ہشامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا یا رسول اللہ (بتلائیے) آپ پر وحی کیسے آتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو ایسے آتی ہے ٹہ جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے پھر جب فرشتے کا کہا مجھ کو یاد ہو جاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے، مجھ سے بات کرتا ہے، میں اس کا کہا یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کڑکڑاتے جاڑے کے دن آپ پر وحی اترتی پھر موقوف ہو جاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلتا۔

ہم سے بیان کیا یحییٰ بن بکیر نے کہا ہم کو خبر دی لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروۃ بن زبیر سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انہوں نے کہا پہلے جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ اچھا خواب تھا سوتے میں جو آپ خواب دیکھتے وہ (بیداری میں) صبح کی روشنی کی طرح نمود ہوتا سہ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی اور آپ حرا

لہ یہ حدیث تبرک کے لیے لائے یا اس لیے کہ امام بخاری کی نیت اس کتاب کے بنانے اور اتنی محنت اٹھانے سے اللہ اور رسول کی رضامندی تھی کہتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس لیے ہجرت کی تھی کہ ام قیس ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا عورت نے نکاح سے انکار کیا اس وقت تک کہ وہ ہجرت نہ کرے آخر اس نے ہجرت کی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس کو دوسرے صحابہ مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے ۱۲ منہ

ٹہ وحی کی اور صورتیں بھی لکھی ہیں جیسے خواب میں بتلانا جس کا ذکر آگے کی حدیث میں آئے گا یا حضرت جبرئیل کا اپنی اصلی صورت میں نمود ہونا یا اللہ جل جلالہ کا پردے کی آڑ سے خود بات کرنا گھنٹہ کی سی آواز جس وحی میں ہوتی وہ آپ پر بہت سخت ہوتی۔ سختی سے مقصود آپ کا درجہ بڑھانا تھا اور آخرت کا ثواب عبادت میں جتنی زیادہ تکلیف ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے ۱۲ منہ

سہ یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہوتی ایک حدیث میں ہے کہ پیغمبروں کے خواب وحی ہیں یعنی ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔

ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي

کے غار میں اکیلے رہا کرتے[1] اور وہاں گنتی کی کئی راتیں تپسیہ یعنی عبادت کرتے جب تک گھر میں آنے کا شوق پیدا ہوتا[2] اور اس کام کے لیے توشہ (ساتھ) لے جاتے پھر (جب توشہ ختم ہو جاتا) تو حضرت خدیجہؓ کے پاس لوٹ کر آتے اتنا ہی توشہ اور لے جاتے یہاں تک کہ آپ (اسی) غار حرا میں تھے کہ آپ پر وحی آن پہنچی حضرت جبریلؑ آئے انہوں نے کہا پڑھ آپ نے فرمایا میں نے کہا میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں آپ فرماتے ہیں پھر جبریلؑ نے مجھ کو پکڑ کر ایسا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا[3] پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں (کیوں کر پڑھوں) انہوں نے مجھ کو پھر پکڑا دوسری بار دبایا اتنا کہ میری طاقت نے جواب دے دیا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا (کیسے پڑھوں) میں پڑھا (لکھا) نہیں ہوں انہوں نے پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ دبوچا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہنے لگے اس پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے (سب چیزیں) بنائیں آدمی کو (خون کی پھٹکی سے بنایا پڑھ اور تیرا پروردگار بڑے کرم والا ہے بس یہی آیتیں (حضرت جبریل علیہ السلام سے) آپ سن کر (آپ پہاڑ سے) لوٹے آپ کا دل (ڈر کے مارے) کانپ رہا تھا حضرت خدیجہؓ (اپنی بی بی پاس) جو خویلد کی بیٹی تھیں گئے اور فرمانے لگے مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو لوگوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپؐ نے خدیجہؓ سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے[4] خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی اللہ تم کو کبھی رسوا نہیں کرے گا تم تو ناتا جوڑتے ہو اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہو اور جو چیز (لوگوں پاس

[1] خلوت اور مجاہدہ صفائی قلب کے لیے ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شروع شروع ایسا ہی کیا گو اللہ کی عنایت آپ کے اوپر بے حد تھی اور پیغمبری اللہ کی دین ہے ریاضت سے کسی کو نہیں مل سکتی [2] بعضوں نے کہا ایک مہینے تک بعضوں نے کہا ایک چلّہ تک آپ اس غار میں عبادت کرتے رہے ۱۲ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہاں تک کہ فرشتے کا زور ختم ہو گیا یعنی حضرت جبریلؑ نے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور چونکہ حضرت جبریلؑ اس وقت اپنی اصلی صورت میں نہ تھے تو یہ کچھ بعید نہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حال دیکھ کر ڈرے کہ کہیں جان پر نہ بن جائے یہ نہیں کہ آپ کو اس امر میں شک تھا کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے ۱۲

الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللهُ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ

نہیں وہ ان کو کما دیتے ہو اور مہمان کی مہمانی کرتے ہو اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہو[۱] پھر خدیجہؓ آپ کو ساتھ لے کر چلیں یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس جو خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے لائیں اور وہ ایک شخص تھے جو (بت پرستی چھوڑ کر) جاہلیت کے زمانے میں عیسائی بن گئے تھے اور وہ عبرانی زبان جانتے تھے تو انجیل شریف سے جو اللہ ان سے لکھوانا چاہتا وہ عبرانی زبان میں لکھا کرتے اور[۲] بوڑھے ضعیف ہو کر اندھے ہو گئے تھے خدیجہؓ نے ان سے کہا میرے چچازاد بھائی (ذرا) اپنے بھتیجے (حضرت محمدؐ) کی بات تو سنو ورقہ نے آپ سے کہا میرے بھتیجے (کہو) تم نے کیا دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا وہ ان سے بیان کر دیا تب تو ورقہ بن نوفل کہہ اٹھے یہ تو وہ (خدا کا) راز دار فرشتہ ہے جس کو اللہ نے حضرت موسیٰ پر اتارا تھا[۳] کاش میں اس وقت (تیری پیغمبری کے زمانہ میں) جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم (اپنے شہر سے) نکال باہر کرے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سچ) کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے ورقہ نے کہا ہاں (بے شک نکال دیں گے) جب کبھی کسی شخص نے ایسی بات کہی جیسی تم کہتے ہو[۴] تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور اگر میں اس دن تک جیتا رہا تو تمہاری پوری مدد کروں گا پھر بہت زمانہ نہیں گزرا تھا کہ ورقہ مر گئے[۵] اور وحی آنا بند ہو گیا ابن شہاب

[۱] ناتا جوڑنا یعنی عزیزوں رشتہ داروں سے سلوک کرنا ناتواں یعنی بیوہ کی پرورش اپنے ذمے لینا۔ جو چیز لوگوں پاس نہیں یعنی رنیہ بلیسہ عقلمندی کی باتیں حادثوں میں حق کی مدد یعنی جب کوئی جھگڑا یا واقعہ ہوتا ہے تو جدھر حق ہوتا ہے اس کی آپ مدد کرتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہاں سے بڑی عقلمندی اور دانائی نکلتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی تمام عمدہ اخلاق اور صفات سے موصوف تھے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [۲] انجیل تو سریانی زبان میں اتری تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا تھا ورقہ اسی کو لکھتے ہوں گے ۱۲ [۳] حالانکہ ورقہ نصرانی تھے لیکن حضرت موسیٰ کا نام لیا کیونکہ شریعت کے سارے احکام حضرت موسیٰ ہی پر اترے تھے اور حضرت عیسیٰ نے بھی اسی شریعت کو قائم رکھا صرف چند نصیحتیں زیادہ کیں جو انجیل میں ہیں ۱۲ منہ [۴] ایسی بات کہی یعنی وحی اور نبوت کا دعویٰ کیا ۱۲ [۵] کہتے ہیں ورقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت شروع ہونے سے پہلے مر گئے واقدی نے کہا وہ زندہ رہے اور ملک شام سے لوٹتے وقت راہ میں مارے گئے ایک حدیث میں ہے کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں لکھا ۱۲ منہ

وَفَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِي أَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيْثِهٖ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَأَبُوْ صَالِحٍ وَّتَابَعَهٗ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهٗ ٭

انہوں نے کہا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سن کر بیان کیا وہ وحی بند رہنے کا تذکرہ کرتے تھے انہوں نے آنحضرتؐ سے یوں نقل کیا آپ نے فرمایا میں ایک بار (رستے میں) جارہا تھا اتنے میں میں نے آسمان سے ایک آواز سنی آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو (غار) حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے میں یہ دیکھ کر ڈر گیا (اپنے گھر کو) لوٹا میں نے (گھر والوں سے) کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ (لوگوں کو) ڈرا اس آیت تک اور پلیدی چھوڑ دے پھر تو وحی گرم ہو گئی اور برابر آنے لگی[۱] یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو عبداللہ اور ابوصالح نے بھی روایت کیا اور عقیل کے ساتھ ہلال بن رداد نے بھی زہری سے روایت کیا اور یونس اور معمر نے (اپنی روایت میں) فواده کے بدل بوادره کہا[۲]

۴ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَّكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا ابوعوانہ نے کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہا ہم سے بیان کیا سعید بن جبیر نے انہوں نے سنا ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں (اے پیغمبر) جلدی سے وحی کو یاد کر لینے کے لیے اپنی زبان کو نہ ہلایا کر ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترنے سے (بہت) سختی ہوتی تھی اور آپ اکثر اپنے ہونٹ ہلاتے تھے (یاد کرنے کے لیے)[۳] ابن عباس نے (سعید سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ہلاتے تھے اور

---

[۱] سورہ اقرأ کی شروع کی آیتیں اترنے کے بعد تین برس تک وحی بند رہی یا اڑھائی برس تک پھر سورۂ مدثر کی شروع کی آیتیں اتریں پھر برابر پے در پے وحی آنے لگی [۲] یعنی بجائے یرجف فؤاده کے یونس اور معمر کی روایت میں ترجف بوادره ہے۔ بوادر بادرہ کی جمع ہے بادرہ وہ گوشت جو مونڈھے اور گردن کے بیچ ہے جب آدمی ڈر جاتا ہے تو یہ گوشت پھڑکنے لگتا ہے ۱۲ منہ [۳] آپ کو یہ خیال رہتا کہ کہیں بھول نہ جائیں اس لیے حضرت جبریل آپ کو جب قرآن سناتے تو آپ بھی ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ۱۲

وَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ صَدْرُكَ وَتَقْرَأَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرَائِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرَئِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ ۝

سعید نے (موسیٰ سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہلاتے دیکھا۔ پھر سعید نے اپنے دونوں ہونٹ ہلائے[۱] ابن عباس نے کہا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وحی کو یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ ہلا یا کر قرآن کا تجھ کو یاد کرا دینا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے (ابن عباس نے کہا یعنی تیرے دل میں جما دینا اور اس کو پڑھا دینا (پھر یہ جو اللہ نے فرمایا) جب ہم پڑھ چکیں اس وقت تو ہمارے پڑھنے کی پیروی کر ابن عباس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ سنتا رہ (پھر یہ جو فرمایا) ہمارا کام ہے اس کا بیان کر دینا یعنی تجھ کو پڑھا دینا پھر ان آیتوں کے اترنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے جب جبریل آپ کے پاس آن کر قرآن سناتے تو آپ (چپکے) سنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح قرآن پڑھ دیتے جیسے حضرت جبریل نے پڑھا تھا۔

۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ

ہم سے بیان کیا عبدان نے کہا ہم کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی یونس نے انہوں نے زہری سے دوسری سند اور ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی یونس اور معمر نے ان دونوں نے زہری سے مانند اس کے[۲] زہری نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو جب جبریل آپ سے ملا کرتے بہت ہی سخی ہوتے[۳] اور جبریل رمضان کی ہر رات

[۱] ابن عباسؓ نے سعید بن جبیر کو اور سعید بن جبیر نے موسیٰ بن ابی عائشہ کو ہونٹ ہلا کر یہ تبلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اپنے لب ہلاتے تھے ابن عباس نے یہ کہا کہ میں نے آنحضرتؐ کو اس طرح سے ہونٹ ہلاتے دیکھا کیونکہ ابن عباس کم سن تھے اور یہ واقعہ شروع زمانہ نبوت کا ہے اس وقت تو ابن عباس پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۱۲ منہ [۲] کہ عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو عبدان کے سامنے تو فقط یونس سے نقل کیا اور بشر بن محمد کے سامنے یونس اور معمر دونوں سے ۱۲ منہ [۳] کیونکہ رمضان بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے اس میں آپ اور زیادہ سخاوت کرتے اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ رمضان میں حضرت جبریل آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ قرآن یعنی وحی کا اترنا رمضان میں شروع ہوا اور دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کر کے اسی حدیث کے دوسرے الفاظ سے جن کو امام بخاری نے نہیں نکالا استشہاد کرتے تھے ۱۲ منہ

جِبْرَائِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا تَرْجُمَانَهُ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَوَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ

میں آپ سے ملا کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں کو) بھلائی پہونچانے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

ہم سے بیان کیا ابو الیمان حکم بن نافع نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان سے عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا اُن سے ابو سفیان بن حرب نے کہا کہ ہرقل[۱] (روم کے بادشاہ) نے ان کو قریش کے اور کئی سواروں کے ساتھ بلا بھیجا اور یہ قریش کے لوگ اس وقت شام کے ملک میں سوداگری کے لیے گئے تھے یہ وہ زمانہ تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان اور قریش کے کافروں کو (صلح کر کے) ایک مدت دی تھی[۲] غرض یہ لوگ اس کے پاس پہونچے جب ہرقل اور اس کے ساتھی ایلیا میں تھے[۳] ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کے گرد اگرد روم کے رئیس بیٹھے تھے پھر ان کو (پاس) بلایا اور اپنے مترجم کو بھی بلا لیا وہ کہنے لگا (اے عرب کے لوگو) تم میں سے کون اس شخص کے نزدیک کا رشتہ دار ہے۔ جو اپنے تئیں پیغمبر کہتا ہے ابو سفیان نے کہا میں اس شخص کا قریب رشتہ دار ہوں[۴] تب ہرقل نے کہا اچھا اس کو میرے پاس لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو بھی (اس کے) نزدیک رکھو اس کے پیٹھ پر پھر اپنے مترجم سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہہ میں اس سے (ابو سفیان سے) اس شخص کا (پیغمبر صاحب کا) کچھ حال پوچھتا ہوں اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے۔ ابو سفیان نے کہا قسم خدا کی اگر مجھ کو یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں آپ کے باب میں جھوٹ کہہ

---

۱ ہرقل اس زمانہ میں روم کے بادشاہ کو کہتے تھے۔ یہ ہرقل نصرانی تھا اور اس کی حکومت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا ثبوت ہو جب آپ کا سچا پیغمبر ہونا ثابت ہوا تو اور پیغمبروں کی طرح وحی بھی آپ پر ضرور آتی ہوگی اس طرح سے وحی کا ثبوت ہوا ۱۲ منہ ۲ یعنی دس برس کی مدت مراد صلح حدیبیہ ہے۔ جس کا قصہ مشہور ہے اور اس کتاب میں بھی آگے آئے گا ۳ ایلیاء بیت المقدس کو کہتے ہیں ۴ ابو سفیان ان سب لوگوں میں آنحضرت کا قریبی رشتہ دار تھا کیونکہ چوتھی پشت عبد مناف میں وہ آں حضرت کے ساتھ مل جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سُخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هَذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُولُ اعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوا مَا

دیتا[1] خیر پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ اس شخص کا تم میں خاندان کیسا ہے میں نے کہا کہ اس کا خاندان تو ہم میں بڑا ہے[2] کہنے لگا کہ اچھا پھر یہ بات (کہ میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے تم لوگوں میں کسی نے کہی تھی میں نے کہا نہیں کہنے لگا اچھا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگا اچھا بڑے آدمی (امیر لوگ) اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا نہیں غریب لوگ[3] کہنے لگا اس کے تابعدار لوگ (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں میں نے کہا نہیں بڑھتے جاتے ہیں کہنے لگا اچھا پھر کوئی ان میں سے ایمان لا کر اس دین کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگا یہ بات جو اس نے کہی (میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے کبھی تم نے اس کو جھوٹ بولتے دیکھا میں نے کہا نہیں کہنے لگا اچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے میں نے کہا نہیں اب ہم سے اس سے (صلح کی) ایک مدت ہے ٹھہری ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرتا ہے ابوسفیان نے کہا مجھ کو اور کوئی بات اس میں شریک کرنے کا موقع نہیں ملا بجز اس بات کے[4] کہنے لگا اچھا تم اس سے (کبھی) لڑے میں نے کہا ہاں کہنے لگا پھر تمہاری اس کی لڑائی کیسے ہوتی ہے[5] میں نے کہا ہم میں اس میں لڑائی ڈولوں کی طرح ہے وہ ہمارا نقصان کرتا ہے ہم اس کا نقصان کرتے ہیں[6] کہنے لگا اچھا وہ تم کو کیا حکم کرتا ہے میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے بس اکیلے اللہ ہی کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی)

---

[1] یعنی آپ کی نسبت جھوٹی باتیں لگا دیتا جن سے ہرقل یہ سمجھ لے کہ آپ سچے پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا اور آنحضرت اور دوسرے مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ [2] یعنی نسب کی رو سے وہ بڑے شریف خاندان سے ہیں سارے عربوں میں قریش زیادہ شریف کہلاتے پھر قریش میں بنی ہاشم پھر بنی عبدالمطلب تو آپ اشرف الاشراف تھے ۱۲ منہ [3] یعنی اکثر پیرو ان کے غریب ہیں ورنہ اس وقت کئی بڑے آدمی بھی اسلام لا چکے تھے جیسے حضرت عمر اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [4] یعنی اس بات میں مجھے ایک فقرہ اپنی طرف سے لگا دینے کا موقع ملا وہ فقرہ یہ تھا جو ابوسفیان نے کہا معلوم نہیں وہ اس مدت میں کیا کرتا ہے یعنی اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا عہد شکنی کرتا ہے [5] یعنی کون غالب رہتا ہے۔ ہمیشہ وہ غالب رہتا ہے یا ہمیشہ تم یا کبھی وہ کبھی تم ۱۲ [6] یعنی کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے جیسے بدر کی جنگ میں مسلمان غالب ہوتے ہیں جیسے احد کی جنگ میں ابوسفیان اور اس کے ساتھی غالب ہوئے تھے ۱۲ منہ

يَقُولُ اٰبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ
وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ
سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ
هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا
قُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ
رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ
فَلَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ
مُلْكَ أَبِيهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ
فَذَكَرْتَ أَنْ لَا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ
لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ
عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ
أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ
اتَّبَعُوهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ
أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَذَكَرْتَ
أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ
حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً
لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَذَكَرْتَ
أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ

باتیں چھوڑ دو اور ہم کو نماز پڑھنے سچ بولنے (حرام کاری) سے بچنے اور
ناتا جوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ تب ہرقل نے مترجم سے کہا اس شخص سے
کہہ میں نے تجھ سے اس کا خاندان پوچھا تو نے کہا وہ ہم میں عالی خاندان
ہے اور پیغمبر (ہمیشہ) اپنی قوم میں عالی خاندان ہی بھیجے جاتے ہیں[۵۱] اور
میں نے تجھ سے پوچھا یہ بات تم لوگوں میں اس سے پہلے کسی نے کہی
تھی۔ تو نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے دوسرے
کسی نے یہ بات کی ہوتی (پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا) تب میں یہ کہتا یہ شخص
اگلی بات کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا اس کے بزرگوں
میں کوئی بادشاہ گزرا ہے۔ تو نے کہا نہیں۔ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ
اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے۔ تو میں یہ سمجھ لوں کہ
وہ شخص (پیغمبری کا بہانہ کر کے) اپنے باپ کی بادشاہت لینا چاہتا ہے
اور میں نے تجھ سے یہ پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی
اس کو جھوٹ بولتے دیکھا تو نے کہا نہیں تو اب میں نے سمجھ لیا کہ ایسا
کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے
اور اللہ پر جھوٹ باندھے اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا بڑے (امیر)
آدمیوں نے اس کی پیروی کی ہے یا غریبوں نے تو نے کہا غریب
لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے اور پیغمبروں کے تابعدار (اکثر غریب
ہی ہوتے ہیں[۵۲] اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ
رہے ہیں تو نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال رہتا ہے
جب تک وہ پورا ہو[۵۳] اور میں نے تجھ سے پوچھا کوئی اس کے دین
میں آ کر پھر اس کو برا سمجھ کر اس سے پھر جاتا ہے تو نے کہا نہیں

۵۱ تمام پیغمبر اپنی امت میں شریف اور عالی خاندان گزرے ہیں کسی کمینے پاجی بداصل کو اللہ نے پیغمبری نہیں دی اس لیے کہ ایسے شخص کو لوگ ذلیل سمجھیں گے اس کے سمجھانے کا لوگوں پر اثر نہ ہوگا ۱۲ منہ ۵۲ کیونکہ غریب لوگ مغرور نہیں ہوتے حق بات سن لیتے ہیں اور دولت مند اپنے گھمنڈ میں کسی شخص کی اطاعت کرنے کو عار جانتے ہیں ۱۲ منہ

۵۳ یعنی سچا دین جب تک پورا نہیں ہو جاتا اس میں تنزل نہیں آتا پورا ہونے کے بعد پھر تنزل ہو سکتا ہے جیسے ایک حدیث میں ہے جب سورہ اذا جاء نصر اللہ اتری تو آپ نے فرمایا اب تو فوج فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ فوج فوج اس میں سے نکلنے لگیں گے ۱۲ منہ۔

بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ
فَذَكَرْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ
وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ
اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّيَنْهٰكُمْ
عَنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ
وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَاِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ
حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ
كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَّلَمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهُ مِنْكُمْ
فَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ
لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ
ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الَّذِيْ بَعَثَ بِهٖ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ اِلٰى
عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى
هِرَقْلَ فَقَرَاَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ
سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ
بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ
مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ
وَيٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ

اور ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے (تو پھر
نہیں نکلتی) اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے تو نے کہا نہیں
اور پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عہد نہیں توڑتے[1] اور میں نے تجھ سے پوچھا
وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے۔ تو نے کہا وہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ کو پوجو اور
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور بت پرستی سے تم کو منع کرتا ہے اور
نماز اور سچائی کا اور (حرام کاری سے) بچے رہنے کا حکم دیتا ہے پھر جو تو
کہتا ہے اگر سچ ہے تو وہ عنقریب اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں
میرے یہ دونوں پاؤں ہیں (یعنی شام کے ملک کا) اور میں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر آنے
والا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا[2] پھر اگر میں جانوں
کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا[3] تو اس سے ملنے کی ضرور کوشش کروں گا اور
اگر میں اس کے پاس (مدینہ میں) ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا (خدمت کرتا)
پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی کو
دے کر (سنہ ۶ ہجری میں) بصریٰ کے حاکم کو بھیجا تھا اس نے وہ خط ہرقل کو
بھیج دیا تھا ہرقل نے اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے
جو بہت مہربان ہے رحم والا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے
ہرقل روم کے رئیس کو معلوم ہو جو سیدھے رستے پر چلے اس کو سلام اس کے
بعد میں تجھ کو اسلام کے کلمے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی طرف بلاتا ہوں
مسلمان ہو جا تو بچا رہے گا[4] اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا[5] پھر اگر
تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا (بھی) گناہ تجھ ہی پر ہوگا[6] اور (یہ
آیت لکھی تھی) کتاب والو اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں یکساں کہ

[1] عہد کا توڑنا بڑا سخت گناہ ہے اور ایمان کا شیوہ نہیں پیغمبروں سے ایسی بات کبھی صادر نہیں ہو سکتی [2] یعنی عرب لوگوں میں یہود اور نصاریٰ سمجھتے تھے کہ آخری زمانہ کے پیغمبر بنی اسرائیل ہی میں سے پیدا ہوں گے انہوں نے حضرت موسیٰ کے اس قول پر کہ تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر میری طرح کا پیدا کرے گا اور حضرت اشعیاؑ کی اس بشارت پر کہ فاران یعنی مکہ کے پہاڑوں سے اللہ ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر کہ جس پتھر کو معماروں نے کونے میں ڈال دیا تھا وہی محل کا صدر نشین ہوا کچھ غور نہیں کیا ۱۲ منہ [3] ہرقل کو یہ ڈر تھا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہے تو اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے لوگ رستے ہی میں اس کو مار ڈالیں گے [4] سلطنت بحال رہے گی یا تو آخرت میں عذاب سے بچا رہے گا ۱۲ منہ [5] ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا ایک مجھ پر ایمان لانے کا ۱۲ منہ [6] یریس یا اریس اصل میں کاشتکار کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ تیرے اسلام نہ لانے سے تیری رعایا بھی اسلام نہ لائے گی ان کا گناہ بھی تیری ہی گردن پر پڑے گا۔ ۱۲ منہ

بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اِنَّهٗ يَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا اَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ صَاحِبُ اِيْلِيَا وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰى نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ اَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ اِيْلِيَاءَ اَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهٖ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَاَلُوْهُ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَّخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ اِلَّا الْيَهُوْدُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَاْنُهُمْ وَاكْتُبْ اِلٰى مَدَآئِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ

کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھیرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی دوسرے کو خدا نہ بنائے[1] پھر اگر وہ (اس بات کو) نہ مانیں تو (مسلمانو) تم ان سے کہہ دو گواہ رہنا ہم تو (ایک خدا کے) تابعدار ہیں ابوسفیان نے کہا جب ہرقل کو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو اس کے پاس بہت شور مچا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم باہر نکال دیئے گئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب ہم باہر نکالے گئے ابوکبشہ کے بیٹے کا تو بڑا درجہ ہو گیا[2] اس سے رومیوں کا بادشاہ ڈرتا ہے[3] (اس روز سے) مجھ کو برابر یقین رہا کہ آنحضرت غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو مسلمان کر دیا (زہری نے کہا) ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم اور ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا پیر پادری تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) میں آیا تو ایک روز صبح کو رنجیدہ اٹھا اس کے بعضے مصاحب کہنے لگے (کیوں خیر تو ہے) ہم دیکھتے ہیں (آج) تیری صورت اتری ہوئی ہے ابن ناطور نے کہا ہرقل نجومی تھا اس کا ستاروں کا علم تھا جب لوگوں نے اس سے پوچھا (تو کیوں رنجیدہ ہے) تو وہ کہنے لگا میں نے آج کی رات ستاروں پر نظر کی (ایسا معلوم ہوتا ہے)[4] ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہوا تو اس زمانے والوں میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ اس کے مصاحب کہنے لگے یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا تو ان کی کچھ فکر نہ کر اور اپنے علاقے کے شہروں میں (وہاں کے حاکموں کو) لکھ بھیج جتنے یہودی وہاں ہوں ان کو مار ڈالیں

[1] خدا بنانے کا یہ مطلب ہے کہ بلا دلیل ہر بات اس کو ماننے لگے جیسے حدیث میں ہے جب یہ آیت اتری اتخذوا احبارہم ورہبانہم ارباباً من دون اللہ تو عدی بن حاتم نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو خدا نہیں بنایا تھا آپ نے فرمایا جب وہ کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تھے یا حرام کر دیتے تھے تو تم ان کی بات مان لیتے تھے یا نہیں عدی نے کہا ہاں یہ تو تھا آپ نے فرمایا پس یہی اس آیت سے مراد ہے معاذ اللہ ہمارے زمانے میں بعضوں نے ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہ کو خدا بنا رکھا ہے قرآن کی آیت یا صحیح حدیث ان کے قول کے خلاف ملے تب بھی ان کی تقلید ہو بموجب نص آیت و حدیث شرک ہے ۱۲ منہ [2] ابوکبشہ آنحضرت کے رضاعی باپ تھے ابوسفیان اس وقت تک کافر تھا لہٰذا اس نے تحقیر کی راہ سے آنحضرت کو ابوکبشہ کا بیٹا کہا [3] لفظی ترجمہ یوں ہے اس سے زرد رنگ والوں کا بادشاہ ڈرتا ہے کہتے ہیں روم کے جد اعلیٰ روم بن عیص بن اسحاق نے حبش کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور زرد یعنی گندم گوں اولاد پیدا ہوئی اسی لیے نصاریٰ کو بنو الاصفر کہتے ہیں ۱۲ منہ [4] کہتے ہیں ہرقل نے علم میں کے برج عقرب میں قران کرنے سے یہ معلوم کر لیا ہے ہر بیس سال میں یہ قران ہوتا ہے پہلے قران میں آنحضرت پیدا ہوئے تھے دوسرے قران پورے ہونے پر آپ کو نبوت ملی تیسرے قران پر خیبر فتح ہوا اسلام کا غلبہ شروع ہوا ہرقل نے اسی وقت نجوم پر غور کیا ۱۲ منہ

فَبَيْنَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ
بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ
قَالَ اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا
فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ
عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُونَ فَقَالَ هِرَقْلُ
هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ
إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي الْعِلْمِ
وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى
أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى
خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ
نَبِيٌّ فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ
لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ
اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّومِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ
وَالرُّشْدِ وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوا
هٰذَا النَّبِيَّ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ
إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا
رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الْإِيمَانِ
قَالَ رُدُّوهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ إِنِّي قُلْتُ
مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ

وہ لوگ یہ باتیں کر رہے تھے اتنے میں ہرقل کے سامنے ایک شخص کو لائے
جس کو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھیجا تھا وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتا تھا[1] جب ہرقل نے سب خبر اس سے
سن لی تو (اپنے لوگوں سے) کہنے لگا ذرا جا کر اس شخص کو دیکھو اس کا ختنہ ہوا
ہے یا نہیں انہوں نے اس کو دیکھا اور جا کر ہرقل سے بیان کیا کہ اس کا
ختنہ ہوا ہے اور ہرقل نے اس شخص سے پوچھا کیا عرب ختنہ کرتے ہیں
اس نے کہا ہاں ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا یہی شخص (پیغمبر صاحب)
اس امت کے بادشاہ ہیں جو غالب ہوئے ہیں پھر ہرقل نے اپنے ایک
دوست (ضغاطر) کو رومیہ میں لکھا وہ علم میں ہرقل کا جوڑ تھا اور ہرقل خود
حمص کو گیا ابھی حمص سے نہیں نکلا تھا کہ اس کے دوست (ضغاطر) کا
خط اس کو پہنچا اس کی بھی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر
ہونے میں ہرقل کے موافق تھی[2] یعنی آنحضرت سچے پیغمبر ہیں آخر ہرقل
نے روم کے سرداروں کو اپنے حمص والے ایک محل میں آنے کی اجازت
دی (جب وہ آ گئے) تو دروازوں کو بند کروا دیا پھر اوپر بالاخانے میں
برآمد ہوا اور کہنے لگا روم کے لوگو کیا تم اپنی کامیابی اور بھلائی اور اپنی
بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو اگر ایسا ہے تو اس (عرب کے) پیغمبر سے
بیعت کر لو یہ سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف
لپکے دیکھا تو وہ بند ہیں[3] جب ہرقل نے دیکھا کہ ان کو ایمان سے ایسی نفرت
ہے اور ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گیا تو کہنے لگا ان سرداروں
کو پھر میرے پاس لاؤ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا میں نے جو بات

---

[1] یہ شخص خود عرب کا رہنے والا تھا جو غسان کے بادشاہ پاس آنحضرت کی خبر دینے گیا تھا اس نے ہرقل کے پاس بھجوا دیا یہ مختون تھا جیسے آگے آتا ہے۔ عرب میں ختنہ کی رسم آنحضرت کی نبوت سے پہلے چلی آتی تھی ۱۲ [2] قسطلانی نے کہا کہ ہرقل اور ضغاطر دونوں نے مسلمان ہونا چاہا مگر ہرقل اپنی قوم والوں کے ڈر سے ظاہر میں مسلمان نہ ہو سکا اور ضغاطر نے اسلام قبول کیا اور روم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے اس کو مار ڈالا اس حدیث سے یہ نکلا کہ دل میں صرف تصدیق پیدا ہونے سے اسلام پورا نہیں ہوتا جب تک علانیہ اسلام قبول نہ کرے اور کافروں سے علیحدہ نہ ہو ایک حدیث میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا نہیں وہ نصرانی ہے ۱۲ [3] ہرقل نے دروازے اس لیے بند کروا دیے تھے ایسا نہ ہو کہ روم کے سردار اس پر حملہ کر بیٹھیں اور اس کو مار ڈالیں ۱۲ منہ

عَلٰی دِیْنِکُمْ فَقَدْ رَاَیْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ فَکَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَاْنِ هِرَقْلَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ وَیُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ٭

ابھی تم سے کہی وہ تمہارے آزمانے کو کہی تھی دیکھوں تم اپنے دین میں کیسے مضبوط ہو اب میں وہ دیکھ چکا تب سب نے اس کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے یہ ہرقل کا آخری حال ہوا امام بخاری نے کہا اس حدیث کو صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے بھی (شعیب کی طرح) زہری سے روایت کیا۔

كِتَابُ الْاِيْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ وَّھُوَ قَوْلٌ وَّ فِعْلٌ وَّیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًی وَّیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی وَّالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا وَّقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ اَیُّکُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّقَوْلُهٗ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا وَّالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَکَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اِلٰی عَدِیِّ بْنِ عَدِیٍّ اَنَّ لِلْاِیْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کے بیان میں کہ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی اور ایمان اور فعل کو کہتے ہیں[1] اور وہ بڑھتا ہے گھٹتا ہے[2] اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح میں) فرمایا تاکہ (ان کے پہلے) ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو اور (سورہ کہف میں) ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور (سورہ مریم میں) جو لوگ سیدھی راہ پر ہیں ان کو اللہ اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور (سورہ قتال میں) جو لوگ راہ پر ہیں ان کو اللہ نے اور زیادہ ہدایت دی اور ان کو پرہیزگاری عطا کی اور (سورۂ مدثر میں) جو لوگ ایمان دار ہیں ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور (سورۂ براءۃ میں) اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا جو لوگ ایمان لائے ان کا ایمان بڑھایا اور (سورہ آل عمران میں) فرمایا (لوگوں نے مسلمانوں سے کہا) تم کافروں سے ڈرتے رہنا تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور (سورہ احزاب میں) فرمایا اُن کا کچھ نہیں بڑھا مگر ایمان اور اطاعت کا شیوہ[3] اور (حدیث کی رو سے)

---

[1] قول سے مراد زبان سے گواہی دینا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور فعل سے مراد دل سے یقین کرنا اور ہاتھ پاؤں سے اسلام کے ارکان بجا لانا جیسے نماز روزہ حج وغیرہ اہل حدیث کے نزدیک اعمال جزو ایمان ہیں یعنی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے کامل نہیں ہوتا گو اصلی مفہوم ایمان کا وہی تصدیق قلبی ہے اور اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان رہتا ہے مگر ناقص ۱۲ منہ [2] اہل حدیث کے نزدیک ایمان کی تکمیل کے لیے اعمال صالحہ ضرور ہیں پس جس قدر اعمال صالحہ زیادہ ہوں ایمان بھی زیادہ ہوگا امام بخاری کہتے ہیں میں ہزار سے زیادہ عالموں سے ملا مختلف شہروں میں سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول ہے اور عمل اور کم اور زیادہ ہوتا ہے ۱۲ منہ [3] ان سب آیتوں سے بخاری نے یہ دلیل لی کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے ۱۲ منہ

وَحُدُوْدًا وَّسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيْمَانَ فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِهَا وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلٰى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيْصٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ وَقَالَ مُعَاذٌ إِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْيَقِيْنُ الْإِيْمَانُ كُلُّهٗ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِيْنًا وَّاحِدًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا سَبِيْلًا وَّسُنَّةً وَدُعَاؤُكُمْ إِيْمَانُكُمْ

اللہ کی راہ میں محبت رکھنا اور اللہ کی راہ میں دشمنی رکھنا ایمان میں داخل ہے[1] اور عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے عدی بن عدی کو لکھا کہ ایمان میں فرض ہیں اور عقیدے[2] اور حرام باتیں اور مستحب مسنون باتیں پھر جو کوئی ان کو پورا ادا کرے اس نے اپنا ایمان پورا کیا اور جو کوئی ان کو پورا ادا نہ کرے اس نے اپنا ایمان پورا نہیں کیا پھر اگر (آئندہ) میں جیتا رہا تو ان سب باتوں کو ان پر عمل کرنے کے لیے تم سے بیان کر دوں گا اور اگر میں مر گیا تو مجھ کو تمہاری صحبت میں رہنے کی کچھ ہوس نہیں ہے اور ابراہیمؑ نے کہا لیکن میں چاہتا ہوں میرے دل کو تسلی ہو جائے[3] اور معاذ نے (اسود بن بلال سے) کہا ہمارے پاس بیٹھ ایک گھڑی ایمان کی باتیں کریں[4] ابن مسعود نے کہا یقین پورا ایمان ہے[5] اور ابن عمر نے کہا بندہ تقوی کی اصل حقیقت (یعنی کنہہ) کو نہیں پہنچ سکتا اس وقت تک کہ جو بات دل میں چبھے اس کو چھوڑ دے[6] اور مجاہد نے کہا اس آیت کی تفسیر میں (اس نے تمہارے لیے دین کا وہی رشتہ ٹھیرایا جس کا نوح کو حکم دیا تھا) ہم نے تجھ کو اے محمدؐ اور نوح کو ایک ہی دین کا حکم دیا[7] اور ابن عباس نے کہا (اس آیت کی تفسیر میں) شرعۃ و منہاجا یعنی رستہ اور طریقہ[8] اور (سورہ فرقان کی اس آیت کی تفسیر میں کہا) دعاؤکم یعنی ایمانکم۔

---

[1] حدیث سے یہ نکلا کہ نیک عمل ایمان میں داخل ہے اللہ کی راہ میں محبت یا دشمنی رکھنا یہ بھی دل کا ایک عمل ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے ابوامامہؓ سے روایت کیا ۱۲ [2] ایمان کے فرائض جیسے نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ اعتقادات جیسے خدا کی ذات اور صفات اور اس کی توحید کا رسالت اور قیامت کا بہشت دوزخ عذاب ثواب کا اعتقاد حرام باتیں جیسے زنا چوری شراب خوری سود خواری سے پرہیز سنت اور مستحب باتیں مثلاً نماز کا اوّل وقت ادا کرنا باجماعت ادا کرنا اذان دینا ختنہ کرانا یہ سب باتیں دین اور ایمان میں داخل ہیں ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا جو سعید بن جبیر اور مجاہد نے کی ہے یعنی میرا ایمان اور یقین زیادہ ہو جائے ۱۲ منہ [4] یعنی خدا اور رسول کا ذکر کریں اس قول کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح روایت کیا ہے ۱۲ [5] اور صبر آدھا ایمان ہے اس کو طبرانی نے روایت کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے ورنہ صبر کو آدھا ایمان کیوں کہتے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایمان صرف تصدیق ہے اعمال سے کچھ غرض نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تصدیق قلبی ایمان کا رکن اعظم ہے ۱۲ [6] مطلب یہ ہے کہ جس کام کے جائز یا ناجائز ہونے میں شبہ ہو اس کو بھی چھوڑ دے یہ اثر موصولاً نہیں ملا مگر امام مسلمؒ نے تو اس سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی پرہیزگاروں میں داخل نہیں ہوتا جب تک ان کاموں کو نہ چھوڑ دے جن میں قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ ان کاموں میں کہیں نہ پڑ جائے جن میں قباحت ہے۔ تقوی اور ایمان قریب قریب ہیں تو معلوم ہوا کہ بعضے لوگ ایمان کی کنہہ تک پہنچے ہیں بعضے نہیں اور یہ جب ہو گا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہو ۱۲ منہ [7] اس کو عبد بن حمید نے نکالا اس سے یہ نکلا کہ اور پیغمبروں کے دین اور اسلام کا دین ملتے جلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اسلام میں اگلے دینوں سے بہت باتیں زیادہ بیان ہوئی ہیں تو معلوم ہوا کہ دین یعنی ایمان گھٹتا ہے بڑھتا ہے ۱۲ منہ [8] اس کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں موصولاً نکالا پوری آیت یوں ہے ہم نے تم میں سے ہر ایک کا ایک دین ٹھیرایا اور ایک طریق اور یہ ظاہر ہے کہ دینوں میں اور طریقوں میں اختلاف ہے تو دین میں کمی بیشی ہوئی بعضوں نے کہا مجاہد اور ابن عباس دونوں کے قول مل کر اس باب کی مطلب کی دلیل ہیں کیونکہ ایک سے تعدد ادیان نکلتا ہے اور ایک سے اتحاد معلوم ہوا یعنی باتوں میں اتحاد ہے بعضوں میں اختلاف اور دین اسلام سب دینوں سے زیادہ مکمل ہے تو زیادتی اور کمی ثابت ہوئی ۱۲ منہ

٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ نے کہا ہم کو خبر دی حنظلہ بن ابی سفیان نے انہوں نے سنا عکرمہ بن خالد سے انہوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں[۱] اور نماز کو درستی سے ادا کرنا[۲] اور زکوٰۃ دینا[۳] اور حج کرنا[۴] اور رمضان کے روزے رکھنا[۵]

بَابٌ اُمُوْرِ الْاِيْمَانِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ الْمُتَّقُوْنَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاٰيَةَ

باب ایمان کے کاموں کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نیکی یہی نہیں ہے کہ (نماز میں) اپنا منہ پورب یا پچھم کی طرف کر لو بلکہ اصل نیکی ان کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اخیر آیت متقون تک اور قد افلح المومنون اخیر تک[۲]۔

٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد جعفی نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عامر عقدی نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال نے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے[۳]

بَابٌ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

باب مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

٩ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ وَاِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے عبد اللہ بن ابی السفر اور اسماعیل بن ابی خالد سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مسلمان وہ ہے

---

۱ اس حدیث سے صاف نکلا کہ اعمال ایمان داخل ہیں ۱۲ منہ ۲ پہلی آیت سورہ بقرہ رکوع ۲۱ میں ہے اور دوسری سورہ مومنون کے شروع میں ۱۸ پارہ میں ان دونوں آیتوں میں ایمان کے بہت سے کاموں کا بیان ہے جیسے صدقہ دینا نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا عہد کو پورا کرنا جہاد میں صبر کرنا شرم گاہ کی حفاظت کرنا نماز عاجزی کے ساتھ پڑھنا ۱۲ منہ ۳ بعضی روایتوں میں ستر پر کئی شاخیں آئی ہیں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ

قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْمُعَاوِيَةَ ثَنَا دَاؤُدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاؤُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں[۱] اور مہاجر وہ ہے جو ان کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا" امام بخاری نے کہا اور ابومعاویہ نے بیان کیا ہم سے بیان کیا داؤد نے انہوں نے عامر شعبی سے کہا کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر یہی حدیث بیان کی) اور عبدالاعلیٰ نے اس کو روایت کیا داؤد سے انہوں نے عامر سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۲]

بَابٌ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

باب کونسا مسلمان افضل ہے؟

١٠ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاُمَوِيُّ الْقُرَشِيُّ قَالَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ ثَنَا اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

ہم سے بیان کیا سعید بن یحییٰ بن سعید اموی قرشی نے کہا ہم سے بیان کیا والد نے کہا ہم سے بیان کیا ابو بردہ بن عبداللہ ابن ابی بردہ نے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کونسا مسلمان افضل ہے آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں

بَابٌ اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ

باب کھانا کھلانا اسلام کی خصلت ہے

١١ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ہم سے بیان کیا عمرو بن خالد نے کہا بیان کیا ہم سے لیث نے انہوں نے یزید سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عبداللہ ابن عمرو سے ایک مرد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کونسی خصلت بہتر ہے آپ نے فرمایا کھانا کھلانا[۳] اور (ہر ایک مسلمان) کو سلام کرنا اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو[۴]

بَابٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ

باب ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لیے چاہے وہی اپنے بھائی

[۱] یعنی کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں نہ کسی کی غیبت کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ستائے ۱۲منہ [۲] ان دونوں سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ پہلی سند میں عامر کا سماع عبداللہ بن عمرو سے صراحۃً مذکور ہے اور دوسری سند میں عبداللہ مبہم طور سے مذکور رہیں لیکن مراد عبداللہ بن عمرو ہیں پہلی دونوں سندیں اس امر کو صاف کر دیتی ہیں ۱۲منہ [۳] یعنی دوستوں کو مہمانوں کو محتاجوں کو کھانا کھلانا ایمان کی نشانی ہے خصوصاً جب قحط یا گرانی ہو اس وقت غریبوں کو کھانا دے کر ان کی جان بچانا سب کاموں سے افضل ہے ۱۲منہ [۴] یعنی لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ صرف جان پہچان کے مسلمانوں سے سلام علیکم کرتے ہیں یہ خوب نہیں ہے سب مسلمان بھائی ہیں جو ملے اس کو سلام کرے دوسری حدیث میں اس شخص کی بہت فضیلت مذکور ہے جو پہلے سلام کرے ۱۲منہ [۵] زبان اور ہاتھ کو روکے رہنا سارے عمدہ اخلاق کی جڑ ہے دنیا میں ہزاروں قسم کے فساد اور بغض اور حسد زبان ہی سے پیدا ہوتے ہیں ۱۲منہ

مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔

(مسلمان) کے لیے چاہے[۱]

۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ نے انہوں نے روایت کی شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند یحییٰ نے اس کو روایت کیا حسین مسلم سے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے اس نے روایت کی انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کوئی تم میں سے اس وقت تک مومن نہیں ہوتا یہاں تک جو اپنے لیے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے چاہے۔

بَابٌ حُبُّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِيْمَانِ ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کا ایک جزو ہے۔

۱۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ ۔

ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قسم ہے اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو[۲]

۱۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ ابْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ

ہم سے بیان کیا یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے بیان کیا ابن علیہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **دوسری سند** اور ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں

---

[۱] یہ خصلت جڑ ہے تمام اخلاق کی آدمی کو چاہیئے کہ علی العموم تمام بنی نوع انسان کا خصوصاً اپنے بھائی مسلمانوں کا خیر خواہ رہے ایسے شخص کی دنیا اور آخرت دونوں چین سے گزرتے ہیں ۱۲ منہ [۲] باپ اور اولاد کی محبت آدمی کو بے حد ہوتی ہے باپ کو مقدم کیا کیوں کہ بعضوں کی اولاد نہیں ہوتی لیکن باپ سب کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

ہوتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو[۱]

بَابُ۹ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ ۝

باب ایمان کی حلاوت

۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ ۝

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ فقط اللہ کے لیے کسی سے دوستی رکھے[۲] تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا۔

بَابٌ عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ ۝

باب انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے

۱۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ

ہم سے بیان کیا ابوالولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے کہا مجھ کو خبر دی عبداللہ بن عبداللہ بن جبر نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بیر رکھنا ہے[۳]

بَابٌ ۱۱

باب[۴]

۱۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَنَا اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَّهُوَ

ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا ہم کو خبر دی ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے ان سے (بیان کیا) عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اور یہ عبادہ وہ تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور عقبہ کی رات میں وہ بھی ایک

[۱] قسطلانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمانیہ چاہیے یعنی آپ کی پیروی کرنا ہر کام میں نہ طبعی محبت کیونکہ طبعی محبت تو ابوطالب کو آپ کے ساتھ بہت تھی باوجود اس کے ان کے ایمان کا حکم نہیں کیا گیا ۱۲ منہ [۲] یعنی محض خداوند کریم کی رضامندی کے لیے نہ کسی دنیاوی غرض سے مثلاً دیندار عالم یا متشرع درویش سے محبت رکھنا ۱۲ منہ [۳] انصار مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو پناہ دی اور آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے ایسے وقت میں جب اور کوئی قوم آپ کی مددگار نہ تھی ان کے دو قبیلے تھے ایک اوس ایک خزرج ۱۲ منہ [۴] یہ باب پہلے ہی باب سے تعلق رکھتا ہے اس سے انصار کی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ

أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُوْنِيْ عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذٰلِكَ ۔

نقیب تھے[1] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا ان کی ایک جماعت آپ کے گرداگرد تھی تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو[2] کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو نہ مارو گے[3] اور اپنے ہاتھ اور پاؤں کے سامنے (جان بوجھ کر) کوئی بہتان بنا کر نہیں اٹھاؤ گے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے پھر جو کوئی تم میں یہ اقرار پورا کرے اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے تو۔ اس کو دنیا میں اس کی سزا مل جائے (حد پڑ جائے) تو اس کا گناہ اتر جائے گا[4] اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ (دنیا میں) اس کو چھپائے رکھے[5] تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے (آخرت میں بھی) اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے عذاب کرے پھر ہم نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کر لی۔

باب ۱۲ مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ

باب فتنوں سے بھاگنا دینداری ہے[6]

۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ) سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی چوٹیوں

ف۱ اس رات کا قصہ سیر کی کتابوں میں مذکور ہے انصار نے رات کو مشرکوں سے چھپ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ کی مدد کا قطعی وعدہ کیا تھا یہ ۷۲ آدمی تھے آپ نے بارہ آدمیوں کو ان پر نقیب مقرر کیا تھا ان نقیبوں میں ایک عبادہ بھی تھے ۱۲ منہ ف۲ اس حدیث سے توبہ کی بیعت کا ثبوت ہوتا ہے جو حضرات صوفیہ میں رائج ہے ۱۲ ف۳ یعنی دختر کشی نہ کرو گے جیسے مشرکین کی عادت تھی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے ۱۲ ف۴ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حد شرعی قائم ہونے سے گناہ اتر جاتا ہے اور یہی صحیح ہے بعضوں نے کہا گناہ بغیر توبہ کے نہیں اترتا اور حد صرف دوسرے لوگوں کی عبرت کے لیے قائم کی جاتی ہے ۱۲ منہ ف۵ یعنی دنیا کی سزا سے اس کو بچا دے اس کا راز فاش نہ کرے ۱۲ منہ ف۶ فتنہ سے مراد یہ ہر چیز ہے جس سے آدمی بہک جائے خدا سے غافل ہو جائے قرآن میں ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یہاں مقصود وہ گمراہ کرنے والے ہیں جو سچے دین سے بہکا دیں گے دجال اور اس کی پیش خیمہ ہمارے زمانے میں ان بہکانے والوں کا بڑا ہجوم ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمارا اور سب سچے مسلمانوں کا ایمان بچائے رکھے ۱۲ منہ

مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ ۞

اور بارش کے مقاموں میں وہ اپنا دین فتنوں سے بچائے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

بَابُ ۱۳ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَاَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۞

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کا جاننے والا ہوں اور معرفت (یقین) دل کا فعل ہے کیوں کہ اللہ نے فرمایا[۵۱] (سورہ بقر میں) لیکن ان قسموں پر تم کو پکڑے گا جو تمہارے دلوں نے (جان بوجھ کر) کھائیں۔

۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَهُمْ اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيْقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقٰكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا ۞

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام بیکندی نے کہا خبر دی ہم کو عبدہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو کوئی حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ کر سکتے وہ عرض کرتے یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح تھوڑے ہیں آپ کے تو اللہ نے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں یہ سن کر آپ اتنا غصّے ہوتے کہ آپ کے (مبارک) چہرے پر غصہ نمود ہوتا[۵۲] پھر آپ فرماتے (کیا تم کو معلوم نہیں) تم سب میں زیادہ پرہیز گار اور اللہ کو زیادہ جاننے والا میں ہوں۔

بَابُ ۱۴ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ مِنَ الْاِيْمَانِ ۞

باب جو شخص پھر کافر ہو جانے کو اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا وہ سچا مومن ہے۔

۲۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا ایک تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو

---

۵۱ گو یہ آیت قسموں کے باب میں وارد ہے مگر قسم اور ایمان دونوں کا مدار دل پر ہے اور اس باب سے کرامیہ کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں ایمان اسی کا نام ہے کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گو دل میں یقین نہ ہو ۱۲ منہ ۵۲ یعنی آپ کا مبارک چہرہ سرخ ہو جاتا صحابہ پہچان لیتے کہ اس وقت آپ غصے میں ہیں اور غصہ آپ کا اس وجہ سے تھا کہیں ایسا نہ ہو یہ لوگ سمجھنے لگیں کہ ہم پیغمبر صاحب سے بھی عبادت اور تقویٰ یا علم اور معرفت میں بڑھ گئے ۱۲ منہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ ‎۝

سب سے زیادہ ہو[۱] دوسرے کسی بندے سے خالص اللہ کے لیے دوستی رکھے تیسرے پھر کفر میں جانا جب اللہ نے اس کو کفر سے چھڑا دیا اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

بَابٌ ۱۵ تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ ‎۝

باب اہل ایمان کا اعمال کی رو سے ایک دوسرے سے افضل ہونا۔

۲۱ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ ‎۝

ہم سے بیان کیا اسمٰعیل (بن ابی اویس) نے کہا مجھ سے بیان کیا امام مالک نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ مازنی) سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا (حساب کتاب کے بعد) بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں چل دیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے وہ (جل کر) کالے ہو گئے ہوں گے پھر برسات کی نہر یا زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے امام مالک کو شک ہے[۲] وہ اس طرح (نئے سرے سے) اگ آئیں گے جیسے دانہ ندی کے کنارے اگ آتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کیسے زرد زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے وہیب نے کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے یہ حدیث بیان کی اس میں زندگی کی نہر کہی اور ایمان کے بدل خیر کا لفظ کہا[۳]

---

[۱] قسطلانی نے کہا اس محبت کی نشانی یہ ہے کہ دین کی مدد کرے قول اور فعل سے اور آپ کی شریعت کی حمایت کرے اور اسلام کے مخالفین جو اسلام پر اعتراض کریں ان کا جواب دے اور اخلاق اور عادات میں آپ کی پیروی کرے مثلاً سخاوت اور ایثار اور حلم اور صبر اور تواضع میں ۱۲ منہ [۲] امام مالک اس حدیث کے راوی ہیں ان کو شک ہوا کہ عمرو بن یحییٰ نے نہر الحیا کہا جس کے معنی بارش کی نہر یا نہر الحیاۃ کہا جس کے زندگی کی نہر لیکن امام بخاری نے وہیب کی روایت بیان کر کے یہ بتلا دیا کہ زندگی کی نہر صحیح ہے اس حدیث سے امام بخاری نے مرجیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ سے کوئی نقصان نہ ہوگا اور معتزلہ کا بھی جو کہتے ہیں کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۱۲ منہ [۳] یعنی امام مالک کی روایت میں یوں ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور وہیب کی روایت میں یوں ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر خیر یعنی نیکی ہو۔ وہیب کی اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نکالا اس میں من خیر کا لفظ ہے ۱۲ منہ ‎۝

٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُونَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الدِّينَ ۔

ہم سے بیان کیا محمد بن عبید اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے سنا ابو سعید خدری سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ میں سو رہا تھا میں نے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں بعضوں کے کرتے چھاتیوں تک ہیں اور بعضوں کے اس سے بھی کم اور عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے وہ ایسا کرتہ پہنے ہیں جس کو سمیٹ رہے ہیں (اتنا نیچا ہے) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں آپ نے فرمایا دین[۱]

بَابٌ [۱۶] الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ ۔

باب حیا (شرم) ایمان کا ایک جزو ہے

٢٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ ۔

ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن یوسف نے کہا ہم کو خبر دی (امام) مالک بن انس نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا اتنی شرم کیوں کرتا ہے[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جانے دے کیونکہ شرم تو ایمان میں داخل ہے۔

بَابٌ [۱۷] فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ

باب اس آیت کی تفسیر میں (جو سورہ براءۃ میں ہے) پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو (ان سے تعرض نہ کرو)

٢٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ

ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد نے کہا ہم سے بیان کیا ابو روح ابن عمارہ نے کہا ہم سے بیان شعبہ نے انہوں نے واقد بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے وہ عبد اللہ بن عمر سے نقل کرتے تھے

[۱] یعنی کرتے سے دین مراد ہے جو خواب میں کرتے کی شکل میں ظاہر ہوا اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت ابو بکر صدیقؓ پر ثابت نہیں ہوتی کس لیے کہ ابو بکرؓ کا اس میں ذکر ہی نہیں ہے شاید اُن کا کرتہ حضرت عمرؓ سے بھی نیچا ہوگا ۱۲ منہ [۲] ان دونوں شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا وہ سمجھا رہا تھا اپنے بھائی پر غصہ ہو رہا تھا کہ تو اتنی شرم کرتا ہے کہ اپنے فائدے پر خاک ڈالتا ہے اس سے تجھ کو نقصان ہوگا ۱۲ منہ

ابْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (خدا کا یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کے حق سے[1] اور ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر رہے گا[2]

بَابٌ مَنْ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ هُوَ الْعَمَلُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَقَالَ عِدَّةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ عَنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ۔

باب اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے ایمان ایک عمل ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ زخرف میں) فرمایا یہ جنت جس کے تم وارث ہوئے تمہارے عمل کا بدلہ ہے[3] اور کئی عالموں نے[4] اس آیت کی تفسیر میں (جو سورہ حجر میں ہے) قسم تیرے مالک کی ہم ان سب لوگوں سے اُن کے عمل کی بازپرس کریں گے یہ کہا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے[5] اور (سورہ والصفت میں) فرمایا ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے[6]

۲۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا

ہم سے بیان کیا احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا دونوں نے ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے بیان کیا ابو شہاب نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ (لوگوں نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا[7] کہا پھر کونسا عمل، فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا کہا پھر کونسا عمل، فرمایا

---

[1] اسلام کا حق جیسے کسی کو مار ڈالیں تو خون کے بدلے خون ہوگا یا زنا کریں اور محصن ہوں تو رجم ہوگا اس حدیث سے امام بخاری نے مرجئہ کا رد کیا جو اعمال کو ایمان کے لیے ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ نماز نہ پڑھیں یا زکوٰۃ نہ دیں ان پر جہاد کیا جائے گا [2] کیونکہ دل کی خبر اللہ ہی کو ہے ظاہر میں جو کوئی یہ باتیں کرے گا اس پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے ۱۲ منہ [3] اس آیت میں عمل سے ایمان مراد ہے جیسے مفسرین نے کہا ہے ۱۲ منہ [4] جیسے انس بن مالک اور مجاہد اور ابن عمر ہیں ۱۲ منہ [5] تو معلوم ہوا کہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا یعنی ایمان یہ بھی ایک عمل ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [6] یہاں بھی عمل سے ایمان مراد ہے ۱۲ منہ [7] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ایمان کو عمل فرمایا اور دوسرے اعمال کو اس لیے ذکر کیا کہ ایمان سے یہاں صرف اللہ اور رسول پر یقین رکھنا مراد ہے ۱۲ منہ

قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ[ط۱]

وہ حج جو مبرور ہو[ط۱]

بَابٌ ۱۹ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ أَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا أَسْلَمْنَا فَإِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ الْاٰيَةَ ۔

باب کبھی اسلام سے اس کے حقیقی (شرعی) معنے مراد نہیں ہوتے

بلکہ ظاہری تابعداری یا جان کے ڈر سے مان لینا جیسے اللہ تعالیٰ نے (سورہ حجرات میں) فرمایا گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے پیغمبر ان سے کہہ دے تم ایمان نہیں لائے یوں کہو ہم اسلام لائے[ط۲] لیکن اسلام جب اپنے حقیقی معنے (شرعی معنے) میں ہوگا۔ تو وہ وہ اسلام ہوگا جو (سورہ آل عمران کی) اس آیت میں مراد ہے اللہ کے نزدیک (سچا) دین اسلام ہے آخر تک۔

۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا

ہم سے بیان کیا ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو خبر دی عامر بن سعد بن ابی وقاص نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعدؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ایک شخص (جعیل بن سراقہ) کو چھوڑ دیا (نہ دیا) وہ ان سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مؤمن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا یا مسلم[ط۳] پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا[ط۴] میں نے دوبارہ عرض کیا آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا میں

ط۱ حج مبرور وہ ہے جو خالص اللہ کے لیے کیا جاوے اس میں ریا کا نام نہ ہو اس کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی گناہوں سے توبہ کرے پھر گناہ میں مبتلا نہ ہو ۱۲ منہ

ط۲ یہ آیت چند گنوار عربوں کی شان میں اتری جو مدینہ کے گرداگرد رہتے وہ جان کے ڈر سے آنحضرتؐ کے تابعدار بن گئے تھے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اسلام کبھی اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہوتا ہے یعنی تابعدار بننا اس آیت میں وہی معنے مراد ہیں لیکن اسلام کے حقیقی اور شرعی معنے وہی ہیں جو ایمان کے ہیں اور پچھلی دو آیتوں میں سورۂ آل عمران کے وہی حقیقی معنے مراد ہیں قسطلانی نے کہا اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو مسلم ہے وہ مومن ہے اور جو مومن ہے وہ مسلم ہے ۱۲ منہ ط۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص کے دل کا حال یعنی اس کا مومن ہونا معلوم نہ ہو اس کو مسلمان کہہ سکتے ہیں تو اسلام کے ایک معنی وہ بھی ہوتے جو لغت میں ہیں یعنی ظاہری انقیاد اور تابعداری ۱۲ منہ ط۴ یعنی مجھ کو پھر جوش آیا اور چپکا نہ رہا گیا میں نے پھر اس کی سفارش کی ۱۲ منہ

فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي وَعَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ رَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ ؂

نے تیسری بار وہی عرض کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا اس کے بعد یہ فرمایا اے سعد میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں اور دوسرے شخص کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہیں اللہ اس کو اوندھا دوزخ میں نہ دھکیل دے[۱] اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے نے (شعیب کی طرح) زہری سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ إِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ

وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيمَانَ الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ ؂

باب افشاء سلام کرنا اسلام میں داخل ہے[۲]

اور عمار نے کہا تین باتیں جس نے اکٹھا کرلیں اس نے ایمان کو جوڑ لیا ایک تو اپنا انصاف اپنے جی میں کرنا[۳] اور دوسرے سب کو سلام کرنا (ہر مسلمان کو) تیسرے تنگی ہونے پر خرچ کرنا[۴]

۲۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ؂

ہم سے بیان کیا قتیبہ نے کہا ہم سے بیان کیا لیث نے انہوں نے سنا یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا اس سے تیری پہچانت ہو یا نہ ہو

بَابٌ كُفْرَانُ الْعَشِيرِ وَكُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؂

باب خاوند کی ناشکری بھی ایک طرح کا کفر ہے

اور ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہوتا ہے اس باب میں ابوسعیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[۵]

---

[۱] یعنی میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اس کا ایمان ضعیف ہے اور دوسرے شخص کو پکا ایمان دار جان کر اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں مگر ضعیف ایمان والے کو دیتا ہوں اور پکے ایمان والے پر اس کو مقدم رکھتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں ضعیف ایمان والا اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائے ۱۲ منہ [۲] سلام کا افشاء کرنا یعنی ظاہر کرنا ہر مسلمان کو سلام کرنا اسلام میں داخل ہے ۱۲ [۳] اللہ کی عنایتیں اپنے حال پر دیکھنا اور اس کی اطاعت اور عبادت میں قصور نہ کرنا ۱۲ منہ [۴] یعنی باوجودیکہ اپنی نیئں خود روپیہ کی احتیاج ہو لیکن دوسرے محتاج کی حاجت روائی اپنی حاجت پر مقدم رکھنا۔ عمار کے اس قول کو امام احمد اور بزار اور طبرانی نے موصولاً نکالا ۱۲ منہ [۵] اگلے بابوں میں ایمان کا ذکر تھا کفر ایمان کی ضد ہے تو ایمان کے بعد اس کا بیان کیا ۱۲ [۶] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک تو کفر حقیقی جس کی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر ہو جاتا ہے دوسرے گناہ اس کو بھی شریعت میں کفر کہا ہے مگر یہ کفر اگلے کفر سے کہیں کم ہے اس باب میں امام بخاری نے ابوسعید کی حدیث بیان نہیں کی اس طرف اشارہ کر دیا اور کتاب الحیض میں اس کو نکالا اس میں یہ ہے کہ آپ نے عورتوں سے فرمایا تم صدقہ دو میں نے دیکھا تم دوزخ میں زیادہ ہو انہوں نے پوچھا کیوں آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کا کفر یعنی ناشکری کرتی ہو۔ ابن عباس کی حدیث ... کی لمبی حدیث ہے جس کو امام بخاری نے پورا باب الکسوف میں نکالا (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلَى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ۞

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک لمبی حدیث میں) اور میں نے دوزخ کو دیکھا کیا دیکھتا ہوں وہاں عورتیں بہت ہیں وہ کفر کرتی ہیں لوگوں نے کہا کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں آپ نے فرمایا نہیں خاوند کا کفر (اس کی ناشکری) کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تو ایک عورت سے ساری عمر احسان کرے پھر وہ (ایک ذری سی) کوئی بات تجھ سے دیکھے (جس کو پسند نہ کرتی ہو) تو کہنے لگتی ہے میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

بَابُ ۲۲ الْمَعَاصِي مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ امْرَاٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَاَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِينَ ۞

باب گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور گناہ کرنے والا گناہ سے کافر نہیں ہوتا[1] البتہ اگر شرک کرے (یا کفر کا اعتقاد رکھے) تو کافر ہو جائے گا کیونکہ آنحضرت نے (ابوذر سے[2]) فرمایا تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے اور اللہ نے (سورہ نساء میں) فرمایا اللہ تو شرک کو نہیں بخشے گا اور اُس سے کم[3] جس کو چاہے گا (گناہ) بخش دے گا[4] اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل کرا دو اللہ نے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا۔

۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا اَيُّوبُ وَيُونُسُ

ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن مبارک نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب اور یونس نے انہوں نے

(حواشی صفحہ سابقہ) یہاں اس کا ایک ٹکڑا بیان کیا امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں ۱۲ حواشی صفحہ ہذا [1] اس سے خوارج اور معتزلہ کا رد منظور ہے جو کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور بعضے ان میں یوں کہتے ہیں نہ وہ کافر ہے نہ مومن ۱۲ منہ [2] یہ حدیث امام بخاری نے آگے خود روایت کی ہے ابوذر نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ میں جاہلیت کی خصلت ہے یعنی گالی گلوچ کرنا مومن کی شان نہیں جاہلیت وہ زمانہ جو آنحضرت کی پیغمبری سے پہلے عرب میں گزرا ۱۲ منہ [3] اس سے کم یعنی شرک سے اتر کر جو گناہ ہیں حافظ ابن حجر نے کہا اس آیت میں شرک سے کفر مراد ہے مثلاً کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرے تو وہ بھی بخشا نہیں جائے گا ۱۲ منہ [4] اس آیت سے امام بخاری نے خارجی اور معتزلی کا رد کیا کیوں کہ مسلمان سے لڑنا گناہ ہے اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو مسلمان فرمایا ۱۲ منہ

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ ؁

حسن سے انہوں احنف بن قیس سے کہا میں چلا اس شخص کی مدد کرنے کو[1] (رستے میں) مجھ کو ابوبکرہؓ ملے پوچھا کہاں جاتے ہو میں نے کہا اس شخص کی مدد کرنے کو ابوبکرہؓ نے کہا (اپنے گھر کو) لوٹ جا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہوگا) مقتول کیوں دوزخی ہوگا فرمایا اس کی خواہش تھی اپنے ساتھی کو مار ڈالنے کی[2]

۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَعَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُءٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ؁

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے واصل احدب سے انہوں نے معرور سے کہا میں ابوذر سے ربذہ[3] میں ملا وہ ایک جوڑا پہنے تھے اور ان کا غلام بھی (ویسا ہی) ایک جوڑا پہنے تھا میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا میں نے ایک شخص سے گالی گلوچ کی اس کو ماں کی گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا تو نے اس کو ماں کی گالی دی تو وہ آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ تلے کر دیا پھر جس کا بھائی اس کے ہاتھ تلے ہو وہ اس کو وہی کھلائے جو آپ کھائے اور وہی پہنائے جو آپ پہنے اور اُن سے وہ کام نہ لو جو ان سے نہ ہو سکے اگر ایسا کام لینا چاہو تو ان کی مدد کرو[4]

بَابٌ ۲۳ ظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ ؁

باب ایک گناہ دوسرے گناہ سے کم ہوتا ہے

[1] اس شخص سے مراد جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ ہیں احنف بن قیس جنگ جمل میں حضرت علی کی مدد کے لیے نکلے تھے جب ابوبکرہ نے ان کو یہ حدیث سنائی تو وہ لوٹ گئے حافظ نے کہا ابوبکرہ نے اس حدیث کو مطلق رکھا حالانکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بلا وجہ شرعی دو مسلمان ناحق لڑیں اور حق پر لڑنے کی تو خود قرآن میں اجازت ہے فان بغت احدہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی الآیہ اور اسی لیے احنف اس کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ رہے تمام لڑائیوں میں اور انہوں نے ابوبکرہ کی رائے پر عمل نہیں کیا ۱۲

[2] وہ اگر قدرت پاتا تو ضرور عزم کر چکا تھا اپنے بھائی کے قتل کا معلوم ہوا کہ دل کے عزم پر جب وہ مصمم ہو جائے تو مواخذہ ہوگا اور یہ دوسری حدیث میں ہے کہ دل کا خیال اللہ نے اس امت کو معاف کر دیا اس سے مراد وہ خیال ہے جو آئے اور گزر جائے دل میں جمے نہیں ۱۲ منہ

[3] ربذہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل پر ۱۲

[4] ابوذر نے حضرت بلال سے گالی گلوچ کی تھی ان کو کہا کالے کے بیٹے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس کے بعد ابوذر نے بلال سے معافی چاہی اور اپنا گال زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں اپنا گال زمین سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک بلال اپنے پاؤں سے نہ روندیں ۱۲ منہ

٣١ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۞

ہم سے بیان کیا ابو الولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے بیان کیا بشر نے کہا ہم سے بیان کیا محمد نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے جب (سورہ انعام کی) یہ آیت اتری جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں گناہ کی ملونی نہیں کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ یہ تو بڑی مشکل ہے) ہم میں کون ایسا ہے جس نے گناہ نہیں کیا تب اللہ نے (سورہ لقمان کی) یہ آیت اتاری شرک بڑا ظلم ہے[1]

بَابُ ٢٤ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ
باب منافق کی نشانیاں

٣٢ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ۞

ہم سے بیان کیا سلیمان ابو الربیع نے کہا ہم سے بیان کیا اسمٰعیل ابن جعفر نے کہا ہم سے بیان کیا نافع بن مالک بن ابی عامر نے جن کی کنیت ابو سہیل ہے انہوں نے اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں[2] جب بات کہے جھوٹ کہے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھیں خیانت کرے۔

٣٣ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ہم سے بیان کیا قبیصہ بن عقبہ نے کہا ہم سے بیان سفیان نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں گی وہ تو نرا منافق

[1] معلوم ہوا کہ جو موحد ہو اس کو امن ملے گا گو کتنا ہی گناہ گار ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہوں پر بالکل عذاب نہ ہوگا جیسے مرجئہ کہتے ہیں بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے سے امن ملے گا حدیث اور آیت سے ترجمہ باب نکل آیا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ سے کم ہوتا ہے ۱۲

[2] ایک روایت میں چار نشانیاں مذکور ہیں چوتھی اقرار کے بعد دغا کرنا ایک میں پانچویں یہ مذکور ہے کہ تکرار میں ناحق کو شی کرنا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور جس میں یہ خصلتیں ہوں وہ منافق کی مشابہ ہے یا اس میں عملی نفاق ہے جو کفر نہیں ہے ۱۲ منہ

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ ۞

ہوگا[51] اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے جب اس کے پاس امانت رکھیں تو وہ خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ کہے اور جب عہد کرے دغا دے اور جب جھگڑے تو ناحق کی طرف چلے سفیان کے ساتھ شعبہ نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا

بَابٌ ۲۵ قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيمَانِ ۞

باب شب قدر میں عبادت بجالانا ایمان میں داخل ہے

۳۴ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۞

ہم سے بیان کیا ابو الیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شب قدر میں عبادت کرے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت کر کے[52] اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے[53]

بَابٌ ۲۶ الْجِهَادُ مِنَ الْإِيمَانِ ۞

باب جہاد ایمان میں داخل ہے

۳۵ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي أَوْ تَصْدِيقٌ بِرُسُلِي أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا

ہم سے بیان کیا حرمی بن حفص نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے بیان کیا عمارہ نے کہا ہم سے بیان کیا ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے کہا میں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) جو شخص میری راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) نکلے اس کو (اس کے گھر سے اسی بات نے نکالا ہو کہ وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے یا میرے پیغمبروں کو سچا جانتا ہے[55] نہ اور کسی بات نے (جیسے ناموری یا لوٹ کی خواہش نے) تو میں اس کے لیے یہ ذمہ لیتا ہوں یا تو اس کو (جہاد کا) ثواب اور لوٹ کا مال دے کر زندہ مع الخیر اس کے گھر) لوٹا دوں گا یا (اگر وہ شہید ہو تو) اس کو

---

۵۱ مراد وہی عملی منافق ہے نہ اعتقادی کیونکہ کبھی یہ خصلتیں مسلمان میں بھی پائی جاتی ہیں بعضوں نے کہا جس نے ان باتوں کی عادت کرلی ہو وہ مراد ہے کیوں کہ مسلمان ایسی بری باتوں کو اگر کبھی کرے گا بھی تو اس سے توبہ کرے گا اُن کو برا سمجھے گا ۱۲ منہ ۵۲ یعنی خالص خدا کے لیے نہ ریا اور مکاری کی نیت سے ۱۲ ۵۳ یعنی سوا حقوق العباد کے کیونکہ حقوق العباد کی معافی بغیر ان کے راضی کیے مشکل ہے ۵۴ جب نفاق کی نشانیاں امام بخاری بیان کر چکے تو ایمان کی نشانیوں کو شروع کیا اور کتاب کا مقصود بھی یہی ہے ۱۲ منہ ۵۵ بعض نسخوں میں تصدیق برسلی ہے اور وہ ظاہر ہے اور نسخہ ماخوذہ کی توجیہ اس طرح ہے کہ چوں کہ ایمان مستلزم ہے تصدیق انبیا کو اور تصدیق انبیا مستلزم ہے ایمان کو اس لیے دونوں میں سے ہر ایک کافی ہے ۱۲

أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ‏۔

بہشت میں لے جاؤں گا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر لشکر کے ساتھ جو جہاد کو جاتا نکلتا[1] اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں[2]

بَابٌ ۲۷ تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيمَانِ ‏۔

باب رمضان میں راتوں کو نماز نفل پڑھنا ایمان میں داخل ہے۔

۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ‏۔

ہم سے بیان کیا اسمعیل نے کہا مجھ سے بیان کیا امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان میں راتوں کو ایمان رکھ کر ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بَابٌ ۲۸ صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِّنَ الْإِيمَانِ ‏۔

باب رمضان کے روزے رکھنا ثواب کی نیت سے ایمان میں داخل ہے۔

۳۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ‏۔

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام بیکندی نے کہا ہم کو خبر دی محمد بن فضیل نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بَابٌ ۲۹ الدِّينُ يُسْرٌ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللّٰهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ ‏۔

باب اسلام کا دین آسان ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو وہ دین بہت پسند ہے جو سچا سیدھا آسان ہو[3]

---

[1] یعنی جتنی فوج کی ٹکڑیاں کافروں سے لڑنے کو جاتی ہیں میں ہر ٹکڑی کے ساتھ نکلتا اگر آپ نکلتے تو سارے صحابہ کو نکلنا پڑتا اور یہ ان پر شاق ہوتا کسی کو کام کاج ہوتا کسی کے پاس خرچ نہ ہوتا [2] اس حدیث سے شہادت کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ پیغمبر صاحب بار بار اس کی آرزو رکھتے تھے امام بخاری نے پہلے شب قدر اور جہاد کا بیان کیا پھر رمضان میں روزے رکھنے اور تراویح کا اس میں یہ اشارہ ہے کہ جہاد اگر رمضان میں ہو تو اور زیادہ ثواب ہے اسی طرح شہادت بھی اگر رمضان میں ہو ۱۲ [3] جیسے اسلام کا دین جو سادہ سیدھا صاف صاف اور آسان ہے یہود کے دین میں بڑی بڑی سختیاں تھیں اور نصاریٰ نے اپنا دین ہی بگاڑ رکھا تھا تین خدا کا مضمون سمجھ ہی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ ۔

ہم سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا انہوں نے معن بن محمد غفاری سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بے شک (اسلام کا) دین آسان ہے اور دین میں جو کوئی سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آئے گا[۱] اس لیے بیچ بیچ کی چال چلو اور (افضل کام نہ کر سکو تو اس کے) نزدیک رہو اور ثواب کی امید رکھ کر خوش رہو اور صبح کی چہل قدمی اور شام کی چہل قدمی اور اخیر رات کی کچھ چہل قدمی سے مدد لو[۲]

بَابٌ ۳۰ الصَّلٰوةُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ يَعْنِيْ صَلٰوتَكُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ ۔

باب نماز ایمان میں داخل ہے اور حق تعالیٰ نے (سورہ بقر میں جو) فرمایا اور اللہ ایسا نہیں جو تمہارا ایمان اکارت کر دے یعنی بیت اللہ پاس جو تم نے نماز پڑھی (بیت المقدس کی طرف منہ کر کے)

۳۹ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى أَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَّهُ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلّٰى أَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَّهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا انہوں نے براء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلے مدینہ تشریف لائے تو اپنے ننہال یا ممیال میں اترے جو انصاری لوگوں میں تھے[۳] اور آپ سولہ یا سترہ مہینے تک[۴] (مدینہ میں) بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے رہے اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کا قبلہ کعبے کی طرف ہو جائے اور پہلی نماز جو آپ نے (کعبے کی طرف) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے ان میں سے ایک شخص جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا ایک اور مسجد والوں پر سے گزرا وہ رکوع میں تھے (بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے)[۵] اس شخص نے کہا میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (ابھی)

حاشیہ صفحہ سابقہ) میں نہیں آتا بودھ خدا ہی کا قائل نہیں ہے پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام کیسے چل رہا ہے یہ عقل میں نہیں آتا ہندو مشرک اللہ کو چھوڑ کر ان لوگوں کو پوجتے ہیں جو ہماری طرح آدمی تھے اور تاروں کی نسبت وہ قصے بیان کرتے ہیں جو مانو سمجھ میں ہی نہیں آتے یا ان میں فحش اور بے حیائی بھری ہوئی ہے پارسی لوگ ہرمن کو بھی خدا کا مدمقابل سمجھتے ہیں صاف اور سیدھا بے کھٹ پھر اسلام ہی کا دین ہے جس میں ایک سچے خدا کے جو آسمان اور زمین سب کا خالق ہے اور کسی کی عبادت نہیں ۱۲ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یعنی اخیر میں وہ تھک کر خود عاجز ہو جائے گا اور نیک عمل چھوڑنا پڑے گا اس لیے اتنی عبادت کرنا چاہیے جو آسانی کے ساتھ ہو سکے ۱۲ [۲] صبح اور شام اور اخیر رات کی چہل قدمی سے مراد ان وقتوں میں عبادت کرنا ہے یعنی صبح اور عصر اور تہجد کی نماز پڑھنا بعضوں نے دلجہ کا ترجمہ رات کیا ہے تو عشاء کی نماز مراد ہو سکتی ہے ۱۲ [۳] انصار میں آپ کی ننہیال اور ممیال تھی دونوں صحیح ہیں کیونکہ حضرت حلیمہ آپ کی رضاعی والدہ انصار میں سے تھیں اور عبدالمطلب آپ کے جد امجد کی ماں سلمیٰ بھی انہی میں سے تھیں [۴] یہ راوی کو شک ہے ۱۲ منہ [۵] یہ لوگ بنی حارثہ تھے انصار میں سے جو اس وقت اپنی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اب اس کو مسجد القبلتین کہتے ہیں ۱۲ منہ

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ اِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَاَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا اَنَّهٗ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبے کی طرف نماز پڑھی یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبے کی طرف پھر گئے اور جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہودی اور دوسرے کتاب والے (نصاریٰ) خوش تھے[1] جب آپ نے اپنا منہ کعبے کی طرف پھیر لیا تو انہوں نے برا مانا زہیر نے کہا ہم سے ابواسحٰق نے بیان کیا انہوں نے براء سے اسی حدیث میں کہ قبلہ بدل جانے سے کچھ لوگ مر گئے تھے جو (اگلے قبلے ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے اور کچھ شہید ہو گئے تھے ہم نہ سمجھے کہ ان کے حق میں کیا کہیں (ان کو نماز کا ثواب ملا یا نہیں) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اللہ ایسا نہیں ہے جو تمہارا ایمان اکارت کر دے (یعنی تمہاری نماز)[2]

بَابُ ۳۱ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ

باب اسلام کی خوبی کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔

امام مالک نے کہا مجھ کو زید بن اسلم نے خبر دی ان کو عطا بن یسار نے خبر دی ان کو ابوسعید خدری نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی بندہ مسلمان ہو جائے پس اچھی طرح مسلمان ہو[3] تو اللہ اس کا ہر ایک گناہ اتار دے گا جو وہ (اسلام سے پہلے) کر چکا تھا[4] اور اس کے بعد حساب شروع ہو گا ایک نیکی کے بدل ویسی دس نیکیاں سات سو نیکیوں تک (لکھی جائیں گی) اور برائی کے بدل ویسی ہی ایک برائی (لکھی جائے گی) مگر جب اللہ اس کو معاف کر دے[5]

۴۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے بیان کیا اسحاق ابن منصور نے کہا ہم کو خبر دی عبدالرزاق نے کہا ہم کو خبر دی معمر نے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی اچھی طرح مسلمان ہو تو

---

[1] نصاریٰ تو مشرق کی طرف قبلہ رکھتے ہیں ان کی خوشی اس وجہ سے ہو گی کہ یہود کے پیغمبر حضرت موسیٰ کو بھی وہ مانتے تھے بعضوں نے کہا کتاب والوں سے وہی یہودی مراد ہیں ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ نماز کو ایمان فرمایا ۱۲ منہ [3] یعنی یقین کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ ۱۲ منہ [4] دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے اللہ اس کی ہر نیکی جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی وہ لکھ لے گا معلوم ہوا کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانہ کی نیکیوں کا بھی اس کو ثواب ملے گا ۱۲ منہ [5] اگر اللہ معاف کر دے تو ایک برائی بھی نہ لکھی جائے گی اس حدیث سے خوارج کا رد ہوا جو گناہ کرنے والوں کو بالکل کافر جانتے ہیں ۱۲ منہ۔

إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا

اس کے بعد جو نیکی کرے گا وہ دس گنے سے سات سو گنے تک لکھی جائے گی اور جو برائی کرے گا وہ ویسی ہی ایک لکھی جائے گی۔

بَابٌ ۳۲ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَدْوَمُهُ

باب اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے

۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَتْ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ نے انہوں نے ہشام سے کہا مجھ کو خبر دی میرے باپ (عروہ) نے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے وہاں ایک عورت (بیٹھی) تھی آپ نے پوچھا یہ کون ہے حضرت عائشہ نے کہا فلانی عورت ہے اور اس کی نماز کا حال بیان کرنے لگیں[۱] آپ نے فرمایا بس بس وہ کام کرو جو (ہمیشہ) کر سکتے ہو کیونکہ قسم خدا کی اللہ تو (ثواب دینے سے) تھکے گا نہیں تم ہی تھک جاؤ گے اور آنحضرت کو وہ عمل بہت پسند تھا جس کا کرنے والا اس کو ہمیشہ کرے[۲]

بَابٌ ۳۳ زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ

باب ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَقَالَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ فَإِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ۔

اور اللہ نے (سورہ کہف میں) فرمایا ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور (سورہ مدثر میں) ایمان داروں کا ایمان اور بڑھے (اور سورہ مائدہ میں) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کیا اور (قاعدہ ہے) پورے میں سے کوئی کچھ چھوڑ دے تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے[۳]

۴۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ

ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے انہوں نے انس سے روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو برابر بھلائی (ایمان) ہو تو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے

[۱] ساری رات سوتی نہیں عبادت کرتی رہتی ہے جیسے امام احمد کی روایت میں ہے اس عورت کا نام حولاء بنت تویت تھا یہ تعریف حضرت عائشہ نے اس کے منہ پر نہیں کی بلکہ اس کے اٹھ جانے کے بعد کی ۱۲ منہ [۲] ظاہر ہے کہ دین سے مراد یہاں عمل ہے کیونکہ اعتقاد تو ترک کرنا کفر ہے اور دین اور ایمان ایک چیز ہے تو ایمان بھی عمل ہوا اور یہی مقصود ہے اس باب سے [۳] سورہ مائدہ کی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اس سے پہلے دین پورا نہیں ہوا تھا تو دین میں کمی یا زیادتی ثابت ہوئی اب رہا یہ اعتراض کہ جو صحابہ اس آیت کے اترنے سے پہلے مر گئے ان کا دین ناقص ہونا لازم آئے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ناقص تھا مگر اس نقص سے ان پر کوئی الزام نہیں کیونکہ نقص وہی مذموم ہے جو دیدہ و دانستہ اپنے اختیار سے ہو یا یوں کہیں کہ گو فی نفسہ ان کا دین ناقص تھا مگر بہ نسبت اس وقت کے کامل تھا کیونکہ جس قدر احکام اس وقت تک اترے تھے ان سب کو وہ بجا لائے تھے ۱۲ منہ

مِّنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِيمَانِ مَكَانَ خَيْرٍ ٭

٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ أَيُّ آيَةٍ قَالَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ ٭

بَابُ ٣٤ الزَّكٰوةُ مِنَ الْإِسْلَامِ وَقَوْلُهُ

تَعَالٰى وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ٭

نکلے گا اور جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گیہوں برابر بھلائی ہو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرے (چیونٹی) برابر بھلائی ہو وہ ایک نہ ایک دن ضرور دوزخ سے نکلے گا[۱] امام بخاری نے کہا ابان نے اس حدیث کو روایت کیا یوں کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا ہم سے انس نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت میں من خیر کی جگہ من ایمان ہے[۲]۔

ہم سے بیان کیا حسن بن صباح نے انہوں نے جعفر بن عون سے سنا کہا ہم سے بیان کیا ابوالعمیس نے کہا ہم کو خبر دی قیس بن مسلم نے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ ایک یہودی ان سے کہنے لگا اے امیرالمومنین تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہم یہود لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ آیت اترتی) عید کا دن ٹھہرا لیتے حضرت عمرؓ نے کہا وہ کونسی آیت ہے یہودی نے کہا یہ آیت آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کیا اور اپنا احسان تم پر تمام کر دیا اور اسلام کا دین تمہارے لیے پسند کیا حضرت عمر نے کہا ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جس میں یہ آیت آنحضرت پر (اتری ہے یہ آیت آپ پر) جمعہ کے دن اتری جب آپ عرفات میں کھڑے تھے[۳]۔

باب زکوٰۃ دینا اسلام میں داخل ہے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ لم یکن) میں فرمایا حالانکہ ان کافروں کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ ہی کی بندگی کی نیت سے ایک طرف کے ہو کر اس کو پوجیں اور نماز کو ٹھیک کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی پکا دین ہے[۴]۔

[۱] ذرہ بفتح ذال و تشدید را اس کے معنی چیونٹی یا جو سورج کے شعاع میں سوئی کی نوک کی طرح اڑتا معلوم ہوتا ہے کہتے ہیں چار ذرے ایک رائی کے دانے کے برابر ہوتے ہیں بعضوں نے ذرہ بضم ذال و تخفیف راء پڑھا ہے جس کے معنی جوار کے ہیں ۱۲ منہ [۲] اس تعلیق کو حاکم نے وصل کیا امام بخاری اس کو دو مطلب سے لائے اس لیے کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے ثابت ہو اور قتادہ مشہور ہیں تدلیس یعنی اپنے شیخ کو چھپانے میں اور ایسے شخص کی معنعن روایت حجت نہیں دوسرے اس لیے کہ اگلی روایت کی تفسیر ہو جائے اس میں خیر یعنی بھلائی سے ایمان مراد ہے ۱۲ منہ [۳] حضرت عمر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو اس دن کو عید کر لیا ہے اول تو عرفہ کا دن دوسرے جمعہ کا دن۔ یہ یہودی کعب احبار تھے جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے ۱۲ منہ [۴] اس آیت سے یہ نکلا کہ زکوٰۃ دینا دین میں داخل ہے اور یہی باب کا مقصود ہے ۱۲ منہ

۴۴ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ سُهَیْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ ۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے انہوں نے اپنے باپ (مالک بن ابی عامر) سے انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے وہ کہتے تھے نجد والوں میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سر پریشان یعنی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے[۱] ہم بھن بھن اس کی آواز سنتے تھے اور اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ نزدیک آن پہنچا جب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کو پوچھ رہا ہے[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے اس نے کہا بس اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہیں آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے (تو اور بات ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل رکھے (تو اور بات ہے) طلحہ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا وہ کہنے لگا بس اور تو کوئی صدقہ مجھ پر نہیں ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل صدقہ دے تو (اور بات ہے)[۳] راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا یوں کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا[۴]

بَابٌ ۳۵ اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔

باب جنازے کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے۔

۴۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِیٍّ الْمَنْجُوْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِّثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطٍ ۔ تَابَعَهٗ

ہم سے احمد بن عبد اللہ بن علی منجوفی نے بیان کیا کہا ہم سے روح نے بیان کیا کہا ہم سے عوف نے بیان کیا انہوں نے حسن بصری اور محمد سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے احد کا پہاڑ اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا[۵]

---

[۱] اس شخص کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا یا اور نجد کہتے ہیں بلندی کو یہاں مراد وہ ملک ہے عرب کا جو تہامہ سے شروع ہوا ہے عراق تک ۱۲ منہ [۲] یعنی اس کے ارکان اور شرائع کو ۱۲ [۳] معلوم ہوا کہ صدقہ فطر نفل ہے یا اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ وتر کی نماز بھی نفل ہے جیسے اہل حدیث کا قول ہے اور امام ابوحنیفہ نے اس کو واجب کہا ہے ۱۲ منہ [۴] مراد کو پہنچ گیا یعنی اس کی مکت (نجات) ہوگئی اگر سچا ہے یعنی ان باتوں پر برابر عمل کرتا رہا جیسے منہ سے کہتا ہے کہ نہ میں ان سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا بس جتنا حکم ہے وہ بجا لاؤں گا ۱۲ منہ [۵] ایک درم کے بارہ قیراط ہوتے ہیں لیکن یہ دنیا کا قیراط ہے اور آخرت کا قیراط تو احد پہاڑ کے برابر ہوگا جیسا حدیث میں ہے ۱۲ منہ

عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ؞

روح کے ساتھ اس حدیث کو عثمان مؤذن نے بھی روایت کیا کہا ہم سے عوف نے بیان کیا انہوں نے محمد بن سیرین سے سنا انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگلی روایت کی طرح۔

بَابُ ۳۶ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذَّبًا وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُولُ إِنَّهُ عَلَى إِيمَانِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ؞

باب مومن کو ڈرنا چاہیئے کہیں اس کے اعمال مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر نہ ہو[۵۱] اور ابراہیم تیمی نے کہا (جو واعظ تھے) میں نے اپنے گفتار اور کردار کو جب ملایا تو مجھ کو ڈر ہوا کہیں میں (شریعت کے) جھٹلانے والوں (کافروں) میں سے نہ ہوں[۵۲] اور ابن ابی ملیکہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ملا ان میں ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا ان میں کوئی یوں نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کے ایمان کا سا ہے[۵۳] اور حسن بصری سے منقول ہے نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے اس باب میں آپس کی لڑائی اور گناہ پر اڑے رہنے اور توبہ نہ کرنے سے بھی ڈرایا گیا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا اور وہ اپنے (برے) کام پر جان بوجھ کر اڑ نہیں کرتے[۵۴]

۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ؞

ہم سے بیان کیا محمد بن عرعرہ نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے زبید بن حارث سے کہا میں نے ابو وائل سے[۵۵] مرجیہ کو پوچھا (وہ کہتے ہیں گناہ سے آدمی فاسق نہیں ہوتا) انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔

۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ

ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے بیان کیا اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس سے کہا مجھ کو خبر دی عبادہ

---

۵۱ اس باب میں امام بخاری نے خاص مرجیہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ سے کوئی نقصان نہ ہوگا اور بہت سے اگلے بزرگوں کے اقوال نقل کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب گناہ کا ڈر کرتے رہے ۱۲ منہ ۵۲ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہیں لوگ مجھ کو جھوٹا نہ کہیں یعنی قول اور فعل اور ۱۲ منہ ۵۳ امام بخاری نے اس اثر سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں ہر شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا ایمان جبرئیل کا سا ایمان ہے ۱۲ منہ ۵۴ اس آیت سے بھی مرجیہ کا رد ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ گناہ پر اصرار کریں ان کی برائی نکلتی ہے ۱۲ منہ
۵۵ ان ابو وائل کا نام شقیق ابن سلمہ اسدی تھا جو علمائے تابعین میں سے ہیں معلوم ہوا کہ مرجیہ اس وقت پیدا ہو چکے تھے اس حدیث سے مرجیہ کا رد ہوا کیوں کہ مسلمان کے گالی دینے والے کو فاسق فرمایا اور کفر سے مراد شرعی کفر نہیں ہے بلکہ مبالغہ مقصود ہے ۱۲ منہ۔

بْنُ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ ۞

بن صامت نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرے سے) نکلے (لوگوں کو) شب قدر بتانا چاہتے تھے (وہ کونسی رات ہے) اتنے میں دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے[1] آپ نے فرمایا میں تو اس لیے باہر نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتلاؤں اور فلاں فلاں آدمی لڑ پڑے تو وہ (میرے دل سے) اٹھالی گئی اور شاید اسی میں کچھ تمہاری بہتری ہو[2] تو (ایسا کرو) شب قدر کو (رمضان کی) ستائیسویں اُنتیسویں پچیسویں رات میں ڈھونڈو۔

بابٌ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۞

باب حضرت جبریل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا ایمان کیا ہے اسلام کیا ہے احسان کیا ہے قیامت جانتے ہو کب آئے گی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان باتوں کو ان سے بیان کرنا پھر یہ فرمانا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارا دین تم کو سکھانے آئے تھے[3] تو آنحضرت نے ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اس باب میں اس کا بھی بیان ہے جو آنحضرت نے عبد القیس (قبیلے) کے پیغام پہنچانے والوں کو ایمان کے معنے بتلائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران میں) فرمایا اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین چاہے تو ہرگز قبول نہ ہوگا اس کی طرف سے۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو خبر دی ابوحیان تیمی نے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا (ایسا ہوا) ایک دن آنحضرت لوگوں میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا[4] اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا اور اس سے ملنے کا اور اس کے پیغمبروں کا یقین کرے اور مر کر جی اٹھنے کو مانے[5] اس نے پوچھا اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پوجے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک کرے اور

---

[1] یہ عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن ملک تھے ثانی الذکر کا اول الذکر پر قرض آتا تھا دونوں میں خاص مسجد کے اندر خوب کھٹ پٹ ہوئی ۱۲ منہ [2] اس میں اللہ کی کچھ حکمت تھی وہ یہ کہ شب قدر کی امید سے لوگ کئی راتوں میں عبادت کریں ۱۲ منہ [3] یہاں امام بخاری نے تین دلیلیں بیان کیں پہلی دلیل سے نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام اور احسان یہ سب دین ہیں دوسری سے یہ کہ ایمان اور اسلام ایک ہے تیسری سے یہ کہ اسلام اور دین ایک ہے ۱۲ منہ [4] مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اس کے کپڑے بہت سفید تھے بال بہت کالے تھے سفر کا نشان اس پر نہ تھا ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوب صورت اور معطر تھا ۱۲ منہ [5] یعنی قبروں سے جی اٹھنے کو اور اللہ سے ملنا یہ ہے کہ اس کے سامنے حساب و کتاب کے لیے حاضر ہوتا اس صورت میں تکرار نہ ہوگی ۱۲ منہ

مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰيَةَ ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنَ الْاِيْمَانِ ۔

فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اس نے پوچھا احسان کیا ہے آپ نے فرمایا احسان یہ ہے اللہ کو ایسا (دل لگا کر) پوجے جیسا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو خیر اتنا تو خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے اس نے کہا قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتلائے دیتا ہوں جب لونڈی اپنے میاں کو جنے[۱] اور جب کالے[۲] اونٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں (بڑے امیر بن جائیں) قیامت (غیب کی ان[۳]) پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ لقمان کی) یہ آیت پڑھی بے شک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی اخیر تک پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھر (میرے سامنے) لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہیں دیکھا[۴] تب آپ نے فرمایا جبریل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے امام بخاری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو (دین کہہ دیا) ایمان میں شریک کر دیا۔

باب ۳۸[۵]

۴۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے ان کو عبد اللہ بن عباس نے خبر دی ان کو ابو سفیان بن حرب

[۱] یعنی اسلام دنیا میں پھیلے گا مسلمانوں کے ہاتھ بہت سی لونڈیاں آئیں گی ان سے اولاد پیدا ہوگی وہ اولاد گویا اپنی ماں کی مالک ہوگی یا لوگ ام ولد کو بیچ ڈالیں گے وہ بکتے بکتے اپنے بیٹے کے ہاتھ لگے گی اس کو خبر نہ ہوگی یا لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کریں گے ماں سے ایسا برتاؤ کریں گے جیسے لونڈی سے کرتے ہیں ۱۲ منہ [۲] کالے اونٹ عرب کے ملک میں بہ نسبت سرخ اونٹوں کے ذلیل سمجھے جاتے ہیں یا مطلب یوں ہے جب کالے رنگ کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں ٹھونکیں گے ۱۲ منہ [۳] باقی چار باتیں یہ ہیں ابر سے پانی برسے گا یا نہیں پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی کل کیا ہوگا آدمی کہاں مرے گا۔ یہ باتیں حقیقی غیب کی ہیں جن کا علم پیغمبروں کو بھی نہیں ہے یہ دعوتی نبد ہندو جوان باتوں کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں محض جھوٹے ہیں حضرت عائشہ فرماتی جو کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب ان باتوں کو جانتے تھے اس نے بڑا بہتان کیا ۱۲ منہ [۴] وہ فرشتے تھے ایک ہی یکایک غائب ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو اس وقت پہچانا جب وہ پیٹھ موڑ کر چل دیئے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ [۵] یہ باب گویا اگلے باب ہی سے متعلق ہے اس میں امام بخاری ہرقل کا قول لائے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین اور ایمان ایک ہے اور ہرقل گو کافر تھا اس کا قول کوئی حجت نہیں مگر ابو سفیان نے جب اس کو ابن عباس سے بیان کیا تو انہوں نے اس کا رد نہیں کیا اور ابن عباس اس امت کے بڑے عالم تھے ان کے سکوت سے معلوم ہوا کہ ہرقل کا قول صحیح تھا ۱۲ منہ

إِنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ ۔

باب ۳۹ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ ۔

۵۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔

باب ۴۰ أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الْإِيمَانِ ۔

۵۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا

نے کہ ہرقل (روم کے بادشاہ نے) ان سے کہا میں نے تجھ سے پوچھا اُس پیغمبر کے تابعدار بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پورا ہو (اپنے زور کو پہنچ جائے) اور میں نے تجھ سے پوچھا کوئی اس کے دین میں آکر پھر اس کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے تو نے کہا نہیں اور ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے تو پھر کوئی اس کو برا نہیں سمجھتا۔

باب جو شخص اپنا دین قائم رکھنے کے لیے (گناہ سے) بچے اس کی فضیلت۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے انہوں نے عامر سے کہا میں نے نعمان بن بشیر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے[1] اور دونوں کے بیچ میں بعضی چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے[2] (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (بادشاہی رمنے کے آس پاس (اپنے جانوروں کو) چرائے وہ قریب ہے رمنہ کے اندر گھس جائے سن لو ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے سن لو اللہ کا رمنہ اس کی زمین میں حرام چیزیں ہیں سن لو بدن میں ایک (گوشت کا) مجھ ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا سن لو وہ مجھ (آدمی کا) دل ہے[3]۔

باب لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا ایمان میں داخل ہے۔

ہم سے بیان کیا علی بن جعد نے کہا ہم کو خبر دی شعبہ نے انہوں نے

[1] جن کی حلت اور حرمت کا بیان صاف صاف قرآن یا حدیث میں ہو گیا ہے [2] یعنی عام لوگ نہیں جانتے بلکہ بعضی چیزوں کی حلت اور حرمت میں عالموں اور مجتہدوں کو بھی شک رہتی ہے جب دلیلیں متعارض ہوں تو ایسے امور سے بچے رہنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے ۱۲ [3] اس حدیث سے دل کی بڑی فضیلت نکلی اور معلوم ہوا کہ وہ تمام اعضا کا سردار ہے اکثر علماء کے نزدیک دل ہی عقل کی جگہ ہے اور بعضوں نے کہا دماغ ۱۲ منہ

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَيُجْلِسُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ ۞

ابو جمرہ سے میں عبداللہ بن عباس کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا وہ مجھ کو خاص اپنے تخت پر بٹھاتے[1] (ایک بار) کہنے لگے تو میرے پاس رہ جا میں اپنے مال میں تیرا حصہ لگا دوں گا[2] تو میں دو مہینے تک ان کے پاس رہا پھر کہنے لگے عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں یا کون بھیجے ہوئے ہیں[3] انہوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ[4] وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے مگر ادب والے مہینے میں[5] کیونکہ ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ ہے تو ہم کو خلاصہ ایک ایسی بات بتلا دیجئے جس کی خبر (اپنے) اُن لوگوں کو کر دیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل کر کے ہم بہشت میں جائیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باسنوں کو بھی پوچھا آپ نے چار باتوں کا ان کو حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو یہ حکم دیا کہ اکیلے (سچے) خدا پر ایمان لاؤ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو اکیلے خدا پر ایمان لانا کیا ہے انہوں نے کہا ہم کیا جانیں اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز ٹھیک کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور (کافروں سے) جو لوٹ ملے اس کا پانچواں حصہ داخل کرنا[6] اور چار برتنوں سے ان کو منع کیا سبز لاکھی مرتبان اور کدو کے تونبے اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن اور مزفت یا مقیر (یعنی روغنی برتن)[7] اور فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو

[1] یہ ابن عباس کے مترجم تھے بعضوں نے کہا وہ فارسی میں ابن عباس کے کلام کا ترجمہ کرتے اور لوگوں کو ان کا کلام سمجھاتے اس لیے ابن عباس نے ان کی خاطر کی ۱۲ منہ [2] اس کا سبب کتاب الحج میں مذکور ہے کہ ابو جمرہ نے ابن عباس کو ایک خوشی کی خبر سنائی تھی ۱۲ منہ [3] بھیجے ہوئے وفد کا ترجمہ ہے وفد کہتے ہیں اس جماعت کو جو کسی قوم کی طرف سے دوسرے ملک میں جاتی ہے یہ شعبہ راوی کو شک ہوئی کہ قوم کا لفظ فرمایا کہ یا وفد کا کہتے ہیں یہ وفد چودہ سواروں کا تھا ان کا رئیس ایک شخص تھا اشج نامی بعضوں نے کہا تیرہ سوار تھے بعضوں نے کہا چالیس ۱۲ منہ [4] کیونکہ یہ لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے اگر جنگ ہوتی تو ذلیل ہوتے غلام لونڈی بنائے جاتے اس وقت شرمندہ ہوتے کاش پہلے ہی مسلمان ہو گئے ہوتے ۱۲ منہ [5] یعنی ذی قعدہ یا ذی الحجہ یا محرم یا رجب کے مہینے میں کیونکہ عرب کے لوگ ان مہینوں کا ادب کیا کرتے ان میں راہیں کھلی رہتیں کوئی کسی کو نہ مارتا نہ لوٹتا ۱۲ منہ [6] یعنی مسلمانوں کے امام کے پاس داخل کر دینا یہ تو پانچ باتیں ہو گئیں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شہادتین کو چھوڑ کر چار باتیں ہیں بعضوں نے کہا لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ امام کے پاس داخل کرنا گویا ایک قسم کی زکوٰۃ ہے تو اسی میں داخل ہے ۱۲ منہ [7] ان برتنوں میں عرب لوگ شراب رکھا کرتے تھے جب شراب پینا حرام ہوا تو چند روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ہر ایک برتن میں نبیذ بنانا جائز ہو گیا جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ

باب ۴۱ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَدَخَلَ فِيْهِ الْاِيْمَانُ وَالْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ عَلٰى نِيَّتِهٖ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ وَّقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ ۔

۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ۔

۵۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهٗ صَدَقَةٌ ۔

بھی بتلا دو۔

باب اس بات کا بیان کہ عمل بغیر نیت اور خلوص کے صحیح نہیں ہوتے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے تو عمل میں ایمان اور وضو اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ اور سارے معاملات (جیسے بیع اور شرا نکاح طلاق وغیرہ) آگئے اور اللہ نے (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا اے پیغمبر کہہ دے ہر کوئی اپنے طریق یعنی نیّت پر عمل کرتا ہے[۱] اور (اسی وجہ سے) آدمی اگر ثواب کے لیے خدا کا حکم سمجھ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور (جب مکہ فتح ہو گیا) تو آنحضرت نے فرمایا اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت باقی ہے[۲]

ہم سے بیان کیا عبداللہ ابن مسلمہ نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے علقمہ ابن وقاص سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل نیّت ہی سے صحیح ہوتے ہیں (یا نیت ہی سے ان میں ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیّت کرے پھر جو کوئی اپنا دیس اللہ اور اس کے رسول کے لیے چھوڑے گا اُس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو گی اور جو کوئی دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے دیس چھوڑے گا تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لیے ہو گی[۴]

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی کہا میں نے عبداللہ ابن یزید سے سنا انہوں نے ابومسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے (اللہ کا حکم سمجھ کر) خرچ کرے تو صدقے کا ثواب پائے گا[۵]

---

۵۱ امام بخاری نے یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کیا جو وضو میں نیت کو فرض نہیں جانتے اہل حدیث اور اکثر علماء کے نزدیک وضو اور تیمم میں نیت فرض ہے ۱۲ منہ ۵۲ شاکلہ کی تفسیر نیت کے ساتھ حسن بصری اور معاویہ بن قرہ اور قتادہ سے منقول ہے ۱۲ منہ ۵۳ یعنی ہجرت کے بدل اب جہاد ہے جو قیامت تک باقی رہے گا اور ہر کام میں نیت کی ضرورت ہے ۵۴ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۵۵ یعنی حقیقتہً وہ صدقہ نہیں ہے لیکن اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے اپنی بی بی اور بال بچوں کا کھلانا بھی ثواب ہے صدقے کا حکم رکھتا ہے ۱۲ منہ

۵۴ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عامر بن سعد نے بیان کیا انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضامندی کی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی جورو کے منہ میں ڈالے[1]

بَابٌ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا نَصَحُوا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ دین کیا ہے سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے پیغمبر اور مسلمان حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ توبہ میں) فرمایا جب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی خیر خواہی میں رہیں[2]

۵۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا انہوں نے اسمٰعیل سے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی ان باتوں پر کہ نماز درستی کے ساتھ ادا کروں گا اور زکوٰۃ دیا کروں گا اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَالْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ حَتَّى يَأْتِيَكُمْ أَمِيرٌ فَإِنَّمَا يَأْتِيكُمُ الْآنَ ثُمَّ قَالَ اسْتَعْفُوا لِأَمِيرِكُمْ فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا انہوں نے زیاد بن علاقہ سے کہا میں نے جریر بن عبداللہ سے سنا جس دن مغیرہ بن شعبہؓ (کوفہ کے حاکم) مر گئے[3] تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی اور کہا تم کو اکیلے اللہ کا ڈر رکھنا چاہیئے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور تحمل اور اطمینان سے رہنا چاہیئے اس وقت تک کہ دوسرا کوئی حاکم تمہارے اوپر آئے وہ اب آتا ہے پھر یہ کہا کہ اپنے (مرے ہوئے) حاکم کے لیے مغفرت کی دعا مانگو کیونکہ وہ بھی (یعنی مغیرہؓ) معافی کو پسند کرتا تھا پھر کہا اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] نووی نے اس سے یہ نکالا کہ حظ نفس میں بھی جب شریعت کے موافق ہو اور نیت بخیر ہو تو ثواب ملے گا چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ حلال طور سے شہوت پوری کرنے میں بھی ثواب ملے گا ۱۲ منہ [2] اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی تعظیم کرے زندگی اور موت میں ان کی اطاعت پر قائم رہے اللہ کی کتاب کو پھیلائے لوگوں کو سکھائے پڑھائے حدیث شریف کو پڑھتا پڑھاتا رہے حدیث کی کتابوں کو چھپوائے پھیلائے اور اللہ رسول کے خلاف کسی کا قول نہ مانے پیر ہو یا مرشد مجتہد یا امام ۱۲ [3] مغیرہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے انہوں نے مرتے وقت جریر کو اپنا نائب مقرر کر دیا تو جریر نے لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ دوسرا حاکم آنے تک صبر سے بیٹھے رہو کوئی شر فساد نہ مچاؤ کیونکہ کوفہ والے بڑے شریر اور فسادی لوگ تھے کہتے ہیں معاویہ نے مغیرہ کے بعد زیاد کو کوفے کا حاکم کیا جو بصرے کا عامل تھا ۱۲ منہ

قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُبَایِعُكَ عَلَی الْاِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَیَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهٗ عَلٰی هٰذَا وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِنِّیْ لَنَاصِحٌ لَّكُمْ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ ؏

پاس آیا اور میں نے عرض کیا میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں آپ نے اسلام کی شرط مجھ پر کر لی اور ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کی میں نے اسی شرط پر آپ سے بیعت کر لی اس مسجد کے مالک کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں پھر استغفار لیا اور (منبر پر سے) اترے[51]

كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے[52]

بَابُ ۴۳ فَضْلِ الْعِلْمِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ وَقَوْلِهٖ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

باب علم کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مجادلہ میں) فرمایا جو تم میں ایمان دار ہیں اور جن کو علم ملا اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (سورہ طٰہٰ) میں فرمایا پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے[53]

بَابُ ۴۴ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِیْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ ؕ

باب جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دوسری بات کر رہا ہو پھر اپنی بات پوری کر کے پوچھنے والے کا جواب دے۔

۵۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِیْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ هِلَالُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَجْلِسٍ يُّحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ فَمَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ

ہم سے بیان کیا محمد بن سنان نے کہا ہم سے بیان کیا فلیح نے دوسری سند اور مجھ سے بیان کیا ابراہیم ابن منذر نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فلیح نے کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ فلیح نے کہا مجھ سے بیان کیا ہلال بن علی نے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ لوگوں میں بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک گنوار آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی آپ اپنی باتوں میں مصروف رہے (گنوار کا جواب نہ دیا)[54] بعضے لوگ (جو اس مجلس میں حاضر تھے)

---

[51] امام بخاری نے کتاب الایمان کو اس حدیث پر ختم کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ جریرؓ کی طرح میں نے بھی مسلمانوں کی خیر خواہی کی اور اللہ ہمارے قصوروں کو بخشنے والا ہے اور مسلمانوں سے یہ استدعا کی کہ اُن کے لیے دعا کریں کیوں کہ جیسے مغیرہ دنیا کے امیر تھے تو امام بخاری دین کے امیر تھے یا اللہ تُو امام بخاری کا درجہ بلند کر اور آخرت میں ہم کو ان کی ملاقات نصیب فرما آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [52] ایمان کے بعد علم کی کتاب لائے کیونکہ پہلے آدمی کو ایمان لانے کا حکم ہے جب ایمان لایا تو دین کا علم سیکھنا فرض ہے ۱۲ منہ [53] اس باب میں بخاری صرف دو آیتیں لائے کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کی شرط پر کوئی حدیث ان کو نہیں ملی ۱۲ منہ [54] کیوں کہ آپ دوسری ضروری باتوں میں مصروف ہوں گے اور گنوار کا سوال کوئی ایسا ضروری نہ تھا قیامت کا وقت پوچھنے سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے شاید یہ جواب میں دیر کرنے سے آپ کی یہ غرض بھی ہو گی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سوال بے ضرورت ہے اور پھر جواب اس لیے دیا کہ اس گنوار کو رنج نہ ہو اس گنوار کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا اُس کا نام رفیع تھا ۱۲ منہ

فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَمْ يَسْمَعْ حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ
قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ
السَّاعَةَ فَقَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ
الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ۔

بَابٌ ۴۵ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا
وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ
فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ
وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ۔

بَابٌ ۴۶ قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا

وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ
حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا وَقَالَ
ابْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ وَقَالَ شَقِيقٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ كَلِمَةً كَذَا وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ

کہنے لگے آپ نے گنوار کی بات سنی لیکن پسند نہ کی اور بعضے کہنے لگے نہیں آپ نے اس کی بات سنی ہی نہیں جب آپ اپنی باتیں پوری کر چکے تو میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا وہ قیامت کو پوچھنے والا کہاں گیا اس گنوار نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو (سن لے) جب امانت (ایمان داری دنیا سے) اُٹھ جائے تو قیامت کا منتظر رہ اس نے کہا ایمان داری کیوں کر اٹھ جائے گی آپ نے فرمایا جب کام نالائق کو دیا جائے[۵۱] تو قیامت کا منتظر رہ۔

باب علم کی بات پکار کر کہنا

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا انہوں نے ابی بشر سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے (وہ سفر مکہ سے مدینہ کا تھا) پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے پاؤں کو (خوب دھونے کے بدل) یوں ہی سا دھو رہے تھے آپ نے (یہ حال دیکھ کر) بلند آواز سے پکارا دیکھو ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے[۵۲] دو بار یا تین بار یہ فرمایا۔

باب محدث کا یوں کہنا ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی اور ہم کو بتلایا اور

امام حمیدی نے ہم سے کہا کہ سفیان بن عیینہ کے نزدیک ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی اور ہم کو بتلایا اور میں نے سنا ان سب لفظوں کا ایک ہی مطلب تھا[۵۳] اور ابن مسعودؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اور آپ سچے تھے جو آپ سے کہا گیا وہ بھی سچ تھا[۵۴] اور شقیق نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی اور حذیفہؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان کیں اور ابو العالیہ نے روایت کیا ابن عباس سے انہوں نے آنحضرتؐ سے

---

۵۱ یعنی حکومت اور عہدے ایسے لوگوں کو ملیں جو اس کی لیاقت نہ رکھتے ہوں دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ دنیا کا نصیبہ اس وقت وہ رکھتا ہوگا جو سب سے زیادہ کمینہ پاجی ہے ۱۲ منہ ۵۲ اس حدیث سے ان شیعہ کا رد ہوتا ہے جو وضو میں پاؤں کے مسح کو کافی سمجھتے ہیں اور ترجمہ باب اس جملہ سے نکلتا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے پکارا معلوم ہوا کہ واعظ کو جہاں ضرورت ہو وہاں بلند آواز سے بھی نصیحت کر سکتا ہے ۱۲ منہ ۵۳ یعنی اہل حدیث جو کہیں حدثنا کہتے ہیں کہیں اخبرنا کہیں انبانا کہیں سمعت ان سب کا حاصل ایک ہی ہے ۱۲ منہ ۵۴ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے یا جبرئیل نے آپ سے فرمایا وہ سب سچ ہے ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ وَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

۵۹ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

بَابُ طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلٰى اَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ.

۶۰ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

آپ نے اپنے پروردگار سے اور انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے اپنے پروردگار سے اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ آپ اس کو تمہارے مالک سے روایت کرتے ہیں جو برکت والا اور بلند ہے[1]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال وہی درخت ہے تو مجھ سے بیان کرو وہ کونسا درخت ہے یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا عبداللہ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر شرم سے کہہ نہ سکا آخر صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا آپ ہی بیان فرمائیے یا رسول اللہ وہ کونسا درخت ہے آپ نے فرمایا کھجور کا درخت ہے[2]

علم آزمانے کیلیے استاد کا شاگردوں سے سوال کرنا

ہم سے بیان کیا خالد بن مخلد نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن دینار نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمانوں کی وہی مثال ہے مجھ سے بیان کیا وہ کون سا درخت ہے یہ سن کر لوگ جنگل کے درختوں میں پڑ گئے (ان کا خیال اُدھر گیا) عبداللہ نے کہا میرے دل آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (بزرگ بیٹھے تھے) مجھ کو شرم آئی آخر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بیان فرمائیے آپ نے فرمایا کھجور کا درخت ہے۔

[1] امام بخاریؒ تے ان چھ روایتوں کو جن کو یہاں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے دوسرے مقاموں میں اسناد سے روایت کیا ہے ان روایتوں کے لانے سے غرض یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں بھی حدثنا اور سمعت اور عن عن کا رواج تھا ۱۲ منہ [2] شرم کی وجہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ وہاں سب بزرگ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور میں سب سے چھوٹا تھا ۱۲ منہ [3] اس روایت کو امام بخاری اس باب میں اس لیے لائے کہ اس میں حدثنا کا لفظ ہے اور حدثونی کا ۱۲ منہ

بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ

وَرَأَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَاءَةَ جَائِزَةً وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُصَلِّيَ الصَّلٰوةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهٖ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهٗ بِذٰلِكَ فَاَجَازُوْهُ وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ اَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِئِ فَيَقُوْلُ الْقَارِئُ اَقْرَاَنِيْ فُلَانٌ ؛

باب شاگرد استاد کے سامنے پڑھے اور اس کو سنائے[۱]

اور امام حسن بصری اور سفیان ثوری اور مالک نے شاگرد کے پڑھنے کو جائز رکھا ہے اور بعضوں نے استاد کے سامنے پڑھنے کی دلیل ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے لی ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ ہم لوگ نماز پڑھا کریں آپ نے فرمایا ہاں تو یہ (گویا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہی ٹھہرا ضمام نے (پھر جا کر) اپنی قوم سے بیان کیا تو انہوں نے اس کو جائز رکھا اور امام مالک نے دستاویز سے دلیل لی جو پڑھ کر لوگوں کو سنائی جاتی ہے وہ کہتے ہیں ہم فلاں شخص نے اس دستاویز پر گواہ کیا اور پڑھنے والا پڑھ کر استاد کو سناتا ہے پھر کہتا ہے مجھ کو فلانے نے پڑھایا[۲]

۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّقُوْلَ حَدَّثَنِيْ قَالَ وَسَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ يَّقُوْلُ عَنْ مَالِكٍ وَّسُفْيَانَ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهٗ سَوَاءٌ ؛

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حسن واسطی نے بیان کیا انہوں نے عوف سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے کہا عالم کے سامنے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں اور ہم سے عبید اللہ بن موسےٰ نے بیان کیا انہوں نے سفیان ثوری سے سنا وہ کہتے تھے جب کوئی شخص محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے تو کچھ قباحت نہیں اگر یوں کہے اس نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے ابو عاصم سے سنا وہ امام مالک اور سفیان ثوری کا قول بیان کرتے تھے کہ عالم کو پڑھ کر سنانا اور عالم کا شاگردوں کے سامنے پڑھنا دونو برابر ہیں۔

---

۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَّعَ النَّبِيِّ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے بیان کیا انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس بن مالک سے سنا ایک بار ہم مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا[۳] اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا

[۱] حدیث کی روایت جیسے یوں ہوتی ہے کہ محدث یعنی استاد اور شیخ اپنے شاگردوں کو حدیث سنائے اسی طرح یوں بھی ہوتی ہے کہ شاگرد استاد کو اس کی کتاب پڑھ کر سنائے بعضے لوگ اس دوسرے طریقے میں کلام کرتے تھے اس لیے امام بخاری نے یہ باب قائم کیا ۱۲ منہ [۲] ابن بطال نے کہا دستاویز کی دلیل بہت قوی ہے کیونکہ اشہاد تو اخبار سے بھی زیادہ ہے مطلب یہ ہے کہ صاحب معاملہ کو دستاویز پڑھ کر سنائی جائے اور وہ گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ ہاں یہ دستاویز صحیح ہے تو گواہ اس پر گواہی دے سکتے ہیں اسی طرح جب عالم کو کتاب پڑھ کر سنائی جائے اور وہ اس کا اقرار کرے تو اس سے روایت کرنا صحیح ہوگا ۱۲ [۳] اس کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ رَوَاهُ مُوسٰى وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

۶۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ

پھر پوچھنے لگا (بھائیو) محمد کون ہیں؟[۵۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم نے کہا محمد یہ سفید رنگ کے شخص ہیں[۵۲] جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں تب وہ آپ سے کہنے لگا عبد المطلب کے بیٹے[۵۳] آپ نے اس سے فرمایا (کہہ) میں سن رہا ہوں[۵۴] وہ کہنے لگا میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانیے گا آپ نے فرمایا (نہیں) جو تیرا جی چاہے پوچھ تب اس نے کہا میں آپ کو آپ کے مالک اور اگلے لوگوں کے مالک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو (دنیا کے) سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ[۵۵] تب اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ پھر کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینہ میں (یعنی رمضان میں) روزے رکھو آپ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ پھر کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم میں جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ لے کر ہمارے محتاجوں کو بانٹ دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپ (اللہ کے پاس سے) لائے ہیں میں ان پر ایمان لایا[۵۶] اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے بھیجا ہوا ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے اس حدیث کو (لیث کی طرح) موسیٰ اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے روایت کیا انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون۔

ہم سے بیان کیا موسیٰؒ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن مغیرہ

[۵۱] اس طرح پوچھنے میں ذرا بے ادبی نکلتی ہے شاید ضمام اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے ہوں گے یا گنوار پن کی وجہ سے انہوں نے ایسا کہا ۱۲ منہ [۵۲] یعنی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی آپ کا رنگ ایسا ہی تھا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۱۲ منہ [۵۳] آپ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ تھا اور عبد المطلب آپ کے دادا تھے چونکہ عبد المطلب عرب میں بڑے نامی شخص تھے لہٰذا ان ہی کی طرف نسبت دی اور آپ نے خود جنگ حنین میں فرمایا انا ابن عبد المطلب انا النبی لاکذب ۱۲ منہ [۵۴] آپ نے ہاں نہیں فرمایا کیونکہ اس کا پوچھنا پنے گنوار پن کا پوچھنا تھا آپ نے ویسا ہی جواب دیا ۱۲ منہ [۵۵] آپ نے ہر جواب میں اللہ کو گواہ کیا تاکہ اس کو پورا یقین آ جائے ۱۲ منہ [۵۶] اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ ضمام اسی وقت مسلمان ہو گئے یہ اخبار ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ [۵۷] یہ حدیث صحیح نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے صغانی نے کہا یہ حدیث صحیح بخاری کے کسی نسخہ میں نہیں ہے مگر اس نسخہ میں جو فربری پر پڑھا گیا نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ حدیث موجود ہے اس لیے ہم نے بھی اس کو لکھ دیا ۱۲ منہ

ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ ثنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَّسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْاَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَاَخْبَرَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ فَقَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَّزَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ بِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِيْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَّلَا اَنْقُصُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ ؀

نے کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا انہوں نے انس سے وہ کہتے تھے ہم کو تو قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنا منع ہوا تھا اور ہم یہ بہت پسند کرتے تھے کہ کوئی شخص دیہات سے آئے (جس کو اس ممانعت کی خبر نہ ہو) وہ آپ سے سوالات کرے ہم سنیں آخر دیہات والوں میں سے ایک شخص آن ہی پہنچا[1] اور کہنے لگا آپ کا ایلچی ہمارے پاس پہنچا اس نے یہ بیان کیا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا سچ کہا پھر کہنے لگا اچھا آسمان کس نے بنایا آپ نے فرمایا اللہ نے کہنے لگا زمین کس نے بنائی اور پہاڑ کس نے بنائے آپ نے فرمایا اللہ نے کہنے لگا بھلا پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں[2] کس نے بنائیں آپ نے فرمایا اللہ نے تب اس نے کہا پھر قسم اس (خدا) کی جس نے آسمان بنایا اور زمین کو بنایا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اور ان میں فائدے کی چیزیں بنائیں کیا آپ کو اللہ نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا تب وہ کہنے لگا تو قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو ان باتوں کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا اور آپ کا ایلچی کہتا ہے کہ ہم پر سال بھر میں ایک مہینے کے روزے ہیں آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے تب وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر کہنے لگا اور آپ کے ایلچی نے یہ بھی کہا کہ ہم پر حج ہے یعنی اس پر جو کوئی وہاں تک پہنچنے کا رستہ پا سکے آپ نے فرمایا سچ کہا تب وہ کہنے لگا تو قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا آپ نے فرمایا ہاں تب اس نے کہا قسم اس (خدا) کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نہ ان کاموں پر کچھ بڑھاؤں گا نہ ان میں کمی کروں گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ بولتا ہے تو ضرور بہشت میں جائے گا۔

باب ۴۹ مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ اَهْلِ

باب مناولہ کا بیان[3] اور عالموں کا علم کی باتوں کو لکھ کر دوسرے شہروں

[1] شاید وہی ضمام بن ثعلبہ مراد ہیں جن کا قصہ اگلی حدیث میں گزرا ۱۲ منہ [2] جیسے میوے اور کانیں اور دوائیں اور طرح طرح کی چیزیں ۱۲ [3] مناولہ یہ ہے کہ استاد اپنی کتاب شاگردوں کو دے کر کہے کہ یہ کتاب میں نے فلاں شخص سے سنی ہے یا میری تالیف ہے تو اس کو مجھ سے روایت کر ہمارے زمانہ میں اکثر حدیث کی سندیں یوں ہی دی جاتی ہے ۱۲ منہ

الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ وَقَالَ أَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الْآفَاقِ وَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكٌ ذَٰلِكَ جَائِزًا وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَأْهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذَٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ

۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا

میں بھیجنے کا بیان[۵۱] انس نے کہا حضرت عثمانؓ نے مصحف لکھوائے اور ملکوں میں بھجوائے اور عبداللہ بن عمرؓ اور یحییٰ بن سعید انصاری اور امام مالک نے اس کو جائز رکھا ہے (یعنی مناولہ کو) اور حجاز کے بعضے عالموں نے مناولہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے دلیل لی کہ آپ نے فوج کے ایک سردار کو ایک خط لکھ دیا اور فرمایا اس کو (کھول کر) پڑھنا نہیں جب تک تو فلاں مقام پر نہ پہنچ لے جب وہ اس مقام پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ان کو بتلایا[۵۲]

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود سے ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھ کر ایک شخص (عبداللہ بن حذافہؓ) کو دیا اور اس سے یہ فرمایا کہ وہ اس خط کو بحرین[۵۳] کے حاکم کو دے بحرین کے حاکم (منذر بن ساوی) نے وہ خط کسریٰ[۵۴] (پرویز) کو بھیج دیا اس نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں ابن مسیب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں پر بددعا کی خدا کرے وہ بھی بالکل پھاڑ ڈالے جائیں۔

ہم سے بیان کیا محمد بن مقاتل نے جن کی کنیت ابوالحسن ہے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عجم یا روم کے بادشاہ کو) ایک خط لکھا یا لکھنے کا قصد کیا لوگوں نے آپ سے عرض کیا

[۵۱] اس کو مکاتبہ کہتے ہیں کہ استاد اپنے ہاتھ سے خط لکھے یا کسی اور سے لکھوا کر شاگرد کے پاس بھیجے اور شاگرد اس صورت میں بھی اس کو اپنے استاد سے روایت کر سکتا ہے قسطلانی نے کہا مکاتبہ میں یہ ضرور ہے کہ احتیاط سے بند کر کے اس پر اپنی مہر کر دے تا کہ دغابازی کا احتمال نہ رہے امام بخاری کے نزدیک مکاتبہ بھی قوت میں مناولہ کی طرح ہے لیکن دوسرے علماء نے مناولہ کو اس سے قوی کہا ہے کیونکہ اس میں بالمشافہ اجازت دی جاتی ہے ۱۲ منہ [۵۲] اس حدیث کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور طبرانی نے نکالا ۱۲ منہ [۵۳] بحرین ایک شہر ہے بصرے اور عمان کے بیچ میں ۱۲ [۵۴] کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب ہے اس زمانہ میں کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا اس کو خسرو پرویز بھی کہتے ہیں اس مردود کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھ گیا اس کے بعد اور دو تین شخص تخت ایران پر بیٹھے مگر بدنظمی بڑھتی گئی آخر حضرت عمرؓ کی خلافت میں سعد بن ابی وقاصؓ نے ایران فتح کیا اور سارا مال دولت چھین لیا شہزادیاں تک قید کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں کی یہ بددعا فرمائی تھی جو پوری ہوئی ۱۲

إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَسٌ ؎

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا ؎

٦٦ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَآوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ ؎

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ؎

٦٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ

وہ لوگ (عجم کے یا روم کے) وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہو تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر یہ کھدا تھا محمد رسول اللہ انس نے کہا گویا میں اس انگوٹھی کی سفیدی آپ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے پوچھا اس پر محمد رسول اللہ کھدا تھا یہ کس نے کہا انہوں نے کہا انس نے[1]

باب اس شخص کا بیان جو مجلس کے اخیر میں (جہاں جگہ ہو) بیٹھے اور جو حلقے میں کھلی جگہ پاکر اس میں بیٹھ جائے۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے ان کو ابو مرہ عقیل بن ابی طالب کے غلام نے خبر دی انہوں نے ابو واقد لیثی سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ (بیٹھے) تھے اتنے میں تین آدمی (باہر سے) آئے دو تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے (آپ کا کلام سننے کو) اور ایک چل دیا ابو واقد نے کہا پھر وہ دو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر ٹھہرے ان میں ایک نے تھوڑی سی خالی جگہ حلقہ میں دیکھی وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چل دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہو گئے تو فرمایا کیا میں تینوں آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک نے تو ان میں اللہ کی پناہ لی اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (اندر گھستے میں لوگوں سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی[2] اور تیسرے نے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس کو (میرا کلام) پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے جس نے مجھ سے سنا۔

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا بشر نے کہا ہم سے بیان

---

[1] امام بخاری نے شعبہ کا یہ قول اس لیے بیان کیا کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے ثابت ہو جائے چونکہ قتادہ تدلیس کرتے تھے اس لیے جہاں امام بخاری نے کسی مدلس سے روایت کی ہے تو وہاں سماع کھول دیا گیا ہے تاکہ روایت میں انقطاع کا شبہ نہ رہے ایسی احتیاط سوا امام بخاری کے اور کسی نے نہیں کی ہے ۱۲ منہ

[2] یا اس نے چلے جانے میں شرم کی اور تیسرے شخص کی طرح منہ موڑ کر چلتا نہیں بنا قسطلانی نے کہا اللہ نے اس سے شرم کی اس کا یہ مطلب ہے کہ اس پر رحم کیا اس کو عذاب نہیں کیا اور یہ تاویل ہے صفت حیا کی جس کو علمائے اہلحدیث نے پسند نہیں کیا ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام صفات الٰہی کو جو حدیث اور قرآن میں وارد ہیں جیسے آنا جانا اترنا چڑھنا استوا وغیرہ سب کو بلا تاویل اور تحریف کے اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کی حقیقت اللہ ہی کو تفویض کرتے ہیں اور یہی طریقہ اسلم ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ مِنْهُ۔

کیا ابن عون نے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے انہوں نے اپنے باپ ابوبکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا آپ اونٹ پر بیٹھے تھے (منا میں دسویں ذی الحجہ کو) اور ایک آدمی[۵۱] اونٹ کی نکیل یا اس کی باگ تھامے تھا آپ نے (لوگوں سے) فرمایا یہ کون سا دن ہے ہم لوگ چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے پھر آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یوم النحر ہے آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے ہم چپ رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ اس مہینے کا جو نام ہے اس کے سوا اور کوئی نام رکھیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ذی الحجہ کا مہینہ ہے آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح سے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینے میں اس شہر میں جو یہاں حاضر ہے وہ اس کو خبر کر دے جو غائب ہے کیونکہ جو حاضر ہے شاید وہ ایسے شخص کو خبر کر دے جو اس بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے۔

بَابٌ الْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ وَقَالَ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ وَقَالَ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ وَقَالَ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ۔

باب علم مقدم ہے قول اور عمل پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ محمدؐ میں فرمایا) تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ نے علم کو پہلے بیان کیا اور (حدیث میں ہے) کہ عالم لوگ وہی پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے علم کا ترکہ چھوڑا پھر جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ (اس ترکہ کا) لیا اور (حدیث میں ہے) جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے رستہ چلے تو اللہ اس کے لیے بہشت کا رستہ آسان کر دے گا اور اللہ نے فرمایا (سورہ فاطر میں) خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اور فرمایا (سورہ عنکبوت میں) ان مثالوں کو وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں اور فرمایا (سورہ ملک میں) وہ دوزخی کہیں گے اگر ہم پیغمبروں کی بات سنتے یا عقل رکھتے ہوتے تو (آج) دوزخیوں میں نہ ہوتے اور (سورہ زمر میں) فرمایا (اے پیغمبر کہہ دے) کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہیں

[۵۱] اس آدمی کا نام بعضوں نے بلال بیان کیا ہے اور بعضوں نے عمرو بن خارجہ بعضوں نے کہا ابوبکرؓ ۱۲ منہ [۵۲] یہ راوی کی شک ہے حافظ نے کہا یہ شک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کے راویوں سے ہوا ۱۲ منہ

وَقَالَ اَبُوْذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ اَنِّىْ اُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تُجِيْزُوْا عَلَىَّ لَاَنْفَذْتُهَا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ حُكَمَآءَ عُلَمَآءَ فُقَهَآءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِىْ يُرَبِّى النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ ۞

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور فرمایا علم سیکھنے ہی سے آتا ہے اور ابوذرؓ نے کہا اگر تم تلوار یہاں رکھ دو اور اشارہ کیا انہوں نے اپنی گردن کی طرف اس وقت بھی میں سمجھوں کہ (میری گردن کٹنے سے پہلے) میں ایک ہی بات سنا سکتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنی ہے تو البتہ میں اس کو سنا دوں[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو (میرا کلام) پہنچا دیوے اور ابن عباس نے کہا تم ربانی بن جاؤ یعنی حلیم بردبار عالم سمجھ دار بعضوں نے کہا ربانی وہ ہے جو لوگوں کو بڑی باتیں سکھانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی دین کی باتیں ان کو سکھا کر تربیت کرے[2]

بَابٌ ۵۳ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوْا ۞

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو موقع اور وقت دیکھ کر ان کو سمجھاتے اور علم کی باتیں بتلاتے اس لیے کہ ان کو نفرت نہ ہو جائے۔

۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِى الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا ۞

ہم سے بیان کیا محمد بن یوسف نے کہا ہم کو سفیان نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں ہم کو نصیحت کرنے کے لیے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے آپ اس کو برا سمجھتے کہ ہم اکتا جائیں[3]

۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ۞

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو التیاح نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا (لوگوں پر) آسانی کرو سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔

بَابٌ ۵۴ مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا مَعْلُوْمَةً ۞

باب جو شخص علم سیکھنے والوں کے لیے کچھ دن مقرر کر دے۔

۷۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے بیان کیا

---

[1] اس تعلیق کو دارمی نے موصولاً روایت کیا اس سے ابوذرؓ کی بڑی حرص تعلیم دین پر ثابت ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی پہلے جزئیات مسائل اعتقاد اور عمل کے متعلق سکھاتا ہے پھر قواعد کلیہ اور اصول کی تعلیم کرتا ہے تعلیم کا طریقہ یہی ہے پہلے محسوسات سے شروع کرنا چاہیئے پھر معقولات کی تعلیم کرنا چاہیئے ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل عبادت اتنی نہ کرنا چاہیئے جس سے دل کو ملال پیدا ہو اور بہتر یہ ہے کہ ایک دن یا دو دن آڑ کیا کرے یا ہر جمعہ میں ایک بار نشاط اور خوشی کا وقت دیکھ کر ۱۲ منہ

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَّا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا۔

بَابٌ ۵۵ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ❊

۷۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيْبًا يَّقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ ❊

بَابٌ ۵۶ اَلْفَهْمِ فِي الْعِلْمِ ❊

۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمْ اَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے کہا عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ سناتے ایک شخص نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میری آرزو یہ ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ سنایا کریں انہوں نے کہا (یہ کچھ مشکل نہیں) مگر میں اس لیے نہیں کرتا کہ تم کو اکتا دینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اور میں (تمہاری خوشی کا) موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر ہم کو نصیحت فرماتے تھے آپ کو یہی ڈر تھا کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

باب اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے[۵۱]

ہم سے بیان کیا سعید بن عفیر نے کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا حمید بن عبدالرحمٰن نے ان سے نقل کیا میں نے معاویہ سے خطبے میں سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں[۵۲] دینے والا اللہ ہے اور یہ (اسلام کی) جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی دشمنوں سے اس کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا یہاں[۵۳] تک کہ اللہ کا حکم آجائے (قیامت)

باب علم کے لیے عقل کی ضرورت

ہم سے علی بن عبداللہ (مدینی) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ابن ابی نجیح نے کہا انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ رہا مدینہ تک میں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ

۵۱ بعضے نسخوں میں فی الدین کا لفظ نہیں ہے تو ترجمہ یوں ہوگا اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو سمجھ دیتا ہے یعنی دین اور دنیا دونوں کی دین کی سمجھ یہ ہے کہ دین کی تحقیق کرے اپنی عقل سے سوچے یہ نہیں کہ اگلے لوگوں یا باپ دادا کی اندھا دھند تقلید میں پڑا رہے اسلام سچا دین ہے مگر اس دین پر یار لوگوں نے طرح طرح کے غلاف چڑھا کر اصلی دین کو چھپا دیا ہے اور بے اصل باتیں اور بے ہودہ رسمیں دین میں شریک کر لی ہیں جن کی وجہ سے اسلام مخالفین کی نظروں میں ذلیل ہو رہا ہے یہ اسلام کا قصور نہیں ہمارے زمانے کے نام کے مسلمانوں کا قصور ہے سمجھ دار آدمی قرآن اور صحیح بخاری کو سمجھ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ سچا اسلام کیا ہے اور لوگوں نے اس پر کیسے جھوٹے حاشیے چڑھا لیے ہیں ۱۲

۵۲ یعنی میں تو اللہ کے حکم عام و خاص سب کو سنا دیتا ہوں لیکن ہدایت ہونا یہ اللہ کی دین ہے ۱۲ منہ ۵۳ امام بخاری نے کہا اس جماعت سے مراد اہل حدیث ہیں امام احمد بن حنبل نے کہا اگر اس جماعت سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کون لوگ مراد ہیں ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا حَدِيْثًا وَّاحِدًا قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَّثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاِذَا اَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ ؛

وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا مگر ایک حدیث میں انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے اتنے میں کوئی کھجور کا گابہ لایا آپ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ وہ مسلمان کی مثال ہے میرے دل میں آیا کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے دیکھا تو سب لوگوں میں میں ہی کم سن تھا (بزرگوں کو دیکھ کر شرم سے) میں چپ ہو رہا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا وہ کھجور کا درخت ہے۔

بَابُ ۵۷ الْاِغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ

باب علم اور دانائی میں رشک کرنا۔

وَقَالَ عُمَرُ تَفَقَّهُوْا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَعْدَ اَنْ تُسَوَّدُوْا وَقَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كِبَرِ سِنِّهِمْ ؛

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بزرگ بننے سے پہلے دین کا علم حاصل کر لو امام بخاری نے کہا بزرگ بننے کے بعد بھی حاصل کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بڑھاپے میں علم حاصل کیا ہے۔

۷۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَلٰى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا ؛

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا زہری نے جو ہم سے بیان کیا اس سے الگ طور پر کہا میں نے قیس بن ابی حازم سے سنا کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو (آدمیوں کی) خصلتوں پر کوئی رشک کرے تو ہو سکتا ہے ایک تو اس پر جس کو اللہ نے دولت دی وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے دوسرے اس پر جس کو اللہ نے قرآن اور حدیث کا علم دیا وہ اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے[۲] اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

بَابُ ۵۸ مَا ذُكِرَ فِيْ ذَهَابِ مُوْسٰى فِي الْبَحْرِ اِلَى الْخَضِرِ وَقَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ الْاٰيَةَ ؛

باب حضرت موسیٰ کا سمندر کے کنارے کنارے خضر کی تلاش میں جانا

اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ کہف میں) حضرت موسیٰ کا یہ قول نقل کرنا کیا میں تمہارے تمہارے ساتھ رہوں آخیر آیت تک۔

۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ

ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے

---

[۱] بعضے صحابہ حدیث بیان کرنے میں بہت احتیاط کرتے ہیں عبداللہ بن عمر اور ان کے والد عمر بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے ۱۲ منہ [۲] فیصلہ کرتا ہے یعنی حکومت اور قضا اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے یعنی دوسرے کی نعمت کی آرزو کرنا یہ جائز ہے اور حسد یہ ہے کہ دوسرے کی خرابی چاہے یہ بڑا سخت گناہ ہے جس کو اللہ نے یہ دو نعمتیں دی ہوں اس پر کتنا رشک ہوگا سمجھ لینا چاہیے ہمارے زمانہ میں نواب صدیق حسن مرحوم کو اللہ نے یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائی تھیں اور انہوں نے بہت سی حدیث کی کتابیں چھپوائیں اور پھیلائیں اللہ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے ۱۲ -

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لَا فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَجَعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ ۞

بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا اُن سے اور حر بن قیس ابن حصن سے جھگڑا ہوا کہ موسیٰ کس کے پاس گئے تھے ابن عباس نے کہا خضر کے پاس گئے تھے[1] اتنے میں ابی بن کعب ان کے سامنے سے گزرے ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے دوست (حر بن قیس) میں یہ جھگڑا ہے کہ موسیٰ کس کے پاس گئے تھے اور کس سے ملنے کا انہوں نے رستہ پوچھا تھا کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں سنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک بار موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو موسیٰؑ نے کہا میں تو نہیں جانتا اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ ہمارا ایک بندہ ہے خضرؑ[2] جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے موسیٰؑ نے عرض کی میں اُس تک کیونکر پہنچوں اللہ نے ایک مچھلی ان کے لیے نشانی مقرر کر دی اور فرمایا جب یہ مچھلی کھو جائے تو لوٹ چل تو اس سے مل جائے گا غرض حضرت موسیٰؑ سمندر کے کنارے کنارے اس مچھلی کے نشان پر روانہ ہوئے ان کے خادم (یوشع) نے ان سے کہا جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا قصہ بیان کرنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا حضرت موسیٰ نے کہا ہم تو اسی جگہ کی تلاش میں تھے پھر دونوں کھوج لیتے لیتے اپنے پیروں کے نشانوں پر لوٹے وہاں خضر سے ملاقات ہوئی پھر وہی قصہ گزرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا

بَابٌ ۵۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ۞

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (ابن عباس کے لیے) یہ دعا کرنا یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے۔

[1] اور حر بن قیس کیا کہتے وہ معلوم نہیں ہوا حافظ نے کہا مجھ کو بھی معلوم نہیں ہوا کہ حر بن قیس خضر کے بدل اور کس کا نام لیتے تھے ۱۲ منہ [2] خضر بفتح خا اور کسر ضاد مشہور ان کی کنیت ابوالعباس ہے اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہیں اور اب وہ زندہ ہیں یا نہیں جمہور علماء اور صالحین یہ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور امام بخاری اور ابن مبارک اور حربی اور ابن جوزی اور ایک طائفہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مر گئے اور اگر وہ زندہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور حاضر ہوتے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

۷۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ؎

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہا ہم سے خالد نے بیان کیا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو (اپنے سینے سے) لگایا اور دعا فرمائی یا اللہ اس کو قرآن سکھا دے[1]

بابٌ مَتٰى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيْرِ

باب کس عمر کا لڑکا حدیث سن سکتا ہے۔؟

۷۶۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ ابن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ میں ایک مادیان گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا میں نماز پڑھ رہے تھے آپ کے سامنے آڑ نہ تھی میں تھوڑی صف کے آگے سے گزر گیا اور مادیان کو چھوڑ دیا وہ چرتی رہی میں صف میں شریک ہو گیا مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا[2]

۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِيْ وَاَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ مِنْ دَلْوٍ ؎

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے ابومسہر نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا مجھ سے زبیدی نے بیان کیا انہوں نے زہری سے انہوں نے محمود ابن ربیع سے انہوں نے کہا مجھ کو (اب تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کلی یاد ہے جو آپ نے ایک ڈول سے لے کر میرے منہ پر ماری تھی اس وقت میں پانچ برس کا تھا[3][4]

بابُ الْخُرُوْجِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ فِيْ حَدِيْثٍ وَّاحِدٍ

باب علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا۔

اور جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث عبداللہ بن انیس سے سننے کیلیے ایک مہینہ کا سفر کیا[5]

---

[1] دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت کے لیے پانی لا کر رکھا آپ حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے آپ نے باہر نکل کر ان کے لیے یہ دعا کی ایک روایت میں حکمت کا لفظ ہے حکمت سے بھی قرآن مراد ہے یا حدیث ۱۲ منہ [2] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حدیث کے تحمل کے لیے آدمی کا جوان ہونا ضروری نہیں جس لڑکے کو سمجھ پیدا ہو گئی ہو وہ حدیث کا تحمل کر سکتا ہے اور اس کی روایت معتبر ہو گی یحییٰ نے کہا تھا کہ حدیث کے تحمل کے لیے پندرہ برس کی عمر ہونا ضروری ہے امام احمد نے اس کو رد کر دیا اور کہا کہ بچہ کو جب اتنی عقل ہو جائے کہ وہ سنی ہوئی بات سمجھ لے تو اس کو تحمل صحیح ہے ۱۲ منہ [3] اس سے یہ نکلا کہ لڑکا یا گدھا اگر نمازی کے سامنے سے نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی اس حدیث سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ لڑکے کی روایات صحیح ہے چوں کہ ابن عباسؓ اس وقت تک جوان نہیں ہوئے تھے لڑکے ہی تھے ۱۲ منہ [4] تو محمود گو اس وقت کم سن تھے مگر چوں کہ ان کو سمجھ تھی اور یہ بات یاد رہی تو ان کی روایت معتبر ٹھہری کہتے ہیں آپ نے یہ کلی شفقت کی راہ سے یا برکت کے لیے محمود پر کر دی تھی ۱۲ منہ [5] اس حدیث کا ذکر خود امام بخاری نے کتاب التوحید میں کیا ہے اور امام احمد اور ابویعلیٰ اور مؤلف نے ادب مفرد میں اس کو موصولاً نکالا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کے بدن ننگے حشر کرے گا پھر آواز سے ان کو پکارے گا امام ذہبی نے کہا اللہ کے کلام میں آواز ہونا دس پر کئی حدیثوں سے ثابت ہے اور میں نے ان سب کو علیحدہ ایک رسالہ میں جمع کیا ۱۲ منہ۔

۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَاضِيْ حِمْصٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنِّيْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ فَقَالَ اُبَيٌّ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاءٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَّقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ۔

ہم سے ابوالقاسم خالد ابن خلی حمص کے[۱] قاضی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم کو زہری نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے اور حر بن قیس حصن فزاری نے موسٰی کے رفیق میں جھگڑا کیا پھر ان دونوں پر سے ابی بن کعب گزرے تو ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے اس دوست میں جھگڑا ہوا کہ موسٰیؑ کا وہ رفیق کون تھا جس سے موسٰیؑ نے ملنا چاہا تھا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے آپ اس کا حال بیان کرتے تھے ابی نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ بیان کرتے سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار موسٰیؑ بنی اسرائیل کے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو موسٰی نے کہا نہیں پھر اللہ نے ان کو وحی بھیجی تم سے زیادہ علم ہمارے ایک بندے کو ہے جس کا نام خضر ہے موسٰی نے اس سے ملنے کا رستہ چاہا اللہ نے مچھلی کو ان کے لیے نشانی بنا دی اور ان سے کہہ دیا گیا جب مچھلی کھو جائے تو لوٹ آ تو اس بندے کو پا جائے گا موسٰیؑ اسی مچھلی کے نشان پر سمندر کے کنارے جا رہے تھے موسٰیؑ کے خادم یوشع نے ان سے کہا تم نے دیکھا جب ہم صخرے کے پاس ٹھہرے تو مچھلی کا قصہ کہنا میں بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا میں (تم سے) اس کا ذکر نہ کر سکا موسٰیؑ نے کہا ہمارا تو یہی مقصد تھا جس کی تلاش میں تھے آخر دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے پھر دونوں نے خضر کو پا لیا اور وہی حال گزرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا[۲]

[۱] حمص ایک شہر ہے مشہور شام کے ملک میں ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث ابھی اوپر گزر چکی ہے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ حضرت موسٰیؑ نے علم حاصل کرنے کے لیے کتنا بڑا سفر کیا حضرت خضر کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا تھا کہ حضرت موسٰی کی سی شان والے پیغمبر ان سے علم حاصل کرنے کو گئے جن لوگوں نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ حضرت خضر نے حنفی فقہ سیکھی اور پھر قشیری کو سکھایا یہ ساری حکایت محض جھوٹی اور لغو ہے اسی طرح بعضوں کا یہ خیال کہ حضرت عیسٰی یا امام مہدی حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے محض بے اصل اور خلاف قیاس ہے اور ملا علی قاری حنفی نے اس کو خوب رد کیا ہے اور شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی مجتہد ہوں گے اور حدیث پر عمل کریں گے اور بڑے مخالف ان کے مولوی وہ ہوں گے جو تقلید پر جمے ہوں گے اور اگر آپ سیف نہ ہوتے تو یہ مولوی حضرت مہدی کو تنگ کر ڈالتے مگر آپ صاحب سیف ہوں گے جو مولوی خلاف کرے گا وہ تلوار سے قتل کیا جائے گا ۱۲ منہ

بَابُ ۶۲ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ ؎

۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي الدِّيْنِ وَنَفَعَهٗ بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحٰقُ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْأَرْضِ ؎

باب عالم کی اور علم سکھانے والے کی فضیلت

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا انہوں نے یزید بن عبداللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے جو ہدایت اور علم کی باتیں مجھ کو دے کر بھیجیں ان کی مثال زور کے مینہ کی سی ہے جو زمین پر برسا اور بعضی زمین عمدہ تھی جس نے پانی چوس لیا اس نے گھاس اور سبزی خوب اگائی اور بعضی سخت تھی (پتھریلی) اس نے پانی تھام لیا اللہ نے لوگوں کو اس سے فائدہ دیا پیا اور (جانوروں کو) پلایا اور کھیتی میں دیا اور بعضی ایسی زمین پر مینہ برسا جو صاف چٹیل تھی نہ تو پانی کو اس نے تھاما اور نہ اس نے گھاس اگائی (پانی اس پر سے بہہ کر نکل گیا) یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا اس سے اس کو فائدہ ہوا اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی جس نے اس پر سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ کی ہدایت جو میں لے کر بھیجا گیا کو نہ مانی[۱] امام بخاری نے کہا اسحاق نے ابو اسامہ سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں یوں ہے بعضی زمین نے پانی لیا اس حدیث میں قیعان (جمع ہے قاع کی یعنی وہ زمین جس پر پانی چڑھ جائے ٹھہرے نہیں) اور قرآن میں جو قاعاً صفصفاً ہے صفصف کہتے ہیں ہموار زمین کو۔

بَابُ ۶۳ رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ وَقَالَ رَبِيْعَةُ لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ شَيْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ أَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهٗ

۸۰۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ

باب (دنیا سے) علم اٹھ جانے اور جہالت پھیلنے کا بیان۔

اور ربیعہ نے کہا جس کو (دین کا) تھوڑا سا بھی علم ہو وہ اپنے تئیں بے کار نہ کر دے[۲]

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا انہوں نے ابوالتیاح سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ (دین کا) علم اٹھ جائے گا اور جہالت

---

[۱] دین اور شریعت زور دار مینہ ہے جیسے مینہ سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے ویسے ہی دین سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں اب جس نے دین کو قبول کیا آپ سیکھا دوسروں کو سکھایا وہ عمدہ زمین کی طرح ہے خود بھی سر سبز ہوتی ہے اور دوسروں کو اناج گھانس چارہ میوہ دیتی ہے بعضوں نے دین کا علم سیکھا مگر خود اس پر پورا عمل نہ کیا دوسروں کو سکھایا وہ اس سخت زمین کی طرح ہیں جس میں کچھ اگا تو نہیں پر دوسرے بندگان خدا نے اس کے جمع کئے ہوئے پانی سے فائدہ اٹھایا سب کو پلایا کھیتوں کو دیا جس شخص نے خود سیکھا نہ کسی کو سکھایا اس کی مثال چٹیل صاف میدان کی ہے جہاں پانی برسا بہہ کر نکل گیا نہ تو اس میں کچھ اگا نہ وہاں پانی جمع ہوا کہ دوسروں کو بھی کچھ فائدہ ہوتا ۱۲ منہ [۲] یا تو خود اس سے فائدہ اٹھاتے رہے یا دوسروں کو پڑھاتا رہے عالم کا بے کار بیٹھا اور زبان بند کر لینا اور قلم روک لینا بڑا غضب ہے ۱۲ منہ

السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا۔

جم جائے گی اور شراب (کثرت سے) پیا جائے گا زنا علانیہ ہوگی۔

۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں جو میرے بعد تم کو کوئی نہ سنائے گا[۱] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دین کا علم گھٹ جانا اور جہالت پھیل جانا اور زنا علانیہ ہونا اور عورتوں کی کثرت مردوں کی قلت یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا کام چلانے والا ایک مرد رہے گا[۲]

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

باب علم کی فضیلت

۸۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّي لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي اَظْفَارِي ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک بار میں سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا (اتنا چھک کر پیا) کہ میرے ناخونوں پر تازگی (طراوت) دکھائی دینے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا (جھوٹا دودھ) عمرؓ کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا علم[۳]

بَابُ الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ظَهْرِ الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا

باب جانور وغیرہ پر سوار رہ کر دین کا مسئلہ بتانا

۸۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منا میں ٹھہرے[۴]

[۱] یعنی ایسا شخص نہ سنائے گا جس نے آنحضرت سے خود یہ حدیث سنی ہو انسؓ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب سب صحابہ مر گئے ہیں چند روز میں آنحضرت کا دیکھنے والا رو ئے زمین پر نہ رہے گا ۱۲ منہ [۲] کہتے ہیں قیامت کے قریب لڑائیاں بہت پھیلیں گی ایک بادشاہت دوسری بادشاہت پر چڑھے گی ان لڑائیوں میں مرد بہت مارے جائیں گے تو عورتیں زیادہ رہ جائیں گی بعضوں نے کہا کافروں کی عورتیں بہت قید ہو کر آئیں گی بعضوں نے اس زمانہ کے مسلمان شرع پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے اور بعضے لوگ پچاس پچاس بیگمیں رکھیں گے معاذ اللہ ۱۲ منہ [۳] یعنی دودھ سے علم مراد ہے خواب میں اگر آدمی دودھ پیتے دیکھے تو اس کی تعبیر یہی ہے کہ علم اس کو حاصل ہوگا [۴] اس حدیث سے باب کی مطابقت مشکل ہے مگر امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اور اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس حدیث کو مؤلف نے کتاب الحج میں نکالا اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے اہل حدیث اور امام شافعی نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ایسی تقدیم اور تاخیر میں دم لازم آئے گا ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ؞

اس لیے کہ لوگ آپ سے (دین کے مسئلے) پوچھیں پھر ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ مضائقہ نہیں پھر ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لے کچھ مضائقہ نہیں عبداللہ بن عمر نے کہا تو (اس دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کوئی بات کسی نے آگے کر لی یا پیچھے کر دی تو آپ نے یہی فرمایا اب کر لے کچھ مضائقہ نہیں۔

بَابٌ ٦٦ مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ ؞

باب جس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مسئلہ کا جواب دیا۔

٨٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قَالَ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ وَلَا حَرَجَ ؞

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا وہیب نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج میں ایک شخص نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے ذبح کیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں اور ایک شخص نے کہا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں[1]۔

٨٥ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی انہوں نے سالم سے کہا میں نے ابوہریرہ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا (دین کا علم) اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور (طرح طرح کے) فساد پھیلیں گے اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپ نے ہاتھ کو ترچھا ہلا کر بتلایا جیسے قتل آپ نے مراد لیا[2]۔

٨٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ

ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا انہوں نے فاطمہ سے سنا انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے[3]

---

[1] حافظ صاحب نے کہا ممکن ہے کہ دونوں سوال ایک ہی شخص نے کیے ہوں یا الگ الگ سائل ہوں ۱۲ منہ [2] حبشی لغت میں ہرج کے معنی قتل کے ہیں جیسے امام بخاری نے کتاب الفتن میں بیان کیا ۱۲ منہ [3] یہ حضرت عائشہ کی بہن تھیں سو برس کی ہو کر ۷۳ھ میں مریں نہ ان کا کوئی دانت گرا نہ عقل میں فتور آیا تھا حجاج ظالم سے انہوں نے دلیرانہ گفتگو کی اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے ہلاک سے تجھ ہی کو مراد رکھا ہے ۱۲ منہ

أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى عَلَانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ مِثْلَ أَوْ قَرِيبَ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَاهُ وَاتَّبَعْنَاهُ هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ❊

انہوں نے کہا میں حضرت عائشہ کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے (وہ پریشان کیوں ہیں) انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا دیکھا تو لوگ کھڑے ہیں حضرت عائشہ نے کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا کوئی (عذاب یا قیامت کی) نشانی ہے انہوں نے سر ہلا کر کہا ہاں تب میں بھی (نماز میں) کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا[۱] میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی پھر فرمایا جو چیزیں ایسی تھیں کہ (یہاں تک) مجھے دکھائی نہیں جا سکتی تھیں ان سب کو میں نے (آج) اس جگہ سے دیکھ لیا یہاں تک کہ بہشت و دوزخ کو بھی پھر مجھ پر وحی بھیجی گئی کہ تم لوگ اپنی قبروں میں اس طرح یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے (فاطمہ کو یاد نہیں کہ اسماءؓ نے کونسا کلمہ کہا) جیسے مسیح دجال سے آزمائے جاؤ گے (تم سے) کہا جائے گا اس شخص کے باب میں کیا[۲] اعتقاد رکھتے تھے (یعنی آنحضرت کے باب میں) ایمان دار یا یقین رکھنے والا (معلوم نہیں اسماء نے کونسا لفظ کہا) کہے گا وہ محمدؐ ہیں اللہ کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہم نے ان کا کہنا مان لیا ان کی راہ پر چلے وہ محمدؐ ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو مزے سے سو جا ہم تو (پہلے ہی) جان چکے تھے کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے اور منافق یا شک کرنے والا (معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ ان دونوں میں سے کہا) یوں کہے گا میں کچھ نہیں جانتا (میں نے تو دنیا میں کچھ غور ہی نہیں کیا) لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔

بَابٌ[۳] تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى أَنْ يَحْفَظُوا الْإِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعُوا إِلٰى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ ❊

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالقیس کے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دینا کہ ایمان اور علم کی باتیں یاد کر لیں اور جو لوگ ان کے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو خبر کر دیں[۴] اور مالک بن حویرث نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان کو (دین کی باتیں) سکھاؤ

---

[۱] شاید گرمی سے یا لوگوں کے ہجوم سے۔ و یا پریشانی سے ان کو غش آگیا ۱۲ منہ [۲] شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اس وقت نمود ہوگی یا فرشتے آپ کا نام لے کر اس سے پوچھیں گے ۱۲ منہ [۳] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ علم وہی ہے جو اندرون سینہ ہو یعنی یاد ہو اور لوگوں کو سکھلایا جائے ورنہ علم سے کوئی فائدہ نہیں مثل مشہور ہے مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب [۴] اس تعلیق کو امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں باسناد بیان کیا ہے ۱۲ منہ

٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَحْدَهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ ۞

باب ٦٨ - الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ ۞

٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے ابوجمرہ سے کہا میں عبداللہ بن عباسؓ اور (بصرے کے) لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا[1] عبداللہ بن عباسؓ نے کہا عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا یہ کس کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں یا کون لوگ ہیں انہوں نے کہا ہم ربیعہ والے ہیں آپ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو یہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ وہ کہنے لگے ہم آپ کے پاس دور کا سفر کر کے آئے ہیں اور ہمارے آپ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ آڑے ہے اور ہم سوا ادب کے مہینے کے اور دنوں میں آپ کے پاس نہیں آ سکتے اس لیے ہم کو ایک ایسی (عمدہ) بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم پچھلے والوں کو کر دیں اور اس کی وجہ سے ہم بہشت میں جائیں آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو حکم کیا خدائے واحد (اکیلے خدا) پر ایمان لانے کا فرمایا تم جانتے ہو خدائے واحد پر ایمان لانا کس کو کہتے ہیں انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا یوں گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کو درستی کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ داخل کرنا اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن سے شعبہ نے کہا ابوجمرہ نے کبھی تو کہا اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے اور کبھی کہا (مزفت کے بدل) مقیر[2] آپ نے فرمایا اس کو یاد کر لو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی خبر کر دو۔

باب کوئی مسئلہ پیش آئے تو اس کے لیے سفر کرنا۔

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا کہا ہم کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو عمر بن سعید نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن حارث سے سنا انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی (غنیہ) سے

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] مقیر یعنی قار ملا ہوا قار کہتے ہیں کہ روغن کو جو اونٹوں اور کشتیوں پر ملا جاتا ہے ۱۲ منہ

بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ ؞

نکاح کیا پھر ایک عورت آئی (اس کا نام نہیں معلوم) کہنے لگی میں نے تو عقبہ اور اس کی دولہن (عقبہ) کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا میں تو نہیں سمجھتا کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہو نہ تو نے مجھ سے کبھی یہ بیان کیا پھر عقبہ سوار ہو کر[۱] (اپنے ملک سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ کو چلے اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا (تو اس عورت سے) کیونکر (صحبت کرے گا) جب ایسی بات کہی گئی (کہ وہ تیری بہن ہے) آخر عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا۔

بَابُ التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ ؞

باب علم حاصل کرنے کے لیے باری مقرر کرنا

۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا فَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللَّهِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری[۲] سند امام بخاری نے کہا ابن وہب نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن ابی ثور سے انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری[۳] پڑوسی دونوں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں جو مدینہ کے (پورب کی طرف) بلند گاؤں میں سے ہے رہا کرتے اور ہم دونوں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ میں) آیا کرتے ایک روز وہ اترتا اور ایک روز میں اترتا جس دن میں اترتا تو اس دن کی ساری خبر وحی وغیرہ جو آپ پر آتی اس کو بتلا دیتا اور جس دن وہ اترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا تھا اس نے (وہاں سے آکر) میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا عمر یہیں ہیں گھبرا کر باہر نکل آیا[۵] وہ کہنے لگا (آج تو) بڑا سانحہ ہوا (آنحضرتؐ نے اپنی بیبیوں کو طلاق دے دیا) یہ سن کر میں (اپنی بیٹی) حفصہؓ کے پاس گیا وہ رو رہی تھی میں نے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو طلاق دے

---

[۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ عقبہ یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے سوار ہو کر مد ۱۲ منہ [۲] اہل حدیث اور امام احمد کا یہی قول ہے کہ رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے دوسرے علماء نے کہا کہ یہ حکم احتیاطاً تھا ۱۲ منہ [۳] زہری وہی ابن شہاب ہیں ۱۲ منہ [۴] اس انصاری ہمسایہ کا نام عتبان بن مالک تھا بعضوں نے کہا اوس بن خولی اس روایت سے نکلتا ہے کہ خبر واحد پر اعتماد کرنا درست ہے ۱۲ منہ [۵] ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا ان دنوں یہ خبر مشہور تھی کہ غسان کا بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے انصاری کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے سے میں یہی سمجھا کہ شاید غسان کا بادشاہ آن پہنچا اور گھبرا کر باہر نکلا ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ ٭

دیا اس نے کہا میں نہیں جانتی پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا میں نے کھڑے ہی کھڑے (پہلے یہی) عرض کیا کیا آپ نے اپنی بیبیوں کو طلاق دے دیا آپ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا اللہ اکبر[1]

بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ ٭

باب وعظ کہنے یا پڑھانے میں کوئی بری بات دیکھے تو غصہ کرنا۔

۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ ٭

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے اسمعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے ابو مسعودؓ انصاری سے انہوں نے کہا ایک شخص (حزم بن ابی کعب) نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو (جماعت سے) نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے فلاں صاحب (معاذ بن جبلؓ) نماز (بہت) لمبی پڑھتے ہیں ابو مسعود نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا آپ نے فرمایا لوگو تم نفرت دلانے لگے[2] دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھے کیونکہ ان میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی ناتواں کوئی کام والا۔

۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِينِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا أَوْ قَالَ وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان ابن بلال مدینی نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کے غلام تھے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص (عمیر یا بلال یا جارود) نے پڑی ہوئی چیز کو پوچھا آپ نے فرمایا اس کا بندھن یا ظرف اور اس کی تھیلی پہچان رکھ پھر ایک برس تک لوگوں سے پوچھتا رہ پھر اپنے کام میں لا پھر اگر (ایک سال کے بعد بھی) اس کا مالک آجائے گا تو اس کو ادا کر اس نے کہا گما ہوا اونٹ اگر ملے یہ سن کر آپ اتنا غصے ہوئے[3] کہ آپ کے دونوں گال سرخ

---

[1] گویا انصاری کی خبر پر حضرت عمرؓ کو تعجب ہوا کہ اس نے کیسی بے اصل بات بیان کی ۱۲ منہ [2] غصہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ پیشتر اس سے منع کر چکے ہوں گے دوسرے ایسا کرنے سے ڈر تھا اس بات کا کہ کہیں لوگ اس دین سے نفرت نہ کر جائیں یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے غصے کا سبب یہ ہوا کہ سائل نے اونٹ کا پوچھا جس کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی اونٹ ایسا جانور نہیں کہ وہ تلف ہو جائے وہ جنگل میں اپنا چارہ پانی کر لیتا ہے بھیڑیا بھی اس کو نہیں کھا سکتا پھر اس کا پکڑنا کیا ضرور ہے خود مالک ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس تک پہنچ جائے گا ۱۲ منہ

الْإِبِلِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ ؀

سرخ ہو گئے یا آپ کا منہ سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے اونٹ سے کیا واسطہ وہ تو اپنی مشک اور اپنا موزہ اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ خود پانی پر جا کر پانی پی لیتا ہے اور درخت کے پتے چر لیتا ہے اس کو چھوڑا رہنے دے جب تک اس کا مالک آئے اس نے کہا گمی ہوئی بکری آپ نے فرمایا وہ تو تیرا حصہ ہے یا تیرے بھائی (اس کے مالک) کا یا بھیڑیے کا[۱]

۹۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ؀

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہا لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں پوچھیں کہ آپ کو برا معلوم ہوا جب بہت پوچھا پاچھی کی تو آپ کو غصہ آ گیا آپ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا یونہی سہی) اب جو چاہو پوچھتے جاؤ ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے کہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا (سعد بن سالم) کہنے لگا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام جب حضرت عمرؓ نے آپ کے چہرہ مبارک کے غصے کو دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں[۲]

بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ

باب امام یا محدث کے سامنے دو زانو (ادب سے) بیٹھنا۔

۹۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے تو عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے[۳] پھر بار بار فرمانے لگے پوچھو پوچھو آخر حضرت عمرؓ (یہ حال دیکھ کر) دو زانو ہو بیٹھے اور کہنے لگے ہم اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے خوش ہیں تین بار یہ

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ بکری کو پکڑ لینا جائز ہے کیونکہ اس کے تلف ہونے کا ڈر ہے بعضوں نے کہا اونٹ بھی جنگل یا شہر میں ملے تو پکڑ لینا چاہیے کیونکہ ڈر ہے بھائی مسلمان کے مال ضائع ہونے کا کوئی کاٹ ڈالے یا لے بھاگے ۱۲ منہ

[۲] بے ضرورت سوال کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کیا اور یہی وجہ تھی کہ آپ غصے ہوئے پھر جو فرمایا جو چاہو وہ پوچھو وہ حکم خاص ہو گا اس لیے کہ آپ غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے قسطلانی

[۳] لوگ عبداللہ کو کسی اور کا بیٹا کہتے ان کو بھی شک پیدا ہو گیا تھا اس لیے انہوں نے آنحضرت سے پوچھ کر اپنی تشفی کر لی ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ ۔

بَابُ ۷۲ مَنْ اَعَادَ الْحَدِيْثَ ثَلٰثًا لِيُفْهَمَ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا ۔

٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلٰثًا ۔

٩٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقْنَا الصَّلٰوةَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ۔

بَابُ ۷۳ تَعْلِيْمِ الرَّجُلِ اَمَتَهٗ وَاَهْلَهٗ ۔

٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا

کہا اس وقت آپ چپ ہو رہے[1]۔

باب ایک بات کو خوب سمجھانے کے لیے تین تین بار کہنا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں[2]) فرمایا سن لو اور جھوٹ بولنا اور کئی بار اس کو فرماتے رہے اور ابن عمرؓ نے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کیا میں نے تم کو (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا[3]۔

ہم سے عبدہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ جب کوئی بات فرماتے تو تین بار فرماتے تاکہ لوگ اس کو (خوب) سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے ان کو سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے[4]۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہ ایک سفر میں جو ہم نے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پیچھے رہ گئے تھے پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا یا تنگ ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے اپنے پاؤں پر (ہلکے دھو کر گویا) مسح کر رہے تھے آپ نے بلند آواز سے پکارا دوزخ سے ایڑیوں کی خرابی ہونے والی ہے دو بار یا تین بار یوں ہی فرمایا[5]۔

باب اپنی لونڈی اور گھر والوں کو (دین کا علم) سکھانا

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمان محاربی نے

---

[1] یعنی آپ کا غصہ جاتا رہا جیسے دوسری روایت میں ہے فسکن غضبہ ۱۲ [2] یہ حدیث خود امام بخاری نے کتاب الشہادۃ اور کتاب الدیات میں نکالی ۱۲ منہ
[3] یہ حدیث خود امام بخاریؒ نے کتاب الحدود میں نکالی ۱۲ منہ [4] اس روایت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اگر کوئی محدث سمجھانے کے لیے حدیث کو مکرر بیان کرے یا طالب العلم استاد سے دوبارہ یا سہ بارہ پڑھنے کو کہے تو یہ مکروہ نہیں ہے تین بار سلام اس حالت میں ہے جب کوئی کسی کے دروازے پر جائے اور اندر آنے کی اجازت چاہے امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الاستیذان میں بیان کیا ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے ورنہ ہمیشہ آپ کی عادت یہ ثابت نہیں ہوتی کہ ہر مسلمان کو تین بار سلام کرتے ۱۲ منہ [5] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے دو بار یا تین بار فرمایا ویل للاعقاب من النار ۱۲ منہ

الْمُحَارِبِيُّ نَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

کہا ہم سے صالح بن حیان نے کہا عامر شعبی نے کہا مجھ سے ابو بردہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا ایک تو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے وہ شخص جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور پھر محمدؐ پر ایمان لایا دوسرے وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ اس سے صحبت کرتا ہو پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم دے اور آزاد کر کے اس سے نکاح کرے[51] تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا عامر شعبی نے (صالح سے) کہا ہم نے یہ حدیث تجھ کو مفت سنادی ایک زمانہ وہ تھا جب اس سے کم حدیث کے لیے لوگ مدینہ تک سوار ہو کر جاتے[52]

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ

باب امام کا عورتوں سے نصیحت کرنا ان کو (دین کی) باتیں سکھانا

۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَطَاءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ وَقَالَ إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے کہا میں نے عطا بن ابی رباح سے سنا کہا میں نے ابن عباس سے سنا انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں یا عطا نے کہا میں ابن عباسؓ پر گواہی دیتا ہوں (راوی کو شک ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مردوں کی صف سے) نکلے اور آپ کے ساتھ بلال تھے آپ کا خیال ہوا کہ عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی پھر آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور ان کو خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی کوئی انگوٹھی اور بلالؓ نے اپنے کپڑے کے کونے میں (یہ خیرات) لینا شروع کی اس حدیث کو اسمٰعیل بن علیہ نے ایوب سے روایت کیا انہوں نے عطا سے کہ ابن عباسؓ نے یوں کہا میں آنحضرت پر گواہی دیتا ہوں (اس میں شک نہیں ہے[53]

---

[51] اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا ایک تو آزاد کرنے کا دوسرا اس سے نکاح کر لینے کا اور ادب اور تعلیم کا جدا گانہ ہے وہ تو ہر طرح ملتا ہے خواہ اپنی لونڈی کو تعلیم دے یا کسی لڑکا

[52] یعنی کوفہ سے مدینہ تک کا سفر کرتے۔ [53] یعنی جیسے اگلی روایت میں راوی کو تردد تھا کہ عطا نے ابن عباس کا قول کہا کہ میں آنحضرت پر گواہی دیتا ہوں یا عطا نے یوں کہا میں ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں اس روایت میں تردد نہیں ہے اور پہلا امر بطور جزم مذکور ہے امام بخاری نے اسمٰعیل سے نہیں سنا تو یہ تعلیق ہو گی اور خود امام بخاری نے اس کو وصل کیا کتاب الزکوٰۃ میں اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اگلا باب عام لوگوں سے متعلق تھا اور جو شخص حاکم ہو یا امام اس کو عموماً سب عورتوں کو وعظ سنانا چاہیے۔

بَابُ الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيْثِ

۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ ؁

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ

وَكَتَبَ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّيْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا ؁

۹۹ - حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِيْ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى قَوْلِهِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ

باب حدیث کے لیے حرص کرنا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے سعید ابن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہوگا (کس کی قسمت میں یہ نعمت ہوگی) آپ نے فرمایا ابوہریرہ میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہیں پوچھنے کا کیوں کہ میں دیکھتا ہوں تجھے حدیث سننے کی کیسی حرص ہے (اب سن لے) سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا اس شخص کے لیے ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی کے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا ہو[۲]

باب علم کیوں کر اٹھ جائے گا

اور عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے ابوبکر بن حزم (مدینہ کے قاضی) کو لکھا دیکھو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تم کو ملیں ان کو لکھ لو میں ڈرتا ہوں (کہیں دین کا) علم مٹ نہ جائے اور عالم چل بسیں اور یہ خیال رکھو وہی حدیث ماننا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو (نہ اور کسی کا قول یا فعل[۳]) اور عالموں کو علم پھیلانا چاہیئے تعلیم کے لیے بیٹھنا چاہیے کہ جس کو علم نہیں وہ علم حاصل کرلے اس لیے کہ علم جہاں پوشیدہ رہا بس مٹ گیا۔

ہم سے علاء بن عبدالجبار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول بیان کیا یہاں تک اور عالم چل بسیں[۵]

ف[۱] اس حدیث سے مراد آنحضرت کی حدیث ہے ۱۲ منہ ف[۲] دل سے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شرک سے بچتا ہو کیونکہ جو شخص شرک میں مبتلا ہے وہ دل سے لا الٰہ الا اللہ کا قائل نہیں اگرچہ زبان سے کہتا ہو یہ جو حدیث میں ہے دل سے یا جی سے تو یہ ابوہریرہ کی شک ہے کہ آنحضرت نے قلب کا لفظ فرمایا یا نفس کا ۱۲ منہ ف[۳] اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ صحابہ یا تابعین کے اقوال حجت نہیں ہیں اہل حدیث اور شافعی اور اکثر علما یہی کہتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ صحابی کا قول بھی حجت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیاس کو صحابی کے قول سے ترک کردیں گے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ والغفران کی تو یہ احتیاط تھی اور ان کے مقلدوں کا یہ حال ہے کہ صحیح حدیث پا کر بھی قیاس رائے اور تقلید کو نہیں چھوڑتے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ ف[۴] اس کے بعد کی عبارت شاید امام بخاری کو دوسری طرح سے پہنچی ہو اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے یعنی حدثنا العلاء سے ذہاب العلماء تک بعض نے کہا ذہاب العلماء کے بعد سے اخیر تک امام بخاری کا قول ہے ۱۲ منہ

۱۰۰ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ نَا عَبَّاسٌ قَالَ ثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ (دین کا) علم بندوں سے چھین کر نہیں اُٹھانے کا[۱] بلکہ عالموں کو اٹھا کر علم کو اٹھائے گا جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار (پیشوا) بنا لیں گے ان سے مسئلے پوچھیں گے وہ بے علم فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے فربری نے کہا ہم سے عباس نے بیان کیا کہا ہم سے قتیبہ نے کہا ہم سے جریر نے انہوں نے ہشام سے مانند اس کے[۲]

بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ ۔

باب کیا امام عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی الگ دن مقرر کر سکتا ہے۔

۱۰۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ ۔

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے کہا میں نے ابو صالح ذکوان سے سنا وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مرد آپ کے پاس آنے میں ہم پر غالب ہو گئے تو آپ اپنی طرف سے (خاص) ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجئے[۳] آپ نے ان سے ایک دن ملنے کا وعدہ فرمایا اس دن ان کو نصیحت کی اور شرع کے حکم بتلائے ان باتوں میں جو آپ نے فرمائیں یہ بھی تھا تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے تو (آخرت میں) اس کے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بھیجے آپ نے فرمایا اور دو بھی[۴]

[۱] گو اللہ کی قدرت کے سامنے یہ کچھ مشکل نہیں کر دل سے علم چھین لے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب ایسا نہیں ہوگا بلکہ دین کے عالم جائیں گے اور جاہل لوگ عالم بن کر لوگوں کے پیشوا ہوں گے ۱۲ [۲] ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری امام بخاری کے شاگرد ہیں اور صحیح بخاری کے وہی راوی ہیں ۱۲ منہ [۳] یعنی مردوں نے آپ کا سارا وقت چھین لیا ہم کو کوئی موقع نہیں ملتا کہ آپ کے پاس حاضر ہوں اور آپ سے دین کے مسئلے پوچھیں ۱۲ منہ [۴] مطلب یہ ہے کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے دن دوزخ سے آڑ ہو جائیں گے اس عورت کا نام ام سلیم تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا ایک روایت میں ایک بچہ بھی اگر مر جائے تو اس کی نسبت بھی یہی ہے ارشاد ہوا ہے کہ وہ دوزخ کی روک ہوگا یہاں تک کہ کچا بچہ بھی ۱۲ منہ۔

۱۰۲ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابو سعید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث اور شعبہ نے اس کو روایت کیا عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو حازم سے انہوں نے ابوہریرہ[1] سے اس روایت میں یوں ہے اپنے تین بچے جو جوان نہ ہوئے ہوں[2]

باب ۷۸ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَهُ حَتّٰى يَعْرِفَهُ ۔

باب کوئی شخص ایک بات سنے اور نہ سمجھے تو سمجھنے کی خاطر دوبارہ پوچھنا۔

۱۰۳ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا رَاجَعَتْ فِيْهِ حَتّٰى تَعْرِفَهُ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا قَالَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو نافع نے خبر دی کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ان کی عادت تھی جس بات کو سنتیں اور نہ سمجھتیں تو خوب سمجھنے تک اس کو دوبارہ پوچھتیں اور (ایسا ہوا کہ ایک بار) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) جس سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں پڑے گا تو حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ تو (سورۂ وانشقت میں) فرماتا ہے اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا آپ نے فرمایا (یہ حساب نہیں ہے) اس سے تو مراد اعمال کا بتلا دینا ہے[3] لیکن جس سے کھینچ تان کر حساب لیا جائے گا وہ تباہ ہو گا[4]

باب ۷۹ لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب جو شخص سامنے موجود ہو وہ علم کی بات اس کو پہنچا دے جو غائب ہو اس کو ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[5]

۱۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہا مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا انہوں نے ابو شریح سے (جو صحابی تھے) انہوں نے عمرو بن سعید سے کہا (جو یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا)

---

[1] امام بخاری نے اس سند کو اس لیے بیان کیا کہ ابن اصبہانی کا نام معلوم ہو جائے دوسرے اس لیے کہ ابوہریرہ کا طریق بھی کھل جائے ۱۲ منہ [2] نادان کم سن بچوں کا ماں کو بہت رنج ہوتا ہے بڑے جوان بچے اکثر ماں باپ کے نافرمان بھی ہو جاتے ہیں لیکن چھوٹے بچوں سے ماں کو بے انتہا محبت ہوتی ۱۲ منہ [3] یعنی پروردگار اس مومن کو جس پر رحم کرنا منظور ہو گا صرف اس کے برے اعمال اس کو بتلا دے گا تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا تھا فلاں وقت یہ بس یہی بتلا دینا اس کا حساب ہے اور آیت میں آسان حساب سے یہی مراد ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے یہ نکلا کہ حضرت عائشہؓ بڑی دانشمند اور عقیل تھی اور ان کی دانشمندی کی ایک دلیل یہ بھی کہ ہر ایک بات کو خوب سمجھ لیتیں اگر پہلی بار نہ سمجھتیں تو پھر پوچھتیں اور دوسری حدیثوں میں جو سوال سے ممانعت ہوئی ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت خواہ مخواہ کٹ حجتی کے طور پر ایسا کرنا منع ہے ۱۲ منہ [5] اس تعلیق کو خود امام بخاری نے کتاب الحج میں باسناد روایت کیا ہے ۱۲ منہ

الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ فِيهَا فَقُولُوا إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ لَا تُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

وہ مکہ پر فوجیں بھیج رہا تھا اے امیر مجھ کو اجازت دے میں تجھ کو ایک حدیث سنا دوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور دل نے اسے یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے یہ حدیث فرمائی آپ نے اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے لوگوں نے حرام نہیں کیا (اس کا ادب بہ حکم الٰہی ہے) تو جو کوئی اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہو اس کو وہاں خون بہانا درست نہیں اور نہ وہاں کوئی درخت کاٹنا اگر (میرے بعد) کوئی ایسا کرنے کی یہ دلیل لے کہ اللہ کے رسول وہاں لڑے تو تم یہ کہو کہ اللہ نے تو (فتح مکہ کے دن) اپنے رسول کو (خاص) اجازت دی تھی تم کو اجازت نہیں دی اور مجھ کو بھی صرف ایک گھڑی دن کے لئے اجازت دی تھی پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہوگی جیسے کل تھی جو شخص یہاں حاضر ہو وہ اس کی خبر اس کو کر دے جو غائب ہے لوگوں نے ابو شریح سے پوچھا عمرو نے اس کا کیا جواب دیا ابو شریح نے کہا عمرو نے یہ جواب دیا کہ میں تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہوں مکہ گنہگار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ اس کو جو خون یا چوری کر کے بھاگے[۲]

۱۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے

[۱] مکہ میں لوگوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کر لی تھی عمرو بن سعید یزید پلید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اس نے یزید کے حکم سے مکہ پر فوج کشی کی جب ابو شریح نے اس کو یہ حدیث سنائی مگر وہ مردود کہاں سمجھنے والا تھا اس کے سر پر تو شیطان سوار تھا علامہ ابن حجر نے کہا عمرو بن سعید کو ہم تابعین باحسان میں سے بھی نہیں کہیں گے گو اس نے صحابہ کو دیکھا تھا کیونکہ اس کے لیے اعمال نہایت خراب تھے ۱۲ منہ [۲] ارے مردود خدا سے ڈر عبداللہ بن زبیر نے کس کا خون کیا تھا نہ چوری کی تھی وہ یزید پلید سے ہزار درجہ افضل ہے اور افضل تھا اول تو صحابی دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے تیسرے ابوبکر صدیقؓ کے نواسے چوتھے دیندار پرہیزگار مگر تو نے دنیا کے لیے یزید کا ساتھ دیا اور اوپر سے صحیح حدیث سن کر یہ بہانے نکالتا ہے ہمارے زمانے میں بھی اکثر اہل بدعات کا یہی دستور ہے جہاں ان سے کوئی حدیث بیان کرو تو اور زیادہ اکڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو بہت علم ہے ہم سب جانتے ہیں قرآن شریف میں ایسے شخصوں کے لیے ارشاد ہے فحسبہ جہنم ولبئس المہاد ۱۲ منہ

وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذٰلِكَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ۔

خون اور تمہارے مال ابن سیرین نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا اور تمہاری عزتیں (آبروئیں) ایک دوسرے پر حرام ہیں[1] جیسے اس دن کی (یوم النحر کی) حرمت ہے اس مہینے میں سن رکھو جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو اس کی خبر پہنچا دے ابن سیرین نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہوا (جو لوگ اس وقت حاضر تھے انہوں نے جو غائب تھے ان کو یہ حدیث پہنچا دی آنحضرتؐ نے فرمایا سن رکھو میں نے یہ حکم تم کو پہنچا دیا دو بار یہ فرمایا۔

بَابٌ ۸۰ - اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کیسا گنہ گار ہے۔

۱۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ۔

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا مجھ کو منصور بن معتمر نے خبر دی کہا میں نے ربعی بن خراش سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی سے سنا کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دیکھو) مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا کیوں کہ جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں جائے گا[2]

۱۰۷ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے جامع بن شداد سے انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے (اپنے باپ) حضرت زبیرؓ سے کہا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں فلاں فلاں شخصوں کی طرح بیان کرتے نہیں سنتا انہوں نے کہا میں آنحضرتؐ سے جدا نہیں رہا[3] کہ آپ کی حدیثیں میں نے نہ سنی ہوں لیکن میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

---

[1] یعنی ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت لینا یا اس کا خون کرنا یا اس کا مال مار لینا حرام ہے ۱۲ [2] ہر قسم کے جھوٹ کو شامل ہے بعضے جاہلوں نے لوگوں کو رغبت دلاتے یا ڈراتے کے لیے جھوٹی حدیثیں بنا لیں وہ یہ نہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک متواتر ہے اللہ تعالیٰ علماء حدیث کو جزائے خیر دے انہوں نے بڑی بڑی محنتیں اٹھا کر صحیح حدیثوں کو ضعیف اور موضوع حدیثوں کو جدا کر دیا اور قیامت تک سارے مسلمانوں کے لیے آسانی کر دی اب عمل کرنے والوں کو کوئی دقت نہ رہی ۱۲ منہ [3] یعنی میرا کم حدیث بیان کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ مجھ کو آپ کی صحبت نہیں رہی لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ میں حدیث بیان کرنے میں ڈرتا ہوں کسی بات میں کمی بیشی نہ ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے اس سے حدیث بیان کرنے میں بڑا اندیشہ رہتا ہے - ۱۲ منہ

۱۰۸ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

۱۰۹ - حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ ٭

۱۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا انہوں نے عبدالعزیز سے انہوں نے کہا انسؓ نے کہا میں جو تم سے بہت سی حدیثیں بیان نہیں کرتا اس کی یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے[۱]

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے[۲]

ہم سے موسیٰ ابن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا انہوں نے ابو حصین سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو (محمد اور احمد) نام رکھو اور میری کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھو اور یہ (سمجھ لو) جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا بے شک اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا[۳] اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

باب علم کی باتیں لکھنا[۴]

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع بن جراح نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے سنا انہوں نے مطرف سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابو جحیفہ سے کہا میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب[۵]

[۱] معلوم ہوا کہ اگر نادانستہ ایسا ہو جائے تو بالاجماع وہ گنہگار نہ ہوگا جوینی نے کہا جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہو گیا اور دوسرے علماء نے کہا کافر تو نہیں ہوا سخت گنہگار ہے ۱۲ منہ [۲] یہ امام بخاری کی پہلی ثلاثی حدیث ہے یعنی جس میں امام بخاری سے آنحضرت تک صرف تین واسطے ہوں ایسی حدیثیں اس کتاب میں بائیس ہیں اور یہ فضیلت امام بخاریؒ کے دوسرے ہم عصروں کو جیسے امام مسلم وغیرہ ہیں حاصل نہیں ہوئی ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کی بحث آگے آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ مراد یہ ہے کہ آپ کا جو حلیہ کتابوں میں لکھا ہے اسی صورت اور حلیہ میں دیکھے اور بعضوں نے کہا ہر طرح جب کوئی مومن آپ کو خواب میں دیکھے تو آپ ہی کو دیکھا لیکن خواب میں جو بات آپ فرمائیں وہ اگر شرع کے خلاف ہو تو حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ خواب میں طرح طرح کے احتمال پیدا ہوتے ہیں ۱۲ منہ [۴] علم کے لکھنے میں سلف کا اختلاف تھا بعد اس کے اجماع ہو گیا اس کے جواز پر چونکہ لکھنا مستحب ٹھہرا ۱۲ منہ [۵] بہت سے شیعہ یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت علیؓ کو آنحضرتؐ نے کچھ خاص باتیں لکھوا دی ہیں جو اوروں کو نہیں بتلائیں اس لیے ابو جحیفہ نے حضرت علیؓ سے یہ سوال کیا ۱۲ منہ

هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ ٭

۱۱۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاجْعَلُوهُ عَلَى الشَّكِّ كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ الْفِيلَ وَسُلِّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ وَالْمُؤْمِنُونَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ

انہوں نے کہا کوئی نہیں مگر اللہ کی کتاب (قرآن شریف) یا سمجھ جو مسلمان کو دی جاتی ہے[1] (اللہ کی طرف سے ملتی ہے) یا جو اس ورق میں لکھا ہے ابو جحیفہ نے کہا میں نے پوچھا اس ورق میں کیا لکھا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا دیت کا بیان اور قیدیوں کو چھڑانے کا اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدل قتل نہ کریں[2]۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ خزاعہ والوں نے (جو ایک قبیلہ ہے) بنی لیث (قبیلے) کے ایک شخص کو اس سال مار ڈالا جس سال مکہ فتح ہوا اپنے ایک خون کے بدلے جو بنی لیث نے ان کا کیا تھا[3] اس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہاتھیوں) کو روک دیا امام بخاری نے کہا اس لفظ کو شک ہی کے ساتھ رکھو ابو نعیم نے یوں ہی کہا قتل یا فیل اور ابو نعیم کے سوا اور لوگوں نے فیل کہا ہے (شک نہیں کی) اور اللہ کے رسول اور مسلمان ان پر غالب کیے گئے (یعنی مکہ کے کافروں پر) سن رکھو مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا[4] نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا سن رکھو میرے لیے بھی وہ ایک گھڑی دن کی حلال ہوا سن رکھو کہ اب اس وقت حرام ہے وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں اور وہاں کے درخت قطع نہ کیے جائیں اور وہاں کی پڑی ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو پہنچوانا چاہے (وہ اٹھا سکتا ہے) اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو دیت لے اور یا قصاص لے (قاتل مقتولوں کے وارثوں کے حوالہ کیا جائے) اتنے میں یمن والوں میں سے ایک شخص (ابو شاہ) آیا اس نے

---

[1] یعنی عقل سلیم جو اللہ تعالیٰ مومن کو دیتا ہے قرآن اور حدیث میں غور کر کے مومن وہ بہت سی باتیں معلوم کر لیتا ہے جن کا ذکر صراحۃً ان میں نہیں ہے اس قول سے یہ نکلتا ہے کہ جہاں کوئی نص قرآن یا حدیث سے نہ ملے وہاں آدمی قیاس کر سکتا ہے ۱۲ منہ [2] اہل حدیث اور شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما کا عمل اسی حدیث پر ہے مسلمان کو کافر کے بدل سزائے قصاص نہ دی جائے گی لیکن حنفیہ نے ذمی کافر کے بدل مسلمان کا قتل جائز رکھا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی بنی لیث نے جاہلیت کے زمانہ میں خزاعہ کا ایک شخص مار ڈالا تھا خزاعہ نے جس سال مکہ فتح ہوا بنی لیث سے اس کا عوض لیا ۱۲ منہ [4] جس صورت میں قتل کا لفظ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو قتل نہ ہونے دیا یا مکہ میں قتال حرام کر دیا اور جب فیل کا لفظ ہو تو اشارہ ہو گا اس قصے کی طرف جس کا ذکر قرآن میں سورہ فیل میں ہے یعنی حبش کے لوگ جس سال آنحضرتؐ پیدا ہوئے بہت سے ہاتھی لے کر کعبہ گرانے کی نیت سے آئے تھے اللہ نے ان پر عذاب بھیجا ابابیل کی طرح پرندے آئے اور کنکریاں مار کر سب کو ہلاک کر ڈالا یہ قصہ مشہور ہے ۱۲ منہ [5] یعنی وہاں ڈھنڈورا (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ ۞

عرض کیا یا رسول اللہ (آپ نے جو باتیں بیان فرمائیں وہ) مجھ کو لکھ دیجئے آپ نے (لوگوں سے) فرمایا اچھا اس کو لکھ دو قریش کے ایک شخص (حضرت عباس) نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجئے ہم اس کو گھروں میں اور قبروں میں لگاتے ہیں[۱] آپ نے فرمایا اچھا اذخر اچھا اذخر معاف ہے (وہ کاٹ سکتے ہو)

۱۱۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرُ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۞

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو نے بیان کیا کہا مجھ کو وہب بن منبہ نے خبر دی انہوں نے اپنے بھائی (ہمام بن منبہ) سے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مجھ سے زیادہ حدیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں البتہ عبداللہ بن عمرو نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں[۲] تو وہ لکھتے تھے میں لکھتا بھی نہیں تھا[۳] (وہب بن منبہ کے ساتھ) اس حدیث کو معمر نے بھی ہمام سے روایت کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔

۱۱۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُومُوا

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ سے یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ ابن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہو گئے تو آپ نے (اسی بیماری کی سختی میں) فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تمہارے لیے ایک کتاب لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی سختی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہم کو بس کرتی ہے[۵] لوگوں نے اختلاف شروع کیا

(بقیہ صفحہ سابقہ) کرنا ۱۲ منہ [۵] یعنی قاتل سے قصاص لے یہ نہیں کہ جاہلیت کے زمانے کی طرح اور کسی کو مار ڈالے پھر اس کے لوگ اس کے ایک شخص کو مار ڈالیں یوں ہی خون ہوتے رہیں اور خلق اللہ تباہ ہو ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی بات لکھنے کا حکم فرمایا [۲] اذخر ایک خوشبودار گھانس ہے جو مکہ میں اگتی ہے وہاں کے لوگ مٹی میں ملا کر اس سے مکان لیپتے قبروں میں اس کو بچھاتے ہیں ۱۲ منہ [۳] ابوہریرہؓ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ عبداللہ بن عمروؓ نے مجھ سے بھی زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ عبداللہ کی روایت کی ہوئی حدیثیں سات سو سے زیادہ نہیں ہیں اور ابوہریرہؓ نے پانچ ہزار تین سو حدیثیں روایت کی ہیں امام بخاری نے کہا آٹھ سو تابعین نے ابوہریرہؓ سے سنا ہے اور یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی یہ اس دعا کا طفیل تھا جو آنحضرتؐ نے ابوہریرہؓ کے لیے کی تھی وہ کوئی بات نہیں بھولتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [۴] اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ حدیثوں کو لکھتے تھے [۵] حضرت عمرؓ کا مطلب اس سے یہ نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی کریں معاذ اللہ زندگی بھر تو آپ کے ارشاد پر جان او مال نثار کیا اپنی جان اور اپنی اولاد کی جان سے زیادہ آپ کو عزیز رکھا وفات کے وقت وہ آنحضرت کی مخالفت کرتے جو کوئی ادنیٰ مسلمان بھی نہیں کرنے کا حضرت عمرؓ نے شفقت کی راہ سے آنحضرت پر بیماری کی سختی (باقی آئندہ)

عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ ۞

بَابُ ٨٢ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ ۞

١١٥ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ح وَعَمْرٍو وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ ۞

بَابُ ٨٣ السَّمَرِ بِالْعِلْمِ ۞

١١٦ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ

اور غل مچ گیا آپ نے فرمایا چلو اٹھو میرے پاس لڑنے جھگڑنے کا کیا کام ہے ابن عباسؓ (نے جب یہ حدیث روایت کی تو یوں) کہتے ہوئے نکلے ہائے مصیبت وائے مصیبت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔

باب رات کے وقت تعلیم اور وعظ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بنت حارث سے انہوں نے بی بی ام سلمہ سے دوسری سند اور سفیان بن عیینہ نے اس کو عمرو بن دینار اور یحییٰ بن سعید سے روایت کیا انہوں نے زہری سے انہوں نے ایک عورت سے (یعنی ہند سے) انہوں نے بی بی ام سلمہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات (نیند سے) جاگے تو فرمایا سبحان اللہ آج رات کو (آسمان سے دنیا میں) کیا کیا فتنے اترے (عذاب) اور کیا کیا (رحمت کے) خزانے کھلے (ارے لوگو) ان حجرے والیوں (بیبیوں) کو عبادت کے لیے جگاؤ بہت عورتیں دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔[1]

باب رات کو علم کی باتیں کرنا۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر اور ابوبکر بن سلیمان سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں ہم کو عشا کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا تم نے اس

(بقیہ صفحہ سابقہ) دیکھ کر یہ رائے دی کہ ایسے سخت وقت میں آپ کو کتاب لکھوانے کی تکلیف کیوں دی جائے اللہ کی کتاب ہم کو بس کرتی ہے اور آنحضرتؐ نے بھی اس رائے پر سکوت فرمایا اگر آپ پھر دوبارہ فرماتے کہ نہیں سامان لاؤ تو کس کی مجال تھی کہ کچھ دم مار سکتا اور خود آپ اس کے بعد چار روز تک زندہ رہے اور کوئی کتاب نہیں لکھوائی ابوبکر صدیقؓ نماز کی امامت کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ کی بھی وہی رائے ہوگی کہ کتاب لکھوانا بے فائدہ ہے۔ (حواشی صفحہ ہذا) [1] ان کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی حجرے والیوں سے ازواج مطہرات مراد ہیں ۱۲ منہ

فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَءَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ

۱۱۷ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ أَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ ۔

بَابُ ۸۴ حِفْظِ الْعِلْمِ ۔

۱۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ

رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اب سے سو برس کے بعد جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں ان میں سے کوئی نہیں رہے گا۔[1]

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے حکم نے بیان کیا کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا انہوں نے ابن عباس سے کہا میں ایک رات کو اپنی خالہ میمونہؓ بنت حارث پاس سویا جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے پاس تھے (ان کی باری تھی) آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (مسجد سے) اپنے گھر آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو رہے پھر (بیدار ہو کر) اٹھے اور فرمایا بچہ کیا سو گیا یا کچھ ایسا ہی فرمایا[2] پھر (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے میں بھی (جاگا اور) آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کر لیا اور پانچ رکعتیں پڑھیں[3] پھر دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی پھر (صبح کی) نماز کے لیے برآمد ہوئے۔

باب علم کو یاد رکھنا۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج (عبدالرحمٰن بن ہرمز) سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے بہت حدیثیں

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ دلیل لی ہے کہ خضر زندہ نہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں وہ کہتے ہیں زمین سے مراد عرب کی زمین ہے یا خضر مستثنیٰ ہیں اس حدیث کے موافق سو برس کے بعد آنحضرتؐ کا کوئی دیکھنے والا زندہ نہیں رہا سب سے اخیر میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی ایک سو دس سنہ ہجری میں انتقال کر گئے اس حدیث سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے عشا کی نماز کے بعد باتیں کیں اور عربی میں اسی کو سمر کہتے ہیں ۱۲ منہ

[2] یعنے کہتے ہیں ترجمہ باب اسی سے نکلتا ہے کیونکہ یہ فقرہ آپ نے رات کو فرمایا کہ چھوٹا بچہ سو گیا اور حق یہ ہے کہ یہ سمر نہیں ہے اور امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو خود انہوں نے کتاب التفسیر میں نکالا اس میں یہ ہے کہ آپ نے ایک گھڑی تک اپنی بی بی سے باتیں کیں پھر سو رہے اور امام بخاری کی یہ عادت ہے کہ لاتے ہیں ایک حدیث اور استدلال کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق سے تاکہ حدیث کے طالب کو اس کے سب طریقے محفوظ رہیں ۱۲ منہ

[3] پہلے چار رکعتیں پڑھی تھیں پھر پانچ جملہ نو رکعتیں آٹھ تہجد کی اور ایک وتر کی ۱۲ منہ

[4] یہ آپ کے خصائص میں سے تھا کہ سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا دوسری روایت میں ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا ۱۲ منہ

أَبُوهُرَيْرَةَ وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا ثُمَّ يَتْلُو إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيمُ إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ ؛

بیان کیں اور بات یہ ہے کہ اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں[1] نہ ہوتیں تو کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر سورہ بقر کی یہ آیت پڑھتے جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی ہوئی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو جو ہم نے اتاریں اخیر تک یعنی انا التواب الرحیم تک ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں خرید و فروخت میں پھنسے رہتے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہتے اور ابوہریرہؓ (نہ کوئی پیشہ کرتے تھے نہ سوداگری) وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جما رہتا[2] اور ایسے موقعوں پر حاضر رہتا جہاں یہ لوگ حاضر نہ رہتے اور وہ باتیں یاد رکھتا جس کو وہ یاد نہ رکھتے۔

۱۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ بِهٰذَا أَوْ قَالَ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ ؛

ہم سے ابو مصعب احمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم ابن دینار نے بیان کیا انہوں نے محمد بن ابی ذئب سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے بہت باتیں سنتا ہوں ان کو بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھا میں نے بچھائی آپ نے اپنے دونوں ہاتھ سے ایک لپ[3] لے کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اس کو لپیٹ لے (یا اپنے سینے سے لگا لے) میں نے لپیٹ لیا (یا اپنے سینے سے لگا لیا) اس کے بعد سے میں کوئی چیز نہ بھولا۔ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے ابن ابی فدیک نے یہی حدیث اس روایت میں یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے چلو لے کر اس میں ڈال دیا۔

۱۲۰ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید نے) انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید مقبری سے

[1] ایک آیت تو یہاں مذکور ہے اور دوسری آیت بھی اسی سورت میں ہے ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتٰب ویشترون بہ ثمنا قلیلا اخیر تک مطلب ابوہریرہؓ کا یہ ہے کہ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے بڑے عذاب کا وعدہ کیا اور ان پر لعنت کی جو علم کی باتوں کو چھپائیں اس لیے جو حدیثیں مجھ کو معلوم ہیں میں ان کو بیان کرتا ہوں ۱۲ منہ

[2] ابوہریرہؓ محض متوکل تھے نہ کوئی پیشہ کرتے تھے نہ سوداگری اللہ کہیں سے بھی ان کو کھلا دے اس امید سے اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آنحضرتؐ کے ساتھ رہتے ۱۲ منہ

[3] یہ لپ آپ کے فیض اور برکت کا تھا اس کا اثر یہ ہوا کہ ابوہریرہؓ کا نسیان بالکل جاتا رہا اور پھر اس کے بعد جو انہوں نے سنا اس کو کبھی نہ بھولے ۱۲ منہ

فَبَثَثْتُهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ ؕ

انھوں نے ابوہریرہ سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے یعنی دو طرح کے علم حاصل کیے ایک کو میں نے (لوگوں میں) پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم کاٹ ڈالا جاوے[1] امام بخاری نے کہا بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے[2]۔

بَابٌ ۸۵ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَآءِ ؕ

باب عالموں کی بات سننے کے لیے خاموش رہنا

۱۲۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ؕ

ہم سے حجاج نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے علی بن مدرک نے انھوں نے ابو زرعہ سے انھوں نے جریر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع میں ان سے فرمایا لوگوں کو خاموش کر (جب جریر نے خاموش کر دیا) تو فرمایا (لوگو) میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا[3]۔

بَابٌ ۸۶ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ؕ

باب جب عالم سے پوچھا جائے کہ سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے تو اسکو یوں کہنا چاہیئے اللہ کو معلوم ہے۔

۱۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى لَيْسَ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی[4] کہتا ہے کہ وہ موسیٰ (جو خضر کے ساتھ گئے تھے) بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں بلکہ دوسرے موسیٰ (بن میشا) ہیں انھوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن ہم سے ابی بن کعب نے بیان کیا

---

[1] دوسرے علم سے مراد وہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو بتلائی تھیں کہ میرے بعد ایسے ایسے ظالم حاکم ہوں گے اور وہ ایسے برے برے کام کریں گے ابوہریرہؓ نے کبھی اشارے کے طور پر ان باتوں کا ذکر بھی کیا ہے جیسے کہا کہ میں ۶۰ھ ہجری کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور چھوکروں کی حکومت سے اسی سنہ میں یزید پلید بادشاہ ہوا ۱۲ منہ

[2] فقہا کے نزدیک بلعوم وہ نلی ہے جس میں سے سانس آتی جاتی ہے اور مری وہ نلی ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے جوہری اور ابن اثیر نے کہا بلعوم وہ نلی ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے جیسے امام بخاری نے کہا ۱۲ منہ

[3] اس روایت میں یہ اشکال ہے کہ جریر حجۃ الوداع کے بعد مسلمان ہوئے پر صحیح یہ ہے کہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے پہلے مسلمان ہوئے جیسے بغوی اور ابن حبان نے کہا ہے کافر بن جانے سے کافروں کے سے فعل کرنا مراد ہے کیونکہ مسلمان کو مارنے والا بالاجماع کافر نہیں ہوتا ۱۲ منہ

[4] یہ تابعین میں سے تھے کہتے ہیں کعب بن احبار کی بی بی کے بیٹے تھے اور اسرائیلیات کے عالم تھے ابن عباس نے غصے کی حالت میں چونکہ ان کا قول حدیث کے برخلاف تھا ان کو اللہ کا دشمن کہہ دیا جو شخص حدیث کے برخلاف کہے یا حدیث کے خلاف کوئی رائے یا مذہب اختیار کرے وہ بھی اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ اللہ کے رسول کا مخالف ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ بِهِ فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ قَالَ مُوسَى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ فَسَلَّمَ مُوسَى

کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا موسیٰ نبیؑ بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے لوگوں نے ان سے پوچھا سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے موسیٰ نے کہا میں بڑا عالم ہوں اللہ نے بڑا عتاب فرمایا کیوں کہ انہوں نے یوں نہیں کہا اللہ کو معلوم ہے پھر اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ ہے[1] وہاں جہاں دو دریا (فارس اور روم کے سمندر) ملے ہیں وہ تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے موسیٰ نے عرض کیا پروردگار میں اس تک کیوں کر پہنچوں حکم ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لے جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں وہ ملیگا پھر موسیٰ چلے اور ان کے ساتھ ان کے خادم یوشع بن نون بھی تھے اور دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی جب دونوں صخرے کے پاس پہنچے تو اپنے سر (زمین پر) رکھ کر سو گئے مچھلی زنبیل سے نکل بھاگی[2] اور دریا میں اس نے راستہ لیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب ہوا خیر وہ دونوں ایک رات دن میں جتنا باقی رہا تھا اس میں چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر سے تھک گئے اور موسیٰ کو تھکان نے چھوا بھی نہیں مگر جب اس جگہ سے آگے بڑھ گئے جہاں تک ان کو جانے کا حکم ہوا تھا[3] اس وقت ان کے خادم نے کہا تم نے نہیں دیکھا جب ہم صخرے کے پاس پہنچے تھے تو (مچھلی نکل بھاگی) میں اس کا ذکر کرنا بھول گیا موسیٰ نے کہا ہم تو اسی کی تلاش میں تھے آخر وہ دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے جب اس صخرے کے پاس پہنچے دیکھا تو ایک شخص (سو رہا) ہے کپڑے لپیٹے ہوئے یا کپڑا لپیٹے ہے[4]

---

[1] حضرت خضر نبی ہوں یا ولی ہر حال میں حضرت موسیٰ سے افضل نہیں ہو سکتے لیکن حضرت موسیٰ کا یہ کہنا کہ میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں جناب احدیت کو ناگوار ہوا تو ان کا مقابلہ ایسے بندے سے کرایا گیا جو ان سے درجہ میں کہیں کم تھا تاکہ وہ شرمندہ ہوں اور آئندہ اس قسم کا دعویٰ نہ کریں ۱۲ منہ [2] صخرہ ایک پتھر تھا کہتے ہیں اس صخرے کے تلے ماء الحیوۃ تھا وہ اس مچھلی پر پڑا اور مچھلی زندہ ہو کر بقدرت الٰہی دریا میں چل دی لیکن حضرت یوشع اس کا قصہ حضرت موسیٰ سے کہنا بھول گئے جب حضرت موسیٰ سوتے سے اٹھے تو آگے بڑھ گئے ناشتا مانگا اس وقت حضرت یوشع کو خیال آیا ۱۲ منہ [3] یہ اللہ کی ایک قدرت تھی کہ حضرت موسیٰ اسی وقت تھکے جب اس مکان سے آگے بڑھے جہاں تک ان کو جانے کا حکم تھا ۱۲ منہ [4] یہ راوی کا شک ہے ۱۲ منہ

فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسٰى
فَقَالَ مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ
هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسٰى
إِنِّي عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ
أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ
أَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا
سَفِينَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُو
هُمَا فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَاءَ
عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً
أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوسٰى مَا نَقَصَ
عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ تَعَالٰى إِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُورِ
فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ
فَنَزَعَهُ فَقَالَ مُوسٰى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ
إِلٰى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ
إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا
نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا قَالَ فَكَانَتِ
الْأُولٰى مِنْ مُوسٰى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ
مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ
فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسٰى أَقَتَلْتَ

موسیٰ نے (اس کو) سلام کیا خضر (جاگ اٹھے انہوں) نے کہا تیرے ملک میں
سلام کہاں سے آیا[1] موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے
موسیٰ انہوں نے کہا ہاں (پھر) کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں اس
شرط پر کہ تم کو جو علم کی باتیں سکھائی گئی ہیں وہ مجھ کو سکھلاؤ خضر نے کہا تم
سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا موسیٰ بات یہ ہے کہ اللہ نے ایک
(قسم کا) علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں ہے اور تم کو ایک (قسم کا) علم دیا ہے
جو مجھ کو نہیں ہے[2] موسیٰ نے کہا اگر خدا چاہے تو تم ضرور مجھ کو صبر کرنے والا
پاؤ گے اور میں کسی کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کرنے کا آخر دونوں سمندر
کے کنارے روانہ ہوئے ان کے پاس کشتی نہ تھی (کہ سمندر پار جائیں) اتنے
میں ایک کشتی اودھر سے گزری انہوں نے کشتی والوں سے کہا ہم کو
سوار کر لو خضر کو انہوں نے پہچانا اور موسیٰ اور خضر کو بے کرایہ سوار کر لیا اتنے
میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ایک یا دو چونچیں
سمندر میں ماریں خضر نے کہا موسیٰ میرے اور تمہارے علم دونوں نے[3] اللہ
کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے پانی اس
کے بعد خضر کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کی طرف چلے اور اس کو اکھیڑ
ڈالا حضرت موسیٰ کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہم کو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے
یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں چھید کر دیا کشتی والوں کو ڈبانا چاہا خضر نے کہا میں
نہیں کہہ چکا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا موسیٰ نے کہا
بھول چوک پر میری گرفت نہ کرو اور میرے کام کو مشکل میں نہ پھنساؤ آنحضرت
نے فرمایا یہ پہلا اعتراض تو موسیٰ کا بھولے سے ہی تھا خیر پھر دونوں چلے ایک
لڑکا لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضر نے کیا کیا اوپر سے اس کا سر تھاما

[1] وہ ملک جہاں حضرت خضر تھے دارالکفر تھا موسیٰ علیہ السلام نے جب سلام کیا تو خضر گھبرائے کہ انہوں نے کہا سلام کہاں سے سیکھا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ خضر کو بھی غیب کا علم نہیں تھا اگر یہ علم ہوتا تو موسیٰ کو پہلے ہی سے پہچان لیتے ۱۲ منہ [2] حضرت موسیٰ کا علم ظاہر شریعت تھا اور خضر خاص حکموں پر مامور تھے جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے تھے مگر در حقیقت خلاف نہ تھے کس لیے کہ اللہ کے حکم سے تھے ۱۲ منہ [3] لفظی ترجمہ یوں ہے میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا گھٹایا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ نے سمندر کو کم کیا مگر اس کا ظاہری معنی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ کا علم اتنا بھی گھٹ نہیں سکتا اس لیے مطلب وہی جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے ۱۲ منہ

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا أَوْكَدُ فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ فَأَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوسٰى لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسٰى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا بِهٖ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ بِطُولِهٖ ٭

اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر اکھیڑ لیا[۵۱] موسیٰ نے کہا تو نے ایک معصوم جان کا ناحق خون کیا خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا۔ ابن عیینہ نے کہا یہ پہلی کلام سے زیادہ سخت ہے[۵۲] خیر پھر دونوں چلے چلتے چلتے ایک گاؤں والوں پاس پہنچے ان سے کھانا مانگا انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کیا پھر دونوں نے دیکھا اس گاؤں میں ایک دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے خضر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور دیوار کو سیدھا کر دیا حضرت موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس کی مزدوری (ان گاؤں والوں سے) لے سکتے تھے خضر نے کہا بس مجھ میں تم میں جدائی کی گھڑی آن پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم کرے ہم تو یہ چاہتے تھے کاش موسیٰ صبر کرتے تو ان کے اور حالات بھی ہم سے بیان کیے جاتے محمد بن یوسف نے کہا ہم سے اس حدیث کو علی بن خشرم نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی یہی لمبی حدیث۔

بَابٌ ۸۷ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا ٭

جو عالم بیٹھا ہوا ہو اس سے کھڑے کھڑے سوال کرنا۔

۱۲۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَّيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهٗ قَالَ وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهٗ إِلَّا أَنَّهٗ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے بیان کیا انہوں نے منصور سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابوموسیٰ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھنے لگا یارسول اللہ اللہ کی راہ میں لڑنا کونسا لڑنا ہے کیونکہ ہم میں سے کوئی غصے کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی (شخصی یا قومی یا ملکی) حمیت (غیرت) کی وجہ سے آپ نے اس کی طرف سر اٹھایا اس لیے کہ

---

[۵۱] شاید ایسا قتل اس وقت کی شریعت میں جائز ہوگا رہا کشتی کا توڑنا تو وہ کچھ ناجائز نہیں جب ظالم سے بچانا منظور ہو مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ کشتی بیگار پکڑنے والوں کے ہاتھ سے چھٹ گئی تو حضرت خضر نے اس کو پھر جوڑ دیا دیوار کا درست کر دینا تو نرا احسان ہی احسان سے غرض اس قصے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اولیاء اللہ یا خاصان خدا احکام شرع سے مستثنیٰ ہیں یہ خیال محض بے دینی اور الحاد کا ہے ۱۲ منہ [۵۲] پہلے جملہ سے اس میں زیادہ تاکید ہے کیونکہ اس میں لک کا لفظ نہ تھا اس میں لک زائد ہے ۱۲ منہ [۵۳] یعنی اگر طالب علم کھڑا ہو اور عالم بیٹھے بیٹھے اس کو جواب دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ خود پسندی اور غرور کی راہ سے ایسا نہ کرے ۱۲ منہ

كَانَ قَائِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۞

(آپ بیٹھے تھے) اور وہ کھڑا تھا[۱] آپ نے فرمایا جو کوئی اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔

بَابُ ۸۸ السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ ۞

باب کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا۔

۱۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ اٰخَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ۞

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا آپ سے لوگ مسئلہ پوچھ رہے تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کنکریاں مارنے سے (بھولے سے) قربانی کر دی آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لے کچھ حرج نہیں دوسرے نے کہا یا رسول اللہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈایا (بھولے سے) آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں پھر آپ سے اس دن جو چیز پوچھی گئی کہ وہ آگے ہوئی یا پیچھے آپ نے یہی فرمایا اب کر لے کچھ حرج نہیں[۲]

بَابُ ۸۹ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ۞

باب اللہ کا (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمانا اور تم کو تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے[۳]

۱۲۵ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ سُلَيْمَانُ بْنُ

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا جن کا نام سلیمان بن مہران ہے انہوں نے

---

[۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھنے والا کھڑا تھا غصہ اور غیرت کی وجہ سے جو لڑے اگر یہ غصہ اور غیرت کسی دنیاوی مقصد سے ہو تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد نہ ہوگا اور اگر دین کے لیے غصہ ہو یا دین کے لیے غیرت ہو تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کہلائے گا اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمدہ جواب دیا جس سے بہتر جواب کوئی نہیں دے سکتا یعنی جس سے یہ غرض ہو کہ اللہ کا دین بلند ہو کفر اور شرک کا زور ٹوٹے وہ جہاد ہوگا اور جس لڑائی سے مال و دولت کمانا یا ملک گیری مقصود ہو وہ جہاد نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت تھوڑا علم تم کو دیا ہے ہزارہا چیزوں کی حقیقت تم کو معلوم نہیں روح تو غیر محسوس چیز ہے محسوس چیزوں کی ماہیت ہم نہیں جانتے اور نہ کسی چیز کے پورے افعال اور خواص اور تاثیرات سے ہم واقف ہیں اب تک کسی حکیم کو اتنی سی بات نہیں کھلی کہ قطب نما کی سوئی شمال کی جانب کیوں ٹھہرتی ہے اور کسی طرف کیوں نہیں ٹھہرتی اب تک کسی حکیم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ جانور فطرتی امور بن سکھائے کیوں کر سیکھ جاتا ہے مثلاً بطخ کا بچہ گو اس نے کبھی دریا نہ دیکھا ہو پانی میں پڑتے ہی تیرنے لگتا ہے اور آدمی باوجود یکہ سب جانوروں میں عاقل ہے بغیر سکھلائے ایک گز تک بھی تیر نہیں سکتا پانی میں گرتے ہی غوطے کھا کر ڈوب جاتا ہے مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی چگنے لگتا ہے لیکن آدمی کا بچہ ایک مدت تک کھانا کھانے کے قابل نہیں ہوتا ۱۲ منہ

مِهْرَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَرِبِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَّعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ فَقَالَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هِيَ كَذَا فِي قِرَاءَتِنَا وَمَا أُوتُوا ۞

ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا (ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے کھنڈروں (یا کھیتوں) میں چل رہا تھا آپ کھجور کی چھڑی پر جو آپ کے پاس تھی ٹیکا لگاتے جاتے تھے راہ میں چند یہودیوں پر سے آپ گزرے انہوں نے آپس میں کہا ان سے روح کو پوچھو ان میں بعضوں نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو وہ ایسی بات کہیں جو تم کو بری معلوم ہو[1] بعضوں نے کہا ہم تو ضرور پوچھیں گے آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم روح کیا چیز ہے یہ سن کر آپ چپ ہو رہے میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے اور کھڑا ہو گیا جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ نے (سورہ بنی اسرائیل کی) یہ آیت پڑھی یعنی اے پیغمبر تجھ سے روح کو پوچھتے ہیں۔ کہدے روح میرے مالک کا حکم ہے اور ان لوگوں کو تھوڑا ہی علم ملا ہے اعمش نے کہا ہم نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے وما اوتوا[2]

بَابٌ ۹ ـ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ فَيَقَعُوا فِي أَشَدَّ مِنْهُ ۞

باب بعضی اچھی بات اس ڈر سے چھوڑ دینا کہیں ناسمجھ لوگ اس کو نہ سمجھیں اور اس کے نہ کرنے سے بڑھ کر کسی گناہ میں نہ پڑ جائیں[3]

۱۲۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَيْكَ كَثِيرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے اسود سے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھ سے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپکے چپکے تم سے بہت باتیں کیا کرتیں تھیں تو کعبے کے باب میں بھی انہوں نے کچھ تم سے کہا تھا میں نے کہا انہوں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ اگر تیری قوم (قریش کے لوگ) نومسلم نہ ہوتے ابن زبیرؓ نے کہا یعنی کفر کا زمانہ ابھی گزرا نہ

---

[1] کہتے ہیں یہودیوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ ان سے روح کو پوچھیں اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں تو سمجھ لیں گے کہ یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ پیغمبروں نے روح کی حقیقت اللہ ہی پر رکھی ہے اس پر دوسرے یہودیوں نے پوچھنے سے منع کیا اور کہا ممکن ہے کہ وہ بھی اور پیغمبروں کی طرح روح کی حقیقت بیان نہ کریں اور اس کا علم اللہ پر رکھیں تو ایک دوسرا ثبوت ان کی پیغمبری کا پیدا ہوگا اور اس کو پسند نہ کرو گے ۱۲ منہ [2] اور مشہور قرأت یوں ہے وما اوتیتم ۱۲ منہ [3] مثلاً مسجد میں جوتا پہن کر جانا سنت ہے نماز جوتے سمیت پڑھنا سنت ہے رفع یدین آمین بالجہر کرنا سنت ہے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھنا سنت ہے اگر کہیں کے لوگ جاہل ہوں اور ان کاموں کے کرنے سے فساد اور خون ریزی اور سر پھٹول کا ڈر ہو تو بہتر یہ ہے کہ مصلحت پر عمل کرے اور ان کاموں کو ان کے سامنے نہ کرے نرمی اور ملائمت سے ان کو سمجھانے میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ

بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ ❊

ہوتا تو میں کعبے کو توڑ کر اس میں دو دروازے لگاتا ایک دروازے میں سے لوگ اندر جاتے اور ایک دروازے میں سے باہر نکلتے پھر ابن زبیرؓ نے (اپنی حکومت کے زمانے میں) ایسا ہی کیا۔[۱]

بَاب ۹۱ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لَا يَفْهَمُوا وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ ❊

باب بعض علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا کچھ لوگوں کو اس خیال سے کہ ان کی سمجھ میں نہ آئیں گی نہ بتانا حضرت علیؓ نے کہا لوگوں سے (دین کی) وہی باتیں کہو جو وہ سمجھیں کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلایا جائے۔

۱۲۷ ـ حَدَّثَنَا بِهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْرُوفٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے اس قول کو عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے معروف سے انہوں نے ابوالطفیل سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

۱۲۸ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُونَ قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو معاذ بن ہشام نے خبر دی کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ سے فرمایا جب معاذ آپ کی خواصی میں سواری پر بیٹھے تھے معاذ انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر آپ نے فرمایا معاذ انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر آپ نے فرمایا معاذ انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر تین بار (آپ نے معاذ کو پکارا پھر) فرمایا جو کوئی سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا[۲] معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں وہ خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو بھروسا ہو جائے گا۔[۳] اور معاذ نے

[۱] انہوں نے اپنی خلافت کے زمانے میں کعبے کے دو دروازے نصب کیے ایک شرقی ایک غربی قدیم سے ایک ہی دروازہ تھا شرقی۔ مگر خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس مردود نے عبداللہ بن زبیرؓ کی عداوت سے کعبے کو پھر اسی طرح کر دیا جیسے جاہلیت کے زمانہ میں تھا اور آنحضرتؐ کے زمانے کا کچھ خیال نہ کیا تعصب ایسی ہی بری بلا ہے پرائے شگون کے لیے اپنی ناک کٹائی ۱۲ منہ [۲] یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دے گا مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو وہ کبھی نہ کبھی دوزخ سے نکالا جائے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان دوزخ میں نہیں جانے کا کیونکہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دوزخ میں جائے گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالا جائے گا بعضوں نے کہا اس حدیث سے وہ مسلمان مراد ہے جو اعمال صالحہ کے ساتھ ایسی گواہی دے یا جو گناہوں سے توبہ کر کے مرے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ دین کی بعض باتیں لوگوں سے کہنی چاہئیں جیسے آنحضرتؐ نے معاذ کو اجازت نہ دی کہ وہ اس حدیث کو عام لوگوں سے بیان کر دیں ۱۲ منہ [۳] وہ اعمال صالحہ چھوڑ دیں گے (باقی بر صفحہ آئندہ)

عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا۔

مرتے وقت گناہ گار ہونے کے ڈر سے یہ لوگوں سے بیان کر دیا۔[۱]

۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ ذُكِرَ لِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذٍ مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ أَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہا میں نے انس سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ سے فرمایا جو شخص اللہ کو ملے وہ (دنیا میں شرک نہ کرتا ہو[۲] تو وہ بہشت میں جائے گا معاذ نے عرض کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں آپ نے فرمایا نہیں میں ڈرتا ہوں کہیں وہ بھروسا نہ کر بیٹھیں۔

بَابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ

باب علم میں شرم کرنا کیسا ہے[۳]

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ۔

اور مجاہد نے کہا جو شخص شرم کرے یا مغرور رہو اس کو علم نہیں آنے کا اور حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیا اچھی عورتیں ہیں ان کو شرم نے دین کی سمجھ حاصل کرنے سے نہیں روکا[۴]

۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے زینب سے جو بیٹی تھیں ام المومنین ام سلمہؓ کی انہوں نے اُمّ سلمہ سے انہوں نے کہا اُمّ سلیمؓ (انسؓ کی ماں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں یا رسول اللہ اللہ حق بات میں شرم نہیں کرتا کیا عورت کو احتلام ہو تو اس کو غسل کرنا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ جب وہ (جاگ کر) پانی دیکھے یہ سن کر ام سلمہؓ نے اپنا منہ (شرم سے) ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں تیرے ہاتھ کو مٹی

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اور صرف کلمہ شہادت پر قناعت کریں گے مسلمانوں میں مرجیہ فرقے نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور مسلمان کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] معاذ ڈر سے کہ علم کا چھپانا گناہ ہے کہیں میں گنہگار نہ ہوں یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ چھپانا تو یہ حکم پیغمبر تھا اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے ان لوگوں سے چھپانے کو فرمایا تھا جو بھروسا کر بیٹھیں نہ ان لوگوں سے جو بھروسا نہ کریں اور شاید معاذ نے مرتے وقت ایسے ہی لوگوں سے بیان کی ہو ۱۲ منہ [۲] بلکہ موحد ہو اور اللہ کے سب احکام کو مانتا ہو ۱۲ منہ [۳] دین کی بات سیکھنے میں شرم کرنا عمدہ صفت نہیں ہے بلکہ ضعف نفس اور جبن کی دلیل ہے ۱۲ منہ [۴] ان کا احسان ساری دنیا کی عورتوں پر قیامت تک رہا کہ ان کے طفیل سے دوسری عورتیں دین کی باتوں سے واقف ہو گئیں ۱۲ منہ

تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ۔

۱۳۱ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَّا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاسْتَحْيَيْتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ اَبِيْ بِمَا وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ كَذَا وَكَذَا ۔

بَابٌ ۹۳ مَنِ اسْتَحْيٰى فَاَمَرَ غَيْرَهٗ بِالسُّؤَالِ ۔

۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَّسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ

لگے پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے[۱]

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے[۲] فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے مسلمان کی وہی مثال ہے مجھ سے کہو وہ کون سا درخت ہے یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا اور میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے عبداللہ نے کہا لیکن مجھ کو شرم آئی (میں کہہ نہ سکا) آخر لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی بتلایئے وہ کونسا درخت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے عبداللہ نے کہا پھر میں نے اپنے باپ (حضرت عمرؓ) سے بیان کیا جو میرے دل میں آیا تھا انہوں نے کہا اگر تو (اس وقت) کہہ دیتا تو مجھ کو اتنا اتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی[۳]

باب جو شخص شرم سے خود نہ پوچھے دوسرے شخص سے پوچھنے کو کہے ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے انہوں نے منذر ثوری سے انہوں نے محمد بن حنفیہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میری مذی[۴] بہت نکلا کرتی تھی میں نے مقداد سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھو[۵] انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا

---

[۱] تیرے ہاتھ کو مٹی لگے یعنی تجھ پر محتاجی آئے اس سے بددعا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ ایک کلمہ ہے جس کو عرب لوگ خفگی کے وقت کہتے ہیں یا افسوس کے وقت مطلب آپ کا یہ عورت کا بھی نطفہ ہوتا ہے اور بچہ کے بننے میں اس کا نطفہ بھی شریک ہوتا ہے ورنہ بچہ ہمیشہ باپ کی صورت پر پڑتا ماں کی صورت پر کبھی نہ پڑتا ہوتا یہ ہے کہ جس کا نطفہ غالب پڑا لڑکا اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] اسی سے امام بخاری نے نکالا کہ دین کی بات میں شرم کرنا عمدہ نہیں جب تو حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو ملامت کی کہ تو نے کہہ کیوں نہ دیا اگر کہہ دیتا تو میں اتنی اتنی دولت ملنے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ۱۲ منہ [۴] مذی وہ رطوبت جو شہوت شروع ہوتے پر ذکر سے نکل آتی ہے اور اس کے نکلنے سے اور شہوت تیز ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [۵] دوسری روایت میں ہے کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھنے میں شرم کی کیوں کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی۔ اس شرم میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ مسئلہ پوچھنے سے غرض ہے یہ غرض اسی طرح سے حاصل ہو گئی کہ دوسرے شخص کے ذریعہ سے پوچھوا لیا ۱۲ منہ

فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ ‏.‏

مذی سے وضو کرنا چاہیئے[۵۱]

بَابُ ۹۴ ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ ‏.‏

باب مسجد میں علم کی باتیں کرنا فتوی دینا[۵۲]

۱۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ أَفْقَهْ هَذِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہا ہم سے نافع نے جو غلام تھے عبداللہ بن عمرؓ کے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص مسجد (نبوی) میں کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا حکم دیتے ہیں ہم (حج کا) احرام کہاں سے باندھیں آپ نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ[۵۳] سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد والے قرن سے ابن عمرؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں[۵۴] اور ابن عمرؓ کہتے تھے میں نے یہ بات کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف نہیں سنی[۵۵]

بَابُ ۹۵ مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ ‏.‏

باب پوچھنے والے نے جتنا پوچھا اس سے زیادہ جواب دینا۔

۱۳۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لاَ يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلاَ الْعِمَامَةَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور ابن ابی ذئب نے اس کو زہری سے بھی روایت کیا انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا جو شخص احرام

---

[۵۱] یعنی مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے غسل لازم نہیں آتا ۱۲ منہ [۵۲] یعنی مسجد میں دین کا علم پڑھنا پڑھانا درست ہے اسی طرح فتوے دینا شرع کے موافق مقدمے فیصل کرنا گو آوازیں بلند ہوں کیوں کہ یہ سب کام عبادت کے ہیں اسی طرح دینی مباحثہ بھی مسجدمیں کرنا درست ہے ۱۲ منہ [۵۳] ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے اس حدیث کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الحج میں آئے گا امام بخاری اس باب میں اس لیے لائے کہ اس شخص نے دین کی بات آنحضرتؐ سے مسجد میں پوچھی اور آپ نے مسجد ہی میں اس کا جواب دیا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [۵۴] جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقاموں کے نام ہیں ہندوستان سے جو لوگ حج کو جاتے ہیں ان کا میقات بھی یلملم ہے وہیں سے احرام باندھنا چاہیئے باقی بحث اس حدیث کی انشاء اللہ کتاب الحج میں آئے گی ۱۲ منہ [۵۵] اس حدیث سے عبداللہ بن عمرؓ کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں ثابت ہوئی کہ جو لفظ اچھی طرح یاد نہ ہوتا اس کو روایت نہ کرتے ۱۲ منہ

وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ ۔

باندھے ہو وہ کیا پہنے آپ نے فرمایا قمیص نہ پہنے نہ عمامہ نہ پائجامہ نہ ٹوپی[۱] نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو پھر اگر (پہننے کو) جوتیاں (چپل) نہ ملیں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے[۲]

كِتَابُ الْوُضُوءِ

کتاب وضو کے بیان میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب ۹۶ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً وَتَوَضَّأَ أَيْضًا مَرَّتَيْنِ وَثَلٰثًا ثَلٰثًا وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ثَلٰثٍ وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْإِسْرَافَ فِيْهِ وَأَنْ يُجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب[۳] اللہ نے جو (سورہ مائدہ میں) فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے منہ دھوؤ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھوئو) امام بخاری نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیث شریف) میں بیان کر دیا کہ وضو میں ایک ایک بار (اعضا کا دھونا) فرض ہے اور آپ نے دو دو بار بھی وضو میں دھویا ہے[۴] اور تین تین بار بھی اور تین بار سے زیادہ نہیں دھویا[۵] اور عالموں نے وضو میں اسراف[۶] (ناحق پانی بہانا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا کیا اس سے بڑھ جانا برا سمجھا ہے۔

باب ۹۷ لَا يُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

باب وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی[۷]

۱۳۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام

---

[۱] بعضوں نے کہا برنس وہ لمبی ٹوپی جو اگلے زمانہ میں پہنتے تھے بعضوں نے برنس کا ترجمہ باران کوٹ کیا ہے غرض محرم سیا ہوا کپڑا نہ پہنے اور سر اور پاؤں نہ چھپائے ۱۲ منہ [۲] پوچھ والے نے یہ پوچھا تھا کہ محرم کونسا لباس پہنے آپ نے جواب دیا کہ فلاں فلاں لباس نہ پہنے اس سے یہ نکلا کہ باقی لباس پہن سکتا ہے تو جواب سوال سے زیادہ ہوا کیونکہ سوال میں یہ نہیں تھا کہ محرم کون کون سا لباس پہنے ۱۲ منہ [۳] جب ایمان اور علم کے بیان سے فارغ ہوئے تو وضو اور طہارت کا بیان شروع کیا اس لیے کہ نماز سب فرضوں میں ایمان کے بعد مقدم ہے اور نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی ۱۲ منہ [۴] اس حدیث کو آگے امام بخاری خود بیان کریں گے ابن عباس کی روایت سے ۱۲ منہ [۵] یہ حدیث بھی آگے مذکور ہو گی [۶] ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور سب اعضا تین تین بار دھوئے پھر فرمایا جس نے اس پر زیادہ یا کم کیا اس نے برا کیا اور ظلم کیا ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ صرف یوں ہی جس نے زیادہ کیا یہی صحیح ہے کیونکہ تین بار سے کم دھونا بالاجماع برا نہیں ہے ۱۲ منہ [۷] یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں وارد ہے جس کو ترمذی وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی اور چوری کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا مگر امام بخاری اس کو اس لیے نہیں لائے کہ وہ ان کی شرط کے موافق نہ تھی ۱۲ منہ

بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ ؞

بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو حدث ہوا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضو نہ کرے[۵۱] ایک شخص نے حضر موت کا رہنے والا تھا پوچھا ابوہریرہؓ حدث کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا پھکی یا پاد[۵۲]۔

بَابٌ ۹۸ فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ ؞

باب وضو کی فضیلت اور ان لوگوں کی (جو قیامت کے دن) وضو کے نشانوں سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہوں گے

۱۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ رَقِيْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّاَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ ؞

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے کہا میں ابوہریرہؓ کے ساتھ مسجد (نبوی) کے چھت پر چڑھا انہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے وضو کے نشانوں سے ان کی پیشانیاں ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے اب جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھانا چاہے وہ بڑھائے[۵۳]

بَابٌ ۹۹ لَا يَتَوَضَّاُ مِنَ الشَّكِّ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ

باب شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک حدث کا یقین نہ ہو۔

۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِيْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب اور عباد بن تمیم سے انہوں نے عباد کے چچا (عبداللہ بن زیدؓ) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ایک شخص ہے جس کو نماز میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ دبر سے کچھ نکلا (حدث ہوا) آپ نے فرمایا (وہ نماز چھوڑ کر)

---

[۵۱] یعنی وضو کر کے نماز نہ پڑھے معلوم ہوا کہ حدث کی حالت میں نماز درست ہو گی ۱۲ منہ [۵۲] اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں حدث وہی ہے جو سبیلین یعنی قبل یا دبر سے نکلے باقی چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی بحث آگے آوے گی ۱۲ منہ [۵۳] ہاتھوں کو مونڈھوں تک دھوئے پاؤں کو گھٹنوں تک اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا درست ہے جب اس سے مسجد میں خلل نہ ہو یا دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو ۱۲ منہ

يَنْفَتِلُ اَوْ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا ‌‌۞

نہ پھرے یا نہ مڑے جب تک کہ (حدث کی) آواز نہ سنی یا بدبو نہ پائے[1]

بَابُ التَّخْفِيْفِ فِي الْوُضُوْءِ

باب ہلکا وضو کرنے کا بیان[2]

۱۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ صَلّٰى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهٖ سُفْيٰنُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُّعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا يُخَفِّفُهٗ عَمْرٌو وَّيُقَلِّلُهٗ وَقَامَ يُصَلِّيْ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِّمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ عَنْ شِمَالِهٖ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ اَتَاهُ الْمُنَادِيْ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهٗ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا يَّقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے کہا مجھ کو کریب بن ابی مسلم نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر آپ نے نماز پڑھی کبھی سفیان نے یوں کہا کہ آپ کروٹ پر لیٹے رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑھی علیؒ نے کہا پھر ہم سے سفیان نے کبھی لمبی حدیث بیان کی کبھی مختصر عمرو بن دینار سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے کہ میں ایک رات کو اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ پاس رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے (یا رات کو سو رہے) جب تھوڑی رات گزر گئی تو آپ کھڑے ہوئے ایک پانی کی مشک جو لٹک رہی تھی پرانی اس میں سے آپ نے ہلکا وضو کیا عمرو بن دینار اس کا ہلکا پنا اور تھوڑا پنا بیان کرتے تھے[3] اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی آپ ہی کا سا وضو کیا پھر آن کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا اور کبھی سفیان نے بجائے یسارہ کے شمالہ کہا (دونوں کے معنے ایک ہیں) آپ نے مجھ کو پھرا کر اپنی داہنی طرف کر لیا پھر جتنی اللہ کو منظور تھی اتنی نماز آپ نے پڑھی بعد اس کے کروٹ پر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر مؤذن آیا اور آپ کو نماز کے لیے جگایا آپ اس کے ساتھ ہو کر نماز کے لیے چلے پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا[4] سفیان نے کہا ہم نے عمرو سے

---

[1] یعنی جب تک حدث کا یقین نہ ہو اس وقت تک نماز نہ چھوڑے اور وضو کے لیے نہ جائے یہ حکم عام ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر بعضوں نے اس کو نماز سے خاص کیا ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ایک بڑا قاعدہ کلیہ نکلتا ہے کہ کوئی یقینی کام شک کی وجہ سے زائل نہ ہو گا مثلاً ہر فرش یا ہر جگہ یا ہر کپڑا پاک ہے اب اگر شک ہوئے اس کی نجاست میں تو وہ پاک ہی سمجھا جائے گا ۱۲ منہ [2] ہلکے پن سے مراد یہ ہے کہ صرف پانی اعضا پر بہا لے ان کو ملے نہیں یا اعضا کو صرف ایک ایک بار دھوئے کہ پانی زیادہ نہ بہے ایک دو قطرے ہر عضو سے بہیں جس کو ہندی میں چپڑ لینا کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] ہلکا پنا یہ ہے کہ خوب مل کر نہیں دھویا پانی زیادہ نہیں بہایا تھوڑا پنا یہ کہ اعضا کو ایک ہی ایک بار دھویا ۱۲ منہ [4] اس سے معلوم ہوا کہ سونا حدث نہیں ہے لیکن چونکہ اس میں غفلت ہوتی ہے اور حدث کا گمان ہوتا ہے اس لیے سونے کو حدث سمجھا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے میں غفلت نہ ہوتی اس لیے آپ کے حق میں سونا حدث نہ تھا ۱۲ منہ

تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ ۔

بَابُ ۱۰۱ـ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ وَقَدْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ الْإِنْقَاءُ ۔

۱۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى وَلَمْ

کہا بعضے لوگ یوں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں (ظاہر میں) سوتی تھیں اور آپ کا دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر[1] سے سنا وہ کہتے تھے پیغمبروں کا خواب وحی ہے پھر سورۂ والصفت کی، یہ آیت پڑھی بیٹا[2] میں خواب میں دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔

باب وضو پورا کرنے کا بیان۔

ابن عمرؓ نے کہا وضو کا پورا کرنا (اعضا کا) صاف کرنا ہے[3]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے (جدھر سے حاجی جاتے ہیں) تو آپ اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا لیکن پورا وضو نہیں کیا[4] میں نے کہا یا رسول اللہ نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا نماز آگے چل کر پڑھیں گے[5] پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ میں پہنچے تو اترے اور وضو کیا اور پورا وضو[6] پھر نماز کی تکبیر کہی گئی آپ نے مغرب کی نماز پڑھی بعد اس کے ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں (جہاں وہ اترنا چاہتا تھا) بٹھایا پھر عشا کی تکبیر ہوئی آپ نے عشا کی نماز پڑھی اور دونوں کے بیچ میں کوئی نماز

---

[1] یہ بڑے تابعین میں سے ہیں ۱۲ منہ [2] یہ حضرت ابراہیمؑ کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے نقل کیا انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے فرمایا تھا اس کا قصہ مشہور ہے عبید نے اس سے یہ نکالا کہ حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا تھا لیکن اس کو حکم الٰہی سمجھے اور اس کے بموجب اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے پر مستعد ہو گئے تو معلوم ہوا کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور اس سے یہ نکلا کہ پیغمبر سوتے میں غافل نہیں ہوتے ان کا دل ہوشیار رہتا ہے اور عمرو نے یہی پوچھا تھا گویا عبید نے لوگوں کو اس کلام کو کہ آپ کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا یوں ثابت کیا ۱۲ منہ [3] میل کچیل سے رگڑ کر اور مل کر ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن عمرؓ پاؤں کو سات سات بار دھوتے کیونکہ پاؤں پر میل کچیل بہت جمتا ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ آپ کو جانے کی جلدی تھی بعضوں نے کہا یہاں وضو سے مراد صرف ہاتھوں کا دھونا ہے ۱۲ منہ [5] یعنی مزدلفہ میں پہنچ کر کیونکہ یہ واقع حج کا ہے وہاں مغرب کی نماز راہ میں نہیں پڑھتے بلکہ مغرب اور عشا دونوں کو ملا کر مزدلفہ میں پڑھتے ہیں ۱۲ منہ [6] اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا تازہ وضو کر لینا مستحب ہے گو پہلے وضو سے کوئی نماز نہ پڑھی ہو اہلحدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے بعضوں نے کہا جب تک پہلے وضو سے کوئی فرض یا نفل نہ پڑھ لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مستحب نہیں شافعیہ نے اس کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

بِصَلِّ بَيْنَهُمَا ؛

بَاب ۱۰۲ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ؛

۱۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنَا ابْنُ بِلَالٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَتَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ الْأُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى حَتَّى غَسَلَهَا ثُمَّ أَخَذَ غُرْفَةً أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَعْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ

بَاب ۱۰۳ التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الْوِقَاعِ ؛

نہیں پڑھی[1]

باب ایک ہاتھ سے پانی کا چلو لے کر دونوں ہاتھ سے منہ دھونا[2]

ہم سے محمد بن عبدالرحیم بغدادی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوسلمہ خزاعی منصور بن سلمہ بغدادی نے کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی انہوں نے زید ابن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے وضو کیا اور اپنا منہ دھویا اس طرح کہ ایک چلو پانی لیا اس سے کلی کی اور ناک میں ڈالا[3] پھر ایک اور چلو پانی لیا (ایک ہی ہاتھ سے) اور اس طرح کیا اس کو جھکا کر دوسرے ہاتھ پر ڈال لیا پھر دونوں ہاتھوں سے) اپنا منہ دھویا[4] پھر ایک اور پانی چلو لیا اور اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک اور چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر پر مسح کیا[5] پھر ایک اور چلو پانی لیا اور داہنے پاؤں پر چھڑکا اس کو دھو ڈالا پھر ایک اور چلو پانی لیا اس سے بائیں پاؤں کو دھویا پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا[6]

باب ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنا اور صحبت کرتے وقت بھی۔[7]

---

[1] یعنی مغرب اور عشا کے فرضوں کے درمیان کوئی سنت نفل نہیں پڑھا ۱۲ منہ [2] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے لیے دونوں ہاتھ سے چلو لینا ضرور نہیں اور یہ جو بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے ایک ہی ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے منہ دھویا یہ روایت ضعیف ہے ۱۲ منہ [3] سنت یوں ہی ہے کہ ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کرے آدھے سے ناک صاف کرے اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ الگ الگ چلو سے مضمضہ اور استنشاق بہتر ہے ۱۲ منہ [4] یعنی گو پانی کا ایک ہی چلو تھا مگر منہ دھوتے وقت دونوں ہاتھوں سے منہ دھویا ۱۲ منہ [5] اس میں مسح کے لیے نئے پانی لینے کا ذکر نہیں ہے حافظ نے کہا یہ اس کی دلیل ہے جو مستعمل پانی کو پاک کرنے والا سمجھتا ہے لیکن ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک چلو پانی لیا اور ہاتھ کو جھاڑ دیا پھر اپنے سر پر مسح کیا ۱۲ منہ [6] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت کو میں نے اسی طرح وضو کرتے دیکھا اور انہوں نے ایک چلو لے کر دونوں ہاتھوں سے منہ دھویا جیسے اوپر گزرا ۱۲ منہ [7] وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا اہل حدیث کے نزدیک فرض ہے امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ ثابت کیا جب جماع کے شروع میں بسم اللہ کہنا مشروع ہے تو وضو میں کیونکر مشروع نہ ہوگا وہ تو ایک عبادت ہے امام بخاری اس حدیث کو نہ لا سکے جس میں یہ ہے کہ جس نے بسم اللہ نہ کہی اس کا وضو نہیں ہوا کیونکہ وہ ان کی شرط کے موافق نہ تھی ۱۲ منہ

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ ؀

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بی بی سے صحبت کرے یوں کہے بسم اللہ یا اللہ ہم کو شیطان سے بچائے رکھ اور جو اولاد ہم کو عطا فرمائے شیطان کو اس سے دور رکھ پھر کچھ اولاد ہو تو شیطان اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

بَابٌ ۱۰۴ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْخَلَاءِ ؀

باب پاخانے میں جاتے وقت کیا کہے۔!

۱۴۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوسٰى عَنْ حَمَّادٍ إِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ ؀

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ میں جاتے تو یوں فرماتے یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوتوں اور بھتنیوں سے[۵۱] آدم کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عرعرہ نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور غندر نے جو شعبہ سے روایت کی اس میں یوں ہے آپ جب پاخانہ پر آتے اور موسیٰ نے جو حماد سے روایت کی اس میں یوں ہے جب پاخانہ میں جاتے اور سعید بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب سے یوں روایت کیا جب پاخانے جانے لگتے[۵۲]

بَابٌ ۱۰۵ وَضْعِ الْمَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ ؀

باب پاخانے کے پاس پانی رکھنا

۱۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا کہا ہم سے ورقاء بن یشکری نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

[۵۱] بھوت شیطانوں میں کے مرد اور بھتنی شیطاننی ان کی عورت بعضوں نے کہا اور یوں ترجمہ کیا ہے برائی اور گناہوں سے ۱۲ منہ [۵۲] اس روایت کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اوپر کی روایت میں جو یہ ہے آپ جب پاخانہ میں جاتے اس سے مراد یہ ہے کہ پاخانے جانے لگتے یعنی اندر گھسنے سے پیشتر یہ دعا پڑھتے اگر پاخانہ بنا ہوا نہ ہو تو حاجت شروع کرنے سے پہلے پڑھے جب کپڑا اٹھائے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءً قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ۞

وسلم پاخانہ میں گئے میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا آپ نے (باہر نکل کر) پوچھا یہ پانی کس نے رکھا لوگوں نے کہہ دیا ابن عباسؓ نے آپ نے فرمایا یا اللہ اس کو دین کی سمجھ دے[51]

بَابٌ ۱۰۶ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ إِلَّا عِنْدَ الْبِنَاءِ جِدَارٍ أَوْ نَحْوِهٖ ۞

باب پیشاب یا پاخانے میں قبلے کی طرف منہ نہ کرے مگر جب کوئی عمارت آڑ ہو جیسے دیوار وغیرہ[52]

۱۴۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا ۞

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے یزید سے انہوں نے عطا بن یزید لیثی سے انہوں نے ابو ایوب انصاری سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ کو آئے تو قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرے (بلکہ) پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو[53]

بَابٌ ۱۰۷ مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ ۞

باب کچی دو اینٹوں پر بیٹھ کر پاخانہ کرنا

۱۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن یحییٰ ابن حبان سے انہوں نے اپنے چچا واسع بن حبان سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ کہتے تھے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تو حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلے کی طرف منہ نہ کر نہ بیت المقدس کی طرف عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف

---

[51] ابن عباسؓ نے عقلمندی اور سمجھ کا کام کیا تھا آنحضرتؐ نے ان کے لیے ویسی ہی دعا دی کہ خدا کرے دین کی سمجھ ان کو حاصل ہو یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول ہوئی ابن عباسؓ اس امت کے بڑے عالم تھے قرآن اور حدیث کو خوب جانتے تھے اور بڑے بڑے صحابہ جوان سے عمر میں کہیں زیادہ تھے دین کے مسئلے ان سے پوچھتے ۱۲ منہ

[52] اس مسئلے میں کئی مذہب ہیں اور صحیح قول اہل حدیث اور جمہور علماء کا ہے کہ ہر جگہ منع ہے بعضوں نے کہا صحیح یہ ہے کہ میدان میں قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ دونوں کرنا درست ہے اور عمارت میں درست ہے امام بخاریؒ نے اس کو درست اختیار کیا ۱۲ منہ

[53] یہ خطاب مدینہ والوں کو ہے ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے ہندوستان والوں کو جنوب اور شمال یعنی اتر اور دکھن کی طرف منہ کرنا چاہیے امام بخاریؒ نے جو حدیث اس باب میں ذکر کی وہ ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہوتی کیونکہ حدیث سے مطلق ممانعت نکلتی ہے اور ترجمہ باب میں عمارت کو مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث صرف ممانعت کے اثبات کے لیے بیان کی اور عمارت کا استثنا آگے کی حدیث سے نکالا جو ابن عمرؓ سے مروی ہے بعضوں نے کہا غائط اسی جگہ کو کہتے ہیں جو میدان میں ہو ممانعت کرنے سے یہ سمجھا گیا کہ عمارت میں ایسا کرنا درست ہے ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ

بَاب ۱۰۸ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْبَرَازِ

۱۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهِيَ صَعِيْدٌ أَفْيَحُ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى أَنْ يُّنْزَلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْحِجَابَ

۱۴۷۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ فِيْ حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ

منہ کیے ہوئے حاجت کے لیے بیٹھے ہیں اور ابن عمرؓ نے واسع سے کہا شاید تو ان لوگوں میں ہے جو چوتڑوں کے بل نماز پڑھتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا[۱] امام مالک نے کہا ابن عمرؓ نے اس سے وہ شخص مراد لیا جو نماز میں زمین سے اونچا نہ رہے سجدے میں زمین سے لگ جائے[۲]۔

باب عورتوں کا پاخانہ کے لیے میدان میں نکلنا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں رات کو پاخانہ کے لیے مناصع کی طرف نکلتیں[۳] اور مناصع ایک کھلا میدان ہے اور حضرت عمرؓ (کئی دن سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے تھے اپنی عورتوں کو پردے میں بٹھائیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم نہیں دیتے تھے ایک بار ایسا ہوا کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ آپ کی بی بی رضی اللہ عنہا رات کو عشا کے وقت (پاخانے کے لیے) نکلیں وہ لمبی تڑنگی عورت تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا خبردار سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا حضرت عمر کو حرص تھی کہ پردے کا حکم اترے آخر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم اتارا[۴]

ہم سے زکریا نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے (اپنی بی بیوں سے) فرمایا تم کو اجازت ہے حاجت کے

---

[۱] کہ میں کن لوگوں میں ہوں یہ واسع ابن عمر کے شاگرد تھے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے میں نہیں جانتا کہ اس مسئلے میں کیا حکم ہے یعنی عمارت میں بیت المقدس یا قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے یا نہیں ۱۲ منہ [۲] رانوں کو پیٹ سے لگا دے اور جانور کی طرح زمین پر پڑ جائے ۱۲ منہ [۳] مناصع وہ مقامات ہیں جو مدینہ کے کنارے بقیع کی طرف واقع ہیں عورتیں وہاں پاخانے کے لیے جایا کرتیں ۱۲ منہ [۴] حضرت عمرؓ حجاب کا حکم اترنے کے بعد بھی یہی چاہتے تھے کہ آپ کی بیبیاں مطلق گھروں سے باہر نہ نکلیں گو وہ اپنا بدن ڈھانپ کر نکلتی تھیں مگر جثہ کی شناخت کپڑوں کے اوپر سے بھی ہو جاتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے لیے یہ بھی حضرت عمرؓ نے مناسب سمجھا حجاب کا حکم بھی ان گیارہ باتوں میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ کو حضرت عمرؓ کی رائے پسند آئی ۱۲ منہ

يَعْنِي الْبَرَازَ ❊

بَابٌ ۱۰۹ التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوتِ ❊

۱۴۸ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ ❊

۱۴۹ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّ عَمَّهٗ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ❊

بَابٌ ۱۱۰ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ ❊

۱۵۰ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ وَاسْمُهٗ عَطَاءُ

لیے (گھر سے) نکلنے کی[1] ہشام نے کہا حاجت سے مراد پاخانہ ہے۔

باب گھروں میں پاخانہ کرنا

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے واسع بن حبان سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں کہا میں ام المومنین حفصہؓ کے گھروں کی چھت پر کسی کام کے لیے چڑھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قبلہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے شام کی طرف منہ کیے ہوئے اپنی حاجت پوری کر رہے تھے۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے سنا ان کے چچا واسع بن حبان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے کہا ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ دو کچی اینٹوں پر (حاجت کے لیے) بیٹھے ہیں بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے[2]

باب پانی سے استنجا کرنا[3]

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابومعاذ سے ان کا نام عطاء بن ابی میمونہ تھا

---

[1] ہوا یہ کہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد حضرت سودہؓ رات کو حاجت کے لیے نکلیں حضرت عمرؓ نے ان کو آواز دی سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اس کی شکایت کی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی ابن بطال نے کہا عورتوں کو ضروری کاموں کے لیے نکلنا اور پھرنا اسی طرح راہ میں یا ضرورت سے غیر مردوں سے بات کرنا درست ہے قسطلانی نے کہا یہ حدیث آپ نے حجاب کا حکم اترنے کے بعد فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ حجاب یہی ہے کہ عورت چادر پچھ کر کے اپنے تئیں اس طرح چھپائے کہ آنکھوں کے سوا اور کوئی عضو کھلا نہ رہے اور حجاب سے مراد یہ نہیں ہے کہ عورت گھر کے باہر نہ نکلے ۱۲ منہ [2] اگلی روایت میں شام کا لفظ ہے بیت المقدس شام ہی کے ملک میں ہے اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ کعبہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے مگر جب بیت المقدس کی طرف مدینہ میں کوئی منہ کرے تو کعبہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے ۱۲ منہ [3] پانی سے استنجا کرنا یعنی آبدست لینا بعضوں نے مکروہ جانا ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر اس کو رد کیا حق یہ ہے کہ پاخانے کے بعد خواہ ڈھیلوں سے پاک کرے خواہ پانی سے اور دونوں سے پاک کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے البتہ بعضے صحابہ اور سلف سے منقول ہے کہ یہ افضل ہے اور پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر ہے کہ انہوں نے پیشاب کرنے کے بعد اپنے ذکر کو دیوار پر رگڑا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا ۱۲ منہ

بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ ❊

انہوں نے کہا میں نے انس سے سنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا[۱] ہمارے ساتھ (دونوں) ایک ڈول پانی لے کر آتے آپ اس سے استنجا کرتے۔

بَابُ ۱۱۱ مَنْ حُمِلَ مَعَهُ الْمَاءُ لِطُهُورِهِ

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالطَّهُورِ وَالْوِسَادِ ❊

باب طہارت کے لیے پانی ساتھ لے کر چلنا

اور ابو درداء نے (عراق والوں سے) کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے (آنحضرتؐ کی جوتیاں اور وضو کا پانی اور تکیہ اپنے ساتھ رکھتا[۲]

۱۵۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ ❊

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عطا ابن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لیے (جنگل کو) جاتے تو میں اور ایک لڑکا (دونوں مل کر) ایک ڈول پانی کا لے کر آپ کے پیچھے جاتے۔

بَابُ ۱۱۲ حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَاءِ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ ❊

باب استنجا کے لیے نکلے تو پانی کے ساتھ برچھی بھی لے جائے۔

۱۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ الْعَنَزَةُ عَصًا عَلَيْهِ زُجٌّ ❊

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عطا ابن ابی میمونہ سے انہوں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے کو جاتے تو میں اور میرے ساتھ ایک لڑکا (دونوں) ایک ڈول پانی اور ایک برچھی[۳] لے جاتے آپ پانی سے استنجا کرتے محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو نضر اور شاذان نے بھی شعبہ سے روایت کیا برچھی سے مراد ایک لکڑی ہے جس پر پھل لگا ہو۔

[۱] معلوم نہیں یہ کون لڑکا تھا بعضوں نے کہا ابو ہریرہؓ اور ابن مسعودؓ کو مراد لیا ہے مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ ابو ہریرہؓ اور ابن مسعودؓ اس وقت لڑکے نہ تھے بعضوں نے کہا جابر مراد ہیں ۱۲ منہ [۲] عراق والوں میں سے علقمہ بن قیس نے چند مسئلے ابو الدرداء سے پوچھے اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا اس سے مراد عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جو کوفہ میں جا کر رہے تھے اور وہیں وفات پائی ۱۲ منہ [۳] برچھی لے جانے سے یہ غرض ہو گی کہ اگر آڑ کی ضرورت پڑے تو برچھی کو زمین پر گاڑ کر اس پر کپڑا وغیرہ ڈال دیں یا سخت زمین کو ذرا کھود لیں کہ پیشاب کرتے وقت اس پر سے چھینٹیں نہ اڑیں ۱۲ منہ

باب ۱۱۳ـ النَّهْيِ عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ ۞

۱۵۳ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ ۞

باب داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ انصاریؓ) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے (پانی یا دودھ شربت وغیرہ) پیئے تو برتن میں سانس نہ لیوے اور جب کوئی پاخانہ میں آئے تو اپنے ذکر کو داہنا ہاتھ نہ لگائے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے[1]

باب ۱۱۴ـ لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ إِذَا بَالَ ۞

۱۵۴ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَسْتَنْجِيْ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ ۞

باب پیشاب کرتے وقت ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ تھامے

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ سے) انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ (پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔[2]

باب ۱۱۵ـ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ ۞

۱۵۵ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ وَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ

باب ڈھیلوں سے استنجا کرنے کا بیان

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے دادا (سعید بن عمرو) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا آپ حاجت کے لیے نکلے تھے اور آپ (چلتے میں) پیچھے نہیں دیکھتے تھے میں

---

[1] اکثر علما کے نزدیک یہ ممانعت تنزیہی ہے اور ظاہریہ کے نزدیک تحریمی ہے مشکل یہ ہے کہ حدیث میں داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھونے کی ممانعت ہے پھر داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت ہے حالانکہ اگر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے تو ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونا ہوگا اگر بائیں ہاتھ سے تھامے تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ہوگا نووی نے کہا اگر پانی سے استنجا کرنا ہو تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور ڈھیلے سے کرنا ہو تو ڈھیلا اس طرح رکھے کہ داہنا ہاتھ نہ لگانا پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو ڈھیلا داہنے ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے پر مسح کرے داہنا ہاتھ نہ ہلائے اگر دبر کو صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ میں ڈھیلا لے کر اس سے صاف کرے ۱۲ منہ [2] برتن میں سانس لینے میں کبھی مونہہ سے کچھ نکل آتا ہے اور برتن میں پڑ جاتا ہے تو دوسرا آدمی اس کے پینے سے گھن کرے گا ۱۲ منہ [3] مؤلف نے یہاں وہی حدیث بیان کی مگر دوسرے اسناد سے تو یہ تکرار بیفائدہ نہ ہوگی بعضوں نے کہا اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ذکر کا داہنے ہاتھ سے چھونا صرف پیشاب کی حالت میں منع ہے نہ اور وقتوں میں بعضوں نے کہا ہر وقت منع ہے ۱۲ منہ

فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ ؂

آپ کے قریب گیا تو آپ نے فرمایا کچھ ڈھیلے مجھ کو ڈھونڈ دے میں ان سے استنجا کروں گا یا ایسا ہی اور کوئی لفظ فرمایا[۵۱] اور دیکھ ہڈی اور مینگنی نہ لائیو میں اپنے کپڑے کے کونے میں کئی پتھرے کر آیا اور آپ کے پاس رکھ دیئے اور ایک طرف ہٹ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو ان سے پونچھا

باب ۱۱۶ لَا يُسْتَنْجَى بِرَوْثٍ ؂

باب گوبر (مینگنی) سے استنجا نہ کرے

۱۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلَكِنْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هَذَا رِكْسٌ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ؂

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا اس حدیث کو ابو عبیدہ نے روایت نہیں کیا[۵۳] بلکہ عبدالرحمن بن اسود نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں گئے مجھ کو تین ڈھیلے لانے کے لیے کہا میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا پتھر ڈھونڈا نہ ملا تو میں نے گوبر کا ٹکڑا اٹھا لیا آپ نے دو پتھروں کو تو لے لیا اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے اور ابراہیم بن یوسف نے اس حدیث کو اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے ابو اسحاق سے اس میں یوں ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن نے بیان کیا[۵۴]

باب ۱۱۷ الْوُضُوءُ مَرَّةً مَرَّةً ؂

باب وضو میں ایک ایک بار اعضا کا دھونا

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے

---

[۵۱] یعنی استنفض کے بدل استنجی یا استنظف فرمایا مطلب ایک ہی ہے یعنی میں ان سے طہارت کروں ۱۲ منہ [۵۲] اہل حدیث اور شافعی اور اکثر کا یہی قول ہے کہ ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا درست نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہ نے کہا درست تو ہو جائے گا پر مکروہ ہے ممانعت کی وجہ دوسری حدیثوں میں یہ ہے منقول ہے کہ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور گوبر ان کے جانوروں کی ۱۲ منہ [۵۳] یعنی عامر بن عبداللہ ابن مسعود نے یہ ابو اسحاق نے اس لیے بیان کیا کہ ابو عبیدہ کی روایت اگرچہ اس سے اعلیٰ ہے مگر منقطع ہے کیونکہ انہوں نے اپنے باپ سے عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا ۱۲ منہ [۵۴] اس سند کو امام بخاری اس لیے لائے کہ اس سے ابو اسحاق کا سماع عبدالرحمن بن اسود سے معلوم ہو جائے جس کا بعض لوگوں نے انکار کیا ہے اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ استنجا میں کم سے کم تین پتھر لینا واجب ہیں اور تین سے کم لینا درست نہیں البتہ زیادہ درست ہیں اور اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ آپ نے دو ہی پتھروں پر قناعت کی شاید تیسرا پتھر پھر منگوایا جیسے امام احمد کی روایت میں ہے یا ان دو پتھروں میں کوئی پتھر ایسا ہو جس کے دو کونے ہوں تو وہ دو کے قائم مقام ہوا ۱۲ منہ

عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً ۞

انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں ایک ایک بار اعضا کو دھویا[1]۔

باب ۱۱۸ الْوُضُوءُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب وضو میں دو دو بار اعضا دھونا

۱۵۸ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ۞

ہم سے حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو فلیح بن سلیمان نے خبر دی انہوں نے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے عبادہ بن تمیم سے انہوں نے عبد اللہ بن زید[2] سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں دو دو بار اعضا کو دھویا۔

باب ۱۱۹ الْوُضُوءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ۞

باب وضو میں تین تین بار اعضا دھونا

۱۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے ان کو عطا بن یزید نے خبر دی ان کو حمران نے خبر دی جو غلام تھے حضرت عثمانؓ کے انہوں نے دیکھا حضرت عثمانؓ نے (پانی کا) برتن منگوایا (پہلے) اپنے دونوں پہنچوں پر تین بار ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک سنکی پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین تین بار دھوئے پھر سر پر مسح کیا ایک ہی بار پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئے پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو کی) پڑھے اور دل میں کوئی خیال (دنیا وغیرہ کا) ان میں نہ پکائے تو[3] اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسی عبد العزیز بن عبد اللہ نے اس حدیث کو ابراہیم سے روایت کیا انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ عروہ اس حدیث کو

---

[1] معلوم ہوا کہ ایک ایک بار دھونے سے بھی فرض ادا ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں نہ عبد اللہ بن زید بن عبدربہ جنہوں نے اذان خواب میں سنی تھی اور قسطلانی نے غلطی کی جو ان کو عبد اللہ بن زید بن عبدربہ سمجھا ۱۲ منہ [3] لفظی ترجمہ یوں ہے ان میں اپنے جی میں باتیں نہ کرے لیکن مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں بیان کیا ۱۲ منہ

حُمْرَانَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا ۞

حمران سے یوں نقل کرتے تھے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو کہنے لگے میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں اگر قرآن کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم کو یہ حدیث نہ سناتا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور اس کے بعد، نماز پڑھے (کوئی فرض نماز) تو جتنے گناہ اس نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے عروہ نے کہا آیت یہ ہے (سورہ بقر کی) جو لوگ ہماری اتاری ہوئی آیتیں چھپاتے ہیں[۱] اخیر تک۔

بَابُ ۱۲۰ الْاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوْءِ ذَكَرَهُ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

باب وضو میں ناک سنکنے کا بیان

اس کو حضرت عثمان اور عبداللہ بن زید اور ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ۞

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابو ادریس نے خبر دی انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی وضو کرے وہ ناک سنکے اور (استنجا کے لیے) ڈھیلے لے وہ طاق لے[۲]

بَابُ ۱۲۱ الْاِسْتِجْمَارِ وِتْرًا

باب استنجا میں طاق ڈھیلے لینا

۱۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے

[۱] پوری آیت یوں ہے جو لوگ ہماری اتاری ہوئی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں اس کے بعد کہ ہم ان کو کتاب میں (یعنی توریت میں) لوگوں کے لیے بیان کر چکے ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اصل میں یہ آیت علمائے یہود کے حق میں اتری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو جان بوجھ کر چھپاتے تھے حضرت عثمانؓ کا مراد یہ ہے کہ اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں بھی اس آیت کے موافق علم چھپانے والوں میں ہو جاؤں گا تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا حضرت عثمانؓ کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ جب لفظ عام ہو تو وہ سب کو شامل ہو گا گو آیت کسی خاص شخص کے باب میں اترے ۱۲ منہ

[۲] اہل حدیث اور امام احمد اور اسحاق اسی حدیث سے کہتے ہیں کہ وضو میں ناک میں پانی ڈالنا اور ناک سنکنا فرض ہے اور باقی علماء اس کو سنت کہتے ہیں طاق لے اس سے مراد ہے کہ تین ڈھیلے لے یا پانچ یا سات ۱۲ منہ

قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ ۔

وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکنے اور جو کوئی (استنجا کے لیے) ڈھیلے لے وہ طاق لے اور تم میں سے جب کوئی سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالنے سے پہلے ان کو دھولے معلوم نہیں اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں لگا [1]

باب ١٢٢ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ ۔

باب وضو میں پاؤں دھوئے اور ان پر مسح نہ کرے [2]

١٦٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَنَا الْعَصْرُ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ۔

ہم سے موسٰی بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے بشر سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے [3] انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ہم سے اس وقت آملے جب عصر کا وقت تنگ ہو گیا تھا [4] اور ہم (جلدی کے مارے) پاؤں پر مسح کر رہے تھے آپ نے بلند آواز سے پکارا دیکھو دوزخ کی آگ سے ایڑیوں کی خرابی ہوگی دو بار فرمایا یا تین بار [5]

باب ١٢٣ الْمَضْمَضَةِ فِي الْوُضُوءِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب وضو میں کلی کرنے کا بیان

یہ ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں [6]

١٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عطاء بن یزید نے خبر کی انہوں نے حمران سے جو حضرت عثمانؓ کے غلام تھے انہوں نے دیکھا حضرت عثمانؓ نے

---

[1] پاک جگہ یا ناپاک جگہ پھوڑے پھنسی یا زخم پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے اسی حدیث کی رو سے یہ فرمایا ہے کہ رات کو جب سو کر اٹھے تو یہ ہاتھ دھونا واجب ہے اور دن کو اگر سو کر اٹھے تو مستحب ہے اب اگر بن دھوئے ہاتھ پانی میں ڈال دے گا تو بعضوں کے نزدیک پانی نجس ہو جائے گا بعضوں کے نزدیک نجس نہ ہوگا ١٢ منہ [2] یعنی جب پاؤں میں موزے یا جوتے یا پائتابے نہ ہوں تو پاؤں دھونا فرض ہے ان کا مسح کرنا کافی نہیں اکثر علما کا یہی قول ہے اور بعضوں نے سر کی طرح پاؤں کا مسح وضو میں کافی رکھا ہے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر ان کا رد کیا ١٢ منہ [3] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ١٢ منہ [4] شاید صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نماز میں دیر کی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا جب عصر کا وقت آپہنچا تھا ١٢ منہ [5] یہ سفر حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت تھا مکہ سے مدینہ کو عبداللہ بن عمروؓ اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے تو ظاہر ہے کہ یہ اخیر زمانے کا واقعہ ہے نہ ابتدائی زمانہ کا ١٢ منہ [6] ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کے نزدیک وضو میں کلی کرنا فرض ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک سنت ہے ١٢ منہ

دَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ؞

وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا ان کو تین بار دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ اس پانی میں ڈال دیا اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی پھر منہ دھویا تین بار اور دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک تین بار پھر مسح کیا (ایک بار) پھر ایک پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا وضو کرتے دیکھا اور آپ نے فرمایا جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو کی) پڑھے دل میں کوئی باتیں نہ بنائے ان میں تو اللہ اس کے اگلے گناہ بخش دے گا[1]

بَابٌ ۱۲۴ غَسْلِ الْأَعْقَابِ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ إِذَا تَوَضَّأَ ؞

باب وضو میں ایڑیوں کا دھونا اور محمد بن سیرین وضو میں انگوٹھی کی جگہ دھوتے[2]

۱۶۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ؞

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا میں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا وہ ہمارے سامنے سے جایا کرتے اور لوگ برتن سے وضو کیا کرتے تو انہوں نے کہا (لوگو) وضو کو پورا کرو کیونکہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایڑیوں کی خرابی ہے دوزخ کی آگ سے۔

بَابٌ ۱۲۵ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ ؞

باب چپل پہنے ہو تو پاؤں دھونا اور چپلوں پر مسح نہ کرنا[3]

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے کہ انگوٹھی کو ہلاتے یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا اور اس روایت کو امام بخاری نے تاریخ میں باسناد روایت کیا بہرحال اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو ہلا کر اس کے نیچے پانی پہنچانا ضرور ہے ۱۲ منہ [3] یہاں نعلین سے مراد وہی چپل ہیں جس میں حرف تلا ہوتا ہے تو آدمی اس قسم کا خالی جوتا پہنے ہو اور پاؤں میں جراب نہ ہو تو وضو میں اتار کر سارا پاؤں دھونا چاہیے لیکن اگر چپل کے ساتھ پاؤں میں جراب ہو یا جراب اور چڑھاوان جوتا پہنے ہو یا بوٹ پہنے ہو تو اس کا اتارنا ضروری نہیں اگر ان کو طہارت پر پہنا ہو تو ان پر مسح کر لینا کافی ہے اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن ایک جماعت علماء اور امام ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ جس جوتے سے ٹخنے کھلے رہیں اس پر مسح کرنا جائز نہیں البتہ اگر بڑا بوٹ ہو تو وہ موزے کی طرح ہے اس پر مسح جائز ہوگا اور ہماری دلیل امام احمد اور ترمذی کی روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جراب اور جوتوں پر ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ

۱۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے عبید بن جریج سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا ابو عبدالرحمٰن (یہ ان کی کنیت ہے) تم چار باتیں ایسی کرتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھیوں (صحابہ) میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا انہوں نے کہا جریج کے بیٹے وہ کون سی باتیں ہیں ابن جریج نے کہا میں دیکھتا ہوں تم (طواف میں) کعبے کے کسی کونے کو ہاتھ نہیں لگاتے مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں دیکھتا ہوں تم صاف (بن بال والے) نری کے جوتے پہنتے ہو اور میں دیکھتا ہوں تم زرد خضاب کرتے ہو[1] اور میں دیکھتا ہوں جب تم (حج کے دنوں میں) مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ تو (ذی الحجہ کا) چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک نہیں باندھتے عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کعبے کے کونوں کو جو تو کہتا ہے تو میں نے (طواف میں) آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کونے کو ہاتھ لگایا ہو مگر حجر اسود اور رکن یمانی کو[2] اور صاف نری کی جوتیاں جن پر بال نہ ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنتے دیکھا ہے اور آپ ان کو پہنے پہنے وضو کرتے[3] تو میں بھی ان کا پہننا پسند کرتا ہوں رہا زرد رنگ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (اپنے بالوں اور کپڑوں کو) زرد رنگتے[4] اس لیے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں[5] اور احرام باندھنے کا یہ حال ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک احرام باندھتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ اٹھتی[5]

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ۔ باب ۱۲۶ وضو اور غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا[6]

[1] یا اپنے کپڑوں کو زرد رنگتے ہو ۱۲ منہ [2] کعبے کے چار کونے ہیں دو تو یہاں مذکور ہیں دوسرے دو کونے رکن شامی اور رکن عراقی آپ طواف میں ان کو نہیں چومتے تھے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے مگر حدیث سے بصراحت نہیں معلوم ہوتا کہ آپ پاؤں دھوتے تھے اور ان جوتیوں پر مسح نہیں کرتے تھے اس لیے امام بخاری کا استدلال پورا نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [4] سنن ابوداؤد میں ہے کہ آپ ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگتے یہاں تک کہ عمامے کو بھی ۱۲ منہ [5] اور یہ آٹھویں تاریخ ہوتا ہے اسی دن حاجی مکہ سے منا کو روانہ ہوتے ہیں ۱۲ منہ [6] یہ سب علما کے نزدیک سنت ہے مگر شیعہ اس کو واجب کہتے ہیں ۱۲ منہ

۱۶۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا ۞

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل نے کہا ہم سے خالد نے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے سنا انہوں نے ام عطیہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کو غسل دینے لگے تو آپؐ نے غسل دینے والی عورتوں سے فرمایا داہنی طرف سے اور وضو کے مقاموں سے ان کا غسل شروع کرو[1]

۱۶۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِیْ تَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ فِیْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ ۞

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو اشعث بن سلیم نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام میں داہنی طرف سے شروع کرنا اچھا لگتا ہے جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں[2]

بَابُ ۱۲۷ الْتِمَاسِ الْوَضُوْءِ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوةُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ ۞

باب جب نماز کا وقت آجائے تو پانی کی تلاش کرنا اور حضرت عائشہ نے کہا صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کو ڈھونڈا نہ ملا آخر تیمم کی آیت اتری[3]

۱۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْا فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی نہ ملا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (تھوڑا سا) وضو کا پانی لایا گیا[4] آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا اس میں سے وضو شروع کرو انس نے کہا میں نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہاں تک کہ (سب نے) وضو کر لیا اخیر

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنے کا حکم ہوا تو ایسا ہی وضو میں بھی ہوگا ۱۲ منہ [2] ابن دقیق العید نے کہا پاخانہ میں جانا اور مسجد سے نکلنا ان کاموں میں سے مستثنیٰ ہیں ان میں بائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے یہ امر استحبابًا ہے نہ وجوبًا ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا وضو میں داہنی طرف سے شروع کروں یا بائیں طرف سے انہوں نے پانی منگوایا اور پہلے بایاں پاؤں دھویا پھر داہنا گویا بتلا دیا کہ یہ امر واجب نہیں ہے ۱۲ منہ [3] اس قول کو خود امام بخاری نے کتاب التیمم میں باسناد روایت کیا ہے اور اس لفظ سے سورہ مائدہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے [4] کہتے ہیں یہ پانی اتنا تھا کہ ایک آدمی کے وضو کو کافی ہوتا اس حدیث میں آپ کا ایک بڑا معجزہ مذکور ہے ۱۲ منہ

مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ ٭

بَابُ ۱۲۸ - الْمَاءُ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعْرُ الْإِنْسَانِ وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَرَى بِهِ بَأْسًا أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَالْحِبَالُ وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهُ وَضُوءٌ غَيْرُهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَقَالَ سُفْيَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا وَهٰذَا مَاءٌ وَفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ ٭

۱۶۹ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ٭

۱۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ ٭

والے شخص نے بھی[1]

باب جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جائیں وہ پاک ہے اور عطا آدمی کے بال سے ڈوریاں یا رسیاں بنانا برا نہیں سمجھتے تھے[2] اور اس باب میں کتوں کے جھوٹے اور مسجد میں ان کے آنے جانے کا بیان[3] ہے اور زہری نے کہا جب کتا کسی برتن میں چپڑ چپڑ کرے اور اس کے سوا اور پانی نہ ہو تو اس سے وضو کرے اور سفیان ثوری نے کہا قرآن سے بھی یہی نکلتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو اور کتے کا جھوٹا آخر پانی ہے لیکن دل میں اس کی طرف سے ذرا شبہ ہے (شاید وہ نجس ہو) تو وضو اور تیمم دونوں کرے (احتیاطاً)[4]

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے ابن سیرین سے کہا میں نے عبیدہ سے کہا میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں جو ہم کو انس کی طرف سے یا ان کے گھر والوں کی طرف سے[5] پہنچے ہیں عبیدہ نے کہا اگر ان میں کا ایک بال بھی میرے پاس ہو تو (ساری) دنیا سے اور جو دنیا میں ہے اس سے وہ مجھ کو زیادہ پسند ہوگا۔

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو سعید بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم سے عبادہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عون سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے انس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (حج میں) اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے ابو طلحہؓ نے آپ کے بال لیے۔

---

[1] اس حدیث کا مفصل بیان انشاء اللہ تعالیٰ علامات النبوۃ میں آئے گا ۱۲ منہ [2] اس سے یہ نکلا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اسی طرح اس جانور کے بال جو حلال ہے جو جانور حلال نہیں یا ذبح نہیں کیا گیا اس کے بالوں میں اختلاف ہے اکثر علما کے نزدیک وہ بھی پاک ہیں ۱۲ منہ [3] امام بخاری کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے امام شوکانی نے کہا اکثر علما کے نزدیک وہ نجس ہے اسی طرح کتے کا لعاب اور عکرمہ اور مالک کے نزدیک ایک روایت میں پاک ہے ۱۲ منہ [4] اس سے عمدہ شکل یہ ہے کہ اس پانی کو بہا دے تو سب کے نزدیک تیمم درست ہے سور کا بھی یہی حکم ہے امام مالک اس کا جھوٹا بھی پاک کہتے ہیں اور دوسرے علما نجس جانتے ہیں ۱۲ منہ [5] ابن سیرین کے باپ مولے تھے انسؓ کے اور انس ربیب تھے ابو طلحہؓ کے اور ابو طلحہ کو آنحضرتؐ نے اپنے بال دیے تھے اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ آدمی کے بال پاک ہیں جب تو عبیدہ نے ان کو تبرک سمجھا اور اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے تو تمام فضلات تک پاک اور طاہر تھے آپ پر دوسرے آدمیوں کا قیاس نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

باب ۱۲۹ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ

باب جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی لے[۵]

۱۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے کسی کے برتن میں سے پی لے تو اس کو سات بار دھوئے[۶]

۱۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتّٰى أَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ ثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی بھر بھر کر اس کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا اللہ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو بہشت عطا فرمائی[۷] ہم سے احمد بن شبیب نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے حمزہ بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے (یعنے مسجد نبوی میں کیونکہ دروازہ اور حصار نہ تھا) پھر وہاں کسی جگہ پر پانی نہیں چھڑکتے

[۵] امام بخاری کہتے ہیں کہ باب کی حدیثوں سے کتے کی نجاست نہیں نکلتی اگر سات بار دھونا نجاست کی وجہ سے ہوتا تو کتے سے بڑھ کر سور زیادہ نجس ہے اس کا جھوٹا برتن سات سے بھی زیادہ بار آپ دھونے کا حکم فرماتے بلکہ یہ حکم احتیاطی ہے اور تعبدی کیونکہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے ۱۲ منہ [۶] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کتے کے جھوٹے برتن کے سات بار دھونے کا جو حکم ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ نجاست کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ سور اس سے زیادہ نجس ہے اور اس کے جھوٹے کو تین بار دھونا کافی ہے ۱۲ منہ [۷] اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پاک ہونے پر دلیل لی ہے کیونکہ اس کے موزے میں کتے نے پانی پیا حالانکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اس نے اپنا موزہ نہ دھویا ہو اور اس کو پاک کیا مخالفین کہتے ہیں کہ ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے اپنا موزہ پاک نہ کیا ہو دوسرے ممکن ہے کہ موزے میں پانی بھر کر کہیں ڈال دیا ہو کتے نے پی لیا ہو تیسرے یہ اگلی امتوں کا ذکر ہے ان کی شریعت میں شاید کتا پاک ہوگا ۱۲ منہ

شَيْئًا مِّنْ ذَالِكَ ؟

۱۷۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِذَا اَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِىْ فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ اٰخَرَ ؟

ترجمہ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی السفر سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (کتے کے شکار کو) پوچھا آپ نے فرمایا جب تو اپنا سدھایا ہوا (شکاری) کتا چھوڑے وہ شکار مارے تو کھا اور جب اس جانور میں سے کھائے تو اس کو نہ کھا کیونکہ اس نے اپنے لیے وہ جانور پکڑا (میں نے عرض کیا کبھی میں اپنا کتا (شکار پر) چھوڑتا ہوں وہاں اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی پاتا ہوں آپ نے فرمایا اس شکار کو مت کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی نہ دوسرے کتے پر[۲]

بَابُ ۱۳۰ - مَنْ لَّمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗئِطِ وَقَالَ عَطَاۗءٌ فِيْمَنْ يَّخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا ضَحِكَ فِى الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوْءَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ اَخَذَ مِنْ

باب وضو اسی حدث سے لازم آتا ہے جو دونوں راہوں یعنی قبل یا دبر سے نکلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آئے[۳] اور عطا نے کہا جس نے دبر (پاخانے کے مقام) سے کیڑا نکلے یا ذکر میں سے (کوئی جانور) جوں کی طرح تو وہ پھر وضو کرے[۴] اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی (ایکا ایکی) نماز میں ہنس دے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے لیکن وضو دوبارہ نہ کرے[۵] اور امام حسن بصری نے کہا جس نے اپنے (سر کے) بال منڈائے یا

---

[۱] اس کو پاک کرنے کے لیے ایک روایت ہے کہ کتے کے مسجد میں پیشاب بھی کرتے اگر کتا نجس ہوتا تو رات دن مسجد کو پاک کرتے رہتے مخالفین کہتے ہیں کہ مسجد کی زمین ان دنوں کچی تھی کتوں کے آنے جانے سے وہ نجس نہیں ہوتی تھی کیونکہ زمین جب سوکھ جائے تو وہ پاک جائے ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پاک ہونے پر دلیل لی ہے کیونکہ کتا جب شکار پکڑے گا تو آخر اپنا منہ اس میں لگائے گا اور آپ نے عدی کو یہ حکم نہیں دیا کہ اس جانور کو دھوئے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دھونے کی ضرورت نہ ہو احتمال ہے کہ عدی کو یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی کہ جہاں کتے کا منہ لگا ہے اس کا پاک کرنا ضرور ہے اس خیال سے آپ نے اس کا ذکر نہیں فرمایا ۱۲ منہ [۳] یہ آیت سورہ مائدہ میں ہے اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے حدث بیان فرمائے ہیں ایک جس سے وضو ٹوٹتا ہے یعنی حدث اصغر دوسرے جس سے غسل لازم آتا ہے یعنی حدث اکبر تو غائط سے حدث اصغر مراد ہے اور لامستم النساء سے حدث اکبر اصل میں غائط جائے ضرورت کو کہتے ہیں مگر مجازاً غائط اس کو کہنے لگے جو سبیلین یعنی قبل یا دبر سے نکلے پس اللہ تعالیٰ نے اسی کو حدث قرار دیا مخالفین یہ کہتے ہیں اس میں حصر کہاں ہے اس کے علاوہ لامستم سے عورت کا چھونا مراد ہے تو وہ بھی حدث اصغر ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے شافعیہ اور بعض اہل حدیث کا یہی قول ہے ۱۲ منہ [۴] اہل حدیث اور شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن امام مالک کا یہ قول ہے کہ خلاف معمول کوئی چیز اگر قبل یا دبر سے بھی نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ۱۲ منہ [۵] اس سے یہ نکلا کہ قہقہہ کو نماز میں حدث نہیں ہے اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ منہ

شَعَرِهِ اَوْ اَظْفَارِهِ اَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوْءَ
عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ
وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ
بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضٰى
فِيْ صَلٰوتِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ
فِيْ جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ
وَعَطَاءٌ وَّاَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوْءٌ
وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا دَمٌ فَلَمْ
يَتَوَضَّأْ وَبَزَقَ ابْنُ اَبِيْ اَوْفٰى دَمًا فَمَضٰى فِيْ
صَلٰوتِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيْمَنِ
احْتَجَمَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهٖ ؎

۱۷۴- حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا
ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ
يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ مَالَمْ يُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ اَعْجَمِيٌّ مَّا
الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الصَّوْتُ يَعْنِي الضَّرْطَةَ

ناخن کترائے یا اپنے موزے اتار ڈالے تو اس پر (دوبارہ) وضو لازم نہیں[1]
اور ابوہریرہؓ نے کہا وضو لازم نہیں ہوتا مگر حدث سے[2] اور جابر بن
عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع[3] کی
لڑائی میں تھے وہاں ایک شخص کو (عین نماز میں) تیر لگا اس میں
سے بہت خون بہا لیکن اس نے رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پڑھے
چلا گیا اور امام حسن بصری نے کہا مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں میں
نماز پڑھتے رہے[4] اور طاؤس اور امام محمد باقر اور عطاء اور حجاز
کے لوگوں نے کہا کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اور عبداللہ بن عمرؓ
نے پھنسی کو دبایا اس میں سے خون نکلا پھر وضو نہیں کیا اور ابن ابی
اوفی صحابیؓ نے خون تھوکا لیکن نماز پڑھا کیے اور ابن عمرؓ اور حسن بصریؒ
نے کہا جو کوئی پچھنے لگائے (اس کا وضو نہیں ٹوٹتا) فقط پچھنے کی جگہوں
کو دھو ڈالے[5]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی
ذئب نے بیان کیا کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے
کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ہمیشہ نماز میں رہتا ہے
(نماز کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے) جب تک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا
رہے اور اس کو حدث نہ ہو ایک[6] پرملک والا (جو عربی نہ تھا) بولا ابو
ہریرہؓ حدث کیا ہے انہوں نے کہا آواز یعنی پاد۔

---

[1] اس خیال سے کہ اس نے وضو میں بالوں یا موزوں پر مسح کیا تھا اب بال نہیں رہے یا موزہ اتر گیا ۱۲ منہ [2] اور اوپر گزر چکا کہ ابوہریرہؓ نے حدث پھسکی یا پاد کو کہا ۱۲ منہ [3] ذات الرقاع اس لڑائی کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس میں اپنے جھنڈوں پر پیوند لگائے تھے بعضوں نے کہا ذات الرقاع وہاں ایک درخت کا نام تھا ۱۲ منہ [4] اور خون نکلتے رہنے کی پرواہ نہ کی وہ خون نکلنے کو حدث نہیں جانتے تھے ۱۲ منہ [5] حنفیہ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ بہتا ہوا ہو ہم نے تیسیر القاری میں طرفین کے دلائل بیان کیے ہیں اور اخیر میں یہ لکھا ہے کہ اس باب میں کوئی مرفوع صحیح حدیث کسی کی طرف نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی احتیاطاً خون نکلنے سے وضو کرے تو اور بات ہے اور جو نہ کرے تو کچھ لازم نہیں ہے ۱۲ منہ [6] شاید یہ شخص وہی ہو حضرموت کا رہنے والا جس کا ذکر کتاب الوضوء کے شروع میں گزرا ۱۲ منہ

۱۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا نماز نہ چھوڑے جب تک (حدث کی) آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے[1]

۱۷۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ أَبِي يَعْلَى الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رضي كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابویعلی منذر ثوری سے انہوں نے محمد بن حنفیہ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ نے کہا میں وہ شخص تھا جس کی مذی بہت نکلتی تھی[2] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھنے میں شرم کی[3] تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا تم پوچھو انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا اس میں وضو ہے اس حدیث کو جریر کی طرح شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

۱۷۷ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَأَمَرُوهُ بِذٰلِكَ ۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے کہا کہ عطا بن یسار نے ان سے کہا زید بن خالد نے مجھ سے بیان کیا انہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا میں نے کہا بتلائیے اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو (تو اس پر غسل ہے یا نہیں) انہوں نے کہا وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے اور اپنا ذکر دھو ڈالے حضرت عثمانؓ نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (اگر دخول ہو لیکن منی نہ نکلے تو غسل لازم نہیں وضو کافی ہے) پھر میں نے یہ مسئلہ حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور ابی بن کعب سے پوچھا انہوں نے بھی یہی حکم دیا[4]

[1] یعنی اگر نمازی کو نماز میں شک ہو کہ حدث ہوا یا نہیں تو نماز پڑھے جائے جب تک حدث کا یقین نہ ہو مثلاً آواز سنے یا بدبو آئے اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے کہ یقینی بات شک سے زائل نہیں ہوتی طہارت یقینی ہے اور حدث عارضی ۱۲ منہ [2] مذی وہ رطوبت جو شروع جماع میں بوس و کنار کے وقت نکل آتی ہے اور منی وہ پانی جو کود کر شہوت کے ساتھ نکلتا ہے اس کے نکلتے ہی خواہش کم ہو جاتی ہے وَدی وہ پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں ہے اس وجہ سے کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی ۱۲ منہ [4] کئی صحابہ اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے کہ صرف دخول سے اگر انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا اور حدیث میں بھی یہی مضمون ہے انما الماء من الماء لیکن اکثر علماء اور ائمہ اربعہ کا یہ قول ہے کہ مجرد دخول کے ساتھ غسل واجب ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو اور انما الماء من الماء کی حدیث کو وہ منسوخ کہتے ہیں امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ تَابَعَهُ وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوءُ ؞

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو نضر نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے حکم سے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری آدمی کو بلا بھیجا وہ اس حالت سے حاضر ہوا کہ اُس کے سر پر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا شاید ہم نے تجھ کو جلدی میں ڈال دیا[۱] اس نے کہا جی ہاں تب آپ نے فرمایا جب تو جلدی میں پڑ جائے یا تیری منی رک جائے (انزال نہ ہو) تو وضو کر ڈال (غسل ضرور نہیں) نضر کے ساتھ اس حدیث کو وہب نے بھی شعبہ سے روایت کیا امام بخاری نے کہا غندر اور یحییٰ نے اس حدیث میں شعبہ سے وضو کا ذکر نہیں کیا[۲]

باب ۱۳۱ الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ ؞

باب کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے تو کیسا ہے؛

۱۷۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ قَالَ أُسَامَةُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي قَالَ الْمُصَلَّى أَمَامَكَ ؞

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے لوٹے تو گھاٹی کی طرف مڑ گئے (راستہ چھوڑ کر) وہاں حاجت سے فارغ ہوئے اسامہ نے کہا میں آپ پر پانی ڈالتا جاتا تھا آپ وضو کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا نماز آگے پڑھیں گے[۳]

(بقیہ صفحہ سابق) وہ کہتے ہیں اگر غسل کرے تو زیادہ احتیاط ہے لیکن وضو بھی کافی ہے پورا بیان اس کا انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الغسل میں آئے گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[۱] تو انزال ہونے سے پہلے ہی چلا آیا اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں وہ جماع کو چھوڑ کر غسل کر کے فوراً حاضر ہوا ۱۲ منہ [۲] غندر اور یحییٰ کی روایتوں کو امام احمد نے مسند میں نکالا یحییٰ کی روایت میں یوں ہے تجھ پر غسل نہیں ہے اور غندر کی روایت میں یوں ہے تجھ پر غسل نہیں وضو ہے شاید امام بخاری کے شیخ نے غندر سے جو روایت نقل کی ہو اس میں وضو کا ذکر نہ ہو ۱۲ منہ [۳] یعنی مزدلفہ میں جا کر یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس سے یہ نکلا کہ وضو میں دوسرے کی مدد لینا درست ہے اور وہ خلاف سنت نہیں جو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ اولیٰ ہے ۱۲ منہ

۱۸۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی ان کو نافع بن جبیر ابن مطعم نے انہوں نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ اپنے باپ مغیرہ بن شعبہؓ سے وہ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور (جب لوٹ کر آئے تو) مغیرہ آپ پر پانی ڈالنے لگے آپ وضو کر رہے تھے آپ نے اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

بَابُ ۱۳۲ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَّامِ وَبِكَتْبِ الرِّسَالَةِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ إِزَارٌ فَسَلِّمْ وَإِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ

باب قرآن کا پڑھنا (لکھنا) وغیرہ بے وضو درست ہے[1]

اور منصور نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا حمام کے اندر قرآن پڑھنے میں کچھ برائی نہیں[2] اور خط وغیرہ بے وضو لکھ سکتا ہے[3] اور حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اگر حمام میں جو لوگ نہاتے ہوں وہ تہ بند باندھے ہوں تو ان کو سلام کر ورنہ نہ کر[4]

۱۸۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا وہ ایک رات ام المومنین میمونہؓ کے پاس جو ان کی خالہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں رہے ابن عباسؓ نے کہا میں بچھونے کے چوڑان میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اس کے لمباؤ میں لیٹے پھر آپ نے آرام فرمایا جب آدھی رات ہوگئی یا اس سے کچھ ہی پہلے یا اس سے کچھ بعد تو آپ بیدار ہوئے (نیند سے جاگے)

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے قرآن وغیرہ دوسرے اذکار اور ادعیہ کا بے وضو پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ [2] حمام میں اکثر آدمی بے وضو ہوتا ہے بعضوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے ۱۲ منہ [3] حالانکہ خط کے شروع میں کبھی بسم اللہ لکھی جاتی ہے کبھی کوئی آیت یا حدیث اس میں لکھی جاتی ہے ۱۲ [4] کیونکہ حمام میں ننگے نہانا اور ستر کھولنا حرام ہے اور بدعت اور ایسے لوگوں کو جو حرام یا بدعت میں مصروف ہوں سلام نہ کرنا چاہیے یا اس وجہ سے کہ جب اُن کو سلام کرے گا اور وہ ننگے ہوں گے تو ننگے پنے میں جواب دیں گے اور ایسی حالت میں ذکر الٰہی کرنا مکروہ ہے جیسے پاخانہ میں ۱۲ منہ

حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ❖

اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے پھر سورہ آل عمران کے اخیر کی دس آیتیں پڑھیں (ان فی خلق السموات سے اخیر تک[۵۱]) پھر ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی اس میں سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے ابن عباس نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آنحضرت نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا آپ نے (پیار سے) اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر اس کو مروڑنے لگے اس کے بعد آپ نے (تہجد کی) دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھیں پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابُ ۱۳۳ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ ❖

باب جب سخت غشی ہو (بالکل ہوش نہ رہے[۵۲]) تو وضو ٹوٹے گا۔

۱۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنی بی بی فاطمہؓ بنت منذر سے انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا جب سورج کو گہن لگا تو میں حضرت عائشہ ام المومنینؓ کے پاس آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں دیکھا تو لوگ نماز میں کھڑے ہیں اور عائشہ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں میں نے (نماز ہی میں) ان کو پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کیا (عذاب کی) کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارے سے کہا ہاں

---

۵۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے بے وضو قرآن کی آیتیں پڑھیں اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ نیند سے آپ کا وضو نہیں جاتا تو بے وضو ہونا کہاں سے ثابت ہوا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تھا دوسرے آپ اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تھے اور عورت کا چھونا ناقض وضو ہے بعضوں نے کہا ابن عباسؓ نے جو اس روایت میں کہا کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں نے بھی کیا اس سے امام بخاری نے دلیل لی کیونکہ ابن عباسؓ اس وقت باوضو نہ تھے اور انہوں نے بھی آیتیں پڑھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ کیا ۱۲ منہ ۵۲ مطلب یہ کہ خفیف بیہوشی سے نہیں ٹوٹے گا جس کو عربی میں اغما کہتے ہیں کیونکہ اس میں ہوش و حواس باقی رہتے ہیں ایک ذرہ غفلت سی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

رَأْسِي مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ٭

پھر میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غش[۵۱] آگیا اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی تعریف کی اس کی خوبی بیان کی پھر فرمایا جو چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی وہ آج میں نے اس جگہ دیکھ لی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ کو یہ وحی آئی کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوگا اتنا ہی یا اس کے قریب قریب جتنا دجال کے سامنے ہوگا فاطمہؓ نے کہا میں نہیں جانتی اسماءؓ نے کون سا لفظ کہا[۵۲] تم میں سے ہر ایک کے پاس (قبر میں) فرشتے آئیں گے اور کہیں گے تو اس شخص کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا ہے لیکن ایماندار یا یقین رکھنے والا میں نہیں جانتی اسماءؓ نے کون سا لفظ کہا یوں کہے گا وہ محمدؐ ہیں اللہ کے رسول ہمارے پاس نشانیاں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہم نے اُن کا کہنا قبول کیا اور ایمان لائے ان کی پیروی کی تب اس سے کہا جائے گا تو اچھی طرح سو رہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایمان دار تھا اور جو منافق ہوگا یا شک کرنے والا میں نہیں جانتی اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا[۵۳] تو میں بھی کہنے لگا۔

بَابُ ۱۳۴ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا وَسُئِلَ مَالِكٌ أَيُجْزِئُ أَنْ يَمْسَحَ بَعْضَ رَأْسِهِ

باب سارے سر پر مسح کرنا

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا اور اپنے سروں پر مسح کرو[۵۴] اور سعید بن مسیب نے کہا عورت بھی مرد کی طرح اپنے (سارے) سر پر مسح کرے اور امام مالک سے پوچھا گیا کیا تھوڑے سے سر کا مسح

۵۱ یعنی نماز میں نہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اسماءؓ کو غشی آگئی تھی مگر انہوں نے تازہ وضو نہیں کیا ۱۲ منہ ۵۲ یعنی یوں کہا کہ اتنا ہی امتحان جتنا دجال کے سامنے ہوگا یا یوں کہا اس کے قریب قریب یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۵۳ کوئی آپ کو شاعر بتلاتا کوئی کاہن کوئی جادوگر میں بھی وہی کہنے لگا مجھے کسی بات کا یقین نہ تھا نہ میں نے خود غور کیا تھا اس حدیث سے اندھا دھند تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی ۱۲ منہ ۵۴ اور کوئی حدیث بیان نہیں کی کہ آدھے یا چوتھائی سر کی جیسے ہاتھوں میں قید لگائی کہنیوں تک اور پاؤں میں ٹخنوں تک تو سارے سر کا مسح لازم ہوگا جب سر پر عمامہ نہ ہو اگر عمامہ ہو تو پیشانی سے مسح شروع کرکے عمامہ پر ہاتھ پھیر لیوے یہ کافی ہو جائے گا عمامہ اتارنا ضروری نہیں اہل حدیث کا یہی قول ہے اور جس نے چوتھائی سر کا مسح فرض رکھا ہے یا ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کافی سمجھا ہے اس کی دلیل قوی نہیں ہے ۱۲ منہ

فَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ؁

۱۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ؁

بھی کافی ہے تو انہوں نے عبداللہ بن زید کی حدیث سے دلیل لی[۱]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن زیدؓ سے پوچھا جو عمرو بن یحییٰ کے دادا تھے کیا تم مجھ کو بتلا سکتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر وضو کیا کرتے تھے عبداللہ بن زید نے کہا ہاں پھر انہوں نے پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ پر (یا دونوں ہاتھوں پر) ڈالا اس کو دوبارہ دھویا پھر تین بار کلی کی اور ناک سنکی پھر اپنا منہ تین بار دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو بار دونوں کہنیوں تک دھویا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر مسح کیا آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی پہلے سر کے آگے سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں تک ہاتھوں کو لے آئے پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

بَابُ ۱۳۵ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ؁

باب دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا

۱۸۴- حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم کو وہیب نے خبر دی انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن (اپنے چچا)[۲] کے پاس موجود تھا انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر وضو کرتے تھے انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور آنحضرتؐ کا سا وضو کر کے لوگوں کو بتلایا تو پہلے اس طشت میں اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ان کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ اس طشت میں ڈال کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ناک سنکی تین چلوؤں سے[۳]

[۱] جو امام بخاری نے آگے بیان کی پوچھنے والا اسحاق بن عیسیٰ تھا گویا امام مالک نے یہ بتلا دیا کہ عبداللہ بن زید کی حدیث سے سارے سر کا مسح نکلتا ہے تو سارے ہی سر کا مسح فرض ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی باپ کے چچا وہ بھی دادا ہوئے کیونکہ پوچھنے والا عمرو بن ابی حسن تھا اور عمرو بن یحییٰ کے دادا عمارہ تھے عمارہ اور عمرو بن ابی حسن بھائی بھائی تھے ۱۲ منہ [۳] یعنی ایک چلو لیا آدھے سے کلی کی اور آدھا ناک میں ڈالا پھر دوسرا چلو لیا اس کو بھی اسی طرح کیا پھر تیسرا چلو لیا اور ایسا ہی کیا ۱۲ منہ

فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَحَ رَاْسَهُ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ⁘

پھر اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر (پانی لے کر) اپنا منہ تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا پھر اپنا ہاتھ ڈال کر (پانی لے کر) سر پر مسح کیا آگے سے ہاتھوں کو لے گئے اور پیچھے سے لائے ایک ہی بار پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے

باب ۱۳۶ اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ وَاَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَهْلَهُ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ ⁘

باب لوگوں کے وضو سے جو پانی بچ رہا ہو اس کو کام میں لانا[۱] اور جریر بن عبداللہ نے اپنے گھر والوں سے کہا ان کی مسواک کرنے کے بعد جو پانی بچ رہا اس سے وضو کریں[۲]

۱۸۵ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهٖ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَّقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا ⁘

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم نے کہا میں نے ابو جحیفہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ہم پر برآمد ہوئے وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے لگے اور بدن پر ملنے لگے پھر آپ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں (اس لیے کہ آپ مسافر تھے) اور آپ کے سامنے ایک برچھی گڑی تھی اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے[۳] ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنے منہ اور ہاتھ اس میں دھوئے اور اس میں کلی کی پھر بلالؓ اور ابو موسیٰؓ سے کہا اس میں سے دونوں پی لو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو[۴]

۱۸۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب

[۱] بچے ہوئے پانی سے یہاں وہ پانی مراد ہے جو وضو کے بعد برتن میں بچ رہے یا جو پانی وضو کرنے والے اعضاء سے ٹپکے یعنی جس کو مستعمل پانی کہتے ہیں بعض لوگوں نے اس پانی کو نجس سمجھا ہے اور یہی قول ہے امام ابو یوسف کا اور ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی ایسی ہی ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر اس قول کا رد کیا ۱۲ منہ [۲] اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے نکالا اس کے ایک طریق میں یہ ہے کہ جریر مسواک کر کے اس کا سرا پانی میں ڈبو دیتے تھے ایسا کرنے سے وہ مستعمل ہو گیا اور جب اس سے اپنے گھر والوں کو وضو کرنے کا حکم دیا تو وہ پانی پاک ہوا اور پاک کرنے والا بھی اور یہی صحیح ہے اور اکثر علماء حدیث کا یہی قول ہے کہ جو پانی وضو کرنے والے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو خود امام بخاری نے مغازی میں سند سے نقل کیا ۱۲ منہ [۴] معلوم ہوا کہ مستعمل پانی پاک ہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آدمی کے منہ کا لعاب نجس نہیں ہے ۱۲ منہ

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ ؛

بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے محمود بن ربیع نے بیان کیا اور یہ محمود وہی ہیں جن کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر دی تھی جب وہ بچے تھے ان کے کنویں کے پانی سے اور عروہ نے مسور بن مخرمہ وغیرہ (مروان) سے روایت کی ہر ایک اپنے ساتھی کو سچا بتاتا تھا کہ (عروہ بن مسعود نے مکہ کے مشرکوں سے کہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لیے لوگ لڑنے پر مستعد ہو جاتے ہیں[1]

بَابٌ ۱۳۷ -

۱۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ ؛

باب

ہم سے عبد الرحمٰن بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے جعد بن عبد الرحمان سے انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سُنا وہ کہتے تھے میری خالہ[2] مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے (پاؤں کے درد سے) آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا پھر آپ کی پیٹھ کے پیچھے جا کھڑا ہوا میں نے مہر نبوت کو دیکھا آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں ایسی تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی[3]

بَابٌ ۱۳۸ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

باب ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا[4]

[1] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے کتاب الشروط میں نکالا اور یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جب مشرکوں کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کرنے کے لیے آیا تھا اس نے لوٹ کر مشرکوں سے جا کر بیان کیا کہ آنحضرتؐ کے صحابہ آپ کے ایسے جاں نثار ہیں کہ آپ کے وضو سے جو پانی بچ رہتا ہے اس کے لینے کے لیے ایسے گرتے ہیں گویا قریب ہے کہ لڑ مریں گے سبحان اللہ اگر پیغمبر صاحب سے اور آپ کے کلام سے اتنی بھی محبت نہ ہو تو پھر ایمان کس کام کا ۱۲ منہ [2] ان کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] ایک روایت میں یہ ہے جیسے کبوتر کا انڈا ایک روایت میں ہے جیسے سیب اور اختلاف ہے ولادت کے وقت سے یہ مہر آپ کے جسم پر موجود تھی یا بعد ولادت کے پیدا ہوئی ابو نعیم نے دلائل میں ایک روایت کی جس سے دوسرا امر ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ [4] اس باب سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کلی اور ناک میں پانی کو ڈالنا الگ چلو سے سنت کہتے ہیں۔ اور طلحہ بن مصرف کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں لیکن اس حدیث میں کلام ہے نووی نے لکھا صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے عبداللہ بن زید سے انہوں نے پہلے برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اُن کو دھویا پھر اندر دھویا یا یوں کہا کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے تین بار ایسا کیا[1] پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک دو دو بار[2] اور سر پر آگے اور پیچھے دونوں طرف مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سے وضو کیا کرتے تھے[3]

بَابُ ۱۳۹ مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً۔

باب سر کا مسح ایک بار کرنا[4]

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِيْ حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غَرَفَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ بِهِمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن (اپنے چچا کے) پاس موجود تھا انہوں نے عبداللہ بن زید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو پوچھا عبداللہ نے پانی کا ایک طشت منگوایا ان کے سامنے وضو کیا (پہلے) اس کو دونوں ہاتھوں پر جھکایا تین بار ان کو دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈال دیا اور تین چلوؤں سے تین بار کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی لے کر تین بار اپنا منہ دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈالے دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک دو دو بار دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور سر پر آگے اور پیچھے دونوں طرف مسح کیا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور اپنے

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ

ہم سے (اسی حدیث کو) موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے وہیب

حاشیہ ۱۹۰) تین چلو لے اور ہر ایک چلو میں سے آدھے سے کلی کرے آدھے سے ناک میں پانی ڈالے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہ شک امام بخاری کے شیخ مسدد سے ہوئی مسلم کی روایت میں شک نہیں ہے صاف یوں مذکور ہے کہ اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس کو نکالا اور کلی کی ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ وضو میں یہ درست ہے کہ کسی عضو کو تین بار دھوئے کسی کو دو بار ۱۲ منہ [3] یعنی سر کا مسح دو بار یا تین بار ضرور نہیں ہے نہ مستحب ہے ۱۲ منہ

وَقَالَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ؏

باب ۱۴۰ وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ وَفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْأَةِ وَتَوَضَّأَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْحَمِيْمِ وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ ؏

۱۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا ؏

باب ۱۴۱ صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَهُ عَلَى الْمُغْمٰى عَلَيْهِ ؏

۱۹۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيْرَاثُ اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ ؏

سے اس میں یوں ہے کہ سر پر ایک بار مسح کیا۔

باب مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ مل کر وضو کرنا۔

اور عورت کے وضو سے جو پانی بچ رہے اس کا استعمال کرنا اور حضرت عمرؓ نے گرم پانی سے وضو کیا اور ایک نصرانی عورت کے گھر سے پانی لے کر[۱]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مرد اور عورتیں مل کر (ایک ہی برتن میں سے) وضو کیا کرتے[۲]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو سے بچا ہوا پانی بے ہوش آدمی پر ڈالنا۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے کہا میں نے جابرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے میں ایسا بیمار تھا کہ بالکل بے ہوش آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی یا وضو سے بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا مجھ کو ہوش آگیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا وارث کون ہوگا میں تو کلالہ ہوں[۳] تب فرائض کی آیت اتری (جو سورہ نساء کے اخیر میں ہے)[۴]

---

[۱] یہ دو جدا جدا اثر ہیں پہلے اثر کو سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے اور دوسرے کو شافعی اور عبدالرزاق نے نکالا اور ان دونوں اثروں کی باب سے مناسبت بیان کرنے میں علماء حیران ہوئے ہیں بعضوں نے یوں کہا کہ جب پانی گھر میں گرم ہوتا تو عورتیں بھی اس میں شریک ہو جاتی ہوں گی اسی طرح یہ نصرانی عورت ممکن ہے کہ کسی مسلمان کے نکاح میں ہوا اور اس نے حیض کا غسل کر کے پانی بچا رکھا ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وضو کیا ہو مگر ایسے بعید احتمالات سے کوئی عقلمند آدمی دلیل نہیں لے سکتا خصوصاً امام بخاریؒ تو صحیح یہ ہے کہ ان اثروں کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے محض فائدے کے لیے بیان کر دیا اور اس سے غرض یہ ہے کہ جیسے بعضے لوگ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کو منع جانتے تھے اسی طرح گرم پانی سے یا کافر کے پانی سے بھی منع سمجھتے تھے تو اس کا جواز ظاہر کر دیا ۱۲ [۲] شاید یہ پردہ اترنے سے بیشتر ہوگا بعضوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مرد اور عورتیں جو ایک دوسرے کے محرم ہوتے بعضوں نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرد ایک جگہ ملکر وضو کرتے اور عورتیں ایک جگہ مل کر واللہ اعلم ۱۲ [۳] کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کا نہ باپ دادا ہو نہ اس کی اولاد ہو باب کی مناسبت اس جملہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے وضو کا بچا ہوا پانی جابرؓ پر ڈالا اگر یہ پانی ناپاک ہوتا تو آپ ان پر کیوں ڈالتے ۱۲ منہ [۴] وہ آیت یہ ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اخیر تک اس کا ذکر ان شاء اللہ کتاب التفسیر میں آئے گا ۱۲ منہ

باب ۱۴۲ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَةِ

باب لگن، پیالے، لکڑی اور پتھر کے برتن میں سے غسل اور وضو کرنا۔

۱۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ إِلٰى أَهْلِهِ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً ۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا کہا ہم سے حمید نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا (عصر کی) نماز کا وقت آن پہنچا پھر جس کا گھر قریب تھا وہ تو اپنے گھر (وضو کرنے کو) گیا اور کچھ لوگ (جن کے گھر دور تھے ان کو وضو نہ تھا) رہ گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کی ایک لگن لائے جس میں پانی تھا وہ اتنی چھوٹی تھی کہ آپ اپنی ہتھیلی اس میں پھیلا نہ سکے لیکن (باوجود اس کے) سب لوگوں نے (اس میں سے) وضو کر لیا حمید نے کہا میں نے انس سے پوچھا اس وقت تم کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا اسّیؓ سے کچھ زیادہ[۱]

۱۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے انہوں نے ابی بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں ہاتھ دھوئے منہ دھویا اور اس میں کلی کی[۲]

۱۹۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے کہا ہم سے عمرو ابن یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس) آئے ہم نے ایک پیتل کی لگن میں آپ کے لیے پانی رکھا آپ نے وضو کیا اور تین بار اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور سر پر مسح کیا آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے اور دونوں پاؤں دھوئے

---

[۱] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس میں آپ کا ایک بڑا معجزہ ہے انسؓ نے کہا میں دیکھ رہا تھا آپ کی انگلیوں کے بیچ میں سے پانی پھوٹ رہا تھا ۱۲ منہ

[۲] گو اس حدیث میں وضو کا ذکر نہیں ہے مگر ہاتھ منہ دھونا دونوں وضو کے اعمال ہیں اور احتمال ہے کہ آپ نے وضو کو پورا کیا ہو لیکن راوی نے اس کا ذکر نہ کیا ہو اس صورت میں باب کا مطلب نکل آئے گا ۱۲ منہ

۱۹۶ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهُ فِي اَنْ يُّمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَاَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْاَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَّرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَاَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَّكَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَّمْ تُحْلَلْ اَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ اَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ وَاُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ ۞

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے اپنی (دوسری) بیبیوں سے میرے گھر میں تیمارداری ہونے کی اجازت لی انہوں نے اجازت دے دی آپ دو آدمیوں کے بیچ میں (ان پر ٹیکا دے کر) نکلے آپ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے[1] وہ دو آدمی عباسؓ تھے اور ایک اور شخص عبیداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرے شخص کون تھے میں نے کہا میں نہیں جانتا انہوں نے کہا وہ علی بن ابی طالب تھے[2] اور حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر (یعنی میرے حجرے میں) آگئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے فرمایا مجھ پر ایسی سات مشکیں بہاؤ جن کے ڈاٹ نہ کھولے گئے ہوں شاید میں لوگوں کو وصیت کر سکوں پھر آپ کو ام المومنین حفصہؓ کی ایک لگن میں بٹھایا (وہ تانبے کی تھی) اور ہم نے یہ مشکیں آپ پر بہانا شروع کیں یہاں تک کہ آپ ہم کو اشارہ کرنے لگے بس بس تم اپنا کام پورا کر چکیں پھر آپ لوگوں پر برآمد ہوئے[3]

بَابُ ۱۴۳ الْوُضُوْءِ مِنَ التَّوْرِ ۞

باب طشت سے وضو کرنا۔

۱۹۷ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ

[1] ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے آپ پاؤں اٹھا کر چل نہیں سکتے تھے اس لیے آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور زمین پر لکیر پڑتی جاتی تھی ۱۲ منہ

[2] حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ میں مقتضائے بشریت کچھ رنج آگیا تھا اس وجہ سے حضرت عائشہ نے ان کا نام نہیں لیا ۱۲ منہ [3] کہتے ہیں آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں کو وعظ سنائی ہائے یہ آپ کی آخری وعظ تھی اب زیادہ قلم کو طاقت نہیں کہ کچھ لکھے دل کانپ رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں بخار میں ٹھنڈے پانی سے نہانا خصوصاً جب صفراوی بخار ہو نہایت مفید ہے اور جس طبیب نے اس کا انکار کیا ہے وہ جاہل اور ناتجربہ کار ہے ۱۲ منہ

قَالَ كَانَ عَمِّي يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوْءِ فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبِرْنِي كَيْفَ رَاَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّآءٍ فَكَفَا عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَيْهِ فَاغْتَرَفَ بِهِمَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدَيْهِ مَآءً فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَدْبَرَ بِيَدَيْهِ وَاَقْبَلَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ ۞

سے انہوں نے کہا میرے چچا (عمرو بن ابی حسن) وضو میں بہت پانی بہاتے تھے[۱] انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے کہا مجھ کو بتلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر وضو کرتے تھے انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا (پہلے) اپنے ہاتھوں پر جھکا کر ان کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈال دیا اور کلی کی اور ناک چھینکی ایک ہی چلو سے تین بار پھر دونوں ہاتھ طشت میں ڈال کر چلو بھر لیا اور تین بار اپنا منہ دھویا پھر دو دو بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے پھر دونوں ہاتھ سے پانی لیا اور اپنے سر پر مسح کیا ہاتھوں کو پیچھے لے گئے اور آگے لائے پھر دونوں پاؤں دھوئے پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا

۱۹۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّآءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ ۞

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے بیان کیا انہوں نے ثابت سے سنا انہوں نے انس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک برتن منگوایا تو ایک کھلے منہ کا چوڑا ادتھلا پیالہ لائے اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھ دیں انسؓ نے کہا میں پانی کو دیکھنے لگا وہ آپ کی مبارک انگلیوں کے بیچ میں سے پھوٹ رہا تھا انسؓ نے کہا میں نے اندازہ کیا تو ستر سے لے کر اسی تک آدمیوں نے اس سے وضو کیا[۲]

بَابُ ۱۴۴ الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ ۞

باب ایک مد پانی سے وضو کرنا۔

۱۹۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ اَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ وَّيَتَوَضَّاُ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے کہا مجھ سے عبداللہ بن جبیر نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے لے کر پانچ مد پانی تک سے غسل کرتے تھے یا اپنا بدن دھوتے تھے اور ایک مد پانی

[۱] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے بہت وضو کیا کرتے تھے ۱۲ [۲] اگلی روایت میں گزرا کہ اسی سے کچھ زیادہ لوگوں نے اس سے وضو کیا اور جابرؓ نے پندرہ سو آدمیوں کو بیان کیا ہے اور ایک روایت میں تین سو آدمی مذکور ہیں یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا کیوں کہ ایسے واقعے متعدد بار ہوئے ہیں ۱۲ منہ

بِالْمُدِّ۔

وضو کر لیتے[1]

بَاب ۱۴۵ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

باب موزوں پر مسح کرنا۔

۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو النَّضْرِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدًا حَدَّثَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا انہوں نے ابن وہب سے کہا مجھ سے عمرو بن حارث نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوالنضر نے بیان کیا انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے سُنا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا[2] اور عبداللہ بن عمرؓ نے یہ مسئلہ (موزوں پر مسح کرنے کا) حضرت عمرؓ سے پوچھا انہوں نے کہا ہاں موزوں پر مسح آنحضرتؐ نے کیا ہے اور جب سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تجھ سے بیان کریں تو پھر دوسرے کسی سے اس کو نہ پوچھ[3] اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یوں کہا مجھ کو ابوالنضر نے خبر دی ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ سعد نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو عمر نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایسا ہی کہا۔

۲۰۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ

ہم سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے نافع بن جبیر سے انہوں نے عروہ بن مغیرہ سے انہوں نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ حاجت کے لیے نکلے مغیرہ ایک

---

[1] یہ گویا کم مقدار ہے یعنی سنت یہ ہے کہ وضو ایک مد پانی سے کم میں نہ کرے اور غسل ایک صاع پانی سے کم میں نہ کرے صاع چار مد کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہمارے ملک کے وزن سے صاع سوا دو سیر ہوتا ہے اور مد آدھ سیر سے کچھ زیادہ دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو میں دو رطل پانی کافی ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقدار مختلف ہوتی ہے باختلاف اشخاص حالات اور ہر حال میں پانی میں اسراف کرنا اور بے ضرورت پانی بہانا منع ہے ۱۲ منہ

[2] موزوں پر مسح کرنا اسّی صحابہؓ نے روایت کیا ہے اور یہ خیال کہ سورۂ مائدہ کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا صحیح نہیں ہے کیونکہ مغیرہؓ نے اس کو غزوہ تبوک میں نقل کیا اور سورۂ مائدہ اس سے پہلے اتر چکی تھی اور جریر بن عبداللہ صحابی نے اس کو نقل کیا وہ سورہ مائدہ کے بعد اسلام لائے بہر حال تمام صحابہ کے اتفاق سے موزوں کا مسح ثابت ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرے وہ خارجی یا شیعی اور اہل سنت سے خارج ہے ۱۲ منہ

[3] کیونکہ سعد بن ابی وقاصؓ ثقہ اور معتبر اور عشرہ مبشرہ میں تھے اس سے یہ نکلا کہ خبر واحد پر عمل کرنا چاہیے جب وہ ثقہ اور معتبر شخص کی خبر ہو ۱۲ منہ

لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۞

ڈول پانی کا لے کر آپ کے پیچھے چلے جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو مغیرہؓ نے آپ پر پانی ڈالا آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

۲۰۲- حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهٗ حَرْبٌ وَّاَبَانُ عَنْ يَحْيٰى ۞

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے انہوں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ موزوں پر مسح کرتے تھے اور شیبان کے ساتھ اس حدیث کو حرب اور ابان نے بھی یحییٰ سے روایت کیا۔

۲۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهٖ وَخُفَّيْهِ وَتَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے عمامے پر مسح کرتے تھے اور موزوں پر[1] اور اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے عمرو سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ۱۴۶- اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

باب موزوں کو باوضو پہننا[2]

۲۰۴- حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عروہ ابن مغیرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے میں ایک سفر میں (غزوہ تبوک میں) آنحضرت صلی اللہ

[1] عمامہ پر مسح کرنا ہمارے امام احمد بن حنبل اور اکثر اہل حدیث نے جائز رکھا ہے اور یہ بھی شرط نہیں کی کہ عمامہ کو باوضو باندھا ہو لیکن حنفیہ اور شافعیہ اس کو جائز نہیں رکھتے بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ سر پر مسح شروع کر کے باقی عمامہ پر پورا کیا ہم کہتے ہیں اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جب موزے پہنے تو ضرور ہے کہ آدمی باوضو ہو اس وقت موزے پر مسح کرنا جائز ہوگا اگر حدث کی حالت میں پہنے موزے اتار کر پاؤں دھونا چاہیئے یہی قول ہے امام احمد کا اور امام شافعی اور اسحاق اور مالک اور ابوحنیفہؒ اور ثوری کا ۱۲ منہ

فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ؁

بَابُ ۱۴۷ مَنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَّحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيْقِ وَاَكَلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَحْمًا فَلَمْ يَتَوَضَّؤُا ؁

۲۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ؁

۲۰۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ؁

بَابُ ۱۴۸ مَنْ مَّضْمَضَ مِنَ السَّوِيْقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ؁

۲۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ

علیہ وسلم کے ساتھ تھا (آپ وضو کر رہے تھے) میں جھکا کہ آپ کے موزے اتارلوں آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے ان کو باوضو پہنا ہے پھر ان پر مسح کیا۔

باب بکری کے گوشت اور ستو (اور آگ سے پکی ہوئی چیزیں) کھانے سے وضو نہ کرنا اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے گوشت کھایا پھر (نماز پڑھی) اور وضو نہ کیا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا [1]

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو جعفر بن عمرو بن امیہ نے خبر دی ان کو عمرو بن امیہ ان کے باپ نے انہوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ بکری کے شانہ کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی پھر نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا [2]

باب ستو کھانے کے بعد کلی کر کے نماز پڑھنا اور وضو نہ کرنا [3]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے یحییٰ ابن سعید سے انہوں نے بشیر بن یسار سے جو بنی حارثہ کے غلام تھے کہ سوید بن نعمان نے ان کو

[1] اوائل اسلام میں یہ حکم ہوا تھا کہ آگ سے کھانے پکے ہوں ان کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور محققین اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانا سنت ہے خلاف نہیں ہے ۱۲ منہ [3] ستو بھی آگ سے پکائے جاتے ہیں اوپر کے ترجمہ میں امام بخاری نے ستو کا ذکر کیا تھا لیکن جو حدیثیں لائے ان میں صرف گوشت کا ذکر ہے ستو کا ذکر نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ستو سے بھی نہ ٹوٹے گا یا اس باب کی حدیث اگلے باب کے مضمون پر دلالت کرتی ہے اسی پر اکتفا کیا ۱۲ منہ

اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ؂

خبردی وہ جس سال خیبر فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب صہباء میں پہنچے جو ایک مقام ہے نشیب میں خیبر کے (مدینہ کی طرف) وہاں آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر توشے منگوائے تو فقط ستو آیا (اور کوئی کھانا نہ تھا) آپ نے حکم دیا وہ بھگویا گیا پھر آپ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا بعد اس کے مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا[1]

۲۰۸- حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ؂

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے انہوں نے بکیر سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

بَاب ۱۴۹ هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ ؂

باب کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرے۔

۲۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ؂

ہم سے یحییٰ بن بکیر اور قتیبہ نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا دودھ میں چکنائی ہوتی ہے[2] عقیل کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور صالح بن کیسان نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

بَاب ۱۵۰ الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ وَمَنْ لَّمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ اَوِ الْخَفْقَةِ وُضُوْءًا ؂

باب نیند سے وضو کرنے کا بیان

اور جس شخص نے ایک دوبار اونگھنے سے یا ایک آدھ جھونکا لینے سے وضو لازم نہیں سمجھا اس کی دلیل[3]

[1] گو ستو میں چکنائی نہیں ہوتی مگر وہ دانتوں میں اور منہ کے اطراف میں اٹک جاتا ہے اس لیے کلی کر کے منہ صاف کیا حدیث سے یہ نکلا کہ سفر میں توشہ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ہے اور امام کو جائز ہے کہ سب کے توشے منگوا کر ایک جگہ کر دے تاکہ جس کے پاس توشہ نہ ہو وہ بھی کھائے اور بھوکا نہ رہے ۱۲ منہ

[2] اور چکنائی کلی سے دفع ہو جاتی ہے معلوم ہوا ہر چکنی چیز کھانے کے بعد کلی کر ڈالنا مستحب ہے ۱۲ منہ

[3] نیند سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ٹوٹتا اس میں علماء کا بہت اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں جو کوئی نماز میں کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر لیٹ کر سوئے یا تکیہ دے کر تو وضو ٹوٹ جائے گا اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور شکلوں پر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور امام بخاری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (باقی آئندہ)

۲۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ ؎

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھنے میں اونگھے تو وہ سو رہے[1] یہاں تک کہ نیند کا غلبہ اس پر سے جاتا رہے کیونکہ اونگھتے میں اگر کوئی نماز پڑھے تو معلوم نہیں (منہ سے کیا نکلے) وہ چاہے بخشش مانگنا اور لگے اپنے تئیں کوسنے برا کہنے۔

۲۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقْرَاُ ؎

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہیے سو جائے یہاں تک کہ جو پڑھے وہ سمجھنے لگے[2]

بابُ ۱۵۱ اَلْوُضُوْءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ

باب وضو پر وضو کرنا۔

۲۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن عامر سے انہوں نے کہا میں نے انس سے سنا دوسری سند اور ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے عمرو بن عامر نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے[4] عمرو بن عامر نے انس سے کہا

(بقیہ صفحہ سابقہ) مگر ایک دو بار اونگھنے یا جھونکا لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا اونگھ یہ ہے کہ آدمی اپنے پاس والے کی بات سنے لیکن مطلب نہ سمجھے اور جب اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نیند ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنی نماز سے سلام پھیر کر سو جائے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ آپ نے یہ حکم نہ دیا کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے تو معلوم ہوا کہ اونگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ۱۲ منہ [2] یعنی نیند کا غلبہ جاتا رہے اور حواس قائم ہوں ۱۲ منہ [3] امام بخاری اس باب میں دو حدیثیں لائے پہلی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر لینا مستحب ہے گو وضو نہ ٹوٹا ہو دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تازہ وضو کرنا کچھ واجب نہیں جب اگلا وضو قائم ہو کیونکہ آپ نے ایک ہی وضو سے دو نمازیں پڑھیں [4] فضیلت حاصل کرنے کے لیے یا آپ پر یہ واجب ہوگا پھر وجوب منسوخ ہو گیا بریدہ کی حدیث سے کہ آپ نے فتح مکہ کے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں ۱۲ منہ

تَصْنَعُوْنَ قَالَ يُجْزِئُ اَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ ۔

تم لوگ کیا کرتے تھے انہوں نے کہا ہم کو تو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہو

۲۱۳ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْاَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو بشیر بن یسار نے خبر دی کہا مجھ کو سوید بن نعمان نے خبر دی انہوں نے کہا ہم جس سال خیبر فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب صہبا میں پہنچے[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ چکے تو کھانے منگوائے لیکن ستو کے سوا اور کچھ نہیں آیا ہم نے (اسی کو) کھایا اور پیا[2] پھر آپ کھڑے ہوئے مغرب کی نماز کے لیے اور کلی کی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔

بَابٌ ۱۵۲ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهٖ

باب پیشاب سے احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے[3]

۲۱۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے کسی باغ پر سے گزرے (دوسری روایت میں بغیر شک کے مدینہ کا باغ مذکور ہے) (وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں[4] نہیں پھر فرمایا البتہ بڑا گناہ ہے ان میں ایک تو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا[5] پھر آپ نے (کھجور کی

[1] صہبا ایک مقام ہے نشیبی خیبر کے راستے میں جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی پانی پیا یا وہی گھلا ہوا ستو ۱۲ منہ [3] بعض حدیثوں میں لایستتر ہے بعضوں میں لایستبرئ بعضوں میں لایستنزہ معنے قریب قریب ہے یعنی پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا بے احتیاطی کر کے اپنا بدن یا کپڑا اس میں آلودہ کر دیتا ہے بعضوں نے لایستتر کا یہ معنی کیا ہے کہ پیشاب کرنے میں لوگوں سے پردہ نہیں کرتا تھا یعنی کشف عورت کرتا لیکن یہ ضعیف قول ہے ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے پیشاب سے نہ بچنے کا بڑا گناہ فرمایا دیا ہے پہلے جو فرمایا بڑے گناہ میں نہیں اس وقت تک آپ کو یہ معلوم نہ ہوا ہوگا کہ یہ بڑا گناہ ہے پھر آپ پر وحی آئی ہوگی کہ یہ بڑا گناہ ہے ۱۲ منہ [5] اس حدیث سے صاف عذاب قبر ثابت ہوتا ہے مسلمانوں کے لیے کیونکہ یہ دونوں قبر والے مسلمانوں میں سے تھے اگر کافر ہوتے تو آپ یوں فرماتے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان پر عذاب ہو رہا ہے (باقی حاشیہ: ص ۲۰۲)

كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا.

ایک ہری) ٹہنی منگوائی اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا (گاڑ دیا)، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا شاید جب تک وہ سوکھیں نہیں ان کا عذاب ہلکا ہو[1]

بَابُ ۱۵۳ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْبَوْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ

باب پیشاب کو دھونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر والے کو (جس کا قصہ اوپر گزرا) یہ فرمایا کہ وہ اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا تو آپ نے آدمی ہی کے پیشاب کا ذکر کیا[2]

۲۱۵ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ.

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو اسماعیل بن ابراہیم نے خبر دی کہا مجھ سے روح بن قاسم نے بیان کیا کہا مجھ سے عطاء بن ابی میمونہ نے انہوں نے انس بن مالک سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو میں پانی لے کر آتا، آپ اس سے (پیشاب گاہ) کو دھوتے[3]

بَابٌ ۱۵۴

باب

۲۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حازم نے کہا ہم سے اعمش (سلیمان بن مہران) نے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں ان میں ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے (کھجور کی) ایک ہری ٹہنی لی اس کو بیچ میں سے چیر کر دو کر ڈالا اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا

(بقیہ صفحہ سابقہ) ان قبر والوں کا نام نہیں معلوم ہوا سنن ابن ماجہ میں ہے کہ نئی قبریں تھیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] بعضے کہتے ہیں کہ عذاب کا کم ہونا آنحضرتؐ کی دعا کی وجہ سے تھا ان ڈالیوں کا کوئی اثر نہ تھا بعضے کہتے ہیں ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اس وجہ سے عذاب کی کمی ہوئی ہوگی اس صورت میں ہر برکت والے امر کی یہی تاثیر ہوگی جیسے ذکر اور تلاوت قرآن کی بریدہؓ نے وصیت کی کہ دفن کے بعد ان کی قبر پر دو ہری ڈالیاں لگائی جائیں ۱۲ منہ [2] نہ اور پیشابوں کا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں پیشاب سے مراد آدمی کا پیشاب ہے نہ ہر ایک پیشاب چونکہ حلال جانوروں کا پیشاب دوسری حدیثوں سے پاک معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ [3] حاجت عام ہے پیشاب کی ہو یا پاخانہ کی تو پیشاب کا دھونا ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

اللہ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِّثْلَهُ ۞

بَابُ ۱۵۵ تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الْاَعْرَابِيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهٖ فِي الْمَسْجِدِ

۲۱۷ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا اِسْحٰقُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَعْرَابِيًّا يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوْهُ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ ۞

بَابُ ۱۵۶ صَبِّ الْمَاءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ

۲۱۸ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ ۞

فرمایا شاید جب تک یہ نہ سوکھیں ان کا عذاب ہلکا ہو ابن مثنیٰ نے کہا اور ہم سے وکیع نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا پھر یہی حدیث بیان کی[1]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے اس گنوار کو چھوڑ دیا (جس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تھا) یہاں تک کہ وہ مسجد میں پیشاب کر چکا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار[2] کو دیکھا مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے (لوگوں نے اس کو ڈانٹا) آپ نے فرمایا اس سے کچھ نہ بولو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

باب مسجد میں پیشاب پر پانی بہا دینا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے سنا کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ابن مسعود نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا ایک گنوار کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگوں نے اس کو للکارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو جانے دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک بھرا ہوا پانی کا ڈول بہا دو[3] کیوں کہ تم (لوگوں پر) آسانی کرنے کو بھیجے گئے اور سختی کرنے کو نہیں بھیجے گئے[4]

---

[1] اس سند کے بیان سے یہ غرض ہے کہ اعمش کا سماع مجاہد سے ثابت ہو ۱۲ منہ [2] یہ گنوار اقرع بن حابس یا عیینہ بن حصن تھا یا ذوالخویصرہ یمانی اہل حدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے بعضوں نے کہا سخت زمین پانی بہانے سے پاک ہو جاتی ہے لیکن نرم زمین کا وہاں تک کھود کر پھینک دینا ضرور ہے جہاں تک پیشاب کی تری پہنچی ہو آنحضرتؐ نے جو فرمایا کہ اس سے کچھ نہ بولو اس میں بڑی حکمت تھی کیونکہ پیشاب تو وہ شروع کر چکا تھا زمین نجس ہو چکی تھی اب مار پیٹ ڈانٹ ڈپٹ کا یہی نتیجہ ہوتا وہ گنوار بھاگتا بھاگنے میں ساری مسجد نجس ہو جاتی اس کو مسئلہ بھی معلوم نہ ہوتا ممکن تھا کہ وہ اسلام سے پھر جاتا دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے پیشاب کر چکنے کے بعد اس کو بلایا اور نرمی اور ملائمت سے سمجھا دیا کہ مسجد میں اللہ کی یاد اور نماز کے لیے بنی ہیں ان میں پیشاب یا پلیدی نہیں ڈالنا چاہیئے سبحان اللہ ایسا حسن اخلاق بجز پیغمبر کے اور دوسرے لوگوں سے مشکل ہے ۱۲ منہ [3] راوی کو شک ہے کہ سجل کا لفظ فرمایا یا ذنوب کا دونوں کے معنے ایک ہیں یعنی بھرا ہوا ڈول ۱۲ منہ [4] بھیجے تو آنحضرتؐ گئے تھے نہ صحابہ مگر صحابہ آنحضرتؐ کی طرف سے بھیجے جاتے تھے دین کی تعلیم دینے کو ۱۲ منہ

۲۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِيْ طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى بَوْلَهُ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَّاءٍ فَاُهْرِيْقَ عَلَيْهِ ۞

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **دوسری سند** اور ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا انہوں نے کہا ایک گنوار آیا وہ مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگا لوگوں نے اس کو جھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (اس کے جھڑکنے سے) منع فرمایا جب وہ پیشاب کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک ڈول پانی اس جگہ (جہاں اس نے پیشاب کیا تھا) بہا دیا گیا۔

بَابُ ۱۵۰ بَوْلِ الصِّبْيَانِ ۞

باب بچوں کے پیشاب کا بیان

۲۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ ۞

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا ایک بچہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے[۱] اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس پر ڈال دیا[۲]

۲۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ۞

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ام قیس بنت محصن سے وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئیں آپ نے اس کو اپنی گود میں بٹھا لیا اس نے آپ کے کپڑے پر موت دیا آپ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا اس کو دھویا نہیں۔

---

[۱] کہتے ہیں یہ ام قیس کا بیٹا تھا اور احتمال ہے کہ امام حسینؓ یا امام حسنؓ ہوں ۱۲ منہ [۲] یعنی جہاں جہاں کپڑے میں پیشاب لگا تھا وہاں وہاں پانی اس پر ڈال دیا اس طرح کہ پانی بہا نہیں بلکہ پیشاب کے ساتھ اس کپڑے میں سما گیا طحاوی کی روایت میں اتنا زیادہ کہ اس کو دھویا نہیں ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھونا چاہیئے ۱۲ منہ

باب ۱۵۸ الْبَوْلِ قَائِمًا وَّقَاعِدًا۔

۲۲۲ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَآئِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَجِئْتُهُ بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ۔

باب ۱۵۹ الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهٖ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَآئِطِ۔

۲۲۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَآئِطٍ فَقَامَ کَمَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰی فَرَغَ۔

باب ۱۶۰ الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ۔

۲۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَقُوْلُ اِنَّ

باب کھڑے کھڑے اور بیٹھ کر پیشاب کرنا[۱]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کھورے پر آئے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا پھر پانی منگایا میں پانی لایا آپ نے وضو کیا[۲]

باب اپنے رفیق کے نزدیک بول کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہؓ سے انہوں نے کہا میں نے وہ دیکھا کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) چل رہے تھے آپ ایک قوم کے کھورے پر پہنچے ایک دیوار کے پیچھے آپ ایسے کھڑے ہوئے جیسے کوئی تم میں سے کھڑا ہوتا ہے پھر آپ پیشاب کرنے لگے میں الگ سرک گیا آپ نے اشارہ سے بلایا[۳] میں آیا اور آپ کی ایڑی کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے۔

باب کسی قوم کے کھورے پر پیشاب کرنا۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے کہا ابو موسیٰ اشعریؓ پیشاب میں (بہت) سختی کرتے تھے[۴] اور یوں کہتے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی شخص کے

۱؎ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور بیٹھ کر پیشاب کرنا دونوں طرح جائز ہے مگر جہاں پیشاب اڑنے کا ڈر ہے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے امام بخاریؒ اور اہل حدیث اور امام احمدؒ کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ ۲؎ بعضے کہتے ہیں کہ آپ نے وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ پائی نیچے سب نجاست تھی بعضے کہتے ہیں آپ کے گھٹنوں میں درد تھا مگر یہ سب وجہیں قابل قبول نہیں ہیں حافظ ابن حجرؒ نے کہا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا البول قائما احسن للدبر اور عرب پشت کے درد کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مفید جانتے ہیں ۱۲ منہ ۳؎ حذیفہؓ کے پاس بلانے سے یہ غرض تھی کہ وہ پیچھے سے آپ کی آڑ کر لیں سامنے تو دیوار کی آڑ تھی یہ واقعہ حضر کا تھا نہ سفر کا اس سے آپ کی کمال شرم اور حیا ثابت ہوئی ۱۲ منہ ۴؎ وہ سختی یہی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے لوگوں کو منع کرتے تھے ایک شخص کو انہوں نے کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا تو کہنے لگے تجھ پر افسوس تو بیٹھ کر کیوں پیشاب نہیں کرتا پھر بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا ۱۲ منہ

بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَمْسَكَ أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ۞

بَابٌ ١٦١ غَسْلِ الدَّمِ ۞

٢٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيْضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ بِالْمَاءِ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ ۞

٢٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَنَا أَبُوْ مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ قَالَ وَقَالَ أَبِيْ ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ

کپڑے میں پیشاب لگ جاتا تو وہ اس کو کتر ڈالتا حذیفہؓ نے کہا کاش ابوموسیٰ اس (سختی) سے باز رہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کھورے پر آئے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

باب خون کا دھونا[1]

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ سے فاطمہ نے بیان کیا اسماء سے انہوں نے کہا ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی (وہ خود اسماء تھیں) کہنے لگی بتلائیے ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا ہے کپڑے میں[2] وہ کیا کرے آپ نے فرمایا اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر رگڑے اور پانی ڈال کر دھوئے اور اس میں نماز پڑھے۔

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام نے کہا ہم کو خبر دی ابومعاویہ نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ ابوحبیش کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ[4] ہے پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نماز مت چھوڑ یہ ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب تیرے (معمول کے) حیض کے دن آئیں تو نماز نہ پڑھ اور جب وہ دن گزر جائیں تو خون (اپنے بدن اور کپڑے سے[5]) دھو ڈال پھر نماز پڑھ ہشام نے کہا میرے باپ عروہ نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا پھر ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہ یہاں تک کہ پھر حیض کے

[1] مراد حیض کا خون ہے کیونکہ اور خون کی نجاست میں اختلاف ہے اور کوئی قوی دلیل اُن کی نجاست پر قائم نہیں ہوئی ۱۲ منہ [2] یعنی کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے تو اس کو کیونکر پاک کرے ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا نجاست دور کرنے کے لیے پانی ضرور ہے اور دوسری چیزوں سے دھونا درست نہیں اکثر علماء کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے کہا ہے کہ رقیق پاک چیز سے نجاست کو دھو سکتے ہیں جیسے سرکہ وغیرہ سے ۱۲ منہ [4] استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں عورت کا خون جاری رہتا ہے بند نہیں ہوتا ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے حیض کا خون دھونے کا حکم دیا ۱۲ منہ

ذٰلِكَ الْوَقْتُ ٭

دن آئیں [۱]

بَابُ ۱۶۲ غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهٖ وَغَسْلِ مَا يُصِيْبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ٭

باب منی کا دھونا اور اس کا کھرچ ڈالنا اور عورت کی شرم گاہ سے جو تری لگ جائے اس کا دھونا [۲]

۲۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْمُبَارَكُ قَالَ اَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنِ الْجَزَرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِيْ ثَوْبِهٖ ٭

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ ابن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمرو بن میمون جزری نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر سے منی کو دھو ڈالتی پھر آپ نماز کے لیے نکلتے اور پانی کے دھبے آپ کے کپڑے پر ہوتے [۳]

۲۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَاءِ ٭

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے عمرو بن میمون نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا دوسری سند اور ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عمرو ابن میمون نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا منی کپڑے میں لگ جائے تو کیا کرے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو ڈالتی پھر آپ نماز کے لیے برآمد ہوتے اور دھونے کے نشان یعنی پانی کے دھبے آپ کے کپڑے پر ہوتے۔

بَابُ ۱۶۳ اِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ اَوْغَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ اَثَرُهٗ ٭

باب جب کوئی منی وغیرہ (مثلاً حیض کا خون) دھوئے اور اس کا اثر نہ جائے [۴]

---

[۱] ان دنوں میں پھر نماز چھوڑ دے جب یہ دن گزر جائیں تو پھر غسل کر کے نماز شروع کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب کوئی حدث جیسے ریح یا پیشاب آدمی کے ہمیشہ پیچھے لگ جائے تو نماز نہ چھوڑے بلکہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر لیا کرے اور جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آئے اسی وضو سے فرض اور نفل پڑھتا رہے اور حدث کی کچھ پرواہ نہ کرے ۱۲منہ [۲] اہل حدیث اور شافعی اور احمد کے نزدیک منی پاک ہے اور دھونے کا حکم استحباباً ہے نہ وجوباً اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نجس ہے ۱۲منہ [۳] اس باب میں امام بخاری نے جو حدیثیں بیان کیں ان میں عورت کے فرج کی رطوبت کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے جس کو امام بخاری نے کتاب الغسل کے آخر میں بیان کیا حضرت عثمان سے اور باب کی حدیثوں سے اس کو اس طرح نکالا کہ جو منی کپڑے میں لگتی ہے اس میں غالباً عورت کے فرج کی بھی رطوبت شامل ہوتی ہے شیخ موفق نے کہا عورت کے فرج کی بھی رطوبت پاک ہے ۱۲منہ [۴] یعنی رنگ یا بو باقی رہے قسطلانی نے کہا اگر اس کا نشان دور کرنا سہل ہو تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا اگر مشکل ہو تو پاک ہو جائے گا اگر رنگ اور بو دونوں باقی رہیں تب بھی ظاہر یہی ہے کہ پاک نہ ہوگا امام بخاری نے اس باب میں منی سوا اور نجاستوں کا ذکر نہیں کیا شاید ان کو منی پر قیاس کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک بھی منی نجس ہے ۱۲منہ

۲۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلوٰةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيهِ بُقَعُ الْمَاءِ ‌

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عمرو بن میمون نے کہا میں نے سلیمان بن یسار سے سنا وہ کہتے تھے کپڑے میں جب منی لگ جائے تو اس باب میں حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اس کو دھو ڈالتی پھر آپ نماز کے لیے نکلتے اور دھونے کے نشان پانی کے دھبے اس پر رہتے۔

۲۳۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَرَاهُ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا ‌

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے عمرو بن میمون بن مہران نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے حضرت عائشہ سے وہ کہتی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو ڈالتی پھر اس کا ایک دھبا یا کئی دھبے اس کپڑے میں دیکھتی[1]

بَابُ ۱۶۴ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ الْبَرِيدِ وَالسِّرْقِينِ وَالْبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ هٰهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ ‌

باب اونٹوں اور چوپایوں اور بکریوں کے پیشاب کا بیان

اور بکریوں کے تھانوں کا اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے دارالبرید میں جہاں گوبر تھا نماز پڑھی حالاں کہ (صاف ستھرا) جنگل ان کے نزدیک تھا انہوں نے کہا یہ اور وہ دونوں برابر ہیں[2]

۲۳۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا کچھ لوگ عکل اور عرینہ قبیلوں کے[3] مدینہ میں آئے وہاں کی ہوا ان کو موافق نہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ دودھیل

[1] شاید یہ راوی کا شک ہے کہ ایک دھبا کہا یا کئی دھبے بعضوں نے کہا خود حضرت عائشہؓ نے یوں فرمایا یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی چونکہ لید اور گوبر نجس نہیں ہے تو یہ مقام اور جنگل کا صاف میدان دونوں برابر ہیں امام بخاری کا یہی مذہب ہے کہ حلال جانور کی لید اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔ امام احمد اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اس اثر کو ابو نعیم نے اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا دارالبرید ایک مکان تھا کوفہ میں وہاں خلیفہ کے ایلچی جو کوفہ کے حاکم کے پاس آتے اترا کرتے ابو موسیٰ بھی کوفہ کے حاکم تھے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ۱۲ منہ [3] کہتے ہیں یہ آٹھ آدمی تھے چار عرینہ کے اور تین عکل کے اور ایک اور کسی قبیلہ کا ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَّاَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَاءَ الْخَبَرُ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْيُنُهُمْ وَاُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ فَهٰؤُلَاءِ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔

اونٹنیوں سے جا ملیں[1] اور ان کا موت اور دودھ پیتے رہیں وہ گئے جب اچھے بھلے چنگے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹنیاں بھگالے گئے صبح کو یہ خبر (مدینہ میں) پہنچی آپ نے ان کے پیچھے (سواروں) کو بھیجا دن چڑھے وہ سب پکڑ کر آئے آپ نے حکم دیا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑی[2] گئیں اور مدینہ کی پتھریلی زمین میں ڈال دیے گئے وہ پانی مانگتے تھے لیکن کوئی پانی نہیں دیتا تھا ابو قلابہ نے کہا (ایسی سخت سزا اس لیے ہوئی کہ) انہوں نے چوری کی اور خون کیا اور ایمان کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے ۔

۲۳۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو التیاح (یزید بن حمید) نے خبر دی انہوں نے انس سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھا کرتے[3]

بَابُ ۱۶۵ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَاءِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ اَوْ رِيْحٌ اَوْ لَوْنٌ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَاْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ عِظَامِ الْمَوْتٰى نَحْوَ الْفِيْلِ وَغَيْرِهٖ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِّنْ سَلَفِ

باب پلیدی گھی یا پانی میں پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے ۔

زہری نے کہا پانی پاک ہے جب تک اس کا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے[4] اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا مردار کے بال اور پر پاک ہیں[5] اور زہری نے کہا مردار کی ہڈیوں کے باب میں جیسے ہاتھی (دانت) وغیرہ کہ میں نے اگلے کئی عالم لوگوں کو دیکھا وہ ان سے کنگھی کرتے

---

[1] یہ پندرہ اونٹنیاں تھیں جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذو الجدر جو ایک مقام ہے وہاں چرتی تھیں آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہیں جا کر رہیں ۱۲ منہ [2] کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کی آنکھیں پھوڑی تھیں اور اسی طرح بے رحمی سے مارا تھا دوسرے احسان کا بدلہ کیا کہ اونٹ ہی لے بھاگے جس رکابی میں کھائیں اسی میں چھید کریں ایسے بدمعاشوں کو سخت سے سخت سزا دینا بھی حکمت اور دانائی اور دوسرے بندگان خدا پر رحم ہے ۱۲ منہ [3] اور ظاہر ہے کہ بکریاں باڑا اور تھان میں موتتی ہیں تو معلوم ہوا ان کا ہگنا موتنا پاک ہے اور یہی باب سے مقصود ہے اور مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ شاید وہاں کچھ بچھا کر نماز پڑھتے ہوں اور یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ میں زمین پر کچھ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت نہ تھی ۱۲ منہ [4] خواہ تھوڑا پانی ہو یا بہت اہل حدیث اور امام مالک نے اسی کو اختیار کیا ہے اور جن لوگوں نے قلتین یا دہ در دہ وغیرہ کی قید لگائی ہے ان کے دلائل قوی نہیں ہیں معلوم ہوا کہ امام بخاری بھی اس مسئلے میں امام مالک کے ساتھ متفق ہیں اور اس باب میں ایک صحیح حدیث ہے کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ۱۲ منہ [5] خواہ حلال جانور ہو یا حرام تو اگر اس کے بال پر یا پر پانی میں گر جائیں گے تو پانی نجس نہ ہو گا زہری کے اثر کو ابن وہب نے جامع میں اور حماد کے اثر کو عبد الرزاق نے مصنف میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ ۔

الْعُلَمَاءِ بِمَتَشَطُوْنَ بِهَا وَيَدَّهِنُوْنَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ ۞

تھے اور ان میں تیل رکھتے تھے ان کو پاک سمجھتے تھے اور محمد بن سیرین[1] اور ابراہیم نخعی نے کہا ہاتھی دانت کی سوداگری درست ہے۔

۲۳۳ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ ۞

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے ام المومنین میمونہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کریں آپ نے فرمایا اس کو پھینک دو اور آس پاس کے گھی کو بھی اور (باقی) اپنا گھی کھالو[2]

۲۳۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا مَعْنٌ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ قَالَ مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ مَا لَا اُحْصِيْهِ يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ ۞

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے معن نے کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا چوہا اگر گھی میں گر پڑے تو کیا کریں آپ نے فرمایا چوہے کو لو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو معن نے کہا ہم سے مالکؒ نے بے شمار مرتبے یہ حدیث بیان کی وہ یوں ہی کہتے تھے ابن عباس سے انہوں نے میمونہؓ سے[3]

۲۳۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَهَيْئَتِهَا اِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں مسلمانوں کو جو زخم لگے وہ قیامت کے دن اسی طرح (تازہ) ہو جائے گا جیسے اس وقت جب لگا تھا خون بہہ رہا ہو گا اس کا رنگ تو

---

[1] اس اثر کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] ابن سیرین کے اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا لیکن ابراہیم نخعی کا اثر کس نے وصل کیا معلوم نہیں اور سرخسی کی روایت میں ابراہیم کا قول مذکور نہیں ہے ۱۲ منہ [3] خواہ گھی گاڑھا ہو یا پتلا اہل حدیث میں سے امام ابن تیمیہ نے یہی فتویٰ دیا ہے لیکن باقی علماء نے کہا کہ اگر پتلا ہو تو وہ سب نجس ہو جائے گا اب اس کا بیچنا یا جلانا درست ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے ۱۲ منہ [4] یہ دوسرا اسناد امام بخاری اس لیے لائے ہیں کہ ابن عباس کے بعد میمونہ کا ذکر صحیح ہے اور بعضوں نے اس میں میمونہ کا ذکر نہیں کیا ہے ۱۲ منہ

وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ ۞

بَابُ ١٦٦ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ۞

٢٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ ۞

بَابُ ١٦٧ إِذَا أُلْقِيَ عَلَى ظَهْرِ الْمُصَلِّي قَذَرٌ أَوْ جِيفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ دَمًا وَهُوَ يُصَلِّي وَضَعَهُ وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ إِذَا صَلَّى وَفِي ثَوْبِهِ دَمٌ أَوْ جَنَابَةٌ أَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ تَيَمَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ أَدْرَكَ الْمَاءَ فِي وَقْتِهِ لَا يُعِيدُ ۞

٢٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی خوشبو[1]

باب ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا کیسا ہے

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم کو ابوالزناد نے ان سے عبدالرحمان بن ہرمز اعرج نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہم دنیا میں پچھلے ہیں[2] آخرت میں پہلے ہوں گے اور اسی اسناد سے آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں جو بہتا نہ ہو پیشاب نہ کرے پھر اس میں نہائے[3]

باب جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈال دیا جائے تو نماز نہیں بگڑے گی[4]

اور عبداللہ ابن عمرؓ جب (نماز کے اندر) اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو اس کپڑے کو اتار کر ڈال دیتے اور نماز پڑھے جاتے[5] اور سعید بن مسیب اور عامر شعبی نے کہا اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا اور کسی طرف پڑھی ہو یا تیمم سے پڑھی ہو پھر وقت کے اندر پانی پالے تب بھی نماز نہ لوٹائے۔[6]

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ (عثمان) نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے

---

[1] اس حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگوں کی عقلیں حیران ہوئی ہیں اور کئی توجیہیں بیان کی ہیں سب میں عمدہ یہ ہے کہ مشک بھی ایک خون ہے مگر جب اس میں خوشبو پیدا ہوگئی تو اس کا حکم خون کا نہ رہا اور پاک صاف کہلائی ایسے ہی پانی کا جب وصف بدل جائے تو وہ بھی اپنی اصلی حالت یعنی طہارت پر نہ رہے گا بلکہ ناپاک ہو جائے گا ۱۲ منہ [2] یعنی سب امتوں کے اخیر میں آئے ہیں اس روایت کو باب سے کچھ غرض نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس کو اور اس کے بعد والی روایت کو ایک ہی اسناد سے سنا تھا اس لیے دونوں کو یہاں بیان کر دیا ہے ۱۲ منہ [3] اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ پانی نجس ہو جائے گا کیونکہ اوپر زہری کا قول گزر چکا کہ پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا وصف نہ بدلے بلکہ یہ ممانعت بر طریق ادب اور تنزیہ کے ہے اس لیے کہ ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے سے پھر اس میں نہانے سے آدمی کو نفرت پیدا ہوتی ہے دوسرے اگر ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے کی اجازت ہو تو لوگ اتنا پیشاب کریں گے کہ آخر پانی کا وصف بدل جائے گا اور وہ نجس ہو جائے گا ۱۲ منہ [4] امام بخاری کا یہی مذہب ہے کہ نماز کے اندر جو نجاست لگ جائے اس سے نماز میں خلل نہیں آتا البتہ نماز شروع کرنے سے پہلے پاکی ضرور ہے ۱۲ منہ [5] اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اس سے یہ نکلا کہ اگر نمازی کو نماز شروع کرتے وقت نجاست کا علم نہ ہو اور وہ نجس کپڑے سے نماز شروع کر دے پھر نماز کے اندر یا نماز سے فراغت کے بعد علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے گو وقت باقی ہو لیکن شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اعادہ واجب ہے ۱۲ منہ [6] ان اثروں کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے باسانید صحیح روایت کیا ہے ۱۲ منہ۔

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَا جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ

عمرو بن میمون سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کعبے کے پاس) سجدے میں تھے **دوسری سند** امام بخاری نے کہا مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابواسحاق سے کہا مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے کون جانتا ہے اور فلاں لوگوں نے جو اونٹنی کاٹی ہے اس کا بچہ دان لا کر جب محمدؐ سجدہ کریں ان کی پیٹھ پر رکھ دیتا ہے یہ سن کر ان میں کا بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط) اُٹھا اور اس کو لا کر دیکھتا رہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں پیٹھ پر رکھ دیا[1] عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں یہ دیکھ رہا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا کاش میرا کچھ زور ہوتا (تو میں بتلاتا)[2] وہ ہنسنے لگے (خوشی کے مارے) ایک پر ایک گرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے ہی میں پڑے رہے اپنا سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور آپ کی پیٹھ پر سے اس کو اٹھا کر پھینک دیا تب آپ نے اپنا سر اٹھایا اور دعا کی یا اللہ قریش سے سمجھ لے تین بار یہ فرمایا جب آپ نے ان کے لیے بددعا کی تو ان پر گراں گزرا ابن مسعودؓ نے کہا وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے (تو کہیں ہم پر اثر نہ ہو) پھر آپ نے نام لے کر فرمایا

---

[1] ان کا ذکر آگے خود اسی حدیث میں آتا ہے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز میں آپ کے بدن سے نجاست لگ گئی لیکن آپ نے نماز نہ توڑی ۱۲ منہ

[3] عبداللہ بن مسعود ہذلی تھے ان کی قوم کے لوگ اس وقت تک کافر تھے مکہ میں ان کا کوئی مددگار نہ تھا وہ کیا کر سکتے تھے ۱۲ منہ [4] کسی نے جا کر ان کو خبر کر دی وہ دوڑتی آئیں اور آپ کی پیٹھ پر سے یہ ساری نجاست پھینک دی اور کافروں کو گالیاں دینے لگیں اگرچہ یہ بچہ دان حلال جانور کا تھا مگر وہ ذبیحہ تھا مشرک کا جو مردار ہے اس کے علاوہ اس میں خون بھی شریک تھا تو نجس ہوا ۱۲ منہ

بِاَبِيْ جَهْلٍ وَّعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ نَحْفَظْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ؕ

یا اللہ ابوجہل سے سمجھ لے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط سے سمجھ لے اور عمرو بن میمون نے ساتویں شخص کا بھی نام لیا (عمارہ بن ولید کا) ہم کو یاد نہ رہا ابن مسعودؓ نے کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان[1] لوگوں کو دیکھا جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا کنوئیں میں مرے پڑے ہوئے تھے بدر کے کنوئیں میں۔

بَابُ ۱۶۸ الْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهٖ فِي الثَّوْبِ

باب تھوک اور رینٹ وغیرہ کپڑے میں لگنے کا بیان

قَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا

اور عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے زمانے میں نکلے پھر پوری حدیث بیان کی جو آگے آنے کی کہ آنحضرت صلعم نے جب تھوکا تو اس کو لوگوں میں سے کسی نہ کسی نے اپنے ہاتھ پر لیا اور منہ اور بدن پر مل لیا[2]

۲۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَوْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّلَهُ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) اپنے کپڑے میں تھوکا امام بخاری نے کہا سعید بن ابی مریم نے اس حدیث کو لمبا بیان کیا انہوں نے کہا ہم کو خبر دی یحییٰ بن ایوب نے کہا مجھ سے بیان کیا حمید نے کہا میں نے انس سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]

بَابُ ۱۶۹ لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ بِالنَّبِيْذِ وَلَا بِالْمُسْكِرِ

باب نبیذ[4] اور نشے والی شراب سے وضو درست نہیں

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَاَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ وَاللَّبَنِ

اور حسن اور ابوالعالیہ نے نبیذ سے وضو کرنا برا جانا اور عطاء نے کہا دودھ یا نبیذ سے وضو کرنے سے تو تیمم میرے نزدیک اچھا ہے۔

---

[1] یعنی ان میں کے اکثر لوگوں کو کیوں کہ عقبہ بن ابی معیط ملعون بدر سے ایک منزل پر مارا گیا اور عمارہ بن ولید حبش کے ملک میں مرا باقی سب بدر کے دن مارے گئے ان کی لاشیں اندھے کنوئیں میں پھینکوا دی گئیں کمبخت خسر الدنیا والآخرہ ہوئے ۱۲ منہ [2] تبرک کے لیے اس حدیث سے یہ نکلا کہ آدمی کا تھوک پاک ہے اگر منہ میں کوئی نجاست نہ ہو اور یہی باب کا مطلب ہے اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب الشروط میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انس سے معلوم ہو جائے اور یحییٰ بن سعید قطان کا یہ قول غلط ٹھہرے کہ حمید نے یہ حدیث ثابت سے سنی ہے انہوں نے ابونضرہ سے انہوں نے انسؓ سے ۱۲ منہ [4] نبیذ کہتے ہیں کھجور کے شربت کو جو میٹھا ہو ابھی اس میں نشہ نہ آیا ہو امام ابوحنیفہؒ نے اس سے وضو جائز رکھا ہے جب پانی نہ ملے اور شافعی اور احمد اور اہل حدیث کے نزدیک جائز نہیں امام بخاری کا بھی قول ہے حسن کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور ابوالعالیہ کے اثر کو دارقطنی نے اور عطاء کے اثر کو ابوداؤد نے وصل کیا ۱۲ منہ

٢٣٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ؕ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پینے کی چیز جو نشہ کرے وہ حرام ہے[1]

بَابُ غَسْلِ الْمَرْاَةِ اَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوْا عَلٰى رِجْلِيْ فَاِنَّهَا مَرِيْضَةٌ ؕ

باب عورت اگر اپنے باپ کے منہ سے خون دھوئے[2]

اور ابو العالیہ نے کہا (جب ان کے ایک پاؤں میں بیماری تھی) میرے پاؤں پر مسح کرو اس میں بیماری ہے۔[3]

٢٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَاَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اَحَدٌ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِتُرْسِهٖ فِيْهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَاُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ ؕ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے لوگوں نے ان سے پوچھا اس وقت میرے اور ان کے بیچ میں کوئی نہ تھا[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (جو احد کے دن) زخم لگا تھا اس میں کیا دوا لگائی تھی سہل نے کہا اب اس کا جاننے والا مجھ سے زیادہ کوئی باقی نہیں رہا حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آپ کے منہ سے خون دھو رہی تھیں (خون بند نہیں ہوتا تھا) آخر ایک بوریا جلایا وہ آپ کے زخم میں بھر دیا گیا[5]

بَابُ السِّوَاكِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ ؕ

باب مسواک کرنے کا بیان۔

اور ابن عباس نے کہا میں ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپ نے مسواک کی[6]

٢٤١ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهٗ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهٖ

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے غیلان بن جریر سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے اپنے باپ (ابو موسیٰ اشعریؓ) سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دیکھا تو آپ ہاتھ میں مسواک لیے ہوئے مسواک کر رہے تھے آپ

---

[1] اور جب حرام ہوئی تو وضو اس سے جائز نہ ہوگا کیونکہ وضو ایک عبادت ہے اور عبادت میں حرام چیز کا استعمال کیونکر جائز ہوگا ۱۲ منہ [2] اس سے غرض یہ ہے کہ نجاست کے دور کرنے میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور ابو العالیہ کے اثر سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں مدد لینا درست ہے اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] تو میں نے اچھی طرح ان سے سنا ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ سہل بن سعد مدینہ میں سب صحابہؓ کے بعد مرے ۱۲ منہ [5] معلوم ہوا کہ بوریے کی راکھ خون کو بند کر دیتی ہے اس حدیث سے دوا اور علاج کرنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ نکلا کہ دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں ۱۲ منہ [6] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے اس کتاب میں کئی جگہ نکالا ۱۲ منہ

يَقُوْلُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِيْ فِيْهِ كَأَنَّهٗ يَتَهَوَّعُ ۞

اع اع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی گویا قے کر رہے ہیں[۱]

۲۴۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ۞

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (نیند سے) اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے[۲]

بَابُ ۱۷۲ دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ

باب جو عمر میں زیادہ ہو پہلے اس کو مسواک دینا۔

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِيْ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهٗ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ۞

اور عفان بن مسلم نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں مسواک کر رہا ہوں اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے ایک عمر میں دوسرے سے بڑا تھا میں نے پہلے اس کو مسواک دے دی جو عمر میں چھوٹا تھا تب مجھ سے کہا گیا پہلے بڑے کو دے میں نے بڑے کو دے دی[۳] امام بخاری نے کہا اس حدیث کو نعیم بن حماد نے عبداللہ بن مبارک سے اختصار کے ساتھ روایت کیا انہوں نے اسامہؓ بن زید سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے۔

بَابُ ۱۷۳ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ

باب باوضو سونے کی فضیلت

۲۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور سے انہوں نے سعد ابن عبیدہ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنے سونے کی جگہ پر آئے تو نماز کا سا

[۱] معلوم ہوا سو کر اٹھے تو مسواک کرنا مستحب ہے اسی طرح قرآن پڑھتے وقت وضو کرتے وقت نماز پڑھتے وقت اور جب منہ میں بو معلوم ہو صرف روزہ دار کے لیے زوال کے بعد مسواک کرنا بعضوں نے مکروہ سمجھا ہے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث کو عفان تک ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابو نعیم اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] معلوم ہوا کہ بڑی عمر والے کو مقدم رکھنا چاہیے مسواک دینے میں اسی طرح کھلانے پلانے چلنے بات کرنے میں مہلب نے کہا یہ جب ہے کہ ترتیب سے بیٹھے نہ گئے ہوں اگر بیٹھ گئے ہوں تو داہنی طرف والے کو مقدم کرنا چاہیے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے مگر دھو کر استعمال کرنا مستحب ہے ۱۲ منہ

فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُّتَّ مِنْ لَّيْلَتِكَ فَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِكَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ؀

وضو کرے پھر داہنے کروٹ پر لیٹ[1] اور یوں دعا کر یا اللہ تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب کے ڈر سے میں نے اپنے تئیں تیرے سپرد کر دیا اور اپنا کام تجھ کو سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تجھ پر ٹیک دی (یعنی تجھ پر بھروسا کیا) تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ اور کہیں ٹھکانہ نہیں مگر تیرے ہی پاس یا اللہ میں تیری کتاب (قرآن) پر ایمان لایا جس کو تو نے اتارا اور تیرے نبیؐ پر جس کو تو نے بھیجا اب اگر تو اسی رات کو مر جائے تو اسلام پر رہے گا اور (ایسا کر) کہ یہ دعا تیرا آخری کلام ہو[2] براء نے کہا میں نے اس دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (یاد کرنے کے لیے) دہرایا جب اس جگہ پہنچا آمنت بکتابک الذی انزلت اس کے بعد میں نے یوں کہہ دیا اور رسولک آپ نے فرمایا نہیں یوں کہہ ونبیک الذی ارسلت[3]

[1] داہنی کروٹ پر لیٹنے سے زیادہ غفلت نہیں ہوتی اور تہجد کے لیے آنکھ کھل جاتی ہے ۱۲ منہ [2] اس کے بعد سو جا پھر کوئی دنیا کی بات نہ کر اگر دوسری دعائیں یا قرآن کی آیتیں پڑھے تو قباحت نہیں ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ ادعیہ اور اذکار ماثورہ میں جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان میں تصرف کرنا بہتر نہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الوضو کے آخر میں لائے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جیسے وضو آدمی بیداری کے اخیر میں کرتا ہے اسی طرح یہ حدیث کتاب الوضو کا خاتمہ ہے ۱۲ منہ ؀

تَمَّتْ

دوسرا پارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

كِتَابُ الْغُسْلِ

کتاب غسل کے بیان میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَقَوْلِهٖ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو (یعنی جنابت ہو) تو نہا لو اخیر آیت لعلکم تشکرون تک اور (سورہ نساء میں) فرمایا مسلمانو جب تم نشے میں ہو اخیر آیت عفواً غفوراً تک[1]۔

بَابُ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ

باب غسل سے پہلے وضو کرنا

۲۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِي الْمَاۤءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ الشَّعْرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاۤءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنا چاہتے تو (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے[2] پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے[3] پھر دونوں ہاتھوں سے تین چلوے کر اپنے سر پر ڈلتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے[4]۔

۲۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سالم بن الجعد سے انہوں نے

---

[1] ان دونوں آیتوں سے امام بخاری نے یہ بیان کیا کہ غسل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے ۱۲ منہ [2] غسل یہ ہے کہ سارا بدن پانی سے تر کرے ایسا کرنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن مسنون طریقہ غسل کا یہ ہے کہ پہلے وضو کرے امام بخاری نے اس باب میں اسی کو بیان کیا ۱۲ منہ [3] تاکہ بالوں کی جڑوں میں خوب پانی پہنچ جائے اور کوئی بال سوکھا نہ رہے حافظ نے کہا یہ خلال بالاتفاق واجب نہیں ہے مگر جب بال جمے ہوئے ہوں ایسے کہ پانی ان جڑوں میں نہ پہنچ سکے تو واجب ہے ۱۲ منہ [4] یہی مسنون غسل ہے اگر آدمی اسراف نہ کرے تو ایک صاع پانی میں بخوبی پورا ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ ۞

کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت میمونہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غسل جنابت میں) نماز کے وضو کی طرح وضو کیا فقط پاؤں نہیں دھوئے اور اپنی شرم گاہ کو دھویا اور جو آلائش لگ گئی تھی[1] پھر اپنے اوپر پانی بہایا پھر پاؤں سرکا کر[2] ان کو دھویا سالم نے کہا آپ کا جنابت کا غسل یہی تھا[3]

باب ۱۷۵ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ ۞

باب مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ (ایک برتن سے) غسل کرنا۔

۲۴۶ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ ۞

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کرتے وہ برتن کیا تھا ایک کونڈا جس کو فرق کہتے ہیں[4]

باب ۱۷۶ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ ۞

باب صاع اور اس کے برابر برتنوں سے غسل کرنا

۲۴۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے ابوبکر بن حفص نے کہا میں نے ابوسلمہؓ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا وہ کہتے تھے میں اور حضرت عائشہؓ کا ایک (رضاعی) بھائی (عبداللہ ابن یزید) ان کے پاس گئے ان کے بھائی نے ان سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] حافظ نے کہا اس روایت میں تقدیم تاخیر ہو گئی ہے شرم گاہ اور آلائش وضو سے پہلے دھونا چاہیئے جیسے دوسری روایتوں میں ہے پھر وضو کرنا صرف پاؤں نہ دھونا پھر غسل کرنا پھر پاؤں دھونا ۱۲ منہ [2] یعنی جہاں غسل کیا تھا وہاں سے ہٹا کر ۱۲ منہ [3] اس غسل میں وضو بھی ادا ہو جاتا ہے اب اس کے بعد نماز کے لیے پھر وضو کرنا ضرور نہیں ہے ۱۲ [4] فرق دو صاع کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا سولہ رطل کا یعنی تین صاع کا کیونکہ ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے ہمارے ملک کے حساب سے فرق تخمینا سات سیر کا ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کو اپنے مرد کی اور مرد کو اپنی عورت کی شرم گاہ دیکھنا درست ہے ۱۲ منہ [5] یہ ابوسلمہ حضرت عائشہ کی رضاعی بھانجے تھے بعضوں نے کہا حضرت عائشہ کے بھائی سے کثیر بن عبداللہ کوفی مراد ہیں بہرحال دونوں حضرت عائشہ کے محرم تھے اس لیئے انہوں نے ان کے سامنے غسل کیا پردہ ڈال کر اور ان لوگوں نے حضرت عائشہ کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے ۱۲ منہ

فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَحْوٍ مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَ اَفَاضَتْ عَلٰى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ وَبَهْزٌ وَّالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ ؛

(جنابت کا) غسل کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع برابر پانی ہوگا پھر انہوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اُن کے بیچ میں ایک پردہ پڑا تھا[1] امام بخاری نے کہا یزید بن ہارون اور بہز بن اسد اور جدی عبدالملک بن ابراہیم نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا اس میں یوں ہے ایک صاع کا انداز۔

۲۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ اٰدَمَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَاَبُوْهُ وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيْكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا يَكْفِيْنِيْ فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِيْ مَنْ هُوَ اَوْفٰى مِنْكَ شَعْرًا وَّخَيْرًا مِّنْكَ ثُمَّ اَمَّنَا فِيْ ثَوْبٍ ؛

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ ابن آدم نے کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے کہا ہم سے ابوجعفر (امام باقر) نے بیان کیا وہ اور ان کے والد (امام زین العابدین) جابرؓ کے پاس تھے اور لوگ بھی بیٹھے تھے انہوں نے جابرؓ سے غسل کو پوچھا انہوں نے کہا تم کو ایک صاع پانی کافی ہے ایک شخص (حسن بن محمد بن علی) نے کہا مجھ کو تو کافی نہیں جابرؓ نے کہا ان کو تو کافی ہوتا ہے جن کے بال تم سے زیادہ گھنے تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنی آنحضرتؐ) پھر ایک ہی کپڑے میں[2] انہوں نے ہماری امامت کی۔

۲۴۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوَى اَبُوْ نُعَيْمٍ ؛

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن زید سے انہوں نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین میمونہؓ دونوں (مل کر) ایک برتن[3] سے غسل کیا کرتے[4] امام بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ اپنی اخیر عمر میں اس حدیث کو یوں روایت کرتے تھے ابن عباسؓ سے انہوں نے میمونہؓ سے[5] اور صحیح وہی روایت ہے جو ابونعیم نے کی۔

[1] حضرت عائشہ نے خود نہا کر ان کو غسل کی تعلیم کی یہ تعلیم کا اچھا طریقہ ہے کہ کام کر کے دکھانا ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا حدیث کے خلاف جو کوئی جھگڑا کرے اس کو سختی سے سمجھانا چاہیے جیسے جابر نے حسن بن محمد بن حنفیہ کو سمجھایا ایک ہی کپڑے میں امامت کی یعنی صرف تہ بند میں حالانکہ ان کے پاس دوسرے کپڑے موجود تھے اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الصلوٰۃ میں آئیگا ۱۲ منہ [3] برتن سے مراد وہی فرق ہے جو اگلی حدیث میں گذرا یہ برتن اس زمانے میں مشہور و معروف ہوگا جس میں ایک صاع پانی سماتا ہوگا اور اس طرح سے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے پیدا ہوگی ۱۲ منہ [4] تو گویا یہ حدیث میمونہؓ کی مسند ٹھہری نہ ابن عباسؓ کی لیکن اوّل میں سفیان نے اس کو ابن عباس کی مسند قرار دیا جیسے ابونعیم نے روایت کیا دارقطنی نے بھی کہا کہ یہی صحیح ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۱۷۷ مَنْ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا

۲۵۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا۔

۲۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا

۲۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ لِي جَابِرٌ أَتَانِي ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ ثَلَاثَ أَكُفٍّ فَيُفِيضُهَا عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ فَقَالَ لِي الْحَسَنُ إِنِّي رَجُلٌ كَثِيرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا۔

بَابٌ ۱۷۸ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً

۲۵۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ

باب سر پر تین بار پانی بہانا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن صرد نے بیان کیا کہا مجھ سے جبیر بن مطعم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو (غسل میں) اپنے سر پر ایسے تین چلو بہاتا ہوں اور آپ نے دونوں ہاتھوں سے بتلایا[1]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے مخول بن راشد سے انہوں نے امام محمد باقر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (غسل جنابت میں) اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے معمر بن یحییٰ بن سام نے کہا مجھ سے ابو جعفر (امام محمد باقر) نے بیان کیا مجھ سے جابر نے کہا تمہارے چچا کے بیٹے[2] اُن کی مراد حسن بن محمد بن حنفیہ سے تھی میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا جنابت کا غسل کیوں کر کرنا چاہیئے میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین لپ پانی لیتے تھے ان کو اپنے سر پر بہاتے تھے ان کو اپنے سر پر بہاتے تھے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے تھے حسن بن محمد مجھ سے کہنے لگے میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تم سے بھی زیادہ تھے[3]

باب ایک ہی بار نہانا[4]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد

---

[1] ابو نعیم نے مستخرج میں نکالا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا صحیح مسلم میں ہے کہ انہوں نے جھگڑا کیا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ میں تو اس طرح کرتا ہوں یعنی دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی لے کر سر پر ڈالتا ہوں ۱۲ منہ [2] مجازاً کہا دراصل وہ اُن کے باپ یعنی امام زین العابدین کے چچا زاد بھائی تھے کیونکہ محمد بن حنفیہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے بھائی تھے جو حسن کے باپ ہیں جنہوں نے جابرؓ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا ۱۲ منہ [3] آپ کو یہ تین بار سر پر پانی ڈالنا کافی ہو جاتا تھا تم کو کیوں نہیں کافی ہوگا ۱۲ منہ [4] یعنی غسل میں ایک ہی بار سارے بدن پر پانی ڈالنا کافی ہے گو باب کی حدیث میں ایک بار کی صراحت نہیں ہے مگر مطلق پانی بہانا مذکور ہے جو ایک ہی بار پر محمول ہوگا اور اسی سے ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ

ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ۔

نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا ام المومنین حضرت بی بی میمونہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کے لیے پانی رکھا آپ نے (پہلے) اپنے ہاتھ دو بار یا تین بار دھوئے پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور شرم گاہوں کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے (سارے) بدن پر پانی بہایا پھر (جہاں نہا رہے تھے) وہاں سے سرک کر دونوں پاؤں دھوئے۔

بابٌ ۱۷۹ مَنْ بَدَاَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ

باب حلاب یا خوشبو سے غسل شروع کرنا[۱]

۲۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثنا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهٖ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى وَسَطِ رَاْسِهٖ ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد) نے انہوں نے حنظلہ بن ابی سفیان سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنے لگتے تو حلاب کے برابر کوئی چیز (یعنی برتن منگواتے پھر[۲] (پانی کا) چلو لیتے پہلے سر کے داہنے حصے پر پانی ڈالتے پھر (چلو لے کر) بائیں حصے پر ڈالتے پھر (چلو لیکر) چندیا پر ڈالتے۔

بابٌ ۱۸۰ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ ۔

باب غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا[۳]

---

[۱] بعضوں نے کہا ہے کہ عالم کو کتنا ہی بڑا عالم ہو غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں ہے امام بخاری سے بھی اس مقام پر غلطی ہوئی انہوں نے حلاب کے معنے حدیث میں یہ سمجھے کہ وہ کوئی لگانے کی چیز ہے حالانکہ حلاب کے معنے ایک برتن کے ہیں جس میں عرب لوگ دودھ دوہا کرتے ہیں اور امام مسلم نے حلاب کے صحیح معنے سمجھے اور اس حدیث کو فرق اور رصاع سے غسل کرنے کی حدیثوں کے ساتھ روایت کیا بعضوں نے کہا امام بخاری نے غلطی نہیں کی بلکہ حلاب کے معنے برتن ہی کے لیے اور ترجمہ باب کا یہ مطلب ہے کہ خواہ غسل پہلے پانی سے شروع کرے جو حلاب ایسے برتن میں بھرا ہو بعد غسل کے خوشبو لگائے یا خوشبو لگا کر پھر نہائے اور باب کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت کیا اور دوسرے مطلب کے لیے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جو سات بابوں کے بعد بیان کی کہ آپ نے خوشبو لگانے کے بعد عورتوں سے صحبت کی اور صحبت کے بعد غسل کیا ہے تو غسل سے پہلے خوشبو لگانا ثابت ہوا ۱۲ منہ [۲] شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد بعضے بیجوں کا شیرہ ہے جو عرب لوگ غسل سے پہلے بدن میں لگایا کرتے تھے مترجم کہتا ہے جیسے ہندوستان میں صابون یا بٹنا یا تیل اور بیسن ملا کر پہلے ملتے ہیں مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے حلاب کا جو معنی لکھا ہے وہ مجھ کو عرب کی لغت میں نہیں ملا بعضوں نے اس کو جلاب پڑھا ہے جیم سے جو معرب ہے گلاب کا واللہ اعلم ۱۲

[۳] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں ہے کیونکہ غسل جنابت میں وضو واجب نہیں ہے اور آپ نے جو کلی کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۵۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَاَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَاَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ کو سالم بن ابی الجعد نے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا ہم سے میمونہؓ نے بیان کیا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی (ایک برتن میں) ڈالا آپ نے پہلے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنی شرم گاہ دھوئی پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور مٹی سے رگڑا پھر (پانی سے) اس کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے پھر رومال لایا آپ نے اس سے نہیں پونچھا[1]

بَابٌ ۱۸۱ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ اَنْقٰى

باب (غسل میں) مٹی سے ہاتھ رگڑنا کہ خوب صاف ہو جائے۔

۲۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل شروع کیا تو پہلے اپنے (بائیں) ہاتھ سے شرم گاہ کو دھویا پھر وہ ہاتھ دیوار پر رگڑا[2] پھر اس کو (پانی سے) دھویا پھر نماز کے وضو کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور ناک میں پانی ڈالا تو وضو پورا کرنے کے لیے اہل حدیث اور امام احمد بن حنبل یہ فرماتے ہیں کہ وضو اور غسل دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک وضو میں سنت ہیں اور غسل میں فرض ہیں (حواشی صفحہ ہذا) [1] امام ابن قیم نے فرمایا کہ وضو کے بعد اعضا پونچھنے میں کوئی صحیح حدیث نہیں آئی بلکہ غسل کے بعد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ رومال آیا آپ نے واپس کر دیا نہیں پونچھا نووی نے کہا اس میں بہت اختلاف ہے بعضے وضو اور غسل دونوں میں پونچھنا مکروہ جانتے ہیں بعضے دونوں میں پونچھنا مستحب جانتے ہیں بعضے وضو میں مکروہ جانتے ہیں غسل میں نہیں بعضوں نے کہا پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں ہمارے نزدیک یہی مختار ہے ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے جو روایت اوپر گزر چکی وہ اس سے زیادہ صاف ہے اس میں یہ ہے کہ ہاتھ کو زمین پر مارا اور مٹی سے رگڑا اگرچہ یہ وہی حدیث ہے مگر سند دوسری ہے امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کو کئی بار مختلف مسائل نکالنے کے لئے بیان کرتے ہیں مگر جدا اسنادوں سے تاکہ تکرار بے فائدہ نہ ہو ۱۲ منہ

لِلصَّلٰوۃِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِہٖ غَسَلَ رِجْلَیْہِ ۞

بَابٌ ۱۸۲ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ قَبْلَ اَنْ يَّغْسِلَهَا اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى يَدِهٖ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ وَاَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاۗءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهٗ فِي الطَّهُوْرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَاْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ۞

۲۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاۗءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَيْدِيْنَا فِيْهِ ۞

۲۵۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهٗ ۞

۲۵۹ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى

طرح وضو کیا جب غسل سے فارغ ہوئے تو دونوں پاؤں دھوئے۔

باب اگر جس کو نہانے کی حاجت ہو وہ اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے اور اس کے ہاتھ پر سوا جنابت کے اور کوئی نجاست نہ ہو تو کیا حکم ہے[۱] اور عبداللہ بن عمر اور براء بن عازب نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا بن دھوئے پھر وضو کیا[۲] اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ نے اُن چھینٹوں میں کوئی قباحت نہیں دیکھی جو جنابت کے غسل میں اڑیں[۳]۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے ہم دونوں کے ہاتھ باری باری اس میں پڑتے[۴]

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنے لگتے تو (پہلے) اپنا ہاتھ دھوتے[۵]

ہم سے بیان کیا ابوالولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے ابوبکر بن حفص سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر جنب کے ہاتھ پر اور کوئی نجاست نہ ہو اور وہ ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے تو پانی نجس نہ ہوگا کیوں کہ جنابت نجاست حکمی ہے حقیقی نہیں ۱۲

[۲] ابن عمر کے اثر کو سعید بن منصور اور براء کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا گو ان میں جنب کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے جنابت کو حدث پر قیاس کیا کیونکہ دونوں حکمی نجاست ہیں اور ابن ابی شیبہ نے شعبی سے نکالا کہ آنحضرتؐ کے اصحاب اپنے ہاتھ پانی میں ڈال دیتے بن دھوئے حالانکہ وہ جنب ہوتے ۱۲ منہ

[۳] اور پانی کے برتن میں پڑیں گو جنب کا بدن نجس ہوتا تو جس برتن میں یہ چھینٹیں پڑ جاتیں وہ بھی نجس ہو جاتا ۱۲ منہ

[۴] یعنی کبھی میرا ہاتھ اور کبھی آپ کا ہاتھ پانی لینے کے لیے برتن میں پڑتا دوسری روایت میں یوں ہے کہ کبھی میرے اور آپ کے ہاتھ دونوں مل جاتے ۱۲ منہ

[۵] اوپر کی حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہ دونوں کے ہاتھ برتن میں پڑتے حالانکہ وہ اس وقت جنب ہوتے تو معلوم ہوا کہ جنب کو برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہے اور اس حدیث کو لانے سے یہ غرض ہے کہ جب ہاتھ پر نجاست کا شبہ ہو تو ہاتھ دھو کر برتن میں ڈالنا چاہیے یا دھو کر ہاتھ ڈالنا مستحب ہے اور بن دھوئے جائز ہے ۱۲ منہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ مِّنْ جَنَابَۃٍ وَّعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ مِثْلَہٗ ؕ

(دونوں مل کر) جنابت کی حالت میں ایک برتن سے نہاتے اور شعبہ نے عبدالرحمان بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ایسے ہی روایت کی۔

۲۶۰ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَّقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَۃُ مِنْ نِّسَآئِہٖ یَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ وَّوَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ عَنْ شُعْبَۃَ مِنَ الْجَنَابَۃِ ؕ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن جبیر سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیبیوں میں سے ایک بی بی (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے مسلم بن ابراہیم اور وہب ابن جریر کی روایت میں شعبہ سے (اتنا زیادہ ہے) جنابت کا [1]

بَابٌ ۱۸۳ مَنْ اَفْرَغَ بِیَمِیْنِہٖ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الْغُسْلِ ؕ

باب غسل میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالنا۔

۲۶۱ - حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ مَّوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَّیْمُوْنَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَّسَتَرْتُہٗ فَصَبَّ عَلٰی یَدِہٖ فَغَسَلَھَا مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ قَالَ سُلَیْمَانُ لَآ اَدْرِیْ اَذَکَرَ الثَّالِثَۃَ اَمْ لَا ثُمَّ اَفْرَغَ بِیَمِیْنِہٖ عَلٰی شِمَالِہٖ فَغَسَلَ فَرْجَہٗ ثُمَّ دَلَکَ یَدَہٗ بِالْاَرْضِ اَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ وَغَسَلَ رَاْسَہٗ ثُمَّ صَبَّ عَلٰی جَسَدِہٖ ثُمَّ تَنَحّٰی فَغَسَلَ قَدَمَیْہِ فَنَاوَلْتُہٗ خِرْقَۃً فَقَالَ بِیَدِہٖ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے سالم ابن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہانے کا پانی رکھا اور (ایک کپڑے) سے آپ پر آڑ کری آپ نے (پہلے) اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اس کو ایک بار یا دو بار دھویا اعمش نے کہا میں نہیں جانتا سالم بن ابی الجعد نے ہاتھ کا تیسری بار دھونا بیان کیا یا نہیں پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر رگڑ دیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا (پھر سارے) بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے میں نے آپ کو (پونچھنے کے لیے)

[1] یعنی یہ غسل جنابت کا ہوتا حافظ نے کہا اسماعیلی نے وہب کی روایت کو نکالا لیکن اس میں یہ زیادت نہیں ہے قسطلانی نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے کیونکہ مسلم بن ابراہیم تو امام بخاری کے شیخ ہیں اور وہب نے بھی جب وفات پائی تو امام بخاری کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی کیا عجب ہے اُن سے سنا ہو ۱۲ منہ

هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا:

بَابُ ۱۸۴ تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُهُ:

۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ:

بَابُ ۱۸۵ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ:

۲۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

ایک کپڑا دیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا (ہٹاؤ) اس کو نہیں لیا[1]

باب وضو اور غسل کے بیچ میں ٹھہر جانا[2]

اور عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے پاؤں اس وقت دھوئے جب وضو سوکھ چکا تھا[3]

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے انہوں نے ابن عباس سے کہ ام المومنین میمونہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہانے کا پانی رکھا آپ نے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اُن کو دو بار یا تین بار دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور (بائیں ہاتھ سے) شرم گاہوں کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنا سر تین بار دھویا پھر اپنے (سارے) بدن پر پانی بہایا پھر وہاں سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے[4]

باب جماع کے بعد (بے غسل کیے) پھر جماع کرے تو کیسا اور جو کوئی اپنی سب عورتوں پاس ہو آئے پھر ایک ہی غسل کرے[5]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے (محمد بن ابراہیم) ابن ابی عدی اور یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے

[1] امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں چاہتا ۱۲ منہ [2] یعنی موالاۃ نہ کرنا ابو حنیفہ اور شافعی کے نزدیک موالاۃ واجب نہیں ہے امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے اور امام احمد اور امام مالک کے نزدیک یہ واجب ہے ۱۲ منہ [3] اس اثر کو امام شافعی نے ام میں نکالا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بازار میں وضو کیا تو منہ دھویا ہاتھ دھوئے سر پر مسح کیا پھر ایک جنازے کے لیے بلائے گئے تو مسجد میں آئے اس پر نماز پڑھنے کو وہاں اپنے اپنے موزوں پر مسح کیا اور جنازے کی نماز پڑھی حافظ نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے ۱۲ منہ [4] یہیں سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ موالاۃ واجب نہیں ہے کیونکہ آپ نے سارا وضو کر لیا پاؤں نہیں دھوئے یہاں تک کہ غسل سے فارغ ہوئے تب پاؤں دھوئے ۱۲ منہ [5] امام بخاری نے جو حدیث اس باب میں بیان کی اس کے ایک طریق میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیوں کا دورہ کر لیتے ایک ہی غسل سے اس پر اتفاق ہے کہ ہر جماع کے لیے جداگانہ غسل کرنا واجب نہیں ہے لیکن بعضوں نے کہا وہ مستحب ہے بعضوں نے کہا ہر جماع کے بعد وضو کر لے ظاہریہ نے کہا یہ واجب ہے ۱۲ منہ

شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا ⁘

ابراہیم بن محمد بن منتشر سے سنا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کا قول (جو آگے آتا ہے) حضرت عائشہؓ سے بیان کیا انہوں نے کہا اللہ ابو عبدالرحمٰن[1] پر رحم کرے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگاتی پھر آپ اپنی (سب بیبیوں کے پاس ہو آتے پھر دوسرے دن احرام باندھے ہوئے خوشبو جھاڑتے رہتے[2]

۲۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ ⁘

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا ہم سے انسؓ بن مالک نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کا رات اور دن کو ایک گھڑی میں دورہ کر لیتے (سب سے صحبت کر آتے[3]) اور آپ کی گیارہ عورتیں تھیں[4] قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا کیا آپ میں اتنی طاقت تھی انسؓ نے کہا ہم (آپس میں یوں) کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت ملی ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے یوں روایت کیا کہ انسؓ نے ان سے (گیارہ عورتوں کے بدل) نو عورتیں کہیں۔

بَابُ ۱۸۶ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوءِ مِنْهُ

باب مذی کا دھونا اور مذی سے وضو لازم ہونا

۲۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَسَأَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ

ہم سے ابو الولید ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے ابو حصین عثمان بن عاصم سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن حبیب) سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا میری مذی[5] بہت نکلا کرتی تھی میں نے ایک شخص (مقداد بن اسود سے) کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھو کیونکہ آپ کی صاحبزادی[6]

---

[1] ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے ان کا قول آگے مذکور ہوگا کہ میں بات کو پسند نہیں کرتا کہ احرام کی حالت میں ہوں اور میرے بدن سے خوشبو جھڑ رہی ہو ۱۲ منہ [2] بعضوں نے اسی سے ترجمہ باب نکالا ہے اس لیے کہ اگر آپ ہر بی بی کے پاس جا کر غسل کیے ہوتے تو خوشبو کا نشان آپ کے مبارک جسم پر باقی نہ رہتا جھاڑنا کیسا جھاڑنے سے مراد ہے کہ بدن سے اس کے ذرے گرتے جاتے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ہر ایک بی بی کے پاس جا کر علیحدہ غسل کرتے تو بہت وقت صرف ہوتا ایک گھڑی میں سب کا دورہ ختم نہیں ہو سکتا تھا ۱۲ منہ [4] نو بیبیاں اور دو حرمین ماریہ اور ریحانہ ۱۲ منہ [5] مذی کا بیان اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [6] یعنی حضرت فاطمہؓ اور داماد کو ایسی باتیں خسر سے کرنے میں شرم دامنگیر ہوتی ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ؕ

میرے نکاح میں تھیں انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلے تو) وضو کر ڈال اور اپنا ذکر دھوے[1]

بَابُ ۱۸۷ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ اَثَرُ الطِّيبِ ؕ

باب خوشبو لگا کر نہانا اور خوشبو کا اثر رہ جانا

۲۶۶ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ وَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا ؕ

ہم سے ابو النعمان (محمد بن فضل) نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے ابراہیم بن محمد بن منتشر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اور ان سے عبداللہ ابن عمر کا یہ قول بیان کیا میں پسند نہیں کرتا کہ صبح کو احرام باندھے ہوں خوشبو جھاڑ رہا ہوں[2] حضرت عائشہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی پھر آپ اپنی سب) عورتوں کے پاس گھوم آئے پھر صبح کو احرام باندھا[3]

۲۶۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؕ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں جب آپ احرام باندھے ہوتے تھے[4]

بَابُ ۱۸۸ تَخْلِيلِ الشَّعْرِ حَتَّى اِذَا ظَنَّ اَنَّهُ قَدْ اَرْوَى بَشَرَتَهُ اَفَاضَ عَلَيْهِ ؕ

باب بالوں میں خلال کرنا جب یہ سمجھ لے کہ بدن (بالوں کے اندر) بھگو چکا تو اُن پر پانی بہانا۔

[1] یعنی مرضا حشفہ کا مقام بعضوں نے کہا سارا ذکر دھوئے یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ مذی کو دھوئے اور اس کے نکلنے سے وضو کرے اگر کپڑے میں مذی لگ جائے تو اس پر پانی چھڑک دینا کافی ہے جیسے امام ترمذی کی روایت میں ہے ۱۲ منہ [2] گویا عبداللہ بن عمر نے اس کو مکروہ جانا کہ آدمی احرام سے پہلے ایسے خوشبو لگائے جس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے ۱۲ منہ [3] باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلا کہ جب آپ سب عورتوں سے صحبت کر آئے تو ضرور غسل کیا ہوگا تو خوشبو لگانے کے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپ کے جسم میں باقی رہا تھا ورنہ ابن عمر کے قول کا رد کیوں کر ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو نہانے سے پہلے اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مسنون ہے ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے جو اوپر گزری تو قصہ ایک ہے یا اس طرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا غسل ضرور کیا ہوگا تو ثابت ہوا خوشبو کے بعد غسل کرنا ۱۲ منہ [5] یعنی جنابت کے غسل میں انگلیاں بھگو کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرے جب یہ معلوم ہو جائے کہ سر یا داڑھی کے اندر چمڑہ بھیگ گیا تب بالوں پر پانی بہائے یہ خلال غسل میں امام مالک کے نزدیک واجب ہے اوروں کے نزدیک سنت ہے ۱۲ منہ

۲۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهٖ شَعْرَهٗ حَتّٰى اِذَا ظَنَّ اَنَّهٗ قَدْ اَرْوٰى بَشَرَتَهٗ اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ وَقَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا ؁

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو (پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور جیسے نماز کے لیے وضو کیا کرتے ویسا ہی وضو کرتے پھر غسل شروع کرتے تو اپنے ہاتھ سے بالوں کا خلال کرتے (آپ کے بال بہت گھنے تھے) جب آپ یہ سمجھ لیتے کہ اندر کا بدن بھیگ چکے تو تین بار بالوں پر پانی بہاتے پھر اپنا باقی پنڈا دھوتے اور حضرت عائشہؓ نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک ہی برتن سے نہاتے اس میں سے دونوں چلو لیتے جاتے۔

باب ۱۸۹ مَنْ تَوَضَّاَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهُ مَرَّةً اُخْرٰى

باب جنابت میں وضو کر لینے کے بعد باقی پنڈا دھونا اور وضو کے اعضا کو دوبارہ نہ دھونا[۱]

۲۶۹ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَ الْجَنَابَةِ فَاَكْفَاَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ

ہم سے یوسف بن عیسٰی نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن موسٰی نے کہا ہم کو اعمش نے خبر دی انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے میمونہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کا پانی رکھا تو (پہلے) آپ نے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالا پھر اپنی شرم گاہ دھوئی پھر اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر دو یا تین بار رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر اپنا پنڈا دھویا پھر ایک طرف

---

[۱] باب کی حدیث سے باب کا مطلب نکلنا دشوار ہے اگر اس باب میں امام بخاری اگلے باب کی حدیث لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا کیونکہ اس میں یہ ہے پھر اپنا باقی پنڈا دھویا بعضوں نے کہا اس حدیث میں جو ہے کہ پھر اپنا پنڈا دھویا تو اس سے یہ مراد ہے کہ باقی یعنی جس کو وضو میں نہیں دھویا تھا بعضوں نے کہا اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ایک طرف سرک کر اپنے پاؤں دھوئے اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اگر اعضائے وضو کو دوبارہ دھویا ہوتا تو وہاں سے ہٹ کر صرف پاؤں دھونے کی کیا ضرورت تھی پاؤں تو سارے اعضا کے ساتھ دھل چکے تھے ۱۲ منہ [۲] یعنی باقی پنڈا ظاہر یہی ہے تو ترجمہ باب نکل آئے گا ۱۲ منہ

ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهِ ۔

بَابُ ۱۹۰ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ خَرَجَ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ ۔

۲۷۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ ۔

بَابُ ۱۹۱ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

۲۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے ام المومنین میمونہؓ نے کہا پھر میں ایک کپڑا لے کر آئی آپؐ نے اس کو نہیں پسند کیا اور ہاتھ سے پانی جھٹکنے لگے۔

باب جب کوئی شخص مسجد میں ہو اور اس کو یاد آئے کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہے تو اسی طرح نکل جائے اور تیمم نہ کرے[۱]

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر ہوگئیں لوگ کھڑے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرے سے) برآمد ہوئے جب نماز کی جگہ پر کھڑے ہوگئے اس وقت آپ کو یاد آیا کہ آپ کو نہانے کی حاجت ہے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم یہیں ٹھیرے رہو پھر آپ لوٹ گئے[۲] اور غسل کیا پھر باہر ہمارے پاس برآمد ہوئے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے اللہ اکبر کہا (نماز شروع کی) ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی عثمان بن عمرؓ کے ساتھ اس حدیث کو عبدالاعلیٰ نے بھی معمر سے روایت کیا انہوں نے زہری سے اور اوزاعی نے بھی اس کو زہری سے روایت کیا[۳]

باب جنابت کا غسل کر کے دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا[۴]

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو ابوحمزہ محمد بن میمون نے خبر دی کہا میں نے اعمش سے سنا انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حضرت میمونہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا اور

---

[۱] بدن پونچھنے کو ۱۲ منہ [۲] ثوری اور اسحاق اور بعض مالکیہ کا یہ قول ہے کہ ایسی حالت میں تیمم کرے پھر مسجد سے نکلے امام بخاری نے اس کو رد کیا ۱۲ منہ [۳] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر جنب غسل میں دیر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر تکبیر میں اور نماز شروع کرنے میں کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی مصلحت تھی کہ امت کے لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہوا امام بخاری نے اس لفظ سے کہ پھر آپ لوٹ گئے باب کا ترجمہ نکالا کیونکہ آپ اسی طرح مسجد سے لوٹ گئے تیمم نہیں کیا ۱۲ منہ [۴] عبدالاعلیٰ کی روایت کو امام احمد نے نکالا اور اوزاعی کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الاذان میں ۱۲ منہ [۵] شافعیہ کی فقہ کی کتابوں میں اس کو اولیٰ کے خلاف یا مکروہ لکھا ہے یہ قول اس حدیث سے غلط ہوتا ہے جو امام بخاری لائے جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی اولیٰ ہے ۱۲ منہ

غُسلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ ؀

بَابُ ۱۹۲ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ ؀

۲۷۲ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا أَصَابَ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ ؀

بَابُ ۱۹۳ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ وَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ وَقَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ

ایک کپڑے سے آپ پر آڑ کر لی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ان کو دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ دھوئی پھر ہاتھ کو زمین پر مارا اور رگڑا پھر اس کو دھو لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ دھویا اور بانہیں دھوئیں پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے بدن پر بہایا پھر ایک طرف سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے میں آپ کو (پونچھنے کے لیے) ایک کپڑا دینے لگی آپ نے نہیں لیا آپ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے چلے[1]

باب غسل میں سر کے داہنے طرف سے شروع کرنا۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے انہوں نے حسن بن مسلم سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم میں سے جب کسی کو نہانے کی احتیاج ہوتی (یعنی جنابت) تو پہلے دونوں ہاتھ سے تین چلو لے کر اپنے سر پر ڈالتی[2] پھر ہاتھ سے پانی لیتی اور بدن کی داہنی جانب پر ڈالتی اور دوسرے ہاتھ سے لے کر بدن کی بائیں جانب ڈالتی[3]

باب اکیلے میں ننگا ہو کر نہانا جائز ہے اور جو ستر ڈھانپ کر (کپڑا باندھ کر) نہائے تو افضل ہے[4] اور بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے بہز کے دادا (معاویہ بن حیدہ) سے روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ زیادہ لائق ہے

---

[1] معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ وضو اور غسل میں بدن کپڑے سے نہ پونچھے ۱۲ منہ [2] پہلا چلو داہنے جانب دوسرا بائیں جانب تیسرا چندیا پر جیسے باب من بدء بالحلاب اوالطیب میں گزرا اور امام بخاریؒ نے اس حدیث میں اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا تو ترجمہ باب سے مطابقت ہو گئی بعضوں نے کہا ترجمہ باب آگے کے جملے سے نکلتا ہے یعنی ثم تاخذ بیدہا علی شقہا الایمن سے اس میں ضمیر سر کی طرف پھرتی ہے یعنی پھر سر کے داہنے طرف پر ہاتھ سے پانی ڈالتی اور سر کی بائیں طرف پر دوسرے ہاتھ سے صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے ۱۲ منہ [3] کرمانی نے کہا باب کا ترجمہ اس سے نکل آیا کیونکہ بدن میں سر سے لے کر قدم تک داخل ہے ۱۲ منہ [4] ابن ابی لیلیٰ نے اکیلے میں بھی ننگا نہانا ناجائز رکھا ہے امام بخاریؒ نے اس کا رد کیا اگرچہ اس میں ستر ڈھانپ کر نہانا افضل ہے ۱۲ منہ

يَسْتَحْيِي مِنْهُ مِنَ النَّاسِ ؂

۲۷۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَجَمَحَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى وَقَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ

کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت لوگوں کے[1]

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے ایک کو ایک دیکھتا رہتا[2] اور اور موسیٰ علیہ السلام (کی عادت تھی وہ) اکیلے ہو کر (ننگے) نہاتے[3] بنی اسرائیل کہنے لگے قسم خدا کی موسیٰ جو ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں[4] ایک بار (ایسا ہوا) موسیٰؑ اپنا کپڑا ایک پتھر پر رکھ کر نہانے لگے پتھر (اللہ کے حکم سے) ان کا کپڑا لے بھاگا موسیٰ اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے لپکے او پتھر میرا کپڑا دے او پتھر میرا کپڑا دے[5] یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو (ننگا) دیکھ لیا اور کہنے لگے (ہم غلط سمجھے تھے) قسم خدا کی موسیٰ میں کوئی بیماری نہیں ہے[6] اور پتھر تھم گیا موسیٰؑ نے اپنا کپڑا لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے ابوہریرہؓ نے کہا خدا کی قسم پتھر میں چھ یا سات نشان ہیں حضرت موسیٰؑ کی مار کے اور اسی سند سے ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک بار ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے[5] ان پر سونے کی ٹڈیاں لگی گرنے وہ اپنے کپڑے میں پکڑ پکڑ کر

[1] اس کو امام احمد وغیرہ اصحاب سنن نے نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے پوری حدیث یوں ہے میں نے عرض کیا ہم کن شرم گاہوں پر تصرف کریں اور کن کو چھوڑ دیں آپ نے فرمایا اپنی شرم گاہ بچائے رکھ مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں کوئی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اللہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت لوگوں کے ۱۲ منہ [2] شاید ان کی شریعت میں یہ جائز ہوگا ورنہ حضرت موسیٰؑ ضرور ان کو منع کرتے بعضوں نے کہا جائز نہ تھا اور حضرت موسیٰؑ اس سے منع کرتے تھے مگر وہ نہیں مانتے تھے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور حضرت ایوب کا فعل نقل کیا اور اس پر انکار نہیں کیا ۱۲ منہ [4] اس شرم سے وہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے کہ ان کا عیب کھل جائے گا ۱۲ منہ [5] جب اس پتھر نے عقل والوں کا سا کام کیا تو حضرت موسیٰ نے بھی اس کو اس طرح پکارا جیسے عقل والوں کو پکارتے ہیں ۱۲ منہ [6] شاید حضرت موسیٰ کی شریعت میں ستر عورت واجب نہ تھا یا یہ خاص موقع تھا اور ضرورت کے وقت یا تہمت کو دفع کرنے کے لیے ستر کھولنا درست ہے ۱۲ منہ [7] یہ دوسرا معجزہ تھا حضرت موسیٰؑ کا پتھر کا کپڑا لے بھاگنا ایک معجزہ تھا ۱۲ منہ [8] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا ؞

رکھنے لگے اس وقت ان کے مالک (خدا) نے ان کو پکارا[1] کیا میں نے ان چیزوں سے جو دیکھتا ہے تجھے بے پرواہ نہیں کیا[2] ایوب نے کہا بے شک تیری عزت کی قسم (تو نے مجھے بہت کچھ دیا ہے) مگر تیرے کرم سے کہیں میں بے پرواہ ہو سکتا ہوں[3] اور اس حدیث کو[4] ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ ایوبؑ ایک بار ننگے نہا رہے تھے ۔ (آخیر تک)۔

باب ۱۹۴ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ ؞

باب لوگوں کے سامنے اگر نہائے تو استر ڈھانپ کر آڑ کر کے ۔

۲۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ ؞

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابو النضر سالم بن ابی امیہ سے جو عمر بن عبید اللہ کے غلام تھے ان سے ابو مرہ نے بیان کیا جو ام ہانیؓ بنت ابی طالب کے غلام تھے انہوں نے ام ہانیؓ سے سنا جو ابو طالب کی بیٹی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ پر آڑ کیے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا کون عورت ہے میں نے کہا میں ام ہانی ہوں[5]

۲۷۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن

[1] معلوم ہوا کہ اللہ کے کلام میں آواز ہے اور متعدد آیتوں اور حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی تجھ کو میں نے اتنا مال اور دولت نہیں دیا کہ تجھ کو ان ٹڈیوں کی حاجت نہ پڑے ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ کیا عمدہ جواب دیا یعنی بندہ اور غلام کتنا ہی مالدار اور دولتمند ہو جائے مگر کیا اپنے مالک کا محتاج نہیں رہتا ضرور محتاج رہتا ہے استغنا اور بے پرواہی مالک ہی کی شان ہے ہم سب اس کے محتاج ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی ابراہیم بن طہمان نے امام بخاری نے ابراہیم بن طہمان سے نہیں سنا تو یہ تعلیق ہوگی حافظ نے کہا اس کو نسائی اور اسماعیلی نے وصل کیا [5] شاید پردہ موٹا ہوگا اس میں سے اچھی طرح صورت نظر نہ آئی ہوگی ورنہ آپ ام ہانی کو پہچان لیتے اور اتنا آپ کو معلوم ہوگیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد بغیر اجازت لیے اندر کیونکر آ سکتا تھا ۔ ۱۲ منہ

عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ ۞

عباسؓ سے انہوں نے ام المومنین حضرت میمونہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آڑ کی آپ جنابت کا غسل کر رہے تھے (تو پہلے) آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اپنی شرمگاہ دھوئی اور جو لگ گیا تھا وہ دھویا پھر اپنا ہاتھ دیوار پر پھرایا زمین پر پھر جیسے نماز کا وضو کیا کرتے تھے ویسا وضو کیا فقط پاؤں نہیں دھوئے پھر اپنے (سارے) بدن پر پانی ڈالا پھر ایک طرف سرک کر اپنے پاؤں دھوئے سفیان کے ساتھ اس حدیث میں ابو عوانہ اور محمد بن فضیل نے بھی پردے کا ذکر کیا[1]

بَابٌ ۱۹۵ إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ ۞

باب عورت کو احتلام ہونے کا بیان۔

۲۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ ۞

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے کہ ام سلیمؓ ابوطلحہ انصاری کی بی بی (جو انسؓ کی والدہ تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سچی بات میں نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو تو اس کو بھی نہانا چاہیئے آپ نے فرمایا ہاں (بے شک) جب وہ (جاگ کر) منی دیکھے[2]

بَابٌ ۱۹۶ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ ۞

باب جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو اس کے پسینے کا اور مسلمان کے ناپاک نہ ہونے کا بیان۔

۲۷۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے حمید طویل نے کہا ہم سے بکر بن عبداللہ نے انہوں نے ابو رافع (نفیع) سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک رستے میں ان سے ملے ان کو نہانے

[1] ابو عوانہ کی روایت تو امام بخاری خود اس سے پہلے نکال چکے ہیں اور محمد بن فضیل کی روایت کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں نکالا ۱۲

[2] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے بعضوں نے کہا احتلام سب عورتوں کو نہیں ہوتا لیکن بعضوں نے کہا غرض یہ کہ عورت کا حکم بھی اس باب میں مرد کا سا ہے اگر جاگ کر منی کی تری بدن یا کپڑے پر پائے تو غسل کرے ورنہ غسل لازم نہیں ۱۲ منہ

وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ٭

کی حاجت تھی ابو ہریرہؓ نے کہا میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے پھر آیا آپ نے فرمایا ابو ہریرہ تو کہاں تھا میں نے عرض کیا مجھ کو نہانے کی حاجت تھی تو میں نے بغیر طہارت کے آپ کے ساتھ بیٹھنا برا جانا آپ نے (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ مومن بھی کہیں نجس ہوتا ہے[۱]

بَابٌ ۱۹ الْجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ ٭

باب جنب گھر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل پھر سکتا ہے اور عطاء نے کہا[۲] جنب پچھنے لگا سکتا ہے اور اپنے ناخون تراش سکتا ہے اور سر منڈا سکتا ہے گو اس نے وضو نہ کیا ہو۔

۲۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ ٭

ہم سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انس بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کے پاس ایک ہی رات میں ہو آتے (سب سے صحبت کر لیتے) اور ان دنوں آپ کی نو بیبیاں تھیں[۳]

۲۷۹ - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ٭

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے بکر بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو (رستے میں) ملے اور میں جنب تھا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں آپ کے ساتھ چلتا رہا جب آپ (کہیں جا کر) بیٹھے تو میں چپکے سے کھسک گیا اور اپنے ٹھکانے میں آن کر غسل کیا پھر لوٹ کر آیا آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ابو ہریرہؓ تو کہاں تھا میں نے بیان کیا آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن بھی کہیں ناپاک ہوتا ہے۔

---

[۱] جب تک اس کے بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو وہ نجس نہیں ہو سکتا خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو اس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے کہ کافر نجس ہے جیسے شیعہ امامیہ اور ایک جماعت علماء کا قول ہے اہل حدیث کے نزدیک کافر کی نجاست اعتقادی ہے نہ حقیقی اور امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جنب کا پسینہ بھی پاک ہے کیونکہ جب بدن پاک ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی پاک ہوگا اس حدیث سے ابن حبان نے یہ نکالا کہ اگر جنب غسل کی نیت سے کنوئیں میں کود پڑے اور غسل کرے تو پانی نجس نہ ہوگا ۱۲ منہ [۲] اس تعلیق کو عبد الرزاق نے نکالا اس میں اتنا زیادہ ہے اور نورہ لگا سکتا ہے ۱۲ [۳] تو حدیث سے جنب کا گھر سے نکلنا ثابت ہوا کیوں کہ آپ ایک بی بی سے صحبت کر کے پھر دوسری بی بی کے پاس جاتے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۴] یعنی یہ قصہ سنایا کہ میں جنب تھا اور غسل کرنے گیا تھا اب غسل کر کے آیا ہوں ۱۲ منہ

باب ۱۹۸ كَيْنُوْنَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ ۔

۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ۔

باب ۱۹۹ نَوْمِ الْجُنُبِ ۔

۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ ۔

باب ۲۰۰ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ ۔

۲۸۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ ۔

۲۸۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا

باب جنب جنابت کی حالت میں گھر میں رہ سکتا ہے جب غسل سے پہلے وضو کرے[1]

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی اور شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے کہا میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں آرام فرماتے تھے انہوں نے کہا ہاں اور آپ وضو کر لیتے۔

باب جنب غسل سے پہلے سو سکتا ہے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جنابت کی حالت میں ہم میں سے کوئی سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کر لے تو جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے[2]

باب جنب کو وضو کر کے سونا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن (ابوالاسود) سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو اپنی شرم گاہ دھو ڈالتے اور نماز کا سا وضو کر لیتے[3]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہم میں کوئی شخص

---

[1] ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا مورت یا جنب تو وہاں فرشتے نہیں جاتے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر بتلا دیا کہ وہ حدیث ضعیف ہے یا اس حدیث میں جنب سے وہ مراد ہے جو وضو بھی نہ کرے اور جنابت کی کچھ پرواہ نہ کرے یوں ہی گھر میں پڑا رہے ۱۲ منہ

[2] یہ وضو کر لینا اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے۔ بعضوں نے وضو سے یہ مراد لیا ہے کہ ذکر دھو ڈالے اور ہاتھ اور مسلم کی روایت سے اس کا رد ہوتا ہے اس میں صاف یہ ہے کہ نماز کا سا وضو کر لیتے ۱۲ منہ

[3] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وضو سے نماز پڑھتے کیونکہ جنابت کی حالت میں بغیر غسل کیے نماز نہیں پڑھ سکتے ۱۲ منہ

وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ ؞

۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ؞

بَابٌ ۲۰۱ - إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ ؞

۲۸۵ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ أَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هٰذَا أَجْوَدُ وَأَوْكَدُ وَإِنَّمَا بَيَّنَّا الْحَدِيثَ الْآخِرَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْغُسْلُ أَحْوَطُ ؞

جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کرے۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کبھی رات کو مجھ کو جنابت ہوتی تھی (اس وقت غسل نہیں کر سکتا تو کیا کروں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسا کر کہ وضو کرلے اور اپنا ذکر دھو ڈال[1] پھر سو رہ۔

باب جب مرد عورت کے ختنے مل جائیں[2]

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا انہوں نے ہشام سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں کے بیچ میں بیٹھے[3] پھر اس پر زور لگائے (یعنی جماع کرے) تو غسل واجب ہو گیا ہشام کے ساتھ اس حدیث کو عمرو نے بھی شعبہ سے ایسا ہی روایت کیا اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے (جو بخاری کے شیخ ہیں) کہا ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم کو حسن بصری نے خبر دی[4] پھر ایسی ہی حدیث بیان کی امام بخاری نے کہا یہ غسل کر لینا بہتر ہے اور ضروری ہے اور ہم نے جو (اس کے خلاف) دوسری حدیث (عثمان اور ابی بن کعب کی) بیان کی تو اس لیے کہ صحابہؓ کا اس مسئلے میں اختلاف[5] ہے۔ اور غسل میں زیادہ احتیاط ہے۔

---

[1] یعنی پہلے ذکر دھو پھر وضو کرے جیسے ابن نوح کی روایت میں امام مالک سے یوں ہی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی حشفہ فرج کے اندر چلا جائے مطلب یہ ہے کہ دخول ہوا اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ دخول ہوتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے گو انزال نہ ہوا اور انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا کہ انما الماء من الماء کی حدیث احتلام کے باب میں ہے عرب کے ملک میں عورتوں کا بھی ختنہ کیا کرتے تھے اور اب تک بھی بعضے ملکوں میں کرتے ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی فرج کے چاروں کونوں میں یا چاروں کونوں سے مراد دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں ران ۱۲ منہ [4] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع حسن سے معلوم ہو جائے کیوں کہ قتادہ کی عادت ہے تدلیس کی یعنی اپنے استاد کا نام چھپانے کی ۱۲ منہ [5] کئی صحابہ اس کے قائل ہیں کہ صرف دخول سے غسل واجب نہیں جب تک انزال نہ ہو ۱۲ منہ

بَابٌ ۲۰۲ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ ۞

۲۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوهُ بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

۲۸۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ

باب عورت کی شرمگاہ سے جو تری لگ جائے اس کو دھونا[۱]

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے حسین بن ذکوان معلم سے انہوں نے کہا یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ان کو عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو زید بن خالد جہنی نے انہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہا بتلایئے جب مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور منی نہ نکلی (تو غسل لازم ہوگا یا نہیں) حضرت عثمانؓ نے کہا نماز کے وضو کی طرح وضو کرے اور اپنا ذکر دھو ڈالے (غسل کرنا ضرور نہیں) حضرت عثمانؓ نے کہا میں نے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (زید بن خالد جہنی نے کہا) پھر میں نے یہ مسئلہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور ابی بن کعبؓ سے پوچھا انہوں نے پھر یہی حکم دیا یحییٰؒ بن ابی کثیر نے کہا اور مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا ان سے عروہ بن زبیر نے ان سے ابو ایوب انصاریؓ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا (جیسے حضرت عثمان نے کہا تھا)

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی ان کو ابو ایوب انصاری نے انہوں نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ جب کوئی مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو (تو کیا کرے) آپ نے فرمایا عورت کے بدن سے جو لگ گیا ہو اس کو دھو ڈالے پھر وضو کر کے نماز پڑھے امام بخاری نے کہا غسل کر لینے میں زیادہ احتیاط ہے اور ہم نے جو یہ

---

[۱] اس باب میں امام بخاری نے وہ حدیثیں بیان کیں کہ جن سے یہ نکلتا ہے کہ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ کیونکہ دخول کی وجہ سے ذکر میں جو عورت کے فرج کی تری لگ گئی ہو اس کے دھونے کا حکم دیا ۱۲ منہ [۳] کہ ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے غسل کرنا لازم نہیں ۱۲ منہ

الْغُسْلُ اَحْوَطُ وَذٰلِكَ الْاٰخِرُ اِنَّمَا بَيَّنَّاهُ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْمَاءُ اَنْقٰى ۞

پچھلی (یا دوسری) حدیث بیان کی تو اس لیے کہ صحابہ کا اس مسئلے میں اختلاف ہے اور پانی خوب صاف کرنے والا ہے[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؎

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

كِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب حیض کے بیان میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۞

اور اللہ نے (سورہ بقر میں) فرمایا اے پیغمبر لوگ تجھ سے حیض کے باب میں پوچھتے ہیں کہہ دے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہولیں[2] ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب ستھرائی کر لیں تو جدھر سے اللہ نے حکم دیا ہے اس طرف سے ان کے پاس آؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو چاہتا ہے اور ستھرائی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

بَابُ ۲۰۳ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ ۞

باب حیض آنا کیوں کر شروع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا حیض ایک چیز ہے جس کو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کی قسمت میں لکھ دیا ہے اور بعضوں نے کہا (ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہ نے) پہلے حیض بنی اسرائیل (کی عورتوں) پر بھیجا گیا[3] امام بخاری نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سب عورتوں کو شامل ہے[4]

۲۸۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقٰسِمِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا کہا میں نے قاسم بن

---

[1] یعنی غسل بہر حال اولیٰ ہے اگر بالفرض واجب نہ ہو تو اس سے بدن کی صفائی ہو جاتی ہے یہی فائدہ کیا کم ہے ۱۲ منہ [2] یعنی غسل نہ کر لیں اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت دس دن میں حیض سے پاک ہو تو غسل سے پہلے بھی اس سے صحبت کرنا درست ہے دس دن سے کم میں پاک ہو تو ان کے نزدیک بھی بغیر غسل کے صحبت درست نہیں ہے ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے جو حدیث بیان کی اس کو خود انہوں نے اسی لفظ سے آگے ایک باب میں باسناد روایت کیا اور اس باب میں جو روایت ہے اس میں بجائے ہذا شیٔ کے ان ہذا امر ہے ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہ کے اثروں کو عبدالرزاق نے نکالا ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہ کا یہ مطلب ہو کہ بنی اسرائیل کی عورتوں پر حیض بطور عذاب بھیجا گیا تھا یعنی دائمی ہو گیا تھا ۱۲ منہ [4] یعنی حدیث میں آدم کی سب بیٹیوں پر حیض کا آنا مذکور ہے اور یہی صحیح ہے گویا امام بخاری نے ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کے اس قول کو رد کیا اور عجب نہیں کہ ان دونوں نے یہ حکایت بنی اسرائیل سے سن کر بیان کی ہو قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی بی بی سارہ کے حال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضحکت یعنی ان کو حیض آ گیا اور ظاہر ہے کہ حضرت سارہ بنی اسرائیل سے پہلے تھیں ۱۲ منہ

قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

محمد بن ابی بکر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ کہتی تھیں ہم صرف حج ہی کی نیت سے نکلے[1] جب ہم سرف میں پہنچے[2] تو اتفاق سے مجھ کو حیض آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیوں کیا حال ہے کیا تجھ کو حیض آ گیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا یہ تو وہ امر ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے تو حاجیوں کے سب کام کرتی رہ[3] فقط بیت اللہ کا طواف مت کر (جب تک حیض سے پاک نہ ہو) حضرت عائشہؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی[4]

بَابُ ٢٠٤ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ

باب حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور اس میں کنگھی کر سکتی ہے۔

٢٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں حیض کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی۔

٢٩٠ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سُئِلَ أَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ أَوْ تَدْنُو مِنِّي الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ تَخْدُمُنِي وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذٰلِكَ بَأْسٌ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا مجھ سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا انہوں نے عروہ بن زبیر سے ان سے کسی نے پوچھا حائضہ عورت میری خدمت کر سکتی ہے یا جس عورت کو نہانے کی حاجت ہو وہ میرے قریب آ سکتی ہے۔ عروہ نے کہا یہ دونوں باتیں مجھ پر آسان ہیں اور ان میں سے ہر ایک عورت میری خدمت کر سکتی ہے اور جو کوئی ایسا کرے[5] تو اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا

---

[1] کیوں کہ ایام حج میں عمرہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے ۱۲ منہ [2] سرف ایک مقام کا نام ہے جہاں سے مکہ چھ یا سات میل رہ جاتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی عرفات میں ٹھیرنا مزدلفہ میں آنا کنکریاں مارنا وغیرہ ۱۲ منہ [4] آپ کی نوبی بیاں تھیں تو نو کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اس کا ذکر اللہ چاہے تو کتاب الحج میں آئے گا ۱۲ منہ [5] یعنی حائضہ یا جنب عورت سے کام کاج کروائے خدمت لے ۱۲ منہ

تُرَجِّلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ ۞

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر میں حیض کی حالت میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ اس وقت مسجد میں اعتکاف میں ہوتے آپ (مسجد ہی میں سے) اپنا سر ان کے نزدیک کر دیتے وہ اپنے حجرے میں رہتیں اور حیض کی حالت میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتیں۔

بَابٌ ٢٠٥ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

باب مرد اپنی عورت کی گود میں جب وہ حیض سے ہو قرآن پڑھ سکتا ہے۔

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ ۞

اور ابو وائل (شقیق بن سلمہ) اپنی لونڈی کو جو حیض سے ہوتی ابو رزین (مسعود ابن مالک کے) پاس بھیجتے وہ قرآن مجید کو اس کا فیتہ پکڑ کر لے آتی[1]

۲۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ۞

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا انہوں نے زہیر بن معاویہ سے سنا انہوں نے منصور بن صفیہ سے اُن کی ماں (صفیہ بنت شیبہ نے) ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود پر تکیہ لگاتے اور میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن پڑھتے[2]

بَابٌ ٢٠٦ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا ۞

باب حیض کو نفاس کہنا[3]

۲۹۲ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ ۞

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے اُن سے زینب نے بیان کیا جو ام المومنین ام سلمہؓ کی بیٹی تھیں اُن سے ام سلمہ نے بیان کیا ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لوئی میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا میں آہستہ سے سرک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے آپ نے فرمایا کیا تجھ کو نفاس ہوا[4] میں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے مجھ کو بلایا تو میں لوئی میں آپ کے ساتھ لیٹ رہی۔

بَابٌ ٢٠٧ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ ۞

باب حیض والی عورت سے مباشرت کرنا[5]

[1] یعنی وہ فیتہ جو غلاف کے اوپر لگا ہوتا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہی ہے لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں حائض اور جنب کو قرآن اٹھانا درست نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ لگانا حضرت عائشہؓ کی گود میں یہ اور بات ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ نجاست کے قریب میں قرآن پڑھنا منع نہیں ہے ۱۲ منہ [3] نفاس کے مشہور معنے تو یہ ہیں کہ جو خون عورت کو زچگی کے بعد آئے لیکن کبھی حیض کو نفاس کہتے ہیں اور نفاس کو حیض چونکہ ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے حیض کو نفاس فرمایا ۱۲ منہ [5] مباشرت کہتے ہیں بوس و کنار چمٹانے کو بدن سے بدن لگانے کو ۱۲ منہ

۲۹۳ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

۲۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انھوں نے منصور بن معتمر سے انھوں ابراہیم نخعی سے انھوں نے اسود سے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے اور دونوں جنب ہوتے اور میں حیض سے ہوتی اور آپ حکم کرتے میں ازار باندھ لیتی پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے اور آپ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے میں اس کو دھو دیتی اور حیض سے ہوتی۔

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی۔ کہا ہم کو ابو اسحاق سلیمان بن فیروز شیبانی نے انھوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انھوں نے اپنے باپ اسود بن یزید سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا ہم میں جب کسی عورت کو حیض آتا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت (بدن لگانا) چاہتے تو اس کو ازار باندھنے کا حکم دیتے[1]۔ اس وقت حیض زور پر ہوتا[2]۔ پھر اس سے مباشرت کرتے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تم میں کون ایسا ہے جو اپنی شہوت پر ایسا اختیار رکھتا ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے[3]۔ علی بن مسہر کے ساتھ اس حدیث کو خالد بن عبداللہ اور جریر بن عبدالحمید نے بھی شیبانی سے روایت کیا۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا۔ ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے کہا ہم سے عبداللہ بن شداد نے کہا میں نے ام المؤمنین میمونہؓ سے سنا۔ انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بی بیوں میں کسی بی بی سے حیض کی حالت میں مباشرت کرنا چاہتے تو اس کو حکم دیتے۔ وہ ازار باندھ لیتی اور اس حدیث کو

[1] جب ازار باندھ لی تو اب مباشرت اسی بدن سے ہوگی جو ناف سے اوپر ہے۔ اور بہت سے علماء نے حائضہ سے ناف کے نیچے مباشرت ناجائز رکھی ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ حائضہ سے صرف وطی حرام ہے۔ باقی تمام بدن سے مباشرت جائز ہے۔ امام احمد اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ۱۲ منہ۔ [2] یعنی حیض کا شروع زمانہ ہوتا۔ اور حیض زور پر ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں بھی حائضہ سے مباشرت کرتے۔ یہ نہیں کہ جب حیض ختم ہونے کے قریب ہو اسی وقت مباشرت کرتے شروع میں نہ کرتے ۱۲ منہ۔ [3] مطلب یہ ہے کہ جس کی شہوت اس کے قابو میں نہ ہو تو اس کو مباشرت سے بچنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ جماع کر بیٹھے۔ اور حرام میں مبتلا ہو جائے۔ ۱۲ منہ۔

حَائِضٌ وَرَوَاهُ سُفْيٰنُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ۞

سفیان ثوری نے بھی شیبانی سے روایت کیا[1]

بَابُ ۲۰۸ تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ ۞

باب حیض والی عورت روزہ نہ رکھے۔

۲۹۶ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحًى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاۤءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاۤءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا ۞

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ کہا مجھ کو زید بن اسلم نے خبر دی۔ انھوں نے عیاض بن عبداللہ سے انھوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرعید یا رمضان کی عید میں عید گاہ جانے کے لیے نکلے۔ (راہ میں) عورتیں ملیں۔ آپ نے فرمایا۔ عورتو خیرات کرو کیونکہ مجھ کو دکھایا گیا[2] دوزخ میں عورتیں (مردوں سے) زیادہ تھیں۔ عورتوں نے کہا۔ یا رسول اللہ اس کی وجہ۔ آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو (ہر ایک کو کوستی کاٹتی ہو) اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو[3]۔ میں نے ناقص دین اور عقل والیوں میں عقل مند شخص کی عقل کو کھونے والیاں۔ تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ بے شک ہے آپ نے فرمایا پس یہی اس کے عقل کا نقصان ہے[4]۔ دیکھو عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی۔ انھوں نے کہا ہاں۔ یہ تو ہے آپ نے فرمایا پس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ ۲۰۹ تَقْضِى الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

باب حیض والی عورت حج کے سب کام کرتی رہے۔ صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ اَنْ تَقْرَاَ الْاٰيَةَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاۤءَةِ

اور ابراہیم نخعی نے کہا[5] حیض والی عورت اگر ایک آیت پڑھے تو قباحت[6] نہیں اور ابن عباس نے کہا جنب اگر

---

[1] سفیان ثوری کی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں نکالا ۱۲ منہ۔ [2] یعنی شب معراج میں یا کسوف کے دن ۱۲ منہ [3] قسطلانی نے کہا لعنت کرنا اس پر جائز نہیں جس کے خاتمہ کا علم نہ ہو۔ البتہ جس کا کفر پر مرنا ثابت ہو۔ جیسے ابوجہل وغیرہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بلا تعیین ظالموں، یا کافروں پر ۱۲ منہ [4] جب تو اللہ نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر رکھی۔ اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بعض عورت مردوں سے بھی زیادہ عقلمند نکلتی ہے کیونکہ یہ حکم باعتبار اکثر کے ہیں عموماً عورتوں کے دماغی اور جسمانی قویٰ بہ نسبت مردوں کے کمزور پیدا ہوتے ہیں ۱۲ منہ [5] اس کو دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ

[6] مالکیہ کا یہ قول ہے کہ حائضہ قرآن پڑھ سکتی ہے لیکن جنب نہیں پڑھ سکتا اور شافعیہ اور حنابلہ اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جنب اور حائضہ دونوں کو قرآن پڑھنا درست نہیں اور امام بخاری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنب اور حائضہ دونوں کو قرآن پڑھنا درست ہے کیونکہ (باقی برصفحہ آیندہ)

لِلْجُنُبِ بَأْسًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا إِلَى قَوْلِهِ مُسْلِمُونَ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ ؛

قرآن پڑھے تو کوئی برائی نہیں[۱]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد اپنے سب وقتوں میں کیا کرتے[۲] اور ام عطیہ نے کہا[۳] ہم کو (آں حضرتؐ کے زمانہ میں) حائضہ عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانے کا حکم دیا جاتا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ تکبیر اور دعا میں شریک ہوں اور ابن عباس نے کہا۔ مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا۔ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اور (یہ آیت لکھی تھی) اے کتاب والو۔ ایسی بات پہ آجاؤ جو ہم میں تم میں برابر مانی جاتی ہے کہ اللہ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اخیر آیت تک[۴] اور عطا نے جابرؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ کو حیض آیا انہوں نے حج کے سب کام کیے فقط خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا اور نماز نہیں پڑھتی تھیں[۵] اور حکم بن عتیبہ نے کہا۔ میں جنابت کی حالت میں جانور ذبح کرتا ہوں[۶]۔ حالاں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اس جانور میں سے مت کھاؤ جس پر (کاٹتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو[۷]۔

۲۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے قاسم بن

(بقیہ صفحہ سابقہ) حائضہ کے لیے آپ نے حج کے سب ارکان کرنے کی اجازت دی اور ارکان میں دعا بھی ہے لبیک بھی اور جب حائضہ کے لیے یہ درست ہوئیں تو جنب کے لیے بطریق اولیٰ جائز ہوں گی کیونکہ حائضہ کا حدث جنابت سے زیادہ سخت ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وہ جنب رہ کر قرآن پڑھا کرتے لوگوں نے اعتراض کیا انہوں نے کہا میرے پیٹ میں اس سے زیادہ ہے یعنی سارا قرآن رکھا ہوا ہے یا میرے پیٹ میں جنابت سے زیادہ نجاست بھری ہوئی ہے ۱۲ منہ [۲] اس تعلیق کو امام مسلم نے وصل کیا حضرت عائشہؓ سے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو خود امام بخاری نے ابواب العیدین میں نکالا اور جب اور دعا حائضہ عورت کو درست ہوئی تو قرآن کی تلاوت بھی جائز ہوگی۔ مالکیہ کہتے ہیں حیض کی مدت لمبی ہوتی ہے اگر قرآن کی تلاوت حائضہ کے لیے جائز نہ ہو تو ڈر ہے کہیں وہ قرآن بھول نہ جائے ۱۲ منہ [۴] یہ آیت سورہ آل عمران میں ہے۔ اس سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ جنب کو قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو جو کافر تھا اور جنابت کا غسل نہیں کرتا تھا۔ یہ آیتیں لکھ کر بھیجیں اور اسی لیے کہ وہ پڑھے ۱۲ منہ [۵] اس تعلیق کو خود امام بخاری نے وصل کیا کتاب الاحکام میں ۱۲ منہ [۶] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۷] تو حکم ضرور کاٹتے وقت اللہ کا نام لیتے ہوں گے، اس سے معلوم ہوا کہ جنابت میں ذکر الٰہی درست ہے۔ تسہیل القاری میں ہے کہ امام بخاری کا مذہب اس مسئلہ میں ضعیف نہیں ہے جیسے لوگوں نے خیال کیا ہے بلکہ ان کی دلیلیں قوی ہیں۔ اور امام داؤد ظاہری اور طبری اور ابن منذر یہ سب امام بخاری کے موافق ہیں۔ اور جنب اور حائضہ کے لیے تلاوت قرآن جائز رکھتے ہیں۔ ۱۲ منہ ؛

الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي ٭

محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (مدینہ سے) حج ہی کا ذکر کرتے تھے (یعنی حج ہی کے ارادے سے نکلے) جب سرف میں پہنچے تو مجھ کو حیض آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے میں نے کہا مجھے یہ آرزو ہے کاش میں اس سال حج کے لیے نہ آئی ہوتی آپ نے فرمایا۔ شاید تجھ کو نفاس آگیا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔ اب تو حاجیوں کے سب کام کرتی رہ۔ فقط خانہ کعبہ کا طواف نہ کر۔ جب تک پاک نہ ہولے۔

بَاب ۲۱۰ الِاسْتِحَاضَةِ ٭

باب استحاضے کا بیان[1]

۲۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ٭

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا فاطمہ ابو حبیش کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی (خون نہیں رکتا)۔ کیا میں نماز چھوڑ دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے تو جب حیض کا خون[2] آئے تو نماز چھوڑ دے پھر جب (اندازے سے) وہ گذر جائے تو اپنے بدن سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھ[3]

بَاب ۲۱۱ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ ٭

باب حیض کا خون دھونا۔

۲۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے۔ انہوں نے اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے

---

[1] استحاضہ کہتے ہیں حیض کے سوا دوسرا خون آنے کو یہ ایک بیماری ہے جو بعضی عورتوں کو ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [2] جس کو عورتیں اس کے رنگ وغیرہ سے پہچان لیتی ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی غسل کر کے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہ۔ شافعیہ اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ استحاضے کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسے بواسیر کے خون سے۔ اگر ہر نماز کے لیے وضو کرلے تو مستحب ہے لیکن لازم نہیں ہے جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو۔ ۱۲ منہ ٭

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَۃٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَہَا الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ کَیْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاکُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ فَلْتَقْرُصْہُ ثُمَّ لِتَنْضَحْہُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِیْہِ۔

انھوں نے کہا ایک عورت (اسماء) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو کھرچ ڈالے[1] پھر پانی سے دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھے۔

۳۰۰ - حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ وَہْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَہٗ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَتْ اِحْدَانَا تَحِیْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِہَا عِنْدَ طُہْرِہَا فَتَغْسِلُہٗ وَتَنْضَحُ عَلٰی سَائِرِہٖ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْہِ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انھوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انھوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا ہم میں سے کسی کو حیض آتا پھر جب وہ پاک ہوتی تو خون اپنے کپڑے پر سے کھرچ ڈالتی پھر اس کو دھوتی اور سارے کپڑے پر پانی چھڑک دیتی[2] پھر اس سے نماز پڑھتی۔

بَابُ اعْتِکَافِ الْمُسْتَحَاضَۃِ۔ (باب ۲۱۲)

باب مستحاضہ[3] اعتکاف کر سکتی ہے۔

۳۰۱ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ شَاہِیْنَ اَبُوْ بِشْرٍ الْوَاسِطِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اعْتَکَفَ مَعَہٗ بَعْضُ نِسَائِہٖ وَہِیَ مُسْتَحَاضَۃٌ تَرَی الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَہَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَاَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ کَاَنَّ ہٰذَا شَیْءٌ کَانَتْ فُلَانَۃُ تَجِدُہٗ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین ابو بشر واسطی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو خالد بن عبداللہ نے خبر دی۔ انھوں نے خالد بن مہران سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک بی بی (سودہؓ یا ام حبیبہؓ) نے اعتکاف کیا ان کو استحاضہ کی بیماری تھی وہ (اکثر) خون دیکھتی رہتیں۔ کبھی خون کی وجہ سے اپنے تلے طشت رکھ لیتیں۔ عکرمہ نے کہا (ایک بار) حضرت عائشہؓ نے کسم کا پانی دیکھا تو کہنے لگیں۔ یہ تو گویا وہی ہے جو فلانی بی بی (استحاضے کی حالت میں) دیکھتی[4]۔

۳۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ

ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے

---

[1] انگلی سے یا ناخن سے ۱۲ منہ [2] وسوسہ دور کرنے کے لیے سارے کپڑے پر پانی چھڑک دیتی حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کے پاک کرنے کی ضرورت نہ پڑے تو اس کو نجس رہنے دینا درست ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو ایسا کرتی ۱۲ منہ [3] یعنی وہ عورت جس کو استحاضہ کی بیماری ہو [4] یعنی اس کا اور اس کا رنگ ملتا ہے فلانی بی بی سے وہی بی بی مراد ہیں جن کو استحاضہ کی بیماری ہو گئی تھی۔ یعنی سودہؓ یا ام حبیبہؓ یا ام سلمہؓ۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ ام سلمہؓ نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا۔ وہ کبھی اپنے تلے طشت رکھ لیتیں۔ ۱۲ منہ

عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ ۞

انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بی بیوں میں سے ایک نے اعتکاف کیا وہ (سُرخ) خون اور زرد دیکھا کرتیں اور طشت ان کے نیچے ہوتا وہ نماز پڑھتی رہتیں[1]

۳۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ ۞

ہم سے بیان کیا مسدد بن مسرہد نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرتؐ کی بی بیوں میں سے ایک بی بی نے استحاضے کی حالت میں اعتکاف کیا۔

باب ۲۱۳ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيْهِ

باب جس کپڑے میں عورت کو حیض آئے کیا اس میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

۳۰۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَاِذَا اَصَابَهٗ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيْقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا ۞

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم ابن نافع نے انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا (آنحضرتؐ کے زمانہ میں) ہم میں سے کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا وہ حیض میں بھی اس کو پہنتی جب اس میں کوئی خون لگ جاتا تو تھوک لگا کر ناخن سے اس کو چھیل ڈالتی۔

باب ۲۱۴ الطِّيْبُ لِلْمَرْاَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ

باب حیض کا غسل کرتے وقت خوشبو لگانا[2]

۳۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُّحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ام المؤمنین حفصہؓ سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا ہم کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہوا تھا مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک (سوگ کا حکم تھا) اور حکم یہ تھا کہ سوگ کے دنوں میں نہ سرمہ لگائیں نہ خوشبو

---

[1] حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اس کا اعتکاف اور اس کی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونے کا ڈر نہ ہو اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جس کے زخم سے خون جاری ہو ۱۲ منہ [2] عورت جب حیض کا غسل کرے تو مقام مخصوص پر بدبوئی رفع کرنے کیلئے کچھ خوشبو لگالے اسکی یہاں تک تاکید ہے کہ سوگ والی عورت کو بھی آپ نے اس کی اجازت دی قسطلانی نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندھے ہو ۱۲ منہ

إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَّحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور کوئی رنگین کپڑا نہ پہنیں مگر جس کپڑے کا سوت بناوٹ سے پہلے رنگا گیا ہوا اور ہم کو حیض سے پاک ہوتے وقت یہ اجازت تھی کہ جب حیض کا غسل کرے تو تھوڑا کست الاظفار لگائے[1] اور ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا بھی منع ہوا تھا[2]۔ اس حدیث کو ہشام بن حسان نے بھی حضرت حفصہؓ سے روایت کیا انہوں نے ام عطیہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]۔

بَابُ ۲۱۵ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً فَتَتْبَعُ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

باب عورت جب حیض کا غسل کرے تو اپنا بدن ملے۔ اور غسل کیوں کر کرے اس کا بیان اور مشک لگا ہوا روئی کا ایک پھایہ لے کر خون کے مقام پر پھیرے۔

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَّنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے منصور بن صفیہ سے انہوں نے اپنی ماں (صفیہ بنت شیبہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ایک عورت (اسماء بنت شکل[4]) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کا غسل کیوں کر کروں آپ نے اس کو بتلایا اس طرح غسل کرے[5] فرمایا (پھر غسل کے بعد) مشک لگا ہوا روئی کا ایک پھایہ لے اس سے پاکی کر وہ کہنے لگی کیوں کر پاکی کروں آپ نے فرمایا اس سے پاکی کر وہ کہنے لگی کیوں کر آپ نے (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ پاکی کر حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کو سمجھا دیا کہ خون کے مقام (یعنی شرمگاہ پر) اس کو لگا۔

بَابُ ۲۱۶ غُسْلِ الْمَحِيضِ۔

باب حیض کے غسل کا بیان۔

[1] یعنی کست یا اظفار کست کہتے ہیں قسط یعنی عود کو اور اظفار بھی ایک قسم کی خوشبو ہے بعضوں نے کہا ظفار کا کسیت یعنی عود مراد ہے اور ظفار ایک شہر تھا مشہور یمن کے بندروں میں وہاں سے عود ہندی عرب کے ملکوں میں آیا کرتا تھا ۱۲ منہ [2] کیوں کہ عورتیں بہت روتی پیٹتی چلاتی ہیں۔ ۱۲ منہ [3] ہشام کی روایت خود امام بخاری نے کتاب الطلاق میں نکالی ۱۲ منہ [4] بعضوں نے کہا اسماء بنت یزید بن سکن جیسے خطیب نے مبہمات میں نقل کیا ۱۲ منہ [5] اس غسل کی کیفیت مسلم کی روایت میں مذکور ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اچھی طرح پاکی کر پھر اپنے سر پر پانی ڈال اس کو خوب مل تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈال اور امام بخاری نے اس روایت کی طرف اشارہ کر کے باب کے دو مطلب نکالے کیوں کہ اس روایت میں نہ بدن کا ملنا مذکور ہے نہ غسل کی کیفیت صرف تیسرا مذکور ہے یعنی خوشبو کا پھایہ لینا ۱۲ منہ۔

۳۰۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيضِ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً وَتَوَضَّئِي ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيَى فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهٖ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِي بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے اپنی ماں (صفیہ) سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انصار کی (ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں حیض کا غسل کیوں کر کروں آپ نے فرمایا اس طرح کہ پھر فرمایا) مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور تین بار پاکی کر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرم آئی۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا یا آپ نے یوں فرمایا اس سے کہ پاکی کر[1] حضرت عائشہؓ نے کہا۔ میں نے اس عورت کو گھسیٹ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مطلب تھا اس کو سمجھا دیا[2]۔

بَابٌ ۲۱ امْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ

باب حیض سے نہاتے وقت بالوں میں کنگھی کرنا۔

۳۰۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْلَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے انہوں نے عروہ سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کیا تھا[3]۔ اور قربانی اپنے ساتھ نہیں لے گئے حضرت عائشہ نے کہا (اتفاق سے) ان کو حیض آگیا اور نویں شب تک ذیحجہ کے پاک نہیں ہوئیں۔ تب انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو عرفہ کی رات آگئی (صبح کو عرفہ ہے) اور میں نے تو عمرے کا احرام باندھا تھا اب کیا کروں[4]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا (ایسا کر) اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے[5] کو موقوف رکھ۔ میں نے ایسا ہی کیا[6] جب

[1] یہ حضرت عائشہؓ کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توضئی فرمایا یا توضئی بہا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے۔ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتوں سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے میں کرنا عورت کا سوال کرنا مرد سے دین کی ضروری باتوں کا سمجھانے کے لیے دوبارہ بات کہنا عالم کے کلام کی اس کے سامنے تفسیر کرنا دوسروں کو سمجھانا وغیرہ وغیرہ ۱۲ منہ [3] تمتع کا بیان آگے کتاب الحج میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ تمتع اس کو کہتے ہیں کہ آدمی میقات پر پہنچ کر عمرے کا احرام باندھے پھر مکہ میں پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے بعد اس کے آٹھویں تاریخ مکہ ہی میں سے حج کا احرام باندھے اس میں بہت آرام ہوتا ہے اس لیے اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ [4] اب تو میرا حج گیا کیوں کہ عمرہ ہی ابھی ادا نہیں ہوا ادھر حج کا وقت آن پہنچا ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ جب احرام کے غسل کے لیے کنگھی کرنا شروع ہوا تو حیض کے غسل کے لیے بطریق اولیٰ ہوگا ۱۲ منہ (باقی برصفحہ آئندہ)

الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ ‏.‏

حج کر چکی تو آپ نے محصب کی رات میں[۱] عبدالرحمٰن (میرے بھائی) کو حکم دیا انہوں نے اس عمرے کے بدل جس کا میں نے پہلے احرام باندھا تھا۔ مجھ کو دوسرا عمرہ تنعیم سے کرایا۔[۲]

بَابُ ۲۱۸ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيضِ ‏.‏

باب حیض کا غسل کرتے وقت عورت کا اپنے بال کھولنا۔

۳۰۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ ‏.‏

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ (حماد) نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم ذیحجہ کے چاند کے نزدیک (مدینے سے) نکلے[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا جی چاہے (میقات پر سے) عمرے کا احرام باندھے وہ عمرے ہی کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرے ہی کا احرام باندھتا اب بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا اور میں ان میں تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا (اتفاق سے) عرفہ کا دن آن پہنچا اور میں حیض سے تھی۔ میں نے اس کا شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال کنگھی کر لے[۴] اور حج کا احرام باندھ لے میں نے ایسا ہی کیا (اور حج سے فارغ ہوئی) جب محصب کی رات ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیجا میں تنعیم تک گئی وہاں سے اگلے عمرے کا بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھا ہشام نے کہا اور ان سب باتوں میں نہ قربانی لازم ہوئی اور نہ روزہ نہ صدقہ۔

بَابُ ۲۱۹ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُخَلَّقَةٍ

باب اللہ کا (سورۂ حج میں[۵]) یہ فرمانا تم کو پیدا کیا۔ پوری[۶]

(بقیہ صفحہ سابقہ) [۶] عمرے کو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یعنی جس رات میں منا سے لوٹ کر حج سے فارغ ہو کر محصب میں آن کر ٹھیرتے ہیں یہ تیرھویں یا چودھویں شب ہوتی ہے ذیحجہ کی ۱۲ منہ [۲] ایک مقام ہے تنعیم وہ سب سے زیادہ قریب حد ہے حرم کی مکہ سے تین میل پر۔ اب اکثر لوگ عمرے کا احرام وہیں سے باندھا کرتے ہیں وہاں ایک مسجد ہے جس کو مسجد عائشہؓ کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ آپ ۲۵ ذیقعدہ روز شنبہ کو مدینہ سے سب لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ۱۲ منہ [۴] ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا۔ بعضوں نے کہا کہ حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے بعضوں نے کہا حیض کے غسل میں عورت کو سر کھولنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں ضرور نہیں ہمارے امام احمد بن حنبل سے یہی منقول ہے ۱۲ منہ [۵] اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے (باقی برصفحہ آئندہ)

وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ۞

۳۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَا الْأَجَلُ قَالَ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ۞

بَابُ ۲۲ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ۞

۳۱۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ

اور ادھوری بوٹی سے۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے (عورت کے) رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے پروردگار اب نطفہ پڑا پروردگار اب خون ہوگیا پروردگار اب گوشت کا مچھ ہوگیا۔ پھر جب اللہ اپنی پیدائش کو پورا کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے مرد ہے یا عورت۔ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ اس کی روزی کیا ہے۔ اس کی عمر کیا ہے پھر ماں کے پیٹ ہی میں یہ (سب) لکھ دیا جاتا ہے[۱]

باب حیض والی عورت حج یا عمرے کا احرام باندھ سکتی ہے۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ۔ انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں (مدینہ سے) نکلے ہم میں سے کسی نے تو عمرے کا احرام باندھا اور کسی نے حج کا۔ خیر جب ہم مکہ میں پہنچے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو (عمرہ کرکے) احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو۔ اور قربانی ساتھ لایا ہو۔ وہ جب تک قربانی ذبح نہ کرے احرام نہ کھولے اور جس نے حج کا احرام

(بقیہ صفحہ سابقہ) کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ کو جو خون آتے وہ حیض نہیں ہے کیونکہ اگر حمل پورا ہے تو رحم اس میں مشغول ہوگا۔ اور جو خون نکلا وہ غذا کا باقی ماندہ ہے اور اگر ادھورا ہے اور رحم نے پتلی بوٹی نکال دی تو وہ بھی بچہ کا ایک ٹکڑا ہے۔ حیض نہیں ہو سکتا ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور مالک سے منقول ہے کہ حاملہ کا خون حیض گنا جائے گا۔ ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں ہے کیونکہ وہاں ایک فرشتہ معین کیا جاتا ہے۔ اور فرشتہ نجاست کے مقام پر نہیں جاتا اور یہ استدلال ضعیف ہے۔ ۱۲ منہ ۞۔

[۱] پوری آیت سورہ حج میں یوں ہے لوگو اگر تم کو پھر جی اٹھنے میں شک ہو تو ہم نے تم کو شروع میں مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر پوری اور ادھوری بوٹی سے اخیر تک ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یعنی رزق روزی عمر، نیک بختی بدبختی یہ سب ماں کے پیٹ ہی سے لکھ دیئے جاتے ہیں ان کے خلاف نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَأْسِى وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجَّتِى فَبَعَثَ مَعِى عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِى بَكْرٍ فَاَمَرَنِى اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِى مِنَ التَّنْعِيْمِ ؞

باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہؓ نے کہا مجھ کو حیض آ گیا ۔ اور عرفہ کے دن تک برابر حیض آتا رہا اور میں نے عمرے ہی کا احرام باندھا تھا ۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ اپنا سر کھول ڈالوں اور بالوں میں کنگھی کروں اور نیا احرام حج کا باندھوں عمرہ موقوف رکھوں میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اپنا حج پورا کر لیا اس وقت آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ دے کر یہ حکم دیا کہ تنعیم سے میں اپنے عمرے کے بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھوں ۔

بَابٌ ۲۲۱ اِقْبَالِ الْحَيْضِ وَاِدْبَارِهٖ وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدِّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ ؞

باب حیض کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا بیان ۔

اور عورتیں حضرت عائشہؓ پاس ڈبی بھیجتیں[1] اس میں روئی جس پر زردی ہوتی تو حضرت عائشہؓ فرماتیں جلدی نہ کرو جب تک چونہ کی طرح سفید نہ دیکھو ۔ یعنی حیض سے بالکل پاک نہ ہو جاؤ[2] ۔ اور زید بن ثابتؓ کی بیٹی (ام کلثوم) کو یہ خبر پہنچی کہ بعضی عورتیں آدھی آدھی رات کو چراغ منگوا کر دیکھتی ہیں کہ وہ پاک ہوئیں (یا نہیں) تو انہوں نے کہا (آنحضرت کے زمانے میں) تو عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں اور ان پر عیب رکھا[3] ۔

۳۱۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِىْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِى الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِىْ وَصَلِّىْ ؞

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوا کرتا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کا مسئلہ) پوچھا آپ نے فرمایا یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض (کا خون) آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض گذر جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ[4] ۔

---

[1] ڈبی ہم نے درجہ کا ترجمہ کیا ہے ۔ درجہ وہ ظرف جس میں حیض کی روئی رکھیں ۔ بعضوں نے کہا درجہ سے کپڑے کی تھیلی مراد ہے ۱۲ منہ [2] اور روئی بالکل سفید نکلے ۔ اس پر کچھ دھبہ نہ ہو یا سفید پانی نکلے جو حیض کی ناس پر نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ اسلام کی شریعت میں آسانی ہے راتوں کو چراغ منگوانا اور بار بار دیکھنا اس میں سخت تکلیف ہے بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ رات کو خالص سفیدی اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ ان عورتوں کو دھوکا ہو وہ سمجھیں کہ حیض سے پاک ہو گئیں اور نماز پڑھ لیں حالانکہ ابھی تک پاک نہ ہوئی ہوں تو ثواب کے بدل گناہ میں مبتلا ہوں ۱۲ منہ [4] فقہانے استحاضہ کے مسائل کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان میں بڑی پیچیدگی پیدا کر دی ہے اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو پہلے خون کا رنگ دیکھنا (باقی برصفحہ آئندہ)

(باقی برصفحہ آئندہ)

بَابُ ۲۲۲ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ ۔

۳۱۳ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ اِحْدٰنَا صَلٰوتَهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ ۔

باب حیض والی عورت نماز کی قضا نہ پڑھے [1]

اور جابر اور ابوسعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے کہا کہ حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے [2]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا مجھ سے معاذہ بنت عبداللہ نے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا جب کوئی عورت ہم میں حیض سے پاک ہو تو نماز کی قضا پڑھے انہوں نے کہا کیا تو حروری (خارجی [3]) ہے ہم کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آتا پھر آپ ہم کو نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیتے تھے یا معاذہؓ نے یوں کہا ہم قضا نہیں پڑھتے تھے۔

بَابُ ۲۲۳ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِيْ ثِيَابِهَا ۔

۳۱۴ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَاَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاَدْخَلَنِيْ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ

باب حائضہ عورت کے ساتھ سونا جب وہ اپنے حیض کے کپڑے پہنے ہو۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوئی میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آگیا۔ میں چپکے سے نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے اور پہن لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو نفاس (حیض) آگیا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے مجھ کو بلایا اور لوئی کے اندر کر لیا زینب نے کہا اور بی بی ام سلمہؓ نے مجھ سے یہ (بھی) بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) چاہیے حیض کا خون کالا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے دوسرے اگر وہ عادت والی ہے تو اپنی عادت کے دنوں کا اندازہ کر لینا چاہیے اگر رنگ اور عادت دونوں سے تمیز نہ ہو سکے تو چھ یا سات دن حیض کے مقرر کرے کیونکہ اکثر عورتوں کو اتنے ہی دنوں حیض آتا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس پر تمام علماء کا اجماع ہے البتہ چند خوارج اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حائضہ کو حیض سے پاک ہونے کے بعد نمازوں کی قضا پڑھنا چاہیے ۱۲ منہ [2] چھوڑ دینے کا یہی مطلب ہے کہ اس کی قضا لازم نہیں ہے ان دونوں حدیثوں کو خود امام بخاری نے نکالا۔ ابوسعید کی حدیث تو اوپر گذری اور جابر کی حدیث خدا چاہے تو کتاب الاحکام میں آئیگی ۱۲ منہ [3] حروری نسبت ہے حروراء کی طرف وہ ایک مقام ہے کوفہ سے دو میل پر خارجی مردود وہیں اکٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو مارا اور قتل کیا جو شخص قرآن شریف کو مانے اور حدیث شریف کو نہ مانے وہ بھی خارجی مردود ہے حدیث شریف قرآن ہی کی تفسیر ہے اور بغیر حدیث کے کوئی قرآن پر عمل نہیں کر سکتا اور خود قرآن شریف میں حکم ہے حدیث پر چلنے کا ۔ ۱۲ منہ رح

اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ ۔

بَابٌ ۲۲۴ مَنِ اتَّخَذَ ثِیَابَ الْحَیْضِ سِوَی ثِیَابِ الطُّهْرِ

۳۱۵ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَیْنَا اَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِیْ خَمِیْلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِیَابَ حِیْضَتِیْ فَقَالَ اَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِیْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهٗ فِی الْخَمِیْلَةِ ۔

بَابٌ ۲۲۵ شُهُوْدِ الْحَائِضِ الْعِیْدَیْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰی ۔

۳۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ یَّخْرُجْنَ فِی الْعِیْدَیْنِ فَقَدِمَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِیْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ اُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ غَزْوَةً وَّكَانَتْ اُخْتِیْ مَعَهٗ فِیْ سِتٍّ قَالَتْ فَكُنَّا نُدَاوِی الْكَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی فَسَاَلَتْ اُخْتِی النَّبِیَّ

وسلم روزہ میں میرا بوسہ لیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر جنابت کا غسل ایک ہی برتن سے کیا کرتے ۔

باب حیض کے کپڑے الگ رکھنا اور پاکی کے الگ ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے، انہوں نے زینب سے جو ابو سلمہ کی بیٹی تھیں ۔ انہوں نے حضرت بی بی ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوئی میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آگیا میں نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے[1] ۔ آپ نے فرمایا تجھ کو نفاس ہوا میں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے مجھ کو بلایا میں لوئی میں آپ کے ساتھ لیٹی ۔

باب حیض والی عورت کا دونوں عیدوں میں آنا اور مسلمانوں کی دعا (جیسے استسقاء وغیرہ میں) شریک رہنا اور عیدگاہ سے الگ رہنا[2]

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے کہا ہم کنواری جوان عورتوں کو عید کے دنوں میں نکلنے سے منع کیا کرتے تھے ایک بار ایسا ہوا ایک عورت آئی[3] ۔ اور بنی خلف کے محل میں اتری[4] ۔ اس نے اپنی بہن (ام عطیہ) سے حدیث بیان کی اس کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے (وہ عورت کہتی تھی) کہ چھ جہادوں میں میری بہن بھی آپ کے ساتھ تھی توہم (فوج میں کیا کرتیں) زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی خبرگیری کیا

---

[1] یہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں مذکور ہے کہ ہمارے پاس اس زمانہ میں ایک ہی کپڑا تھا کیونکہ مختلف اوقات کا ذکر ہے تنگی کے زمانہ میں ایک ہی کپڑا ہوگا ۔ پھر اللہ نے فراغت دی ہوگی تو کئی کپڑے ہوں گے ۔ بعضوں نے کہا حیض کے کپڑوں سے اس کے لیے اوڑھنے مراد ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ حائضہ عورتیں عید کے دن نکل سکتی ہیں اور عیدیں میں جو لوگوں کا جماؤ ہوتا ہے ۔ وہاں آسکتی ہیں ۔ لیکن نماز کی جگہ یعنی عیدگاہ کے باہر رہیں کیوں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتیں ۔ پھر عیدگاہ کے اندر جانا کیا ضرور ہے قسطلانی نے کہا حیض والی عورتوں کو عیدگاہ کے اندر جانا مکروہ ہے ۔ لیکن حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ کا حکم مسجد کا نہیں ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام نہیں معلوم ہوا ۔ ۱۲ منہ [4] یہ محل بصرے میں تھا ۔ اس کو طلحہ بن عبداللہ بن خلف نے بنوایا تھا ۔ ۱۲ منہ ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا
لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا
صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ
الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَبِي نَعَمْ
وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِي سَمِعْتُهُ
يَقُولُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ
وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ
الْمُؤْمِنِينَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى
قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ
أَلَيْسَتْ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا ۔

کرتیں ایک بار میری بہن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر ہم
میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو اور وہ (عید کے دن) نہ نکلے تو
کچھ برائی تو نہیں آپ نے فرمایا اس کی گنیان (ساتھ والی) اپنی چادر
اس کو اوڑھا دے۔ اس کو چاہیے کہ ثواب کے کاموں میں اور مسلمانوں
کی دعا میں شریک ہو[1] حفصہ نے کہا جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے
پوچھا کیا تم نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے انہوں نے
کہا ہاں میرا باپ آپ پر قربان اور ام عطیہ جب آنحضرت ؐ کا ذکر کرتیں تو یوں
کہتیں میرا باپ آپ پر قربان میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کنواری
جوان عورتیں اور پردے والیاں اور حیض والیاں (یہ سب عید کے دن)
نکلیں اور ثواب کے کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں
نماز کی جگہ سے الگ رہیں حفصہ نے کہا حیض والیاں بھی نکلیں۔ ام عطیہؓ
نے کہا حیض والیاں کیا عرفات میں نہیں آتیں اور فلاں فلاں مقاموں میں[2]

باب ۲۲۶ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ

فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَا يَحِلُّ
لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ
وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ إِنْ جَاءَتْ بِبَيِّنَةٍ
مِّنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضَى دِينُهُ
أَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِي شَهْرٍ صُدِّقَتْ وَقَالَ

باب اگر ایک ہی مہینے میں عورت کو تین بار حیض آجائے اس کا

بیان اور حیض اور حمل میں عورتوں کی بات سچ ماننے کا جہاں تک ممکن ہے[3]
کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقر میں) فرمایا عورتوں کو درست نہیں اس کا
چھپانا جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا[4] اور حضرت علیؓ اور قاضی
شریح سے نقل کیا جاتا ہے[5] اگر عورت اپنے دیندار معتبر اندر والے لوگوں
کی گواہی پیش کرے کہ اس کو ایک مہینے میں تین بار حیض آیا تو اس
کی بات سچ مان لی جائے گی[6]۔ اور عطا بن ابی رباح نے کہا عدت سے

[1] مثلاً وعظ کی مجلس یا تعلیم دین کی مجلس یا نماز کی جماعت یا بیمار پرسی یا اور ایسے ہی نیک کاموں میں جیسے عید کی نماز ہے یا جمعہ کی نماز مسلمانوں کی دعا سے استسقاء اور کسوف اور خسوف کی نمازیں مراد ہیں۔ ان میں بھی عورتوں کو شریک ہونا بہتر ہے ۱۲ منہ [2] حفصہ نے تعجب سے ام عطیہؓ سے کہا کہ حیض والیاں بھلا کیسے نکلیں گی۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ نجاست میں مبتلا ہیں تو ایسی عبادت کے مقاموں میں ان کو جانا کیسے جائز ہوگا۔ ام عطیہؓ نے جواب دیا کہ حیض والی عورتیں حج کے دنوں میں آخر عرفات میں ٹھیرتی ہیں۔ مزدلفہ میں رہتی ہیں۔ منا میں کنکریاں مارتی ہیں۔ یہ سب عبادت کے مقام ہیں۔ ایسے ہی عید گاہ میں بھی جائیں ۱۲ منہ [3] اگر ایسی بات کہیں جو ناممکن ہے تو ان کی بات نہ مانی جائے گی ۱۲ منہ [4] زہری اور مجاہد وغیرہ سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ عورتوں کو اپنا حیض یا حمل چھپانا درست نہیں اور جب چھپانا درست نہ ہوا تو بیان کرنے کا حکم ہوا۔ اب اگر ان کا قول ماننے کے لائق نہ ہو تو بیان کرنے سے فائدہ اس طرح امام بخاریؒ نے اس آیت سے باب کا مطلب نکالا۔ ۱۲ منہ [5] اس کو دارمی نے وصل کیا باسناد صحیح کہ شریح نے ایسا فیصلہ کیا (باقی بر صفحہ آیندہ)

(باقی بر صفحہ آیندہ)

عَطَاءٌ اَقْرَأُهَا مَا كَانَتْ وَبِهِ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْحَيْضُ يَوْمٌ اِلٰى خَمْسَةَ عَشَرَ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ اَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ ۔

پہلے جو اس کے حیض کے دن تھے وہی رہیں گے ابراہیم نخعی کا بھی یہی قول ہے اور عطاء نے کہا حیض کم سے کم ایک دن سے لے کر پندرہ دن تک ہوتا ہے[1]۔ اور معتمر نے اپنے باپ سلیمان سے روایت کیا[2] میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا اگر عورت پاک ہونے کے پانچ روز بعد پھر خون دیکھے انہوں نے کہا عورتیں ان باتوں کو خوب جانتی ہیں[3]۔

۳۱۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلٰكِنْ دَعِي الصَّلٰوةَ قَدْرَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ فِيْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ ۔

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے ہشام بن عروہ سے سنا انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ ابو حبیش کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو استحاضہ رہتا ہے۔ میں پاک ہی نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ ایک رگ (کا خون) ہے تو ایسا کر (اس بیماری سے پہلے) جتنے دنوں تجھ کو حیض آیا کرتا تھا اتنے دنوں نماز چھوڑ دے پھر غسل کر اور نماز پڑھتی رہ[4]۔

بَابٌ ۲۲۷ اَلصُّفْرَةُ وَالْكُدْرَةُ فِيْ غَيْرِ اَيَّامِ الْحَيْضِ

باب حیض کے دنوں کے سوا اور دنوں میں خاکی و زرد رنگ کا کیا حکم ہے[5]؟

۳۱۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا ہم خاکی اور زردی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور حضرت علیؓ نے فرمایا تم نے اچھا فیصلہ کیا ۱۲ منہ [5] ہوا یہ تھا کہ شریح کے سامنے ایک مقدمہ آیا ایک عورت اور اس کے خاوند میں تکرار تھی طلاق پر ایک ماہ کی مدت گذری تھی خاوند رجعت کرنا چاہتا تھا لیکن عورت کہتی تھی میری عدت گذر گئی اور ایک ہی ماہ میں مجھ کو تین حیض آ گئے۔ تب شریح نے حضرت علیؓ کے سامنے یہ فیصلہ سنایا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو بھی دارمی نے وصل کیا شافعی کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں اور اس باب میں جو حدیثیں حنفیوں نے روایت کی ہیں وہ سب موضوع اور باطل ہیں اور صحیح مذہب اہل حدیث کا ہے کہ حیض کی کوئی مدت معین نہیں ہو سکتی ہر ایک عورت کی عادت پر اس کا انحصار ہے اگر معین بھی کریں تو چھ یا سات دن اکثر مدت مقرر کرنا چاہیے جیسے حمنہ کی حدیث میں ہے ۱۲ منہ۔ [2] اس کو بھی دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اگر اس کی عادت ایسی ہی تھی کہ پانچ روز کے بعد اس کو حیض آیا کرتا تھا۔ تو وہ حیض ہی گنا جائے گا ۱۲ منہ [4] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں کی بلکہ فاطمہ کی رائے اور عادت پر چھوڑ دیا۔ اور باب کا مطلب یہی ہے۔ ۱۲ منہ [5] اگر حیض کے دنوں میں خاکی یا زرد رنگ کا خون نکلے تو وہ حیض ہی سمجھا جائے گا۔ اگر اور دنوں میں نکلے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعی اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے ۱۲ منہ ۔

باب ۲۲۸ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ ؞

۳۱۹ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ؞

باب استحاضہ کی رگ کا بیان[1]

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی[2] نے بیان کیا کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ ام حبیبہ بنت جحش (آنحضرت صلعم کی سالی) کو سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا (جب حیض کے دن پورے ہو جائیں تو) غسل کرلے پھر فرمایا یہ رگ ہے۔ تو ام حبیبہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتیں[3]

باب ۲۲۹ اَلْمَرْاَةُ تَحِيْضُ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ ؞

۳۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ ؞

باب اگر عورت کو طواف الزیارۃ کے بعد حیض آئے[4]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم سے انھوں نے اپنے باپ ابوبکر سے انھوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے، انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو (جو آپ کی بی بی تھیں) حیض آگیا۔ آپ نے فرمایا شاید وہ ہم کو (مدینہ روانہ ہونے سے) روک رکھے گی۔ کیا اس نے تمہارے ساتھ طواف (الافاضہ) نہیں کیا، انہوں نے کہا طواف تو کر چکی۔ آپ نے فرمایا تو بس اب چل کھڑی ہو[5]

۳۲۱ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ طاؤس

---

[1] استحاضہ کا خون ایک رگ میں سے آتا ہے جس کو عربی زبان میں عاذل کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] حزامی نسبت ہے حزام کی طرف بکسر حائے مہملہ اور زائے مخففہ معجمہ ۱۲ منہ۔

[3] اپنی خوشی سے ان کو یہی بھلا لگتا آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرو اور مسلم کی روایت میں جو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر نماز میں غسل کرنے کا حکم دیا تو اس روایت میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور زہری سے جو ثقہ راوی ہیں انہوں نے یہ جملہ نقل نہیں کیا ۱۲ منہ [4] اسی کو طواف الافاضہ بھی کہتے ہیں یعنی جو دسویں تاریخ کیا جاتا ہے۔ یہ طواف فرض ہے اور حج کا ایک رکن ہے لیکن طواف الوداع جو حاجی کعبے سے رخصت ہوتے وقت کرتے ہیں وہ فرض نہیں ہے ۱۲ منہ

[5] معلوم ہوا کہ طواف الوداع حائضہ کو معاف ہے۔ اس کے انتظار میں ٹھہرے رہنا کچھ لازم نہیں ہے ۱۲ منہ ؞

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ اِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ تَنْفِرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ ؎

بن کیسان سے انھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا عورت کو جب حیض آجائے تو اس کو اپنی شہر لوٹ جانے کی (بغیر طواف الوداع کیے) اجازت ہے اور عبداللہ بن عمرؓ شروع میں یہ کہتے تھے کہ وہ نہ لوٹے (جب تک وہ طواف الوداع نہ کرے) پھر طاؤس نے کہا میں نے ان سے سنا وہ کہتے تھے لوٹ جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی [1]

بَابٌ ۲۳ اِذَا رَاَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّيَاْتِيْهَا زَوْجُهَا اِذَا صَلَّتِ الصَّلٰوةُ اَعْظَمُ ؎

باب جب مستحاضہ حیض سے پاک ہو جائے [2]

تو ابن عباسؓ نے کہا [3] وہ غسل کر کے نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی گھڑی دن باقی ہو اور اس کا خاوند اس سے صحبت کر سکتا ہے جب وہ نماز پڑھتی ہے نماز تو بڑی چیز ہے [4]

۳۲۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ؎

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض (کا خون) آنے لگے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض رخصت ہو تو اپنے (بدن سے) خون دھو ڈال اور نماز پڑھ [5]

بَابٌ ۲۴ الصَّلٰوةُ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتُهَا ؎

باب نفاس والی عورت پر جنازے کی نماز پڑھنا اور اس کا طریقہ [6]

---

[1] تو عبداللہ بن عمرؓ کو جب حدیث پہنچی انہوں نے اپنی رائے اور فتوی سے رجوع کیا۔ ہمارے دین کے کل اماموں اور پیشواؤں نے ایسا ہی کیا ہے کہ جدھر حق معلوم ہوا ادھر ہی لوٹ گئے کبھی اپنی بات کی پیچ نہیں کی امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور امام مالکؒ اور احمدؒ سے ایک ایک مسئلہ میں دو دو تین تین چار چار قول منقول ہیں ہائے ایک وہ زمانہ تھا ایک یہ زمانہ ہے کہ صحیح حدیث دیکھ کر بھی اپنی رائے اور خیال سے نہیں پلٹتے بلکہ جو کوئی حدیث کی پیروی کرے اس کی دشمنی پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۱۲ منہ

[2] گو استحاضے کا خون آتا ہے اور عورتوں کو اس کی شناخت رنگ وغیرہ سے ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [3] اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یعنی جب مستحاضہ کو غسل کر کے نماز پڑھنا درست ہوا تو خاوند کو اس سے صحبت کرنا تو بطریق اولی جائز ہو گا اس اثر کو عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [5] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ مستحاضہ عورت سے جماع درست ہے کیونکہ جب نماز پڑھنا اس کو درست ہوا تو جماع کیا چیز ہے بعضوں نے مستحاضہ سے جماع ناجائز رکھا ہے کیوں کہ وہ پلیدی ہے جمہور یہ کہتے ہیں کہ ہر پلیدی میں جماع منع نہیں ہو سکتا حیض میں جو منع ہے یہ تو ممانعت قرآن سے ثابت ہے ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ حمنہ کو استحاضہ تھا اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے ایسا ہی ام حبیبہ کو ان سے بھی ان کے خاوند جماع کرتے حمنہ کے خاوند طلحہ تھے اور ام حبیبہ کے عبدالرحمن بن عوف اور یہ دونوں اجلاء صحابہ میں سے تھے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ۱۲ منہ [6] یعنی جو عورت زچگی کے بعد مر جائے ابھی اس کو نفاس ہو رہا ہو اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ نفاس والی عورت کا حکم پاک عورتوں کا سا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس سے رد ہوا اس شخص کا جو کہتا ہے کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

۳۲۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ ثَنَا شَبَابَةُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ امْرَاَةً مَاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا ۔

ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حسین معلم سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے کہ ایک عورت (ام کعب) زچگی سے مرگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (کے جنازے) پر نماز پڑھی آپ اس کی کمر کے سامنے کھڑے ہوئے [1]

بَابٌ ۲۳۲

باب

۳۲۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهٖ اِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهٖ

ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ ابن حماد نے کہا ہم کو ابو عوانہ (وضاح) نے اپنی کتاب میں دیکھ کر خبر دی [2] کہا ہم کو سلیمان بن ابی سلیمان شیبانی نے خبر دی ۔ انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انھوں نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ سے سنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں وہ جب حیض میں ہوتیں اور نماز نہیں پڑھتیں تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ میں لیٹی رہتیں اور آپ اپنی سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے رہتے ۔ آپ جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا ان سے لگ جاتا۔ [3]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے ۔ رحم والا۔

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

کتاب تیمم [4] کے بیان میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ

اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ مائدہ میں) فرمانا پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کر لو اپنے منہ اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرو۔

۳۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انھوں نے اپنے باپ (قاسم بن محمد بن ابی بکر) سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں ۔ انھوں نے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ

[1] اس سے باب کا دوسرا مطلب ثابت ہوا ۔ ۱۲ منہ [2] یہ ابو عوانہ اپنی کتاب میں دیکھ کر جب حدیث سناتا تو اس کی حدیث بہت ٹھیک ہوتی امام احمد نے ایسا ہی کہا اس لیے اس روایت میں اس کی تصریح کر دی ۱۲ منہ [3] سجدہ گاہ سے مراد وہ چھوٹا بوریا ہے جس پر منہ اور ہتھیلیاں سجدے میں رکھی جاتی ہیں سردی اور گرمی سے بچنے کیلیے ۱۲ منہ [4] لغت میں تیمم کے معنی قصد کرنا اور شرع میں تیمم کہتے ہیں پاک مٹی سے منہ اور ہاتھ کا مسح کرنا حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت سے ۱۲ منہ

أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

۳۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ

علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (غزوہ بنی المصطلق میں سنہ ۶ ہجری میں) جب ہم بیدا یا ذات الجیش[1] میں پہنچے (یہ راوی کو شک ہے) تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا (جو اسماء سے مانگ کر لیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں ٹھہر گئے (کیونکہ پرائی چیز تھی) اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا۔ آخر (سب) لوگ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے دیکھا جو عائشہؓ نے کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو (ایک جنگل میں) اٹکا کر رکھا اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا نہ ان کے ساتھ کچھ پانی ہے (جو کام میں لاتے) یہ سن کر ابوبکرؓ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا (کیوں) تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور (سب) لوگوں کو اٹکا دیا اور یہاں پانی بھی نہیں ہے نہ ان کے ساتھ کچھ پانی ہے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) وہ انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچا مارنے لگے میں (ضرور) تڑپتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (مبارک) سر میری ران پر تھا صرف اس وجہ سے ہل نہ سکی جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ لیکن پانی نہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری لوگوں نے تیمم کر لیا اس وقت اسید بن حضیر (ایک صحابی انصاری) کہنے لگے۔ ابوبکرؓ کے گھرانے والو یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں[2] ہے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں (سوار) تھی تو اس کے نیچے ہم کو ہار بھی مل گیا۔[3]

ہم سے محمد بن سنان عوفی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے سعید بن نضر نے بیان کیا۔ کہا ہم کو (ابھی) ہشیم نے خبر دی کہا ہم کو سیار بن ابی سیار نے کہا ہم سے یزید فقیر نے بیان کیا کہا ہم کو جابر بن عبداللہ انصاری نے خبر دی کہ آنحضرت

[1] یہ دونوں مقاموں کے نام ہیں مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ۱۲ منہ [2] بلکہ اس سے پہلے بھی تمہارے خاندان سے مسلمانوں کو صدہا فائدے ہو چکے ہیں ۱۲ منہ [3] ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کے گلے سے ہار ٹوٹ کر گرا پھر اس پر اونٹ بیٹھ گیا۔ لوگ ادھر ادھر ہار کو ڈھونڈتے پھرے وہ ملتا کیسے یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی نہیں ملتا جب یہ مسئلہ معلوم ہو گیا تو گما ہوا ہار بھی دلا دیا سبحانہ ولہ الحمد ۱۲ منہ

عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً ؕ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں۔ ایک یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے (دشمنوں پر) میرا رعب پڑتا ہے دوسرے یہ کہ ساری زمین میرے لیے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی[1] تو میری امت کا ہر آدمی اس کو (جہاں) نماز کا وقت آجائے، نماز پڑھ لے، تیسرے یہ کہ لوٹ کے مال میرے لیے درست ہوئے اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لیے درست نہیں ہوئے۔ چوتھے یہ کہ مجھ کو شفاعت ملی[2] پانچویں یہ کہ (اگلے زمانہ میں) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

بَاب ٢٣٣ اِذَا لَمْ يَجِدْ مَآءً وَّلَا تُرَابًا ؕ

باب جب نہ پانی ملے نہ مٹی تو کیا کرے[3]

٣٢٧ ۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا فَوَاللهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهٗ اِلَّا جَعَلَ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انھوں نے اپنے باپ عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے (اپنی بہن) اسماء سے ایک ہار مانگ کر لیا وہ گر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (اسید بن حضیر) کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا[4] اس کو وہ ہار مل گیا تو راہ میں جب اسید اور ان کے ہمراہی جا رہے تھے) نماز کا وقت آگیا۔ انھوں نے (بے وضو) نماز پڑھ لی[5] پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اسید بن حضیر کہنے لگے۔ عائشہ اللہ تم کو اچھا بدلہ دے قسم خدا کی تم پر جب کوئی ایسی بات آن پڑی جس کو تم برا سمجھتی تھیں۔ تو

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس سے امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور اوزاعی وغیرہم نے دلیل لی کہ تیمم ہر چیز سے درست ہے جو زمین کی قسم سے ہو۔ مٹی یا پتھر یا اینٹ وغیرہ اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور شافعی یہ کہتے ہیں کہ تیمم کے لیے مٹی ہونا ضرور ہے چوں کہ قرآن میں صعید کا لفظ ہے اور صعید مٹی کو کہتے ہیں اور اسی حدیث میں مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی مٹی پاک کرنے والی بنائی گئی ۱۲ منہ [2] یعنی شفاعت عظمےٰ سخت ہول کے وقت جب دوسرے پیغمبر بھی گھبرا جائیں گے۔ یا ہر موحد کا دوزخ سے نکالنا جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا۔ ۱۲ منہ [3] ایسے شخص کو فاقد الطہورین کہتے ہیں، ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعی اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ وہ یوں ہی نماز پڑھ لے۔ پھر جب پانی یا مٹی ملے تو نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑھے اور اس پر قضا واجب ہے۔ ۱۲ منہ [4] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ آخر کو وہ ہار اسید کو مل گیا۔ یعنی جب وہ لوٹ کر آئے اور کوچ کی تیاری ہوئی اونٹ اٹھایا گیا ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ تیمم تو اس وقت تک جائز نہیں ہوا تھا۔ اور وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اب اسید کا نماز پڑھ لینا اور آنحضرتؐ کا ان کو ملامت نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص کو پانی نہ ملے نہ مٹی وہ یوں ہی بے طہارت نماز پڑھ لے جیسے اسید اور ان کے ہمراہیوں نے پڑھ لی تھی ۱۲ منہ

اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا ۔

اللہ نے اس میں خود تمہارے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے بہتری کی۔

بَابُ ۲۳۴ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيْضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُّنَاوِلُهٗ يَتَيَمَّمُ وَاَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلّٰى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ ۔

باب حضر میں (یعنی اپنے گھر اور بستی میں) تیمم کرنا جب پانی نہ ملے، اور نماز قضا ہو جانے کا ڈر ہو۔ عطا بن ابی رباح کا یہی قول ہے[1]۔ اور امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی بیمار ہو پانی اس کے پاس موجود ہو۔ لیکن پانی کا دینے والا کوئی نہ ہو (اور وہ خود نہ لے سکے) تو تیمم کرے[2] اور عبداللہ بن عمرؓ اپنی زمین میں سے جو جرف میں تھی۔ آرہے تھے۔ مربد نعم میں عصر کا وقت آگیا۔ انھوں نے (تیمم سے) نماز پڑھ لی۔ پھر مدینہ میں پہنچے۔ سورج بلند تھا۔ لیکن نماز نہیں لوٹائی[3]۔

۳۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے جعفر بن ربیعہ سے۔ انھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انھوں نے کہا میں نے عمیر بن عبداللہ سے سنا جو ابن عباسؓ کے غلام تھے۔ انھوں نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار جو ام المومنین میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے غلام تھے ملکر ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری (صحابی) کے پاس پہنچے۔ انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے آ رہے تھے[4] (راہ میں) ایک شخص ملا (خود ابو جہیم) اس نے آپ کو سلام کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے۔ (اس پر ہاتھ مارا) منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا[5]۔

بَابُ ۲۳۵ هَلْ يَنْفُخُ فِيْ يَدَيْهِ بَعْدَ مَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيْدَ لِلتَّيَمُّمِ ۔

باب تیمم میں مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر پھر (گرد کم کرنے کے لیے) ان کو پھونکنا۔

۳۲۹ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے کہا

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نکالا اب نماز کا لوٹانا ضرور نہیں۔ جب پانی مل جائے اور بعضوں نے کہا لوٹانا چاہیے۔ ۱۲ منہ [2] اس کو قاضی اسماعیل نے احکام میں بسند صحیح وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں اور شافعیؒ نے اپنی مسند میں نکالا۔ جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد نعم ایک میل پر اتنی دور جانے کو سفر نہیں کہتے تو حضر میں تیمم ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [4] بیر جمل ایک مقام کا نام ہے مدینہ کے قریب ۱۲ منہ [5] اس حدیث سے حضر میں تیمم کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور جب سلام کا جواب دینے کے لیے تیمم جائز ہوا تو نماز کے لیے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ اب دیوار پر جو تیمم کیا تو شاید وہ مٹی کی ہوگی یا آپ نے اس کو کھرچ لیا ہوگا جیسے شافعی کی روایت میں ہے ۱۲ منہ۔

ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْنَا فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ ۞

ہم سے حکم ابن عتیبہ نے انھوں نے ذر بن عبداللہ سے انھوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی سے انھوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا ایک شخص حضرت عمرؓ پاس آیا اور کہنے لگا اگر مجھ کو جنابت ہو اور پانی نہ ملے تو کیا کروں[1]۔ عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا تم کو یاد نہیں ہم تم دونوں ایک سفر میں تھے اور ہم کو جنابت ہوئی۔ تم نے تو نماز ہی نہیں پڑھی ۔ اور میں مٹی میں لوٹا[2] اور نماز پڑھ لی پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا آپ نے فرمایا تجھے اتنا بس کرتا تھا پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور ان کو پھونک دیا[3] پھر منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔

بَابُ ۲۳۶ التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ۞

باب تیمم میں صرف منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کرنا۔

۳۳۰ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ ۞

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو حکم بن عتیبہ نے خبر دی انھوں نے ذر بن عبداللہ سے انھوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انھوں نے اپنے باپ سے پھر عمار کی یہی روایت بیان کی اور شعبہ نے (اس کو یوں بتلایا کہ) اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے (پھر ان کو منہ کے نزدیک لے گئے (پھونکا) پھر اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا[4] اور نضر بن شمیل نے کہا مجھ کو شعبہ نے خبر دی۔ انھوں نے حکم سے انھوں نے کہا میں نے ذر سے سنا۔ انھوں نے سعید بن عبدالرحمٰن سے ۔ حکم نے کہا اور میں نے اس حدیث کو خود سعید بن عبدالرحمٰن سے بھی سنا انھوں نے اپنے باپ سے کہ عمار نے کہا[5]۔

۳۳۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے حکم سے انھوں نے ذر سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے بیٹے سے

---

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا نماز نہ پڑھ ایک روایت میں اتنا اور ہے جب تک پانی نہ ملے ۱۲ منہ [2] عمار نے یہ خیال کیا کہ غسل کے بدل جو تیمم ہے اس میں سارے بدن پر مٹی لگانا ہوگی ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [4] ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ تیمم میں ایک بار مارنا کافی ہے اور منہ اور دونوں پنجوں کا مسح کر لینا۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک دو بار ہاتھ مارنا چاہیے ایک بار سے منہ کا مسح کرے اور دوسری بار سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک اور ان کی دلیلیں ضعیف ہیں صحیح حدیثوں میں وہی مضمون ہے جو امام احمد کا قول ہے ۱۲ منہ [5] اس سند کے لانے سے یہ غرض ہے۔ کہ حکم کا سماع ذر بن عبداللہ سے صاف معلوم ہو جائے جس کی تصریح اگلی روایت میں نہیں ہے ۱۲ منہ ۞

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهٗ عَمَّارٌ كُنَّا فِیْ سَرِیَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِیْهِمَا ؛

انھوں نے اپنے باپ سے کہ وہ حضرت عمر کے پاس موجود تھے۔ عمار نے ان سے کہا ہم ایک لشکر میں تھے۔ ہم کو جنابت ہوئی اس روایت میں بجائے نفخ کے تفل ہے[1]

۳۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَكْفِیْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّیْنِ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انھوں نے حکم سے انھوں نے ذر سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابزی کے بیٹے سے انھوں نے اپنے باپ عبدالرحمٰن سے انھوں نے کہا عمار نے حضرت عمر سے کہا میں (مٹی میں) لوٹا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا۔ آپ نے فرمایا تجھ کو منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کرنا کافی تھا۔

۳۳۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ عَمَّارٌ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ ؛

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے حکم سے انھوں نے ذر سے انھوں نے سعید بن عبدالرحمٰن سے۔ انھوں نے عبدالرحمٰن سے انھوں نے کہا میں موجود تھا جب عمار نے حضرت عمر سے کہا اور یہی حدیث بیان کی۔

۳۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّیْهِ ؛

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے حکم سے انھوں نے ذر سے انھوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے کہا عمار نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔

بَابُ ۲۴۳ الصَّعِیْدُ الطَّیِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ یَكْفِیْهِ مِنَ الْمَاءِ

باب پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ یُجْزِیْهِ التَّیَمُّمُ مَالَمْ یُحْدِثْ وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَیَمِّمٌ وَقَالَ یَحْیَی ابْنُ سَعِیْدٍ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَی

پانی کے بدل وہ اس کو کافی ہے[2] اور امام حسن بصری نے کہا جب تک اس کو حدث نہ ہو تیمم کافی ہے[3] اور عبداللہ بن عباسؓ نے تیمم سے امامت کی[4] اور یحییٰ ابن سعید انصاری نے کہا کھاری نمکین زمین پر

[1] تفل بھی وہی پھونکنا لیکن نفخ سے کچھ زیادہ زور سے کہ ذرا ذرا تھوک بھی نکل آئے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا یہ ایک حدیث ہے اس کو بزار نے نکالا ایک روایت میں امام احمد اور اصحاب سنن کے اتنا زیادہ ہے گو دس برس تک پانی نہ ملے ۱۲ منہ [3] یعنی یہ ضرور نہیں کہ ہر نماز کے لیے تیمم کرے بلکہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے اور جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اسی سے تیمم بھی ٹوٹے گا۔ اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی شیبہ نے اور بیہقی نے وصل کیا۔ یعنی مقتدی وضو والے تھے اور عبداللہ بن عباسؓ تیمم سے نماز پڑھا رہے تھے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر اوزاعی کہتے ہیں کہ متوضی کی اقتدا تیمم کے پیچھے درست نہیں ۱۲ منہ ؛

الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيهِ مِنَ الْمَاءِ ... السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمُ بِهَا

نماز پڑھنا اور اس سے تیمم کرنا درست ہے۔

۳۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا عَوْفٌ قَالَ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ نُوقِظْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عوف نے کہا ہم سے ابو رجاء عمران بن ملحان نے انھوں نے عمران بن حصین سے انھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور رات کو چلتے چلتے چلتے جب اخیر رات ہوئی تو ذرا پڑ گئے اور مسافر کے لیے اس اخیر رات کی نیند سے بڑھ کر کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی[1] پھر ہماری آنکھ جب ہی کھلی جب سورج کی گرمی پہنچی تو سب سے پہلے فلاں شخص (ابوبکرؓ) جاگے پھر فلاں شخص پھر فلاں شخص ابو رجاء ان کو نام بنام بیان کرتے تھے لیکن عوف بھول گئے پھر چوتھے حضرت عمرؓ جاگے اور (ہمارا قاعدہ یہ تھا) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو ہم آپ کو نہ جگاتے یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوں۔ کیوں کہ ہم نہیں جانتے تھے خواب میں آپ پر کیا تازہ وحی آتی ہے[2]۔ جب حضرت عمرؓ جاگے اور انھوں نے لوگوں پر جو آفت آئی وہ دیکھی[3] اور وہ دل والے آدمی تھے[4]۔ انھوں نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی۔ برابر اللہ اکبر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہاں تک کہ ان کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے[5]۔ جب آپ بیدار ہوئے تو لوگ اس مصیبت کا لگے شکوہ کرنے۔ آپ نے فرمایا کچھ پرواہ نہیں یا اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ چلو اب کوچ کرو پھر تھوڑی دور چلے بعد اس کے آپ اترے اور وضو کا پانی منگوایا وضو کیا نماز کی اذان ہوئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا[6] وہ

[1] کہ صبح کے قریب تھک کر جب آدمی سوتا ہے تو بڑی میٹھی نیند آتی ہے اوپر سے نسیم سحری کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے چلتے ہیں بالکل غفلت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [2] صحابہؓ ڈرتے تھے کہ کہیں آپ کو جگائیں اور آپ پر وحی آرہی ہو تو ان کے جگانے سے وحی میں خلل پڑے ۱۲ منہ [3] کہ نماز کا وقت جاتا رہا ادھر پانی کا نام نہیں ہے ۱۲ منہ [4] مزاج میں بہادری اور دل میں سختی اور مضبوطی تھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [5] یہ حضرت عمرؓ کی دانائی تھی ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جگایا۔ ادھر کام بھی نکل آیا۔ تکبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ شیطان مردود بھاگا جس نے نماز سے غافل کر دیا تھا۔ یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ میرا دل نہیں سوتا اس کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ اسی حدیث میں ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں تو دل آپ کا عالم قدس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ظاہری غفلت آنکھوں کی غفلت تھی یعنی حواس ظاہری کی وہ اس کے منافی نہیں ہے ۱۲ منہ [6] اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا۔ بعضوں نے کہا خلاد بن رافع انصاری تھا مگر خلاد بدر میں شہید ہو چکا تھا اور یہ واقعہ بدر کے بعد کا ہے۔ ۱۲ منہ

مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ نَسِيَهٗ عَوْفٌ وَّدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ عَلٰى بَعِيْرٍ لَّهَا فَقَالَا لَهَا اَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ عَهْدِيْ بِالْمَاءِ اَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوْفًا قَالَا لَهَا انْطَلِقِيْ اِذًا قَالَتْ اِلٰى اَيْنَ قَالَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِيْ تَعْنِيْنَ فَانْطَلِقِيْ فَجَاءَا بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ اَوِ السَّطِيْحَتَيْنِ وَاَوْكَاَ اَفْوَاهَهُمَا وَاَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا فَسَقٰى مَنْ سَقٰى وَاسْتَقٰى مَنْ شَاءَ

کنارے بیٹھا تھا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی آپ نے فرمایا اے شخص تجھے کیا ہوا تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ کہنے لگا مجھ کو نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھ کو کافی ہے[1]۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے۔ لوگوں نے آپ سے پیاس کا شکوہ کیا۔ آپ اترے اور ایک شخص کو بلایا (عمران بن حصین کو) ابو رجاء اس کا نام بیان کیا کرتے تھے لیکن عوف بھول گئے اور حضرت علیؓ کو۔ دونوں سے فرمایا جاؤ پانی کی تلاش کرو۔ وہ دونوں گئے۔ (راہ میں) ایک عورت ملی جو اونٹ پر پانی کی دو پکھالوں یا مشکوں کے بیچ میں سوار جا رہی تھی۔ انھوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے کہا پانی کل مجھ کو اسی وقت ملا تھا[2]۔ اور ہماری قوم کے مرد لوگ پیچھے ہیں۔ انھوں نے اس سے کہا خیر اب تو چل۔ اس نے کہا۔ کہاں چلوں۔ انھوں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اس نے کہا وہ تو نہیں جن کو لوگ صابی[3] کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا انہی کے پاس جن کو تو سمجھے[4]۔ چل تو سہی آخر وہ دونوں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا عمران نے کہا پھر لوگوں نے اس عورت کو اس اونٹ پر سے اتار لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور دونوں پکھالوں یا مشکوں کا منہ کھول کر ان سے پانی ڈالنا شروع کیا پھر اوپر کے منہ کو بند کر دیا اور نیچے کا منہ کھول دیا[5] اور لوگوں

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی پانی یہاں سے اتنی دور ہے کہ کل میں اسی وقت وہاں سے پانی لے کر چلی تھی آج یہاں پہنچی ہوں ۱۲ منہ [3] لغت میں صابی اس کو کہتے ہیں جو اپنا دین بدل کر نیا دین اختیار کرے عرب کے مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہا کرتے چوں کہ آپ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر توحید پر چل رہے تھے ۱۲ منہ [4] منہ ہاں کہا نہ نا کیونکہ ہاں کہنے میں یہ اقرار ہوتا تھا کہ معاذ اللہ آپ صابی ہیں۔ نا کہنے میں جھوٹ ہوتا کیونکہ آپ ہی کے پاس چلنا منظور تھا ۱۲ منہ [5]۔ یعنی پہلے کچھ تھوڑا سا پانی مشکوں کے اوپر کے منہ سے لیا پھر اوپر کے منہ بند کر دیئے اور نیچے کے دہانے کھول دیئے اور طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے جو پانی پہلے لیا تھا اس میں کلی کر کے پھر وہ پانی مشکوں میں اوپر سے ڈال دیا۔ اور یہ ساری برکت جو پانی میں ہوئی وہ اس کلی کی طفیل سے ہوئی یہ عورت کافرہ حربیہ تھی۔ اس کا مال لے لینا درست تھا۔ دوسرے پیاس کی شدت میں مسلمان کا بھی پانی بے اس کی مرضی کے پی لینا اور جان بچانا درست ہے۔ تیسرے آپ کو معلوم تھا کہ اس عورت کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ اور فائدہ ہوگا۔ چوتھی یہ کہ یہ سب کارروائی بحکم الٰہی تھی۔ ایسا کرنے میں اور بہتوں کی ہدایت منظور تھی جیسا آگے آئے گا کہ اس عورت کی وجہ سے اور اس کے یہ معجزہ دیکھنے سے اخیر میں اس کی قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے ۱۲ منہ

وَكَانَ اٰخِرُ ذٰلِكَ اَنْ اَعْطَى الَّذِيْ اَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ اِنَاءً مِّنْ مَّاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَاَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ اِلٰى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْاَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتَدَاَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لَهَا فَجَمَعُوْا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَّدَقِيْقَةٍ وَّسَوِيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوْهُ فِيْ ثَوْبٍ وَّحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا فَقَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَّائِكِ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِيْ اَسْقَانَا فَاَتَتْ اَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِيْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَاءِ تَعْنِي السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اَرٰى اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ يَدَعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الْاِسْلَامِ

میں منادی کی گئی پانی پلاؤ اور پیو جس نے چاہا (جانوروں کو) پلایا اور جس نے چاہا پیا (سب سیر ہو گئے) اخیر میں آپ نے یہ کیا کہ جس شخص کو نہانے کی حاجت ہوئی تھی اس کو بھی پانی بھرا ایک برتن دیا اور فرمایا جا اپنے اوپر ڈال لے (نہا لے) وہ عورت کھڑی ہوئی جو کام اس کے پانی سے ہو رہے تھے دیکھتی رہی اور قسم خدا کی پانی لینا بند کیا گیا۔ اور ہم کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکیں اس سے زیادہ بھری ہوئی ہیں جیسے شروع میں بھری تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس کے لیے کچھ جمع کرو۔ لوگوں نے کھجور آٹا ستو اکٹھا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ (بہت سارا) کھانا اس کے لیے اکٹھا کیا وہ سب کھانا ایک کپڑے میں رکھا اور اس کو اونٹ پر سوار کر دیا وہ کپڑا (کھانا بھرا) اس کے سامنے رکھ دیا تب آپ نے اس سے فرمایا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ کم نہیں کیا[1] اللہ ہی نے ہم کو پانی پلایا پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی چونکہ (راہ میں) روک لی گئی تھی۔ انھوں نے پوچھا ارے فلانی تو نے دیر کیوں لگائی وہ کہنے لگی عجیب بات ہوئی دو آدمی (راہ میں) مجھ کو ملے۔ وہ مجھ کو اس شخص کے پاس لے گئے جس کو لوگ صابی کہتے ہیں۔ اس نے ایسا ایسا کیا[2]۔ تو قسم خدا کی جتنے لوگ اس کے اور اس کے بیچ میں ہیں اور اس نے اپنی بیچ کی انگلی اور کلمے کی انگلی اٹھا کر آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا ان سب میں وہ بڑا جادوگر ہے یا سچ ہے اللہ کا رسول[3] ہے۔ پھر مسلمانوں نے یہ کرنا شروع کیا کہ اس عورت کے گرد اگرد جو مشرک رہتے تھے ان کو تو لوٹتے اور جن لوگوں میں وہ عورت رہتی تھی ان کو چھوڑ دیتے[4]۔ ایک دن اس نے اپنے لوگوں سے کہا میں سمجھتی ہوں کہ مسلمان جو تم کو چھوڑ دیتے

[1] یعنی تیرا پانی جتنا پہلے تھا اتنا ہی اب بھی ہے بلکہ اس سے زیادہ تو ہم نے تیرا کچھ نقصان نہیں کیا تو جو پانی مسلمانوں نے لیا وہ اس کا پانی نہ تھا بلکہ اللہ کا دیا ہوا تھا اس صورت میں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ پرایا پانی بے اجازت کیسے لے لیا ۱۲ منہ [2] یعنی اس طرح پانی لیا اور سب آدمیوں کو پلایا مگر پانی کچھ کم نہ ہوا۔ غرض اس نے سارا قصہ جو گذرا تھا سب کہہ سنایا ۱۲ منہ [3] یہ معجزہ دیکھ کر پہلے اس کو شک پیدا ہوا پھر اخیر میں ایمان لائی جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ [4] اس امید سے کہ وہ عورت اور اس کی بستی والے شاید مسلمان ہو جائیں گے یا اس کا احسان یاد کر کے اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے طفیل میں اس کی بستی والے بھی بچے رہتے ۱۲ منہ

فَأَطَاعُوهَا فَدَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَبَأَ خَرَجَ مِنْ دِينٍ إِلَى غَيْرِهِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الصَّابِئِينَ فِرْقَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ الزَّبُورَ أَصْبُ أَمِلْ ۔

باب ۲۳۸ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ أَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ

۳۳۶ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَا يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ نَعَمْ إِنْ لَمْ أَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا لَمْ أُصَلِّ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هَكَذَا يَعْنِي تَيَمَّمَ وَصَلَّى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ ۔

ہیں تو جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمان ہو جاؤ؟ انھوں نے اس کی بات سن لی اور مسلمان ہو گئے۔ امام بخاری نے کہا صابی صبا سے نکالا گیا ہے صبا کے معنی اپنا دین چھوڑ کر دوسرے دین میں چلا گیا۔ اور ابو العالیہ نے کہا[1] صابئین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھا کرتے ہیں اور سورہ یوسف میں جو اصب کا لفظ ہے اس کا معنی جھک جاؤں گا۔

باب جب جنب کو بیماری کا ڈر ہو یا موت کا یا پیاس کا (مثلاً تھوڑا پانی ہو) تو وہ تیمم کر لے اور کہتے ہیں[2] کہ عمرو بن عاص کو جاڑے کی رات میں نہانے کی حاجت ہوئی تو انھوں نے تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی (سورہ نساء کی) اپنی جانیں مت گنواؤ اللہ تم پر مہربان ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا آپ نے ان کو کچھ ملامت نہیں کی۔

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر غندر نے خبر دی۔ انھوں نے شعبہ سے انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے ابو وائل سے انھوں نے کہا ابو موسیٰ اشعری نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کسی کو جب پانی نہ ملے (اور جنب ہو) تو نماز نہ پڑھے عبد اللہ نے کہا بے شک اگر مجھ کو ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو میں نماز نہ پڑھوں گا۔ اگر میں لوگوں کو ایسی اجازت دے دوں تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ یہی کرے گا یعنی تیمم کر لے نماز پڑھ لے[3] گا۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر عمار نے جو روایت حضرت عمر سے بیان کی وہ کہاں گئی انھوں نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عمر نے عمار کے قول پر قناعت کی ہو[4]۔

---

[1] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور امام بخاری یہ قول اس لیے لائے کہ قرآن شریف میں جو صابئین کا لفظ آیا ہے اس سے یہی فرقہ مراد ہے اور اس حدیث میں یہ معنی مراد نہیں ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو ابو داؤد اور حاکم نے نکالا کہ ان کو جاڑے کی رات میں جنابت ہوئی انھوں نے تیمم کر لیا اور فجر کی نماز پڑھائی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انھوں نے یہ آیت پڑھی آپ ہنس دیئے اور ان کو کچھ سرزنش نہیں کی ۱۲ منہ [3] اور غسل نہ کرے گا۔ صحابہؓ میں سے حضرت عمر اور عبد اللہ ابن مسعود اس کے قائل تھے۔ کہ جنب کو تیمم کرنا درست نہیں۔ اس کو جس طرح ہو سکے غسل کرنا چاہیئے۔ اگر پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے لیکن اور سب صحابہؓ اس کے خلاف تھے۔ انھوں نے جنب کے لیے تیمم جائز رکھا ہے۔ ابو موسیٰ بھی اسی کے قائل تھے۔ ان میں اور عبد اللہ بن مسعودؓ میں بحث ہوئی ۱۲ منہ [4] حضرت عمر کو یہ قصہ یاد نہیں رہا تھا حالانکہ وہ بھی اس سفر میں ساتھ تھے تو ان کو شک رہی۔ مگر عمار سچے تھے۔ اور ان کی روایت پر تمام علماء نے یہی فتوے دیا کہ جنب کے لیے تیمم جائز ہے۔ اور حضرت عمر اور ابن مسعود کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۳۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى أَرَءَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللّٰهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هٰذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ لِهٰذَا فَقَالَ نَعَمْ ؞

باب ۲۳۹ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ ؞

۳۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ كَانَ لَمْ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے اعمش نے کہا میں نے شقیق بن سلمہ سے سنا انھوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھا اتنے میں ابوموسیٰ نے ابن مسعود سے کہا ابوعبدالرحمٰن (یہ ان کی کنیت ہے) بتلاؤ تو جب کوئی جنب ہوا اور پانی نہ پائے وہ کیا کرے انھوں نے کہا جب تک پانی نہ پائے نماز نہ پڑھے ابوموسیٰ نے کہا پھر تم عمار کی روایت کو کیا کرو گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تجھ کو یہ کافی تھا (یعنی منہ اور ہاتھ کا مسح کرنا) ابن مسعود نے کہا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عمر نے ان کی بات پر قناعت نہیں کی ابوموسیٰ نے کہا اچھا تو عمار کا قول جانے دو تم اس آیت کا کیا جواب دو گے[1] عبداللہ کو کچھ جواب نہ بنا کیا کہیں تو کہنے لگے اگر ہم لوگوں کو اس کی (جنابت میں تیمم کرنے کی) اجازت دیں تو بہت قریب میں ایسا ہوگا کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا وہ غسل چھوڑ کر تیمم کرے گا۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو عبداللہ بن مسعودؓ نے جنب کو کرنا اس مصلحت سے برا جانا انھوں نے کہا ہاں[2]

باب تیمم میں ایک بار مارنا کافی ہے۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ محمد بن خازن نے خبر دی انھوں نے اعمش سے انھوں نے شقیق سے انھوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعری پاس بیٹھا تھا ابوموسیٰ نے ان سے کہا اگر ایک شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ پائے کیا وہ تیمم کرلے اور نماز پڑھے عبداللہ بن مسعود نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) تب ابوموسیٰ

(بقیہ صفحہ سابقہ) حدیث کے خلاف حضرت عمر کا قول جو خلفائے راشدین میں سے تھے نہیں لیا گیا تو اور کسی امام یا مجتہد کا قول حدیث کے خلاف کیوں کر مقبول ۱۲منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جو سورہ مائدہ میں ہے۔ "اولامستم النساء" اس سے صاف جنب کے لیے تیمم کا جواز نکلتا ہے کیوں کہ لمس سے جماع مراد۔ عبداللہ بن مسعود کو اس کا جواب نہ بنا تو مصلحت کا ذکر کرنے لگے کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود نے اس فتوے سے رجوع کیا جیسے ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا اور امام نووی نے کہا ہے کہ حضرت عمر نے بھی اپنے قول سے رجوع کیا ۱۲منہ [2] مگر مصلحت کی وجہ سے شرع کا حکم بدل نہیں سکتا نووی نے کہا پر تمام امت کا اجماع ہے کہ جنب اور حائضہ اور نفاس والی سب کے لیے تیمم درست ہے جب پانی نہ پائیں ۱۲منہ ؞

يَجِدْ شَهْرًا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِّصَ فِي هَذَا لَهُمْ لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا وَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً

باب ۲۴

کہا پھر تم اس آیت کو کیا کرو گے جو سورہ مائدہ میں ہے اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرلو عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر لوگوں کو جنابت میں تیمم کی اجازت دی جائے تو قریب میں ایسا ہوگا جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا۔ وہ مٹی سے تیمم کرلیں گے۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو تم نے جنب کے لیے تیمم اس لیے برا جانا۔ انھوں نے کہا ہاں پھر ابوموسیٰ نے ابن مسعود سے کہا کیا تم نے وہ نہیں سنا جو عمار نے حضرت عمر سے کہا تھا۔ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بھیجا (راہ میں) مجھ کو نہانے کی حاجت ہوئی۔ پانی نہ ملا تو میں جانور کی طرح مٹی میں لوٹا بعد اس کے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تجھ کو ایسا کرنا بس تھا۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا۔ پھر اس کو جھاڑ دیا پھر بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کی پشت کو ملایا۔ داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت کو۔ پھر[1] اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیر لیا عبداللہ نے کہا تم نہیں دیکھتے۔ حضرت عمر نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی اور یعلی ابن عبید نے اس روایت میں اعمش سے۔ انھوں نے شقیق سے اتنا زیادہ کیا۔ میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰؓ کے پاس تھا۔ ابوموسیٰ نے کہا کیا تم نے عمار کا حضرت عمرؓ سے یہ کہنا نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور تم کو (فوج کی ٹکڑی میں) بھیجا۔ مجھے نہانے کی حاجت ہوئی۔ میں مٹی میں لوٹا پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھ کو یہ بس کرتا تھا اور آپ نے اپنے منہ اور دونوں پنجوں پر ایک بار مسح کر لیا۔

باب

[1] یہ راوی کو شک ہے ابوداؤد کی روایت میں بغیر شک کے یوں مذکور ہے کہ پھر بائیں کو داہنے پر مارا اور داہنے کو بائیں پر دونوں پنجوں پر مسح کرکے پھر منہ پر مسح کر لیا۔ بس یہی تیمم ہے اور یہی روایت راجح ہے اور اہل حدیث اور محققین علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے اور دو بار کی روایتیں سب ضعیف ہیں ۱۲ منہ

۳۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنِ الْخُزَاعِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مُّعْتَزِلًا لَّمْ یُصَلِّ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْكَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّهٗ یَكْفِیْكَ ٭

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو عوف نے خبر دی۔ انھوں نے ابو رجاء سے کہا ہم کو عمران بن حصین خزاعی نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کنارے پر بیٹھے دیکھا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی آپ نے فرمایا او فلانے تجھ کو کیا ہوا۔ لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں آپ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

کتاب نماز کے بیان میں

بَابٌ[۲۴۱] كَیْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِی الْاِسْرَاءِ

باب معراج میں نماز کیونکر فرض ہوئی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیَانَ ابْنُ حَرْبٍ فِیْ حَدِیْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ یَاْمُرُنَا یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ ٭

اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابوسفیان بن حرب نے بیان کیا ہرقل کے قصے میں ابوسفیان نے کہا وہ یعنی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھنے اور سچ بولنے اور حرام سے بچے رہنے کا حکم دیتے ہیں[۲]

۳۴۰ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِیْمَانًا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے یونس سے انھوں نے ابن شہاب سے۔ انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے کہا ابوذر غفاریؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبریل علیہ السلام اترے انھوں نے میرا سینہ چیرا[۳]۔ پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت[۴] سے بھرا ہوا تھا۔ وہ میرے سینے میں

[۱] معراج کا قصہ آگے آتا ہے اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کو جاگتے میں معراج ہوا بدن اور روح دونوں کے ساتھ اور ایک شاذ قول معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ معراج خواب میں ہوا تھا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] یہ دوبارہ شق صدر تھا ایک بار رضاعت کی حالت میں ہو چکا تھا ۱۲ منہ [۴] حکمت سے مراد اللہ کی معرفت ہے اور شریعت کا علم اور درستی اخلاق کا علم ۱۲ منہ ٭

فَافْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ فَقَالَ أَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ڈال دیا پھر سینہ جوڑ دیا (اس پر مہر کر دی) پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ آسمان کی طرف چڑھے جب میں پہلے آسمان پر پہنچا (وہ بند تھا) جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھول اس نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا جبرئیلؑ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کوئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں محمدؐ میرے ساتھ ہیں میں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیلؑ نے کہا ہاں خیر اس نے جب کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھے وہاں ایک شخص بیٹھا دیکھا جس کے داہنے طرف لوگوں کے جھنڈ تھے اور بائیں طرف بھی جھنڈ تھے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں طرف دیکھتا رو دیتا اس نے (مجھ کو دیکھ کر) کہا (آؤ) اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بیٹے میں نے جبرئیلؑ سے کہا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آدم ہیں اور یہ جو ان کے داہنے اور بائیں طرف تم لوگوں کے جھنڈ دیکھتے ہو یہ ان کے بیٹوں کے ارواح ہیں تو ان کی داہنی طرف والے بہشتی ہیں[1] اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی ہیں وہ جب اپنے داہنے طرف دیکھتے ہیں (خوشی سے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں (رنج سے) رو دیتے ہیں پھر جبرئیلؑ مجھ کو لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے وہاں کے داروغہ سے کہا کھول اس نے بھی وہی پوچھا جو پہلے داروغہ نے پوچھا تھا آخر دروازہ کھولا انسؓ نے کہا ابوذرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے آسمانوں میں آدمؑ اور ادریسؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور ابراہیمؑ پیغمبروں کو دیکھا مگر ہر ایک کا ٹھکانا نہیں بیان کیا[2] اتنا کہا کہ آپ نے پہلے آسمان پر آدمؑ کو پایا اور چھٹے آسمان پر ابراہیمؑ کو انسؓ نے کہا جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیے ہوئے ادریسؑ پیغمبر پر گزرے

[1] اس کا ظاہری مضمون یہ ہے کہ اچھی اور بری سب کی روحیں آسمان پر ہیں حالانکہ دوسری حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ کافروں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین کے تلے ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت یہ سب روحیں آدمؑ کے پاس لائی جاتی ہوں اور اتفاق سے اسی وقت ہمارے پیغمبر علیہ السلام وہاں پہنچے ہوں یا مراد وہ روحیں ہوں جو ابھی دنیا میں نہیں آئیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] دوسری روایتوں میں یہ ٹھکانے یوں مذکور ہیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے اور دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی ۱۲ منہ

بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا عِيسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ

تو انھوں نے کہا (آؤ) اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی - میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں. انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں. پھر میں موسیٰؑ پر سے گذرا[۱] انھوں نے کہا آؤ اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں - پھر میں عیسیٰؑ پر سے گذرا. انھوں نے کہا آؤ اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں. انھوں نے کہا یہ عیسیٰؑ ہیں پھر میں ابراہیمؑ پر سے گذرا. انھوں نے کہا آؤ اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بیٹے[۲] میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ ابراہیمؑ ہیں. ابن شہاب نے کہا مجھ کو ابوبکر بن حزم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابوحبہ عامر بن عبد عمرو دونوں یوں کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں قلم چلانے کی آواز سنتا تھا[۳]. ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر رات دن میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا جب موسیٰؑ[۴] کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا. میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں. انھوں نے کہا پھر اپنے مالک کے پاس لوٹ جائیں کہ تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی. پھر میں لوٹا (اور عرض کیا) اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں[۵]. پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دیں. انھوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا.

---

[۱] دوسری روایتوں میں پہلے حضرت عیسیٰؑ سے ملنا مذکور ہے پھر حضرت موسیٰؑ سے اور احتمال ہے کہ ثم تراخی کے لیے نہ ہو یا معراج کئی بار ہوا ہو ۱۲ منہ [۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہیں. اس لیے انھوں نے یوں فرمایا نیک پیغمبر اور نیک بیٹے ۱۲ منہ [۳] فرشتے جو لکھتے تھے ان کی قلموں کی آواز آپ نے سنی ۱۲ منہ [۴] کہ ہر روز شب میں پچاس نمازیں پڑھیں. پانچ نمازیں تو لوگ پڑھ نہیں سکتے. ہزاروں آدمی ان میں قاصر رہتے ہیں، پچاس فرض ہوتیں تو بہت کم لوگ ان کو ادا کر سکتے ۱۲ منہ [۵] پچاس کی پینتالیس رہ گئیں یوں ہی پانچ پانچ معاف ہوتی گئیں. آپ نو بار تخفیف کرانے کے لیے بارگاہ الٰہی میں لوٹ کر گئے اخیر میں پانچ رہ گئیں ۱۲ منہ ؛

رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَالِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتّٰى انْتَهٰى بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَّا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ۔

تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں لوٹا پھر اللہ نے کچھ معاف کر دیں پھر موسیٰؑ کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹا (ایسا ہی کئی بار ہوا) آخر اللہ نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں[1]۔ اور حقیقت میں پچاس ہیں[2]۔ میرے پاس بات نہیں بدلتی پھر موسیٰؑ کے پاس آیا انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا میں نے کہا اب مجھے اپنے مالک سے (عرض کرنے میں) شرم آتی ہے۔ پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھ کو پہنچایا[3] اور کئی طرح کے رنگوں نے اس کو ڈھانک لیا تھا۔ میں نہیں جانتا وہ کیا ہے[4] پھر مجھ کو جنت میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں وہاں موتیوں کے ہار ہیں[5]۔ اور وہاں کی مٹی مشک ہے[6]۔

۳۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلٰوةِ الْحَضَرِ ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ انھوں نے صالح بن کیسان سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے انہوں نے کہا اللہ نے جب (شب معراج میں) نماز فرض کی تو (ہر نماز کی) دو دو رکعتیں فرض کیں حضر اور سفر دونوں میں پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر دو دو رکعتیں رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

بَابُ ۲۴۲ وُجُوبِ الصَّلٰوةِ فِي الثِّيَابِ

باب نماز میں کپڑے پہننا (ستر عورت کرنا) واجب ہے۔

وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّمَنْ صَلّٰى مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں فرمایا ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہنے رہو اور جس نے ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھی (اس نے فرض ادا کر لیا) اور سلمہ بن اکوع سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگر ایک

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی ۱۲ منہ [2] نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو پانچ نمازیں پچاس کے مساوی ہوں گی ۱۲ منہ [3] سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے ساتویں آسمان پر اس کی جڑیں چھٹے آسمان تک ہیں۔ منتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتے وہیں تک جا سکتے ہیں۔ ان کا علم وہیں پر ختم ہوتا ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا منتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اوپر سے جو حکم آتا ہے وہ وہاں آن کر ٹھہرتا ہے اور نیچے سے جو جاتا ہے وہ بھی وہاں ختم جاتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی ان رنگوں کی حقیقت میں نہیں جانتا وہ انوار الٰہی ہوں گے واللہ اعلم ۱۲ منہ [5] اس روایت میں حبائل کا لفظ ہے اور صحیح جنابذ ہے جیسے امام بخاری کی دوسری روایت اور مسلم کی روایت میں ہے یعنی موتیوں کے گنبد اور قبے یا خیمے ۱۲ منہ [6] یعنی مشک کی طرح معطر اور خوشبودار ہے یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دے اور اپنے نیک بندوں کے طفیل میں ہم کو بھی جنت نصیب کر آمین یارب العالمین ۱۲ منہ ۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ وَفِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ وَمَنْ صَلَّى فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ مَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ۞

کپڑے میں نماز پڑھے) تو اس کو ٹانک لے گو ایک کانٹے سے سہی۔ اس کی اسناد میں گفتگو ہے[2]۔ اور جس نے اس کپڑے میں نماز پڑھی جس کو پہن کر وہ جماع کرتا ہے (تو بھی درست ہے) جب تک اس میں کوئی گندگی نہ دیکھے[3]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے[3]۔

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا ۞

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہ رض سے انہوں نے کہا ہم کو حکم ہوا۔ دونوں عیدوں میں حیض والی اور پردے والی عورتوں کو نکالنے کا[4] وہ مسلمانوں کے جماؤ میں اور ان کی دعا میں شریک رہیں اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ بعضی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی (وہ کیسے نکلے۔) آپ نے فرمایا اس کی گنیاں[5] (ساتھ والی) اپنی چادر اس کو اڑھا دے اور عبداللہ بن رجاء نے کہا[6]۔ ہم سے عمران قطان نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سیرین نے کہا ہم سے ام عطیہؓ نے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور یہی حدیث بیان کی[7]۔

بَابُ ۲۴۳ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ ۞

باب تہ بند کو نماز میں اپنی گدی پر باندھ لینا (تاکہ وہ کھلے نہیں) اور ابو حازم سلمہ بن دینار نے سہل بن سعد سے روایت کی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہ بند کندھوں پر باندھ کر نماز پڑھی[8]۔

---

[1] ٹانک لینے سے یہ مطلب ہے کہ اس کے دونوں کنارے ملا کر کسی چیز کو اٹکا لے اگر گھنڈی تکمہ نہ ہو تو کانٹے کو پن کی طرح اٹکا لے اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ کپڑا سامنے سے کھلے نہیں اور شرم گاہ چھپی رہے اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے وصل کیا لیکن اس کی سند میں اختلاف اور اضطراب ہے اس لیے امام بخاری اس کو اپنی صحیح میں نہیں لائے ۱۲ منہ [2] یہ مضمون ایک حدیث میں وارد ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھتے جس میں صحبت کرتے جب کوئی پلیدی اس میں نہ پاتے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کو امام احمد نے نکالا۔ جب ننگے طواف منع ہوا تو نماز بطریق اولیٰ منع ہوگی ۱۲ منہ [4] عیدگاہ میں لے جانے کا ۱۲ منہ [5] گنیاں کہتے ہیں ہجولی کو ۱۲ منہ [6] اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [7] اس سند کو لا کر امام بخاری نے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے کہ محمد بن سیرین نے یہ حدیث ام عطیہؓ سے نہیں سنی بلکہ اپنی بہن حفصہ سے انہوں نے ام عطیہؓ سے [8] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ ۞

۳۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا مجھ سے واقد بن محمد نے بیان کیا انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے کہا جابرؓ نے ایک تہ بند میں نماز پڑھی جس کو اپنی گدی پر باندھ لیا تھا اور ان کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے ایک کہنے والے (عبادہ بن ولید) نے ان سے کہا تم ایک تہ بند میں نماز پڑھتے ہو (کپڑے ہوتے ساتھے) انھوں نے کہا میں نے یہ اس لیے کیا کہ تجھ جیسا بے وقوف مجھ کو دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں کس کے پاس دو کپڑے تھے[1]

۳۴۴ - حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرًا يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ

ہم سے مطرف ابو مصعب بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے کہا میں نے جابرؓ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک کپڑے میں نماز پڑھتے[2]

باب ۲۴۴ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الِاشْتِمَالُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ الْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ لَهُ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ ؛

باب ایک کپڑے کو لپیٹ کر اس میں نماز پڑھنا یعنی التحاف کر کے زہری نے اپنی روایت میں کہا التحاف توشیح کو کہتے ہیں یعنی کپڑے کے دونوں کناروں کو الٹ کر مونڈھوں پر ڈالنا اسی کو اشتمال بھی کہتے ہیں[3]۔ اور ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا لپیٹا اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں مونڈھوں پر الٹ لیا تھا[4]

۳۴۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی۔ انھوں نے اپنے باپ عروہ سے انھوں نے عمر بن ابی سلمہؓ سے

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اکثر لوگوں کے پاس ایک ہی کپڑا تھا اسی میں نماز پڑھتے تو جابرؓ نے کپڑے ہوتے ساتھے یہ کیا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز درست ہے گو دو کپڑوں میں افضل ہے کہتے ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے جیسے ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو بظاہر اس باب سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا اور امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اگلی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مذکور نہ تھا اس میں صاف مذکور ہے ۱۲ منہ [3] تو التحاف اور توشیح اور اشتمال سب کے ایک معنی ہوئے یعنی کپڑے کا وہ کنارہ جو داہنے مونڈھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کی بغل سے اور جو بائیں مونڈھے پر ڈالا ہو اس کو داہنے ہاتھ کی بغل سے نکال کر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر باندھ لینا ۱۲ منہ [4] یعنی التحاف کیا جس کی صورت ابھی بیان ہوئی ۱۲ منہ ؛

أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ ؞

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ اس کے دونوں کناروں کو الٹ کر ڈال لیا تھا۔

۳۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ ؞

ہم سے محمد بن مثنے نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے کہا ہم سے ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ نے۔ انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ام المؤمنین ام سلمہؓ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈال لیا تھا۔

۳۴۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ ؞

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انھوں نے ہشام سے انھوں نے اپنے باپ عروہ سے کہ عمر ابن ابی سلمہؓ نے ان سے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں اس کو لپیٹے ہوئے ام المؤمنین ام سلمہؓ کے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے دونوں کنارے اس کے مونڈھوں پر ڈال لیے تھے[1]

۳۴۸ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابو النضر سالم بن ابی امیہ سے جو عمر بن عبید اللہ کے غلام تھے ان سے ابو مرہ یزید نے بیان کیا جو ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا وہ کہتی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا میں نے دیکھا آپ نہا رہے ہیں اور حضرت فاطمہؓ آپ کی صاحبزادی آپ پر پردہ کیے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے کہا میں ام ہانی ہوں ابو طالب کی بیٹی آپ نے فرمایا اچھی آئیں آؤ ام ہانی جب آپ نہانے سے فارغ ہوئے تو (نماز میں) کھڑے ہوئے۔ آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک ہی کپڑے میں اس کو لپیٹے ہوئے۔ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے[2] (یعنی حضرت علیؓ)

[1] ان حدیثوں میں کسی میں خالف بین طرفیہ کا لفظ ہے کسی میں ملتحفا کا اور مطلب وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ۱۲ منہ [2] حضرت علیؓ ام ہانی کے (باقی برصفحہ آئندہ)

زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى ‏۔

کہتے ہیں وہ ہبیرہ (میرے خاوند کے) فلاں بیٹے کو مار ڈالیں گے[1] جس کو میں نے پناہ دی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی اس کو پناہ دی ام ہانی نے کہا۔ یہ چاشت کا وقت تھا[1]

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ ‏۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے ابن شہاب زہری سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابو ہریرہ سے ایک پوچھنے والے نے[2] (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا (کچھ برا نہیں) بھلا کیا تم میں ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔

بَابٌ ۲۴۵ إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ ‏۔

باب جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے مونڈھوں پر اس کو ڈالے[3]

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهِ شَيْءٌ ‏۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انھوں نے امام مالک سے انھوں نے ابو الزناد سے انھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اس طرح کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو[4]

(بقیہ صفحہ سابقہ) سگے بھائی تھے ایک باپ ایک ماں۔ ان کو ماں کا بیٹا اس لیے کہا کہ مادری بھائی بہن ایک دوسرے پر بہت مہربان ہوتے ہیں گو یا ام ہانیؓ نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ حضرت علیؓ میرے ایسے بھائی ہیں لیکن مجھ پر مہربانی نہیں کرتے یہ ہبیرا کا بیٹا جعدہ تھا مگر وہ صغیر سن تھا۔ اس کے مارنے کا حضرت علیؓ کیوں ارادہ کرتے ابن ہشام نے کہا ام ہانیؓ نے حارث ابن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ یا عبداللہ بن ابی ربیعہ کو پناہ دی تھی یہ لوگ ہبیرہ کے چچازاد بھائی تھے تو شاید فلان بن ہبیرہ ہیں۔ راوی کی غلطی سے عم کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہی ہوگی فلان بن عم ہبیرہ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس حدیث سے چاشت کی نماز پڑھنا ثابت ہوئی ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن شمس الائمہ سرخسی حنفی نے مبسوط میں معلوم نہیں کہاں سے لکھ دیا ہے کہ اس کا نام ثوبان تھا ۱۲ منہ [3] امام احمد سے مروی ہے کہ اگر باوجود قدرت کے دونوں کندھے کھلے رکھے تو نماز نہ ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ نماز ہو جائے گی لیکن گناہ گار ہوگا۔ البتہ اگر کپڑا ایسا چھوٹا ہو کہ کندھوں پر ڈالے تو ستر کھل جاتا ہے اور اس کے پاس دوسرا کپڑا نہ ہو تو ستر ڈھانپ لے اور کندھوں کو کھلا رہنے دے ایسی حالت میں بالاتفاق نماز ہو جائے گی ۱۲ منہ [4] یعنی کندھا بالکل ننگا ہو یہ نہی اکثر علماء کے نزدیک تنزیہی ہے اور محمول ہے اس حالت پر جب دوسرا کپڑا موجود ہو یا وہ کپڑا اس قدر وسیع ہو کہ ستر ڈھانپ کر اس سے کندھے بھی ڈھانپ سکے لیکن عمداً نہ ڈھانپے بعضوں کے نزدیک ایسی حالت میں نماز ہی صحیح نہ ہوگی ۱۲ منہ ‏۔

۳۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ أَوْكُنْتُ سَأَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انھوں نے عکرمہ سے یحییٰ نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا تھا یا ان سے پوچھا تھا انھوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا آپ فرماتے تھے جو کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اس کے دونوں کناروں کو الٹ سے[1]

بَابٌ ۲۴۶ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا ۔

باب جب کپڑا تنگ ہو۔

۳۵۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِيْ فَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّيْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَّاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلٰى جَانِبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرٰى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِيْ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِيْ رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ ۔

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انھوں نے سعید بن حارث سے انھوں نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے انھوں نے کہا میں ایک سفر میں (غزوہ بواط میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا رات کو میں ایک کام کے لیے (آپ کے پاس) آیا میں نے دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت میرے بدن پر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اس کو لپیٹ لیا اور آپ کے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا جابر تو رات کو کیوں آیا میں نے اپنا کام بیان کیا جب میں آچکا تو آپ نے فرمایا یہ کپڑا لپیٹنا کیسا[2] جو میں نے دیکھا (یعنی تو نے یہ کیا کیا) میں نے کہا ایک ہی کپڑا تھا (کیا کروں) آپ نے فرمایا اگر وہ کشادہ ہو تو اس میں التحاف کر اور تنگ ہو تو (صرف) تہ بند کرلے۔

۳۵۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے کہا مجھ سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا انھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انھوں نے

---

[1] یعنی ان میں مخالفت کرے مخالفت اسی التحاف اور اشتمال کو کہتے ہیں جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [2] خطابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر پر اس وجہ سے انکار کیا کہ انھوں نے کپڑے کو سارے بدن پر اس طرح سے لپیٹ لیا ہوگا کہ ہاتھ وغیرہ سب اندر بند ہوگئے ہوں گے۔ اس کو اشتمال صماء کہتے ہیں یہ منع ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابر نے اس کے دونوں کناروں میں مخالفت کی تھی اور نماز میں ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے تاکہ ستر نہ کھلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا وسیع ہو اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کرلینا چاہیے ۱۲ منہ ؛

عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا ؀

بَابُ ۲۷۴ الصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوسُ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ وَصَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ ؀

۳۵۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

کہا کئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی ازاریں اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے نماز پڑھا کرتے اور (آپ کے زمانے میں) عورتوں سے یہ کہا جاتا تم (نماز میں) اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں[1]

باب شام کے بنے ہوئے جُبّے میں نماز پڑھنا[2]

امام حسن بصری نے کہا جن کپڑوں کو پارسی بُنتے ہیں ان میں کوئی قباحت[3] نہیں۔ اور معمر بن راشد نے کہا میں نے[4] ابن شہاب زہری کو دیکھا وہ یمن کا کپڑا پہنتے جو پیشاب میں رنگا گیا[5] تھا اور حضرت علیؓ نے ایک کورے کپڑے میں نماز پڑھی (جس کو کافروں نے بنا تھا)[6]

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے انھوں نے اعمش سے انھوں نے مسلم بن صبیح سے انھوں نے مسروق بن اجدع سے انھوں نے مغیرہ بن شعبہؓ سے انھوں نے کہا میں ایک سفر میں (غزوہ تبوک میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا مغیرہ پانی کی چھاگل اٹھا لے میں نے اٹھالی پھر آپ چلے (جنگل کو تشریف لے گئے) یہاں تک کہ میری نظر سے چھپ گئے آپ نے اپنی حاجت پوری کی اس وقت آپ شام کا جُبّہ پہنے ہوئے تھے[8] آپ نے اس کی آستین میں سے ہاتھ نکالنا چاہا وہ تنگ ہوئی آخر آپ نے اس کے نیچے سے ہاتھ نکالا۔ میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا آپ نے

---

[1] کیوں کہ مردوں کے بیٹھ جانے سے پہلے سر اٹھانے میں یہ خیال ہوتا کہیں عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے کیوں کہ تہ بند پیچھے کی طرف سے کھلی رہتی ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پیچھے کی طرف سے ستر کا ڈھانکنا فرض نہیں ہے ۱۲ منہ [2] شام میں ان دنوں کافروں کی حکومت تھی امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو ۱۲ منہ [3] اس کو ابو نعیم بن حماد نے وصل کیا اپنے مشہور نسخہ میں ۱۲ منہ [4] یعنی بن دھوئے ان میں نماز پڑھ سکتا ہے شافعی اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے اس کی کراہت نقل کی ۱۲ منہ [5] اس کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] یعنی حلال جانور کے پیشاب میں چونکہ حلال جانور کا پیشاب ان کے نزدیک پاک ہے ۱۲ منہ [7] اس کو ابن سعد نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] حافظ نے کہا شام کا ملک اس وقت کافروں کے ہاتھ میں تھا۔ ابو حنیفہ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے میں بن دھوئے نماز پڑھنا مکروہ جانتے ہیں اور امام مالک کہتے ہیں اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھ لے تو اعادہ واجب ہے ہمارے مرشد حضرت مولانا فضل رحمان صاحب قدس سرہ انگریزی کورا کپڑا جب سل کر آتا تو اس کو دھو ڈالتے اس وقت استعمال کرتے ۱۲ منہ ؀

ثُمَّ صَلّٰى ؕ

نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

بَابٌ ۲۴۸ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا ؕ

باب (بے ضرورت) ننگا ہونے کی کراہت نماز میں ہو یا اور کسی حال میں۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا ؕ

ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہؓ انصاری سے سنا وہ بیان کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نبوت سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں) کعبہ بنانے کے لیے لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوتے آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے، عباسؓ آپ کے چچا نے آپ سے کہا اے میرے بھتیجے اگر تم تہ بند اتار ڈالو اور اس کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لو پتھر کے نیچے رکھو (تو تم پر آسانی ہوگی) جابرؓ نے کہا آپ نے تہ بند (کو اتار کر) اپنے مونڈھے پر ڈال لیا۔ اسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے[1]۔ اس کے بعد کبھی آپ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

بَابٌ ۲۴۹ الصَّلٰوةِ فِي الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ ؕ

باب قمیص اور پاجامے اور جانگیا اور قبا (چغے) میں نماز پڑھنا[2]

۳۵۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انھوں نے ایوب سختیانی سے انھوں نے محمد بن سیرین سے انھوں نے کہا ایک شخص[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر کھڑا ہوا اور آپ سے پوچھنے لگا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا بھلا کیا تم میں ہر شخص کو دو کپڑے مل سکتے ہیں پھر ایک شخص نے[4] (یہی مسئلہ)

---

[1] دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ اترا اس نے آپ کی تہ بند پھر باندھ دی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپنے ہی سے بری اور بے شرمی کی باتوں سے بچایا تھا کہتے ہیں آپ کے مزاج میں اتنی شرم تھی کہ کنواری عورت کو جیسے شرم ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ گو جابرؓ نے یہ زمانہ نہیں پایا اور حدیث مرسل ہے لیکن صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ نماز درست ہونے کے لیے کسی خاص قسم کا لباس ضرور نہیں ہے۔ ہر لباس میں نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ ستر ڈھنکا ہو ۱۲ منہ [3] اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ [4] کہتے ہیں یہ شخص ابیؓ تھے یا ابن مسعودؓ ان میں باہم اختلاف ہوا تھا۔ ابیؓ کہتے تھے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے تھے ایک کپڑے میں نماز اس وقت درست تھی جب کپڑوں کی تنگی تھی ۱۲ منہ ؛

رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ ؎

حضرت عمرؓ سے پوچھا[1]۔ انھوں نے کہا جب اللہ نے تم کو فراغت دی تو تم بھی فراغت کرو آدمی کو چاہیئے اپنے کپڑے (نماز میں) اکٹھا کرے کوئی تہ بند چادر میں نماز پڑھے کوئی تہ بند قمیص میں کوئی تہ بند قبا میں کوئی پاجامے اور چادر میں کوئی پاجامے اور قمیص میں کوئی پاجامے اور قبا میں کوئی جانگیا اور قبا میں کوئی جانگیا اور قمیص میں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں انھوں نے یہ بھی کہا کوئی جانگیا اور چادر میں[2]۔

۳۵۷ - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ؎

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے کہا ایک شخص نے (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا احرام باندھا ہوا شخص کیا پہنے آپ نے فرمایا قمیص نہ پہنے نہ پاجامہ اور نہ باران کوٹ نہ وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو[3] پھر جس شخص کو جوتیاں نہ ملیں (جن میں پاؤں کھلا رہتا ہے) وہ موزے کاٹ کر پہن لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو نافع سے بھی روایت کیا انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی[4]۔

بَابٌ ۲۵ مَا يَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَةِ ؎

باب عورت (یعنی ستر) کا بیان جس کو ڈھانکنا چاہیئے۔

۳۵۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] اس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعود نے بھی کمی نہیں کی ۱۲ منہ [2] اس میں ابو ہریرہؓ کو شک ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے یہ اخیر کا لفظ بھی کہا یا نہیں کیوں کہ کبھی جانگیا چادر سے ستر عورت نہیں ہوتا۔ رانیں کھلی رہتی ہیں ایسا ہی کہا قسطلانی نے میں کہتا ہوں ایک جماعت علماء نے ران کو ستر نہیں قرار دیا ہے اور امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] ورس ایک خوشبودار زرد گھانس ہے۔ یمن میں اس سے کپڑے رنگتے ہیں ۱۲ منہ [4] چنانچہ امام بخاری نے کتاب العلم میں اسی طریق کو پہلے بیان کیا۔ پس یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا۔ اور مناسبت اس حدیث کی باب سے یہ ہے کہ محرم کو احرام کی حالت میں ان چیزوں کے پہننے سے منع فرمایا۔ معلوم ہوا اور حالتوں میں یہ سب پہن سکتا ہے۔ در جب پہننا جائز ہوا تو نماز میں بھی ان کو پہنے گا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا اس حدیث کو یہاں بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ قمیص اور پاجامے کے بغیر بھی نماز درست ہے۔ کیونکہ محرم ان کو نہیں پہن سکتا۔ اور آخر نماز ضرور پڑھے گا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ ۔

وسلم نے اشتمال صماء سے منع فرمایا[1]۔ اور گوٹ مار کر ایک کپڑے میں بیٹھنے سے جبکہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو[2]۔

۳۵۹ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انھوں نے ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیع کھوچ سے منع فرمایا ایک تو چھونے کی دوسرے پھینکنے کی[3]۔ اور اشتمال صماء سے (جس کا بیان اوپر گذرا) اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے ۔

۳۶۰ ۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِيْ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے انھوں نے اپنے چچا زہری سے کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ ابو ہریرہؓ نے کہا مجھ کو ابوبکر صدیقؓ نے اس حج میں (جو حجۃ الوداع سے پہلے کیا تھا) اور پکارنے والوں کے ساتھ ذیحجہ کی دسویں تاریخ بھیجا اس لیے کہ ہم منا میں یہ پکار دیں ۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے[4]۔ حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوبکر کو بھیجنے کے بعد[5]) ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ سورۂ براءت سنا دیں ۔ ابو ہریرہؓ نے کہا تو ہمارے ساتھ منا میں دسویں

---

[1] اشتمال صماء کا بیان ابھی گذر چکا ہے یعنی ایک ، کپڑا اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ سب بند ہو جائیں بعضوں نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک طرف سے اس کو اٹھا کر مونڈھے پر ڈالے اس میں شرم گاہ کھل جاتی ہے اس لیے منع ہوا ۱۲ منہ [2] ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا اس لیے منع ہوا کہ اس میں بھی ستر کھل جاتا ہے گوٹ مار کر بیٹھنا اس کو کہتے ہیں کہ دونوں سرین کو زمین سے لگا دے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر دے ۱۲ منہ ۔

[3] چھونے کی بیع یہ کہ جب بائع یا مشتری مال کو چھولے تو بیع لازم ہو گی پھینکنے کی یہ کہ جب بائع یا مشتری اپنا کپڑا یا اور کوئی چیز پھینکے تو بیع لازم ہو گئی پھیرنے کا اختیار نہ رہا ۱۲ منہ [4] جب ننگے طواف کرنا منع ہوا تو ستر عورت طواف میں واجب ہو گا اور جب طواف میں واجب ہوا تو نماز میں بطریق اولٰے واجب ہو گا ۱۲ منہ [5] جب سورۂ براءت اتری تو پہلے آپ نے کافروں کو مطلع کرنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھیجا ۔ پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ عرب کا دستور یہ ہے کہ عہد وہی توڑتا ہے جس نے عہد کیا تھا یا کوئی اس کے گھر والوں میں سے اس لیے آپ نے پیچھے سے حضرت علیؓ کو بھی روانہ کیا ۱۲ منہ ؎

اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ؛

تاریخ حضرت علیؑ نے بھی یہ سنایا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے۔

بَابٌ ۲۵۱ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ

باب بے چادر کے نماز پڑھنا۔

۳۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ وَرِدَاءُهُ مَوْضُوعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّي وَرِدَاءُكَ مَوْضُوعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي كَذَا ؛

ہم سے عبدالعزیز ابن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے کہا میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ پاس گیا وہ ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ان کی چادر (الگ) دھری ہوئی تھی جب نماز پڑھ چکے تو ہم نے ان سے کہا ابو عبداللہ (یہ جابر کی کنیت ہے) تم چادر ہوتے ساتھے بے چادر نماز پڑھتے ہو انھوں نے کہا ہاں میں نے یہ چاہا کہ تمہاری طرح جو لوگ جاہل ہیں وہ مجھ کو دیکھ لیں[۱]۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح (ایک کپڑے میں) نماز پڑھتے دیکھا۔

بَابٌ ۲۵۲ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ

باب ران کے باب میں جو روایتیں آئی ہیں[۲]

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَرْهَدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتّٰى نَخْرُجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ أَبُو مُوسٰى غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ وَقَالَ زَيْدُ

امام بخاری نے کہا ابن عباسؓ اور جرہد اور محمد بن جحش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ ران عورت ہے[۳] اور انس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی[۴] امام بخاری نے کہا انس کی حدیث سند کی رو سے قوی ہے اور جرہد کی حدیث میں احتیاط ہے کہ ہم اختلاف سے نکل جاتے ہیں[۵]۔ اور ابو موسیٰ اشعری نے کہا ایک بار آنحضرتؐ گھٹنے کھولے بیٹھے تھے اتنے میں) حضرت عثمانؓ آئے تو آپ نے اپنے گھٹنے چھپا لیے[۶]۔ اور زید بن ثابت نے

---

[۱] کہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں پھر مجھ کو دیکھ کر شرع کا مسئلہ معلوم کر لیں ۱۲ منہ [۲] امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک روایت میں ران عورت میں داخل ہے اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور امام احمدؒ اور امام مالک کے نزدیک ران عورت نہیں ہے ہمارے علماء میں سے امام ابن حزم اور اصطخری کا بھی یہی قول ہے وہ کہتے ہیں عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ محلی میں امام ابن حزم نے کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تھے ران نہ کھولتا نہ کوئی اس کو دیکھتا انتہی ۱۲ منہ [۳] ابن عباس کی حدیث کو ترمذی اور احمد نے اور جرہد کی حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں اور محمد بن جحش کی حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور امام بخاری نے تاریخ میں روایت کیا مگر ان سب کی سندوں میں کلام ہے ۱۲ منہ [۴] اس کو خود امام بخاری نے آگے بیان کیا ۱۲ منہ [۵] کیوں کہ اگر ران بالفرض ستر نہیں ہوئی تب بھی اس کے چھپانے میں کوئی نقصان نہیں ۱۲ منہ [۶] اس کو خود امام بخاری نے مناقب میں نکالا مگر اس حدیث سے گھٹنے یا ران کا ستر ہونا نہیں نکلتا (باقی بر صفحہ آیندہ)

ابْنُ ثَابِتٍ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ؕ

کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر (قرآن) اتارا اور آپ کی ران میری ران پر تھی وہ اتنی بھاری ہو گئی میں ڈرا کہیں میری ران ٹوٹ جاتی ہے۔

۳۶۲ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَ عَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى اِنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ يَعْنِيْ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے خبر دی انھوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (۷ھ ہجری میں) خیبر پر جہاد کیا ہم لوگوں نے صبح کی نماز اندھیرے منہ خیبر کے قریب پہنچ کر پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ابو طلحہ بھی سوار ہوئے اور میں ابو طلحہ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں اپنا جانور دوڑایا اور (دوڑتے میں) میرا گھٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے چھو جاتا تھا پھر آپ نے اپنی ران پر سے تہبند ہٹا دی (ران کھول دی) یہاں تک کہ میں آپ کی ران کی سفیدی اور چمک دیکھنے لگا[۲] جب آپ خیبر کی بستی میں گئے تو فرمایا اللہ اکبر خیبر اجاڑ ہوا[۳] تین بار یہ فرمایا ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اتر پڑیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ان کی صبح منحوس ہوتی ہے[۴] انس نے کہا یہودی لوگ اس وقت اپنے دھندوں کے لیے نکلے تھے[۵] (آپ کو دیکھتے ہی) کہنے لگے محمدؐ آن پہنچے عبدالعزیز راوی نے کہا اور ہمارے بعضے ساتھیوں نے اتنا اور زیادہ کیا ہے[۶] اور خمیس آن پہنچا یعنی لشکر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی شرم و حیا کا خیال کر کے کپڑا ڈھانک لیا جیسے کوئی معزز شخص آتا ہے تو اس سے اچھے کپڑے پہن کر ملتے ہیں اگر گھٹنا ستر ہوتا تو آپ اوروں سے بھی چھپاتے۔ امام شوکانی نے کہا کہ ران کا عورت ہونا صحیح ہے اور دلیلوں سے ثابت ہے مگر ناف اور گھٹنا ستر نہیں ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس کو خود امام بخاری نے کتاب التفسیر میں وصل کیا اگر ران عورت ہوتی تو آپ زید کی ران پر اپنی ران نہ رکھتے ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ اگر ران ستر ہوتی تو آپ اس کو کیوں کھولتے ۱۲ منہ [۳] یہ آپ نے آیندہ کی خبر دی یا بطور تفاؤل کے فرمایا کیوں کہ خیبر کے یہودی اس وقت کدالیں ٹوکری وغیرہ لے کر نکلے تھے جو گرانے کے سامان ہیں ۱۲ منہ [۴] یہ اقتباس ہے سورہ والصفت کی اس آیت سے فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین ۱۲ منہ [۵] آپ ایک بارگی فوج سمیت ان کے سر پر جا پہنچے ۱۲ منہ [۶] یعنی عبدالعزیز نے جو روایت خود انس سے سنی اس میں تو اتنا ہی سنا کہ یہودیوں نے کہا محمدؐ لیکن انس کے اور شاگردوں نے جیسے ثابت اور ابن سیرین ہیں یہ بھی بڑھایا ہے کہ لشکر سمیت یعنی محمدؐ مع فوج آن پہنچے ۱۲ منہ

الجیش قال فاصبناها عنوة فجمع السبی فجاء دحیة فقال یا نبی الله اعطنی جاریة من السبی فقال اذهب فخذ جاریة فاخذ صفیة بنت حیی فجاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا نبی الله اعطیت دحیة صفیة بنت حیی سیدة قریظة والنضیر لا تصلح الا لك قال ادعوه بها فجاء بها فلما نظر الیها النبی صلی الله علیه وسلم قال خذ جاریة من السبی غیرها قال فاعتقها النبی صلی الله علیه وسلم وتزوجها فقال له ثابت یا ابا حمزة ما اصدقها قال نفسها اعتقها وتزوجها حتی اذا کان بالطریق جهزتها له ام سلیم فاهدتها له من اللیل فاصبح النبی صلی الله علیه وسلم عروسا فقال من کان عنده شیء فلیجیء به وبسط نطعا فجعل الرجل یجیء بالتمر وجعل الرجل یجیء بالسمن قال واحسبه قد ذکر السویق قال فحاسوا حیسا فکانت ولیمة رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

باب ۲۵۳ فی کم تصلی المرأة من الثیاب وقال عکرمة لو وارت جسدها فی ثوب جاز۔

انس نے کہا تو ہم نے خیبر زور سے فتح کیا پھر قیدی اکٹھے کیے گئے تو دحیہ کلبی آیا اور کہنے لگا اللہ کے نبی ان قیدیوں میں سے ایک چھوکری مجھ کو بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا جا ایک چھوکری لے لے اس نے (جا کر) صفیہ حیی بن اخطب کی بیٹی کو لے لیا[1]۔ پھر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا[2] اور کہنے لگا اللہ کے نبی آپ نے صفیہ جو حیی کی بیٹی اور بنی قریظہ اور بنو نضیر کی سردار تھی[3] دحیہ کو دے دی وہ تو آپ ہی کے لائق تھی آپ نے فرمایا اچھا دحیہ کو بلاؤ صفیہ سمیت وہ اس کو لے کر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو دیکھا اور دحیہ سے فرمایا تو قیدیوں میں سے کوئی اور چھوکری لے لے انس نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا ثابت نے انس سے کہا ابو حمزہ ان کا مہر کیا ٹھیرایا انھوں نے کہا یہی ان کا خود نفس آپ نے ان کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا[4] جب آپ (خیبر سے لوٹے) راستہ ہی میں تھے ام سلیم نے صفیہ کا بناؤ سنگار کیا اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا صبح کو آپ دولھا تھے (نوشاہ) آپ نے فرمایا جس کے پاس جو کھانا ہو وہ لے کر آئے اور ایک دسترخوان بچھایا کوئی کھجور لایا کوئی گھی لایا عبدالعزیز نے کہا میں سمجھتا ہوں انس نے یہ بھی کہا کوئی ستو لایا انس نے کہا پھر (سب کو ملا کر) ملیدہ بنایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ولیمہ تھا[5]۔

باب عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے۔

اور عکرمہ نے کہا[6] اگر عورت اپنا (سارا) بدن ایک ہی کپڑے میں ڈھانک لے تو بھی نماز درست ہے۔

[1] یہ یہودیوں کے بڑے شریف خاندان اور رئیس کی بیٹی تھیں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ۱۲ منہ [2] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] بنی قریظہ اور بنی نضیر خیبر کے یہودیوں میں دو خاندان تھے ۱۲ منہ [4] تو آزادی کو مہر قرار دیا یہ جائز ہے امام احمد اور حسن اور ابن مسیب اور محققین اہل حدیث کے نزدیک اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا ۱۲ منہ [5] ولیمہ کرنا دولھا کے لیے سنت ہے اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب النکاح میں آئے گا ۱۲ منہ [6] اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

۳۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ ۔

ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے انھوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے آپ کے ساتھ (نماز میں) کئی مسلمان عورتیں شریک ہوتیں اپنی چادریں لپیٹی ہوئیں پھر (نماز کے بعد) اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی ان کو نہ پہچانتا[1]

بَابٌ ۲۵۴ - إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا۔

باب حاشیہ (بیل) لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا اور اس کو دیکھنا۔

۳۶۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَوٰةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوئی میں نماز پڑھی جس کو حاشیہ لگا ہوا تھا آپ نے اس کے حاشیہ پر ایک نظر ڈالی جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا یہ لوئی جاکر ابوجہم (عامر بن حذیفہ صحابی) کو دے دو اور ان کی سادی لوئی لے آؤ اس لوئی نے ابھی مجھ کو نماز سے غافل کر دیا تھا[2] اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی انھوں نے حضرت عائشہ رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں اس کی بیل کو دیکھ رہا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ نماز میں خرابی نہ ڈالے[3]

بَابٌ ۲۵۵ - إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُّصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلَوٰتُهُ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ

باب اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس پر صلیب یا مورتیں بنی ہوں تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور اس کی ممانعت کا بیان۔

۳۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث

---

[1] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ ظاہر میں وہ عورتیں ایک ہی کپڑے میں لپٹی ہوئی آتیں اور نماز پڑھتیں اگر دوسرا بھی کوئی کپڑا اندر پہنے ہوں تو پہنیں جب وہ نظر نہیں آتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے پس معلوم ہوا کہ ایک کپڑے سے اگر عورت اپنا سارا بدن چھپالے تو نماز درست ہے اگر درست نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں سے پوچھتے اور ان کو بتلاتے کہ دوسرا کپڑا بھی پہنو ۱۲ منہ۔ [2] ابوجہم نے یہ نقشی لوئی آپ کو تحفہ بھیجی تھی آپ نے انہی کو واپس کر دی اور ان سے سادی لوئی منگوائی کہ ان کو رنج نہ ہو کہ میرا تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع یعنی دل لگانا ضرور ہے اور جو چیزیں خشوع میں خلل ڈالیں نقش و نگار وغیرہ ان سے نمازی کو علیحدہ رہنا چاہیے ۱۲ منہ (باقی برصفحہ آیندہ)

قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ فِيْ صَلٰوتِيْ ؕ

بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انھوں نے انس سے انھوں نے کہا حضرت عائشہؓ کے پاس ایک پردہ تھا جو انھوں نے اپنے گھر پر ایک طرف لٹکایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ پردہ دیکھ کر) فرمایا یہ پردہ نکال ڈال اس کی مورتیں برابر نماز میں میرے سامنے پھرتی رہتی ہیں[۱]

بَابُ ۲۵۶ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

باب ریشمی کوٹ میں نماز پڑھنا پھر اس کا اتار ڈالنا۔

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ ؕ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے یزید بن ابی حبیب سے انھوں نے ابوالخیر مرثد سے انھوں نے عقبہ بن عامر سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایک ریشمی کوٹ تحفہ بھیجا آپ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی جب پڑھ چکے تو زور سے اس کو اتار ڈالا جیسے کوئی برا سمجھتا ہے اور فرمایا یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے[۲]

بَابُ ۲۵۷ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ ؕ

باب سرخ رنگ کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً لَهُ فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے انھوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے باپ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لال چمڑے کے قبے (ڈیرے) میں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ بلالؓ نے آپ کے وضو کا پانی لے لیا اور لوگ اس کے لینے کو لپکے جس کو کچھ مل گیا اس نے تو اپنے بدن پر پھیر لیا اور جس کو نہ ملا اس نے دوسرے کے ہاتھ سے کچھ تری ہی لے لی۔ پھر میں نے دیکھا۔ بلالؓ نے آپ کی برچھی سنبھالی اور اس کو گاڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بقیہ صفحہ سابقہ) [۲] اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ اور مسلم اور ابوداؤد نے نکالا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] گو اس حدیث میں صلیب کا ذکر نہیں ہے مگر صلیب کا حکم وہی ہوگا جو تصویر کا ہے اور جب لٹکانے سے آپ نے منع کیا تو پہننا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو کتاب اللباس میں نکالا کہ آپ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے جس پر صلیب بنی ہوتی یعنی اس کو توڑ ڈالتے اور باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ ایسے کپڑے کا پہننا یا اس کا لٹکانا مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی کیوں کہ آپ نے نماز کو توڑا نہیں نہ اس کا اعادہ کیا ۱۲ منہ [۲] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ کو اس کے پہننے سے منع کیا اور یہ کوٹ آپ نے اس وقت پہنا ہوگا جب مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام نہ ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگرچہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور پہننے والا گنہگار ہوگا (باقی بر صفحہ آیندہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ ۔

بَابُ ۲۵۸ الصَّلٰوةُ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُّصَلّٰى عَلَى الْجَمَدِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَإِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ أَوْ فَوْقَهَا أَوْ أَمَامَهَا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ وَصَلّٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلٰوةِ الْإِمَامِ وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ ۔

۳۶۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ مِّنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ فِي النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ

(ڈیرے میں سے) برآمد ہوئے لال جوڑا پہنے ہوئے [1] تہ بند اٹھائے ہوئے [2] آپ نے برچھی کی طرف لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے دیکھا برچھی کے پرے آدمی اور جانور گذر رہے تھے۔

باب چھت اور منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا۔

امام بخاری نے کہا اور امام حسن بصری نے جمے ہوئے پانی (برف) اور پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں دیکھی۔ گو ان کے نیچے پیشاب بہتا رہے یا ان کے اوپر یا سامنے بشرطیکہ نمازی اور اس کے بیچ میں کوئی آڑ ہو [4]۔ ابوہریرہؓ نے مسجد [5] کی چھت پر نماز پڑھی۔ امام کی اقتدا کی نیت کر کے (وہ نیچے تھا) اور ابن عمرؓ نے برف پر نماز پڑھی۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے انھوں نے کہا " لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی صحابی سے پوچھا۔ منبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاہے سے بنا تھا سہل نے کہا اب اس کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں رہا وہ غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا [6] اس کو فلاں شخص

(بقیہ صفحہ سابقہ) لیکن اس کو پہن کر نماز ہو جائے گی اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام مالک نے کہا اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ نماز پڑھے شوکانی نے کہا اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ نماز مکروہ ہوگی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ہمارے علماء میں سے شیخ ابن قیمؒ نے یہ فرمایا کہ یہ جوڑا نرا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سرخ اور کالی دھاریاں تھیں یہ یمن کی چادریں تھیں اور سرخ رنگ میں بہت اختلاف ہے حافظ نے اس میں سات مذہب بیان کیے ہیں پھر کہا یہ صحیح ہے کہ کافروں کی مشابہت یا عورتوں کی مشابہت کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے تو مرد کو سرخ رنگ پہننا درست نہیں ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو درست ہے البتہ کسم کا رنگ مرد کے لیے بالاتفاق نادرست ہے اسی طرح لال زین پوشوں کا استعمال جس کی ممانعت میں صحیح حدیث وارد ہے باقی دوسری حدیثیں جن سے سرخ رنگ مرد کو منع رکھنے والوں نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں یا ان سے دلیل پوری نہیں ہوتی ۱۲ منہ [2] آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں مسلم کی روایت میں ہے گویا میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہے اور اس میں بعض تابعین اور مالکیہ کا خلاف ہے جب امام اونچی جگہ ہو ۱۲ منہ [4] کیوں کہ نجاست کا دور کرنا جو نمازی پر فرض ہے اس سے یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے اگر بیچ میں کوئی چیز حائل ہو مثلاً ایک لوہے کا بما یا نلوہ ہو اس میں نجاست بہ رہی ہو اور کوئی اس کے اوپر کی سطح پر نماز پڑھے جہاں نجاست کا اثر نہ ہو تو یہ درست ہوگا ۱۲ منہ [5] ابوہریرہؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا۔ قسطلانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونوں کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ امام یا مقتدی اوپر نیچے ہوں البتہ ضرورت سے درست ہے ۱۲ منہ [6] غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے قریب جھاؤ مشہور درخت ہے اس کی لکڑی اچھی ہوتی ہے لوگ اس کے برتن بناتے ہیں اور اس کے پتوں سے دھوبی کپڑے دھوتے ہیں ۱۲ منہ ۔

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ فَقَرَأَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ قَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ فَهٰذَا شَأْنُهٗ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ وَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّكُوْنَ الْإِمَامُ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنَّ سُفْيٰنَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هٰذَا كَثِيْرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا ۔

(میمون یا باقوم) نے جو فلانی عورت (عائشہ یا مینا) کا غلام تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا جب وہ بن چکا اور (مسجد میں) رکھا گیا تو آپ اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے آپ نے تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹے[1] پھر زمین پر سجدہ کیا پھر (دونوں سجدوں کے بعد) منبر پر چلے گئے پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر (رکوع سے) سر اٹھایا پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا منبر کا یہ قصہ ہے[2]۔ امام بخاری نے کہا علی بن عبداللہ مدینی نے کہا مجھ سے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو پوچھا[3]۔ علی نے کہا میرا مطلب اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) لوگوں سے اونچے کھڑے ہوئے تھے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اگر امام لوگوں سے اونچا کھڑا ہو اسی حدیث کی رو سے علی نے کہا میں نے یہ بھی کہا سفیان بن عینیہ سے تو لوگ اس حدیث کو بہت پوچھتے رہے کیا تم نے یہ حدیث ان سے نہیں سنی انھوں نے کہا نہیں[4]۔

۳۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ أَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ أَوْ كَتِفُهٗ وَآلٰى مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعِ النَّخْلِ فَأَتَاهُ أَصْحَابُهٗ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی انھوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۵ھ ہجری میں) گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کی پنڈلی یا کاندھے کو کھرونچ لگا (چھل گیا) اور آپ نے ایک مہینے تک اپنی بی بیوں پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔ ایک بالاخانے میں بیٹھ رہے جس کی سیڑھیاں کھجور کی لکڑی کی تھیں تو آپ کے اصحاب

[1] تاکہ منہ قبلے کی طرف سے نہ پھرے ۱۲ منہ [2] حدیث سے یہ نکلا کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ اتنا ہٹنا یا آگے بڑھنا نماز کو نہیں توڑتا خطابی نے کہا آپ کا منبر تین سیڑھیوں کا تھا آپ دوسری سیڑھی پر کھڑے ہوں گے تو اترنے چڑھنے میں صرف دو قدم ہوئے ۱۲ منہ [3] ہمارے امام اور اہل حدیث کے پیشوا اور اللہ کی بڑی نشانی زمین میں امام احمد بن حنبل تھے ہمارے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو امام احمد کی پیروی کی توفیق دے اور ان کے تابعداروں میں ہمارا حشر کرے آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ [4] یعنی پوری یہ روایت جس میں منبر پر نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے ورنہ امام احمد نے اپنی مسند میں سفیان سے یہ حدیث نقل کی ہے اس میں اتنا ہی ہے کہ منبر غابہ کے جھاؤ کا تھا امام احمد نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَّهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّ عِشْرُوْنَ ۔

بیمار پرسی کو آئے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو[1] اور انتیس دن کے بعد آپ اس بالاخانہ پر سے اترآئے (اپنی عورتوں کے پاس گئے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ انتیس روز کا ہوتا ہے[2]

بَابٌ ۲۵۹ اِذَا اَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّيْ امْرَاَتَهٗ اِذَا سَجَدَ ۔

باب سجدے میں آدمی کا کپڑا اس کی بی بی سے لگ جائے تو کیسا؟

۳۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهٗ وَاَنَا حَائِضٌ وَّ رُبَّمَا اَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ اِذَا سَجَدَ قَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ ۔

ہم سے بیان کیا مسدد بن مسرہد نے انھوں نے خالد بن عبداللہ سے انھوں نے کہا ہم کو سلیمان شیبانی نے خبر دی انھوں نے عبداللہ ابن شداد سے انھوں نے میمونہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے برابر پڑی ہوتی اور کبھی جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا اور آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے[3]

بَابٌ ۲۶۰ الصَّلٰوةُ عَلَى الْحَصِيْرِ ۔

باب بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان۔

وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي

اور جابر بن عبداللہ انصاریؓ اور ابو سعید خدریؓ نے کشتی میں کھڑے ہو کر

(بقیہ صفحہ سابقہ) جب یہ حدیث علی بن المدینی سے سنی تو اپنا مذہب یہی قرار دیا کہ امام اگر مقتدیوں سے بلند کھڑا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ۱۲ منہ۔

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔ اس مسئلہ کا ذکر اگر خدا چاہے تو آگے آئے گا۔ باب کی مناسبت اس حدیث سے یہ ہے کہ بالاخانہ پر نماز پڑھنا اس سے ثابت ہوا یعنی چھت پر بعضوں نے کہا سیڑھیاں لکڑی کی تھیں تو لکڑی پر نماز پڑھنا ثابت ہوا لیکن سیڑھیاں لکڑی کی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالاخانہ بھی لکڑی کا ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے کبھی انتیس دن کا تو انتیس دن الگ رہنے سے بھی میری قسم پوری ہو گئی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کا بدن نجس نہیں ہے۔ ابن بطال نے کہا تمام فقہا نے اس پر اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ ان کے لیے مٹی لائی جاتی وہ اس پر سجدہ کرتے اور ابن ابی شیبہ نے عروہ سے نکالا کہ وہ سوا مٹی کے اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے۔ امامیہ کے نزدیک کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ حرام ہے ۱۲ منہ ۔

السَّفِيْنَةِ قَائِمًا وَقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّي قَائِمًا مَالَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا ؕ

نماز پڑھی[1] اور امام حسن بصری نے کہا[2] کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ جب تک کہ اس سے تیرے ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو کشتی کے ساتھ تو بھی گھومتا جا ورنہ بیٹھ کر پڑھ۔

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

ہم سے عبداللہ ابن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انھوں نے انس بن مالک سے کہ ان کی نانی ملیکہ نے[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا تیار کر کے اس کے کھانے کے لیے بلایا آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا آؤ کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں انسؓ نے کہا تو میں ایک بوریے کی طرف گیا جو بچھتے بچھتے کالا ہو گیا تھا میں نے اس پر پانی چھڑکا آپ (اسی بوریے پر) کھڑے ہوئے اور میں نے اور یتیم لڑکے (ضمیرہ) نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا (نانی) نے ہمارے پیچھے۔ پھر آپ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

بَابٌ ۲۶۱ الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

باب سجدہ گاہ پر نماز پڑھنا۔

۳۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ۔

ہم سے ابو الولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے انھوں نے عبداللہ بن شداد سے انھوں نے ام المؤمنین میمونہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ گاہ (چھوٹے مصلے) پر نماز پڑھتے[4]۔

بَابٌ ۲۶۲ الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ

باب بچھونے پر نماز پڑھنا۔

وَصَلّٰى اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ

اور انس بن مالکؓ نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی[5] اور انس نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر کوئی ہم میں سے

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس میں یہ ہے کہ کشتی چلتی رہتی اور ہم نماز پڑھتے رہتے حالاں کہ اگر ہم چاہتے تو کشتی کو لنگر کر دیتے ۱۲ منہ [2] یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں نکالا کشتی کے ساتھ گھومتا جا اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے شروع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرے پھر جدھر کشتی گھومے کچھ مضائقہ نہیں نماز پڑھتا رہے گو قبلے کی طرف منہ رہے۔ امام بخاریؒ یہ اثر اس لیے لائے کہ کشتی بھی زمین نہیں ہے جیسے بوریا زمین نہیں ہے اور اس پر نماز درست ہے ۱۲ منہ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اسحاق کی دادی ملیکہ نے ۱۲ منہ [4] سجدہ گاہ یعنی خمرہ سے وہی چھوٹا مصلے مراد ہے جس پر نمازی کا منہ اور اس کے دونوں ہاتھ آسکیں ۱۲ منہ [5] اس باب کو لا کر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو مٹی کے سوا اور چیزوں پر سجدہ جائز نہیں رکھتے ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ؛

أَحَدُنَا عَلَىٰ ثَوْبِهِ ؕ

اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا[1]

۳۷۳- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَىٰ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ ؕ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انھوں نے ابوالنضر سالم سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انھوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انھوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوجاتی[2] اور میرے پاؤں آپ کے قبلے میں ہوتے تو آپ سجدہ کرتے تو مجھ کو جھنجھوڑ دیتے میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ تھے۔

۳۷۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَىٰ فِرَاشِ أَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ ؕ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے عقیل سے انھوں نے ابن شہاب سے ان کو عروہ نے خبر دی ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے بیچ میں جنازے کی طرح آڑی پڑی ہوتیں۔

۳۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَنَامَانِ عَلَيْهِ ؕ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے یزید بن ابی حبیب سے انھوں نے عراک بن مالک سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بچھونے پر نماز پڑھتے جس پر آپ اور حضرت عائشہؓ سوتے اور حضرت عائشہؓ آپ کے اور قبلے کے بیچ میں آڑی ہوتیں[3]

بَابُ ۲۶۳ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ

باب سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا۔

اور امام حسن بصری نے کہا صحابہ عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے اور ان کے

---

[1] ابن ابی شیبہ نے اسود سے نکالا وہ برا جانتے تھے چادر اور پوستین اور کملی پر نماز پڑھنے کو امام مالک نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر نمازی ان چیزوں پر کھڑا ہو جب پیشانی اور اپنے دونوں ہاتھ سجدے میں زمین پر رکھے ۱۲ منہ [2] مراد بچھونے پر سونا ہے جیسے آگے کی حدیث میں اس کی تصریح ہے تو ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ [3] ان حدیثوں سے بچھونے پر نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ بھی نکلا کہ سوئے ہوئے آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور یہ بھی نکلا کہ عورت کی طرف نماز پڑھنے سے یا عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اکثر علماء کا یہی قول ہے ۱۲ منہ

عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ ؞

دونوں ہاتھ آستین میں ہوتے[۱]

۳۷۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ ؞

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا مجھ سے غالب قطان نے انھوں نے بکر بن عبداللہ سے انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر سخت گرمی کی وجہ سے کوئی کوئی ہم میں اپنے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ رکھ لیتا[۲]

بَابُ ۲۶۴ الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ

باب جوتوں سمیت نماز پڑھنا۔

۳۷۷ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ أَنَا أَبُو مَسْلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَزْدِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ ؞

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابومسلمہ سعید بن یزید ازدی نے خبر دی کہا میں نے انسؓ بن مالک سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہنے پہنے نماز پڑھتے تھے انھوں نے کہا ہاں[۳]

بَابُ ۲۶۵ الصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ ؞

باب موزے پہنے ہوئے نماز پڑھنا۔

۳۷۸ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَسُئِلَ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِأَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ آخِرِ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؓ نے انھوں نے اعمش سے کہا میں نے ابراہیم نخعی سے سنا وہ ہمام بن حارث سے روایت کرتے تھے انھوں نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا انھوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا بعد اس کے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (موزوں سمیت) ایک شخص نے ان سے پوچھا انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ ابراہیم نخعی کہتے تھے جریر کی یہ حدیث لوگوں کو بہت پسند تھی کیوں کہ جریر اخیر میں

---

[۱] اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے وصل کیا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا جائز ہے اور امام مالک نے اس کو مکروہ اور شافعیہ نے اس کو ناجائز رکھا ہے ۱۲ منہ [۲] امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ سخت گرمی کی حالت میں نمازی اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہے اور ایسے عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن شافعیہ نے اس کے خلاف کہا ہے ۱۲ منہ [۳] ابن بطال نے کہا جب جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے میں کہتا ہوں مستحب ہے کیوں کہ ابوداؤد اور حاکم کی حدیث میں ہے کہ یہودیوں کا خلاف کرو۔ وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے اور حضرت عمر نماز میں جوتے اتارنا مکروہ جانتے تھے اور ابوعمرو شیبانی کوئی نماز میں جوتا اتارے تو اس کو مارتے تھے اور ابراہیم نخعی سے جو امام ابوحنیفہؒ کے استاذ الاستاذ ہیں ایسا ہی منقول ہے شوکانی نے کہا صحیح اور قوی مذہب یہی ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے اور جوتوں میں اگر نجاست ہو تو وہ زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتے ہیں خواہ کسی قسم کی نجاست ہو تر یا خشک جرم دار یا بے جرم ۱۲ منہ ؞

مَنْ أَسْلَمَ۔

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَصَلَّى۔

اسلام لائے تھے[۱]

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انھوں نے اعمش سے انھوں نے مسلم بن صبیح سے انھوں نے مسروق بن اجدع سے انھوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا۔ آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

بَابٌ ۲۶۶ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ۔

باب جو کوئی پورا سجدہ نہ کرے۔

۳۸۰۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے انھوں نے واصل سے انھوں نے ابووائل شقیق بن سلمہ سے انھوں نے حذیفہ سے انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو (نماز میں) رکوع اور سجدہ کو پورا نہیں کرتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔ ابووائل نے کہا میں سمجھتا ہوں، حذیفہؓ نے یہ بھی کہا تو جب مرے گا تو آنحضرتؐ کی سنت پر نہیں مرے گا۔[۲]

بَابٌ ۲۶۷ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي جَنْبَيْهِ فِي السُّجُودِ۔

باب سجدے میں دونوں بازوؤں کو کھلا رکھنا اور پسلیوں سے جدا رکھنا۔

۳۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے بکر ابن مضر نے انھوں نے جعفر بن ربیعہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی کھل جاتی اور لیث نے یوں کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا پھر ایسی ہی روایت کی[۳] شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا

[۱] یعنی سورہ مائدہ اترنے کے بعد جس میں وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے تو جریر کی حدیث سے یہ شبہ نہیں رہتا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو موزوں پر مسح کیا یہ سورہ مائدہ کی آیت اترنے سے پہلے کیا ہوگا ۱۲ منہ [۲] مستملی کی روایت میں یہ دونوں باب یہاں نہیں ہیں اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ ان بابوں کا ذکر صفت صلوٰۃ میں آگے آئے گا ۱۲ منہ [۳] یعنی تیرا خاتمہ برا ہوگا کیونکہ تو نے نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خیال کیا اور نہ اس شہنشاہ عالیجاہ کا ادب کیا اور ایسی بے طوری اور بے پروائی سے اس کی عبادت کی ۱۲ منہ [۴] لیث کی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نکالا ۱۲ منہ

بَابُ ۲۶۸ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ قَالَهُ أَبُو حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ ثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ سِيَاهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِ اللهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِي ذِمَّتِهِ

۳۸۳ - حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ وَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ

باب قبلے کی طرف منہ کرنے کی فضیلت۔

اور ابو حمید صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ نمازی نماز میں اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلے کی طرف رکھے[1]

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مہدی نے کہا ہم سے منصور بن سعد نے انھوں نے میمون بن سیاہ سے انھوں نے انس بن مالک سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کرے[2] اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کھائے[3] تو وہ ایسا مسلمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے تو اللہ کی پناہ میں خیانت نہ کرو[4]

ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے انھوں نے حمید طویل سے انھوں نے انسؓ بن مالک سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں جب وہ یہ کہہ لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کریں اور ہمارا کاٹا جانور کھالیں تو ہم پر ان کے جان اور مال حرام ہو گئے مگر کسی حق کے بدلے[5] اور ان کا حساب اللہ پر رہے گا[6] اور علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا کہا ہم سے حمید طویل نے کہا میمون بن سیاہ نے انسؓ بن مالکؓ سے پوچھا ابو حمزہ رضؓ

---

[1] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے روایت کیا ہے ۱۲ منہ [2] اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا ضرور ہے اور بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی اس پر سب کا اتفاق ہے مگر عذر یا خوف کی حالت میں اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [3] یہ تین باتیں آپ نے مسلمان کی نشانی بیان کیں کیوں کہ اس وقت یہود اور نصاریٰ اور مشرکین ان سب باتوں کو نہیں کرتے تھے مشرک تو نماز ہی نہیں پڑھتے تھے اور یہود مسلمان کا کاٹا جانور نہیں کھاتے تھے نہ مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ گو مسلمان کا کاٹا جانور کھا لیتے تھے مگر مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھتے تھے ۱۲ منہ [4] یعنی بلا وجہ شرعی اس کی پناہ اور عہد کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینوں کام کرتا ہو اس کی جان اور مال پر زیادتی نہ کرو اس کو مسلمان سمجھو معلوم ہوا کہ تارک الصلوٰۃ کا قتل اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے نہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ۱۲ منہ [5] جیسے کسی کا خون کریں تو اس سے قصاص لیا جائے گا یہ اور بات ہے ۱۲ منہ [6] یعنی اگر ان کے دل میں بے ایمانی ہو تو قیامت میں اللہ ان سے سمجھ لے گا جب یہ تینوں باتیں کریں گے تو دنیا میں ان پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے ۱۲ منہ

مَالِكٍ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلٰوتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ نَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

(انس کی کنیت ہے) آدمی کی جان اور مال پر زیادتی کاہے سے حرام ہوتی ہے انھوں نے کہا جو کوئی یوں گواہی دے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہماری نماز کی سی نماز پڑھے اور ہمارا کاٹا جانور کھالے تو وہی مسلمان ہے جو مسلمان کا حق ہے وہ اس کا حق ہے اور جو مسلمان پر لازم ہے اور ابن مریم نے یوں کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم کو انس نے خبر دی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث[۱]

بَابٌ ۲۶۹ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا ؛

باب مدینے والوں اور شام والوں کے قبلے کا بیان۔

اور مشرق (اور مغرب) کا بیان۔ مشرق اور مغرب میں (مدینے اور شام والوں کا) قبلہ نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ والوں سے) فرمایا پیشاب اور پاخانے میں قبلے کی طرف منہ نہ کرو لیکن مشرق یا مغرب کی طرف[۲] منہ کرو۔

۳۸۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انھوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انھوں نے ابو ایوب انصاری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ میں جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ۔ البتہ پورب کی طرف منہ کرو یا پچھم کی طرف ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے وہاں ہم نے دیکھا کہ کھڈیاں قبلے کی طرف بنی ہوئی ہیں ہم ان پر مڑ جاتے اور اللہ سے استغفار کرتے اور زہری نے عطاء سے اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا اس میں یوں ہے کہ عطاء نے کہا میں نے ابو ایوب سے سنا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۳]

---

[۱] امام بخاری نے یہ سند فقط تائید کے لیے بیان کی اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یحییٰ بن ایوب میں لوگوں نے کلام کیا ہے اس روایت کو محمد بن نصر اور ابن مندہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] مدینہ اور شام سے کہ معظمہ جنوب کی طرف واقع ہے تو مدینہ اور شام والوں کو پاخانہ پیشاب میں مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ لیکن جو لوگ مکہ معظمہ سے مشرق یا مغرب پر واقع ہیں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ جنوب یا شمال کی طرف منہ کریں امام بخاری کا مشرق اور مغرب میں قبلہ نہ ہونے سے بھی مراد ہے کہ ان لوگوں کا قبلہ مشرق اور مغرب نہیں ہے جو مکہ سے جنوب یا شمال میں رہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] دونوں حدیثیں ایک ہیں اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ سفیان سے علی بن مدینی سے یہ حدیث دو بار بیان کی ایک بار میں تو "عن عطاء عن ابی ایوب" کہا اور دوسری بار میں "سمعت اباایوب" کہا تو دوسری بار میں عطاء کی سماع کی ابو ایوب سے تصریح کی ۱۲ منہ ؛

بَابُ ۲۷ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا۔ اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

۳۸۵ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہم سے بیان کیا حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انھوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا۔ ایک شخص نے عمرے کے لیے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے بیچ میں نہیں دوڑا کیا وہ اپنی عورت سے صحبت کرسکے[1] انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروے کا طواف کیا اور تم کو اللہ کے پیغمبر میں اچھی پیروی ہے[2] عمرو بن دینار نے کہا اور ہم نے اسی مسئلہ کو جابر بن عبداللہ سے پوچھا انھوں نے کہا وہ عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کرے جب تک صفا مروے کا طواف نہ کرلے۔

۳۸۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهٖ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے سیف بن ابی سلیمان سے انھوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا انھوں نے کہا ابن عمرؓ کے پاس کوئی شخص[3] آیا اور کہنے لگا لو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے اور کعبہ کے اندر گئے۔ ابن عمرؓ نے کہا یہ سن کر میں بھی آیا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے نکل چکے اور بلال کو میں نے کعبہ کے دروازہ کے دونوں پٹوں کے بیچ میں کھڑا ہوا پایا میں نے بلال سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی؟ انھوں نے کہا ہاں آپ نے ان دونوں ستونوں کے بیچ میں جو جاتے وقت بائیں ہاتھ پر پڑتے ہیں دو رکعتیں پڑھیں پھر باہر نکلے اور کعبے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

۳۸۷ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن

[1] یعنی اس کا عمرہ پورا ہوگیا اب وہ احرام سے باہر آسکتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ [2] گویا عبداللہ بن عمرؓ نے یہ اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے خصوصاً حج اور عمرے کے ارکان میں جن میں عقل کو بہت کم دخل ہے اور یہ بتلایا کہ صفا مروے میں دوڑنا واجب ہے اور جب تک یہ کام نہ کرے عمرے کا احرام کھل نہیں سکتا باقی بحث اس حدیث کی اللہ چاہے تو کتاب الحج میں آئے گی ۱۲ منہ [3] اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ [4] یعنی مقام ابراہیم کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ کعبے کی طرف منہ کیا احتمال ہے کہ مقام کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ نے پڑھی ہوں ۱۲ منہ

قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ؎

ہمام نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی انھوں نے عطاء بن ابی رباح سے انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے سنا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر گئے اور اس کے چاروں کونوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی باہر نکلے تک جب باہر نکلے تو کعبے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا یہی قبلہ ہے[1]

بَابُ ۲۷ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ ؎

باب ہر مقام اور ہر ملک میں آدمی جہاں رہے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبے کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ[2]

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ نَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ

ہم سے عبداللہ بن رجا نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے انھوں نے ابواسحاق سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے تک نماز پڑھی یا سترہ مہینے تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دل سے) یہ چاہتے تھے کہ آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو آخر اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ) یہ آیت اتاری (اے پیغمبر) ہم تیرا آسمان کی طرف بار بار منہ پھرانا دیکھ رہے ہیں پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور بے وقوف لوگ یعنی یہودی کہنے لگے ان کو اگلے قبلے سے کس نے پھرایا۔ (اے پیغمبر) کہہ دے پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر لگاتا ہے ایک شخص[3] نے (جب قبلہ بدلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ نماز پڑھ کر چلا انصار کے

---

[1] جو کبھی منسوخ نہ ہوگا مراد یہی ہے یعنی مقام ابراہیم کے پاس اور اس طرح سے یہ حدیث باب کے مطابق ہو جائے گی بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض ان حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی میں کچھ امر وجوب کے لیے نہیں ہے آدمی کعبہ کی طرف منہ کر کے ہر جگہ۔ نماز پڑھ سکتا ہے خواہ مقام ابراہیم میں پڑھے یا اور کسی جگہ میں اس روایت میں کعبے کے اندر نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے اور اگلی روایت میں نماز کا ذکر ہے اگلی روایت کو لوگوں نے زیادہ معتبر کہا ہے۔ بعضوں نے کہا شاید آپ کئی بار اندر گئے ہوں گے کبھی نماز پڑھی ہو کبھی دعا پر اکتفا کی ہو فقط ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے کتاب الاستیذان میں نکالا اب ہمارے امام احمد بن حنبل اور مالک اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے کیوں کہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دوسرے ملک والوں کے لیے بہت مشکل ہے البتہ جن لوگوں کو کعبہ دکھائی دیتا ہے ان کو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضرور ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام عباد ابن بشر تھا یا عباد بن نہیک ۱۲ منہ

خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي صَلوٰةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

کچھ لوگوں پر جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے گزرا اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبے کی طرف منہ کیا یہ سن کر وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف گھوم گئے[1]

۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ؀

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے انھوں نے جابر بن عبداللہ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھتے رہتے وہ جدھر منہ کرتی ادھر آپ کو لے جاتی جب آپ فرض پڑھنا چاہتے تو (اونٹنی سے) اترتے قبلے کی طرف منہ کرتے[2]

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلوٰةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنّٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلوٰةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِي وَإِذَا شَكَّ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انھوں نے منصور سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ابراہیم نے کہا مجھ کو معلوم نہیں[3] آپ نے اس میں کچھ بڑھا دیا یا گھٹا دیا۔ جب سلام پھیرا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا آپ نے فرمایا یہ کیا بات لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھیں یہ سن کر آپ نے اپنے پاؤں پھیرے اور قبلے کی طرف منہ کیا۔ اور (سہو کے) دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم سے ضرور کہہ دیتا بات یہ ہے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔ جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں[4]۔ پھر جب میں بھولوں تو مجھ کو یاد دلا دیا کرو

[1] یہ بنی حارثہ کی مسجد والے تھے اور قبا والوں کو دوسرے دن خبر ہوئی وہ صبح کی نماز میں کعبے کی طرف گھومے ۱۲ منہ [2] نفل نمازیں جیسے وتر وغیرہ سواری پر پڑھنا درست ہے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرنا کافی ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وتر سواری پر درست نہیں کیونکہ وہ ان کے نزدیک واجب ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ اونٹنی پر نماز شروع کرتے وقت آپ قبلے کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ لیتے ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں اور یہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عصر کی نماز تھی [4] گو مرتبہ آپ کا تمام آدمیوں اور فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر بھول چوک بشری فطرت ہے جو آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ ؀

أَحَدُكُمْ فِي صَلَوٰتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ۔

اور جب کوئی تم میں سے اپنی نماز میں شک کرے تو ٹھیک بات سوچ لے[1] پھر اسی پر اپنی نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کرے ۔

بَابُ ۲۷ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ ۔

باب قبلے کے متعلق اور باتیں اور جس نے یہ کہا کہ اگر کوئی بھولے سے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھ لے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب نہیں ہے[2] اس کی دلیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کیا پھر (یاد دلانے پر) باقی نماز پوری کی[3]

۳۹۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَآيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے انھوں نے حمید سے انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے کہا حضرت عمرؓ نے کہا تین باتوں میں جو میرے منہ سے نکلا میرے مالک نے ویسا ہی حکم دیا میں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو اچھا ہو اس وقت (سورہ بقرہ کی) یہ آیت اتری واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اور پردے کی آیت بھی اسی طرح میں نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دیں کیوں کہ اچھے برے سب طرح کے لوگ ان سے بات کرتے ہیں اس وقت پردے کی آیت اتری اور (اسی طرح) ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے رشک سے آپ پر جماؤ کیا میں نے ان سے کہا (یہ سمجھ رکھو) عجب نہیں کہ آپ کا مالک آپ کو تم سے بہتر بی بیاں عنایت کرے اگر آپ تم کو طلاق دے دیں پھر یہی آیت اتری اور سعید بن ابی مریم نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا ۔ کہا میں نے انس سے

---

[1] یعنی یقینی بات اختیار کرے مثلاً تین چار میں شک ہو تو تین کو اختیار کرے دو تین میں شک ہو تو دو کو اختیار کرے اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیغمبر بھی سہو نسیان سے محفوظ نہیں ہیں اور یہ بھی نکلا کہ نماز میں اگر اس گمان پر کہ نماز پوری ہو چکی کوئی بات کرے تو نماز کا اعادہ واجب نہیں کیوں کہ آپ نے نہ خود نماز کو سرے سے لوٹایا نہ اور لوگوں کو اس کا حکم دیا ۱۲ منہ

[2] امام ابو حنیفہؒ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر وقت باقی ہو تو لوٹانا واجب ہے ورنہ نہیں ۱۲ منہ

[3] یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے نکالا۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہ لوگوں کی طرف منہ کیا یہ فقرہ مؤطا کی روایت میں موجود ہے اس حدیث سے ترجمہ باب اس طرح نکل آیا کہ جب آپ نے بھولے سے لوگوں کی طرف منہ کر لیا تو قبلے کی طرف پشت ہوئی باوجود اس کے آپ نے نماز کو سرے سے نہ لوٹایا بلکہ جو باقی تھی اتنی ہی پڑھ لی ۱۲ منہ ؛

سَمِعْتُ اَنَسًا بِهٰذَا ۔

۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ ۔

۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ فَثَنٰى رِجْلَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ۔

بَابُ ۲۷۳ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ ۔

۳۹۴ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ

یہ حدیث سنی [۱]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے عبداللہ بن دینار سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آنے والا آیا (عباد بن بشر) اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (گزشتہ) رات کو قرآن اترا اور آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا (نماز میں) حکم ہوا یہ سن کر ان لوگوں نے (عین نماز ہی میں) کعبے کی طرف منہ کر لیا پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے پھر کعبے کی طرف گھوم گئے [۲]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے شعبہ سے انہوں نے حکم سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھولے سے) ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لیں لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) کیا نماز بڑھ گئی آپ نے فرمایا یہ کیا بات انھوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں یہ سن کر آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور (سہو کے) دو سجدے کیے [۳]

باب مسجد میں تھوک لگا ہو تو ہاتھ سے اس کا کھرچ ڈالنا ۔

ہم سے بیان کیا قتیبہ نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے انھوں نے

---

[۱] اس سند کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ حمید کا سماع انس سے معلوم ہو جائے اور یحییٰ بن ایوب گو ضعیف ہے مگر امام بخاری نے اس کی روایت بطور متابعت کے بیان کی ۱۲ منہ [۲] ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں ہے عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں اور مرد عورتوں کی جگہ حافظ نے کہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب میں تھا گھوم کر مسجد کے پیچھے کی جانب میں آگیا کیوں کہ جو کوئی مدینہ میں کعبہ کی طرف منہ کرے اس کی پشت بیت المقدس کو ہوگی اور اگر امام اپنی جگہ پر رہ کر گھوم جاتا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کہاں سے نکلتی اور جب امام گھوما تو مرد بھی ان کے ساتھ گھومے اور عورتیں بھی گھومیں یہاں تک کہ مردوں کے پیچھے آگئیں اور یہ عمل کثیر ہے مگر شاید اس وقت تک یہ نماز میں منع نہ ہوا ہو یا ضرورت کی وجہ سے معاف ہو جیسے سانپ بچھو کا مارنا معاف ہے ۱۲ منہ [۳] اگلی حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہ نے باوجودیکہ کچھ نماز کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی مگر اس کا اعادہ نہ کیا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نے بھول کر لوگوں کی طرف منہ کیا اور کعبے کی طرف پشت کی مگر نماز کو لوٹایا نہیں اور یہی باب کا مقصود تھا ۱۲ منہ ؎

جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهٖ فَإِنَّهٗ يُنَاجِي رَبَّهٗ أَوْ إِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا ۔

حمید سے انھوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ سے نکلا ہوا بلغم قبلے کی دیوار پر دیکھا آپ کو یہ ناگوار گذرا یہاں تک کہ آپ کے چہرے پر دکھائی دینے لگا[۱] پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اس کو کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے یا یوں فرمایا کہ اس کا مالک[۲] اس کے اور قبلے کے بیچ میں ہوتا ہے تو کوئی تم میں سے (نماز میں) اپنے قبلے کی طرف نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کونا لیا اس میں تھوکا اور تھوک کر اس کو الٹ پلٹ کیا فرمایا یا ایسا کرے[۳]

۳۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قِبَلَ وَجْهِهٖ إِذَا صَلّٰى ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف دیوار پر تھوک دیکھا آپ نے اس کو کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ جل جلالہ ہوتا ہے[۴]

۳۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُصَاقًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهٗ ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار پر رینٹ یا تھوک یا سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا اس کو کھرچ ڈالا۔

---

[۱] نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کا مبارک چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ۱۲ منہ [۲] یہ راوی کو شک ہے اس حدیث سے بعضے جہمیہ نے یہ دلیل لی ہے کہ معاذ اللہ اللہ ہر جگہ اور ہر مکان میں ہے اور خود اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر معاذ اللہ ہر جگہ اور ہر مکان میں ہوتا تو بائیں طرف یا پاؤں کے تلے بھی تھوکنا منع ہوتا۔ اہل حدیث اور تمام آئمہ اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس عرش بریں پر ہے اور اس کا علم اس کی قدرت ہر جگہ ہے اور اس حدیث کی تفسیر دوسری حدیث سے ہوتی ہے جس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے نکالا اس میں یہ ہے کہ فان الرحمۃ تواجہہ یعنی اللہ کی رحمت نمازی کے سامنے ہوتی ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی چادر میں تھوک کر کپڑے کو الٹ پلٹ کر کے تھوک رگڑ ڈالے آپ نے ایک کام دکھلا کر تعلیم فرمائی کیونکہ کام کر کے دکھلانے سے خوب سمجھ میں آ جاتا ہے ۱۲ منہ [۴] گویا نماز میں بندہ اپنے مالک شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوا گڑگڑاتا ہے عاجزی کرتا ہے ایسی حالت میں سامنے تھوکنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے اللہ جل جلالہ عرش پر رہ کر نمازی کے منہ کے سامنے بھی ہے کیونکہ عرش اور فرش اور سارا عالم اس کی عظمت اور جلال کے سامنے ایک چھوٹی سی گولی سے بھی کم ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۲۷۴ حَکِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصٰی مِنَ الْمَسْجِدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ وَطِئْتَ عَلٰی قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا۔

۳۹۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَتَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِينِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

باب مسجد میں رینٹ کو کنکری سے کھرچ ڈالنا۔

اور ابن عباسؓ نے کہا اگر تو گیلی نجاست پر چلے تو اس کو دھو ڈال اور سوکھی پر چلے تو دھونا ضرور نہیں [۱]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب زہری نے انھوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے ان سے ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا تو ایک کنکری لے کر اس کو کھرچ ڈالا۔ پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے کھنگار کر بلغم نکالے تو اپنے منہ کے سامنے بلغم نہ ڈالے اور نہ داہنی طرف بلکہ اس کو چاہیئے بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے تلے [۲]

بَابُ ۲۷۵ لَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِينِهٖ فِي الصَّلٰوةِ

۳۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نُخَامَةً فِي حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِينِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

باب نماز میں اپنے داہنے طرف نہ تھوکے۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی انھوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انھوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے ان سے ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا آپ نے ایک کنکری لے کر اس کو کھرچ ڈالا۔ پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے کھنگارے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے طرف لیکن اس کو چاہیے بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے تلے [۳]

---

[۱] اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر بھولے سے نہ دھوئے تو کچھ نقصان نہیں ہے کہ اس کے بعد کی زمین اس کو پاک کر دیتی ہے یہ آپ نے ایک عورت کے جواب میں فرمایا جس کا پلو لٹکتا رہتا اور گندگی پر رکتا ترجمہ باب سے اس اثر کی مناسبت یوں ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ ادب کے خلاف ہے نہ اس لیے کہ نجس ہے کیونکہ تھوک نجس نہیں اگر بالفرض نجس بھی ہوتا تو سوکھی نجاست کے روندنے سے کوئی نقصان نہیں ۱۲ منہ [۲] حالاں کہ ترجمہ باب میں رینٹ کا ذکر ہے اور حدیث میں سینے کی بلغم کا مگر دونوں آدمی کے بدن کے فضلے ہیں اس لیے دونوں کا حکم ایک ہے ۱۲ منہ [۳] اس باب میں جو حدیث امام بخاری لائے اس میں نماز کی قید مذکور نہیں ہے لیکن آگے کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۳۹۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفُلَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو قتادہ نے خبر دی کہا میں نے انس سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی طرف البتہ بائیں طرف تھوک سکتا ہے یا بائیں پاؤں کے تلے۔

بَابٌ ۲۷۶ لِيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى

باب بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکنا۔

۴۰۰ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ

ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی طرف البتہ بائیں طرف تھوکے یا دونوں پاؤں کے تلے۔

۴۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى اَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَعَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ حُمَيْدًا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ نَحْوَهٗ۔

ہم سے بیان کیا علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انھوں نے حمید بن عبد الرحمن سے انھوں نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف مسجد میں سینہ سے نکلا ہوا بلغم دیکھا تو ایک کنکر سے اس کو کھرچ ڈالا پھر سامنے یا داہنے طرف تھوکنے سے منع کیا البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکنے کی اجازت دی دوسری روایت میں زہری سے یوں ہے کہ انھوں نے حمید سے سنا انھوں نے ابو سعید خدری سے ایسا ہی[1]

بَابٌ ۲۷۷ كَفَّارَةُ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں تھوکنے کا کفارہ[2]۔

۴۰۲ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) باب میں جو یہی حدیث آدم بن ابی ایاس سے لائے ہیں اس میں نماز کی قید ہے (اور امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث لاتے ہیں۔ اور استدلال کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق سے اور شاید ان کی غرض یہ ہو کہ یہ ممانعت نماز سے خاص ہے نووی نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس سند کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ زہری کا سماع حمید سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [2] یعنی وہ امر جس سے مسجد میں تھوکنے کا گناہ اتر جائے ۱۲ منہ

قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا ﴿

بَابُ ۲۷۸ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ ﴿

۴۰۳ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهُ فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللهَ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا

بَابُ ۲۷۹ اِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَاْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ ﴿

۴۰۴ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ اَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهِ فَاِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ اَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ

کہا ہم سے قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ (اتار) اس کا گاڑ دینا ہے[1]

باب سینے سے نکلا ہوا بلغم مسجد میں گاڑ دینا۔

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے انہوں نے معمر بن راشد سے انھوں نے ہمام بن منبہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز شروع کر دے تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے تو (گویا) اللہ سے سرگوشی کرتا ہے[2] اور داہنی طرف بھی نہ تھوکے کیوں کہ اس کی داہنی طرف فرشتہ رہتا ہے البتہ بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے تلے تھوک لے پھر اس کو دبا دے[3]

باب اگر تھوک کا غلبہ ہو تو نمازی اپنے کپڑے میں تھوک لے اس کے کنارہ میں۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے حمید نے انھوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف (مسجد میں) سینہ سے نکلا ہوا بلغم دیکھا اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا اور ناخوشی آپ کی دیکھی گئی یا معلوم ہوا کہ آپ نے اس کام کو برا جانا اور آپ کو سخت ناگوار گذرا[4] آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز پڑھتا ہے تو (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے یا اس کا مالک اس کے اور قبلے کے بیچ میں ہوتا ہے تو اپنے سامنے

---

[1] اگر مسجد کا صحن کچا ہو اس میں مٹی یا کنکر ہوں تو تھوک کر ان میں دبا دے اگر پکا صحن ہو تو کپڑے یا پتھر سے پونچھ کر باہر پھینک دے اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کو پاک صاف رکھنا چاہیے تاکہ دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو ۱۲ منہ [2] ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ نماز میں ایسا کرنا منع ہے لیکن امام احمد نے سعد بن ابی وقاص سے نکالا جو شخص مسجد میں بلغم نکالے تو اس کو دفن کر دے تاکہ کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگ کر اس کو تکلیف نہ پہنچائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں ایسا کرنا منع ہے ۱۲ منہ [3] یعنی مٹی میں دفن کر دے ۱۲ منہ [4] یہ راوی کو شک ہے کہ یوں کہا یا یوں کہا مطلب دونوں لفظوں میں ایک ہے ۱۲ منہ

فِي قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَزَقَ فِيْهِ وَرَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا ۔

(قبلہ کی طرف) نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے پھر آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو الٹ پلٹ کر دیا فرمایا ایسا کرے[1]

بَابٌ ۲۸۰ عِظَةِ الْاِمَامِ النَّاسَ فِيْ اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ ۔

باب امام لوگوں کو نصیحت کرے کہ نماز کو (اچھی طرح) پورا کریں اور قبلہ کا بیان ۔

۴۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے ابوالزناد سے انھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سمجھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے (قبلے کی طرف میں تم کو نہیں دیکھتا) خدا کی قسم (بات یہ ہے) مجھ پر نہ تمہارا سجدہ چھپا ہوا ہے اور نہ تمہارا رکوع میں پیٹھ کے پیچھے سے تم کو دیکھ رہا ہوں[2]

۴۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي الرُّكُوْعِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآئِيْ كَمَا اَرَاكُمْ ۔

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انھوں نے ہلال بن علی سے انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے پھر نماز کے باب میں اور رکوع کے باب میں فرمایا میں تم کو پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے (سامنے سے) دیکھتا ہوں ۔

بَابٌ ۲۸۱ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِيْ فُلَانٍ ۔

باب کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں لوگوں کی مسجد[3]؟

۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے

---

[1] ہمارے زمانہ میں یہی تدبیر بہتر ہے کیوں کہ مسجدیں پختہ ہیں اور ان میں فرش بچھے رہتے ہیں بائیں طرف یا پاؤں کے تلے بھی تھوکنے کی جگہ نہیں ہوتی مکہ میں اکثر لوگ یوں کرتے ہیں کہ اپنی جوتی کے تلے پر تھوک لیتے ہیں پھر تلے سے تلا ملا کر رکھ دیتے ہیں کہ مسجد آلودہ نہ ہو ۱۲ منہ [2] اس میں علما کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی یا الہام سے لوگوں کے حال معلوم ہو جاتے ہیں بعضوں نے کہا یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپ کو پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح سے دکھلائی دیتا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے امام بخاری اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے آپ پیچھے کی چیزیں دیکھ لیتے واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے نکالا کہ وہ یوں کہنا برا جانتے تھے کہ فلاں شخص کی مسجد کیوں کہ مسجدیں سب اللہ کی ہیں امام بخاری نے باب کی حدیث لا کر یہ ثابت کیا کہ ایسا کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیوں کہ فلاں کی مسجد یہ کہنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی ملک ہے بلکہ اس مسجد کی شناخت منظور ہے ۱۲ منہ

أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا۔

بَابٌ ۲۸۲ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ

خبر دی انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھوڑے (شرط کے لیے) تیار کرائے گئے تھے ان کی دوڑ حفیا سے لے کر اخیر مقام ثنیۃ الوداع تک مقرر کی[1] اور جو گھوڑے (شرط کے لیے) تیار نہیں کیے گئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک رکھی[2] اور عبداللہ بن عمران لوگوں میں تھے جنھوں نے گھوڑے دوڑائے تھے[3]

باب مسجد میں مال تقسیم کرنا اور مسجد میں کھجور کا خوشہ لٹکانا۔

امام بخاری نے کہا قنو (عربی زبان میں) خوشہ اور اس کا تثنیہ قنوان ہے اور جمع بھی قنوان ہے جیسے صنو اس کی جمع صنوان[4] اور ابراہیم بن طہمان نے عبدالعزیز بن صہیب سے روایت کی[5] انھوں نے انس سے انھوں نے کہا بحرین سے (جو ایک شہر ہے بصرے اور عمان کے بیچ میں) آپ کے پاس روپیہ[6] آیا آپ نے فرمایا مسجد میں ڈال دو[7] اور یہ ان سب روپیوں سے زیادہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر آپ نماز کے لیے برآمد ہوئے اور روپیہ کی طرف خیال بھی نہیں کیا جب نماز پڑھ چکے تو تشریف لائے اور روپیہ کے پاس آن بیٹھے پھر جس کسی پر آپ کی نظر پڑی اس کو دینا شروع کیا اتنے میں حضرت عباس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھ کو بھی دلوائیے (میں زیر بار ہوں) میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنا فدیہ دیا عقیل کا فدیہ دیا آپ نے فرمایا لے لو انھوں نے کئی لپیں بھر کر اپنے کپڑے میں ڈالیں پھر اس کو اٹھانے لگے تو نہ

---

[1] حفیا اور ثنیۃ الوداع دونوں مقاموں کے نام ہیں ان دونوں کے بیچ میں پانچ یا چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس مسجد کو بنی زریق کی مسجد کہا ۱۲ منہ [3] آپ نے جس گھوڑے کی شرط کرائی تھی اس کا نام سکب تھا حدیث سے یہ نکلا کہ گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے قسطلانی نے کہا اسی طرح جہاد کا کل سامان تیار کرنا ۱۲ منہ [4] صنوان اور قنوان یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں وارد ہیں امام بخاری نے یہاں ان کی تفسیر بیان کر دی صنو کھجور کے ان درختوں کو کہتے ہیں جو دو تین مل کر ایک ہی جڑ سے نکلتے ہیں ۱۲ منہ [5] امام بخاری نے اس روایت کو ابراہیم بن طہمان سے معلقاً نکالا اور ابو نعیم نے مستخرج میں اور حاکم نے مستدرک میں اس کو وصل کیا احمد بن حفص سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابراہیم بن طہمان سے ۱۲ منہ [6] یہ ایک لاکھ روپیہ تھا جس کو علاء بن حضرمی نے آپکے پاس بھیجا تھا یہ پہلا خراج تھا جو آپ کے پاس آیا ۱۲ منہ [7] کیوں کہ اس وقت تک خزانے کا کوئی مقام علیحدہ نہیں بنا تھا۔ ۱۲ منہ

يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰى كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ ؁

اٹھا سکے کہنے لگے یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے یہ روپیہ مجھ کو اٹھا (کر لاد) دے آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) انھوں نے کہا تو پھر آپ خود ہی ذرا اٹھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) آخر انھوں نے (مجبور ہو کر) اس میں سے کچھ نکال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے (تو بھی نہ اٹھا سکے) کہنے لگے یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے وہ یہ روپیہ مجھ کو اٹھا دے آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) انھوں نے کہا آپ ہی ذرا ہاتھ لگا دیجیے۔ آپ نے فرمایا نہیں آخر انھوں نے اور تھوڑا نکال ڈالا پھر اٹھا کر اپنے کندھے پر لاد لیا اور چلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر ان کی طرف اپنی آنکھ لگائے رہے جب تک وہ نظر سے چھپے نہیں آپ نے ان کی حرص پر تعجب فرمایا غرض آپ ان روپیوں کے پاس سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہا[1]

بَابُ ۲۸۳ مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ اَجَابَ مِنْهُ ؁

باب مسجد میں کھانے کی دعوت دینا اور مسجد ہی میں دعوت قبول کرنا۔

۴۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا قَالَ وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِي اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے اسحاق بن عبداللہ سے انھوں نے انس سے سنا انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا آپ کے پاس اور کئی لوگ تھے (یہ حال دیکھ کر) میں کھڑا ہو گیا۔[2] آپ نے پوچھا تجھ کو ابو طلحہ نے بھیجا میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا کھانے کے لیے بلایا ہے۔ میں نے کہا جی تب آپ نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے گرد بیٹھے تھے۔

---

[1] جب سب تقسیم کر چکے تو اس وقت اٹھے مسلمانوں کا مال مسلمانوں کو دے دیا اپنی ذات کے لیے ایک پیسہ بھی نہ رکھا، مسلمانوں کی بادشاہت اور حکومت اسطرح سے شروع ہوئی تھی کہ جو کچھ آئے وہ ان ہی میں تقسیم ہو جائے جب تو سارے مسلمان یکدل اور یک جان تھے اور دشمن کے مقابلے میں ہر ایک جان دینے کے لیے حاضر تھا اب تو مسلمانوں نے غضب کر رکھا ہے کہ غریب مسلمان فاقوں سے مرتے ہیں اور بادشاہ سلامت اور امرا رنگ رلیاں مناتے ہیں جو کچھ ملک کا روپیہ آئے وہ بادشاہ کی ملک سمجھا جائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تابکجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو نہ تو خود مدد دی، نہ دوسرے کسی سے روپیہ اٹھانے میں مدد دلائی۔ اس سے غرض یہ تھی کہ وہ سمجھ جائیں اور دنیا کے مال کی اتنی حرص نہ کریں حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں صدقات کی تقسیم درست ہے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] انس ڈرے کہ اتنے لوگوں کو دعوت دوں تو کہیں آپ سب کو نہ لے آئیں اور کھانا کم پڑے ۱۲ منہ ؁

انْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ -

اٹھو پھر آپ چلے اور میں سب لوگوں کے آگے چلا [1]

بَابٌ ۲۸۴ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ -

باب مسجد میں عورتوں مردوں کا فیصلہ کرنا۔ اور لعان کرانا۔

۴۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيٰى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ -

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب نے انھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے کہ ایک شخص (عویمر) نے کہا یا رسول اللہ بتلائیے اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو (بدفعل) کرتے ہوئے پائے تو کیا کرے اس کو مار ڈالے آخر اس شخص اور اس کی بی بی نے مسجد میں لعان کیا میں موجود تھا [2]

بَابٌ ۲۸۵ اِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ اُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ -

باب جب کسی کے گھر میں جائے تو جہاں چاہے، یا جہاں گھر والا کہے نماز پڑھ لے اور پوچھ پاچھ نہ کرے۔

۴۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ٭

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے محمود بن ربیع سے انھوں نے عتبان بن مالک سے (جو اندھے تھے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا تو کہاں چاہتا ہے میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں عتبان نے کہا میں نے آپ کو ایک جگہ بتلا دی آپ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھیں [3]

بَابٌ ۲۸۶ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ

باب گھروں میں مسجد بنانا۔

وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارِهٖ جَمَاعَةً

اور براء بن عازب صحابی نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی [5]

---

[1] یہاں امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر کر دیا ہے پوری حدیث انشاء اللہ تعالیٰ علامات النبوۃ میں آئے گی انس آگے دوڑ کر اس لیے چلے کہ ابوطلحہ کو خبر کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے آدمیوں کو لے کر آ رہے ہیں انس نے مسجد میں آپ کو دعوت دی آپ نے وہیں قبول فرمائی یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی پوری بحث انشاء اللہ کتاب اللعان میں آئے گی لعان یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور گواہ نہ ہوں اور پہلے مرد سے چار قسمیں لی جاتی ہیں پھر عورت سے باب کی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں عدالت کرنا جائز ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ [3] کہ میں نماز کہاں پڑھوں یہ جگہ پاک ہے یا ناپاک ہے یہ سب باتیں حدیث کے خلاف ہیں ہر جگہ اور ہر چیز پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو باب کا مطلب حدیث سے اس طرح پر نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے فرمایا تو جہاں چاہے میں وہاں نماز پڑھ سکتا ہوں اور آپ نے جو عتبان سے پوچھا اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے آپ کو اپنے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھنے کے لیے بلایا تھا ۱۲ منہ [4] معلوم ہوا نفل نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کر سکتے ہیں اس حدیث کی تفصیل آگے آتی ہے ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ۱۲ منہ ٭

۴۱۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ نَا
اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ
عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ
أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي
فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ
لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ
يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ
مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا
عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ
ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِينَ دَخَلَ الْبَيْتَ
ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ
لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلَّى
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا
لَهُ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو
عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ
الدُّخَيْشِنِ أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا
مجھ سے عقیل بن خالد نے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے کہا
مجھ سے محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور ان انصاری لوگوں میں جو بدر
کی لڑائی میں حاضر تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض
کیا یا رسول اللہ میری بینائی بگڑی معلوم ہوتی ہے[1] اور میں اپنی قوم کے
لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا ہوں جب مینہ برستا ہے اور وہ نالہ بہنے لگتا ہے
جو میرے اور ان کے بیچ میں ہے تو میں ان کی مسجد میں نہیں جا سکتا کہ
ان کے ساتھ نماز پڑھوں میں چاہتا ہوں یا رسول اللہ آپ میرے پاس
تشریف لائیے اور میرے گھر میں نماز پڑھ دیجئے میں اس جگہ کو نمازگاہ بنا
لوں راوی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے یہ فرمایا اچھا
میں ایسا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ عتبانؓ نے کہا پھر (دوسرے دن) صبح کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ دونوں مل کر دن چڑھے میرے
پاس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں
نے اجازت دی آپ اندر آئے اور ابھی بیٹھے بھی نہیں کہ آپ نے فرمایا تو
اپنے گھر میں کس جگہ پسند کرتا ہے میں وہاں نماز پڑھوں عتبان نے کہا
میں نے آپ کو گھر کا ایک کونا بتا دیا تو آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا
ہم بھی کھڑے ہوئے اور صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھ کر
سلام پھیرا اور ہم نے کچھ حلیم تیار کر کے آپ کو روک لیا[2] (جانے نہ دیا)
پھر محلہ کے اور کئی آدمی بھی گھر میں آن کر جمع ہو گئے ان میں ایک
شخص (جس کا نام نہیں معلوم) کہنے لگا مالک بن دخیشن یا مالک بن
دخشن کہاں ہے کسی نے کہا (عتبان نے) وہ تو منافق ہے اللہ اور

[1] اس وقت ان کی آنکھیں بالکل اندھی نہ ہونگی جیسے طبرانی اور اسماعیل کی روایت سے نکلتا ہے بخاری کی ایک روایت میں ہے وہ اندھے تھے تو شاید بعد کو اندھے ہو گئے ہوں گے ۱۲ منہ

[2] یعنی اس کے کھانے کے واسطے آپکو روک رکھا واپس جانے نہ دیا حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈال کر اس کو چڑھا دیں جب پک جاوے تو اس پر آٹا چھڑک دیں اور جو گوشت نہ ہو صرف آٹا ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں یعنی خزیرہ ۱۲ منہ

مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ ؕ

اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ایسا مت کہو کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ وہ خالص خدا کی رضا مندی کے لیے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تب وہ بولا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے (اصل حال یہ ہے) بظاہر تو ہم اس کی توجہ اور اس کی بھی دوستی منافقوں ہی کی طرف پاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے تو دوزخ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے[1] جو خالص خدا کی رضا مندی کے لیے لا الہ الا اللہ کہے ابن شہاب نے کہا میں نے محمود سے یہ حدیث سن کر حصین ابن محمد انصاری سے پوچھا وہ بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھا کہ محمود کی یہ حدیث کیسی ہے اس نے کہا کہ محمود سچا ہے[2]

بَابُ ۲۸۷ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى ؕ

باب مسجد میں گھستے وقت اور دوسرے کاموں میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور عبداللہ بن عمرؓ مسجد میں جاتے وقت پہلے داہنا پاؤں رکھتے جب وہاں سے نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے[3]

۴۱۲ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ ؕ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انھوں نے اشعث بن سلیم سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے مسروق سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں جہاں تک ہو سکتا داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے طہارت میں کنگھی کرنے میں جوتا پہننے میں۔

بَابُ ۲۸۸ هَلْ يُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانَهَا مَسَاجِدَ ؕ

باب کیا جاہلیت کے زمانہ کی مشرکوں کی قبریں کھود ڈالنا اور ان کی جگہ مسجد بنانا درست ہے[4]؟

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ

کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں پر لعنت کرے

---

[1] یعنی دوزخ کا وہ طبقہ جو کافروں اور منافقوں کے لیے بنا ہے یا دوزخ میں ہمیشہ رہنا اس صورت میں یہ حدیث ان حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی جن سے موحدوں کا دوزخ میں جانا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالا جانا ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] شاید حصین نے بھی یہ حدیث عتبان سے سنی ہوگی اور احتمال ہے کہ اور کسی سے سنی ہو ۱۲ منہ [3] یہ اثر موصولاً ابن عمر سے نہیں ملا البتہ حاکم نے مستدرک میں انس سے روایت کیا جب تو مسجد میں جانے لگے تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلنے لگے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا یہ خاص ہے مشرکوں کی قبروں سے لیکن پیغمبروں کی اور جو ان کے تابع ہیں ان کی قبریں کھودنا درست نہیں کیونکہ اس میں ان کی تذلیل ہے اور مشرکوں کی کوئی عزت نہیں ۱۲ منہ ؕ

اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْقُبُورِ وَرَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَلِّي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ

انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا[۱] اور قبروں میں نماز مکروہ ہونے کا بیان اور حضرت عمرؓ نے انس کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو کہنے لگے قبر ہے قبر[۲] اور ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا[۳]

۴۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؞

ہم سے محمد بن مثنےٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے ہشام بن عروہ سے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ دونوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا. جس کو حبش کے ملک میں دیکھا تھا اس میں مورتیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کا یہ قاعدہ تھا۔ جب ان میں کوئی اچھا شخص مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ مورتیں رکھتے قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے[۴]

۴۱۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے انھوں نے ابو التیاح یزید بن حمید سے انھوں نے انس سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ سے) مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے بلند حصے میں بنی عمرو بن عوف کے قبیلے میں اترے وہاں چوبیس راتیں آپ رہے (یا چودہ راتیں) پھر آپ نے بنی نجار کے

---

[۱] اس حدیث کو خود امام بخاری نے باب الوفاۃ میں وصل کیا جب پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت ہوئی حالاں کہ مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو خود پیغمبروں کی قبر کی عبادت کرنا یا اولیاء اللہ کی قبروں کی کس قدر باعث لعن ہوگا اللہ بچائے ہمارے زمانہ میں یہ بلا عام ہوگئی ہے لوگ قبروں کو جاکر سجدہ کرتے ہیں انکا طواف کرتے ہیں جو صریح شرک ہے ۱۲ منہ [۲] اس اثر کو ابو نعیم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ نماز تو قبروں میں صحیح ہو جائے گی۔ لیکن مکروہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے قسطلانی نے کہا قبر کی طرف نماز پڑھے یا قبر کے اوپر یا قبروں کے بیچ میں ہر طرح نماز مکروہ ہے ۱۲ منہ

[۴] معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہ یہود اور نصاریٰ کی عادت ہے دنیا میں بت پرستی کا رواج یوں ہی ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چند لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی عبادت کے مقام میں بزرگوں کی مورتیں رکھنے لگے اس خیال سے کہ ان کے دیکھا دیکھی عبادت کا خوب شوق پیدا ہو لیکن عبادت خدا کی کرتے رہے پھر ان کے مرجانے کے بعد شیطان نے ان کی اولاد کو یوں بھڑکایا کہ تمہارے بزرگ لوگ ان مورتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تم بھی ان کی تعظیم کرو آخر رفتہ رفتہ ان کی پرستش کرنے لگے ہمارے پیغمبر صاحب نے بت پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی اور تصویر تک بنانا اور رکھنا حرام کر دیا ۱۲ منہ ؞

إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ السُّيُوفَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ ۔

لوگوں کو بلا بھیجا[۱] وہ تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے انس نے کہا گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں ابوبکر آپ کی خوامی میں بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد اس جلوس سے سواری چلی یہاں تک کہ آپ ابوایوب کے جلوخانہ میں اترے آپ کو پسند تھا جہاں نماز کا وقت آ جائے وہاں نماز پڑھ لیں اور آپ (شروع میں) بکریوں کے تھان میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے (پھر) آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا ان سے فرمایا بنی نجار تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے چکا لو انہوں نے کہا نہیں قسم خدا کی ہم تو اس کا مول اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے۔ انس نے کہا میں تم لوگوں کو بتلاؤں اس باغ میں تھا۔ کیا مشرکوں کی قبریں اور کھنڈر کچھ کھجور کے درخت آپ نے حکم دیا تو مشرکوں کی قبریں کھود ڈالیں[۲] (ان کی ہڈیاں پھینک دیں) پھر کھنڈر (سب) برابر کیے اور کھجور کے درخت کاٹ کر ان کی لکڑیاں قبلے کی طرف جما دیں اس کے دونوں طرف پتھروں کا اڑانا دیا صحابہؓ شعریں پڑھ پڑھ کر پتھر ڈھو رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ شعریں پڑھتے جاتے تھے[۳] آپ یہ فرماتے تھے فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ۔ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اسے خدا[۴]

بَابٌ ٢٨٩ الصَّلٰوةُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ۔

باب بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھنا۔

۴۱۵ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انھوں نے ابوالتیاح سے انھوں نے انس بن مالکؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھ لیتے تھے[۵]۔ ابوالتیاح نے

[۱] ان لوگوں سے آپ کی قرابت تھی آپ کے دادا عبدالمطلب کی ان لوگوں میں ننہیال تھی یہ لوگ تلواریں باندھ کر اس لیے آئے کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہر طرح آپ کی مدد کو اور آپ کے ساتھ لڑنے مرنے کو حاضر ہیں ۱۲ منہ [۲] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ مقبرے میں سے اگر مُردوں کی ہڈیاں قبریں کھود کر پھینک دی جائیں تو پھر وہاں نماز پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ [۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر تصنیف نہیں کر سکتے تھے لیکن شعر پڑھ سکتے تھے اور یہ شعر جو آپ نے پڑھے اس کو عرب میں شعر نہیں کہتے کیونکہ شعر میں شاعر کا قصد ضرور ہے اور جو کلام بطور اتفاق موزوں نکل آئے وہ شعر نہیں ہوتا ۱۲ منہ [۴] پردیسیوں سے مہاجرین مراد ہیں یعنی مکہ والے جو اپنا دیس چھوڑ کر مدینہ میں آئے تھے ۱۲ منہ [۵] اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں بکریوں کا پیشاب اور ان کا پاخانہ نجس ہے کیوں کہ بکریوں کے تھان ان کے پیشاب اور پاخانے سے آلودہ رہتے ہیں ۱۲ منہ ۔

سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ ؛

(یا شعبہ) نے کہا پھر میں نے انس (یا ابو التیاح) سے سنا وہ کہتے تھے آپ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھ لیتے۔

بَاب ۲۹۰ الصَّلٰوةِ فِي مَوَاضِعِ الْإِبِلِ ؛

باب اونٹوں کے تھانوں میں نماز پڑھنا[1]

۴۱۶ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ۔

ہم سے صدقہ ابن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن حیان نے کہا ہم سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے انھوں نے نافع سے انھوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا۔

بَاب ۲۹۱ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهُ تَنُّوْرٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

باب اگر کوئی شخص نماز پڑھے اس کے سامنے تنور ہو یا آگ ہو یا اور کوئی ایسی چیز جس کی مشرک پوجا کرتے ہیں لیکن اس کی نیت اللہ کے پوجنے کی ہو (تو نماز درست ہے)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي ؛

اور زہری نے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میرے سامنے لائی گئی اور میں نماز پڑھ رہا تھا[2]

۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ ؛

ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انھوں نے امام مالک سے انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عطاء ابن یسار سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے انھوں نے کہا سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسوف کی) نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے (نماز میں[3]) دوزخ دکھلائی گئی میں نے آج کی طرح کبھی کوئی ڈراؤنی چیز نہیں دیکھی۔

بَاب ۲۹۲ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

باب مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے[4]

[1] امام مالک اور شافعی نے اونٹوں کے تھان میں نماز مکروہ رکھی ہے امام بخاری نے ان پر رد کیا اور حق یہ ہے کہ اونٹوں کے تھانوں میں نماز حرام ہے اور جو کوئی وہاں نماز پڑھے اس پر اعادہ لازم ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ ابن حزم نے کہا اونٹوں کے تھان میں نماز منع ہونے کی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یقین حاصل ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے خود وصل کیا باب وقت الظہر میں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے یہ چیزیں ہوں تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی لیکن حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ نماز میں انگار کے سامنے ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا ۱۲ منہ [4] اس باب میں ایک صریح حدیث ہے کہ میرے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی مگر مقبرہ اور حمام لیکن وہ امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اس لیے اس کو نہ لا سکے ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ مقبرے میں نماز حرام ہے خواہ مسلمانوں کا مقبرہ ہو یا کافروں کا اور ابو حنیفہؒ اور ثوری اور اوزاعی نے اس کو مکروہ اور امام مالک نے جائز رکھا ہے ۱۲ منہ ؛

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انھوں نے عبید اللہ بن عمر سے انھوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں (بھی) نماز (نفل وغیرہ) پڑھا کرو ان کو قبریں مت بناؤ[1]

بَابٌ ۲۹۳ الصَّلٰوةِ فِي مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ۔

باب جہاں زمین دھنس گئی یا اور کوئی عذاب اترا وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے؟۔

وَيُذْكَرُ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرِهَ الصَّلٰوةَ بِخَسْفِ بَابِلَ۔

اور حضرت علیؓ سے منقول ہے انھوں نے بابل میں جہاں زمین دھنسی ہے نماز کو مکروہ سمجھا[2]

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُونُوا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُونُوا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ۔

ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انھوں نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عذاب والے مقاموں میں مت جاؤ مگر روتے رہو (اللہ سے ڈرتے ہوئے) اگر تم روتے نہ ہو تو ان کے مقاموں میں مت جاؤ ایسا نہ ہو ان کا سا عذاب تم پر بھی اترے[3]

بَابٌ ۲۹۴ الصَّلٰوةِ فِي الْبِيْعَةِ۔

باب گرجا میں نماز پڑھنے کا بیان۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِيْلِ الَّتِي فِيْهَا الصُّوَرُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّي فِي الْبِيْعَةِ اِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ۔

اور حضرت عمرؓ نے کہا (او نصرانیو) ہم تمہارے گرجاؤں میں اس وجہ سے نہیں جاتے کہ وہاں مورتیں تصویریں ہیں[4] اور عبد اللہ بن عباس گرجا میں نماز پڑھ لیتے مگر اس گرجا میں نہ پڑھتے جہاں مورتیں ہوتیں[5]

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ ابن سلیمان نے خبر دی انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت بی بی ام سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ

[1] دوسری روایت میں یوں ہے ان کو مقبرہ مت بناؤ اس کو امام مسلم نے نکالا یعنی جیسے قبروں میں مردے نماز نہیں پڑھتے یا مقبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسا اپنے گھروں کو مت کرو ۱۲ منہ [2] بابل کوفہ کی زمین اور اس کے گرد گرد کی جہاں نمرود مردود نے بڑی عمارت بنائی تھی اللہ نے اس کو دھنسا دیا ۱۲ منہ [3] یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب غزوہ تبوک میں حجر پر سے گذرے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی اور عذاب اتر کر وہ سب ہلاک ہو گئے تھے ۱۲ منہ [4] اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [5] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ

علیہ وسلم سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو انھوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تھا اس کا نام ماریہ تھا اس میں جو مورتیں دیکھیں وہ بیان کیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا یا یوں فرمایا نیک مرد) تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور وہاں یہ مورتیں اتارتے اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوقات میں بُرے ہیں [۱]

باب ۲۹۵

باب

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَٰلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا ؕ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے انھوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر وقت ہوا تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور اسی حال میں یوں فرماتے اللہ کی پھٹکار یہود اور نصاریٰ پر انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے [۲]

۴۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ؕ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انھوں نے امام مالک سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کا ناس کرے انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا [۳]

باب ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ؕ

باب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی [۴]

[۱] اس حدیث سے ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہو جائے کذا فی الفتح ۱۲ منہ [۲] کہیں وہ بھی آپ کی قبر کو مسجد نہ بنالیں اور اس کی پرستش شروع نہ کردیں دوسری حدیث میں ہے میری قبر کو عید نہ بناؤ تیسری حدیث میں ہے یا اللہ میری قبر کو بت نہ کر دیجیو کہ لوگ اس کو پوجیں سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونیکی یہی نشانی بس کرتی ہے کہ آپ نے اپنے کو ہمیشہ بندہ کہا اور وفات کے وقت بھی اپنی امت کو ڈرایا کہیں بندگی سے آپ کو چڑھا کر خدائی تک نہ پہنچا دیں ۱۲ منہ [۳] اس حدیث میں صرف یہود کا ذکر ہے اور اگلی حدیث میں یہود اور نصاریٰ دونوں کا یہود کے تو پیغمبر بہت گذرے ہیں اور ان کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے بعضوں نے کہا نصاریٰ حواریین کو بھی رسول یعنی پیغمبر جانتے ہیں ۱۲ منہ [۴] یعنی زمین کی ہر چیز پر نماز اور اس سے تیمم کرنا درست ہے مگر جہاں کوئی دلیل اس کی ہو کہ وہ نجس ہے یا وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے ۱۲ منہ ؛

۴۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ.

بَاب ۲۹۷ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

۴۲۴ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونِي حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللَّهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم سے ابوالحکیم سیار نے کہا ہم سے یزید بن صہیب فقیر نے کہا ہم سے جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں پہلے یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی دوسرے یہ کہ ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی میری امت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے تیسرے لوٹ کے مال میرے لیے درست کیے گئے چوتھے یہ کہ (اگلے زمانے میں) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا پانچویں مجھ کو شفاعت عظمیٰ ملی[1]

باب عورت کا مسجد میں سونا۔

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہ سے عرب کے کسی قبیلے کے پاس ایک کالی لونڈی تھی انھوں نے اس کو آزاد کر دیا تھا وہ ان کے ساتھ رہتی ایک بار ایسا ہوا اس قبیلے کی ایک لڑکی جو دلہن تھی (نہانے کو) نکلی اس کا کمر بند لال تسموں کا تھا اس نے وہ کمر بند اتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا ایک چیل نے اس کو دیکھا وہ پڑا ہوا تھا (لال لال) گوشت سمجھ کر اس کو جھپٹ لے گئی قبیلے کے لوگوں نے وہ کمر بند ڈھونڈھا کہیں نہ ملا اس لونڈی نے کہا ان لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی اور میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ میری شرم گاہ بھی دیکھی اس لونڈی نے کہا قسم اللہ کی میں (چپ صبر کیے ہوئے) ان کے ساتھ کھڑی تھی[2] اتنے میں وہی چیل آئی اور کمر بند اس نے

[1] یہ حدیث اوپر کتاب التیمم میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] ثابت کی روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے اللہ سے دعا کی یا اللہ اب تو ہی اس تہمت سے نجات دینے والا ہے حدیث سے یہ نکلا کہ عورت رات کو مسجد میں رہ سکتی ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو اور مسجد میں خیمہ وغیرہ لگانا درست ہے اور مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہو ۱۲ منہ

فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَّهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْحِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِيْنِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي

قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

پھینک دیا وہ ان کے بیچ میں گر انب میں نے ان لوگوں سے کہا تم اسی کی چوری مجھ پر لگاتے تھے اور میں تو اس سے پاک تھی لیو اب اپنا کمر بند لیو (اور میرا پیچھا چھوڑو) حضرت عائشہ ؓ نے کہا پھر وہ لونڈی[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئی اور مسلمان ہو گئی اس کا خیمہ یا جھونپڑا مسجد میں تھا۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا وہ (کبھی کبھی) میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کرتی مگر جب کبھی میرے پاس آن کر بیٹھتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی کمر بند کا دن خدا کے عجائب میں سے ہے[2]۔ اسی نے چھڑایا مجھے کفر کے ملک سے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس سے پوچھا یہ کیا بات ہے جب تو میرے پاس کبھی بیٹھتی ہے تو یہ شعر پڑھتی ہے تب اس نے یہ ساری کہانی مجھ سے بیان کی۔

بَابُ ۲۹۸ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مردوں کا مسجد میں سونا۔

وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ۔

اور ابو قلابہ عبداللہ بن زید نے انس بن مالک سے روایت کیا عکل قبیلے کے کچھ لوگ جو دس سے کم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ وہ مسجد کے سائبان میں رہا کرتے تھے[3] اور عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا مسجد کے سائبان میں رہنے والے فقیر لوگ تھے[4]۔

۴۲۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن عمر نے خبر دی وہ (اچھے خاصے) جوان مجرد تھے ان کی بی بی نہ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے۔

۴۲۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے۔ انھوں نے اپنے باپ ابو حازم سلمہ بن

---

[1] اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں ۱۲ منہ [2] یعنی یہ دن بھی اس کی قدرت کے عجیب دنوں میں سے تھا ۱۲ منہ [3] یہ اکثر علما کے نزدیک جائز ہے لیکن ابن عباس اور ابن مسعود سے اس کی کراہت منقول ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کو خود امام بخاری نے اسی لفظ سے باب المحاربین میں نکالا ۱۲ منہ [5] اسی روایت کو خود امام بخاری نے علامات النبوۃ میں وصل کیا۔ یہ سائبان یعنی صفہ میں رہنے والے محتاج لوگ تھے جن کا نہ گھر تھا نہ بار نہ جورو نہ جاتا ہمیشہ مسجد میں پڑے رہتے کہتے ہیں یہ ستر آدمی تھے ان کو اصحاب صفہ کہا کرتے بعضوں نے کہا صوفی کا لفظ اصل میں صفی تھا کثرت استعمال سے صوفی کہنے لگے فقیروں اور درویشوں کی ابتدا انہی لوگوں سے ہوئی ۱۲ منہ

ابْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَاَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ۔

دینار سے انھوں نے سہل بن سعدؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا (اپنی صاحبزادی) کے گھر میں آئے اور حضرت علی کو گھر میں نہ پایا پوچھا تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہےلہ وہ کہنے لگیں مجھ میں ان میں کچھ تکرار ہوئی تو وہ مجھ پر غصے ہو کر چلے گئے یہاں نہیں سوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی سے (سہل سے) فرمایا دیکھو علی کہاں ہیں وہ آدمی گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے ایک طرف سے ان کی چادر کھسک گئی تھی اور ان کے بدن سے مٹی لگ گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خود) اپنے ہاتھ سے) ان کی مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے ابو تراب اٹھ ابو تراب اٹھ۲ہ

۴۲۷۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِي اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ۔

ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انھوں نے اپنے باپ فضیل سے انھوں نے ابو حازم سلمان سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے کہا میں نے صفہ والوں میں سے۳ہ ستر آدمی ایسے دیکھے جن کے پاس چادر تک نہ تھی یا تو فقط تہ بند تھا یا فقط کمل جس کو انھوں نے گردن سے باندھ لیا تھا بعضا تو آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور بعضا ٹخنوں تک وہ اس کو ہاتھ سے سمیٹے رہتے اس ڈر سے کہ کہیں ان کا ستر نہ کھل جائے۔

بَاب ۲۹۹ الصَّلٰوةُ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

باب جب سفر سے آئے تو نماز پڑھنا۔

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور کعب بن مالک نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے

لہ حالاں کہ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں آپ نے یہ نہیں فرمایا، تمہارے خاوند کہاں ہیں اور قرابت کا ذکر کیا تاکہ حضرت فاطمہؓ کو ان کی محبت پیدا ہو ۱۲ منہ ۲ہ تراب عربی میں مٹی کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب رکھی حضرت علیؓ کو جو کوئی اس کنیت سے پکارتا تو وہ خوش ہوتے اس حدیث سے مسجد میں سونے کا جواز ثابت ہوا اور حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت نکلی ۱۲ منہ ۳ہ صفہ کہتے ہیں مسجد کے سائبان کو ان لوگوں کا ذکر اوپر بھی گذر چکا۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا اور رہنا درست ہے کیوں کہ یہ صفہ والے درویش تھے ان کا گھر بار نہ تھا رات دن مسجد ہی میں پڑے رہتے ۱۲ منہ ۴ہ سنت یہ ہے کہ آدمی جب سفر کر کے اپنے گھر کو آئے تو گھر میں جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے گویا حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا گھر پہنچایا ۱۲ منہ ۵ہ اس حدیث کو خود امام بخاری نے مغازی میں نکالا ۱۲ منہ ۔

وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ

(لوٹ کر مدینہ میں) آتے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں نماز پڑھتے[1]

۴۲۸۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے کہا ہم سے محارب بن دثار نے انھوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے انھوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے یہ کہا چاشت کے وقت تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے اور میرا کچھ قرض آنحضرتؐ پر آتا تھا۔ آپ نے وہ ادا کیا کچھ زیادہ دیا[2]

بَابٌ ۳۰۰ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ ۔

باب جب کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انھوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انھوں نے ابو قتادہ سلمی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

بَابٌ ۳۰۱ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ ۔

باب مسجد میں حدث ہونا۔

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے ابو الزناد سے انھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انھوں نے ابوہریرہ رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس شخص کیلیے دعا کرتے رہتے ہیں جو اپنی نماز کی جگہ میں جہاں اس نے (مسجد میں) نماز پڑھی ہے بیٹھا رہے جب تک اس کو حدث نہ ہو فرشتے یوں کہتے ہیں

---

[1] یہ حدیث اوپر کتاب التیمم میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس حدیث کو بیس مقاموں میں روایت کیا کہیں مختصر اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب جابر رضؓ سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی مغلطائی مغلط میں پڑ گئے انھوں نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا ۱۲ منہ [3] گو کوئی وقت ہو اور گو امام خطبہ پڑھ رہا ہو اور حنفیہ نے جو کہا ہے کہ خطبے کے وقت کوئی آدمی تو تحیۃ المسجد نہ پڑھے یوں ہی بیٹھ جائے یہ غلط ہے سلیک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے ہمارے زمانہ میں جاہلوں نے یہ عادت کر لی ہے کہ پہلے مسجد میں آتے ہی بیٹھ جاتے ہیں پھر کھڑے ہو کر نفل پڑھتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے سنت یہی ہے کہ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔ اس کے بعد بیٹھے ۱۲ منہ [4] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ بے وضو آدمی مسجد میں جا سکتا ہے اور وہاں بیٹھ سکتا ہے ۱۲ منہ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔

یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر۔[1]

بَابُ ۳۰۲ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

باب مسجد کے بنانے کا بیان

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ قَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى۔

اور ابو سعید خدری نے کہا مسجد نبوی کا چھت کھجور کی شاخوں کا تھا اور حضرت عمرؓ نے اس کو بنانے کا حکم دیا اور کہا میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں اور سرخ یا زرد رنگ مت کر (رنگ کر کے) لوگوں کو آفت میں پھنسائے[2] انسؓ نے کہا لوگ مسجدوں سے فخر کریں گے مگر ان کو آباد (بہت) کم رکھیں گے[3] اور عبداللہ بن عباسؓ نے کہا تم مسجدوں کو ایسا آراستہ کرو گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو آراستہ کیا۔[4]

۴۳۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا مجھ سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مسجد نبوی کچی اینٹ سے بنی ہوئی تھی چھت پر کھجور کی ڈالیاں تھیں اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے پھر ابو بکرؓ نے (اپنی خلافت میں) کچھ نہیں بڑھایا اور حضرت عمرؓ نے مسجد کو بڑھایا لیکن عمارت ویسی ہی رکھی جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی یعنی کچی اینٹ اور ڈالیوں کی اور ستون (نئے) اسی کھجور کی

---

[1] معلوم ہوا کہ حدث ہونے یعنی گوز نکلنے سے فرشتوں کی دعا موقوف ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی بدبو سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] مسجد کی رنگ آمیزی اور نقش و نگار دیکھ کر نماز میں ان کا خیال بٹ جائے اس اثر کو خود امام بخاری نے مسجد نبوی کے باب میں نکالا ابن ماجہ نے حضرت عمر سے مرفوعاً روایت کیا کسی کام اس وقت تک نہیں بگڑا جب تک اس نے اپنی مسجدوں کو آراستہ نہیں کیا اکثر علماء نے مسجد کی بہت آرائش مکروہ رکھی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نمازیوں کا خیال نماز میں بٹتا ہے دوسرے پیسہ کا بے کار ضائع کرنا ہے جب مسجد کا نقش و نگار بے فائدہ مکروہ اور منع ہو تو شادی غمی میں روپیہ اڑانا اور فضول رسمیں کرنا کب درست ہوگا مسلمانوں کو چاہیئے اپنی آنکھ کھولیں اور جو پیسہ ملے اس کو نیک کاموں میں اور اسلام کی ترقی کے سامان میں صرف کریں مثلاً دین کی کتابیں چھپائیں غریب طالب العلم لوگوں کی خبر گیری کریں مدرسے اور سرائیں بنوائیں مسکین اور محتاجوں کو کھلائیں ننگوں کو کپڑا پہنائیں یتیموں کو اور بیواؤں کی پرورش کریں ۱۲ منہ [3] مسجد کی آبادی جماعت کی نماز اور ذکر الٰہی سے ہے یہ تو کم کریں گے مگر ایک دوسرے پر فخر کرے گا کہ میری مسجد بہت آراستہ ہے وہ کہے گا میری مسجد بڑی خوبصورت ہے ہمارے زمانے میں بالکل یہی حال ہے مسلمانوں کا مسجدیں بنانے پر تو مرے جاتے ہیں مگر نماز پڑھنے سے جی چراتے ہیں جمعہ اور عیدین کو بھی مسجد میں نہیں آتے ذرا سا دنیا کا عہدہ ان کو مل گیا تو زمین پر پاؤں ہی نہیں دھرتے کہو تم کیا تمہارا عہدہ کیا اس شہنشاہ کی بارگاہ میں تم حاضر نہیں ہو سکتے جس کے سامنے بڑے بڑے دنیا کے بادشاہ ایک مچھر سے بھی کم ہیں اس اثر کو یحلی اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس اثر کو ابو داؤد اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ

أَعَادَ عُمَدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ

لکڑی کے لگائے پھر حضرت عثمان نے اس کو بدل ڈالا اور بہت بڑھا یا اس کی دیواریں نقشی پتھر اور گچ سے بنوائیں اور اس کے ستون نقشی پتھروں کے اور اس کی چھت ساگوان سے بنایا۔

بَابُ ۳۰۳ - التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

باب مسجد بنانے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا

وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللهِ الْآيَةَ -

اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ براءۃ) میں یہ فرمانا مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں اخیر آیت تک[۵۱]

۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ -

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے بیٹے علیؓ سے کہا دونوں مل کر ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور ان کی حدیثیں سنو ہم گئے دیکھا تو وہ اپنے باغ کو درست کر رہے ہیں (ہم کو دیکھ کر) انہوں نے اپنی چادر لی اور گوٹ مار کر بیٹھے پھر حدیث بیان کرنا شروع کی مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا کہنے لگا (مسجد بنتے وقت) ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو دیکھا تو لگے ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے اور فرمانے لگے ہائے افسوس عمار کو باغی لوگ مار ڈالیں گے[۵۲] یہ تو ان کو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو دوزخ کی طرف بلائیں گے ابوسعیدؓ نے کہا عمار کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بَابُ ۳۰۴ - الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِي أَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ ؞

باب بڑھئی اور معمار سے مسجد اور منبر بنانے میں مدد لینا۔

[۵۱] بدر کے دن حضرت عباس کو مسلمانوں نے شرک اور کفر پر ملامت کی انہوں نے کہا ہماری بھلائی نہیں بیان کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اس وقت یہ آیت اتری یعنی شرک اور کفر کے ساتھ یہ اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے ۱۲ منہ [۵۲] عمار بن یاسرؓ بڑے جلیل القدر صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثار تھے جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا عمار جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف تھے اور معاویہ والوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ حضرت علی اس وقت حق پر تھے اور معاویہ اور ان کا گروہ باغی تھے عمار ان کو بہشت کی طرف بلاتے تھے یعنی امام کی اطاعت کی طرف اور وہ عمار کو دوزخ کی طرف کھینچتے تھے یعنی امام برحق کی نافرمانی اور سرکشی کی طرف جو دوزخ میں جانے کا سبب ہے اگرچہ ان کے لیے یہ امید ہے کہ اللہ ان کا قصور معاف کرے کیونکہ رائے کی غلطی ہر مجتہد سے ہوتی ہے ۱۲ منہ

۴۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ٭

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عائشہؓ) کو کہلا بھیجا اپنے بڑھئی غلام کو حکم کر[1] وہ مجھے (منبر کی) لکڑیاں بنا دے میں ان پر بیٹھا کروں۔

۴۳۴ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ ٭

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے انہوں نے اپنے باپ ایمن حبشی سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے ایک عورت (عائشہؓ) نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کے لیے ایک چیز بنا دوں جس پر آپ (خطبے کے وقت) بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام ہے (کاریگر) بڑھئی آپ نے فرمایا اچھا تیری مرضی پھر اس نے منبر بنوا دیا[2]

بَابٌ ۳۰۵ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا

باب مسجد بنانے والے کا ثواب

۴۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ حِيْنَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے انہوں نے عبیداللہ بن اسود خولانی سے سنا انہوں نے حضرت عثمانؓ سے جب انہوں نے مسجد نبوی بنائی (نقشی پتھر اور گچ سے) تو لوگ اس باب میں گفتگو کرنے لگے[3] انہوں نے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں اور میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اس بڑھئی غلام کا نام باقوم یا میمون یا مینا یا قبیصہ تھا ۱۲ منہ [2] باب کی حدیثوں میں سوا بڑھئی کے معمار وغیرہ کا ذکر نہیں مگر معمار کو بڑھئی پر قیاس کیا اور شاید امام بخاری نے طلق کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو جس میں یہ ہے کہ طلق کو مٹی پر رہنے دو وہ تم سب میں مٹی پانی اچھی طرح ملاتا ہے دوسری حدیث میں جو ہے کہ عورت نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر بنانے کے لیے عرض کیا ہو یہ پہلی حدیث کے خلاف نہیں ہے یوں ہوا ہوگا کہ پہلے خود اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا ہوگا بعد اس کے منبر بنوانے میں دیر ہوئی ہوگی تو آپ نے اس سے کہلا بھیجا ہوگا ۱۲ منہ [3] کہنے لگے حضرت عثمانؓ وہ باتیں کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھیں اور ان کو طعنہ دینے لگے ان کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسی مسجد تھی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں کی ویسی ہی رہنے دیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی اس کو ویسا ہی رہنے دیا تھا ۱۲ منہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔

سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں جو شخص مسجد بنائے (بکیر نے کہا میں سمجھتا ہوں عاصم نے یوں کہا) اللہ کی رضامندی کی نیت سے اللہ ویسا ہی گھر اس کے لیے بہشت میں بنائے گا[1]

بَابٌ ۳۰۶ يَاْخُذُ بِنُصُوْلِ النَّبْلِ اِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب اگر مسجد میں تیر لیے ہوئے جائے تو ان کا پھل (پیکان) تھامے رہے۔

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم نے عمرو بن دینار سے کہا کیا تم نے جابر بن عبد اللہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں تیر لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ان کی نوکیں تھامے رہ[2]

بَابٌ ۳۰۷ الْمُرُوْرُ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں تیر وغیرہ لے کر گزرنا

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَّسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَاْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابو بردہ بن عبد اللہ نے کہا میں نے ابو بردہ اپنے دادا سے سنا انہوں نے باپ ابو موسیٰ اشعری صحابی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی ہماری مسجد یا بازاروں میں تیر لے کر چلے تو وہ ان کی نوکیں تھامے رہے ایسا نہ ہو اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کرے۔

بَابٌ ۳۰۸ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں شعر پڑھنا۔

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ

ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا مجھ کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابو سلمہ (اسماعیل یا عبد اللہ) ابن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی انہوں نے حسان بن ثابتؓ صحابی انصاری سے سنا وہ ابو ہریرہؓ سے گواہی چاہتے تھے کہتے تھے

---

[1] ۵ھ ہجری میں حضرت عثمان نے یہ تعمیر مسجد کی شروع کی کعب نے کہا کاش حضرت عثمان اس کو نہ بناتے کیونکہ اس کے بننے کے بعد وہ قتل ہوں گے ایسا ہی ہوا ابن جوزی نے کہا جس نے مسجد پر اپنا نام کندہ کرایا وہ مخلص نہیں ۱۲ منہ

[2] عمرو نے جواب دیا ہاں یہ جواب اس روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن امام بخاری نے خود اس حدیث کو دوسرے طریق سے کتاب الفتن میں نکالا اس کی آخر میں عمرو کا جواب مذکور ہے نوکیں تھامے رہنے سے یہ غرض ہے کہ مسلمان کو صدمہ نہ پہنچے حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ

أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ

ابوہریرہؓ تمہیں خدا کی قسم کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا حسان تو خدا کے پیغمبر کی طرف سے کافروں کو جواب دے یا اللہ! روح القدس سے حسان کی مدد کر ابوہریرہؓ نے کہا ہاں (بے شک[۱])

بَابٌ ۳۰۹ أَصْحَابُ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں بھالے والوں کا جانا

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ زَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے (ہتھیاروں کی مشق کر رہے تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھ کو ڈھانپے ہوئے تھے میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی[۲] ابراہیم بن منذر نے اس روایت میں بڑھایا انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

بَابٌ ۳۱۰ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب خرید و فروخت کا مسجد میں منبر پر ذکر کرنا[۳]

---

[۱] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ہوا یہ تھا کہ حسان مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے ان پر انکار کیا تب حسان نے ابوہریرہؓ کو گواہ کر کے یہ حدیث بیان کی اور کہا میں تو مسجد میں ان کے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے حسان کافروں کی ہجو کا جواب دیتے اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے معلوم ہوا عمدہ شعر جن میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف ہو اور دین کی تائید ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے دوسری حدیث میں جو مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ان سے مراد وہ شعر ہیں جو عشقیہ مضامین کے لغو اور جاہلیت کے زمانہ کی طرز پر ہوں ۱۲ [۲] امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے شاید یہ ہے کہ اگر ہتھیار ایسا ہو جس سے صدمہ پہنچنے کا ڈر نہ ہو جیسے بھالا برچھہ وغیرہ تو اس کو لے کر مسجد میں جانا درست ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد میں مباح کھیل اور اسی طرح اس کا دیکھنا درست ہے اور عورت غیر مردوں کو دیکھ سکتی ہے جب کسی فتنے کا ڈر نہ ہو ۱۲ منہ [۳] یعنی جو معاملہ خرید و فروخت کا گزرا ہے اسی کا ذکر کرنا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے وہ دوسری حدیث کی رو سے منع ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ اگر کوئی مسجد ہی میں بیع و شرا کا عقد کرے تو وہ صحیح ہوگا یا نہیں ۱۲ منہ

۴۴۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْاَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتُ اَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِيْ وَقَالَ اَهْلُهَا اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً اِنْ شِئْتِ اَعْتَقْتِهَا وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرْتُهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ابْتَاعِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمان سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے بریرہ لونڈی ان کے پاس آئی اپنی کتابت[ف۱] کے روپیہ میں ان سے مدد چاہتی تھی حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تیری مرضی ہو تو میں تیرے مالکوں کو یہ روپیہ دے دیتی ہوں اور تیرا ترکہ میں لوں گی اس کے مالکوں نے کہا اگر تم چاہو تو جو کتابت کا روپیہ اس کے ذمہ پر ہے وہ دے دو (کبھی سفیان نے یوں کہا) تم چاہو تو اس کو روپیہ دے کر آزاد کر دو پر اس کا ترکہ تو ہم ہی لیں گے[ف۲] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو بریرہؓ (کو بے تامل) خرید لے اور آزاد کر دے ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باہر تشریف لے گئے) اور منبر پر کھڑے ہوئے کبھی سفیان نے یوں کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے[ف۳] اور فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے (معاملوں میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں ایسی شرطیں جو اللہ کی کتاب میں نہ ہوں کوئی سو بار لگائے تو کیا ہوتا ہے اس کو کچھ نہیں ملنے کا[ف۴] اور اس حدیث کو امام مالک نے یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے عمرہ سے پھر بریرہؓ کا قصہ بیان کیا اور منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا علی بن مدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالوہاب نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا میں نے عمرہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا[ف۵]

ف۱ کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام یا لونڈی اپنے مالک سے کچھ مال پر معاملہ کرے کہ اگر اتنا مال وہ ادا کر دے تو آزاد ہو جائے جو مال آزادی کے عوض ٹھیرے اس کو کتابت یا بدل کتابت کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۲ بریرہؓ کی مالک چین کی باتیں کرتے تھے عرب میں علی العموم یہ قاعدہ تھا کہ جو کوئی غلام لونڈی کو آزاد کرے وہی اس کی میراث پائے شروع میں بھی یہی حکم قائم رہا ۱۲ منہ ف۳ یعنی سفیان نے کبھی قام علی المنبر کہا کبھی صعد علی المنبر ۱۲ منہ ف۴ حالانکہ قرآن میں ولا یعنی غلام لونڈی کے ترکہ کا ذکر نہیں ہے مگر پیغمبر صاحب کا فرمانا بھی اللہ ہی کے حکم سے ہے تو گویا وہ بھی قرآن ہے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو حدیث کو قرآن کی طرح واجب الاتباع نہیں جانتے ۱۲ منہ ف۵ تو اس سند سے یحییٰ بن سعید کا عمرہ سے اور عمرہ کا حضرت عائشہ سے سننا بصراحت معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۳۱۱ التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۴۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ ۔

باب مسجد میں تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر عبدی نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے اپنے باپ کعب بن مالکؓ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد پر مسجد میں اپنے قرض کا تقاضا کیا دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے سے سن لیں آپ باہر تشریف لائے اور اپنے حجرے کا دروازہ کھولا اور پکارا کعب کعب نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایسا کر اپنے اس قرض میں سے آدھا چھوڑ دے (معاف کر دے) آپ نے اشارے سے یہ فرمایا کعب نے کہا جو حکم میں نے معاف کر دیا یا رسول اللہ تب آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا چل اٹھ اس کا قرض ادا کر۔

بَابُ ۳۱۲ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيدَانِ ۔

۴۴۲ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوِ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ فَقَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُونِي بِهِ دُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهِ اَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَاَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ۔

باب مسجد میں جھاڑو دینا، وہاں کے چیتھڑے کوڑا لکڑیاں (کاڑیاں) چننا

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے ابورافع رفیع سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ایک سانولا (کالا مرد) یا کالی عورت (سانولی) مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی وہ مرد مر گیا یا وہ عورت مر گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو نہ دیکھا) لوگوں سے اس کا حال پوچھا انہوں نے کہا مر گیا یا مر گئی آپ نے فرمایا بھلا تم نے مجھے کیوں نہ خبر کی چلو اب اس کی قبر بتلاؤ پھر آپ اس کی قبر پر گئے اس پر نماز پڑھی[۱]۔

[۱] یعنی جنازے کی بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ عورت تھی اس کا نام ام محجن تھا اگرچہ اس روایت میں چیتھڑے اور کوڑا کچرے چننے کا ذکر نہیں ہے مگر اس حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ وہ چیتھڑے اور لکڑیاں مسجد میں سے چنا کرتی طبرانی کی روایت میں ہے میں نے اس کو بہشت میں دیکھا وہ مسجد کا کچرا صاف کر رہی ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جنازے کی نماز قبر پر بھی پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۳۱۳ تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبٰوا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ۔

باب مسجد میں شراب کی سوداگری کو حرام کہنا

ہم سے عبدان بن عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ محمد بن میمون سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مسلم سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جب سود کے باب میں سورہ بقرہ کی آیتیں اتریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں برآمد ہوئے ان آیتوں کو پڑھ کر لوگوں کو سنایا پھر فرمایا کہ شراب کی سوداگری حرام ہے۔

بَابُ ۳۱۴ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهُ۔

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهَا۔

باب مسجد کا خادم مقرر کرنا

اور عبداللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں (جو سورہ آل عمران میں ہے) میں نے اپنے پیٹ کا بچہ تیری نذر کیا محرر کر کے یعنی مسجد کا خادم بنا کے[۵۲]

ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی یا ایک مرد دیا کرتا (یعنی مسجد نبوی میں) ابو رافع نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ عورت تھی پھر وہی حدیث بیان کی (جو اوپر گزری) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر نماز پڑھی

بَابُ ۳۱۵ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ

باب قیدی یا قرضدار کو مسجد میں باندھ کر رکھنا

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جنوں میں سے ایک خنگا دیوا گلی رات کو مجھ سے

[۵۱] اس باب سے یہ غرض ہے کہ مسجد میں بری اور فحش چیزوں کا بیان جب ان سے کوئی ممانعت کرے تو درست ہے ۱۲ منہ [۵۲] یہ عمران کی بی بی کا کلام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نقل فرمایا انہوں نے اپنے حمل یہ سمجھ کر کہ لڑکا پیدا ہوگا مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے نذر کر دیا تھا لیکن لڑکے کے بدل لڑکی پیدا ہوئیں یعنی حضرت مریم علیہا السلام ان کا قصہ مشہور ہے ۱۲ منہ

الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

بھڑ گیا یا ایسا ہی کوئی کلمہ ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ میری نماز میں خلل ڈالے اللہ نے اس کو میرے اختیار میں کر دیا اور میں نے چاہا کہ مسجد کے ستونوں میں ایک ستون سے اس کو باندھ دوں[51] صبح کو تم سب اس کو دیکھو پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آئی (جو سورہ ص میں ہے) پروردگار مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو[52] روح نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔

بَابُ ۳۱۶ الْاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ۔

باب اسلام لانے کے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا اس کا بھی بیان۔

وَكَانَ شُرَيْحٌ يَامُرُ الْغَرِيْمَ اَنْ يُّحْبَسَ اِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ۔

اور شریح بن حارث کندی (کوفہ کے قاضی) قرضدار کو مسجد کے ستون پاس قید کرنے کا حکم دیتے[53]

۴۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ بنی حنیفہ[54] کے ایک شخص کو پکڑ لائے اس کا نام ثمامہ ابن اثال تھا اس کو مسجد کے ستونوں میں ایک ستون سے باندھ دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو وہ (چھوٹ کر) مسجد کے قریب کھجور کے درختوں کے پاس گیا وہاں غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں[55]

[51] ترجمہ باب یہیں سے نکلا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیو کو مسجد میں قید کرنا چاہا اور قرضدار کا گو ذکر اس حدیث میں نہیں ہے مگر اس کو اسی پر قیاس کیا ۱۲ منہ

[52] حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو خاص بادشاہت تھی وہ یہی تھی کہ ان کو جنوں اور دیووں پر اختیار تھا جو ان کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر میں اس دیو کو باندھ دوں گا تو یہ بادشاہت گویا مجھ کو بھی حاصل ہو گئی اس خیال سے آپ نے اس کو چھوڑ دیا ۱۲ منہ [53] اس اثر کو معمر نے وصل کیا ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے شریح سے کہ جب وہ کسی شخص پر کچھ حق کا فیصلہ کرتے تو حکم دیتے کہ وہ مسجد میں قید رہے یہاں تک کہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ اس کو قید خانے میں لے جانے کا حکم دیتے ۱۲ منہ [54] بنی حنیفہ ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲ منہ [55] آپ نے ثمامہ کو اس لیے چھوڑ دیا کہ آپ کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۳۱۷ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ۔

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا۔

باب مسجد میں بیمار وغیرہ کے لیے خیمہ لگانا

ہم سے بیان کیا زکریا بن یحییٰ نے کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا سعد بن معاذ سے[1] خندق کی لڑائی میں (تیر کا) زخم لگا ہفت اندام کی رگ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ کھڑا کیا (ان کو وہیں رکھا) کہ نزدیک سے ان کا حال پوچھ لیا کریں پھر لوگ اس وقت ڈر گئے جب بنی غفار کے خیمہ کی طرف جو مسجد ہی میں تھا خون بہہ بہہ کر آنے لگا انہوں نے کہا اے خیمہ والو یہ ہے کیا جو تمہارے پاس سے ہماری طرف بہہ بہہ کر آ رہا ہے دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہہ رہا ہے آخر وہ اسی سے مر گئے۔

بَابُ ۳۱۸ إِدْخَالِ الْبَعِيرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيرِهِ۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي قَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

باب ضرورت[2] سے اونٹ کا مسجد کے اندر لانا

اور عبداللہ بن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا[3]۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے محمد ابن عبدالرحمن بن نوفل سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کا شکوہ کیا (میں نے کہا میں پیدل طواف نہیں کر سکتی) آپ نے فرمایا لوگوں کے پیچھے رہ اور سواری پر طواف کر تو میں نے (اونٹ پر سوار ہو کر) طواف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بقیہ صفحہ سابقہ) معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ اسلام لانے والا ہے اسلام لاتے وقت غسل اس حدیث سے ثابت ہوا۔ امام احمد کے نزدیک غسل واجب ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] سعد بن معاذ وہ صحابی ہیں جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے تولیے جنت میں اس کے کپڑے سے بہتر ہیں اور فرمایا کہ ان کی موت سے پروردگار کا عرش جھوم گیا اللہ ان سے راضی ہو ۱۲ منہ [2] ضرورت سے مراد بیماری ہے بعضوں نے کہا کوئی ضرورت ۱۲ منہ [3] اس روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الحج میں وصل کیا ۱۲ منہ

إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

اس وقت کعبے کی ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے آپ سورہ والطور پڑھ رہے تھے[۱]

بَابٌ ۳۱۹

باب۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَأَحْسِبُ الثَّانِيَ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ فِي لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص عباد بن بشیرؓ اور دوسرے میں سمجھتا ہوں اسید بن حضیر تھے اندھیری رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے (اپنے گھر جانے کو) ان کے ساتھ (نور کے) دو چراغ ہو گئے جو ان کے آگے روشنی دے رہے تھے جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ رہ گیا جو گھر تک ساتھ رہا[۲]

بَابُ ۳۲۰ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں کھڑکی اور راستہ رکھنا

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ نَا فُلَيْحٌ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ابو النضر سالم بن ابی امیہ نے انہوں نے عبید بن حنین[۵] سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا تو فرمایا اللہ پاک نے ایک (اپنے) بندے کو اختیار دیا چاہے دنیا میں رہے چاہے جو اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کرے اس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سن کر ابو بکرؓ رو دیے میں نے اپنے دل میں کہا

۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور آپ کی صحبت کی برکت تھی جو نور آخرت میں ملنے والا ہے اس کا ایک شعبہ دنیا ہی میں ان کو دکھائی دیا اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں اس لیے لائے کہ یہ دونوں صحابی بڑی رات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو ضرور آپ کے ساتھ باتیں کر رہے ہوں گے پس مسجد میں بات کرنے کا جواز معلوم ہوا۔ منہ

۵ قولہ عن عبید بن حنین عن بسر بن سعید ہکذا فی اکثر الروایات وسقط من روایۃ الاصیلی عن ابی زید ذکر بسر بن سعید فصار عن عبید بن حنین عن ابی سعید وہو صحیح فی نفس الامر لکن محمد بن سنان انما حدث بہ کالذی وقع فی بقیۃ الروایات فنقل ابن السکن عن الفربری عن البخاری انہ قال ہکذا حدث بہ محمد بن سنان وہو خطاء وانما ہو عن عبید بن حنین وعن بسر بن سعید یعنی بواو العطف فعلی ہذا یکون ابو النضر سمعہ من شیخین حدثہ کل منہما عن ابی سعید وقد رواہ مسلم کذالک عن سعید بن منصور عن فلیح عن ابی النضر عن عبید وبسر جمیعاً عن ابی سعید وتابعہ یونس بن محمد عن فلیح اخرجہ ابو بکر بن ابی شیبۃ عنہ ورواہ ابو عامر العقدی عن فلیح عن ابی النضر عن بسر وحدہ اخرجہ المصنف (تیسیر انشاء)

هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ۔

یہ بوڑھا روتا کیوں[1] ہے اس کو کیا غرض کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا یا آخرت کا دونوں میں سے جس کو وہ چاہے اختیار دیا اس نے آخرت کو اختیار کیا بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکرؓ ہم سب لوگوں میں زیادہ علم رکھتے تھے آنحضرتؐ نے فرمایا ابو بکرؓ رو نہیں سب لوگوں میں کسی کے مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں ہے جتنا ابو بکرؓ کا ہے اور اگر میں اپنی امت کے لوگوں میں سے کسی کو جانی دوست بناتا[2] تو ابو بکرؓ کو جانی دوست بناتا (جانی دوستی تو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ہو سکتی) البتہ اسلام کی برادری اور دوستی بہت دیکھو مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رہے بند کر دیا جائے مگر ابو بکرؓ کا دروازہ۔

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى ابْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے میرے باپ جریر بن حازم نے کہا میں نے یعلی بن حکیم سے سنا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا ایک کپڑے سے اپنا سر باندھے ہوئے[3] باہر نکلے پھر منبر پر بیٹھے اللہ کی تعریف بیان کی اور اس کی ثنا پھر فرمایا لوگوں میں کسی کا احسان اپنے جان اور مال سے مجھ پر ابو بکر بن ابی قحافہ سے زیادہ نہیں ہے اور اگر میں کسی آدمی کو جانی دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکرؓ کو اپنا جانی دوست

(بقیہ صفحہ سابقہ) فی مناقب ابی بکر فکان فلیح کان یحدث بہ مرۃ ہکذا ومرۃ ہکذا وقد رواہ مالک عن ابی النضر عن عبید وحدہ عن ابی سعید اخرجہ المصنف ایضاً فی الہجرۃ وہذا مما یقوی ان الحدیث عند ابی النضر من شیخین ولم یبق الا ان محمد بن سنان اخطأ فی حذف الواو العاطفۃ مع احتمال ان یکون الخطاء من فلیح حال تحدیثہ لہ ویؤید ہذا الاحتمال ان المعافی بن سلیمان الحرانی رواہ عن فلیح کروایۃ محمد بن سنان وقد نبہ المصنف علی ان حذف الواو خطاء فلم یبق الاعتراض علیہ سبیل قال الدارقطنی روایۃ عن ابی النضر عن عبید عن بسر غیر محفوظۃ کذا قال الحافظ ابن حجر فی الفتح فظہر من ہذا التحقیق ان حذف الواو العاطفۃ من بین عبید بن حنین وبسر ان کان خطاء عن محمد بن سنان فی نفس الامر لکن روایۃ محمد بن سنان کذا فاتیہا بای تلک الروایۃ بہذا الخطاء فتأمل ولا تعجل ۱۲ مکۃ مطلوب (حواشی صفحہ ہذا) [1] ابو سعید خدری پہلے یہ نہ سمجھے کہ بندے سے کون مراد ہے تو ابو بکر کے رونے سے ان کو تعجب ہوا ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ جانی دوستی تو پیغمبر کو سوا خدا کے کسی سے نہیں ہو سکتی خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا ہے خلیل سے اتر کر حبیب ہے ۱۲ منہ [3] آپ کے سر میں شدت کا درد تھا اس واسطے آپ نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ لیا تھا ۱۲ منہ۔

النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَّلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّيْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

بناتا مگر اسلام کی دوستی یہ (کیا کم ہے) بہت اچھی ہے دیکھو اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب بند کر دو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑکی رہنے دو۔

بَابُ ۳۲۱ الْاَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ۔

باب کعبے اور مسجدوں میں دروازے اور زنجیر رکھنا

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَاَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبْوَابَهَا۔

امام بخاری نے کہا مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے کہا ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا عبدالملک اگر تو ابن عباسؓ کی مسجدیں اور ان کے دروازے دیکھتا (تو تعجب کرتا)[۱]

۴۵۲ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰى فِيْهِ فَقُلْتُ فِيْ اَيٍّ فَقَالَ بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ اَنْ اَسْاَلَهُ كَمْ صَلّٰى۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل اور قتیبہ بن سعید نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جس سال مکہ فتح ہوا) مکہ میں تشریف لائے آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا (جو کلید بردار تھے) انہوں نے کعبے کا دروازہ کھولا پھر آنحضرتؐ اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (چاروں) اندر گئے پھر دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔ آپ گھڑی بھر اندر رہے پھر سب باہر نکلے ابن عمرؓ نے کہا میں (یہ خبر سن کر) لپکا اور بلالؓ سے جا کر پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر کیا کیا انہوں نے کہا نماز پڑھی میں نے کہا کہاں دو ستونوں کے درمیان ابن عمرؓ نے کہا میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔[۲]

بَابُ ۳۲۲ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مشرک کا مسجد میں جانا کیسا ہے؟[۳]

---

[۱] وہ نہایت مضبوط اور پائیدار تھے اور مسجدیں بہت پاک صاف تھیں ۱۲ منہ [۲] اس لیے کہ اور لوگ نہ گھس آئیں ہجوم نہ ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ تھا اور اس میں زنجیر بھی تھی اور یہی ترجمہ باب ہے اور مسجدوں کو بھی کعبے پر قیاس کر لینا چاہیئے ۱۲ منہ [۳] اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے شوکانی نے کہا ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اتارا تھا مالکیہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے شافعیہ کہتے ہیں مسجد حرام میں جانا درست نہیں باقی مسجدوں میں جائز ہے بعضوں نے کہا اہل کتاب کو مسلمانوں کی اجازت سے مسجد کے اندر جانا درست ہے ۱۲ منہ

۴۵۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اس کو لاکر مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھا لیہ

بَابُ ۳۲۳ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں آواز بلند کرنا کیسا ہے ؟ سے

۴۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ الْمَدِينِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ نَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدنی نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے کہا ہم سے جعید بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے یزید بن خصیفہ نے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا دیکھا کیا ہوں حضرت عمرؓ ہیں انہوں نے کہا جا ان دونوں شخصوں کو میرے پاس بلا لا میں ان کو بلا لایا حضرت عمر نے پوچھا تم کون ہو یا یوں فرمایا کہاں سے آئے انہوں نے کہا ہم طائف والے ہیں سے حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پکارا کرتے ہو (غل مچاتے ہو) سے

۴۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب بن مالک نے ان کو خبر دی انہوں نے اپنے ایک قرضے کا عبداللہ بن ابی حدرد سے تقاضا کیا خاص مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

سلہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ ثمامہ اس وقت تک مشرک تھے اور ان کو مسجد کے اندر قید رکھا ۱۲ منہ سلہ امام بخاری اس باب میں دو حدیثیں لائے ایک سے ممانعت نکلتی دوسرے سے جواز مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت آواز بلند کرنا نا جائز ہے اور ضرورت سے درست ہے مثلاً تعلیم وغیرہ کے لیے امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے امام مالک کے نزدیک مطلقاً منع ہے بعضوں کے نزدیک مسجد نبوی میں مطلقاً منع ہے اور دوسری مسجدوں میں کسی دینی ضرورت سے مثلاً تعلیم علم یا مقدمہ کے فیصل کرنے کے لیے درست ہے ۱۲ منہ سلہ طائف ایک مشہور بستی ہے مکہ سے دو منزل پر ۱۲ منہ سلہ یعنی اگر تم پردیسی نہ ہوتے تو تم کو سزا دی جاتی پردیسیوں کو معذور رکھا کیوں کہ وہ مسئلہ سے ناواقف ہوں گے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهِ۔

وسلم کے زمانے میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں سُن لیں آپ باہر برآمد ہوئے اور حجرے کا پردہ اٹھایا کعبؓ کو پکارا کعب نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہوں آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا آدھا قرض معاف کر دے کعب نے کہا جو حکم میں نے معاف کر دیا یا رسول تب آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا چل اٹھ اس کا قرض ادا کر[1]

بَابُ ٣٢٤ الْحِلَقِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یوں ہی بیٹھنا

٤٥٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرَى فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اس وقت منبر پر تھے رات کی نماز (یعنی تہجد) کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا دو دو رکعت کر کے پڑھے[2] پھر جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے وہ ساری نماز کو طاق کر دے گی عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ رات کی نماز کے اخیر میں وتر پڑھا کرو[3]

٤٥٧ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (مسجد میں) آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے پوچھا رات کی نماز کیوں کر پڑھیں آپ نے فرمایا دو دو رکعت پھر صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت

[1] یہ حدیث ابھی اوپر گزر چکی ہے امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مسجد میں ضرورت سے آواز بلند کرنا جائز ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو تنبیہ کرتے مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے تو برآمد ہوئے تھے اور کعب کو آدھا قرض چھوڑ دینے کے لیے فرمایا کہ ان کا غل موقوف ہو ۱۲ منہ [2] یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیر ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے اور آگے کی حدیث سے مسجد میں بیٹھنے کا ثبوت ہوا کیونکہ آپ منبر پر تھے اور صحابہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے یہ باب کا مطلب ہے اب رہا حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا جواز تو وہ ابو واقد کی حدیث سے نکالا جو آگے آتی ہے اس حدیث سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہوتی ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ۔

بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَآوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ۔

بَابُ ۳۲۵ الِاسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ

وتر کی پڑھے وہ ساری نماز کو طاق کر دے گی امام بخاری نے کہا ولید بن کثیر نے کہا[۵۱] مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ عمری نے بیان کیا ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمر نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے[۵۲]۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے ان سے ابومرہ یزید نے جو عقیل بن ابی طالب کے غلام تھے بیان کیا انہوں نے ابو واقد لیثی حارث بن عوف صحابی سے انہوں نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے[۵۳] اتنے میں تین آدمی آئے دو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) چلے آئے اور ایک وہیں سے چل دیا دو جو آئے تھے ان میں سے ایک نے حلقے میں کچھ خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو باہر ہی سے (پیٹھ موڑ کر چل دیا تھا جب آپ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا (لوگو) میں تم سے ان تینوں آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک نے تو اللہ کے پاس ٹھکانہ لیا اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی[۵۴] اور تیسرے نے اللہ کی طرف سے منہ پھیرا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

باب مسجد میں چت لیٹنا۔

ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے

[۵۱] یہ تعلیق ہے اس کو امام مسلم نے نکالا اس کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ باب کا مطلب کھل جائے ۱۲ منہ [۵۲] اس سے مسجد میں بیٹھنا ثابت ہوا ۱۲ منہ [۵۳] آپ لوگوں کو دین کی باتیں سنا رہے تھے اور لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے اس حدیث سے مسجد میں حلقے باندھنے کا جواز نکلتا ہے تحصیل علم یا ذکر الٰہی کے لیے اور مسلم نے جو جابر بن سمرہ سے روایت کی وہ اس کے معارض نہیں ہے آپ نے بے ضرورت حلقے باندھنے پر اعتراض کیا تھا ۱۲ منہ [۵۴] اس پر اپنی رحمت اتاری اور عذاب سے بچا لیا اور صفات الٰہی کی طرح ایک صفت یہ بھی ہے اہل حدیث صفات کی تاویل نہیں کرتے اور نہ اس کی صفات کو مخلوق کی صفات سے مشابہت دیتے ہیں اور یہی طریقہ ہے تمام سلف کا ۱۲ منہ

عَمِّهٖ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ ؕ

اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا اور اسی سند سے ابن شہاب زہری تک انہوں نے سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے[1]

بَابُ ۳۲۶ الْمَسْجِدِ يَكُوْنُ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِيْهِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَاَيُّوْبُ وَمَالِكٌ

باب اگر مسجد رستے میں ہو لیکن لوگوں کو نقصان نہ پہنچے تو کچھ قباحت نہیں امام حسن بصری اور ایوب اور امام مالک کا یہی قول ہے۔[2]

۴۶۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَيَّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ ابن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نے کہا مجھے جب سے ہوش آیا میں نے اپنے ماں باپ کو مسلمان ہی پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ آئیں صبح اور شام آپ دو وقت تشریف لاتے پھر ابوبکرؓ کے دل میں آیا تو انہوں نے اپنے جلوخانے میں ایک مسجد بنائی وہ وہاں نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے مشرکوں کی عورتیں کھڑی رہ کر سنا کرتیں ان کے بیٹے بھی سنتے اور تعجب کرتے اور ابوبکرؓ کو تکا کرتے اور ابوبکرؓ ایک رونے والے آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھوں سے آنسو روک نہ سکتے یہ حال دیکھ کر قریش کے مشرک رئیس گھبرا گئے[3]

بَابُ ۳۲۷ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمْ

باب بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا۔

اور عبداللہ بن عون نے ایک مسجد میں نماز پڑھی جو گھر کے اندر تھی اس کا

---

[1] یعنی مسجد میں چت لیٹے تھے پاؤں پر پاؤں رکھ کر ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو دونوں حدیثوں میں تخالف نہیں۔ ہاں بعض نے کہا ممانعت کی حدیث منسوخ ہے ۱۲ منہ [2] مسجد کا بنانا اپنے ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ملک میں ممنوع ہے اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا ۱۲ منہ [3] ان کو یہ ڈر ہوا کہیں ہماری عورتیں بچے قرآن سن سن کر مسلمان نہ ہو جائیں اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت صدیقؓ نے جلوخانہ میں جہاں عام رستہ چلتا تھا ایک مسجد بنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کیونکہ آپ ہر روز ان کے پاس آتے جاتے اور آپ نے سکوت فرمایا تو معلوم ہوا کہ راستہ پر مسجد بنانا درست ہے ۱۲ منہ

دروازہ اُن پر بند کیا جاتا۔[1]

اَلْبَابُ ۔

۴۶۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّي الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ فِيْهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابومعاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح ذکوان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جماعت کی نماز گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے[2] کیونکہ تم میں سے کوئی جب اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں نماز ہی کا قصد سے جائے تو مسجد میں پہنچنے تک ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ میٹ دے گا اور جب وہ مسجد پہنچ جائے گا تو جب تک نماز کے لیے رکا ہے اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہیں گے یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر جب تک وہ حدث کر کے فرشتوں کو ایذا نہ دے۔

بَابٌ ۲۲۸ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ۔

باب انگلیوں کو قینچی کرنا مسجد وغیرہ میں درست ہے[3]

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ فَلَمْ اَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا ہم سے واقد بن محمد نے انہوں نے اپنے باپ محمد بن زید سے انہوں نے عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے (واقد کو شک ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں قینچی کیں اور عاصم بن علی نے کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ محمد بن زید سے سنی وہ مجھ کو یاد نہ رہی تو میرے بھائی

[1] وہ اس کے اندر رہتے اور نماز پڑھا کرتے ابن حجر کہتے ہیں کرمانی نے کہا امام بخاری کو حنفیہ کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں کہ گھر میں جہاں لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو مسجد بنانا جائز نہیں حالانکہ حنفیہ کی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔ انتہیٰ ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب بازار میں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہوئی تو جماعت سے بطریق اولیٰ جائز ہوگی خصوصاً بازار کی مسجد میں ۱۲ منہ

[3] تشبیک یعنی انگلیوں کو قینچی کرنے کی ممانعت میں چند حدیثیں وارد ہوئیں امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں بعضوں نے کہا ممانعت اس پر محمول ہے جب نماز پڑھ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو ۱۲

سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا۔

واقد نے اس کو درستی سے اپنے باپ سے روایت کیا وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو چند خراب کوڑا کچرا لوگوں میں رہ جائے گا پھر یہی حدیث بیان کی[1]

۴۶۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابوبردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے ایک کو ایک تھامے رہتی ہے اور اپنی انگلیاں قینچی کیں[2]

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ نَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے نضر بن شمیل نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی شام کی نمازوں میں سے کوئی نماز (ظہر یا عصر کی) محمد بن سیرین نے کہا ابوہریرہؓ نے بیان کیا تھا کہ وہ کونسی نماز تھی لیکن میں بھول گیا[3]۔ خیر آپ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی کی طرف گئے جو مسجد میں آڑی پڑی ہوئی تھی اس پر ٹیکا دیا ایسا معلوم ہوتا تھا آپ غصے میں ہیں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں کو قینچی کیا[4]۔ اور اپنا داہنا گال بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد کے دروازوں سے پار ہوگئے تب لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کیا نماز میں کمی ہوگئی اس وقت لوگوں میں ابوبکرؓ و عمر بھی تھے وہ آپ سے بات کرتے ہیں

---

[1] اس حدیث میں آگے یہ ہے کہ ان کی اقرار کا اعتبار رہے گا نہ ان میں امانت داری ہوگی حافظ نے کہا عاصم بن علی کی دوسری روایت جو امام بخاری نے معلقاً کی اس کو ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] عمارت میں ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو تھامے رہتا ہے ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے رہتی ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کو بھی آپس میں اسی طرح ایک دوسرے کا مددگار اور قوت بازو ہونا چاہیے ایک مسلمان پر کوئی کافر ستم کرے تو سارے مسلمانوں کو اس کی مدد کے لیے اٹھنا چاہیے سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت کی اپنے انگلیوں میں قینچی کرکے اس کی مثال دی کہ جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے قینچی میں مل جاتے ہیں یوں ہی مسلمانوں کو آپس میں شیر و شکر رہنا چاہیے ۱۲ منہ [3] پر انہیں ہے کہ تیسرے پہر کی کوئی نماز تھی ظہر یا عصر ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ ۔

ڈرے[1] اور لوگوں میں ایک شخص وہ بھی تھا جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اس کو ذوالیدین کہتے تھے وہ بول اٹھا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے یا نماز (خدا کی طرف سے) کم ہو گئی آپ نے فرمایا نہ میں[2] بھولا نہ نماز کم ہوئی پھر آپ نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا اللہ اکبر کہا اور (سہو کا) سجدہ کیا معمولی سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا پھر سجدے سے سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہہ کے دوسرا سجدہ کیا معمولی سجدہ کی طرح یا اس سے کچھ لمبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا لوگوں نے بہت بار ابن سیرین سے پوچھا پھر سلام[3] پھیرا تو وہ کہتے تھے مجھ کو خبر دی گئی کہ عمران بن حصین نے (اس حدیث میں) کہا پھر سلام پھیرا۔

بَابُ ۳۲۹ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلٰى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلّٰى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرّٰى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا

باب ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ کے رستوں پر ہیں مکہ مدینہ کے درمیان واقع ہیں اور ان مقاموں کا بیان جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو دیکھا وہ (مدینہ مکہ کے) رستے میں کئی جگہوں کو ڈھونڈھ کر وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر بھی وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقاموں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ وہ ان مقاموں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے ان مقاموں کو پوچھا تو انہوں نے سارے وہی مقام بتلائے جو نافع نے بتلائے تھے فقط شرف الروحاء کی مسجد میں

---

[1] جتنا کوئی شخص زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنا ہی اس کو ڈر اور لحاظ زیادہ ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] حدیث سے یہ نکلا کہ سہواً بات کر لینے سے یا مسجد سے نکل جانے سے یا نماز کی جگہ سے پھر جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ورنہ آپ شروع سے نماز پڑھتے حنفیہ اس کے خلاف کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی سجدہ سہو کے بعد پھر سلام پھیرا حنفیہ کا بھی قول ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ

اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔

دونوں نے اختلاف کیا ہے۔[1]

۴۶۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِي تِلْكَ الطَّرِيقِ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ بَطْنَ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي عَلَى شَفِيرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتَّى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْأَكَمَةِ الَّتِي عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَهُ فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّي فَدَحَا فِيهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتَّى دَفَنَ ذَلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي فِيهِ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيرُ الَّذِي دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرے کے قصد سے جاتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں[2] اس ببول کے درخت کے تلے اترتے جہاں اب ذوالحلیفہ کی مسجد ہے اور آپ جب جہاد سے یا حج اور عمرے سے (مدینہ کو) واپس آتے اور اس رستے میں ہوتے تو وادی عقیق کی نشیب میں اترتے جب وہاں سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحاء[3] میں بٹھلاتے جو وادی کے کنارے پورب کی طرف ہے پچھلی رات کو وہاں آرام لیتے صبح تک یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلے پر جس پر مسجد ہے وہاں ایک گہرا نالہ تھا عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے اس کے نشیب میں (ریت کے) ٹیلے[4] تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے لیکن نالہ کی رو نے (پانی کے بہاؤ نے) وہاں کنکریاں بہائیں اور اس مقام کو پاٹ دیا جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو شرف الروحا میں ہے[5] اور عبداللہ بن عمرؓ اس جگہ کا پتہ بتلاتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس میل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ جنت کی ایک وادی ہے اور مجھ سے پہلے ستر پیغمبر وہاں نماز پڑھ چکے ہیں اور حضرت موسیٰ بھی حج یا عمرے کا احرام باندھے ہوئے وہاں سے گزرے تھے حافظ نے کہا عبداللہ بن عمران مقاموں کو بطور تبرک کے ڈھونڈتے اور وہاں نماز پڑھتے ان کا تشدد واتباع سنت میں مشہور ہے اور حضرت عمر نے ایسے مقاموں کو ڈھونڈنے سے اس لیے منع کیا ایسا نہ ہو لوگ آگے چل کر اس کو ضروری سمجھنے لگیں اور عتبان کی حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں ۱۲ منہ [3] بطحاء کہتے ہیں اس مقام کو جہاں سے وادی کا پانی بہہ کر جاتا ہے اور وہاں باریک باریک کنکریاں جمع ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ [4] ٹیلے دکن کی زبان میں چھوٹے چھوٹے ٹیلوں ٹیکروں کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [5] شرف الروحا کا بیان ابھی گزر چکا ہے ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ عَنْ يَمِينِكَ حِينَ تَقُومُ فِي
الْمَسْجِدِ تُصَلِّي وَذَلِكَ الْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ
الْيُمْنَى وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ
الْأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ
يُصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ
وَذَلِكَ الْعِرْقُ انْتَهَى طَرَفُهُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ دُونَ
الْمَسْجِدِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ
إِلَى مَكَّةَ وَقَدِ ابْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ
وَوَرَاءَهُ وَيُصَلِّي أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهِ وَكَانَ
عَبْدُ اللَّهِ يَرُوحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتَّى
يَأْتِيَ ذَلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّي فِيهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ
مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ
آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ
تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُونَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِينِ
الطَّرِيقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيقِ فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتَّى
يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ
وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا فَانْثَنَى فِي جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ
عَلَى سَاقٍ وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَأَنْتَ
ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذَلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ
أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ

نے نماز پڑھی تھی کہتے تھے وہ جگہ جب تو مسجد میں نماز پڑھے تو تیرے
داہنے ہاتھ کی طرف پڑتی ہے اور یہ (چھوٹی) مسجد داہنے راہ کے کنارے
پر واقع ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس میں اور بڑی مسجد میں ایک پتھر کی
مار کا فاصلہ ہے یا اس سے کچھ کم زیادہ اور عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی
پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے جو روحاء کے اخیر کنارے پر ہے اور
یہ پہاڑی وہاں ختم ہوئی ہے جہاں رستے کا کنارہ ہے اس مسجد کے
قریب جو اس کے اور روحاء کے آخری حصے کے بیچ میں ہے مکہ
کو جاتے ہوئے اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمرؓ اس
مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنی بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ
دیتے تھے اور اس کے آگے نماز پڑھتے تھے خود پہاڑی کی طرف اور
عبداللہ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحاء سے چلتے پھر ظہر کی نماز جب
تک اس مقام پر پہنچتے نہیں پڑھتے جب وہاں پہنچتے تو ظہر پڑھتے
اور جب مکہ سے (مدینہ کو) آتے ہوئے اور صبح ہونے سے گھڑی بھر
بیشتر وہاں پہنچتے یا اخیر سحری کے وقت تو وہاں اتر پڑتے فجر کی نماز
وہیں پڑھتے اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے تلے اترتے جو رویثہ کے پاس
ہے[1] رستے کے داہنے طرف اور رستے کے سامنے کشادہ نرم ہموار جگہ میں
یہاں تک کہ اس ٹیلے سے پار ہو جاتے جو رویثہ کے رستے سے دو میل
کے قریب ہے اس درخت کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں سے
دوہرا ہو کر جڑ پر کھڑا ہے اس کی جڑ میں بہت سارے ریتے کے
ٹبے (ٹیلے) ہیں اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹبے کے کنارے پر نماز پڑھی جہاں سے پانی
اترتا ہے عرج[2] کے پیچھے ہضبہ[3] کو جاتے ہوئے اس مسجد کے پاس دو
تین قبریں ہیں ان قبروں پر تلے اوپر پتھر رکھے ہوئے ہیں رستے سے

[1] رویثہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر ہے ۱۲ منہ [2] عرج ایک گاؤں ہے رویثہ سے تیرہ چودہ میل پر ہے ۱۲ منہ [3] ہضبہ وہ پہاڑ ہے جو زمین پر پھیلا ہو بعضوں نے کہا چٹان ۱۲ منہ

يَمِينِ الطَّرِيقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيقِ بَيْنَ أُولَئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَرُوحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى ذٰلِكَ الْمَسِيلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ إِلَى الطَّرِيقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيلِ الَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ تَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّةَ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ

داہنی طرف ان بڑے پتھروں پاس جو رستے پر ہیں ان کے بیچ میں عبداللہ بن عمرؓ دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد عرج سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھتے اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس اترے جو رستہ سے بائیں طرف ہرشا کے نالے پر واقع ہیں[۵۱] یہ نالہ ہرشا کے کنارے سے مل گیا ہے اس میں اور رستے میں ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے جو سب درختوں میں رستے سے زیادہ نزدیک ہے اور سب سے اونچا ہے اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نالے میں اترا کرتے جو مر الظہران کے نشیب میں ہے (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں) مدینہ کے سامنے پڑتا ہے صفراوات سے اترتے وقت[۵۲] آپ اس نالے کے نشیب میں اترتے رستے سے بائیں طرف مکہ کو جاتے ہوئے آپ جہاں اترا کرتے اس میں اور رستے میں ایک پتھر ہی کے مار کا فاصلہ ہوتا اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں اترا کرتے (وہ ایک مقام کا نام ہے) اور رات کو صبح تک وہیں رہتے صبح کی نماز پڑھ کر مکہ میں آتے اور ذی طوی میں آپ ایک سخت ٹیکری پر نماز پڑھتے پر وہ جگہ نہیں ہے جہاں اب مسجد بن گئی ہے بلکہ اس سے نیچے اتر کر ایک سخت ٹیکری ہے اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کی طرف رخ کیا جو آپ کے اور لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبے کی طرف تو عبداللہ نے اس مسجد کو جو وہاں بن گئی ہے اس مسجد کی بائیں طرف کیا جو ٹیکری کے کنارے پر واقع ہے اور

[۵۱] ہرشا ایک پہاڑ ہے مدینہ اور شام کے رستوں کے ملاپ پر جحفہ کے قریب ۱۲ منہ [۵۲] صفراوات وہ نالے اور پہاڑ جو مر الظہران کے بعد آتے ہیں مر الظہران ایک مشہور مقام ہے ۱۲

نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر ٹیکری سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم زیادہ وہاں نماز پڑھے تو تیرا رخ پہاڑ کے دونوں کناروں کی طرف ہوگا یعنی اس پہاڑ کے جو تیرے اور کعبے کے بیچ میں پڑے گا[1]

بَابُ ۳۳ سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ۔

باب امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کفایت کرتا ہے

۴۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا ان دنوں میں گبرو جوانی کے قریب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) منا میں نماز پڑھا رہے تھے لیکن دیوار آپ کے سامنے نہ تھی میں تھوڑی صف کے سامنے سے نکل گیا پھر گدھی سے اترا اس کو چرنے کو چھوڑ دیا اور میں صف میں مل گیا[2] (نماز پڑھنے لگا) کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔[3]

۴۶۸ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کے لیے) نکلتے تو اپنے خادم کو برچھے چلنے کا حکم دیتے وہ آپ کے سامنے

---

[1] امام بخاری نے یہ نو حدیثیں ایک ہی اسناد سے بیان کیں اب ان مسجدوں کا پتہ ہی نہیں چلتا نہ وہ درخت اور نشان باقی ہیں رہے نام اللہ کا البتہ مسجد ذوالحلیفہ اور مسجد روحاء کو وہاں کے رہنے والے پہچانتے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی مقتدیوں کو علیحدہ سترہ لگانا ضرور نہیں ہے ۱۲ منہ [3] بظاہر اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ میدان میں بغیر سترہ کے نماز پڑھتے جیسے آگے حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے لیے برچھی گاڑی جاتی تو گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ کے سامنے سترہ ہوگا پس باب کا مطلب ثابت ہو گیا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کافی ہے ۱۲ منہ

فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهٗ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ.

گاڑا جاتا آپ اس طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے رہتے اور سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے امیروں نے اسی وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت کر لی ہے[1]

۴۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ.

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے باپ وہب بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحاء میں[2] لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے گانسی گڑی تھی[3] آپ نے (سفر کی وجہ سے) ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں آپ کے سامنے سے عورتیں گدھے نکل رہے تھے[4]

بَابٌ ۳۳۱ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَالسُّتْرَةِ.

باب نمازی اور سترے میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے؛

۴۷۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز پڑھا کرتے وہاں آپ سے اور دیوار سے اتنا فاصلہ رہتا کہ ایک بکری نکل جائے۔

۴۷۱ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن الاکوعؓ سے کہا مسجد نبوی کی دیوار میں منبر سے اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جائے[5]

---

[1] اب تو جب بادشاہ یا کسی رئیس کی سواری نکلتی ہے تو برچھا بردار بہت سے ساتھ رہتے ہیں افسوس برچھا رکھنا تو سیکھ لیا اور نماز جو اسلام کی بڑی نشانی تھی اس کا خیال چھوڑ دیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ [2] بطحاء وہ میدان جو مکہ سے باہر ہے اس کو ابطح بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] عنزہ وہ لکڑی ہے جس کے نیچے پھل ہوتا ہے برچھے میں اوپر کی طرف پھل ہوتا ہے عنزہ کو ہمارے ملک میں گانسی یا گانسی دار لکڑی کہتے ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی لکڑی کے اس پار ہمارے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر سترہ نہ ہو اور نمازی کے سامنے سے کالا کتا نکل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے اور عورت کے باب میں مجھ کو شک ہے لیکن شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز کسی چیز کے سامنے سے نکل جانے سے نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ [5] اور محراب تو آپ کی مسجد میں تھی نہیں اور آپ منبر کے بازو میں برابر نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ سے بھی اور دیوار سے بھی اتنا ہی فاصلہ رہے گا کہ ایک بکری نکل جائے باب کا یہی مطلب ہے بلال کی حدیث میں ہے کہ آپ نے کعبہ میں نماز پڑھائی آپ میں اور دیوار میں تین ہاتھ کا فاصلہ تھا علماء نے کہا ہے کہ نمازی جہاں تک ہو سکے سترہ کے قریب رہے حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد میں محراب اور منبر بنانا سنت نہیں ہے محراب تو بالکل نہ ہونا (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۲۳۲ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْحَرْبَۃِ۔

۴۷۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرْکَزُ لَہُ الْحَرْبَۃُ فَیُصَلِّیْ اِلَیْہَا۔

باب برچھی کی طرف نماز پڑھنا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے برچھہ گاڑا جاتا آپ اس کی طرف نماز پڑھتے۔

بَابُ ۲۳۳ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْعَنَزَۃِ۔

۴۷۳ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَۃُ قَالَ نَا عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْہَاجِرَۃِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَصَلّٰی بِنَا الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ وَّالْمَرْاَۃُ وَالْحِمَارُ یَمُرَّانِ مِنْ وَّرَآئِہَا۔

باب گانسی دار لکڑی کی طرف نماز پڑھنا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے کہا میں نے اپنے باپ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرتؐ دوپہر کو برآمد ہوئے[۱] ہم پر وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی آپ کے سامنے ایک گانسی دار لکڑی تھی اور عورتیں اور گدھے اس کے پرے جا رہے تھے۔

۴۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِیْعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِہٖ تَبِعْتُہٗ اَنَا وَغُلَامٌ وَّمَعَنَا عُکَّازَۃٌ اَوْ عَصًا اَوْ عَنَزَۃٌ وَّمَعَنَا اِدَاوَۃٌ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِہٖ نَاوَلْنَاہُ الْاِدَاوَۃَ۔

ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا کہا ہم سے شاذان بن عامر نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے عطاء بن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک اور لڑکا آپ کے پیچھے جاتے ہمارے پاس گانسی دار لکڑی یا لاٹھی یا برچھی اور پانی کی چھاگل ہوتی جب آپ حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم چھاگل آپ کو دے دیتے۔

بَابُ ۲۳۴ السُّتْرَۃِ بِمَکَّۃَ وَغَیْرِہَا۔

باب سترہ مکہ میں اور دوسرے مقاموں میں[۲]

(بقیہ صفحہ سابقہ) چاہیئے اور منبر لکڑی کا علیحدہ رکھنا چاہیئے ہمارے زمانے میں یہ بلا عموماً پھیل رہی ہے ہر مسجد میں محراب اور منبر چونے اینٹ سے بنائے جاتے ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ظہر اور عصر کو جمع کیا ظہر کے وقت میں اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں ۱۲ منہ ۲؎ امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ سترہ لگانا ہر جگہ لازم ہے مکہ میں بھی اور بعضے حنابلہ کہتے ہیں کہ مکہ میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک ہر جگہ منع ہے امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے عبدالرزاق نے ایک حدیث نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں بغیر سترہ کے نماز پڑھتے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھا ۱۲ منہ

۴۷۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ نَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوْئِهٖ -

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکیم بن عتیبہ سے انہوں نے ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے انہوں نے کہا ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے اور بطحاء میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں[۵۱] اور اپنے سامنے ایک برچھی کھڑی کی اور وضو کیا تو لوگ آپ کے وضو کا پانی (برکت کے لیے) اپنے بدن پر ملنے لگے۔

بَابُ ۳۲۵ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْاُسْطُوَانَةِ -

باب ستون کی آڑ میں نماز پڑھنا

وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِيْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ اِلَيْهَا وَرَاٰى ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بَيْنَ اُسْطُوَانَتَيْنِ فَاَدْنَاهُ اِلٰى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَيْهَا -

اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ نمازی لوگ ستون کے زیادہ حق دار ہیں بات چیت کرنے والوں سے[۵۲] اور عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر ایک ستون کے نزدیک کر دیا اور کہا وہاں نماز پڑھو۔

۴۷۶ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا -

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے کہا میں سلمہ بن اکوع (صحابی) کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آتا وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا[۵۳]۔ ایک بار میں نے کہا ابومسلم (یہ سلمہ کی کنیت ہے) میں تم کو دیکھتا ہوں اس ستون کے پاس قصد کر کے نماز پڑھتے ہو (اس کی کیا وجہ ہے) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قصد کر کے اس کے سامنے نماز پڑھا کرتے تھے۔

۴۷۷ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ اَدْرَكْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن عامر سے انہوں نے انسؓ بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا مغرب

[۵۱] بطحاء مکہ کی پتھریلی زمین تو حدیث سے ثابت ہوا کہ مکہ میں بھی سترہ لگانا چاہیے اور اس کا رد ہوا جو کہتا ہے کہ جب کعبہ سامنے ہو تو کسی چیز کو سترہ نہیں بنا سکتے ۱۲ منہ

[۵۲] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ خالی بات چیت کرنے والے بھی تکیہ دینے کے لیے ستون چاہتے ہیں اور نمازی بھی لیکن نمازی اس کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ نمازی عبادت کرنا چاہیے ہیں اور وہ زمل قافیہ ٹانا ۱۲ منہ [۵۳] حضرت عثمان کے زمانے میں قرآن شریف ایک صندوق میں رکھا رہتا مسجد نبوی کے ایک ستون کے پاس اس ستون کو مصحف یعنی قرآن کا ستون کہا کرتے ۱۲ منہ

يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کا اذان کے وقت وہ ستونوں کی طرف لپکتے[51] اور شعبہ نے اس حدیث میں عمرو بن عامر سے انہوں نے انسؓ سے اتنا زیادہ کیا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے برآمد ہوں[52]۔

بَابُ ۳۲۶ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ۔

باب دو ستون کے بیچ میں اگر اکیلا ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے[53]

۴۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ نَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى اَثَرِهٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَيْنَ صَلّٰى فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر گئے اور (آپ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار) اور بلال تو آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر نکلے اور میں سب لوگوں سے پہلے آپ کے پیچھے ہی وہاں آیا میں نے بلال سے پوچھا آپ نے کہاں نماز پڑھی انہوں نے کہا آگے کے جو ستون ہیں ان کے بیچ میں[54]۔

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر تشریف لے گئے اور (آپ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی بھی تھے عثمان نے کعبے کا دروازہ آپ پر بند کر دیا آپ وہاں ٹھیرے رہے جب آپ باہر نکلے تو میں نے بلال سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر کیا کیا انہوں نے کہا ایک ستون کو تو بائیں طرف اپنے کیا اور ایک کو داہنی طرف اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے کی طرف اور ان دنوں میں خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون تھے

---

[51] کہ ستون کو سترہ بنا کر مغرب کی سنتیں ادا کر لیں ۱۲ منہ [52] شعبہ کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الاذان میں وصل کیا ۱۲ منہ [53] کیونکہ جماعت میں ستونوں کے بیچ میں کھڑے ہونے سے صف میں خلل پیدا ہوگا بعضوں نے کہا ہر حال میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ انسؓ کی حدیث میں جس کو حاکم نے نکالا اس کی ممانعت وارد ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر اسی طرف اشارہ کیا وہ ممانعت اسی حال میں ہے جب جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو ۱۲ منہ [54] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا اگر آدمی اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے بیچ میں پڑھ سکتا ہے ۱۲ منہ

عَلٰی سِتَّۃِ اَعْمِدَۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَقَالَ لَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَیْنِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ ۔

بَابٌ ۳۳۷

۴۸۰ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا اَبُوْضَمْرَۃَ قَالَ نَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْکَعْبَۃَ مَشٰی قِبَلَ وَجْهِہٖ حِیْنَ یَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِہٖ فَمَشٰی حَتّٰی یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِدَارِ الَّذِیْ قِبَلَ وَجْهِہٖ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلٰثَۃِ اَذْرُعٍ صَلّٰی یَتَوَخَّی الْمَکَانَ الَّذِیْ اَخْبَرَہٗ بِہٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْہِ قَالَ وَلَیْسَ عَلٰی اَحَدِنَا بَاْسٌ اَنْ صَلّٰی فِیْ اَیِّ نَوَاحِی الْبَیْتِ شَآءَ ۔

بَابٌ ۳۳۸ اَلصَّلٰوۃُ اِلَی الرَّاحِلَۃِ وَالْبَعِیْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ ۔

۴۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ الْبَصْرِیُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یُعَرِّضُ رَاحِلَتَہٗ فَیُصَلِّیْ اِلَیْهَا قُلْتُ

پھر آپ نے نماز پڑھی امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا مجھ سے امام مالک نے یہ حدیث یوں بیان کی اور دو ستونوں کو اپنی داہنی طرف کیا[1]

باب

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب کعبے کے اندر جاتے تو سیدھے منہ کے سامنے چلے جاتے اور کعبہ کے دروازے کو پیٹھ پیچھے کرتے آگے بڑھ جاتے یہاں تک کہ وہ دیوار جو ان کے منہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب فاصلہ پر رہ جاتی وہاں نماز پڑھتے اور اس جگہ قصد کرکے نماز پڑھتے جہاں بلال نے ان سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ہم میں سے کوئی کعبے کے جس کونے میں چاہے نماز پڑھے[2]

باب اونٹنی اور اونٹ اور درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی اونٹنی کو آڑا بٹھاتے پھر اس کی طرف نماز پڑھتے عبیداللہ نے کہا

[1] یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب خانہ کعبہ چھ ستونوں پر تھا تو ایک طرف خواہ مخواہ دو ستون رہیں گے اور ایک طرف ایک امام احمد اور اسحٰق اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ اکیلا شخص ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن ستونوں کے بیچ میں صف باندھنا مکروہ ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ نے اس کو جائز رکھا ہے تسہیل القاری میں ہے کہ ہمارے امام احمد کا مذہب حق ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ کو اس مسئلہ میں شاید ممانعت کی حدیثیں نہیں پہنچیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] بشرطیکہ منہ کعبے کی دیوار کی طرف رہے اور اسی لیے آپ نے داخلے کے وقت دروازہ بند کر دیا اگر دروازہ کھلا رہے اور کوئی شخص دروازے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے تو نماز درست نہ ہوگی اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ جب عبداللہ بن عمرؓ اس مقام میں قصد کرکے نماز پڑھتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو ضرور دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے ہوں گے اور یہی ترجمہ باب ہے ۔ ۱۲ منہ

أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّي إِلَى آخِرَتِهِ أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

میں نے نافع سے پوچھا جب اونٹ مست ہوتے تو آپ کیا کرتے انہوں نے کہا پالان لیتے اس کو سامنے سیدھا رکھتے اور اس کی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے اور عبداللہ بن عمر بھی ایسا کیا کرتے[۱]

بَابُ ۳۳۹ الصَّلٰوةِ إِلَى السَّرِيرِ۔

باب چارپائی پر یا چارپائی کی طرف نماز پڑھنا۔

۴۸۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتّٰى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا تم لوگوں نے ہم کو کتے گدھے کے برابر کر دیا[۲] میں نے اپنے تئیں دیکھا چارپائی پر لیٹی رہتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے بیچ میں آ جاتے (یا چارپائی کو اپنے اور قبلے کے بیچ میں کر لیتے) پھر نماز پڑھتے مجھے آپ کے سامنے پڑا رہنا برا معلوم ہوتا تو میں پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر نکل جاتی[۳]

بَابُ ۳۴۰ لِيَرُدَّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

باب اگر کوئی نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو اس کو روکے (آدمی ہو یا جانور)

وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ إِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُقَاتِلَهُ قَاتَلَهُ۔

اور عبداللہ بن عمرؓ نے التحیات پڑھتے وقت روکا[۴] اور کعبے میں بھی[۵] اور کہا اگر وہ بے لڑے نہ مانے تو اس سے لڑے۔

۴۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوارث نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن عبید نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے کہ ابو سعید خدریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری سند اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن

---

[۱] امام بخاری نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا اور درخت کو پالان پر کیوں کہ پالان کی لکڑی آخر درخت ہی کا ایک جز ہے ۱۲ منہ [۲] جو کہتے ہو کہ عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کتے گدھے کے سامنے نکل جانے سے ۱۲ منہ [۳] فیتوسط السریر کا ترجمہ اکثر لوگ یوں کرتے ہیں کہ آپ چارپائی کے بیچ میں وہاں نماز پڑھتے اس صورت میں اس حدیث کو سترے کے بابوں سے کوئی تعلق نہ ہوگا مگر امام بخاری نے جو روایت باب الاستیذان میں نکالی اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ آپ نماز پڑھتے اور چارپائی آپ کے قبلے کے بیچ میں ہوتی تو فیتوسط السریر کا ترجمہ یوں ہوگا کہ آپ چارپائی کو اپنے اور قبلے کے بیچ میں کر لیتے ۱۲ منہ [۴] اس کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [۵] اس کو ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں وصل کیا اس سے ان لوگوں کا رد منظور ہے جو کعبے میں نمازی کے سامنے سے گزرنا معاف جانتے ہیں ۱۲ منہ

قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ نَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُولَى فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔

مغیرہ نے کہا ہم سے حمید بن ہلال عدوی نے کہا ہم سے ابو صالح ذکوان سمان نے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدریؓ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے کچھ آڑ کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ابو معیط کے بیٹوں میں سے ایک جوان (ولید) نے ان کے سامنے سے گزرنا چاہا ابو سعیدؓ نے اس کے سینے پر ایک گھونسا دیا اس نے دیکھا تو اور کوئی راہ نہ پائی مگر انہی کے سامنے سے پھر نکلنا چاہا تو ابو سعید نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے ایک گھونسا لگایا اس نے ابو سعید کو گالی دی اور پھر مروان کے پاس پہنچا ابو سعید نے جو کیا تھا اس کی شکایت کی اور ابو سعید بھی اس کے پیچھے ہی مروان کے پاس جا پہنچے[۵۱] مروان نے کہا ابو سعید تجھ میں تیرے بھتیجے میں کیا جھگڑا ہے ابو سعید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے جب کوئی لوگوں کی آڑ کر کے اس طرف نماز پڑھے پھر کوئی اس کے سامنے نکلنا چاہے (یعنی آڑ کے اندر) تو اس کو روکے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے[۵۲]

بَابُ ۳۴ إِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

باب نمازی کے سامنے سے گزر جانے کا گناہ۔

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو النضر سالم بن ابی امیہ سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے بسر بن سعید سے کہ زید بن خالد نے ان کو ابو جہیم عبداللہ انصاری کے پاس بھیجا ان سے یہ پوچھنے کو کہ انہوں نے نمازی کے سامنے سے نکل جانے والے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے ابو جہیم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے نکل جانے والا یہ جانتا ہوتا کہ اس کو کیا

---

[۵۱] مروان مدینہ کا حاکم تھا معاویہؓ کی طرف سے مگر اس کے زمانہ میں ولید مدینہ میں نہ تھا تو شاید ولید کا لڑکا مراد ہو گا بعض روایتوں میں یوں ہے کہ یہ گزرنے والا مروان کا بیٹا یا اس کا کوئی رشتہ دار تھا ۱۲ منہ [۵۲] کہتے ہیں اگر کسی طرح نہ مانے اور نمازی اس کو قتل کر ڈالے تو اس پر نہ قصاص لازم ہو گا نہ دیت دینی ہو گی بعضوں نے کہا لڑنے سے یہ مراد ہے کہ سختی سے روکے نہ ہتھیار سے لڑنا ۱۲ منہ۔

لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

عذاب ہوگا تو چالیس تک اس کو کھڑا رہنا اس کے سامنے نکل جانے سے بہتر معلوم ہوتا ابو النضر نے کہا مجھ کو یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس[1]

بَابُ ۳۴۲ - اسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّي.

باب ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو دوسرا اس کی طرف منہ کرکے بیٹھے تو کیسا؟

وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَهَذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهِ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهِ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ.

اور حضرت عثمان نے اس کو مکروہ جانا کہ نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھے[2] امام بخاری نے کہا یہ کراہت جب ہے کہ نمازی کا دل ادھر لگ جائے اگر دل نہ لگے تو زید بن ثابتؓ نے کہا مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں اس لیے کہ مرد کی نماز کو مرد نہیں توڑتا[3]

۴۸۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَوٰةَ فَقَالُوا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُونَا كِلَابًا لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيرِ فَتَكُونُ لِيَ الْحَاجَةُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اُن کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لوگوں نے کہا کتے اور گدھے اور عورت کے سامنے آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے انہوں نے کہا تم نے ہم کو کتا بنایا میں نے تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے اور قبلے کے بیچ میں چارپائی پر پڑی رہتی پھر مجھے کچھ کام ہوتا تو میں آپ کے سامنے منہ کرنا برا جانتی[4] میں (پائنتی سے) آہستہ کھسک جاتی اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے بھی ایسا ہی روایت کیا۔

[1] ابن حبان اور ابن ماجہ کی روایت میں سو برس ہیں بزار کی روایت میں چالیس خریف ہیں نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے بعضوں نے کہا گناہ کبیرہ ہے اختلاف ہے کہ سامنے کی حد کہاں تک ہے بعضوں نے کہا تین ہاتھ بعضوں نے کہا ایک پتھر کی مار بعضوں نے کہا سجدے کے مقام تک ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا حضرت عثمان کا یہ اثر تو مجھ کو کسی کتاب میں نہیں ملا البتہ ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت عمرؓ سے اس کی کراہت نقل کی تو شاید غلطی سے بجائے حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کا نام لکھا گیا اور حضرت عثمانؓ سے اس کی عدم کراہت منقول ہے ۱۲ منہ [3] گو اس کی طرف منہ کرکے بیٹھے ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے نماز پڑھتے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منہ کرنا برا جانا مگر عورت کی اور بات ہے اور مرد کی اور بات ہے باب کا ترجمہ تو یہ تھا کہ مرد مرد کی طرف نماز میں منہ کرے تو کیسا بعضوں نے کہا جب حضرت عائشہؓ کا نماز میں سامنے پڑا رہنا مضر نہ ہوا تو مرد کا مرد کے سامنے منہ کرنا کیونکر مضر ہوگا اس سے ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ

بَابُ ۲۴۳ الصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّائِمِ -

۴۸۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ -

باب سوتے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بچھونے پر آڑی سوتی ہوتی[1] جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھ کو جگا دیتے میں وتر پڑھ لیتی۔

بَابُ ۲۴۴ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْاَةِ -

۴۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ -

باب عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنا[2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالنضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے میں ہوتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے مجھ کو چھو دیتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ تھے[3]

بَابُ ۲۴۵ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ -

۴۸۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ قَالَ نَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ - ح

باب اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی[4]

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دوسری سند

---

[1] جب عورت کا نمازی کے سامنے سوتا رہنا معترض نہ ہوا تو مرد کا بطریق اولیٰ معترض نہ ہوگا اور باب کا مطلب بخوبی ثابت ہو گیا ۱۲ منہ۔ [2] یعنی عورت سامنے پڑی ہو سو رہی ہو یا جاگتی ہو اور کوئی اس کی آڑ میں نماز پڑھے تو یہ درست ہے اگلے باب سے یہ مطلب نکل آیا تھا مگر اس میں سوتی پڑی کا ذکر ہے اور اس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہؓ کبھی جاگتی بھی لیکن آپ نماز پڑھتے رہتے امام مالکؒ نے اس کو مکروہ سمجھا ہے اُن کا قول اس حدیث سے رد ہو گیا۔ [3] اگر چراغ ہوتے تو حضرت عائشہؓ آپ کو یہ دیکھ کر کہ آپ سجدہ کرنا چاہتے ہیں بغیر آپ کے بلائے پاؤں سمیٹ لیتیں ۱۲ منہ۔ [4] یعنی کسی چیز کا سامنے سے جانا عورت ہو یا مرد یا گدھا یا کتا اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اس طرف گئے ہیں کہ کالے کتے کے سامنے جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور چیزوں کے سامنے نکلنے سے نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ۔

قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِیْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُکِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَأُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ -

اعمش نے کہا مجھ سے مسلم بن صبیح نے مسروق سے روایت کی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُن کے سامنے یہ ذکر آیا کہ نماز کتے یا گدھے یا عورت کے سامنے آنے سے ٹوٹ جاتی ہے انہوں نے کہا تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کی طرح سمجھا خدا کی قسم میں نے تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں چارپائی پر آپ کے اور قبلے کے درمیان میں لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی کام ہوتا تو میں (آپ کے سامنے) بیٹھ کر آپ کو تکلیف دینا برا جانتی تو چارپائی کی پائنتی سے میں کھسک کر نکل جاتی -

۴۸۹ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَأَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ قَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ -

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے انہوں نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے پوچھا کیا نماز کو کوئی چیز توڑتی ہے انہوں نے کہا نہیں کوئی چیز نماز نہیں توڑتی مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کہتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلے کے بیچ میں اپنے گھر کے بچھونے پر آڑی پڑی رہتی[1]

بَابٌ ۳۴۶ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ -

باب نماز پڑھتے میں چھوٹے بچے کو اپنی گردن پر بٹھا لینا (جائز ہے)

۴۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے ابو قتادہ (حارث بن ربعی) انصاری صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامہ اپنی نواسی کو اٹھائے ہوئے

---

[1] جو لوگ عورت کا سامنے سے نکل جانا ناقض صلوٰۃ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت عائشہؓ کا سامنے سے گزرنا مذکور نہیں ہے بلکہ سامنے پڑے رہنا اہل ظاہر کا یہی قول ہے کہ عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ایک جماعت صحابہ جیسے انسؓ اور ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ

أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

نماز پڑھ رہے تھے جو حضرت زینب آپ کی صاحبزادی اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدشمس (آپ کے داماد) کی بیٹی تھیں جب آپ سجدہ کرتے تو اُن کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے ان کو اٹھا لیتے[1]

بَابُ ۳۴۷ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ۔

باب ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھنا جس پر کوئی حیض والی عورت پڑی ہو

۴۹۱ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے انہوں نے ابواسحاق شیبانی سے انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد سے انہوں نے کہا میری خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث نے بیان کیا کہ میرا بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے بازو رہتا کبھی ایسا ہوتا کہ نماز پڑھتے میں آپ کا کپڑا میرے بدن پر پڑ جاتا میں اپنے بچھونے پر رہتی[2]

۴۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابواسحاق سلیمان بن فیروز شیبانی نے کہا ہم سے عبداللہ بن شداد بن ہاد نے انہوں نے کہا میں نے ام المومنین میمونہؓ سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے میں آپ کے پہلو میں سوتی رہتی جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے چھو جاتا اور میں حیض سے ہوتی[3]

بَابُ ۳۴۸ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ۔

باب کیا مرد سجدہ کرتے وقت اپنی عورت کا بدن چھو سکتا ہے سجدہ کے لیے؟

۴۹۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيَى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے کہا ہم سے قاسم بن محمد نے انہوں نے

---

[1] معلوم ہوا نماز میں چھوٹے لڑکے کو اٹھائے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بچے کا اٹھا لینا پھر بٹھا دینا ایسا عمل نہیں جس سے نماز ٹوٹ جائے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ظہر اور عصر کی نماز میں کیا اور امامہ کو گردن پر بٹھائے ہوئے ہماری امامت کی ۱۲ منہ

[2] یعنی حیض کی حالت میں جیسے آگے کی روایت میں اس کی تصریح آتی ہے ۱۲ منہ

[3] حدیثوں سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے بچھونے کے پاس نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنی بچھونے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بازو داہنے طرف یا بائیں طرف ۱۲ منہ۔

قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

حضرت عائشہؓ سے انہوں نے لوگوں سے کہا تم نے بہت برا کیا جو ہم کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا میں نے تو خود اپنے تئیں دیکھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلے کے بیچ میں لیٹی رہتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو میرے پاؤں چھو دیتے میں اُن کو سمیٹ لیتی[1]

بَاب ۳۴۹ الْمَرْأَةُ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى۔

باب عورت اگر نمازی کے بدن پر سے کچھ پلیدی وغیرہ پھینک دے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

۴۹۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ نَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى هٰذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ

ہم سے احمد بن اسحاق سرماری نے بیان کیا کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ) سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے کافر اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک کافر ان میں سے بولا (ابو جہل ملعون) ہم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے (بھائی) تم میں کوئی ایسا ہے جو فلاں لوگوں کی کاٹی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اس کا گوبر خون بچہ دان اٹھا لائے پھر اس کو دیکھتا رہے جب یہ سجدہ کرے تو اس کے مونڈھوں کے بیچ میں رکھ دے یہ سن کر ان میں سے بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط ملعون) کھڑا ہوا اور یہ سب چیزیں لے کر آیا) جب آپ سجدہ میں گئے تو وہ سب (نجاست) آپ کے مونڈھوں کے بیچ میں رکھ دی آپ تو برابر سجدے ہی میں پڑے رہے (سر نہیں اٹھایا) وہ ٹھٹھے مارنے لگے مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر جھکے جاتے تھے ایک جانے والا حضرت فاطمہؓ کے پاس گیا[2] وہ چھوٹی لڑکی تھیں یہ سن کر بھاگتی آئیں اس وقت تک آپ سجدے ہی میں پڑے رہے انہوں نے وہ سب آپ کی پیٹھ سے اٹھا کر پھینک دیا اور کافروں کی طرف

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر نمازی کا کچھ بدن بھی عورت سے لگ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں یہ عبد اللہ بن مسعودؓ تھے ۱۲

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو ابْنِ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ ابْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً۔

متوجہ ہوئیں اُن کو برا کہنے لگیں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو دعا کرنے لگے یا اللہ تو قریش سے سمجھ لے یا اللہ تو قریش سے سمجھ لے یا اللہ تو قریش سے سمجھ لے اس کے بعد آپ نام بنام یوں دعا کی یا اللہ عمرو بن ہشام ابوجہل سے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید (ان سب مردودوں) سے سمجھ لے عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا قسم خدا کی میں نے بدر کے کنوے میں کھینچ کر ڈال دی گئیں بعد اُس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کنویں والوں پر لعنت بھی پیچھے سے اتاری گئی[۱]

[۱] یعنی دنیا میں تو یوں مردار ہوئے آخرت میں اور زیادہ ذلیل اور خوار ہوں گے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت نمازی کے بدن سے پلیدی وغیرہ پڑ جائے تو اس کو دور کر سکتی ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا ۱۲ منہ

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِيْ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الثَّالِثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

دوسرا پارہ تمام ہوا۔ اب اللہ چاہے تو تیسرا پارہ شروع ہوتا ہے۔

تیسرا پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کِتَابُ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ

کتاب نماز کے وقتوں کی

بَابُ ۳۵ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ وَ فَضْلِھَا

وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا وَّقَّتَہٗ عَلَیْھِمْ ؛

۴۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَدَخَلَ عَلَیْہِ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ فَاَخْبَرَہٗ اَنَّ الْمُغِیْرَۃَ ابْنَ شُعْبَۃَ اَخَّرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا وَّھُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَیْہِ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا مُغِیْرَۃُ اَلَیْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰی فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰی فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

باب نماز کے وقت اور ان کی فضیلت کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا مسلمانوں پر ہر نماز موقوت فرض کی گئی ہے یعنی اس کا وقت ان کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے[۱]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے امام مالک کو پڑھ کر سنایا انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن (عصر کی نماز میں) دیر کی (اتنی کہ مستحب وقت گزر گیا تو عروہ بن زبیر ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن عراق کے ملک میں نماز میں دیر کی[۲] تو ابو مسعود انصاری (صحابی) عقبہ بن عمرو اُن کے پاس گئے اور کہنے لگے مغیرہ یہ تم کیا کرتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ (معراج کی صبح کو) حضرت جبریل علیہ السلام (نماز سکھانے کے لیے) اترے انہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] کتاب اور باب کے مضمون میں یہ فرق ہے کہ کتاب میں مطلق اوقات مذکور رہیں خواہ فضیلت کے وقت ہوں یا کراہت کے اور باب میں وہ وقت مذکور رہیں جن میں نماز پڑھنا افضل ہے ۱۲ منہ [۲] تو وقت سے خارج کرنا کسی حال میں جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر تلوار چل رہی ہو اور شمشیر زنی کی مہلت نہ ہو جب بھی نماز اپنے وقت پر پڑھ لینا چاہیے جناب امام حسین علیہ السلام نے ایسے وقت میں بھی نماز کو قضا نہیں کیا اور آپ کا مبارک سر عین سجدے میں کاٹا گیا امام مالک کے نزدیک ایسے سخت وقت میں نماز میں تاخیر کرنا چاہیے ان کی دلیل خندق کی حدیث ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نمازوں میں تاخیر کی ۱۲ منہ [۳] جو ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اور بنی اُمیہ کے تمام حکام میں ایک یہی عادل اور متبع سنت تھے ۱۲ منہ [۴] عراق عرب کے اس ملک کو کہتے ہیں جس کا طول عبادان سے موصل تک اور عرض قادسیہ سے حلوان تک ہے مغیرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے حاکم تھے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ اَوَ اِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی[1] پھر جبریل علیہ السلام نے کہا مجھ کو ایسا ہی حکم ہوا (یعنی ان وقتوں میں نماز پڑھنے کا) عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہا ذرا سمجھ لو تم حدیث بیان کرتے ہو جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نماز کے وقت مقرر کیے[2]۔ عروہ نے کہا بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے ایسے ہی روایت کرتے تھے عروہ نے کہا (خیر اس کو جانے دو) مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب دھوپ ان کے حجرے میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی[3]۔

بَاب ۳۵۱ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ روم میں) یہ فرمانا خدا کی طرف رجوع ہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو ٹھیک کرتے رہو اور مشرک مت بنو[4]

۴۹۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عباد بصری نے انہوں نے ابوجمرہ (نصر بن عمران) سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا عبدالقیس (قبیلے) کے لوگ[5] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم ربیعہ (قبیلے)

---

[1] یعنی پانچوں نمازیں حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھ کر دکھلائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کے بعد ہی پڑھیں کسی نماز میں دیر نہیں کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام امام تھے اور آنحضرتؐ مقتدی تھے تو مطلب یہ ہوگا کہ نماز کا ہر جز آپ نے حضرت جبریل کے بعد ادا کیا جیسے مقتدی اپنے امام کے بعد ادا کرتا ہے ۱۲ منہ [2] شاید عمر بن عبدالعزیز کو اس کی خبر نہ ہو گی کہ نماز کے اوقات حضرت جبریلؑ نے بتلائے تھے اس لیے انہوں نے عروہ کی روایت میں شبہ کیا عروہ نے بیان کر دیا کہ انہوں نے ابومسعودؓ کی یہ حدیث اُن کے بیٹے بشیر بن ابی مسعودؓ سے سنی ہے ۱۲ منہ [3] اس سے بھی عروہ نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز جلد پڑھا کرتے تھے ورنہ جب آفتاب جھک جائے تو دھوپ ایسے چھوٹے حجرے میں جیسے حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا نیچے کیوں کر رہ سکتی ہے دیواروں پر چڑھ جائے گی ۱۲ منہ [4] امام بخاری کی غرض اس آیت کے لانے سے یہ ہے کہ نماز ترک کرنے سے آدمی کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے اور اس کا شمار مشرکوں میں ہو جاتا ہے گو حقیقتہً وہ مشرک نہیں ہوتا حدیث سے بھی یہی ثابت کیا کہ نماز ایمان میں داخل ہے اور توحید کے بعد نماز دین کے سب کاموں میں اہم ہے اس آیت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں ۱۲ منہ [5] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوا إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيرِ۔

کی ایک شاخ ہیں اور ہم آپ تک فقط ادب کے مہینے (رجب) میں پہنچ سکتے ہیں[51] تو ہم کو ایک ایسی بات بتلائیے جس پر ہم خود عمل کریں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو بھی اُس پر عمل کرنے کو کہیں آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں جن کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں اللہ پر ایمان لانا پھر کھول کر ان سے بیان کیا یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور جو کچھ کافروں سے لوٹ میں کماؤ اُس کا پانچواں حصہ میرے پاس داخل کرو اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے اور سبز لاکھی مرتبان سے اور روغنی برتن اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے۔

بَابُ ۳۵۲ الْبَيْعَةِ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ۔

باب نماز کو درستی سے پڑھنے پر بیعت لینا

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ ثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ إِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ٹھیک کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کے خیر خواہ رہنے پر بیعت کی[52]

بَابُ ۳۵۳ الصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ۔

باب نماز گناہوں کا اتارا ہے

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سلیمان بن مہران اعمش سے انہوں نے کہا مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہا میں نے حذیفہؓ بن یمانؓ صحابی سے

---

[51] کیونکہ دوسرے مہینوں میں مضر کے کافر جو رستہ میں حائل تھے اُن کو آنے نہیں دیتے تھے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ

[52] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیونکہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے اُن کے بعد پھر ہر شخص کے مناسب جو بات ہوتی اس کو بیان کرتے جریر اپنی قوم کے سردار تھے ان کو عام خیر خواہی کی نصیحت کی عبدالقیس کے لوگ سپاہ پیشہ تھے ان کو پانچواں حصہ داخل کرنے کی نصیحت کی ۱۲ فتح

جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ أَنَا كَمَا قَالَهُ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيٌّ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا أُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا لَبَابًا مُغْلَقًا قَالَ أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْنَا أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

سنا انہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر) پوچھا تم میں سے کس کو فتنوں کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ یاد ہے میں نے کہا مجھ کو جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی یاد ہے انہوں نے کہا تم تو آنحضرت پر یا بات کرنے پر دلیر ہو[1] میں نے کہا بات یہ ہے کہ آدمی کو جو فتنہ اس کے گھر بار یا مال یا اولاد یا ہمسایوں سے پہنچتا ہے[2] وہ تو نماز روزے صدقے اچھی بات کا حکم کرنے بری بات کے منع کرنے سے اتر جاتا ہے[3] حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنے کو نہیں پوچھتا میں تو وہ فتنہ پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح (اٹھے گا) تمہیں کیا ڈر اے امیر المومنین تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا بتاؤ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا میں نے کہا توڑا جائے گا۔ انہوں نے کہا پھر تو کبھی بند ہی نہ ہوگا شقیق نے کہا ہم لوگوں نے حذیفہ سے پوچھا کیا عمرؓ اس دروازے کو پہچانتے تھے انہوں نے کہا بے شک جیسے اس کا یقین تھا کہ آج کی رات کل دن سے قریب ہے میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو اٹکل پچو بات نہ تھی شقیق نے کہا ہم حذیفہ سے یہ پوچھنے کو ڈرے کہ دروازہ سے کیا مراد ہے ہم نے مسروق سے کہا انہوں نے پوچھا حذیفہ نے کہا دروازہ خود عمرؓ ہیں

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے

---

۱ یہ راوی کو شک ہے یوں کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی آپ کی حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو یا یوں کہا تم حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو تم کو ڈر نہیں لگتا ۱۲ منہ ۲ ان کی محبت میں خدا بھول جاتا ہے عبادت سے غافل رہتا ہے ۱۲ منہ ۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے ۱۲ منہ ۴ اس میں ہزارہا آدمی مبتلا ہو جائیں گے یعنی ایک عالمگیر فتنہ ۱۲ منہ ۵ حضرت عمرؓ کو گو یہ بات معلوم تھی مگر پھر ڈر کی وجہ سے حذیفہ سے کچھ پوچھ لیا دروازہ ٹوٹنے سے حذیفہ کا یہ مطلب تھا کہ آپ شہید ہوں گے اور آپ کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ جو بند تھا وہ کھل جائے گا سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی بھی کیا ذات تھی جب تک زندہ رہے مجال کیا تھی کوئی چوں کرے موافق مخالف سب تھراتے رہے حضرت عثمانؓ کا رعب لوگوں پر ایسا نہ تھا جیسے حضرت عمرؓ کا ان کی خلافت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور طرح طرح کے فساد پھوٹ اٹھے آج تک یہ فساد چلے جاتے ہیں اللہ رافضیوں کو ہدایت کرے جو حضرت عمرؓ کے سے حامی اسلام اور حافظ مسلمین کو برا جانتے ہیں جن کی طفیل سے اب تک اسلام کا نام قائم ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ

ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِي هٰذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ:

بَابُ ۳۵۴ فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا -

۵۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي -

بَابُ ۳۵۵ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا -

سلیمان تیمی سے انہوں نے ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل نہدی سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے ایک شخص نے[۵۱] ایک انصاری عورت[۵۲] کا بوسہ لے لیا (جماع نہیں کیا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اپنا قصور بیان کیا (نادم ہوا) اُس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ ہود کی) یہ آیت اُتاری اور اے پیغمبر دن کے دونوں کناروں (یعنی صبح اور شام) اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کر بے شک نیکیاں برائیوں کو میٹ دیتی ہیں وہ شخص کہنے لگا یارسول اللہ کیا یہ حکم خاص میرے لیے ہے آپ نے فرمایا میری ساری امت کے لیے[۵۳]

باب نماز کو وقت پر پڑھنے کی فضیلت

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ولید بن عیزار کوفی نے انہوں نے کہا میں نے ابوعمرو سعد بن ایاس شیبانی سے سُنا وہ کہتے تھے ہم سے اس گھر والے نے بیان کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ کا گھر بتلایا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا میں نے پوچھا پھر کون سا کام فرمایا پھر ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا میں نے پوچھا پھر کونسا کام فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعود نے کہا آنحضرتؐ نے یہ تین باتیں بیان کیں اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور زیادہ بیان فرماتے[۵۴]

باب پانچوں نمازیں جب کوئی ان کی جماعت سے یا اکیلے اپنے وقت پر پڑھے تو وہ گناہوں کا اُتار ہو جائیں گی۔[۵۵]

---

۵۱ ان کا نام ابوالیسر ابوحبہ کعب بن عمرو انصاری تھا یا ابن معتب یا ابوالفضل عامر بن قیس انصاری یا نبہان تمار یا عباد ۱۲ منہ ۵۲ حافظ نے کہا اس عورت کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

۵۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں قسطلانی نے کہا اس آیت میں برائیوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچا رہے ۱۲ منہ ۵۴ دوسری حدیثوں میں جو اور کاموں کو افضل بتلایا ہے وہ اس کے خلاف نہیں آپ ہر شخص کی حالت اور استعداد اور لیاقت دیکھ کر اس کے لیے جو کام سب سے افضل ہوتا ہے وہ بیان فرماتے دوسرے وقت اور موقع کا بھی لحاظ ہونا چاہیے مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد سب کاموں سے افضل ہوگا یا جب قحط اور گرانی ہو لوگوں کو کھانے کی احتیاج ہو تو کھانا کھلانا سب سے افضل ہوگا ۱۲ منہ ۵۵ بعضے نسخوں میں یہ ترجمہ باب نہیں ہے حافظ نے کہا یہ ترجمہ اگلے ترجمہ کی نسبت خاص ہے ۱۲ منہ

۵۰۱ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے ان دونوں نے یزید بن عبداللہ بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بھلا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہایا کرے تم کیا سمجھتے ہو یہ پانچ بار ہر روز نہانا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رکھے گا لوگوں نے کہا نہیں ذرا بھی میل نہیں رکھنے کا۔ آپ نے فرمایا پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ اُن کی وجہ سے گناہ میٹ دے گا[1]

بَابٌ ۳۵۶ فِي تَضْيِيعِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا

باب نماز کو برباد کرنا یعنی بے وقت پڑھنا

۵۰۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ الصَّلٰوةُ قَالَ أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے انہوں نے غیلان بن جریر سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی اب کوئی بات نہیں دیکھتا لوگوں نے کہا نماز تو ہے انہوں نے کہا نماز میں بھی جو تم نے کر رکھا ہے وہ کر رکھا ہے[2]

۵۰۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ أَخِي عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

ہم سے عمر بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن واصل ابوعبیدہ حداد (لوہار) نے انہوں نے عثمان بن ابی روّاد سے عبدالعزیز بن ابی روّاد کے بھائی ہیں انہوں نے کہا میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے میں دمشق میں (جو ایک شہر ہے شام میں) انس بن مالک پاس

---

[1] پانچ وقت نماز پڑھنا گویا پروردگار کی دریائی رحمت و کرم میں نہانا ہے گناہوں کا میل باقی نہیں چھوڑنے کا ۱۲ منہ [2] انس نے یہ اس وقت کہا جب حجاج ظالم نے نمازیں دیر کی تم نے جو کر رکھا ہے یعنی نماز کو بھی اپنے وقت میں ادا نہیں کرتے تو نماز بھی گویا باقی نہیں رہی خیر انسؓ کے عہد میں تو بادشاہ اور امیر نماز پڑھتے تھے مگر دیر میں اور بے وقت اب تو حال یہ ہے کہ جس مسلمان کو سو دو سو کوڑی ماہوار ہو جاتی ہے وہ اپنے تئیں فرعون بے سامان سمجھ کر مسجد میں آنا ہی عیب جانتا ہے ؎ گر مسلمانی ہمیں ست کہ ایما دارند وائے گر در پئے امروز بود فردائے اور پھر لطف یہ کہ اسی قسم کے مسلمان جو کبھی قبلے کی طرف اوندھے بھی نہیں گرتے مسلمانوں اور اسلام کی ترقی چاہتے ہیں اور مصلح قوم بننے کی ہوس رکھتے ہیں۔ تو کار زمین را نکو ساختی۔ کہ با آسمان نیز پرداختی ۱۲ منہ

بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ نَحْوَهُ ۔

بَابٌ ۳۵۷ اَلْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ ۔

۵۰۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَتْفُلَنَّ عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ۔

۵۰۵ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ وَإِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفُلُ قُدَّامَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَقَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ

گیا وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا کیوں (خیر تو ہے) کیوں روتے ہو انہوں نے کہا میں نے جو چیزیں (آنحضرتؐ کے عہد میں) دیکھیں ان میں سے اب کوئی چیز نہیں پاتا مگر نماز وہ نماز بھی برباد ہو گئی[1] اس حدیث کو بکر بن خلف نے بھی روایت کیا[2] کہا ہم سے محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن ابی رواد نے بیان کیا یہی حدیث نقل کی۔

باب نمازی (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز پڑھتا ہے تو اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے اس کو چاہیئے داہنی طرف نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں پاؤں کے تلے تھوک لے۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سجدہ سیدھی طرح پر کرو[4] اور کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی دونوں بانہیں (زمین پر) نہ بچھائے اور جب تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے اور داہنے طرف نہ تھوکے کیوں کہ وہ (نماز میں) اپنے مالک سے سرگوشی کر رہا ہے سعید نے جو قتادہ[5] سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے آگے یا اپنے سامنے نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے اور شعبہ نے اپنی روایت میں[6] یوں کہا

---

[1] وقت گزر جانے کے بعد لوگ پڑھتے ہیں انسؓ حجاج ظالم کی جو عراق کا حاکم تھا ولید بن عبدالملک بن مروان سے جو خلیفہ وقت تھا شکایت کرنے گئے تھے اللہ اکبر جب انس کے زمانے میں یہ حال تھا تو دانے بر حال ہمارے زمانے کے اب تو توحید سے لے کر فروع عبادات تک لوگوں نے نئی باتیں اور نئے اعتقاد تراش لیے ہیں جن کا آنحضرتؐ کے مبارک زمانہ میں شان گمان بھی نہ تھا اور اگر کوئی اللہ کا بندہ آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کے موافق چلتا ہے اس پر طرح طرح کی تہمتیں رکھی جاتی ہیں کوئی کہتا ہے مجسمہ ہے کوئی کہتا ہے وہابی ہے کوئی کہتا ہے لامذہب ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ [2] بکر بن خلف کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مناسبت اس کتاب سے یہ ہے کہ نماز ایک بڑا عمدہ مرتبہ ہے نمازی کے لیے کہ اپنے مالک سے سرگوشی کا درجہ حاصل ہوتا ہے تو نمازی کو چاہیئے کہ اس کا خیال رکھے وقت پر ادا کرے ۱۲ منہ [4] سجدے میں اعتدال کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگا وہ یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کرے ہاتھوں کو زمین پر رکھے کہنیوں کو دونوں پہلو سے اور پیٹ کو زانو سے جدا رکھے ۱۲ منہ [5] اس روایت کو امام احمد اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس روایت کو خود امام بخاریؒ اوپر بیان کر چکے ہیں ۱۲ منہ

بَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْزُقْ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِينِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ۔

سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے اور حمید نے اس حدیث کو انسؓ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[1] اس میں یوں ہے کہ قبلے کی طرف نہ تھوکے اور اپنی داہنی طرف البتہ بائیں طرف پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے[2]۔

بَابُ ٢٥٨ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

باب سخت گرمی میں ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈے وقت پڑھنا

٥٠٦ - حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا حَدَّثَنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ہم سے ایوب بن سلیمان مدنی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر عبدالحمید بن ابی اویس نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے کہ صالح بن کیسان نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی اور نافع نے جو عبداللہ بن عمرؓ کے غلام تھے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ دونوں[4] صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو اس لیے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے[5]۔

٥٠٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ابوالحسن المہاجر سے انہوں نے

---

[1] حمید کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے نکالا ابواب المساجد میں مگر اس میں یہ نہیں ہے اور رنا پنے دا بنے طرف حافظ نے کہا امام بخاری نے ان تعلیقوں کو اس واسطے ذکر کیا کہ قتادہ کے اصحاب کا اختلاف اس حدیث کی روایت میں معلوم ہو اور شعبہ کی روایت سب سے زیادہ پوری ہے لیکن اس میں سرگوشی کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] بائیں طرف اس وقت جب اس کے بائیں طرف دوسرا کوئی نمازی نہ ہو ورنہ اس کا بایاں جانب دوسرے کا داہنا جانب ہوگا اگر دوسرا کوئی نمازی بائیں طرف ہو تو پاؤں کے تلے تھوکے یا اپنے کپڑے میں جیسا اوپر گزر چکا ہے۔ داہنی طرف تھوکنا اس لیے منع ہوا کہ ادھر لکھنے والا فرشتہ رہتا ہے ۱۲ منہ

[3] ٹھنڈا کرنے سے مطلب یہ ہے کہ زوال کے بعد پڑھے نہ یہ کہ ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد کیونکہ ایک مثل سایہ ہونے پر تو عصر کا وقت آجاتا ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ کے اس قول پر کہ ظہر کا وقت دو مثل سائے تک رہتا ہے کسی نے عمل نہیں کیا یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں بھی حنفی جماعت دو مثل سے پہلے عصر کی نماز پڑھ لیتی ہے ۱۲ منہ

[4] بعضوں نے یوں کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج اور نافع دونوں نے صالح بن کیسان سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن تو ابوہریرہؓ سے اور نافع نے عبداللہ بن عمر سے ۱۲ منہ

[5] اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے بعضوں نے کہا یہ حکم خاص ہے جماعت سے اکیلے آدمی کو اول ہی وقت پڑھنا افضل ہے بعضوں نے کہا ہے ہر حال میں اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھ کر ٹھنڈا کرو کیونکہ نماز سبب ہے رحمت کا اور دوزخ کی بھاپ غضب ہے پروردگار کا ۱۲ منہ۔

زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ۔

زید بن وہب ہمدانی سے سنا انہوں نے ابو ذر غفاری صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن (بلالؓ) اذان دینے لگے[1] آپ نے فرمایا (ذرا) ٹھنڈا ہونے دے یا یوں فرمایا ٹھیر جا ٹھیر جا اور فرمایا کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے جب گرمی کی سختی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھو یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ہم نے دیکھا[2]

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم کو زہری کی یہ حدیث یاد ہے انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے اور ہوا یہ کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکوہ کیا[3] کہنے لگی مالک میرے (ایسی سخت گرمی ہے کہ) میں اپنے کو آپ کھا رہی ہوں اس وقت اس کو (سال میں) دو سانسیں لینے کی پروردگار نے اجازت دی ایک جاڑے میں اور ایک گرمی میں یہی سبب ہے کہ گرمی کے موسم میں سخت گرمی تم کو لگتی ہے اور جاڑے میں سخت سردی[4]

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح ذکوان نے انہوں نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر و اس لیے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے حفص کے

---

[1] یعنی اذان شروع کی یا اذان دینا چاہی جیسے آگے آئے گا کہ انہوں نے اذان کا ارادہ کیا ۱۲ منہ [2] ٹیلوں کا سایہ بہت اخیر وقت پڑھتا ہے یعنی ظہر کی نماز اخیر وقت میں پڑھی ۱۲ منہ

[3] دوزخ نے حقیقۃً شکوہ کیا وہ بات کر سکتی ہے قرآن شریف میں وارد ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے تو بھر گئی وہ کہے گی اور کچھ ہے حدیث میں ہے کہ آخر پروردگار اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تب وہ کہے گی بس بس میں بھر گئی ۱۲ منہ [4] گرمی میں سانس نکالتی ہے یعنی گرمی میں دوزخ کی بھاپ اوپر نکلتی ہے اور زمین کے رہنے والوں کو لگتی ہے ان کو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے اور جاڑے میں اندر کو سانس لیتی ہے تو اوپر گرمی محسوس نہیں ہوتی بلکہ زمین کی ذاتی سردی غالب آکر رہنے والوں کو سردی محسوس ہوتی ہے اس میں کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہیں اور حدیث میں شبہ کرنے کی وجہ نہیں ہے زمین کے اندر دوزخ موجود ہے جیالوجی والے لکھتے ہیں کہ تھوڑے فاصلہ پر زمین کے اندر ایسی گرمی ہے کہ وہاں کے تمام عنصر پانی کی طرح پگھلے رہتے ہیں اگر لوہا وہاں پہنچ جائے تو اسی دم گل کر پانی ہو جائے ۱۲ منہ

فَيْحِ جَهَنَّمَ تَابَعَهُ سُفْيَانُ وَيَحْيَى وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ -

ساتھ اس حدیث کو سفیان ثوری اور یحییٰ قطان اور ابو عوانہ نے بھی اعمش سے روایت کیا[1]

بَابُ ۳۵۹ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

باب سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا

۵۱۰- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَتَفَيَّؤُا تَتَمَيَّلُ -

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے مہاجر ابوالحسن نے جو بنی تیم اللہ (قبیلہ) کے غلام تھے انہوں نے کہا میں نے زید بن وہب جہنی سے سنا انہوں نے ابوذر غفاری سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے[2] پھر اس نے اذان دینا چاہی آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے تو جب سخت گرمی ہو نماز کو ٹھنڈا کرد اور ابن عباسؓ نے تتفیأ ظلالہ کی تفسیر میں کہا (جو سورہ نحل میں ہے) یعنی جھکتے ہیں[3]

بَابُ ۳۶۰ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

باب ظہر کا وقت سورج ڈھلنے پر ہے

وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ -

اور جابر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے دوپہر کی گرمی میں[5]

۵۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے پر برآمد ہوئے[6] اور ظہر کی نماز پڑھائی

[1] سفیان ثوری کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب بدء الخلق میں اور یحییٰ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا لیکن ابو عوانہ کی روایت نہیں ملی ۱۲ [2] صحابہ کی عادت تھی کہ اذان ہوتے ہی نماز کے لیے جمع ہو جاتے اس لیے آپ نے اذان میں دیر کرنے کا حکم دیا بعضوں نے کہا اذان سے یہاں اقامت مراد ہے اور مؤذن وہی بلالؓ تھے ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے وصل کیا باب وقت المغرب میں ۱۲ منہ [4] امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ ایسا آجاتا ہے جو قرآن میں بھی آیا ہے تو قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں حدیث میں فیء کا لفظ آیا تھا قرآن میں تتفیؤا ہے جس کا مادہ فی ہے اس لیے اس کی تفسیر بیان کر دی ۱۲ منہ [5] یعنی سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لیتے اس میں دیر نہ کرتے اس وقت دوپہر کی سخت گرمی ہوتی ۱۲ منہ [6] یہ حدیث مختصراً کتاب العلم میں گزر چکی ہے اس لفظ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اس کے بعد اجماع ہو گیا کہ زوال سے پہلے ظہر کی نماز درست نہیں لیکن امام احمد اور اسحاق کے نزدیک

(باقی بر صفحہ آئندہ)

زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ فِيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْئَلْ فَلَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَاَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ ٭

پھر منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا فرمایا اس میں بڑی بڑی باتیں ہوں گی[۱] پھر فرمایا جس کو کوئی بات (مجھ سے) پوچھنا ہو وہ پوچھ لے جب تک میں اس جگہ میں ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتلاؤں گا یہ سن کر لوگ (خوف کے مارے) بہت رونے لگے اور آپ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے پوچھو نا پوچھو تو عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا پھر آپ بار بار یہی فرمانے لگے پوچھو پوچھو آخر حضرت عمرؓ (ادب سے) دو زانو ہو بیٹھے اور عرض کرنے لگے ہم اللہ جل جلالہ کے مالک ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمدؐ کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں اس وقت آپ چپ ہوئے پھر آپ نے فرمایا ابھی بہشت دوزخ میرے سامنے اس دیوار کے کونے میں پیش کی گئیں میں نے نہ ایسی کوئی عمدہ چیز دیکھی (جیسے بہشت تھی) نہ ایسی کوئی بری چیز دیکھی (جیسے دوزخ تھی)۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ فِيْهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا يَذْهَبُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو المنہال (سیار بن سلامہ) سے انہوں نے ابو برزہ (فضلہ بن عبید سے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اُس وقت پڑھتے جب ہم میں کوئی شخص (نماز سے فارغ ہو کر) اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپ اس میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر اُس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر اس وقت کہ ہم میں سے کوئی عصر پڑھ کر شہر کے پرلے حصے میں (اپنے گھر کو) لوٹ جاتا اور سورج

بقیہ صفحہ سابقہ) جمعہ کی نماز زوال سے پہلے درست ہے اور گرمی کے دنوں میں جمعہ سویرے پڑھ لینے میں لوگوں کو آرام ہے ۱۲ منہ **(حواشی صفحہ ہذا)**

[۱] آپ کو خبر پہنچی تھی کہ منافق لوگ امتحان کے لیے آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں اس لیے آپ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ جو تم چاہو وہ مجھ سے پوچھ لو عبداللہ بن حذافہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے اس لیے اس نے پوچھا کہ واقعی میرا باپ کون تھا لوگ خوف کے مارے رونے لگے سمجھے کہ اب خدا کا عذاب آئیگا یا قیامت کے ڈر سے رو دیئے بہشت دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئیں یا اُن کا نمونہ دکھلایا گیا یا وہاں سے دونوں مقاموں تک راہ کھل گئی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا غصہ پہچان کر ایسا معروضہ کیا جس سے غصہ جاتا رہا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ.

۵۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ.

بَابٌ ۳۶۱ تَأْخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ.

۵۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ أَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسٰى.

تیز رہتا[1] ابوالمنہال نے کہا میں بھول گیا ابوبرزہ نے مغرب کے باب میں کیا کہا اور آپ عشاء کی نماز میں تہائی رات تک دیر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے پھر ابوالمنہال نے یوں کہا آدھی رات تک ۔ اور معاذ بن معاذ بصری نے کہا شعبہ نے کہا پھر میں ابوالمنہال سے ایک بار ملا تو یوں کہنے لگا یا تہائی رات تک[2] ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے انہوں نے کہا ہم کو خالد ابن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے غالب قطان نے بیان کیا انہوں نے بکر بن عبداللہ مزنی سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (ظہر کی) نماز دوپہر دن کو پڑھا کرتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے ۔

باب ظہر میں اتنی دیر کرنا کہ عصر کا وقت قریب آن پہنچے

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمر بن دینار سے انہوں نے جابر بن زید سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر (یعنی سفر نہ تھا) سات رکعتیں مغرب اور عشا کی اور آٹھ رکعتیں ظہر اور عصر کی (ملاکر) پڑھیں ایوب سختیانی نے جابر بن زید سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہوگا انہوں نے کہا شاید[3] ۔

[1] لفظی ترجمہ یوں ہے اور سورج زندہ رہتا یعنی صاف سفید چمکتا ہوا اس کا رنگ زرد نہ ہوتا ۱۲ منہ [2] غرض ابوالمنہال کو شک رہا ۔ کہ ابوبرزہ نے عشا کی نماز میں آدھی رات تک دیر کرنا بیان کیا یا تہائی رات حماد بن سلمہ نے ابوالمنہال سے تہائی رات بغیر شک کے نقل کیا اس کو مسلم نے نکالا اور معاذ بن معاذ کی تعلیق کو بھی امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ جابر کی ایک احتمالی بات ہے مسلم کی روایت سے اس کی غلطی ثابت ہوتی ہے اس میں یہ ہے کہ نہ مینہ تھا نہ کوئی اور خوف بعضوں نے کہا یہ جمع صوری تھا یعنی ظہر کو اخیر وقت پڑھا اسی طرح مغرب کو کہ عصر اور عشا کا وقت آن پہنچا امام بخاری کے ترجمہ باب سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ہمارے امام احمد بن حنبل نے مریض اور مسافر کے لیے دو نمازوں میں جمع کرنا جائز رکھا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث جیسے ربیعہ اور ابن سیرین اور اشہب اور ابن منذر اور قفال نے ضرورت سے مقیم کے لیے بھی جمع جائز رکھا ہے بشرطیکہ کبھی کبھی ایسا کرے ہمیشہ عادت نہ کرے ابن عباسؓ نے دوسری روایت میں کہا کہ آپ نے یہ جمع اس لیے کیا کہ آپ کی امت کو تکلیف نہ ہو اور بحر میں امامیہ اور متوکل علی اللہ مہدی کا قول یہی لکھا ہے کہ مقیم کو بھی جمع کرنا جائز ہے اور ابن منذر نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۳۶۲ وَقْتِ الْعَصْرِ۔

۵۱۵ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا

۵۱۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

۵۱۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّشُعَيْبٌ وَّابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

۵۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ

باب عصر کا وقت

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض لیثی نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ دھوپ ان کے حجرے میں رہتی اوپر نہ چڑھتی۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب دھوپ اُن کے حجرے میں تھی سایہ وہاں نہیں پھیلا تھا۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ دھوپ میرے حجرے میں رہتی اور ابھی سایہ نہ پھیلا ہوتا امام بخاری نے کہا امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اور شعیب بن ابی حمزہ اور ابن ابی حفصہ محمد بن میسرہ نے اپنی روایتوں میں یوں کہا ہے ابھی دھوپ اوپر نہ چڑھی ہوتی[1]

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو عوف نے خبر دی انہوں نے سیار بن سلامہ سے انہوں نے کہا

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت علی اور زید بن علی اور ہادی اور ناصر اور ائمہ اہل بیت سے ایسا ہی نقل کیا ہے کہ جمع جائز ہے لیکن الگ الگ وقتوں میں پڑھنا افضل ہے شوکانی نے کہا اتنے اماموں کا اختلاف ہونے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ جمع کرنا بالاجماع ناجائز ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] امام بخاری کا مطلب ان روایتوں کے لانے سے یہ ہے کہ سفیان اور لیث کی روایتوں میں یہ مذکور ہے لم یظہر الفئ ان میں ظہور سے سایہ کا پھیلنا مراد ہے کیونکہ جتنی دیر ہوگی تو دھوپ اوپر چڑھتی جائے گی اور سایہ نیچے پھیلتا جائے گا اور مالک اور یحییٰ اور شعیب وغیرہ کی روایتوں سے یہ مطلب کھل جاتا ہے ان میں صاف دھوپ کا اوپر چڑھنا مذکور ہے امام مالک کی روایت کو خود امام بخاری نے وصل کیا اور یحییٰ کی روایت کو ذہلی نے اور شعیب کی روایت کو طبرانی نے اور ابن حفصہ کی روایت کو ابراہیم بن طہمان نے اپنے نسخہ میں وصل کیا ۱۲ منہ

دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ فَقَالَ کَانَ یُصَلِّی الْھَجِیْرَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْاُوْلٰی حِیْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَیُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰی رَحْلِہٖ فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ وَالشَّمْسُ حَیَّۃٌ وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَآءِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْعَتَمَۃَ وَکَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَھَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا وَکَانَ یَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حِیْنَ یَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِیْسَہٗ وَیَقْرَاُ بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ۔

میں اور میرا باپ دونوں مل کر ابوبرزہ اسلمی صحابی پاس گئے میرے باپ نے اُن سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن وقتوں میں پڑھتے تھے۔ ابوبرزہ نے کہا ظہر کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہیں اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھلتا اور عصر کی نماز پڑھتے پھر اس کے بعد ہم سے کوئی اپنے گھر کو جو مدینہ کے انجیر میں ہوتا جا پہنچا اور سورج تیز رہتا سیار تے کہا مجھ کو یاد نہیں ابوبرزہ نے مغرب کے باب میں کیا کہا ابوبرزہ نے کہا اور آنحضرتؐ عشا کی نماز میں جس کو تم عتمہ کہتے ہو دیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا ناپسند کرتے تھے اسی طرح اس کے بعد باتیں کرنا[۵۱] اور آپ صبح کی نماز اُس وقت پڑھ چکتے جب آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا (اتنی روشنی ہوتی) اور (اس میں) ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے

۵۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَّالِکٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَیَجِدُھُمْ یُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم (آنحضرتؐ کے ساتھ) عصر کی نماز پڑھ لیتے پھر کوئی آدمی بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (جو قبا میں تھا مدینہ سے کوس بھر) جاتا ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا[۵۲]

۵۲۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ یَقُوْلُ صَلَّیْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الظُّھْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ فَوَجَدْنَاہُ یُصَلِّی الْعَصْرَ فَقُلْتُ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابوبکر سہل بن عثمان بن سہل بن حنیف نے کہا میں نے ابو امامہ (اسعد بن سہل) سے سنا وہ کہتے تھے ہم نے عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکل کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دیکھا تو عصر پڑھ رہے ہیں[۵۳] میں نے کہا چچا یہ

---

[۵۱] یعنی دنیا کی باتیں نرخل تافیے اس لیے کہ عشا کی نماز پڑھ کر سو جانے میں گویا آدمی کو بیداری کا خاتمہ عبادت پر ہوتا ہے جیسے صبح کی نماز سے بیداری کا شروع عبادات سے ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عشا کے بعد بھر بے کار باتیں جانے اور جاگتے رہنے سے تہجد کے لیے آنکھ نہ کھلے گی یا صبح کی نماز میں دیر ہو جائے گی ۱۲ منہ [۵۲] وہ لوگ عصر کی نماز دیر میں پڑھتے اپنی تجارت اور زراعت کے دھندوں سے فارغ ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوّل وقت پڑھ لیتے ۱۲ منہ [۵۳] اس سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز اول وقت پڑھنا چاہیئے یعنی ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی ۱۲ منہ

يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهٗ۔

کون سی نماز ہے جو تم نے پڑھی[51] انہوں نے کہا عصر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی نماز تھی جس کو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

۵۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک (جو مدینہ سے ایک کوس ہے) جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج بلند رہتا۔

۵۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهٖ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج بلند اور تیز رہتا پھر کوئی جانے والا عوالی کو جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج بلند رہتا[52]۔ زہری نے کہا بعضے عوالی مدینہ سے چار میل پر یا کچھ ایسے ہی واقع ہیں۔

بَابٌ ۳۶۳ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

باب عصر کی نماز قضا ہو جانے کا گناہ

۵۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهٗ وَمَالَهٗ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تینیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہو گئی گویا اس کا گھر بار مال اسباب لٹ گیا[53]۔ امام بخاری نے کہا (سورہ محمدؐ میں) جو یترکم

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ إِذَا قَتَلْتَ لَهٗ قَتِيلًا أَوْ أَخَذْتَ مَالَهٗ

کا لفظ آیا ہے وہ وتر سے نکالا گیا ہے وتر کہتے ہیں کسی شخص کا کوئی آدمی مار ڈالنا یا اس کا مال چھین لینا[54]

[51] انس اسعد کے چچا تھے مگر عمر میں جو شخص بڑا ہو اس کو چچا یا ماموں کہہ سکتے ہیں ۱۲ منہ [52] عوالی وہ گاؤں ہے جو مدینہ کے اطراف بلندی پر واقع ہیں ان میں بعضا گاؤں چھ میل پر بعضا گاؤں آٹھ میل پر واقع ہے اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہوتا ہے ورنہ دو مثل سایہ ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آدمی چار چھ میل جائے اور سورج میں تغیر نہ آئے ۱۲ منہ [53] یعنی ان میں لوٹا ہوا یا سب تباہ ہو گئے اس لیے کہ وتر کے معنی کم ہو جانے کے بھی ہیں اور لٹ جانے کے بھی اور چھن جانے کے بھی ۱۲ منہ [54] اس حدیث میں جو یہ لفظ آیا فکانما وتر اہلہ ومالہ تو امام بخاری نے یہ بیان کیا کہ قرآن میں بھی یہ لفظ سورہ محمد میں آیا ہے ولن یترکم اعمالکم دونوں وتر سے مشتق ہیں وتر کے معنی کسی کی جان یا مال کا نقصان کرنا ۱۲ منہ۔

باب ۳۶۴ إِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ.

۵۲۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

باب عصر کی نماز چھوڑ دینے کا گناہ[1]

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے کہا ہم کو یحییٰ بن ابی کثیر نے خبر دی انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے ابوالملیح عامر بن اسامہ ہذلی سے انہوں نے کہا ہم جہاد میں بریدہ بن حصیب صحابی کے ساتھ تھے اس دن ابر تھا تو انہوں نے کہا عصر کی نماز جلدی پڑھو کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عصر کی نماز چھوڑ دے گا اس کا عمل اکارت ہو گیا[2]

باب ۳۶۵ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ.

۵۲۵ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ افْعَلُوا لَا تَفُوتَنَّكُمْ.

باب عصر کی نماز کی فضیلت

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے اتنے میں رات کو آپ نے چاند کی طرف دیکھا[3] تو فرمایا تم (ایک دن) اپنے مالک کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اس کو دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن (زحمت) نہ ہوگی پھر اگر تم سے ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی صبح کی) اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی عصر کی) ان کو چھوڑ کر کسی کام میں نہ پھنس جاؤ تو کرو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی - (اے پیغمبر) اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کرتا رہ[4] سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اسمٰعیل نے کہا تو کرو سے یہ مطلب ہے کہ نماز قضا نہ ہونے دو۔

---

[1] پہلا باب اس کے لیے تھا جس کی عصر کی نماز بلا قصد فوت ہو جائے اور یہ باب اس کے لیے ہے جو قصداً ایسا کرے ۱۲ منہ [2] یعنی اس کے عمل کا ثواب اس کو نہ ملے گا یہ حکم بطریق تغلیظ کے ہے عصر کی نماز کا خیال رکھنے کے لیے ورنہ اعمال صالحہ فقط کفر سے اکارت ہوتے ہیں جیسے قرآن میں ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ حنابلہ حدیث کو ظاہر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں عصر کی نماز چھوڑ دینے والا کافر ہو گیا اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی چودھویں رات کے چاند کی طرف جیسے مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے اور صحیح بخاری کے بھی بعضے نسخوں میں لیلۃ کے بعد لیعنی البدر ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے آیت کی تفسیر ہو گئی یعنی پاکی بیان کرنے سے مطلب نماز پڑھنا ہے فجر اور عصر کی ۱۲ منہ

۵۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ ﴿

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے انہوں نے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن میں فرشتے تمہارے پاس آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور رات اور دن دونوں کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تم میں رہے تھے وہ (آسمان) پر چڑھ جاتے ہیں پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے اُن کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا[۵۱] اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

بَابُ ۳۶۶ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوبِ -

باب جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت بھی پالے تو اس کی نماز ادا ہو گئی

۵۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز پوری کر لے (اس کی نماز ادا ہوئی نہ قضا) اور جو کوئی سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالے وہ بھی اپنی نماز پوری کر لے[۵۲]

۵۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم ابن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ

[۵۱] اگرچہ یہ فرشتے بھی نماز میں شریک ہوتے ہیں مگر نماز میں چھوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ ہم ان کے پاس سے چلے اُٹھے کہتے ہیں یہ وہی فرشتے ہیں جو آدمی کی حفاظت کرتے ہیں صبح شام ان کی بدلی ہوتی رہتی ہے قرطبی نے کہا یہ دوسرے فرشتے ہیں اور پروردگار جو ان سے اپنے نیک بندوں کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سب جانتا ہے اس سے مقصود ان کا قائل کرنا ہے وہ جو انہوں نے آدم کی پیدائش کے وقت کہا کہ آدمی زاد زمین میں خون اور فساد کرے گا ۱۲ منہ [۵۲] اس پر تمام ائمہ اور علماء کا اجماع ہے مگر حنفیوں نے آدھی حدیث کو لیا ہے اور آدھی کو چھوڑ دیا ہے وہ کہتے ہیں عصر کی نماز تو صحیح ہو جائے گی لیکن فجر کی صحیح نہ ہو گی ان کا قیاس صحیح حدیث کے برخلاف ہے اور خود انہی کے امام کی وصیت کے مطابق چھوڑ دینے کے لائق ہے ۱۲ منہ

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِينَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ أَيْ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا قِيرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔

بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے تمہارا دنیا میں رہنا اگلی امتوں (یہود اور نصاریٰ کے) مقابلے میں ایسا ہے جیسے عصر کی نماز سورج ڈوبنے تک توراۃ والوں نے جن کو توراۃ دی گئی (صبح سے) مزدوری کرنا شروع کی جب دوپہر دن گزرا تو تھک گئے (کام پورا نہ کر سکے) ان کو ایک ایک قیراط ملا[1] پھر انجیل والوں کو انجیل ملی انہوں نے عصر کی نماز تک کام کیا پھر تھک گئے ان کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر ہم مسلمانوں کو قرآن ملا ہم نے سورج ڈوبے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) ہم کو دو دو قیراط مزدوری کے ملے اب توراۃ اور انجیل والے کہنے لگے پروردگار تو نے ان مسلمانوں کو دو دو قیراط دیے اور ہم کو ایک ایک ہی قیراط دیا حالاں کہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری کچھ دبا لی انہوں نے کہا نہیں اللہ نے فرمایا پھر میری عنائیت (اس میں تمہارا کیا اجارہ ہے) میں جس پر چاہوں کروں[2]۔

۵۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ہم سے ابو کریب محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابو بردہ عامر بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس سے انہوں نے

---

[1] قیراط آدھے دانق کو کہتے ہیں اور دانق درم کا چھٹا حصہ تو قیراط درم کا بارھواں حصہ ہوا درم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے حنفیہ نے یہ دلیل لی ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سائے سے شروع ہوتا ہے ورنہ جو وقت ظہر سے عصر تک ہے وہ اس وقت سے زیادہ نہ ٹھیرے گا جو عصر سے غروب آفتاب تک ہے حالانکہ مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث میں عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت اس وقت سے کم رکھا گیا ہے جو دوپہر دن سے عصر کی نماز تک ہے اور اگر ایک مثل سایہ پر عصر کی نماز پڑھی جائے جب بھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک جو وقت ہوگا وہ دوپہر سے تا بہ فراغت از نماز عصر کم ہوگا کیونکہ نماز کے لیے اذان ہوگی لوگ جمع ہوں گے وضو کریں گے سنتیں پڑھیں گے اس کے علاوہ حدیث کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کا وقت یہود اور نصاریٰ کے مجموعی وقت سے کم تھا اور اس میں کوئی شک نہیں اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں لائے اس کی مناسبت بیان کرنا مشکل ہے حافظ نے کہا اس سے اور اس کے بعد والی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی عمل کے ایک جزو پر پوری مزدوری ملتی ہے اسی طرح جو کوئی فجر یا عصر کی ایک رکعت پا لے اُس کو بھی اللہ ساری نماز وقت پر پڑھنے کا ثواب دے سکتا ہے ۱۲ منہ

مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا إِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلٰى أَجْرِكَ فَاسْتَأْجَرَ آخَرِيْنَ فَقَالَ أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مسلمانوں اور یہود اور نصاریٰ کی مثال (اپنے اپنے پیغمبر کے ساتھ) اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک کام کے لیے چند لوگوں کو مزدوری پر رکھا کہ رات تک کام کریں تو انہوں نے دوپہر دن تک کام کیا پھر کہنے لگے ہم تیری مزدوری سے درگزرے آخر اس نے دوسرے مزدور بلائے اور ان سے کہا جتنا دن باقی ہے تم اس کو پورا کرو اور جو مزدوری میں نے ٹھہرائی ہے وہ لے لو (انہوں نے کام شروع کیا) جب عصر کا وقت ہوا تو کہنے لگے جتنا کام ہم نے کیا وہ پھکٹ (مفت) تیرا ہوا (ہم سے شام تک کام نہیں ہو سکتا تو دوسرے مزدور رکھ لے) آخر اس نے تیسرے مزدور بلائے انہوں نے جو دن باقی رہا تھا اس میں سورج ڈوبے تک مزدوری کی اور اگلے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری انہوں نے لے لی[1]

بَابُ ۳۶۷ وَقْتِ الْمَغْرِبِ.

باب مغرب کے وقت کا بیان

وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيْضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

اور عطاء بن ابی رباح نے کہا بیمار آدمی مغرب اور عشا ملا کر پڑھ سکتا ہے[2]

۵۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبُو النَّجَاشِيِّ اسْمُهٗ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ

ہم سے محمد بن مہران نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے کہا مجھ سے ابوالنجاشی نے جو رافع بن خدیج کے غلام تھے ان کا نام عطاء بن صہیب تھا انہوں نے

[1] کام تو کیا صرف عصر سے مغرب تک لیکن سارے دن کی مزدوری ملی وجہ یہ کہ انہوں نے شرط پوری کی شام تک کام کیا اور کام کو پورا کیا اگلے دونوں گروہوں نے اپنا نقصان آپ کیا کام کو ادھورا چھوڑ کر بھاگ گئے محنت مفت گئی یہ مثالیں یہود اور نصاریٰ اور مسلمانوں کی ہیں یہودیوں نے حضرت موسیٰ کو مانا اور توراۃ پر چلے لیکن اس کے بعد انجیل مقدس اور قرآن شریف سے منحرف ہو گئے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کو انہوں نے نہ مانا اور نصاریٰ نے انجیل اور حضرت عیسیٰ کو مانا لیکن قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو گئے تو ان دونوں فرقوں کی محنت برباد ہو گئی آخرت میں جو اجر ملنے والا ہے اس سے محروم رہے اخیر زمانہ میں مسلمان آئے انہوں نے تھوڑی سی مدت کام کیا مگر کام کو پورا کر دیا اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں انبیوں کو مانا لہٰذا سارا ثواب ان ہی کے حصے میں آ گیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ منہ [2] اس اثر کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے مریض اور مسافر کے لیے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا میں جمع کرنا مطلقاً جائز رکھا ہے اور دلائل کی رو سے یہی مذہب قوی ہے بعضوں نے کہا عشا کا وقت مغرب کی نماز پڑھتے ہی شروع ہو جاتا ہے اسی طرح عصر کا ظہر کی نماز پڑھتے ہی ۱۲ منہ

مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔

کہا میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے ہم مغرب کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے پھر نماز پڑھ کر ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹ جاتا اور (تیر اندازی کرتا) تیر جہاں گرتا اُس مقام کو دیکھ لیتا (اتنی روشنی ہوتی)

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا إِذَا رَآهُمْ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے انہوں نے کہا جب حجاج (ظالم مدینہ کا حاکم بن کر) آیا (نمازمیں دیر کرنے لگا) تو ہم نے جابرؓ سے (نماز کے وقت) پوچھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو (ٹھیک گرمی میں) پڑھا کرتے اور عصر کی جب سورج صاف تیز رہتا اور مغرب کی جب سورج ڈوبتا اور عشاء کی کبھی سویر کبھی دیر آپ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو عشاء کو سویرے پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ انہوں نے دیر کی تو آپ بھی دیر کرتے اور صبح کی نماز صحابہؓ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے[1]

۵۳۲۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے کہا میں نے جابر بن زید سے سُنا انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کی (سات رکعتیں اور (ظہر عصر کی) آٹھ

[1] یہ راوی کی شک ہے کہ صحابہ کی طرف نسبت دی فعل کی یا حضرتؐ کی طرف اور بہر حال یہ ثابت ہے کہ آنحضرتؐ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے کیوں کہ صحابہ آپ کے ساتھ ہی نماز پڑھا کرتے تھے ۱۲ منہ

جَمِیْعًا۔

رکعتیں ملا کر پڑھیں[1]

بَابُ ۳۶۸ مَنْ کَرِہَ اَنْ یُّقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَآءُ

باب مغرب کو عشا کہنا مکروہ ہے

۵۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَیْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ الْمُزَنِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَغْلِبَنَّکُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰی اسْمِ صَلٰوتِکُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَیَقُوْلُ الْاَعْرَابُ ھِیَ الْعِشَآءُ۔

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے حسین بن ذکوان سے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہونے دو کہ گنوار (دیہاتی) لوگ تمہارے مغرب کی نماز کا کچھ اور نام رکھ دیں عبداللہ بن مغفل نے کہا۔[2] گنوار لوگ مغرب کو عشا کہا کرتے۔

بَابُ ۳۶۹ ذِکْرِ الْعِشَآءِ وَالْعَتَمَۃِ

باب عشا کی نماز کہو یا عتمہ کی

وَمَنْ رَّاٰہُ وَاسِعًا وَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ الْعِشَآءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْاِخْتِیَارُ اَنْ یَّقُوْلَ الْعِشَآءُ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوۃِ

جس نے دونوں کہنا جائز رکھا ہے اس کی دلیل اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا منافقوں پر دو نمازیں بہت بھاری ہیں عشا اور فجر کی[3] اور آنحضرتؐ نے فرمایا اگر لوگ جانتے جو عتمہ اور فجر کی نماز میں ثواب ہے[4] امام بخاری نے کہا بہتر یہ ہے کہ عشا کی نماز کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں فرمایا اور عشا کی نماز کے بعد اور ابو موسیٰ اشعری سے منقول ہے کہ ہم باری باری عشا کی نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

[1] یعنی دونوں نمازوں کو جمع کیا اس حدیث کی بحث اوپر گزر چکی ہے۔ اور اس باب میں یہ حدیث اس لیے لائے کہ مغرب کا وقت عشا کا وقت شروع ہونے تک ہے جیسے ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے ورنہ مغرب اور عشا کو جمع کرنا جائز نہ ہوتا جیسے فجر اور ظہر کا یا ظہر اور مغرب یا عصر اور عشا کا جمع جائز نہیں بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ مغرب کا ایک تو معمولی وقت ہے یعنی غروب آفتاب کے ہوتے ہی دوسرے غیر معمولی جمع کرنے والے کے لیے وہ عشا کے وقت کے باقی رہنے تک ہے ۱۲ منہ [2] گنوار لوگ مغرب کو عشا کہا کرتے تھے آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ تم بھی اُن کے موافق اس نماز کو عشا نہ کہا کرو حافظ نے کہا یہ ممانعت آپ نے اس خیال سے کی کہ عشا کے معنے لغت میں تاریکی کے ہیں اور یہ شفق ڈوبنے کے ہوتی ہے پس اگر مغرب کا نام عشا پڑ جائے تو احتمال ہے کہ آئندہ لوگ مغرب کا وقت شفق ڈوبنے کے بعد سمجھنے لگیں گے ۱۲ منہ [3] یہ کرمانی کی تفسیر ہے لیکن حافظ نے کہا اس کے لیے کوئی دلیل چاہیئے کہ یہ عبداللہ بن مغفل کا قول ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ بھی آنحضرتؐ کا کلام ہے کہ گنوار لوگ مغرب کو عشا کہتے ہیں ۱۲ منہ [4] اس حدیث کو خود امام بخاری نے باب فضل العشاء جماعۃ میں وصل کیا اس باب میں امام بخاری نے کئی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے یہ نکالا ہے کہ عشا کی نماز کو کبھی عتمہ بھی کہا ہے عتمہ وہ باقی دودھ جو اونٹنی کے تھن میں باقی رہنے دیتے تھوڑی رات گزرنے کے بعد اس کو دوہتے بعضوں نے کہا عتم کے معنے رات کی تاریکی تک دیر کرنا چونکہ اس نماز کا یہی وقت ہے اس لیے اس کو عتمہ کہا ۱۲ منہ [5] تو گھٹنے ہوئے ان کے لیے آتے اس حدیث کو خود امام بخاری نے باب الاستہام فی الاذان میں وصل کیا اس حدیث میں عشا کی نماز کو عتمہ فرمایا ۱۲ منہ

الْعِشَاءِ فَاَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

آیا کرتے آپ نے اس نماز میں دیر کی اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں دیر کی اور بعض لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے یوں بھی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کی نماز میں دیر کی اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھتے تھے اور ابو برزہ اسلمی (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں دیر کرتے اور انس بن مالکؓ (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی عشا کی نماز دیر سے پڑھی اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ایوب اور ابن عباس صحابیوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی۔

ہم سے عبدان عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے کہا سالم نے یہ کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز ہم کو پڑھائی یعنی وہی نماز جس کو لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں پھر نماز پڑھ کر آپ نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اس رات سے سو برس گزرنے تک جتنے لوگ آج زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

۱؎ اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے وصل کیا ہے ۱۲ منہ ۲؎ ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاری نے وصل کیا باب النوم قبل العشاء اور باب فضل العشاء میں ۱۲ منہ ۳؎ اس روایت کو امام بخاری نے باب خروج النساء الی المساجد باللیل میں وصل کیا اور اسمٰعیل نے اس کو عقیل اور یونس اور ابن ابی ذئب وغیرہ کے طریقوں سے نکالا ۱۲ منہ ۴؎ یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے باب وقت المغرب وقت العشاء میں نکالا ۱۲ منہ ۵؎ یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے باب وقت العصر میں وصل کیا ۱۲ منہ ۶؎ یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے باب وقت العشاء الی نصف اللیل میں وصل کیا ۱۲ منہ ۷؎ ابن عمر کی حدیث کو حج میں اور ابو ایوبؓ کی حدیث کو بھی حج میں اور ابن عباس کی حدیث کو باب تاخیر الظہر الی العصر میں امام بخاری نے وصل کیا ۱۲ منہ ۸؎ سو برس میں جتنے لوگ آج زندہ ہیں سب مر جائیں گے امام بخاری نے اسی حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ خضر کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا سب سے اخیر صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ بھی ۱۱۰ھ ہجری میں گزر گئے اسی حدیث سے بابا رتن ہندی کا جھوٹا ہونا نکالا گیا جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ۱۲ منہ

بَابُ ۳۷ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا.

۵۳۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

بَابُ ۳۷ فَضْلِ الْعِشَاءِ.

۵۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ.

۵۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ

باب عشا کی نماز اس وقت پڑھنا جب لوگ جمع ہو جائیں اگر لوگ دیر کریں تو دیر میں پڑھنا۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ سے انہوں نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ صحابی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا وقت پوچھا جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں (یعنی زوال ہوتے ہی) پڑھا کرتے اور عصر کی جب سورج تیز چمکتا رہتا اور مغرب کی جب سورج ڈوبتا اور اگر لوگ بہت جمع ہو جاتے تو آپ عشا کی نماز جلد پڑھ لیتے اگر لوگ تھوڑے ہوتے تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے[1]

باب عشا کی فضیلت

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اسلام کا دین اور ملکوں میں پھیلنے سے پہلے[2] دیر کی تو آپ (گھر سے) برآمد نہیں ہوئے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا عورتیں اور بچے سو گئے اس وقت آپ برآمد ہوئے اور مسجد میں جو لوگ جمع تھے ان سے فرمایا تمہارے سوا ساری زمین والوں میں کوئی اس نماز کا (اس وقت) منتظر نہیں[3]۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن

---

[1] حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے اگر عشا کی نماز جلد پڑھی جائے تو اس کو عشا کہیں گے اور جو دیر میں پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہیں گے گویا اس شخص نے دونوں روایتوں میں اس طرح جمع کیا اور یہ رد اس طرح سے ہوا کہ اس حدیث میں دونوں حالتوں میں اس کو عشا کہا اور یہ حدیث اوپر باب وقت المغرب میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اس وقت تک مدینہ کے سوا اور کہیں مسلمان لوگ نہ تھے ۱۲ منہ [3] تو ایسے شان والی نماز کی انتظار کا ثواب حق تعالیٰ نے تمہاری ہی قسمت میں رکھا ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ عَلَى رِسْلِكُمْ أَبْشِرُوا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ أَوْ قَالَ مَا صَلَّى هَذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى فَرَجَعْنَا فَرِحِي بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اسامہ نے انہوں نے برید ہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہ عامر سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری صحابی سے انہوں نے کہا میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں آئے تھے بطحان کے میدان میں اترے ہوئے تھے[۱] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خاص شہر) مدینہ میں تو باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشا کی نماز کے وقت ان میں سے چند آدمی آتے رہتے ہر رات کو آتے ایک رات ایسا ہوا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اتفاق سے آپ اس رات کسی کام میں مصروف تھے تو آپ نے (عشا کی) نماز میں دیر کی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی اس کے بعد آپ برآمد ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو حاضرین سے فرمایا ذرا ٹھہرے رہو خوش ہو جاؤ یہ اللہ کا تم پر احسان ہے اس وقت (ساری دنیا میں) تمہارے سوا اور کوئی لوگ نماز نہیں پڑھتے یا یوں فرمایا کہ اس وقت تمہارے سوا کوئی ایسا نہیں جس نے نماز پڑھی ہو ابوموسیٰ نے کہا معلوم نہیں ان دونوں جملوں میں سے کون سا جملہ آپ نے فرمایا ابوموسیٰ نے کہا یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم سن کر خوشی خوشی لوٹ آئے[۲]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

باب عشا کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے[۳]

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے انہوں نے ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے انہوں نے ابوبرزہ اسلمی (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے پہلے سو جانا برا جانتے تھے اسی طرح عشا کی نماز کے بعد باتیں کرنا۔

[۱] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں ۱۲ منہ [۲] اتنی رات تک جاگنے کی ہم کو تھکن نہیں رہی اسی حدیث سے یہ نکلا کہ عشا کی نماز میں تہائی یا آدھی رات تک دیر کرنا مستحب ہے ۱۲ منہ [۳] بعضوں نے رمضان میں اس کی رخصت دی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا جگانے والا ہو یا جاگنے کی عادت پر اطمینان ہو ۱۲ منہ

باب ۳۷ ـ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ۔

۵۴۰ ـ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوبَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانُوا يُصَلُّوْنَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ ۔

باب اگر نیند کا بہت غلبہ ہو تو عشا کی نماز سے پہلے سو سکتا ہے۔

ہم سے ایوب بن سلیمان قریشی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوبکرؓ عبدالحمید بن عبداللہ نے انہوں نے سلیمان قریشی سے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو پکارا نماز کے لیے تشریف لایے عورتیں اور بچے تو سو گئے[۱] اس وقت آپ برآمد ہوئے اور فرمایا ساری زمین میں تمہارے سوا اور کوئی لوگ اس نماز کی انتظار میں نہیں ہیں حضرت عائشہ نے کہا ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں (ساری دنیا میں) نماز ہی نہیں ہوتی تھی اور آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ عشا کی نماز شفق ڈوبنے سے لے کر پہلی تہائی رات گزرنے تک پڑھا کرتے تھے۔

۵۴۱ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِيْ اَقَدَّمَهَا اَمْ اَخَّرَهَا اِذَا كَانَ لَا يَخْشٰى اَنْ يَّغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِهَا

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا مجھ سے عبدالملک بن جریج نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات کچھ کام ہو گیا آپ نے عشا کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے پھر آنکھ کھلی پھر سو گئے پھر جاگے[۲] اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) برآمد ہوئے اور فرمایا (اس وقت) سوا تمہارے ساری دنیا میں کوئی نماز کا منتظر نہیں اور عبداللہ بن عمرؓ کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے عشا کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر میں جب ان کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ سو جانے سے وقت جاتا رہے گا اور کبھی وہ

---

[۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ ان عورتوں بچوں پر نیند نے غلبہ کیا تو نماز سے پہلے سو گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں کیا ۱۲ منہ
[۲] اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو سونے کو ناقض وضو نہیں کہتے اور یہ دلیل پوری نہیں ہوتی کس لیے کہ احتمال ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہوں یا لیٹ کر اور جب جاگے ہوں تو پھر وضو کر لیا ہو گو حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ

وَقَدْ كَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هٰكَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهِ يَدَهُ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيدٍ ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلٰى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتّٰى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطِشُ إِلَّا كَذٰلِكَ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هٰكَذَا۔

عشا کی نماز پڑھنے سے پہلے بھی سو جاتے[1] ابن جریج نے کہا میں نے یہ حدیث جو نافع سے سنی تھی عطا بن ابی رباح سے بیان کی انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور جاگے اور پھر سو گئے اور جاگے آخر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے الصلوٰۃ (نماز کے لیے آپ کو پکارا) عطاء نے کہا ابن عباس نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) برآمد ہوئے گویا میں آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھے تھے آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں یہی حکم دیتا کہ عشا کی نماز اس وقت پڑھا کریں ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے اور زیادہ تحقیق کی میں نے یہ پوچھا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سر پر کس طرح رکھا تھا ابن عباس نے کیسے بتلایا تو عطاء نے اپنی انگلیاں ذرا کشادہ کیں پھر ان کے کنارے سر کے ایک کونے پر رکھے اور انگلیاں ملا لیں اُن کو اسی طرح سر پر پھراتے ہوئے لائے یہاں تک کہ آپ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے سے لگ گیا جو منہ سے نزدیک ہے کنپٹی پر داڑھی کے کونے پر نہ آپ نے دیر کی نہ جلدی بس جیسے میں نے بتلا دیا ویسا کیا۔[2] اور آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو (یہ نماز) اسی وقت پڑھنے کا حکم دیتا۔

بَابُ ٣٧ ـ وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ

باب عشا کا (مستحب عمدہ) وقت آدھی رات تک ہے[3]

---

[1] حافظ نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب وقت فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو اور عبدالرزاق نے یوں نکالا کہ ابن عمرؓ کبھی عشا کی نماز سے پہلے سو جاتے اور اپنے لوگوں میں سے کسی کو حکم دیتے کہ ان کو جگا دے اور امام بخاری نے ترجمہ باب میں اس کو حمل کیا اس صورت پر جب نیند کا بہت غلبہ ہو اور ابن عمرؓ کی شان کے یہی لائق ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جیسے میں ہاتھ پھیر رہا ہوں اسی طرح پھیرا نہ اس سے جلدی پھیرا نہ اس سے دیر میں یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لا یقصر ہو حافظ نے اسی کو ٹھیک کہا ہے لیکن بعضے نسخوں میں لا یعصر ہے تو ترجمہ یوں ہو"۔ نہ بالوں کو نچوڑتے تھے نہ ہاتھ میں پکڑتے تھے بلکہ اسی طرح کرتے تھے یعنی انگلیوں سے بالوں کو دبا کر پانی نکال رہے تھے ۱۲ منہ [3] اور جائز تو صبح صادق کے طلوع تک ہے جمہور کا یہی قول ہے لیکن اصطخری کا قول یہ ہے کہ آدھی رات گزر جانے پر عشا کا وقت فوت ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَاْخِيْرَهَا۔

اور ابو برزہؓ (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے[1]

۵۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوْا اَمَا اِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ لَيْلَتَئِذٍ۔

ہم سے عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن محاربی نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں آدھی رات تک دیر کی پھر پڑھی بعد اس کے فرمایا لوگ تو یہ نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم کو جب تک نماز کی انتظار میں رہے نماز کا ثواب ملتا رہا سعید بن ابی مریم نے اتنا اور بڑھایا[2] کہ ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے سُنا انہوں نے کہا گویا میں آپ کی انگوٹھی کی چمک اس رات دیکھ رہا ہوں[3]

بَابُ ۳۷۵ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْحَدِيْثِ

باب فجر کی نماز کی فضیلت

۵۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَاهُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلیؓ (صحابی) نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے اتنے میں آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا تو فرمایا سن رکھو بے شک (ایک دن) تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن (زحمت) نہ ہوگی یا یوں فرمایا کوئی شبہ نہ ہوگا پھر اگر تم سے یہ ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی صبح کی اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز ہے

---

[1] یہ ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو اوپر باب وقت العصر میں موصولاً گزر چکی حافظ نے کہا عشا کی نماز کی تاخیر بعض حدیثوں میں تہائی رات تک مذکور ہے بعض حدیثوں میں آدھی رات اور میں نے عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہنے میں کوئی صریح حدیث نہیں پائی ۱۲ منہ [2] یعنی ان کی روایت میں اس حدیث میں اتنا مضمون اور زیادہ ہے ۱۲ منہ [3] اس تعلیق کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انسؓ سے صراحتاً معلوم ہو جائے اور اس کو مخلص نے اپنے فوائد میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کے بعد ایک اور لفظ ہے والحدیث اس کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اکثر نسخوں میں یہ لفظ نہیں ہے کرمانی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کا بیان جو فجر کی فضیلت میں وارد ہے حافظ نے کہا یہ تفسیر بعید ہے اور شاید والعصر کی جگہ کاتب نے غلطی سے والحدیث لکھ دیا ۱۲ منہ

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ زَادَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا ۔

(یعنی عصر کی) اس کے ادا کرنے سے عاجز نہ رہو تو کرو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی (اے پیغمبر) اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر سورج نکلنے اور سورج ڈوبنے سے پہلے[۵۱] امام بخاری نے کہا ابن شہاب نے اسمٰعیل سے انہوں نے قیس سے انہوں نے جریر سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے آپ نے فرمایا تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے ۔

۵۴۴ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اَخْبَرَهُ بِهٰذَا ۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے کہا مجھ سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے انہوں نے ابوبکر بن ابی موسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ دو ٹھنڈی نمازیں[۵۲] پڑھا کرے وہ بہشت میں جائے گا اور عبداللہ بن رجاء نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا ابوجمرہ سے ان کو ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے خبر دی پھر یہی حدیث بیان کی[۵۳]

۵۴۵ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے حبان بن ہلال نے کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے کہا ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے انہوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث ۔

بَابُ[۳۷۶] وَقْتِ الْفَجْرِ

باب فجر کی نماز کا وقت

۵۴۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِيْ

ہم سے عمرو بن عاصم بصری نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انس سے اُن سے زید بن ثابت نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحر کا کھانا کھایا پھر صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے ۔ انسؓ نے کہا میں نے زید سے کہا سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ تھا انہوں نے کہا جتنی

۵۱ یہ حدیث اوپر باب فضل صلوٰۃ العصر میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی فجر اور عصر جیسے مسلم کی روایت میں اس کی تصریح ہے ٹھنڈا ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ ٹھنڈے وقت پڑھی جاتی ہیں جب گرمی کا زور ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ منہ ۵۳ عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے اس تعلیق کو ذہلی نے وصل کیا امام بخاری کی غرض اس کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ ابوبکر بن ابی موسیٰ جو اگلی روایت میں مذکور ہے وہ ابوموسیٰ اشعری کا بیٹا ہے ۱۲ منہ

آیَةً

۵۴۷ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى قُلْنَا لِأَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً

دیر میں پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھیں [۱]

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ (صحابی سے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت دونوں نے سحری کھائی جب سحری سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی قتادہ نے کہا ہم نے انس سے پوچھا سحری سے جب فراغت ہوئی تو نماز اس کی کتنی دیر کے بعد شروع کی انہوں نے کہا اتنی دیر کے بعد جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھے۔

۵۴۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي أَنْ أُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے اپنے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس سے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعدؓ (صحابی) سے سُنا وہ کہتے تھے میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھے یہ جلدی رہتی کہ صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھوں [۲]

۵۴۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز میں مسلمان عورتیں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے آتیں پھر نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو نہ پہچان سکتا [۳]

---

[۱] پچاس آیتیں پانچ منٹ یا دس منٹ میں پڑھی جاتی ہیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے رہبت رات رہے جیسے جاہل لوگ کیا کرتے ہیں متاخرین نے اس کا اندازہ رات کے ساتویں حصہ سے کیا ہے بعضوں نے کہا ۲۶ تاریخ کو جب اخیر رات میں چاند نکلتا ہے یہ صبح صادق کا وقت ہے اگر اس وقت کو یاد رکھے تو صبح کا اندازہ کرنے میں وقت نہ ہوگی ۱۲ منہ [۲] اس سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز بہت سویرے اندھیرے میں پڑھا کرتے یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ آپ صبح کی نماز بہت اندھیرے میں پڑھا کرتے حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو یہ لکھا کہ صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے صاف نظر آتے ہوں ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بار صبح کی نماز روشنی میں پڑھی پھر وفات تک ہمیشہ تاریکی میں پڑھتے رہے اہل حدیث اور شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز اس وقت اندھیرے میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۳۷۷ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً۔

باب جو کوئی (سورج نکلنے سے پہلے) صبح کی ایک رکعت پالے (تو اس کی نماز ادا ہو گی نہ قضا)

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار اور بسر بن سعید اور عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے ان تینوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے صبح کی نماز پالی اور جو کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے عصر کی نماز پالی۔

باب ۳۷۸ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً۔

باب جو کوئی کسی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے وہ نماز پالی

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے وہ نماز پالی۔

باب ۳۷۹ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۔

باب صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہوئے تک نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَّرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے ابوالعالیہ رفیع سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا مجھ سے کئی معتبر لوگوں نے بیان کیا ان سب میں عمرؓ زیادہ معتبر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد سورج روشن ہوئے تک نماز پڑھنے سے منع کیا

(بقیہ صفحہ سابقہ) پڑھنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہؒ اس طرف گئے ہیں کہ روشنی میں پڑھنا یعنی اسفار افضل ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۵۵۰ تو اگلا باب فجر اور عصر کی نماز سے خاص تھا اور یہ ہر نماز کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ جس نماز کی ایک رکعت بھی وقت گزرنے سے پہلے مل گئی تو گویا ساری نماز مل گئی اور اس کی نماز ادا ہو گی نہ قضا اسی حدیث سے یہ بھی نکالا ہے کہ اگر کسی نماز کا وقت ایک رکعت کے موافق باقی ہو اور اس وقت کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا لڑکا بالغ ہو جائے یا دیوانہ سیانا ہو جائے یا حائضہ پاک ہو جائے تو اس نماز کا پڑھنا اس کو واجب ہو گا ۱۲ منہ

تَشْرِقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ۔

اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک[1]۔

۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے ابو العالیہ سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کئی آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا[2]۔

۵۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰی تَغِيْبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی کہا مجھ کو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصد کر کے سورج نکلتے وقت اور سورج ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھو اور کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکلے تو ٹھہرو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور جب سورج کا اوپر کا کنارہ ڈوب جائے تب بھی ٹھہرے رہو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب ڈوب جائے یحییٰ بن سعید قطان کے ساتھ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان نے بھی روایت کیا[3]۔

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلٰوتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ۔۔

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے ابو اسامہ سے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے بیچنے اور دو طرح کے لباس اور دو وقتوں کی نماز سے منع فرمایا صبح کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک سورج نہ نکلے اور عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے اور اشتمال صماء سے[4] اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے اس طرح کہ

[1] اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جو فرض نماز قضا ہو گئی ہو یا ہو رہی ہو اس کا پڑھ لینا جائز ہے اسی طرح سبب دار نوافل کا جیسے تحیۃ المسجد سجدۂ تلاوت سجدۂ شکر عید کی نماز کسوف یا جنازے کی شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ نوافل بھی مکروہ ہے ۱۲ منہ [2] اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو العالیہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے تھے جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [3] عبدہ کی روایت کو خود امام بخاری نے بدء الخلق میں نکالا ۱۲ منہ [4] اشتمال صماء کا بیان اوپر گزر چکا ہے یعنی ایک کپڑے کا سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں ۱۲ منہ

بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ ۞

(پاؤں پیٹ سے الگ ہوں اور) شرم گاہ آسمان کی طرف کھلی رہے اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے[۱]

بَابٌ ۳۸۰ لَا تَتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ۔

باب سورج ڈوبنے سے پہلے قصد کر کے نماز نہ پڑھے۔

۵۵۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کر کے سورج نکلتے یا سورج ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھے۔

۵۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عطاء بن یزید جندعی لیثی نے بیان کیا انہوں نے ابو سعید خدری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھی جائے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک۔

۵۵۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

ہم سے محمد بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو التیاح یزید بن حمید سے انہوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ معاویہ ابن ابی سفیانؓ سے نقل کرتے تھے انہوں نے کہا تم تو ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے اس سے منع کیا یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں (نفل) پڑھنے سے[۲]

---

[۱] ان دونوں کا بھی بیان اوپر گزر چکا ہے بیع منابذہ یہ کہ مشتری یا بائع جب اپنا کپڑا پھینک دے تو بیع لازم ہو جائے بیع ملامسہ یہ کہ بائع مشتری کا جب کپڑا چھوئے تو بیع پوری ہو جائے ۱۲ منہ [۲] اسماعیل کی روایت میں ہے کہ معاویہؓ نے ہم کو خطبہ سنایا حافظ نے کہا شاید معاویہؓ نے عصر کے بعد دو سنت کو منع کیا لیکن حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اس کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر آپ اس کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اور اثبات مقدم ہے نفی پر ۱۲ منہ

۵۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے خبیب سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا ایک تو فجر کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور دوسرے عصر کے بعد جب تک سورج نہ ڈوب جائے۔

بَابٌ ۳۸۱ مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ إِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ ۞

باب اس شخص کی دلیل جس نے فقط عصر اور فجر کے بعد نماز کو مکروہ رکھا ہے[۱]

اس کو عمرؓ اور ابو سعیدؓ اور ابوہریرہؓ نے بیان کیا[۲]

۵۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُصَلِّي كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يُصَلُّونَ لَا أَنْهَى أَحَدًا يُصَلِّي بِلَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ مَا شَاءَ غَيْرَ أَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا.

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں تو اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ) کو پڑھتے دیکھا میں کسی کو رات اور دن (کسی وقت) میں نماز پڑھنے سے منع نہیں کرتا جب چاہے پڑھے فقط سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کا قصد کر کے اس وقت نہ پڑھے۔

بَابٌ ۳۸۲ مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا۔

باب عصر کے بعد قضا نمازیں یا اس کی مانند مثلاً جنازے کی نماز وغیرہ پڑھنا۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ۔

اور کریب نے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں (ظہر کی سنت کی) پڑھیں اور فرمایا مجھ کو عبد القیس کے لوگوں نے کام میں پھنسا دیا ظہر کی دو رکعتیں نہیں پڑھنے دیں[۳]

---

[۱] اور دوسرے وقتوں میں جائز رکھا ہے جیسے ٹھیک دوپہر کے وقت امام مالک کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک جمعہ کے دن ٹھیک دوپہر کو نماز پڑھنا درست ہے اور دنوں میں مکروہ ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیثیں اوپر گزریں ہیں ان میں فجر اور عصر کے سوا اور کوئی وقت مذکور نہیں لیکن مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ جب دوسری حدیثوں میں دوپہر کا وقت بھی مذکور ہے تو اس کا قبول کرنا ضرور ہے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر نکالا ہے قسطلانی نے کہا شافعیہ نے اس سے دلیل لی ہے کہ سبب دار نوافل کا عصر کے بعد پڑھنا درست ہے منع کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکالا اور امام احمد نے میمونہؓ سے کہ اس کے بعد پھر آنحضرتؐ ہمیشہ دوگانہ عصر کے بعد پڑھا کیے ۱۲ منہ

۵۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَمَا لَقِيَ اللَّهَ حَتَّى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلٰوتِهِ قَاعِدًا تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثَقِّلَ عَلَى أُمَّتِهِ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے کہا مجھ سے میرے باپ ایمن نے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا انہوں نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو اٹھالیا آپ نے خدا سے ملنے تک ان دو رکعتوں کو[۵۱] نہیں چھوڑا اور آپ خدا سے نہیں ملے یہاں تک کہ نماز سے بوجھل ہو گئے[۵۲] اور آپ اپنی اکثر نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے دو رکعتوں سے مراد عصر کے بعد دو رکعتیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھا کرتے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے اس ڈر سے کہ آپ کی امت پر بار نہ ہو اور آپ کو اپنی امت کا ہلکا رکھنا پسند تھا[۵۳]

۵۶۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ابْنَ أُخْتِي مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا میرے بھانجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد یہ دو رکعتیں کبھی میرے پاس آن کر ناغہ نہیں کیں۔

۵۶۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابواسحاق سلیمان شیبانی نے انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن اسود نے انہوں نے اپنے باپ اسود سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے یعنی صبح کی سنتیں اور دو رکعتیں عصر کے بعد ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ کھلے ہوئے[۵۴]

۵۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے

---

۵۱ یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا آپ نے اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے ظہر کی سنتیں بھول گئے تھے اور ان کو عصر کے بعد پڑھ لیا تھا ۱۲ منہ ۵۲ یعنی آپ کا مبارک جسم فربہ ہوگیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں تکلیف ہونے لگی ۱۲ منہ ۵۳ سبحان اللہ ایسا پیغمبر کون گزرا ہے۔ جو اپنی امت پر اس قدر مہربان ہو کر ہر بات میں ان کی راحت اور آرام کا خیال رکھے صلی اللہ علیہ وسلم ۵۴ یعنی تنہائی میں ہوتے جب بھی ان سنتوں کو پڑھتے لوگوں میں ہوتے جب بھی پڑھتے ۱۲ منہ

شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ رَاَیْتُ الْاَسْوَدَ وَ مَسْرُوْقًا شَهِدَا عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِیْ فِیْ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

ابو اسحاق عمرو سبیعی سے انہوں نے کہا میں نے اسود بن یزید اور مسروق بن اجدع کو دیکھا ان دونوں نے حضرت عائشہؓ کے اس کہنے پر گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی عصر کے بعد میرے گھر میں آتے تو دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے[1]

بَابُ ۳۸۳ التَّبْكِيْرِ بِالصَّلٰوةِ فِیْ يَوْمِ غَيْمٍ۔

باب ابر کے دن نماز جلدی پڑھنا یعنی سویرے

۵۶۵ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمَلِيْحِ حَدَّثَهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِیْ يَوْمٍ ذِیْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے کہ ابو الملیح عامر بن اسامہ ہذلی نے ان سے بیان کیا ہم بریدہ بن حصیبؓ صحابی کے ساتھ تھے اس دن ابر تھا انہوں نے کہا نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عصر کی نماز چھوڑ دے اس کا عمل اکارت ہو گیا[2]

بَابُ ۳۸۴ الْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھتے وقت اذان دینا۔

۵۶۶ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے انہوں عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث بن ربعی سے انہوں نے کہا ہم (خیبر سے لوٹ کر) رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے اتنے میں بعضے لوگوں نے کہا کاش آپ رات کو اتر پڑیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں تمہاری آنکھ نہ لگ جائے اور نماز کے لیے نہ

---

[1] تسہیل القاری میں اس بحث کو خوب طول دیا ہے اور اخیر میں سب حدیثیں بیان کر کے یوں لکھا ہے کہ طلوع اور غروب کے وقت تو مطلقاً نماز پڑھنا منع ہے مگر جب فجر یا عصر طلوع یا غروب سے پہلے شروع کر چکا ہو تو اس کو تمام کرے گو نماز کے اندر طلوع یا غروب شروع ہو جائے اور دوپہر کے وقت اور عصر کے بعد اور فجر کے بعد بے ضرورت اور بے سبب نوافل پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور ضرورت اور سبب سے اسی طرح فرائض کی قضا پڑھنے میں قباحت نہیں اسی طرح سنن راتبہ کی قضا پڑھنی میں جیسے فجر یا ظہر کے سنت کی اور جمعہ کا دن اور مکہ کا مقام ممانعت سے مستثنیٰ ہے اور یہ قول تمام اقوال سے زیادہ قوی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اس کے اعمال خیر کا ثواب مٹ جائے گا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو اسمٰعیلی نے نکالا اس میں صاف یوں ہے کہ ابر کے دن نماز سویرے پڑھ لو کیوں کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل اکارت ہو گیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ باب میں ایک حدیث لاتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق کی طرف جس کو انہوں نے بیان نہیں کیا ہوتا ۱۲ منہ

أُوقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ. قَالَ إِنَّ اللهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى۔

اٹھو بلالؓ نے کہا میں تم کو جگا دوں گا پھر وہ لیٹ رہے اور بلالؓ نے اپنی پیٹھ اپنی اونٹنی سے لگائی اور نیند کے غلبے سے سو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اس وقت سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آیا تھا اور فرمایا اے بلالؓ تو نے کہا تھا (کہ میں جگا دوں گا) بلالؓ نے کہا مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب چاہا تمہاری جانیں قبض کر لیں اور جب چاہا پھر تم کو دے دیں اے بلالؓ اٹھ اور نماز کی اذان دے پھر بلالؓ نے اذان دی آپ نے وضو کیا جب سورج بلند ہوا اور سپید ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی[1]

بَابٌ ۳۸۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب وقت گزر جانے کے بعد قضا نماز جماعت سے پڑھنا۔

۵۶۷ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ حضرت عمرؓ خندق کے دن[2] اس وقت آئے جب سورج ڈوب گیا (لڑائی میں مصروف تھے) اور قریش کے کافروں کو برا کہنے لگے انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھ سکا کہ سورج ڈوبنے ہی کو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خیر تم نے تو اخیر وقت پڑھ بھی لی لیکن) میں نے تو قسم خدا کی (ابھی تک) عصر نہیں پڑھی پھر ہم بطحان[3] کی طرف گئے اور آپ نے نماز کے لیے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا سورج ڈوب جانے کے بعد آپ نے عصر کی نماز پڑھی اُس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی[4]

[1] اس حدیث سے قضا نماز کے لیے اذان دینا ثابت ہوا امام شافعیؒ کا قدیم قول یہی ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد اور ابوثور اور ابن منذر کا اہل حدیث کے نزدیک جس نماز سے آدمی سو جائے یا بھول جائے پھر جاگے یا یاد آئے اور اس کو پڑھے تو وہ ادا ہوگی نہ قضا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس کا وقت وہی ہے جب آدمی جاگا یا اس کو یاد آئی ۱۲ منہ [2] یہ لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی اس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا ۱۲ منہ [3] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں ۱۲ منہ [4] اس روایت میں گو یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی مگر آپ کی عادت یہی تھی کہ لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے تو اسی طرح یہ نماز بھی پڑھی ہوگی اور اسمٰعیلی کے طریق میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھی ۱۲ منہ

بَابٌ ۳۸۶ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ۔

۵۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي قَالَ مُوسٰى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرٰى وَقَالَ حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

بَابٌ ۳۸۷ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ الْأُوْلٰى فَالْأُوْلٰى۔

۵۶۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ فَقَالَ

باب جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے اور فقط وہی نماز پڑھے [1]

اور ابراہیم نخعی نے کہا جو کوئی شخص بیس برس تک ایک نماز چھوڑ دے تو فقط وہی ایک نماز پڑھ لے۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو یاد آتے ہی اس کو پڑھ لے بس یہی اس کا کفارہ (اوتار) ہے اور کچھ نہیں اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا نماز کو یاد پر پڑھ موسیٰ نے کہا ہمام نے کہا میں نے قتادہ سے پھر سنا تو وہ یوں پڑھتے تھے نماز پڑھ میری یاد کے لیے [3] حبان بن ہلال نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انسؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ایسی ہی حدیث بیان کی [5]

باب اگر کئی نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے ان کا پڑھنا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام دستوائی سے سنا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا خندق کے دن حضرت عمرؓ قریش کے کافروں کو برا کہنے لگے انہوں نے کہا سورج

[1] فقط وہی نماز پڑھے اس سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے دو بار پڑھے ایک بار جب یاد آئے اور دوسری بار دوسرے دن پھر پڑھے اس کے وقت پر ۱۲ منہ [2] یعنی ترتیب کے لحاظ سے دوسری نمازوں کا اعادہ ضرور نہیں امام شافعی کے نزدیک قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے حنفیہ کے نزدیک پانچ سے زائد نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی اور اس کے کم میں واجب ہے بشرطیکہ بھول نہ جائے یا وقت تنگ نہ ہو ورنہ وقتی نماز پہلے ادا کرے ۱۲ منہ [3] اقم الصلوٰۃ للذکرٰی ایک قرات یوں بھی ہے اور مشہور قرات یوں ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میری یاد کے لیے نماز پڑھ ۱۲ منہ [4] یعنی جیسے مشہور قرات ہے اس حدیث سے اس نے دلیل لی جو کہتا ہے عمدہ نماز ترک کرنے والے پر قضا نہیں ہے وہ تو سخت گنہگار ہے اور اس کے گناہ کا کوئی کفارہ نہیں ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کو قضا پڑھنا چاہیئے اور پروردگار سے استغفار کرنا ۱۲ منہ [5] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے ثابت ہو جائے اس تعلیق کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] مثلاً پہلے ظہر پھر عصر پھر مغرب (باقی برصفحہ آئندہ)

مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلَّى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ۔

بَابُ ۳۸۱ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمِيعِ۔

۵۷۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ مِنَ

ڈوبنے کے قریب تک میں نماز نہ پڑھ سکا جابرؓ نے کہا پھر ہم بطحان میں اترے آپ نے سورج ڈوبے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز پڑھی[1]

باب عشا کی نماز کے بعد سمر یعنی (دنیا کی) باتیں کرنا مکروہ ہے۔

سامر کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے سمر ہی سے نکلا ہے اس کی جمع سمار ہے اور سامر اس آیت میں جمع کے معنوں میں ہے[2]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابوالمنہال سیار بن سلامہ نے انہوں نے کہا میں اپنے باپ (سلامہ) کے ساتھ ابوبرزہ (نضلہ بن عبید) اسلمی صحابی کے پاس گیا میرے باپ نے اُن سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن کن وقتوں میں پڑھا کرتے تھے ہم سے بیان کرو انہوں نے کہا آپ ظہر کی نماز کو جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھر جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج تیز رہتا ابوالمنہال نے کہا میں بھول گیا ابوبرزہ نے مغرب کے باب میں جو بیان کیا ابوبرزہ نے کہا آنحضرتؐ عشا کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا برا جانتے تھے اسی طرح اس کے بعد باتیں کرنا[3] - اور آپ صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہو جاتے کہ ہم میں سے کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان

(بقیہ صفحہ سابقہ) پھر عشا حافظ نے کہا باب کی حدیث سے ترتیب کا وجوب نہیں نکلتا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کہ پہلے عصر کی نماز ادا کی پھر مغرب کی آپ نے ترتیب کا خیال رکھا ۱۲ منہ [2] سورہ مومنون میں یہ آیت ہے مستکبرین بہ سامرا تہجرون یعنی تم ہماری آیتوں پر اکڑ کے بیہودہ بکواس لگایا کرتے تھے امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ قرآن کا آگیا تو اس کی تفسیر اس کتاب میں بیان کر دیتے ہیں اصل میں سمر کہتے ہیں چاند کی روشنی کو عربوں کی عادت تھی کہ چاندنی میں بیٹھ کر رات کو ادھر اُدھر کے زٹل قافیہ اڑایا کرتے اور گپ شپ کیا کرتے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یہ اس لیے مکروہ ہوا کہ عشا کے بعد باتیں کرتے رہنے سے تہجد کے لیے آنکھ نہیں کھلتی کبھی صبح کی نماز میں دیر ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ۔

بَابُ ۳۸۹ السَّمَرِ فِی الْفِقْهِ وَالْخَیْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔

۵۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِیٍّ الْحَنَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَیْنَا حَتّٰی قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِیَامِهٖ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِیْرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَظَرْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ حَتّٰی كَانَ شَطْرُ اللَّیْلِ یَبْلُغُهٗ فَجَاءَ فَصَلّٰی لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ الْحَسَنُ وَاِنَّ الْقَوْمَ لَا یَزَالُوْنَ فِیْ خَیْرٍ مَّا انْتَظَرُوا الْخَیْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۷۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

لیتا[1] اور آپ اس میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے۔

باب مسئلے مسائل کی باتیں اور نیک باتیں عشا کے بعد کرنا درست ہے۔

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے ابو علی (عبید اللہ) حنفی نے کہا ہم سے قرہ بن خالد سدوسی نے انہوں نے کہا ہم نے امام حسن بصری کے باہر نکلنے کا انتظار کیا اور انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ ان کی برخاست کا وقت آن پہنچا[2] پھر وہ آئے اور کہنے لگے ہم کو ہمارے ان پڑوسیوں نے بلا بھیجا تھا پھر کہنے لگے انس بن مالکؓ نے کہا ایک رات ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا انتظار کیا جب آدھی رات کا وقت آن پہنچا تو آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا سن لو لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم تو جب تک نماز کی انتظار میں رہے (گویا) نماز ہی پڑھتے رہے (نماز کا ثواب تم کو ملتا رہا[3]) امام حسن بصری نے کہا لوگ جب تک کسی نیک کام کا انتظار کرتے رہیں گے تو (گویا) اس نیک کام میں مصروف ہیں قرہ بن خالد نے کہا حسن کا یہ قول بھی انسؓ کی حدیث میں داخل ہے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ بن عمر اور ابوبکر بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے اخیر زمانے میں

---

[1] یہ اس روایت کے خلاف نہیں ہے جس میں مذکور ہے کہ نماز کے بعد عورتیں چادریں اوڑھے ہوئے لوٹتیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا کیونکہ پاس والا آدمی ذری سی روشنی میں بھی پہچان لیا جاتا ہے لیکن دور والا آدمی جب تک خوب روشنی نہ ہو پہچانا نہیں جا سکتا خصوصاً عورتیں جو اوڑھے لپیٹے نکلتیں ان کا پہچاننا کیوں کر ممکن ہوتا ۱۲ منہ [2] امام حسن بصری کی عادت تھی کہ رات کو آ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے دین کے علم کی تعلیم کرتے ایک بار انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ برخاست کا وقت قریب آن پہنچا یعنی وہ وقت جب وہ وعظ و نصیحت و تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو لوٹ جاتے تھے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشا کی نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا اور نصیحت کی ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِشَاۤءِ فِیْ اٰخِرِ حَیَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ لَا یَبْقٰی مَنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَهِلَ النَّاسُ فِیْ مَقَالَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَا یَتَحَدَّثُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِکَ الْقَرْنَ ۔

عشاء کی نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اب سے لے کر سو برس کے ختم پر جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں اُن میں سے کوئی باقی نہ رہے گا[1] لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھنے میں غلطی کی اور سو برس کی نسبت کچھ اور کہنے لگے (ابو مسعود نے یہ سمجھا کہ سو برس میں قیامت آئے گی) حالانکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آج جو لوگ زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا آپ کا مطلب یہ تھا کہ (سو برس میں) یہ قرن گزر جائے گا[2]

بَاب ۳۹ اَلسَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّیْفِ

باب اپنی بی بی یا مہمان سے رات کو (عشاء کے بعد) باتیں کرنا[3]

۵۷۳ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاۤءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ[4] فَخَامِسٌ اَوْ سَادِسٌ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ جَاۤءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِیْ وَاُمِّیْ

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا ہم سے میرے باپ سلیمان بن طرخان نے کہا ہم سے ابو عثمان (نہدی) نے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا مسجد کے سائبان میں وہ لوگ رہتے تھے جو محتاج (نادار) تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (سائبان والوں میں سے) ایک تیسرا آدمی اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا ہو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی (سائبان والوں میں سے) لے جائے[5] تو ابو بکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمی اپنے ساتھ لے گئے عبد الرحمن نے

[1] بعضے علماء نے کہا کہ زمین والوں سے آپ کی مراد وہ لوگ ہیں جن کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں تو خضر علیہ السلام اُن میں داخل نہ ہوں گے نہ جن نہ فرشتے اور کئی ایک بزرگوں نے جنوں سے حدیثیں سُنی ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننا بیان کیا اور بہت سے اولیاء اللہ اور عارفین باللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اس وقت آسمان پر تھے وہ زمین والوں میں داخل نہ ہو سکتے ۱۲ منہ [2] اور دوسرا قرن آئے گا یعنی تابعین کا قرن آپ نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا سو برس میں کوئی صحابی باقی نہیں۔ آخر صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ ایک سو دس ہجری میں گذر گئے یہ ان کی وفات کا آخری قول ہے سو اُس رات سے سو برس میں ان کی بھی وفات ہو گئی ۱۲ منہ [3] امام بخاری اس باب کو الگ اس لیے لائے کہ اگلے باب میں ان باتوں کے مباح ہونے کا ذکر تھا جو ثواب کی باتیں ہیں اور یہ باتیں ان سے اتر کر ہیں ۱۲ منہ [4] اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے وان اربع لیکن باعتبار قواعد عربیت کے وان اربعۃ چاہیے ۱۲ منہ [5] اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو ایک یا دو آدمی زیادہ لے جائے دوسرے یہ کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ
بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّ أَبَا
بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ
ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا
مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ قَالَتْ لَهُ
امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ
أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ
قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا
قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا
غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا لَا هَنِيئًا
لَكُمْ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا وَايْمُ
اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا
مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ شَبِعُوا
وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ
فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا
هِيَ أَوْ أَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ
بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي

کہا گھر میں اس وقت میں تھا اور میری ماں باپ ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد
نہیں عبدالرحمٰن نے اپنی جورو[1] اور ایک خدمت گار کا بھی ذکر کیا یا نہیں جو
ان کے اور ابو بکرؓ کے دونوں کے گھر میں کام کرتا تھا خیر ابو بکر نے شام کا
کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا لیا پھر جہاں عشا کی نماز پڑھی
گئی وہاں ٹھیرے رہے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے[2] پاس
لوٹ گئے آپ ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا
بھی کھا لیا[3] پھر جتنی رات اللہ کو منظور تھی اس کے گزر جانے پر ابو بکرؓ گھر
میں) آئے اور اُن کی بی بی (ام رومان) ان سے کہنے لگیں تم اپنے مہمانوں
یا مہمان کو چھوڑ کر کہاں اٹک گئے تھے ابو بکرؓ نے کہا کیا تو نے ان کو
رات کا کھانا نہیں کھلایا ام رومان نے کہا (میں کیا کروں) میں نے ان
کے سامنے کھانا رکھا انہوں نے کہا جب تک ابو بکرؓ نہ آئیں گے
ہم نہیں کھائیں گے عبدالرحمٰن نے کہا (میں ڈر کر) چھپ گیا ابو بکرؓ نے
کہا او پاجی، کوسا اور برا کہا اور (مہمانوں سے) کہا کھاؤ زبردستی ٹھونسو[3]
اور میں تو قسم خدا کی اس کھانے میں سے کبھی نہیں کھاؤں گا عبدالرحمٰن نے
کہا (کھانے کا یہ حال ہوا) ہم جب اُس میں سے ایک لقمہ اٹھاتے تو
نیچے سے اور زیادہ بڑھ جاتا آخر مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے
تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا ابو بکرؓ نے دیکھا تو کھانا جوں کا توں بلکہ اور
بڑھ گیا ہے انہوں نے اپنی بی بی ام رومان سے کہا بنی فراس کے خاندان
والی یہ کیا اچنبھا ہے وہ بولی سچ مچ میرے پیارے پیغمبر کی[4]

[1] عبدالرحمٰن کی بی بی کا نام امیمہ بنت عدی بن قیس تھا ۱۲ منہ [2] بظاہر اس روایت کا مطلب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ شام کے کھانے کا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے
تو یہ تکرار ہو گی لیکن امام مسلم کی روایت میں یوں ہے حتی نعس النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ یوں ہے کہ ابو بکرؓ آنحضرتؐ کے پاس ٹھیرے رہے یہاں تک کہ آپ
اونگھنے لگے یعنے آپ کو نیند آنے لگی اس صورت میں مطلب صاف ہو گا ۱۲ منہ [3] ابو بکرؓ نے غصے میں فرمایا لفظی ترجمہ تو یوں ہے
کھاؤ یہ کھانا کچھ لطف کا نہیں یا تم کو تو شگوار نہ ہو انہوں نے مہمانوں پر بھی غصہ کیا کہ اپنے تئیں ناحق کیوں بھوکا مارا مثل مشہور ہے مہمان را با
فضولی چہ کار جب صاحب خانہ نے ان کے سامنے کھانا رکھا تو اُن کو کھا لینا تھا ۱۲ منہ [4] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم
کھائی اور آپ کو قرۃ العین کہا یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عادت کے طور پر غیر اللہ کی قسم کھانا کچھ شرک نہیں ہے
جب غیر خدا کی تعظیم بطور خدا کے مقصود نہ ہو ۱۲ منہ

لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِيْنَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَفَرَّقْنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ أَوْ كَمَا قَالَ۔

قسم بر کھانا تو ویسا ہی ہے بلکہ پہلے سے تگنا ہو گیا ہے تب ابو بکرؓ نے بھی اس میں سے کچھ کھایا اور کہنے لگے میں نے جو کہہ دیا تھا یعنی قسم کھا لی تھی وہ شیطان کا بہکاوا تھا اس میں سے ایک لقمہ کھا کر اس کھانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لائے وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا عبدالرحمن نے کہا ہم میں اور کافروں کی) ایک قوم میں عہد تھا اسکی مدت گزر گئی (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی جدا کیے[1] اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ان سبھوں نے اس میں سے کھایا یا عبدالرحمن نے کچھ ایسا ہی کہا۔[2]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

كِتَابُ الْأَذَانِ

کتاب اذان کے بیان میں

بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ ٣٩١

باب اذان کیونکر شروع ہوئی اس کا بیان

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو کافر اس کو ٹھٹھا کھیل بناتے ہیں اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں اور (سورہ جمعہ میں) فرمایا جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے[3]

۵۷۴ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے انسؓ سے کہ لوگوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) آگ اور گھنٹے کا ذکر کیا اور یہود اور نصاریٰ کا حال بیان کیا[4] پھر بلالؓ کو یہ

---

[1] بعضے نسخوں میں فعرفنا ہے یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو ان کا نقیب مقرر کیا بعضے نسخوں میں فقرینا ہے یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی ۱۲ منہ

[2] یہ حضرت ابو بکر صدیق کی کرامت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے معجزے کئی بار ظاہر ہوئے ہیں کہ کھانے پانی میں بے حد برکت ہو گئی اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ عشا کی نماز کے بعد اپنی بی بی بچوں اور دوسرے شخصوں سے گفتگو کرنا درست ہے جیسے حضرت ابو بکرؓ نے اپنے فرزند اور بی بی اور مہمانوں سے کی ۱۲ منہ

[3] ان دونوں آیتوں کو امام بخاری نے لا کر یہ ثابت کیا کہ اذان کی اصلیت قرآن سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان مدینہ میں شروع ہوئی کیونکہ سورہ مائدہ اور سورہ جمعہ دونوں مدینہ میں اتری ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اذان ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال میں شروع ہوئی ۱۲ منہ

[4] اس حدیث کا پورا قصہ آگے آتا ہے یہود (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ ۔

حکم ہوا کہ دو دو بار اذان کے لفظ کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔

۵۷۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِّثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بُوْقًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے مسلمان جب (پہلے پہل) مدینہ میں آئے تو نماز کے لیے یوں ہی جمع ہو جاتے ایک وقت ٹھہرا لیتے نماز کے لیے اذان نہیں ہوتی تھی ایک دن انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو بعضے کہنے لگے (ایسا کرو) نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ بنا لو اور بعضوں نے کہا یہودیوں کی طرح ایک نرسنگا (بگل) بنا لو (اس کو پھونک دیا کرو) حضرت عمرؓ نے کہا ایسا کیوں نہیں کرتے ایک آدمی کو مقرر کر دو وہ نماز کے لیے پکار دیا کرے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی رائے کو پسند کیا) اور بلالؓ سے فرمایا اُٹھ نماز کے لیے اذان دے[1]

بَابٌ ۳۹۲ الْاَذَانُ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب اذان کے الفاظ دو دو بار کہنا۔

۵۷۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے سماک بن عطیہ سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا بلال کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار کہیں مگر قد قامت الصلوٰۃ[2]

۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرَ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید جرمی سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا جب (مسلمان)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور نصاریٰ کا ذکر کیا یعنی یہ بیان کیا کہ یہودی نماز کے لیے لوگوں کو یوں جمع کرتے ہیں کہ ایک مقام میں آگ روشن کرتے ہیں لوگ اس کو دیکھ کر آجاتے ہیں نصاریٰ گھنٹہ بجاتے ہیں اس کی آواز سے اکٹھا ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اذان کھڑے ہو کر دینا چاہیے اکثر علماء اور اہل حدیث کے نزدیک بیٹھ کر اذان دینا ناجائز ہے لیکن حنفیہ نے اس کو جائز رکھا ہے اذان سنت مؤکدہ ہے اور بعضوں کے نزدیک واجب بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ اور کسی روایت میں یہ ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان دی ہو لیکن نووی نے کہا کہ آنحضرتؐ نے ایک بار سفر میں خود اذان دی اور حافظ نے اُس کو رد کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] وہ دو بار کہا جائے تکبیر میں۔ اذان کے کل الفاظ دو بار کہے جائیں سوا لا الٰہ الا اللہ کے جو اخیر میں کہا جاتا ہے وہ ایک بار کہا جائے بعضوں نے اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار بار کہا ہے اُن کی دلیل دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ

النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوْا أَنْ يَعْلَمُوْا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ فَذَكَرُوْا أَنْ يُوْرُوْا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوْتِرَ الْإِقَامَةَ۔

لوگ بہت ہو گئے تو انہوں نے یہ تذکرہ کیا کہ نماز کے وقت کی کوئی نشانی مقرر کرنا چاہیئے جس کو وہ پہچان لیں (اور نماز کے لیے جمع ہو جائیں) کسی نے کہا آگ روشن کرو کسی نے کہا گھنٹہ بجاؤ آخر بلالؓ کو یہ حکم ہوا کہ اذان کے لفظ دو دو بار کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔

بَابُ ۳۹۳ الْإِقَامَةُ وَاحِدَةٌ إِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔

باب تکبیر کے لفظ ایک ایک بار کہنے چاہئیں سوا قد قامت الصلوٰۃ کے۔

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوْتِرَ الْإِقَامَةَ قَالَ إِسْمٰعِيْلُ فَذَكَرْتُهُ لِأَيُّوْبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیہ نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا بلالؓ کو اذان کے لفظ دو دو بار اور تکبیر کے لفظ ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا اسمٰعیل نے کہا میں نے یہ حدیث ایوب سختیانی سے بیان کی انہوں نے کہا سوا قد قامت الصلوٰۃ کے[1]

بَابُ ۳۹۴ فَضْلِ التَّأْذِيْنِ۔

باب اذان دینے کی فضیلت۔

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے اس لیے کہ آذان نہ سنے (اس کو آذان سننا ناگوار ہے[2]) جب اذان ہو چکتی ہے تو پھر آتا ہے جب نماز کی تکبیر

---

[1] حنفیہ پر یہ حدیث حجت ہے جو تکبیر کے الفاظ کو بھی دو دو بار کہتے ہیں ہمارے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اللہ اکبر اذان کے شروع میں چار بار کہا یا شہادتین میں ترجیع کی جیسے شافعی کا قول ہے یا تکبیر کے الفاظ کو بھی دو دو بار کہا تو بھی کچھ قباحت نہیں اگر کسی نے قد قامت الصلوٰۃ کو بھی ایک ہی بار کہا تو بھی کچھ قباحت نہیں اذان میں دو دو بار جو کہنے کا حکم دیا اور تکبیر میں ایک ایک بار کہنے کا اس میں یہ حکمت ہے کہ اذان غائب لوگوں کو بلانے کے لیے دی جاتی ہے اور تکبیر حاضرین کو سنائی جاتی ہے اور اسی لیے اذان بلند آواز سے اور ٹھیر ٹھیر کر دینا مستحب ہے برخلاف تکبیر کے اس میں بلند آواز کی ضرورت نہیں نہ ٹھیر ٹھیر کر کہنے کی بلکہ جلدی جلدی کہنا بہتر ہے اور قد قامت الصلوٰۃ کو دو بار کہنے کا اس لیے حکم ہوا کہ وہ اصل مقصود ہے اقامت کا ۱۲ منہ

[2] شیطان اذان سے ایسا بھاگتا ہے جیسے چور کوتوال سے بعضوں نے کہا اذان میں چونکہ نماز کے لیے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے اس کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے سے وہ راندہ درگاہ ہوا اس لیے اذان سننا نہیں چاہتا بعضوں نے کہا اس لیے کہ اذان کی گواہی آخرت میں دینا نہ پڑے چونکہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں (باقی صفحہ آیندہ پر)

اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی ؏

ہوتی ہے تو پھر پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پھر آتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں خطرہ ڈالتا ہے کہتا ہے فلانی بات یاد کر وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو یاد ہی نہ تھیں آخر وہ بھول جاتا ہے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

بَابٌ ۳۹۵ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَّاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔

باب اذان میں آواز بلند کرنا

اور عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے (ایک مؤذن سے) کہا اگر دیتا ہے تو سیدھی طرح سادی اذان دے نہیں تو دور رہو[۱]

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیَّ قَالَ لَهٗ اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ انصاری مازنی سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن ابی صعصعہ سے) ان سے ابو سعید خدری (صحابیؓ) نے کہا میں دیکھتا ہوں تجھ کو جنگل کا رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے پھر جب تو اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کیلئے اذان دے تو بلند آواز سے اذان دے[۲] کیوں کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے جن اور آدمی یا اور کوئی اس کی آواز سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس پر (گواہ بنے گا) گواہی دے گا ابو سعید نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔

بَابٌ ۳۹۶ مَا يُحْقَنُ بِالْاَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب اذان کی وجہ سے خونریزی رکنا (جان بچنا)

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَّمْ يَكُنْ يَغْزُوْ بِنَا حَتّٰی يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَاِنْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر انصاری نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ جب ہمارے ساتھ ہو کر کسی قوم پر جہاد کرتے تو صبح ہونے تک ہم کو لوٹ کا حکم نہ دیتے صبح کی راہ دیکھتے

(بقیہ صفحہ سابقہ) آخرت میں گواہی دیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ایک مؤذن نے تال اور سر کے ساتھ یعنی جیسے گاتے ہیں اس طرح اذان دی تب عمر بن عبدالعزیز نے اس کو یہ کہا مؤذن کا نام معلوم نہیں ہوا اور اس اثر کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اذان میں ایسی بلند آوازی خوب نہیں ہے جس میں تال سر پیدا ہو بلکہ سادی طرح بلند آواز سے دینا مستحب ہے ۱۲ منہ [۲] یہ خیال نہ کر کہ بھلا تو جنگل ہے نماز کے لیے کوئی آنے والا نہیں تو آہستہ سے اذان دے لینا کافی ہے ۱۲ منہ

سَمِعَ اَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَّمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ -

بَابُ ۳۹۷ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ -

۵۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ -

۵۸۳ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ

اگر اُن میں اذان کی آواز سنتے تو اُن پر ہاتھ نہ ڈالتے[1] اور جو اذان کی آواز نہ آتی تو اُن پر حملہ کرتے (فراغت سے اُن کو لوٹتے مارتے) انس رضؓ نے کہا ہم خیبر کی طرف (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے رات کو وہاں پہنچے جب صبح ہوئی اور اذان کی آواز آپ نے نہیں سنی تو سوار ہوئے اور میں بھی (ایک گھوڑے پر) ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا[2] میرا پاؤں (چلتے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مبارک) پاؤں سے چھو جاتا انس رضؓ نے کہا خیبر والے یہودی اپنی ٹوکری اور کدالیں لے کر نکلے تھے (ان کو کچھ خبر ہی نہ تھی) جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے قسم خدا کی محمد پوری فوج سمیت آن پہنچے[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر خراب (ویران ہوا) بیشک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترائیں تو جو لوگ ڈرائے گئے اُن کی صبح بری ہو گئی[4]

باب اذان سنتے وقت کیا کہے؟ (اذان کا جواب کیوں کر دے)

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انہوں نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو جو مؤذن کہتا جائے وہی تم بھی کہتے جاؤ[5]

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے

۱؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اذان کی آواز اُن کی جان اور مال کی حفاظت کا سبب پڑی خطابی نے کہا اذان اسلام کی بڑی نشانی ہے اور اس کا ترک جائز نہیں ہے اور اگر کوئی بستی والے اذان دینا چھوڑ دیں تو اُن پر جہاد کرنا درست ہے ۱۲ منہ ۲؎ ابو طلحہ انس رضؓ کی ماں کے دوسرے خاوند تھے ابو طلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو کر چلے یہ حدیث اوپر بھی کچھ گذر چکی ہے اور پورے طور سے جہاد کے باب میں مذکور ہو گی ۱۲ منہ ۳؎ پوری فوج خمیس کا ترجمہ خمیس پورے لشکر کو کہتے ہیں جس میں پانچوں ٹکڑیاں ہوں یعنی میمنہ میسرہ قلب مقدمہ ساقہ ۱۲ منہ ۴؎ منحوس ہو گی اُن پر ضرور آفت آئے گی یہ اقتباس ہے آیت شریف کا جو سورہ والصافات میں ہے فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین ۱۲ منہ ۵؎ اس میں اختلاف ہے کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سننے والا کیا کہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سننے والا بھی یہی کہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک سننے والا اس وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور اسی کو بیان کرنے کے لیے امام بخاری آگے معاویہ کی حدیث لائے ۱۲ منہ

الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

۵۸۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى نَحْوَهُ قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ۔

بَاب ۳۹۸ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ

۵۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بَاب ۳۹۹ الِاسْتِهَامِ فِي الْأَذَانِ۔

وَيُذْكَرُ أَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوا فِي الْأَذَانِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ۔

۵۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

انہوں نے کہا مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کو مؤذن کی طرح کہتے ہوئے سنا اشہد ان محمدا رسول اللہ تک۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے انہوں نے کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی طرح جیسے اوپر گزرا یحییٰ نے کہا مجھ سے میرے ایک بھائی نے کہا[1] جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور کہنے لگے میں نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہتے سنا ہے[2]۔

باب جب اذان ہو چکے تو کیا دعا کرے

ہم سے علی بن عیاش الہانی نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب ابن ابی حمزہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن چکے پھر یوں دعا کرے یا میرے اللہ جو اس پوری پکار کا صاحب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا محمدؐ کو (قیامت کے دن) وسیلہ عنایت کر[3] اور بڑا مرتبہ اور مقام محمود[4] پر ان کو کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے ضرور ہو گی۔

باب اذان میں قرعہ ڈالنے کا بیان۔

اور کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اذان میں اختلاف کیا (وہ کہتا تھا میں اذان دوں گا وہ کہتا تھا میں) تو سعد بن ابی وقاص نے ان میں قرعہ ڈالا[5]۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے

---

[1] حافظ نے کہا وہ علقمہ بن وقاص ہیں یا عبداللہ بن علقمہ یا عمرو بن علقمہ کرمانی نے کہا وہ رزنی ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت بھی یہی کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اس کے بعد جو مؤذن نے کہا وہی کہا ۱۲ منہ [3] وسیلہ ایک بہت بلند درجہ ہے بہشت میں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا ۱۲ منہ [4] وہ وعدہ اس آیت میں مذکور ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا دوسری حدیث میں ہے مقام محمود وہ مقام ہے جس پر میں کھڑا ہونگا تو اگلے پچھلے سب مجھ پر رشک کریں گے بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے انک لاتخلف المیعاد ۱۲ منہ [5] اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے وصل کیا عبداللہ بن شبرمہ سے انہوں نے کہا لوگوں نے قادسیہ میں اذان کے باب میں جھگڑا کیا پھر سعد بن ابی وقاص پاس جو حضرت عمرؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم تھے فریاد لے گئے انہوں نے قرعہ ڈالا ان لوگوں میں ۱۲ منہ

عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

خبر دی انہوں نے سمی سے جو عبدالرحمٰن بن حارث کے غلام تھے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانتے ہوتے جو (ثواب) اذان اور پہلی صف میں ہے پھر بغیر قرعہ ڈالے ان کو نہ پا سکتے تو بے شک ان پر قرعہ ڈالتے اور اگر وہ جانتے جو (ثواب) ظہر کی نماز کے لیے سویرے جانے میں ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے اس کے لیے اور اگر جانتے جو (ثواب) عشاء اور فجر کی نماز میں ہے تو گھسٹتے ہوئے ان کے لیے آتے[1]

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ

باب اذان میں بات کرنا کیسا ہے؟

وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يَضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ.

اور سلیمان بن صرد (صحابی) نے اذان میں بات کی[2] اور امام حسن بصریؒ نے کہا اذان اور تکبیر میں ہنسنا کچھ برا نہیں[3]

۵۸۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَزْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی اور عبدالحمید بن دینار صاحب الزیادی اور عاصم احول سے ان تینوں نے عبداللہ بن حارث بصری سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے ہم کو (جمعہ) کا خطبہ سنایا اس دن کیچڑ تھی (پانی پڑ رہا تھا) جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہنے کو تھا انہوں نے اس کو حکم دیا یوں پکارے نماز اپنے اپنے ٹھکانوں میں پڑھ لو[4] یہ حال دیکھ کر لوگ (حیرت سے) ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے جو بہتر تھے انہوں نے ایسا کیا ہے[5] اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے[6]

[1] یعنی اگر پاؤں سے چل نہ سکتے تو چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے اور عشاء اور فجر کی جماعت میں شریک ہوتے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا آپ نے فرمایا اگر اذان اور صف اول کی فضیلت اُن کو معلوم ہوتی اور بغیر قرعہ کے اس کو نہ پا سکتے تو اُس کے لیے قرعہ ڈالتے اس سے اذان کے لیے قرعہ ڈالنے کا جواز نکل آیا ۱۲ منہ [2] ہمارے امام احمد بن حنبل کے نزدیک اذان میں بات کرنا جائز ہے اور امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے اور بعضوں نے اُس کو مکروہ سمجھا ہے بعضوں نے خلاف اولیٰ امام ابو حنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں وصل کیا اور بخاری نے تاریخ میں ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا یہ روایت مجھ کو نہیں ملی جب ہنسنا جائز ہو تو کلام بطریق اولیٰ جائز ہو گا ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ نے اذان کے بیچ میں اس کلام کا حکم دیا معلوم ہوا کہ احتیاج کے وقت اذان میں بات کرنا درست ہے ۱۲ منہ [6] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ منہ [7] بموجب نص قرآن اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ تو اگر میں حی علی الصلوٰۃ کہلواتا تو سب (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ اَذَانِ الْاَعْمٰى اِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُّخْبِرُهُ.

باب اندھا اگر اس کو کوئی وقت بتانے والا ہو تو اذان دے سکتا ہے[1]

۵۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُّؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ.

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلالؓ تو رات رہے سے اذان دے دیتا ہے تم لوگ کھاتے پیتے رہو جب تک ام مکتوم کا بیٹا اذان دے (ابن عمرؓ یا ابن شہاب نے) کہا ام مکتوم کا بیٹا (عبداللہ) اندھا تھا وہ اس وقت تک اذان نہ دیتا جب تک لوگ یہ نہ کہتے صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

باب صبح ہونے کے بعد اذان دینا[2]

۵۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا مجھ سے ام المومنین حفصہؓ نے بیان کیا جب مؤذن صبح کی اذان دے کر اعتکاف کرتا (یعنی بیٹھ جاتا[3]) اور صبح نمود ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی تکبیر ہونے سے پہلے دو ہلکی پھلکی رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھتے۔

۵۹۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

لوگوں کو جمعہ کے لیے حاضر ہونا فرض ہو جاتا اور کیچڑ پانی میں اُن کو تکلیف ہوتی اس لیے میں نے یوں پکروا دیا الصلوٰۃ فی الرحال یعنی اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گھر میں بھی ادا کرنا درست ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] حنفیہ نے اندھے کی اذان مکروہ رکھی ہے اور صحیح حدیث سے جو امام بخاری نے بیان کی اس کا جواز نکلتا ہے شاید جب کوئی وقت بتانے والا نہ ہو تو مکروہ ہو ۱۲ منہ [2] اگلے باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ صبح کی اذان رات رہے سے بھی دے سکتے ہیں تاکہ روزہ دار لوگ سحری وغیرہ کھالیں پھر دوسری اذان وقت ہونے کے بعد دینا چاہیئے جو اس باب کا مطلب یہ ہے یا انہیں اس میں اختلاف ہے ہمارے امام احمد بن حنبل پہلے ہی اذان کو بھی کافی سمجھتے اور حنفیہ کے نزدیک وقت سے پہلے اذان درست نہیں اگر کوئی دے دے تو وقت پر پھر دوبارہ دینا چاہیئے ۱۲ منہ [3] اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے اذا اعتکف المؤذن للصبح اور یہ کاتب کی غلطی ہے یوں ہونا چاہیئے اذا سکت المؤذن کیونکہ امام بخاری نے یہ حدیث امام مالک سے روایت کی اور امام مالک کی مؤطا میں یوں ہی ہے اذا سکت المؤذن یعنی جب مؤذن صبح کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ۱۲ منہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

بن عوف سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں دو ہلکی پھلکی رکعتیں (سنت کی) پڑھا کرتے[1]

۵۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دیکھو) بلالؓ رات رہے سے اذان دیدیتا ہے تو جب تک ام مکتوم کا بیٹا اذان دے تم کھاتے پیتے رہو[2]

بَاب ۴۰۳ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

باب صبح سے پہلے اذان کہنا

۵۹۲- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَوْ اَحَدًا مِّنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَّقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ وَرَفَعَهَا اِلٰى فَوْقُ وَطَاْطَاَ اِلٰى اَسْفَلَ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ اِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے کہا ہم سے سلیمان بن طرخان تیمی نے انہوں نے ابوعثمان عبدالرحمن نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کو سحری کھانے سے بلالؓ کی اذان نہ روکے کیونکہ وہ رات رہے سے اذان یا بانگ دیتا ہے اس لیے کہ عبادت کرنیوالا (آرام کے لیے) لوٹ جائے[3] اور جو سوتا ہو اس کو جگا دے اور فجر یا صبح اس طرح نہیں ہوتی اور آپ نے اپنی انگلیوں کو اوپر اٹھا کر پھر ان کو نیچے کی طرف سے جھکا کر بتلایا[4] جب تک اس طرح سے نمود نہ ہو اور زہیر راوی نے اس کو یوں بتلایا کہ کلمے کی انگلیوں کو تلے

[1] اس حدیث سے تو باب کا مطلب نہیں نکلتا۔ لیکن امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے آئے گا اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ صبح طلوع ہونے کے بعد بعضوں نے کہا اذان اور تکبیر کے بیچ میں یہ رکعتیں پڑھنے سے باب کا مطلب نکل آیا کیوں کہ اگر رات سے اذان ہوگی تو یہ رکعتیں بیچ میں نہ ہوں گی بلکہ تکبیر سے قریب ہوں گی ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ ابن ام مکتوم کی اذان تک کھانا پینا درست رکھا اور ان کی اذان ہوتے پر کھانا پینا موقوف کرنے کے لیے فرمایا تو معلوم ہوا کہ اُن کی اذان صبح صادق کے طلوع پر ہوتی مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ جب ابن ام مکتوم کی اذان طلوع فجر کے بعد ہوتی تو ان کی اذان تک کھانا پینا کیوں کر جائز رہے گا ورنہ لازم آئے گا کہ صبح صادق کے بعد بھی کھانا پینا درست ہو۔ اس اشکال کے جواب میں بہت سے تکلفات کیے ہیں اور عمدہ وہ ہے جو ہم سے تسہیل القاری میں اختیار کیا ہے کہ روزہ دار کو اس وقت تک کھانا پینا درست ہے جب تک فجر کھلے طور سے اس کو معلوم نہ ہو جائے تو احتمال ہے کہ ابن ام مکتوم صبح صادق ہوتے ہی اذان دیتے ہوں ان کو دوسرے واقف کار لوگ بتلا دیتے ہوں اور ابھی عام طور سے اچھی طرح صبح نہ کھلتی ہو اس لیے ان کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ۱۲ منہ [3] جو شخص نماز اور عبادت میں کھڑا ہو وہ تھوڑی دیر کے لیے آرام کر لے سو جائے یا روزہ رکھنے کی نیت ہو تو سحری کھانے کے لیے لوٹ جائے ۱۲ منہ [4] آپ نے اس طرح اشارہ کر کے بتلایا جب صبح کاذب ہوتی ہے جس کی روشنی یعنی چڑھتی آتی ہے اور بیچ آسمان تک آجاتی ہے ۱۲ منہ

ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔

اوپر رکھا پھر اُن کو داہنے اور بائیں طرف کھینچ لیا[1]

۵۹۳ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو ابواسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی کہا ہم سے عبیداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور عبیداللہ نے نافع سے بھی روایت کی انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن موسیٰ نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر عمری نے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بلال رات رہے سے اذان دے دیتا ہے تم کھاتے پیتے رہو جب ام مکتوم کا بیٹا اذان دے[2]

بَابٌ كَمْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

باب اذان اور تکبیر میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے[3]

۵۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَاءَ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے سعید بن ایاس جریری سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو کوئی چاہے (نفل) نماز پڑھے[4]

۵۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا میں نے عمرو بن عامر انصاری سے

---

[1] یعنی صبح صادق وہ روشنی ہے جو آسمان کے کنارے کنارے عرض میں پھیلتی ہے جس کو عوام پو پھٹنا کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] تسہیل القاری میں اس مسئلہ میں بہت طول کیا ہے اور سب دلائل بیان کر کے پھر یہ فیصلہ کیا ہے کہ خاص صبح کی اذان طلوع فجر سے پہلے درست ہے مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ طلوع فجر سے ذرا پہلے دی جائے اتنا پہلے کہ کوئی طہارت کر لے یا روزہ رکھنے والا سحری کھائے سونے والا جاگ اٹھے نماز کے لیے تیار ہو جائے تہجد والا وتر سے فارغ ہو جائے اس کے لیے تخمیناً آدھ گھنٹہ کافی ہے یہ نہیں کہ آدھی رات یا دو بجے یا تین بجے سے یہ اذان دیجائے جیسے بعض فقہاء کا قول ہے دوسری شرط یہ ہے کہ پھر طلوع فجر پر دوبارہ اذان دی جائے تاکہ لوگ نماز کے لیے نکلیں اور روزہ رکھنے والے کھانا پینا موقوف کریں اور فجر کی سنت ادا کریں ۱۲ منہ [3] یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کیا کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں ابن بطال نے کہا اس کی کوئی حد معین نہیں وقت آجانا اور نمازیوں کا جمع ہونا اقامت کے لیے کافی ہے ۱۲ منہ [4] امام احمد کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے جب تکبیر ہو تو اس وقت فرض سوا اور کوئی نماز نہیں ۱۲ منہ

بْنَ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذَلِكَ يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْءٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَلِيلٌ۔

سنا انہوں نے انسؓ بن مالکؓ سے انہوں نے کہا موذن جب اذان دیتا ہے (آنحضرتؐ کے زمانے میں) توآپ کے صحابہ (مسجد کے) ستونوں کی طرف لپکتے آپ کے برآمد ہونے تک وہ اسی حال میں رہتے (سنتیں پڑھتے رہتے)[1] مغرب سے پہلے بھی دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے[2] اور اذان اور تکبیر میں کچھ زیادہ فاصلہ نہ ہوتا اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے یوں نقل کیا ہے اذان اور تکبیر میں کچھ زیادہ فاصلہ ہوتا۔

بَابٌ ۴۰۵ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ۔

باب اذان سن کر تکبیر کا انتظار گھر میں کرتے رہنا[3]۔

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب موذن صبح کی دوسری[4] اذان دے کر چپ ہو رہتا اٹھتے اور فرض سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی ادا کرتے صبح صادق روشن ہوجانے کے بعد پھر داہنے کروٹ پر لیٹ رہتے[5] یہاں تک موذن تکبیر کہنے کے لیے آپ کے پاس آتا۔

بَابٌ ۴۰۶ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ

باب ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو کوئی چاہے (نفل) نماز پڑھے۔

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا کہا ہم سے کہمس بن حسن نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے عبداللہ بن

---

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی نیا شخص باہر سے آتا تو وہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہوگئی اس کثرت سے لوگ یہ دوگانہ پڑھتے رہتے ابن حبان نے صحیح میں نکالا کہ آنحضرتؐ نے بھی مغرب سے پہلے یہ دو رکعتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ مغرب سے پہلے بھی دو سنتیں پڑھنا مستحب ہے اور امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور باقی اماموں کے نزدیک یہ مستحب نہیں ہیں ۱۲ منہ [3] یہ حکم امام سے خاص ہے کیونکہ اسکو آگے جگہ مل جاتی ہے اسی طرح اس شخص سے جو مسجد سے بہت قریب ہو کہ تکبیر کی آواز سنتا ہو لیکن دور رہنے والوں کو اذان سنتے ہی جانا چاہیئے تاکہ صف اوّل میں جگہ ملے ۱۲ منہ [4] حدیث میں اولیٰ کا لفظ ہے لفظی ترجمہ یوں ہے کہ مؤذن جب فجر کی پہلی اذان دیکر چپ ہو رہتا پہلی اذان سے وہ مراد ہے جس کے بعد اقامت ہوتی درحقیقت یہ دوسری اذان تھی کیونکہ پہلی اذان تو صبح صادق طلوع ہونے سے قبل دی جاتی تھی مگر اس کو پہلے اس لیے کہا کہ اس کے بعد اقامت دی جاتی ہے وہ دوسری اذان ہے ۱۲ منہ [5] فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنے کروٹ پر ذری سی دیر کے لیے لیٹ جانا (باقی بر صفحہ آئندہ)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

مغفل سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں نماز ہے۔ ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں نماز ہے تیسری بار بھی یہی فرمایا اتنا زیادہ کیا جو چاہے[1]

بَابٌ ۴۰۷ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَّاحِدٌ۔

باب سفر میں ایک ہی شخص اذان دے۔ (جیسے حضر میں)

۵۹۸ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِي فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلٰى اَهْلِيْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

ہم سے معلی بن اسد بصری نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرث (صحابی) سے انہوں نے کہا میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا بیس راتیں آپ کے پاس رہا آپ بہت رحم دل اور ملنسار تھے جب آپ نے دیکھا ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو فرمایا اب تم لوٹ جاؤ اپنی قوم میں رہو انکو (دین کی باتیں) سکھلاؤ اور (سفر میں) نماز پڑھتے رہنا جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے[2]

بَابٌ ۴۰۸ الْاَذَانُ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَّالْاِقَامَةُ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَّقَوْلُ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ۔

باب اگر کئی مسافر ہوں تو نماز کے لیے اذان دیں اور تکبیر بھی کہیں اور عرفات اور مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کریں[3] اور جب سردی یا بارش کی رات ہو تو مؤذن یوں پکار دے اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔

۵۹۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور آرام لینا مستحب اور سنت رسول کریم ہے اور میرے نزدیک اس ذری سی سنت پر عمل کرنا اس قدر اجر رکھتا ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں جو سنت نہیں ہیں اس کا عشر عشیر بھی ہو ملنے کا توقع نہیں ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس کا شاہد حال ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] یعنی یہ حکم وجوبی نہیں ہے جس کا جی چاہے وہ اذان اور اقامت کے بیچ میں سنت پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے اس حدیث سے مغرب کی بھی سنت کا ثبوت ہوتا ہے جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] کئی موذنوں کا ایک بارگی اذان دینا بنی امیہ کی نکالی ہوئی بدعت اگر بڑا شہر ہو تو باری باری کئی مؤذن اذان دے سکتے ہیں حافظ نے کہا اگر مسجد بڑی ہو تو ہر ایک کونے میں ایک ایک موذن ایک ہی وقت میں اذان دے سکتا ہے بعضوں نے کہا اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سفر میں صبح کی نماز میں بھی ایک ہی اذان دینا چاہیے عبداللہ بن عمر سفر میں بھی صبح کی نماز کے لیے دو اذانیں دیتے جیسے عبدالرزاق نے روایت کیا ۱۲ منہ [3] یعنی جو عمر میں بڑا ہو اس لیے کہ یہ سب لوگ علم میں برابر تھے سب آنحضرتؐ کے پاس بیس بیس دن تک رہے تھے بظاہر اس روایت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَہٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَہٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَہٗ اَبْرِدْ حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ۔

مہاجر ابوالحسن سے انہوں نے زید بن وہب سے انہوں ابوذر غفاریؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے مؤذن نے (ظہر کی) اذان دینا چاہی آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہو نے دے پھر اس نے اذان دینا چاہی آپ نے یہی فرمایا پھر اس نے اذان دینا چاہی آپ نے یہی فرمایا یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا دیکھو گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے[۱]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِی قِلَابَۃَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتٰی رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِیْمَا ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے مالک بن حویرث سے انہوں نے کہا دو شخص (خود مالک اور ایک ان کے رفیق) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ سفر کرنا چاہتے تھے آپ نے فرمایا (دیکھو) جب تم سفر کے لیے نکلو تو (رستے میں) اذان دینا[۲] پھر اقامت کہنا پھر تم دونوں میں وہ امامت کرے جو (عمر میں) بڑا ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِی قِلَابَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَۃٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَہٗ عِشْرِیْنَ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَّکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَیْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاہُ فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابو قلابہ سے کہا ہم سے مالک بن حویرث نے بیان کیا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنے ملک سے) آئے ہم جوان پٹھے قریب قریب ایک ہی عمر کے تھے تو بیس راتیں آپ کے پاس رہے اور آپ بہت رحم دل ملنسار تھے جب آپ یہ سمجھے کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے[۳] تو آپ نے پوچھا ہم (وطن میں) اپنے کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں ہم نے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھا اب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان ہی میں رہو اور ان کو (دین کی باتیں) سکھاؤ اور یہ بہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) جو آگے انہوں نے خود نکالا اس میں صاف یہ ہے کہ جب تم نکلو تو اذان دو یعنی سفر میں ایسا کرو ۱۲ منہ ۵۴ یعنی حج کے سفر میں عرفات اور مزدلفہ میں بھی اذان اور اقامت کہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس سے سفر میں اذان دینا ثابت ہوا ۱۲ منہ ۲ لفظی ترجمہ یوں ہے دونوں اذان دینا دونوں اقامت کہنا لیکن مراد یہی ہے کہ دونوں میں سے کوئی اذان دے کوئی امامت کرے جیسے اوپر گذر چکا فلیؤذن لکم احدکم ۱۲ منہ ۳ یہ راوی

وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ ۔

۶۰۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى أَثَرِهِ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ ۔

۶۰۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ فَجَاءَهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ ۔

بَابٌ ۴۰۹ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ

حکم دو مالک نے کئی باتیں بیان کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابو قلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھ کو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ بن عمر عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک سردی کی رات میں ضجنان[۱] میں اذان دی پھر کہا کہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو اور ہم سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے وہ اذان دے اور اخیر میں یوں پکارے لوگو اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو سردی یا بارش کی رات میں سفر میں ایسا کرتے[۲] ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو جعفر بن عون نے خبر دی کہا ہم سے ابو العمیس نے بیان کیا انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سوائی صحابی سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطح[۳] میں دیکھا بلالؓ آپ کے پاس آئے اور نماز کی خبر دی بعد اس کے بلال گانسی لے کر نکلے اس کو آپ کے سامنے (جہاں آپ نماز پڑھنا چاہتے تھے) ابطح میں گاڑ دیا اور نماز کی تکبیر کہی ۔

باب کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ ادھر اُدھر (داہنے بائیں) پھرائے اور کیا اذان میں ادھر ادھر دیکھ سکتا ہے اور بلالؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اذان میں) اپنی دونوں انگلیاں دونو

بقیہ صفحہ سابقہ) کو شک ہے کہ مالک بن حویرث کے فقد اشتہینا کہا یا قد اشتقنا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے ۱۲ منہ ۔ [۱] ضجنان ایک پہاڑی ہے مکہ سے ایک منزل یا پچیس میل پر ۱۲ منہ ۔ [۲] اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اذان کے بعد یوں پکارے بعضوں نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدل یوں پکارے الا صلوا فی الرحال صحیح ابو عوانہ میں اتنا زیادہ ہے اور آندھی کی روایت میں اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے مدینہ میں ایسا کیا بہر حال بارش یا سخت سردی یا آندھی کی حالت میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے حافظؒ نے کہا میں نے کسی حدیث میں یہ نہیں پایا کہ دن کے وقت بھی آپ نے آندھی کے عذر سے رخصت دی ہو لیکن قیاس سے رخصت نکل سکتی ہے ۱۲ منہ ۔ [۳] ابطح ایک مشہور مقام کا نام ہے مکہ سے باہر ۱۲ منہ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ الْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

کانوں میں ڈالیں[۱] اور عبداللہ بن عمرؓ تو اذان میں کانوں میں انگلیاں نہیں ڈالتے تھے[۲] اور ابراہیم نخعی نے کہا بے وضو اذان دینے میں کوئی قباحت نہیں[۳] اور عطا نے کہا (اذان میں) وضو ضرور ہے اور سنت ہے[۴] اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتوں میں اللہ کی یاد کیا کرتے تھے[۵]

۶۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے انہوں نے عون بن ابی جحیفہؓ سے انہوں نے اپنے باپ ابو جحیفہؓ سے انہوں نے بلالؓ کو اذان دیتے دیکھا وہ کہتے ہیں میں بھی (ان کے منہ کے ساتھ) ادھر ادھر اذان میں منہ پھیرنے لگا[۶]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ

باب یوں کہنا کیسا ہے ہماری نماز جاتی رہی

وَكَرِهَ ابْنُ سِيْرِيْنَ أَنْ يَّقُوْلَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَلْيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ.

اور ابن سیرین نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یوں کہنا چاہیئے ہم نے نماز نہیں پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ٹھیک ہے[۷]

۶۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوْا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث بن ربعی (صحابی) سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی نماز کے بعد فرمایا یہ کیا آواز تھی۔ ہم نے کہا نماز کے لیے جلدی دوڑ کر آئے تھے

---

[۱] اس کو عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [۲] اس کو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ۱۲ منہ [۳] اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو عبدالرزاق نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے عطاء سے نکالا کہ انہوں نے بے وضو اذان دینا مکروہ سمجھا ۱۲ منہ [۵] اس کو امام مسلم نے نکالا اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اذان بے وضو درست ہے کیونکہ وہ ایک ذکر ہے تو نہ اس میں طہارت شرط ہوگی نہ قبلے کی طرف منہ کرنا ۱۲ منہ [۶] موذن کو حیعلتین کے وقت صرف منہ داہنے بائیں طرف پھیرنا چاہیئے نہ سینہ اور بہتر یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ ایک بار داہنے طرف منہ کرکے کہے ایک بار بائیں طرف منہ کرکے اسی طرح حی علی الفلاح میں کرے بعضوں نے کہا داہنی طرف منہ پھیر کر حی علی الصلوٰۃ دو بار کہے پھر بائیں طرف منہ پھیر کر دو بار حی علی الفلاح کہے اور ہر ایک صورت جائز ہے ۱۲ منہ [۷] ابن سیرین کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام بخاری نے ابن سیرین کا رد کیا کہ جب حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ ہماری نماز جاتی رہی تو ابن سیرین کا اس کو مکروہ رکھنا صحیح نہیں ہو سکتا ابن سیرین گو بڑے تابعین میں سے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرمان (باقی بر صفحہ آئندہ)

تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

آپ نے فرمایا (آیندہ) ایسا نہ کرنا جب تم نماز کے لیے آؤ تو اطمینان اور سہولت کو لازم کر لو جتنی نماز پاؤ اتنی (امام کے ساتھ پڑھو) اور جتنی نماز جاتی رہے[۱] وہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کر لو۔

بَابُ مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

باب[۲] جتنی نماز پاؤ وہ پڑھ لو اور جتنی جاتی رہے اس کو پورا کر لو۔

قَالَهُ اَبُوْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ابو قتادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا (جیسے اوپر گزر چکا)

۶۰۶ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ[۳] سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لیے (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور آہستگی اور سہولت کو اپنے اوپر لازم کر لو دوڑو نہیں پھر جتنی نماز ملے وہ پڑھ لو جو جاتی رہے اس کو پورا کر لو

بَابُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ۔

باب نماز کی جب تکبیر ہو، لوگ امام کو دیکھ لیں تو کس وقت کھڑے ہوں؟

۶۰۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے کہا یحیٰی بن ابی کثیر نے مجھے لکھ کر بھیجا انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو جب تک

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہ سب پر مقدم ہے تابعی ہو یا صحابی کسی کا قول حدیث کے خلاف مقبول نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں آپ نے یہ لفظ فرمایا جتنی نماز جاتی رہی اگر ایسا کہنا مکروہ ہوتا تو آپ کبھی نہ فرماتے ۱۲ منہ [۲] نسخہ مطبوعہ مصر میں باب کے بعد اتنی عبارت زائد ہے لا یسعیٰ الی الصلوٰۃ ولیأت بالسکینۃ والوقار وقال یعنی نماز کے لیے دوڑے نہیں اطمینان اور سہولت سے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲ منہ [۳] زہری نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سنا ایک سعید بن مسیب سے دوسرے ابو سلمہ سے دونوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا ۱۲ منہ

فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔

مجھ کو (نکلتے) نہ دیکھو کھڑے نہ ہو[1]

بَابٌ ۴۱۳ - لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ مُسْتَعْجِلًا وَلْيَقُمْ اِلَيْهَا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ۔

باب نماز کے لیے جلدی سے نہ اٹھے بلکہ اطمینان اور سہولت کے ساتھ اُٹھے۔

۶۰۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ حارث بن ربعی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھ کو نہ دیکھو اور آہستگی لازم کرو شیبان کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ سے علی بن مبارک نے بھی[2] روایت کیا۔

بَابٌ ۴۱۴ - هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

باب کوئی ضرورت ہو تو اذان یا اقامت کے بعد مسجد سے نکل سکتا ہے۔

۶۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا اَنْ يُّكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْئَتِنَا حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا يَنْطِفُ رَاْسُهٗ مَاءً وَّقَدِ اغْتَسَلَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے باہر) برآمد ہوئے (نماز پڑھانے کو) اور نماز کی تکبیر ہو گئی تھی صفیں برابر ہو چکی تھیں جب آپ اپنی نماز کی جگہ پر کھڑے ہوئے ہم انتظار کر رہے تھے کہ اب تکبیر کہتے ہیں تو آپ لوٹے اور فرمایا تم اس جگہ ٹھیرے رہو ہم اسی حال میں ٹھیرے رہے یہاں تک کہ آپ نکلے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے غسل کیا تھا[3]

---

[1] اس مسئلے میں کئی قول ہیں شافعی کہتے ہیں تکبیر ختم ہوئے بعد مقتدیوں کو اٹھنا چاہیے امام مالک کہتے ہیں تکبیر شروع ہوتے ہی ابوحنیفہ کہتے ہیں جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب موذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام نماز شروع کر دے اللہ اکبر کہے ہمارے امام احمد بن حنبل یہ فرماتے ہیں کہ حی علی الصلوٰۃ پر اُٹھے امام بخاری نے باب کی حدیث لا کر یہ اشارہ کیا کہ جب امام مسجد نہ ہو تو جب تک امام کو نہ دیکھ لیں کھڑے نہ ہوں ۱۲ منہ [2] علی بن مبارک کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الجمعۃ میں نکالا ۱۲ منہ [3] اور صحیح مسلم میں جو ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص اذان کے بعد مسجد سے نکل گیا انہوں نے کہا اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو یہ محمول ہے اس حالت پر جب بے ضرورت ایسا کرے ۱۲ منہ [4] معلوم ہوا کہ آپ کو جنابت ہوئی تھی اور خیال نہ رہا بے غسل کیے نماز کے لیے نکل آئے جب نماز شروع کرنے ہی کو تھے اس وقت یاد آیا یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ اذان (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۴۱۵ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى يَرْجِعَ انْتَظَرُوْهُ۔

۶۱۰ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ۔

باب اگر مقتدیوں سے کہے یہیں ٹھہرے رہو جب تک میں لوٹ کر آؤں تو اس کا انتظار کریں

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا ہم سے اوزاعی نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی لوگوں نے صفیں برابر کر لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ شریف سے) باہر نکلے (امامت کے لیے) آگے بڑھ گئے آپ جنب تھے (لیکن خیال نہ رہا) پھر (یاد آیا تو) فرمایا یہیں ٹھہرے رہو اور لوٹ گئے غسل کیا پھر باہر نکلے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا لوگوں کو نماز پڑھائی[1]

بَابٌ ۴۱۶ قَوْلِ الرَّجُلِ مَا صَلَّيْنَا۔

۶۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَفْطَرَ الصَّائِمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

باب آدمی یوں کہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحیٰی سے انہوں نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ کہتے تھے ہم کو جابر بن عبداللہ انصاری صحابیؓ نے خبر دی کہ خندق کے دن حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ قسم خدا کی میں تو عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھ سکا کہ سورج ڈوبنے کو ہی تھا یہ حضرت عمرؓ نے اس وقت کہا جب روزہ کے افطار کا وقت آچکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خیر تم نے تو اخیر وقت پڑھ بھی لی) قسم خدا کی میں نے تو

بقیہ صفحہ سابقہ یا اقامت ہو جانے کے بعد بھی آدمی کسی ضرورت سے بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکل سکتا ہے۔ حواشی صفحہ ہذا [1] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قیل لابی عبداللہ ای البخاری ان بدا لاحدنا مثل ہذا یفعل کما یفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شی یصنع فقیل ینتظر ونہ قیاما او قعودا قال ان کان قبل التکبیر للاحرام فلا باس ان یقعد وان کان بعد التکبیر انتظرو ہ حال کونہم قیاما ترجمہ یہ ہے لوگوں نے امام بخاری سے کہا اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے انہوں نے کہا جیسا آنحضرتؐ نے کیا ویسا ہی کرے لوگوں نے کہا تو مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کریں یا بیٹھ جائیں انہوں نے کہا اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کرتے رہیں ورنہ بیٹھ جانے میں کوئی قباحت نہیں ہے ۱۲ منہ [2] یہ باب لا کر امام بخاری نے ابراہیم نخعی کا رد کیا انہوں نے یوں کہنا مکروہ جانا ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی حافظ نے کہا ابراہیم نے یہ کہنا اُس شخص کے لیے مکروہ رکھا جو نماز کا انتظار کر رہا ہو کیونکہ وہ گویا نماز ہی میں ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُطْحَانَ وَاَنَا مَعَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی اس کے بعد آپ بطحان[1] میں اترے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے وضو کیا پھر عصر کی نماز پڑھی سورج ڈوب گیا تھا پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

بَابُ ۴۱۷ اَلْاِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْاِقَامَةِ۔

باب اگر امام کو تکبیر ہو جانے کے بعد کوئی ضرورت پیش آئے۔

۶۱۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيْ رَجُلًا فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی (یعنی عشا کی) اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں ایک شخص سے چپکے چپکے کان میں باتیں کرتے رہے نماز نہیں شروع کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے[2]

بَابُ ۴۱۸ اَلْكَلَامِ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

باب تکبیر ہوتے وقت کسی سے باتیں کرنا

۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَحَبَسَهٗ بَعْدَ مَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے کہا میں نے ثابت بنانی سے پوچھا (اگر) کوئی شخص نماز کی تکبیر ہوتے بغیر کسی سے باتیں کرے تو کیسا انہوں نے انس بن مالک کی حدیث مجھ کو سنائی کہ (آنحضرتؐ کے وقت میں) نماز کی تکبیر ہوئی آپ کے سامنے ایک شخص آیا اس نے تکبیر کے بعد آپ کو (دیر تک باتوں میں) روک لیا۔

بَابُ ۴۱۹ وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ۔

باب جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهٗ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا۔

اور امام حسن بصری نے کہا اگر کسی شخص کی ماں اس کو محبت کی راہ سے عشا کی نماز میں جانے سے روکے تو اس کا کہنا نہ مانے[3]

---

[1] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ طیبہ میں ۱۲ منہ [2] سونے سے مراد اونگھنا ہے جیسے ابن حبان اور اسحاق بن راہویہ نے روایت کیا کہ بعضے لوگ اونگھنے لگے ۱۲ منہ [3] کیوں کہ جماعت خود فرض ہے اور ماں کی اطاعت فرض کے ترک میں نہیں کرنا چاہئے ہمارے امام احمد بن حنبل اور ابو ثور اور ابن خذیمہ اور ایک جماعت اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جماعت فرض عین ہے بلکہ بعضوں نے یہاں تک کہا ہے کہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے باقی علماء کے نزدیک وہ سنت مؤکدہ ہے ۱۲ منہ

۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا حکم دوں لکڑیاں جمع کی جائیں پھر نماز کا حکم دوں اس کی اذان دی جائے پھر ایک شخص سے کہہ دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے ان کے گھر جلا دوں[1] قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے جو جماعت میں نہیں آتے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی ملے گی یا اچھے دو کھر ملیں گے تو عشا کی جماعت میں ضرور آئے۔

۴۲۰۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ۔

باب جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت

وَكَانَ الْأَسْوَدُ إِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلٰى مَسْجِدٍ آخَرَ وَجَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً۔

اور اسود بن یزید نخعی کو جب (ایک مسجد میں) جماعت نہ ملتی تو وہ دوسری مسجد کو جاتے[2] اور انس بن مالکؓ ایک مسجد میں آئے جہاں نماز ہو چکی تھی انہوں نے پھر اذان دی اور تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی[3]

۶۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

۶۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[1] اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جماعت فرض ہے اگر فرض نہ ہوتی تو جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھر جلا دینے کا آپ کیوں قصد فرماتے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مجرم کو مالی سزا بھی دینا درست ہے مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور حنفیہ جو مالی سزا درست نہیں جانتے ان کا قول بلا دلیل ہے ۱۲ منہ [2] وہاں جا کر جماعت سے نماز پڑھتے اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی یعلی نے اپنی مسند میں وصل کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس وقت انسؓ کے ساتھ بیس جوانوں کے قریب تھے ۱۲ منہ

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔

لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے[1]

۶۱۷ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسَةً وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے کہا میں نے ابوصالح ذکوان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت سے آدمی کا نماز پڑھنا گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب اچھی طرح وضو کرکے مسجد جانے کے لیے نکلتا ہے۔ اور صرف نماز ہی کی نیت سے نکلتا ہے تو جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے پھر جب وہ مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر اپنی رحمت اتار اس پر رحم کر اور تم میں کوئی جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے گویا وہ نماز ہی میں ہے۔

بَابُ ۴۲۱ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ

باب صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت

۶۱۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَفْضُلُ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید ابن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جماعت کی نماز تم میں سے

---

[1] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب ستائیس درجہ زیادہ فضیلت ہوئی تو پچیس درجے ضرور فضیلت ہوگی ۱۲ منہ

[2] ابن دقیق العید نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے گو گھر میں یا بازار میں جماعت سے پڑھے حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں بازار اور گھر میں نماز پڑھنے سے اکیلے وہاں نماز پڑھنا مراد ہے ۱۲ منہ

صَلٰوةُ الْجَمِيعِ صَلٰوةَ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا وَّتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ شُعَيْبٌ وَّحَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

کسی کے اکیلے نماز سے پچیس حصے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور صبح کی نماز کے وقت رات اور دن کے (چوکیدار) فرشتے اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو (سورہ بنی اسرائیل کی یہ) آیت پڑھو فجر کے قرآن پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں[1] شعیب[2] جو اس حدیث کا راوی ہے اس نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۶۱۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ دَخَلَ عَلَيَّ اَبُوالدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے سالم بن ابی الجعد سے سُنا انہوں نے کہا میں نے ام درداء سے وہ کہتی تھی ابوالدرداء (صحابی) میرے پاس آئے وہ غصے میں تھے میں نے پوچھا کیوں غصے میں ہو انہوں نے کہا قسم خدا کی میں دیکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا کوئی کام باقی نہیں رہا بس یہی رہ گیا ہے کہ لوگ مل کر نماز پڑھ لیتے ہیں[3]

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا

ہم سے محمد بن علاء بن کریب ہمدانی نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہ عامر سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے جو (مسجد تک) دور سے چل کر آتا ہے پھر جو اس کے[4] بعد سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے (اسی طرح)

[1] اس سے یہ نکالا کہ صبح کی نماز میں جماعت کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا بلکہ شعیب تک وہ ہی اسناد ہے جو شروع حدیث میں گزرا ۱۲ منہ [3] یعنی ایک جماعت باقی ہے افسوس ہے ہمارے زمانے میں لوگوں نے جماعت کا بھی خیال چھوڑ دیا پانچوں وقت مسجد میں آنا اور جماعت سے نماز پڑھنا یہ بڑی بات ہے آٹھویں دن جمعہ کو بھی مسجد نہیں آتے اس پر اسلام کا دعویٰ اور مسلمانوں کے خیر خواہ بننے کا جوش یہ عجب تماشا ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں نکلتی ہے کہ جب دور سے آنے والے کو زیادہ ثواب ہوا اس وجہ سے کہ اس کو مشقت زیادہ ہوتی ہے تو صبح کی جماعت کا بھی زیادہ ثواب ہوگا کیونکہ صبح سویرے جماعت میں حاضر ہونا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے ۱۲ منہ

مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ۔

(درجہ بدرجہ[1]) اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا منتظر رہتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے اس سے جو[2] (انتظار نہ کرے) نماز پڑھ کر سو رہے

بَابٌ ۴۲۲ فَضْلِ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ۔

باب ظہر کی نماز کے لیے سویرے جانے کی فضیلت

۲۱ - حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے جو ابوبکر بن عبدالرحمن کے غلام تھے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے جو گھی بیچتے تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا ایک مرتبہ ایک شخص رستے میں جا رہا تھا اس نے رستے پر کانٹوں کی ٹہنی دیکھی اس کو سرکا دیا[3] اللہ کو اس کا یہ کام پسند آیا اور بخش دیا پھر آپ نے فرمایا شہید پانچ ہیں جو طاعون سے مرے (وبا سے) اور جو پیٹ کے عارضے سے اور جو ڈوب جائے اور جو دب کر (مکان گر کر) مرے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے[4] اور .... آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے جو ثواب اذان اور پہلی صف میں ہے پھر قرعہ ڈالے بغیر ان کو نہ پا سکیں تو ان کے لیے قرعہ ڈالیں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے ظہر کی نماز کے لیے سویرے جانے میں کیا ثواب ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے عشاء اور صبح کی جماعت میں آنے کا کیا ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان میں آئیں[5]

بَابٌ ۴۲۳ احْتِسَابِ الْآثَارِ۔

باب نیک کام میں ہر قدم پر ثواب ملنا[6]

---

[1] یعنی سب سے زیادہ ثواب اس کو ہے جس کا مکان مسجد سے سب سے زیادہ دور ہے پھر اس کے بعد اس کو جو اور لوگوں سے زیادہ دور ہے لیکن پہلے شخص کی بہ نسبت مسجد سے قریب ہے اسی طرح درجہ بدرجہ ۱۲ منہ [2] انتظار نہ کرے یعنی اکیلے نماز پڑھ لے یا امام کے ساتھ پڑھے مگر انتظار کی تکلیف نہ اٹھائے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی جماعت میں نماز پڑھ لے بڑی جماعت کا انتظار نہ کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جماعتوں جماعتوں میں بھی فرق ہے بڑی جماعت کا ثواب چھوٹی جماعت سے زیادہ ہے ۱۲ منہ [3] اس خیال سے کہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے معلوم ہوا کہ مخلوق خدا کو آرام دینا اور ان کی تکلیف دور کرنا کتنا بڑا ثواب ہے تمام شریعتوں میں اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں[5] مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن - کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست ۱۲ منہ [4] سب سے بڑھ کر یہی پانچواں شخص شہید ہے اسکو نہ غسل دیں نہ اُس پر نماز پڑھیں یونہی دفن کر دیں اور پہلے کے چار شخصوں کو شہادت صغریٰ کا درجہ ملے گا پر ان کو غسل دیں گے ان پر نماز پڑھیں گے ایک روایت میں یہ زیادہ ہے اور جو ذات الجنب کے عارضے سے مرے اور جو آگ میں جل جائے اور جو عورت زچگی میں مرے اور جس کو درندے کھا جائیں اور جو نوالہ یا پانی گلے میں اٹک کر (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْا آثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوْا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوْا قَرِيْبًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ آثَارُ الْمَشْيِ فِي الْأَرْضِ بِأَرْجُلِهِمْ -

ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے کہا مجھ سے حمید طویل نے انہوں نے انس بن مالکؓ (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ والو کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے اور سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہا مجھ سے یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا کہا مجھ سے انسؓ نے کہ بنی سلمہ والوں نے[۱] یہ ارادہ کیا کہ اپنے مکان (جو مسجد سے دور تھے) چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ رہیں (تاکہ نماز کے لیے آنے میں آسانی ہو) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کا اجاڑ دینا بُرا معلوم ہوا آپ نے فرمایا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے مجاہد نے کہا (سورہ یٰسین میں) وآثارہم سے قدم مراد ہیں یعنی زمین پر پاؤں سے چلنے کے نشان[۲]

بَابٌ ۲۴۴ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

باب عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت

۶۲۳ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابو صالح ذکوان نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر کوئی نماز صبح اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر لوگ جانتے جو ثواب ان نمازوں میں ہے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ان کے لیے آتے اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ موذن سے کہوں وہ تکبیر کہے اور ایک شخص کو امام بنا دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں آگ کی چنگاریاں لے کر ان لوگوں کو جلا دوں

(بقیہ صفحہ سابقہ) مرے اور جو سفر میں مرے اور غربت میں ۱۲ منہ ۵۵ اس حدیث کا ایک ٹکڑا اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ ۵۶ جب مسجد کو جاتے ہوئے امام بخاری نے یہاں مسجد کی قید نہیں لگائی اس لیے کہ ہر نیک کام میں قدموں پر ثواب ملے گا اس کا حکم عائد کے لیے جانے کا سا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱ے بنی سلمہ انصار کی ایک شاخ تھی جو مدینہ میں مسجد نبوی سے دور رہا کرتے تھے ۱۲ منہ ۲ے امام بخاری نے مجاہد کا یہ قول لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ سورہ یٰس کی یہ آیت انا نحن نحیی الموتی ونکتب ما قدموا وآثارہم انہی لوگوں کے باب میں اتری مگر یہ سورت مکی ہے اور بنی سلمہ کا قصہ مدینہ میں ہوا مجاہد کے اس قول کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ ۔

جو ابھی تک نماز کے لیے نہیں نکلے [1]

بَابٌ ۴۲۵ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

باب دو یا زیادہ آدمیوں سے جماعت ہو سکتی ہے

۴۲۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو تم دونوں اذان دو تکبیر کہو پھر جو بڑا ہے وہ امام بنے [2]

بَابٌ ۴۲۶ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ ۔

باب جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اس کا بیان اور مسجدوں کی فضیلت

۴۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰٓى اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰٓى اَهْلِهِ اِلَّا الصَّلٰوةُ ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے سنا انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے یوں کہتے رہتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر اور تم میں سے کوئی جب تک نماز کے لیے رکا رہے تو وہ گویا نماز ہی میں ہے بشرطیکہ اس کو اپنے گھر لوٹ جانے سے نماز کے سوا اور کوئی چیز نہ روکتی ہو۔

۴۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سات آدمیوں کو

---

[1] اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ عشاء اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور شریعت میں ان دو نمازوں کی جماعت کا بڑا اہتمام ہے جب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جلا دینے کے قصد کیا جو ان میں شریک نہ ہوں اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ

[2] تو دو آدمیوں میں اپنے جماعت کا حکم فرمایا یعنی ایک امامت کا حکم دیا تو دوسرا مقتدی بنے گا اس سے یہ نکل آیا کہ دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے اور یہی ترجمہ باب ہے اور ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو ابن ماجہ اور بغوی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے نکالا مگر وہ حدیث ضعیف تھی اس لیے امام بخاری باسناد اس کو نہ لا سکے اور اس صحیح حدیث سے اشارہ مطلب نکالا ۱۲ منہ

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَاَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَآءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا[1] جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا ایک تو انصاف کرنے والا حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی امنگ سے خدا کی عبادت میں رہا تیسرے وہ جس کا دل مسجد میں لگا ہے[2] چوتھے وہ آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے دوستی رکھی زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کے لیے) بلایا اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں چھٹے وہ مرد جس نے اللہ کی راہ میں ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا بائیں ہاتھ تک کو اس کی خبر نہ ہوئی ساتویں وہ مرد جس نے اکیلے میں اللہ کو یاد کیا اس کی آنکھیں بہ نکلیں (رو دیا)

۶۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ نَعَمْ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا قَالَ فَكَاَنِّيْٓ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے کہا انسؓ بن مالک سے لوگوں نے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے انہوں نے کہا ہاں ایک بار آدھی رات آپ نے عشاء کی نماز میں دیر کی پھر (باہر برآمد ہوئے) نماز پڑھا کر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو بھی رہے جب سے نماز کا انتظار کرتے رہے انسؓ نے کہا جیسے میں آپ کی انگوٹھی کی چمک (اس وقت) دیکھ رہا ہوں۔

بَابٌ ۴۲۷ فَضْلِ مَنْ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

باب مسجد میں صبح اور شام جانے کی فضیلت

۶۲۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون واسطی نے کہا ہم کو محمد بن مطرف مدنی نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے

[1] یعنی اپنے عرش کے سائے میں ۱۲ منہ [2] ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کے لیے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا ہے یہیں سے باب کا ترجمہ نکلتا ہے ۱۲ منہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ۔

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی صبح اور شام مسجد کو (نماز کے لیے) جایا کرے وہ جب صبح یا شام کو جائے گا اللہ تعالیٰ بہشت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا۔

باب ۴۲۸ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔

باب جب نماز کی تکبیر ہونے لگے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں (پڑھ سکتا)۔

۶۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلصُّبْحَ أَرْبَعًا آلصُّبْحَ أَرْبَعًا تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَمُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ فِي مَالِكٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابراہیم سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ (صحابی) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص (خود عبداللہ بن مالک) پر سے گزرے دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا کہا ہم سے بہز بن اسد نے کہا مجھ کو شعبہ نے خبر دی کہا مجھ کو سعد بن ابراہیم نے کہا میں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطابؓ سے سنا کہا میں نے ازد (قبیلے کے) ایک شخص سے جس کا نام مالک بن بحینہ تھا سنا[۲] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھ رہا تھا ادھر تکبیر ہو رہی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کے گرد ہوئے (سبھوں نے اس کو گھیر لیا) آنحضرت صلی علیہ وسلم نے[۳] اس سے فرمایا ارے کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے صبح کی چار رکعتیں بہز بن اسد کے ساتھ اس حدیث کو غندر اور معاذ نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور مالک بن بحینہ نے کہا اور ابن اسحاق نے

۵۱ یعنی جس کی تکبیر ہو رہی ہے یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو امام مسلم اور سنن والوں نے نکالا مسلم بن خالد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے اور حنفیہ نے اس صریح حدیث کے برخلاف فجر کی سنتوں کا اُس وقت پڑھنا جائز رکھا ہے ۱۲ منہ ۵۲ یہ شعبہ کی غلطی ہے کہ صحیح عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ہے وہی صحابی ہیں اور انہی سے حدیث کی روایت کی گئی ہے نہ اُن کے باپ مالک سے ۱۲ منہ ۵۳ ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جب فرض کی تکبیر شروع ہو جائے تو پھر کوئی نماز نہ پڑھے نہ فجر کی سنتیں نہ اور کوئی سنت یا فرض بس اُسی فرض میں شریک ہو جائے جس کی تکبیر ہو رہی ہے اور بیہقی کی روایت میں جو یہ مذکور ہے الا رکعتی الفجر اور حنفیہ نے اس سے دلیل کی ہے وہ صحیح نہیں ہے اُس کی سند میں حجاج بن نصیر متروک اور عبّاد ابن کثیر مردود ہے اہل حدیث کا یہ بھی قول ہے کہ اگر کوئی فجر کی سنتیں شروع کر چکا ہو اور فرض کی تکبیر ہو تو سنت کو توڑ دے اور فرض میں شریک ہو جائے ۱۲ منہ

سَعْدٍ عَنْ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَقَالَ حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَالِكٍ۔

اس حدیث کو سعد سے روایت کیا انہوں نے حفص سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ سے اور حماد بن ابی سلمہ نے کہا مجھ کو سعد نے خبر دی انہوں نے حفص سے انہوں نے مالک بن بحینہ سے۔

بَابُ ۲۹ حَدِّ الْمَرِيْضِ اَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

باب بیمار کو کس حد تک جماعت میں آنا چاہیے[1]

۶۳۰ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْاَسْوَدُ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّعْظِيْمَ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَاَعَادَ فَاَعَادُوْا لَهٗ فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَاَرَادَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَّتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ حفص نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا اسود بن یزید نخعی نے کہا ہم حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس (بیٹھے) تھے ہم نے نماز ہمیشہ پڑھنے کا اور نماز بڑی عبادت ہونے کا ذکر کیا انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ نے وفات فرمائی اور نماز کا وقت آیا اذان ہوئی تو آپ نے حکم دیا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ سے عرض کیا گیا (حضرت عائشہ نے عرض کیا) کہ ابوبکرؓ دل کے کچے ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رنج کے مارے رو دیں گے) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی حکم دیا پھر وہی عرض کیا گیا پھر تیسری بار آپ نے وہی حکم دیا اور (اپنی بی بیوں سے) فرمایا تم تو یوسف پیغمبر کے ساتھ والیاں[2] ہو ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آخر ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لیے نکلے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا آپ باہر برآمد ہوئے دو آدمیوں[3] پر ٹیکا دیے ہوئے حضرت عائشہؓ نے کہا گویا میں آپ کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں وہ بیماری سے زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے ابوبکرؓ نے

[1] یعنی کس قدر بیماری سے جماعت میں آنا معاف ہو جاتا ہے اور کس قدر بیماری میں آنا بہتر ہے باب کی حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ سخت بیمار تھے مگر دو آدمیوں پر ٹیکا دیے ہوئے جماعت میں تشریف لائے تو خفیف بیماری سے جماعت معاف نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [2] یعنی زلیخا کی طرح تم بھی ہو کہ دل میں کچھ ہے ظاہر میں بہانہ کچھ کرتی ہو زلیخا نے عورتوں کو دعوت کے بہانے سے بلایا تھا اور دلی مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھیں اور زلیخا کو اُن کی عشق محبت میں معذور رکھیں یہاں بھی حضرت عائشہؓ نے تو ظاہر میں تو یہ بیان کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل ہیں وہ امامت نہ کر سکیں گے اور مطلب یہ تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بیماری سے اچھے نہ ہوئے اور گذر گئے تو ہمیشہ کے لیے لوگ ابوبکرؓ کو نحس قدم سمجھیں گے ان سے نفرت کرنے لگینگے ۱۲ منہ [3] حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ پر یا اسامہ اور فضل بن عباسؓ پر ۱۲ منہ

اَنْ مَّكَانَكَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقِيْلَ لِلْاَعْمَشِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ بِرَاْسِهٖ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بَعْضَهٗ وَزَادَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَائِمًا۔

یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا اپنی جگہ رہو پھر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے آپ ابوبکرؓ کے بازو بیٹھ گئے جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی تو لوگوں نے ان سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکرؓ آپ کی پیروی (اقتدا) کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی پیروی (اقتدا) اعمش نے سر ہلا کر بتلایا ہاں[1] اس حدیث کا ایک ٹکڑا ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے اعمش سے[2] اور ابومعاویہ نے اس روایت میں بڑھایا کہ آنحضرتؐ ابوبکرؓ کی بائیں طرف بیٹھے تو ابوبکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے[3]۔

۶۳۱ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ نے اپنی بی بیوں سے اجازت لی کہ بیماری میں آپ میرے گھر میں رہیں انہوں نے اجازت دی آپ دو آدمیوں پر ٹیکا دیے ہوئے نکلے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کر رہے تھے اور آپ عباسؓ اور ایک اور آدمی کے بیچ میں تھے عبیداللہ (راوی) نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا وہ دوسرے آدمی حضرت علیؓ تھے۔

بَابُ ۴۳ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ رَحْلِهٖ

باب بارش یا اور کسی عذر سے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت

[1] یہ اعمش کا قول منقطع نہیں ہے ابومعاویہ اور موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے اس کو سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ تک وصل کیا ۱۲ منہ اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ آگے آئیگی ۱۲ منہ [2] اس کو بزار نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا گو اس روایت میں یوں ہے مگر دوسری روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی اقتدا کی اور امام ابوبکرؓ تھے اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں جیسے صحیح قولی حدیث میں وارد ہے اور یہ فعلی روایت جس میں اختلاف بھی ہے اس کی معارض نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

۶۳۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلوٰةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَقُوْلُ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ -

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے ایک سردی اور آندھی کی رات میں اذان دی پھر (یوں پکار کر کہہ دیا لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس کے بعد یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردی اور بارش کی رات میں مؤذن کو یہ حکم دیتے وہ (پکار کر) کہہ دے لوگو اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو [۱]۔

۶۳۳ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے محمود بن ربیع انصاری سے انہوں نے کہا کہ عتبان بن مالک انصاری اپنی قوم والوں کی امامت کیا کرتے تھے اور اندھے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہے اور میں اندھا آدمی ہوں [۲] (جماعت میں آنہیں سکتا) تو آپ یا رسول اللہ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیجئے میں اس کو نماز کی جگہ بنا لوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور پوچھا میں کہاں نماز پڑھوں انہوں نے گھر میں ایک جگہ بتلا دی آپ نے اسی جگہ نماز پڑھی (جہاں انہوں نے بتلائی تھی)۔

بَابٌ ۴۳۱ هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب جو لوگ (بارش یا اور کسی آفت میں) مسجد میں آجائیں تو کیا امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے [۴] اور برسات میں جمعہ کے

---

[۱] معلوم ہوا کہ سردی اور آندھی اور بارش وغیرہ میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے ہر شخص اپنے گھر میں اکیلے یا جماعت سے نماز ادا کر سکتا ہے ۱۲ منہ [۲] معلوم ہوا سردی یا بارش یا آندھی کے دن میں مؤذن اذان کے بعد یہ پکار سکتا ہے الا صلوا فی الرحال مگر ایسے دنوں میں جماعت کا ترک رخصت ہے اور افضل یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو ۱۲ منہ [۳] عتبان نے تین عذر بیان کیے اندھیری ۔ بہیا ۔ اندھاپن ۔ ان میں سے ایک عذر بھی ترک جماعت کے لیے کافی ہے اس حدیث میں گو اس کی تصریح نہیں ہے کہ عتبان نے اکیلے نماز پڑھنا چاہی مگر ظاہر یہی ہے کہ جب گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو وہ عام ہے اکیلے پڑھیں یا جماعت سے پس باب کا مطلب ثابت ہو گیا ۱۲ منہ [۴] یعنی گو ایسی آفتوں میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے لیکن اگر کچھ لوگ تکلیف اٹھا کر مسجد میں آجائیں تو امام ان کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھ لینا رخصت ہے افضل تو یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو جیسے اوپر گزرا ۱۲ منہ

فِي الْمَطَرِ ۔

۶۳۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ فَتَجِيْئُوْنَ تَدُوْسُوْنَ الطِّيْنَ إِلَى رُكَبِكُمْ ۔

۶۳۵ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ السَّقْفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِي جَبْهَتِهِ ۔

دن خطبہ پڑھے یا نہیں۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب بصری نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے عبدالحمید صاحب الزیادی نے کہا میں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے سنا انہوں نے کہا عبداللہ بن عباس نے ہم کو کیچڑ کے دن خطبہ سنایا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہنے کو ہوا تو اس کو حکم دیا یوں کہہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو لوگ یہ دیکھ کر ایک کو ایک تکنے لگے جیسے انہوں نے اس کو ناجائز سمجھا ابن عباس نے کہا تم نے شاید اس کو برا جانا ہے تو انہوں نے بھی کیا ہے جو مجھ سے کہیں بہتر تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک جمعہ واجب ہے اور میں نے برا جانا کہ حی علی الصلوٰۃ کہوا کر تم کو تکلیف میں ڈالوں حماد نے اس حدیث کو عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی روایت کیا اتنا فرق ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا میں نے تم کو گنہ گار کرنا برا سمجھا گھٹنوں تک تم کیچڑ سانتے ہوئے آؤ[۲]

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے (شب قدر کو) پوچھا انہوں نے کہا ایک ابر کا ٹکڑا آیا وہ برسا یہاں تک کہ مسجد کا چھت بہنے لگا وہ کھجور کی شاخوں کا تو تھا ہی پھر نماز کی تکبیر ہوئی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کیچڑ پانی میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان آپ کی مبارک پیشانی میں میں نے دیکھا[۳]

ـــــــــــــــ

[۱] یعنی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدل الصلوٰۃ فی الرحال پکارنا ۱۲ منہ [۲] ابن عباس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اذان میں حی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہلواتا تو جمعہ میں تم کو حاضر ہونا بموجب نص قرآنی واجب ہو جاتا پھر اگر تم نہ آتے تو گنہگار ہوتے آتے تو گھٹنوں تک کیچڑ میں لتھڑے سے ہوتے تم کو سخت تکلیف ہوتی اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گھر میں بھی درست ہے۔ بشرطیکہ جماعت یعنی کم سے کم دو آدمی ہوں اہل حدیث کا یہی مذہب ہے، اور یہی حق ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ آگئے تھے اُن کے ساتھ ابن عباسؓ نے جمعہ ادا کر لیا اور جب جمعہ ادا کیا تو خطبہ بھی بارش کے دن پڑھنا ثابت ہوا جیسے باب کا مطلب ہے ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث جدا جا ہے تو باب الاعتکاف میں مذکور ہوگی اس باب میں امام بخاری نے اس سے یہ ثابت کیا کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۶۳۶- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَبَسَطَ لَهُ حَصِيرًا وَنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيرِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُودِ لِأَنَسٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ -

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے انس بن سیرین نے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ (صحابی) سے سنا وہ کہتے تھے انصاری ایک مرد نے[۱] (آنحضرتؐ سے) عرض کیا میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا (بھاری بھرکم[۲]) اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا بھی تیار کیا اور آپ کو اپنے مکان پر دعوت دی اور ایک بوریا آپ کے لیے بچھایا (صاف یا نرم کرنے کو) اس کا ایک کنارہ دھو ڈالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بوریے پر دو رکعتیں پڑھیں ایک شخص (عبدالحمید) نے جو جارود کی اولاد میں تھا انس سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے تو اس دن کے سوا اور کبھی آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا[۳]

بَابٌ ۴۳۲ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ -

باب جب کھانا سامنے رکھا جائے، ادھر نماز کی تکبیر ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلٰى حَاجَتِهِ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلٰوتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ -

عبداللہ بن عمرؓ تو (ایسی حالت میں) پہلے شام کا کھانا کھا لیتے تھے[۴] اور ابو الدرداء صحابیؓ نے کہا یہ آدمی کی عقلمندی ہے کہ پہلے اپنی حاجت پوری کرے تاکہ نماز میں جب وہ کھڑا ہو تو اس کا دل خالی ہو (کوئی خیال نہ رہے[۵])

۶۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید

(بقیہ صفحہ سابقہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ و بارش میں مسجد میں نماز پڑھی تو باب کا ایک مطلب نکل آیا کہ ایسی آفتوں میں جو لوگ مسجد میں آجائیں امام اُن کے ساتھ نماز پڑھ لے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] کہتے ہیں یہ عتبان بن مالک تھے جن کا قصہ ابھی گذرا بعضوں نے انس ؓ کے کوئی چچا تھے ۱۲ منہ [۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی عتبان نہ تھے اُن کو تو نابینائی کا عذر تھا نہ موٹاپے کا حافظ نے کہا احتمال ہے کہ عتبان موٹے بھی ہوں کیونکہ سارا قصہ قریب قریب وہی ہے جو عتبان کا بیان ہوا ہے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ذرا مشکل ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اُس نے اپنے موٹاپے کی وجہ سے یہ کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا تو وہ جماعت میں نہ آتا ہو گا اور آپ نے باقی حاضرین کے ساتھ نماز پڑھ لی ہو گی اور باب کا ایک مطلب یہی ہے ۱۲ منہ [۴] اس کو امام بخاری نے آگے چل کر خود وصل کیا ہے ۱۲ منہ [۵] اس کو ابن مبارک نے کتاب الزہد میں وصل کیا اور محمد بن نصر مروزی نے کہا ابو الدرداء کے اثر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر دل کھانے میں لگا ہو تو پہلے کھانا کھا لے اور عبداللہ بن کا اثر مطلق ہے کہ ہر حال میں کھانا کھا لے ۱۲ منہ

عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ۔

قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے ادھر نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو[1]

۶۳۸-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِهٖ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوْا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انسؓ بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو پہلے کھانا کھا لو پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو[2]

۶۳۹-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے عبیداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لیے جلدی نہ کرے کھانے سے فراغت کرے اور عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور ادھر نماز کی تکبیر ہوتی وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لیے نہ آتے اور امام کی قرأت سنتے رہتے اور زہیر بن معاویہ[3] اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عقبہ سے[4] انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی کھانے پر (بیٹھا) ہو تو جلدی نہ کرے اچھی طرح اپنی خواہش پوری کر لے گو نماز کی تکبیر ہو جائے امام

[1] بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھو دوسری روایت میں صاف اس کی تصریح ہے اور دوسری نمازوں کا بھی یہی حکم ہے ہمارے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو عام رکھا ہے یہ قید نہیں لگائی کہ اگر کھانے کی احتیاج ہو بعضوں نے کہا یہ حکم اسی حالت میں ہے جب کھانے کی خواہش ہو امام ابن حزم نے کہا اگر کھانے سے پہلے نماز پڑھ لے گا تو نماز باطل ہوگی ۱۲ منہ [2] جب کھانا چھوڑ کر پہلے نماز پڑھے گا تو ضرور نماز جلدی جلدی ادا کرے گا ہمارے زمانے میں اکثر لوگ اس حدیث کے خلاف کرتے ہیں اور روزہ افطار کے بعد نماز جلدی سے پڑھ لیتے ہیں پھر اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نماز میں کھانے سے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابوعوانہ نے اپنی مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاریؒ نے ابراہیم بن منذر سے وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَحَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ وَوَهْبٌ مَّدَنِیٌّ۔

ابوعبداللہ بخاری نے کہا اور مجھ سے ابراہیم منذر نے بیان کیا انہوں نے وہب بن عثمان سے یہی حدیث روایت کی اور وہب مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔

بَابٌ ۴۳۳ اِذَا دُعِیَ الْاِمَامُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَبِیَدِهٖ مَا یَاْكُلُ۔

باب اگر امام کو نماز کے لیے بلائیں اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جس کو کھا رہا ہو۔

۶۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّةَ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْكُلُ ذِرَاعًا یَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّیْنَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو جعفر بن عمرو بن امیہ نے خبر دی ان کے باپ عمرو بن امیہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (بکری کا) دست کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے[۵۲] آپ کھڑے ہوئے اور چھری ڈال دی[۵۳] پھر آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا[۵۴]

بَابٌ ۴۳۴ مَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَهْلِهٖ فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ۔

باب اگر کوئی شخص گھر کا کام کاج کر رہا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لیے نکل کھڑا ہو۔

۶۴۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِهٖ قَالَتْ كَانَ یَكُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِیْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے انہوں نے کہا گھر کے کام کاج اور کیا یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے جب نماز تیار ہوتی تو (کام چھوڑ کر) نماز کے لیے نکلتے۔

بَابٌ ۴۳۵ مَنْ صَلّٰی بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا یُرِیْدُ

باب کوئی شخص صرف یہ تبلانے کے لیے کہ آنحضرتؐ

---

[۵۱] اس باب سے امام بخاری کو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ اگلا حکم استحبابًا تھا نہ وجوبًا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کو چھوڑ کر نماز کے لیے کیوں جاتے بعضوں نے کہا امام کا حکم علیحدہ ہے اس کو کھانا چھوڑ کر نماز کے لیے جانا چاہیئے کیونکہ اس کے نہ جانے سے بہت لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا اور تکلیف ہو گی ۱۲ منہ [۵۲] جس چھری سے گوشت کاٹ کاٹ کر تناول فرما رہے تھے ۱۲ منہ [۵۳] یعنی گوشت کھانے سے وضو کا اعادہ نہیں کیا اسی مضمون کی حدیث کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۵۴] اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ صرف کھانے کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کو پورا کرلے اور نماز کے لیے جلدی نہ کرے لیکن اور دنیا کے سب کام کاج نماز کے لیے چھوڑ دینا چاہئیں ۱۲ منہ

إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلَوٰةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ -

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کیوں کر پڑھتے تھے اور آپ کا طریق کیا تھا نماز پڑھنے کا کیسا۔

۶۴۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلوٰةَ أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى -

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا مالک بن حویرث (صحابی) ہماری اس مسجد میں آئے[51] اور کہنے لگے میں (اس وقت) تمہارے لیے نماز پڑھتا ہوں اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے میں فقط یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح نماز پڑھوں (اور تم کو بتلاؤں) جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا میں نے ابوقلابہ سے پوچھا مالک کیوں کر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہمارے اس شیخ (عمرو بن سلمہ) کی طرح اور عمرو بن سلمہ جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے پہلی رکعت پڑھنے کے بعد تو ذرا بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے[53]

بَابٌ ۴۳۶ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ -

باب سب سے زیادہ حق دار امامت کا وہ ہے جو علم اور فضیلت والا ہو۔

۶۴۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے حسین بن علی بن ولید نے انہوں نے زائدہ بن قدامہ سے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوبردہ عامر نے بیان کیا انہوں نے (اپنے باپ) ابوموسیٰ اشعری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ نے عرض کیا ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کو مشکل

[51] یعنی بصرے کی مسجد میں ۱۲ منہ [52] یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ جب بظاہر نماز میں نماز کی نیت نہ ہو تو ثواب نہ ہوگا اور نماز صحیح نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ مالک نے ثواب کی نفی نہیں کی بلکہ انہوں نے بے وقت اور بے موقع نماز پڑھنے کا سبب بیان کیا اس سے تعلیم مقصود ہے یہ نہیں کہ نماز کا وقت آگیا ہے یا کوئی قضا نماز مجھ پر ہے معلوم ہوا کہ تعلیم کی نیت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ شرک فی العبادت نہیں ۱۲ منہ [53] یعنی دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت کرتے یہ شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور حنفیہ نے اس کا انکار کیا ہے ۱۲ منہ [54] امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ان لوگوں کا مذہب باطل کریں جو امامت کے لیے علم اور فضیلت کی ضرورت نہیں سمجھتے اور ہر ایک جاہل کندہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَلْ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ہو جائے گا[۱] آپ نے (پھر وہی) فرمایا ابو بکرؓ سے کہہ وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی معروضہ کیا آپؐ نے پھر یہی فرمایا ابو بکرؓ سے کہہ وہ نماز پڑھائیں تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو[۲] آخر آنحضرتؐ کا پیغام لانے والا ابو بکر کے پاس آیا وہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے لوگوں کو نماز پڑھایا کیے۔

۶۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (موت کی) بیماری میں فرمایا ابو بکرؓ سے کہو وہ لوگوں سے نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا ابو بکرؓ جب آپ کی جائے پر کھڑے ہوں گے تو روتے رہنے (اُن کی آواز بھی نکل نہ سکے گی) وہ لوگوں کو قراءت نہ سنا سکیں گے عمرؓ کو حکم دیجئے وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے کہا میں ام المومنین حفصہ سے بولی تم تو بھی آنحضرتؐ سے کہو کہ ابو بکرؓ جب آپ کی جائے پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لیے عمرؓ کو حکم دیجئے وہ لوگوں کی امامت کریں حفصہؓ نے یہی معروضہ کیا آپ نے فرمایا بس چپ رہ (آپ خفا ہوئے ان کو ڈانٹا) تم یوسفؑ کے ساتھ والیاں ہو ابو بکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت حضرت حفصہؓ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ناتراش کو بے تکلف نماز میں امام کر دیتے ہیں بعضوں نے کہا امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ عالم امامت کا زیادہ حق دار ہے بہ نسبت قاری کے کیونکہ قاری صحابہ میں ابی بن کعب سب سے زیادہ تھے تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو امام نہیں بنایا اور ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ جو زیادہ تم میں اللہ کی کتاب کا قاری ہو وہ امامت کرے تو امام شافعیؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ حکم آپ کے زمانہ مبارک میں تھا اس وقت جو اقرء ہوتا وہ افقہ یعنی عالم بھی ہوتا اور امام احمد نے اقرء کو مقدم رکھا ہے افقہ پر اور اگر کوئی افقہ بھی ہو اور اقرء بھی تو وہ سب پر مقدم ہوگا بالاتفاق ہمارے زمانہ میں بھی یہ بلا عام ہو گئی ہے لوگ جاہلوں کو پیش نماز بنا دیتے ہیں جو اپنی بھی نماز خراب کرتے ہیں اور دوسروں کی بھی ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وہ آپ کو یاد کر کے رو دیںگے اور روتے روتے اُن سے قرآن پڑھنا نہ ہو سکے گا سبحان اللہ ابو بکر صدیق کی الفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی تھی اور اُن پر کیا موقوف ہے جو کوئی سچا مسلمان ہوگا اُس کو آنحضرتؐ سے ایسی ہی محبت ہوگی ؎ در نماز خم ابروئے تو بیاد آمد۔ حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد ۱۲ [۲] اس کی شرح ابھی گذر چکی ہے ۱۲ منہ

لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ

حضرت عائشہ سے کہا تمہیں بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے[۱]

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک انصاری صحابی نے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ کے خادم اور صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی ابوبکر صدیقؓ لوگوں کی امامت کرتے رہے جب پیر کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے آپ نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہم کو دیکھنے لگے آپ کا مبارک چہرہ (حسن اور جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ایک ورق تھا پھر آپ مسکرا کر ہنسنے لگے[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے اور ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لیے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوں گے لیکن آپ نے ہم کو اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو اور پردہ ڈال لیا پھر اسی دن آپ کی وفات ہوئی۔

ہم سے ابومعمر عبداللہ بن عمر منقری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے

[۱] یعنی آخر تم سوکن ہو گو کیسی ہی پاک نفس سہی تم نے ایسی صلاح دی کہ صلاح نہ شد بلا شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر خفگی کرائی اس حدیث سے دانشمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی یہ منظور تھا کہ ابوبکر کے سوا اور کوئی نماز کی امامت نہ کرے اور باوجودیکہ حضرت عائشہؓ سی پیاری اور چہیتی بی بی نے تین بار معروضہ کیا مگر آپ نے ایک نہ سنی پس اگر حدیث القرطاس میں بھی آپ کا منشا یہی ہوتا کہ خواہ مخواہ کتاب لکھی جائے تو آپ ضرور لکھوا دیتے اور حضرت عمرؓ نے جو معروضہ کیا تھا کہ ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اس پر سکوت نہ فرماتے معلوم ہوا کہ بعد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی مصلحت سمجھی کہ کوئی کتاب نہ لکھوائی جائے کیونکہ اس جھگڑے کے بعد آپ کئی دن تک زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھنے کا حکم نہیں فرمایا ۱۲ منہ [۲] آپ خوش ہوئے اس لیے کہ مسلمانوں کو دین کے بڑے رکن یعنی نماز پر مضبوط اور مستعد پایا دوسری حدیث میں ہے کہ پیر کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تمام مسلمانوں کو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ ہم ایسے اعمال کریں کہ ہمارے پیغمبر صاحبؐ ان اعمال کو دیکھ کر خوش ہوں ۱۲ منہ

قَالَ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَحَ لَنَا فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ۔

انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا (بیماری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک برآمد نہیں ہوئے (انہیں دنوں میں ایک دن) نماز کی تکبیر ہوئی تو ابوبکرؓ امامت کے لیے آگے بڑھنے کو تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پکڑا اس کو اُٹھایا جب آپ کا مبارک منہ ہم کو دکھلائی دیا۔ تو آپ کے منہ سے زیادہ کوئی چیز (ساری دنیا میں) ہم نے بھلی نہیں دیکھی (قربان اس حسن و جمال کے) پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور (بدستور) پردہ چھوڑ دیا پھر وفات تک ہم آپ کو نہ دیکھ سکے[1]

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ قَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ فَعَاوَدَتْهُ فَقَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو لوگوں نے عرض کیا نماز کے باب میں کیا حکم آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابوبکر کچے دل کے آدمی ہیں وہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو بہت رونے لگتے ہیں آپ نے فرمایا ان ہی سے کہو وہی نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی عرض کیا آپ نے فرمایا انہی سے کہو نماز پڑھائیں تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو یونس کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحاق ابن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے[2]۔ اور عقیل اور معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت

[1] اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ آپ کی وفات تک ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لیے آپ کے خلیفہ رہے اور شیعہ کا یہ گمان باطل ہوا کہ آپ نے خود برآمد ہو کر ابوبکرؓ کو امامت سے معزول کر دیا ۱۲ منہ [2] زبیدی کی روایت کو طبرانی نے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عدی نے اور اسحاق کی روایت کو ابوبکر بن شاذان نے وصل کیا ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ۔

بَابٌ ۴۳۷ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ۔

۶۴۸۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُوبَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوبَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ۔

بَابٌ ۴۳۸ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ فَتَأَخَّرَ الْأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلٰوتُهُ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۶۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم سے [۵۱]

باب جو شخص کسی عذر سے (صف چھوڑ کر) امام کے بازو کھڑا ہو۔

ہم سے زکریا بن یحییٰ بلخی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں ابوبکرؓ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو وہ نماز پڑھاتے رہے [۵۲] عروہ نے کہا (ایک دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذرا) اپنے تئیں ہلکا پایا تو باہر برآمد ہوئے ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کر رہے تھے جب ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹے آپ نے اشارے سے فرمایا نہیں اپنی جگہ رہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے بازو بیٹھ گئے ان کے برابر تو ابوبکرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر کے نماز پڑھتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی پیروی کرتے تھے۔

باب ایک شخص نے امامت شروع کر دی پھر اصلی (معین) امام آن پہنچا اب پہلا شخص پیچھے سرک گیا (مقتدیوں میں آن ملا) یا نہیں سرکا ہر حال میں اس کی نماز جائز ہو گئی اس باب میں حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی [۵۳]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد

---

[۵۱] یعنی عقیل اور معمر نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا عقیل کی روایت کو ذہلی نے معمر کی روایت کو ابن سعد اور ابو یعلیٰ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵۲] یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی سند سے مروی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور شافعی نے اس کو متصلاً روایت کیا ہے گو باب میں امام کے بازو کھڑا ہونا مذکور ہے اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوبکرؓ کے بازو بیٹھنا بیان ہوا ہے مگر شاید آپ پہلے بازو کھڑے ہو کر پھر بیٹھے ہوں گے یا کھڑے ہونے کو بیٹھنے پر قیاس کر لیا ۱۲ منہ [۵۳] جو اوپر گذری اور دونوں مضمون اس حدیث میں وارد ہیں عروہ کی روایت میں ابوبکر صدیقؓ کا پیچھے ہٹنا منقول ہے اور عبداللہ کی روایت میں جو باب حد المریض میں گذری یہ ہے کہ انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا ۱۲ منہ

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ

ساعدیؓ (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے (جو قبا میں رہتے تھے)[1] ان کے آپس میں صلح کرانے کو (آپ کو دیر لگی) اور نماز کا وقت آن پہنچا موذن (بلالؓ) ابو بکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم نماز پڑھاتے ہو میں تکبیر کہوں انہوں نے کہا اچھا خیر ابو بکرؓ نے نماز شروع کر دی[2] اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے لوگ نماز پڑھ رہے تھے آپ صف چیرتے ہوئے اندر گھسے اور پہلی صف میں جا کر ٹھیرے لوگوں نے دستک دینا شروع کر دی لیکن ابو بکرؓ نماز میں ادھر ادھر دھیان نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو پھر دیکھا کیا دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کھڑے) ہیں آپ نے ابو بکرؓ صدیق کو اشارہ کیا اپنی جگہ رہو (نماز پڑھائے جاؤ) لیکن انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا کا شکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ امامت کیے جاؤ ان کو اس لائق سمجھا) پھر وہ پیچھے سرک آئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے (امام کی جگہ) آپ نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابو بکرؓ تم اپنی جگہ پر کیوں نہیں ٹھیرے رہے میں تم کو حکم دے چکا تھا انہوں نے عرض کیا بھلا ابو قحافہ کے بیٹے[3] کو دیکھو اور نماز میں اللہ کے پیغمبر کے

---

[1] یہ اوس قبیلے کی ایک شاخ تھی اُن لوگوں میں آپس میں تکرار ہو گئی تھی یہاں تک کہ ہشت ہشت کی نوبت پہنچی اور دونوں طرف سے پتھر چلے ۱۲ منہ [2] یعنی عصر کی نماز کا اور اس کی تصریح خود امام بخاری کی دوسری روایت میں ہے ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے وقت بلال سے فرما گئے تھے کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابو بکرؓ سے کہنا وہ نماز پڑھا دیں گے ۱۲ منہ [3] صرف تکبیر تحریمہ کہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن پہنچے اور اسی خیال سے انہوں نے آیندہ نماز پڑھانا مناسب نہ سمجھا دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ابو بکرؓ کے پیچھے صبح کی دوسری رکعت پڑھی یہاں ابو بکرؓ نے انکار نہ کیا کیونکہ وہ نماز کا ایک حصہ ادا کر چکے تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر عبد الرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی اور عبد الرحمٰن پیچھے نہ ہٹے وہ بھی صبح کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ آنحضرتؐ دوسری رکعت میں تشریف لائے ۱۲ منہ [4] ابو بکر صدیقؓ نے تواضع اور کسر نفسی کی راہ سے اپنے تئیں ابو قحافہ کا بیٹا کہا کیونکہ اُن کے باپ ابو قحافہ کو کوئی خاص فضیلت اور لوگوں پر نہ تھی ۱۲ منہ

يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ رَأَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔

رسنا دیکھو یہ کہیں ہو سکتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا تم نے اتنی تالیاں کیوں بجائیں دیکھو (آیندہ سے) کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے جب وہ یہ کہے گا تو اس کی طرف دھیان ہوگا اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے[۱]

بَابٌ ۴۳۹ اِذَا اسْتَوَوْا فِي الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ۔

باب جب کئی آدمی قراءت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرے۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ نَحْوًا مِّنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوْهُمْ مُرُوْهُمْ فَلْيُصَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرثؓ (صحابیؓ) سے انہوں نے کہا ہم کئی آدمی سب کے سب جوان پٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اپنے ملک سے) آئے کوئی بیس راتوں تک آپ کے پاس رہے آپ کی مزاج میں رحم بہت تھا آپ نے (ہماری غربت کا حال دیکھ کر) فرمایا تم اپنے ملک میں لوٹ جاؤ اور وہاں لوگوں کو دین کی باتیں سکھاؤ (تو بہت اچھا ہوگا) ان سے کہو فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پر اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے[۲]

بَابٌ ۴۴۰ اِذَا زَارَ الْاِمَامُ قَوْمًا

باب اگر امام کچھ لوگوں سے ملنے جائے تو اُن کا

[۱] عورتیں اگر کوئی حادثہ نماز میں پیش آئے تو دستک دیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر معین امام کے سوا کوئی دوسرا شخص امامت شروع کر دے پھر معین امام آجائے تو اس کو اختیار ہے خواہ خود امام بن جائے اور دوسرا شخص جو امام شروع ہو چکا تھا مقتدی بن جائے یا نئے امام کا مقتدی رہ کر نماز ادا کرے کسی حال میں نماز میں خلل نہ ہوگا اور نہ مقتدیوں کی نماز میں کوئی خرابی ہوگی ۱۲ منہ

[۲] چونکہ یہ سب لوگ دین کے علم اور قرأت میں برابر سرابر تھے کیونکہ اُن میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا تھا تو بڑے عمر والے کو ترجیح ہوئی حافظ نے کہا اقرء یعنی جو زیادہ قاری ہو اس وقت امامت کا زیادہ حق دار ہوگا جب نماز کے ضروری مسائل بھی جانتا ہو اور اگر وہ جاہل ہو تو امامت کا مستحق نہ ہوگا تیسیر القاری میں ہے کہ یہ حکم جس حدیث میں وارد ہے کہ اقرء امامت کرے وہ منسوخ ہے مرض موت کی حدیث سے کیونکہ آپ نے ابوبکرؓ کو امام بنایا حالانکہ ابی بن کعب اُن سے زیادہ قاری تھے تو صحیح یہ ٹھیرا کہ جس کو دین کا علم زیادہ ہو وہی امامت کا زیادہ حق دار ہے اگر وہ اقرء بھی ہو تو سبحان اللہ نور علیٰ نور ۱۲ منہ

فَافْهَمْ۔

امام ہوسکتا ہے۔[1]

۶۵۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سنا انہوں نے کہا آپ نے (مجھ سے میرے گھر میں آنے کی) اجازت مانگی میں نے آپ کو اجازت دی پھر آپ نے فرمایا تو کہاں چاہتا ہے میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں میں نے اپنی پسند سے ایک جگہ بتلا دی آپ وہیں (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے سلام پھیرا۔[2]

بَابٌ ۴۴ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ۔

باب امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں[3]

وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْاِمَامِ يَعُوْدُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْاِمَامَ وَقَالَ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کی بیماری میں بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی (لوگ کھڑے تھے[4]) اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جب کوئی امام سے پہلے سر اٹھالے (رکوع یا سجدے میں) چلا جائے اور اتنی دیر ٹھیرے جتنی دیر سر اٹھائے رہا تھا پھر

---

[1] اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ یہ جو ایک حدیث میں وارد ہے جو کوئی کسی قوم کی ملاقات کو جائے تو ان کی امامت نہ کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ عام اشخاص میں سے یا چھوٹے اور کم درجہ کے اماموں میں سے لیکن بڑا امام جیسے خلیفہ وقت یا سلطان کہیں جائے تو وہاں امامت کر سکتا ہے ۱۲ منہ

[2] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یہ مضمون خود ایک حدیث کا ٹکڑا ہے مطلب یہ ہے کہ امام کی پیروی مقتدی پر لازم ہے تو امام سے آگے یا امام کے بعد ٹھیر کر نماز کے ارکان ادا کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ امام کے بعد ہی فوراً ہر ایک رکن ادا کرنا چاہیے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ یہ حکم اگلے عموم سے خاص کیا گیا ہے یعنی اس میں پیروی نہیں چاہیے اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو کھڑے رہ کر پڑھنا چاہیے جیسے آپ نے مرض موت میں کیا ہم کہتے ہیں کہ اس میں بھی پیروی لازم ہے دوسری قولی حدیث کی رو سے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو اور مرض موت کی حدیث اس کی ناسخ نہیں ہو سکتی جیسے امام بخاری نے خیال کیا ہے کیونکہ اول تو اس حدیث میں اختلاف ہے کسی میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی تھے اور ابوبکرؓ امام تھے دوسرے مرض موت میں صحابہ کھڑے ہو کر نماز شروع کر چکے تھے اس لیے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ دیا امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے اور دلائل کی رو سے وہ صحیح ہے اور تفصیل تسہیل القاری میں ہے ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ

الْحَسَنُ فِيمَنْ يَّرْكَعُ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْأَخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسُجُودِهَا وَفِيمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتّٰى قَامَ يَسْجُدُ۔

امام کی پیروی کرے اور امام حسن بصریؒ نے کہا[۱] اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے لیکن سجدہ نہ کر سکے[۲] تو وہ اخیر رکعت کے لیے دو سجدے کرے پھر پہلی رکعت سجدے سمیت دہرائے اور جو شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ سجدے میں چلا جائے[۳]

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم کو زائدہ بن قدامہ نے خبر دی انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہؓ سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا تم مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا حال نہیں بیان کرتیں انہوں نے کہا کیوں نہیں میں بیان کرتی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اچھا تو کنگال میں میرے (نہانے کے) لیے پانی رکھو حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نے پانی رکھ دیا آپ نے غسل کیا پھر اُٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اچھا ذرا پانی میرے نہانے کے لیے کنگال میں رکھ دو ہم نے رکھ دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنا چاہا تو بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کی جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کنگال میں میرے نہانے کے لیے پانی رکھ دو پھر آپ بیٹھے اور غسل کیا اٹھنا چاہا تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو پوچھا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور لوگ

[۱] اس کو ابن منذر اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] ہجوم یا اور کسی وجہ سے سعید بن منصور کی روایت میں جمعہ کے دن مذکور ہے ۱۲ منہ [۳] اور یہ خیال نہ کرے کہ وہ کھڑا ہو چکا بلکہ قیام کو ترک کرے اور سجدہ میں جائے پھر سجدہ کر کے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ فَقَالَ أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ

کا یہی حال تھا وہ مسجد میں اکٹھے تھے عشا کی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تب آپ نے ابوبکر صدیقؓ کو کہلا بھیجا تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ آپ کا پیغام پہنچانے والا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ ابوبکرؓ ذرا نرم دل آدمی تھے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمرؓ نماز پڑھاؤ حضرت عمرؓ نے کہا تم اس کی امامت کے زیادہ حق دار ہو آخر ان دنوں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اپنا مزاج ہلکا معلوم ہوا آپ دو مردوں پر ٹیکا دیے ہوئے ظہر کی نماز کے لیے نکلے ان میں ایک عباسؓ تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ نے ان کو اشارے سے فرمایا (وہیں رہو) پیچھے نہ ہٹو پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو بٹھا دو انہوں نے بٹھا دیا تو ابوبکرؓ تو نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابوبکر کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں یہ حدیث (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) سن کر عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا میں تم سے وہ حدیث بیان کروں جو حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کے حال میں مجھ سے بیان کی ہے انہوں نے کہا بیان کر میں نے

سلہ امام شافعی نے کہا کہ مرض موت میں آپ نے لوگوں کو بس یہی نماز پڑھائی وہ بھی بیٹھ کر بعضوں نے گمان کیا کہ یہ فجر کی نماز تھی کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے وہیں سے قرأت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچے تھے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ظہر کی نماز میں بھی آیت کا سننا ممکن ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ آپ سری نماز میں بھی اس طرح سے قرأت کرتے کہ ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے یعنی پڑھتے پڑھتے ایک آدھ آیت ذرا بلکی آواز سے پڑھ دیتے کہ مقتدی اس کو سن لیتے ۱۲ منہ

شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّؓ۔

---

۶۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَّصَلّٰى وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔

۶۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث بیان کی انہوں نے اس میں سے کوئی بات کا انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ حضرت عائشہؓ نے اس دوسرے شخص کا تم سے نام بیان کیا جو عباسؓ کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا وہ حضرت علیؓ تھے۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماری میں اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے چند لوگوں نے کھڑے کھڑے پڑھی آپ نے اُن کو اشارہ کیا بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو[1] اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو[2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اُس پر سے گر پڑے آپ کی داہنی پہلو چھل گئی تو آپ نے کوئی نماز ان نمازوں میں سے بیٹھ کر پڑھی[3] ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ ہی کر پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ

---

[1] قسطلانی نے کہا اس حدیث سے امام ابوحنیفہ نے دلیل کی کہ امام فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد یا ربنا ولک الحمد یا اللھم ربنا لک الحمد کہے اور شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ امام دونوں لفظ کہے ۱۲ منہ

[2] اہل حدیث اور امام احمد کی دلیل یہی حدیث ہے اور نسخ کا دعوی مرض موت کی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی فرض نماز اور بعضوں نے کہا نفل نماز مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن خزیمہ اور ابوداؤد کی روایتوں میں صراحت ہے کہ وہ فرض نماز تھی انسؓ کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ دن کی نماز تھی یعنی ظہر یا عصر ۱۲ منہ

الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع) سے سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔ امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا حمیدی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو یہ پرانی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد (موت کی اخیر بیماری میں) آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا[1] اور رہے یہ کہ جو فعل آپ کا آخری ہو اس کو لینا چاہیے پھر جو اس سے آخری ہو۔

بَابٌ ۴۴۲ مَتٰى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ۔

باب امام کے پیچھے جو لوگ مقتدی ہوں وہ کب سجدہ کریں۔

وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا۔

اور انس رضی نے (اگلی حدیث میں جو ابھی گذری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا کہ جب امام سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو[2]۔

۶۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن یزید خطمی نے کہا مجھ سے براء بن عازب (صحابیؓ) نے وہ جھوٹے نہیں تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدے کے لیے) نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ سجدے

---

[1] گویا حمیدی نے یہ سمجھا کہ قولی حدیث اس فعلی حدیث سے منسوخ ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ مرض موت کی حدیث میں کئی احتمال ہیں کہ آپ نے بیماری کی شدت میں ان کے اس فعل کا خیال نہ کیا ہو دوسرے یہ کہ اس نماز کو لوگ قیام کی حالت میں شروع کر چکے تھے تیسرے ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ امام تھے اور آنحضرتؐ مقتدی تھے اور ان کے احتمالات کے ہوتے ہوئے نسخ ثابت نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] یہ لفظ انسؓ کی اس حدیث میں نہیں ہے جس کو امام بخاری نے اگلے باب میں بیان کیا مگر اس کے بعض طریقوں میں موجود ہے اور امام بخاری نے باب ایجاب التکبیر میں نکالا مطلب یہ ہے کہ مقتدیوں کا سجدہ امام کے سجدے کے بعد ہو جیسا اس حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ شرط جزا پر مقدم ہوتی ہے ۱۲ منہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ - ٦٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ -

میں گر پڑتے پھر آپ کے بعد ہم لوگ سجدے میں جاتے[1]

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابو اسحاق سے جیسے اوپر گزرا۔

بَابٌ ۴۴۳ إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ -

باب جو شخص امام سے پہلے (رکوع یا سجدے میں) سر اٹھائے اس کا گناہ

٦٥٧ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہیں اللہ اس کا سر گدھے کا کر دے یا اس کی صورت گدھے کی صورت کر دے[2]

بَابٌ ۴۴۴ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى

باب غلام کی اور جو غلام آزاد ہو گیا ہو اسکی امامت کا بیان

وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ -

اور حضرت عائشہؓ کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا[3] اور ولد الزنا اور گنوار اور نابالغ لڑکے کی امامت کا بیان[4] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اُن میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو وہ ان کی امامت کرے[5] اور غلام بغیر کسی ضرورت کے جماعت میں حاضر ہونے سے نہ روکا جائے گا۔

---

[1] ابن جوزی نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مقتدی نماز کا کوئی رکن اس وقت تک شروع نہ کرے جب تک امام اس کو پورا نہ کر لے حالانکہ حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جب امام ایک رکن شروع کر دے تو مقتدی اس کے بعد شروع کرے ۱۲ منہ [2] امام احمد نے کہا جب امام سے پہلے سر اُٹھانے والے کے لیے ایسے عذاب کا وعدہ ہوا تو اس کی نماز ہی جائز نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے کہ اس وعید سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ گدھے کی طرح اس کو جاہل بے وقوف بنا دے قسطلانی نے کہا حقیقۃً گدھے کی صورت میں مسخ ہو جانے سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور اس امت میں خسف اور مسخ واقع ہوگا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو کتاب الاشربہ میں آئے گی ۱۲ [3] معلوم ہوا نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا درست ہے شافعی اور ابو یوسف اور محمد کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے ۱۲ منہ [4] یہ ٹکڑا ہے ابو مسعود کی حدیث کا جو اوپر گزری اُس کو امام مسلم اور اصحاب سنن نے بھی نکالا ۱۲ منہ [5] یہ عام ہے شامل ہے نابالغ اور غلام اور ولد الزنا کو بھی اور عمرو بن سلمہ سات برس کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اہل حدیث نے نابالغ لڑکے کی امامت فرض اور نفل دونوں میں صحیح رکھی ہے بشرطیکہ وہ تمیز دار ہو اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فرض میں صحیح نہیں نفل میں صحیح ہے اور امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے ۱۲ منہ

۶۵۸ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے جب پہلے مہاجر (مکہ سے نکل کر) عصبہ میں پہنچے جو قبا میں ایک مقام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پیشتر تو سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے وہ اُن کی امامت کیا کرتے اُن کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا[1]

۶۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهُ زَبِيْبَةٌ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے کہا مجھ سے ابو التیاح یزید بن حمید ضبعی نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حاکم کی سنو اور اس کی بات مانو گو ایک حبشی (غلام) جس کا سر سوکھے انگور برابر ہو تم پر حاکم بنایا جائے[2]

بَابٌ ۴۴۵ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الْاِمَامُ وَاَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ۔

باب اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کریں۔

۶۶۰ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْاَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ

ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا کہا ہم سے حسن بن موسیٰ اشیب نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ امام لوگ تم کو نماز پڑھاتے ہیں اگر ٹھیک طور سے پڑھیں گے

---

[1] حالاں کہ اس وقت تک سالم آزاد بھی نہیں ہوئے تھے اور معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے اور باب کا مطلب نکل آیا کہتے ہیں اُن مہاجرین میں بڑے بڑے لوگ تھے جیسے حضرت عمرؓ اور زید بن حارثہ اور عامر بن ربیعہ وغیرہ ہم مگر یہ سب سالم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے ۱۲ منہ [2] اس سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ جب حبشی غلام کی جو حاکم ہوا اطاعت کا حکم ہوا تو اس کی امامت بطریق اولیٰ صحیح ہوگی کیونکہ اُس زمانہ میں جو حاکم ہوتا وہ امامت بھی نماز میں کیا کرتا اس حدیث سے یہ دلیل بھی لی ہے کہ بادشاہ وقت سے گو وہ کیسا ہی ظالم بے وقوف ہو لڑنا اور فساد کرنا درست نہیں ہے بشرطیکہ وہ جائز خلیفہ یعنی قریش کی طرف سے بادشاہ بنایا گیا ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی غلام کی خلافت درست ہے کیونکہ خلافت سوا قریشی کے اور کسی قوم والے کی درست نہیں ہے جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے ۱۲ منہ [3] تو امام کی نماز میں نقص رہ جانے سے مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا جب انہوں نے تمام شرائط اور ارکان کو پورا کیا ہو مثلاً کسی امام نے بے وضو یا نجس رہ کر نماز پڑھائی مقتدیوں کو اس کی خبر نہ تھی تو ان کی نماز صحیح ہوگی شافعیہ (باقی بر صفحہ آیندہ)

أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.

تب تو تم کو ثواب ملے گا اگر غلطی کریں گے تو بھی (تمہاری نماز کا) تم کو ثواب مل جائے گا غلطی کا وبال ان پر رہے گا۔

بَابُ ۴۶ إِمَامَةِ الْمَفْتُونِ وَالْمُبْتَدِعِ

باب باغی اور بدعتی کی امامت کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ. وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا نَرَى أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا.

اور امام حسن بصری نے کہا تو نماز پڑھ لے اس کی بدعت اس کے سر[۱] امام بخاری نے کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے وہ حضرت عثمانؓ کے پاس جب باغیوں نے اُن کو گھیر رکھا تھا[۲] اور کہا تم تو عام مسلمانوں کے امام ہو اور تم پر جو آفت اتری وہ جانتے ہو اب فسادیوں کا امام[۳] ہم کو نماز پڑھاتا ہے ہم ڈرتے ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھ کر گنہگار نہ ہوں حضرت عثمان نے کہا نماز تو جو کام لوگ کرتے ہیں۔ سب میں بہتر ہے پھر جب وہ اچھا کام کریں تو بھی ان کے ساتھ مل کر اچھا کام کر اور جب وہ برا کام کریں تو اُن کی برائی سے الگ رہ[۴] اور محمد بن ولید زبیدی نے کہا زہری نے کہا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں مگر ایسی ہی لاچاری ہو تو اور بات ہے[۵]۔

۶۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ.

ہم سے محمد بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابوالتیاح سے انہوں نے انسؓ

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور مالکیہ اور امام احمد کا یہی قول ہے اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ امام کی نماز پر مقتدیوں کی نماز موقوف ہے اگر وہ صحیح ہو تو یہ بھی صحیح ہوگی وہ فاسد ہو تو یہ بھی فاسد ہوگی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) ۱؎ مفتون کا ترجمہ باغی کیا یعنی جو سچے برحق امام کے حکم سے پھر جائے بعضوں نے مفتون عام رکھا ہے اور بدعتی سے عام بدعتی مراد ہے خواہ اس کی بدعت اعتقادی ہو جیسے شیعہ خارجی مرجیہ معتزلہ وغیرہ کی خواہ عملی ہو جیسے سہرہ باندھنے والے تیجہ سواں کرنے والے تعزیہ یا علم اٹھانے والے قبروں پر چراغاں کرنے والے میلاد یا مرثیہ کی مجلس کرنے والے کی بشرطیکہ اُن بدعت کفر اور شرک کی حد تک نہ پہنچے اگر کفر یا شرک کے درجے پر پہنچ جائے تو ان کے پیچھے نماز درست نہیں تسہیل میں ہے کہ سنت کہتے ہیں حدیث کو اور جماعت سے مراد صحابہ اور تابعین ہیں۔ جو لوگ حدیث شریف پر چلتے ہیں اور اعتقاد اور عمل میں صحابہ اور تابعین کے طریق پر ہیں وہ اہل سنت اور جماعت ہیں باقی سب بدعتی ہیں ۱۲ منہ ۲؎ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ۳؎ یعنی امام کی بدعت کا وبال اس کے سر رہے گا تیری نماز صحیح ہو جائے گی ۱۲ منہ ۴؎ یہ مصر کے لوگ تھے جو حضرت عثمان کے عامل سے ناراض ہو کر مدینہ میں آئے اس کا قصہ طویل ہے مروان کی شرارت سے یہ باغی بہت برافروختہ ہوئے اور آخر حضرت عثمان کو ان کے مکان پر گھیر لیا ۱۲ منہ ۵؎ عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی یا کنانہ بن بشر حافظ نے کہا کنانہ مراد ہے سیف بن عمرؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہے ۱۲ منہ ۶؎ شافعیہ کا یہی قول ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ اِسْمَعْ وَاَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔

بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ (صحابی) سے فرمایا بات سُن اور کہنا مان اگرچہ حبشی (غلام حاکم) ہو جس کا سر منقّٰی کے برابر ہو۔

بَابٌ ۷۴۷ يَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْاِمَامِ بِحِذَائِهٖ سَوَآءً اِذَا كَانَا اثْنَيْنِ۔

باب جب دو ہی نمازی ہوں تو مقتدی امام کے داہنے طرف اس کے برابر کھڑا ہو۔

۶۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ قَالَ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حاکم بن عتیبہ سے انہوں نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا میں اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہؓ کے گھر میں رات کو رہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (مسجد سے اُن کے گھر میں) چار رکعتیں پڑھیں پھر سو رہے پھر اٹھے (اور وضو کرکے نماز پڑھنے لگے) میں بھی آیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کر لیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر آرام فرمایا یہانتک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سُنی پھر (صبح کی نماز کے لیے) برآمد ہوئے ؎

بَابٌ ۷۴۸ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْاِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ اِلٰى يَمِيْنِهٖ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمَا۔

باب اگر کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اس کو پھر اکر داہنی طرف کرے تو کسی کی نماز فاسد نہ ہو گی (نہ امام کی نہ مقتدی کی)

۶۶۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے عمرو بن حارث مصری نے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو عبداللہ بن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا ام المؤمنین میمونہؓ کے پاس آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کو انہی کے پاس تھے (اُن کی باری تھی) آپ نے وضو کیا پھر کھڑے

(بقیہ صفحہ ۴۴۸) لیکن مالکیہ کے نزدیک فاسق عملی کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے اور فاسق اعتقادی جیسے رافضی خارجی وغیرہ ان کے پیچھے بھی درست نہیں ہے اگر وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے ۱۲ قسطلانی ؎ جب میجر کہیں کا حاکم ہو اور لوگ مجبور ہوں اس کو امام بنانے میں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ؎ بعضوں نے کہا ذرا پیچھے ہٹ کر ۱۲ منہ ؎ حدیث سے یہ نکلا کہ جب امام کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو تو وہ امام کی داہنی طرف کھڑا ہو جوان ہو یا نابالغ اب اگر دوسرا کوئی شخص آجائے تو وہ امام کی بائیں طرف تکبیر تحریمہ کہے پھر امام آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں ۱۲ منہ

يَسَارِهِ فَاَخَذَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهٖ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِيْ كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ۔

ہو کر نماز پڑھنے لگے میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھ کو پکڑا اور اپنی داہنی طرف کر لیا اور تیرہ رکعتیں (وتر سمیت) پڑھیں پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے پھر مؤذن (نماز کے بلانے کو) آپ کے پاس آیا آپ نکلے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا عمرو نے کہا میں نے یہ حدیث بکیر بن عبداللہ سے بیان کی انہوں نے کہا کریب نے مجھ سے بھی یہی حدیث بیان کی[1]

بَابُ ۴۴۹ اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَّؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ۔

۶۶۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِرَاْسِيْ وَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ۔

باب نماز شروع کرتے وقت امامت کی نیت نہ ہو پھر کچھ لوگ آجائیں اور ان کی امامت کرے۔[2]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عبداللہ ابن سعید بن جبیر سے انہوں نے اپنے باپ سعید بن جبیر سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا میں اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رات کو رہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے میں بھی نماز میں شریک ہوا آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے میرا سر پکڑ کر مجھ کو داہنی طرف کھڑا کر لیا[3]

بَابُ ۴۵۰ اِذَا طَوَّلَ الْاِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلّٰى۔

۶۶۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

باب اگر امام لمبی سورت شروع کرے اور کسی کو کام ہو تو وہ اکیلے نماز پڑھ کر چل دے تو کیسا؟[4]

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے

---

[1] تو اس سند میں عمرو بن حارث اور کریب کے درمیان صرف ایک واسطہ ہوا یعنی بکیر ابن عبداللہ کا اور اگلی سند میں عمرو اور کریب کے درمیان دو واسطے تھے عبدربہ اور مخرمہ بن سلیمان کے ۱۲ منہ

[2] تو امامت صحیح ہو گی کیونکہ امام کو امامت کی نیت کرنا کچھ شرط نہیں ہے البتہ بہتر ہے تاکہ جماعت کا ثواب ملے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ فرض میں نیت ضرور ہے لیکن نفل میں ضرور نہیں ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی ہے یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے تہجد شروع کیا تھا پھر ابن عباسؓ آن کر شریک ہو گئے اور آپ نماز پڑھے گئے ابو داؤد اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص اکیلے نماز پڑھنے لگا یعنی فرض نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جو اس پر تصدق کرے یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے اس سے یہ نکلا کہ فرض میں بھی امامت کی نیت کرنا لازم نہیں ہے ۱۲ منہ

[4] اس باب کا یہ مقصود ہے کہ مقتدی اقتدا کی نیت توڑ سکتا ہے یعنی امام کے پیچھے نماز توڑ کر اکیلے وہیں یا اپنے گھر جا کر نماز ادا کر سکتا ہے ۱۲ منہ

عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ

٦ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَانَ مُعَاذٌ يَنَالُ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ اَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَاَمَرَهُ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ اَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا اَحْفَظُهُمَا۔

عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (فرض نماز) پڑھا کرتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کی امامت کرتے (وہی نماز اُن کو پڑھاتے) دوسری سند اور امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا انہوں نے کہا معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فرض) نماز پڑھ لیتے پھر لوٹ جا کر اپنی قوم کی امامت کرتے ایک بار ایسا ہوا انہوں نے عشا کی نماز پڑھائی تو سورہ بقرہ شروع کی (مقتدیوں میں سے) ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا معاذ اس کو برا کہنے لگے[2] یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی (اس شخص نے جا کر معاذ کی شکایت کی[3]) آپ نے معاذ کو فرمایا تو بلا میں ڈالنے والا ہے بلا میں ڈالنے والا بلا میں ڈالنے والا تین بار فرمایا یا یوں فرمایا تو فسادی ہے فسادی فسادی اور آپ نے معاذ کو یہ حکم دیا کہ مفصل کی بیچ کی دو سورتیں پڑھا کرے عمرو بن دینار نے کہا مجھے یاد نہ رہیں کونسی سورتیں[4]

بَابٌ ۴۵۱ تَخْفِيْفِ الْاِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَاِتْمَامِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔

باب امام کو چاہیے کہ قیام کو ہلکا کرے (مختصر سورتیں پڑھے) اور رکوع اور سجدے کو پورا کرے

٦٦٦ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے

---

[1] اس سے امام شافعی اور احمد اور اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوا کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ۱۲ [2] جب معاذ کو اس کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے ہو نہ ہو منافق ہے ۱۲ منہ [3] کہتے ہیں اس شخص کا نام حرام تھا بعضوں نے کہا حزم بن ابی بن کعب بعضوں نے کہا سلیم بعضوں نے کہا حازم خیر اس شخص نے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ سارا دن محنت مشقت کرتے ہیں رات کو تھکے ماندے آتے ہیں تو معاذ نماز کو لمبا کرتے ہیں ۱۲ [4] دوسری روایت میں ہے کہ سورہ والطارق اور والشمس وضحٰہا یا سبح اسم ربک الاعلیٰ یا اقتربت الساعۃ پڑھنے کا حکم دیا مفصل قرآن کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورۃ قٓ سے اخیر قرآن تک پھر اس میں تین ٹکڑے ہیں طوال یعنی قٓ سے سورہ عم تک اوساط یعنی بیچ کی سورہ عم سے والضحیٰ تک صغار یعنی چھوٹی والضحیٰ سے اخیر تک ۱۲ منہ [5] حدیث میں تو مطلق ہلکا کرنے کا ذکر ہے مگر قیام ہی لوگوں پر بھاری ہوتا ہے رکوع اور سجدہ تو کسی پر گراں نہیں ہوتا اس لیے ہلکا کرنے سے قیام کا ہلکا کرنا مراد ہوا ۱۲ منہ

قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ تَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے قیس بن ابی حازم سے سُنا کہا مجھ سے ابومسعود انصاری عقبہ بن عمرو نے بیان کیا انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں صبح کی نماز میں (جماعت میں) اس وجہ سے نہیں آیا کہ فلاں صاحب[1] نماز کو لمبا کرتے ہیں ابومسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی وعظ اور نصیحت میں اس دن سے زیادہ غصے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تم میں کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ (عبادت سے یا دین سے) نفرت کرا دیں دیکھو جو کوئی تم میں لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھے کیونکہ لوگوں میں کوئی ناتواں ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام والا۔

بَابٌ ۴۵۲ اِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

باب جب اکیلے نماز پڑھتا ہو تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

۶۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے[2] اس لیے کہ اُن میں کوئی ناتواں ہوتا ہے کوئی بیمار کوئی بوڑھا اور جب کوئی تم میں سے اکیلا اپنے لیے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

بَابٌ ۴۵۳ مَنْ شَكَا اِمَامَهٗ اِذَا طَوَّلَ

باب امام کی شکایت کرنا جب وہ نماز کو لمبا کرے

وَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا

ابواُسیدؓ (صحابی مالک بن ربیعہ) نے (اپنے بیٹے منذر سے کہا بیٹا تو نے

---

[1] فلاں صاحب سے ابی بن کعب مراد ہیں اور یہ شکایت کرنے والا شخص انصار کا ایک لڑکا تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ شخص حزم بن ابی تھا اس نے غلطی کی حزم کا معاملہ معاذ بن جبل کے ساتھ ہوا تھا عشا کی نماز میں اور یہ معاملہ ابی بن کعب کے ساتھ ہوا صبح کی نماز میں ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] بعضوں نے کہا اگر مقتدی معین ہوں اور ان میں کوئی بوڑھا ناتواں کام والا نہ ہو تو ان کی خوشی سے امام نماز کو لمبا کر سکتا ہے ابن عبدالبر نے کہا جب بھی ہلکا پڑھنا چاہیئے کیونکہ احتمال ہے کہ اور کوئی نیا مقتدی آن کر شریک ہو جائے یا ان ہی میں سے کسی کو کام یا ضرورت لگ جائے یا بیمار ہو جائے ۱۲ منہ

يَابُنَيَّ ۔

۶۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فُلَانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَارَاَيْتُهٗ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ كَانَ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَااَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ

نماز کو لمبا کر دیا ہم پر[1]

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے ابو مسعودؓ (انصاری صحابی سے) انہوں نے کہا ایک شخص نے (انصاری ایک لڑکے نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں جو صبح کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تو فلاں صاحب (ابی بن کعب) کی وجہ سے وہ نماز کو لمبا کرتے ہیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے غصے ہوئے کہ اس دن سے زیادہ غصے میں نے آپ کو کسی وعظ اور نصیحت میں نہیں دیکھا پھر آپ نے یہ فرمایا لوگو دیکھو تم میں کچھ لوگ نفرت دلانا چاہتے ہیں جو کوئی تم میں سے امام بنے وہ ہلکی نماز پڑھے اس لیے کہ اس کے پیچھے کوئی ناتواں ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام کاج والا[2]

۶۶۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا يُّصَلِّيْ فَتَرَكَ نَاضِحَهٗ وَاَقْبَلَ اِلٰى مُعَاذٍ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ اَوِ النِّسَاۗءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهٗ اَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا اِلَيْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ قَالَ اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَاِنَّهٗ يُصَلِّيْ وَرَاۗءَكَ الْكَبِيْرُ وَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محارب بن دثار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری (صحابی) سے سنا (ایسا ہوا) ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لے کر آیا رات اندھیری ہو گئی تھی اس نے معاذ کو (عشا کی) نماز پڑھتے پایا تو اپنے اونٹوں کو بٹھلایا معاذ کی طرف آیا (کہ نماز میں شریک ہو) معاذ نے سورہ بقرہ یا سورہ نسا شروع کی وہ (نماز چھوڑ کر) چل دیا اس سے کسی نے کہا کہ معاذ نے تجھ کو برا بھلا کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاذ کی شکایت کی آپ نے (معاذ سے) فرمایا اے معاذ تو بلا میں ڈالنے والا یا فسادی ہے تین بار یہی فرمایا بھلا تو نے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور والشمس وضحٰہا اور واللیل اذا یغشٰی یہ سورتیں کیوں نہیں پڑھیں (کیا تو نہیں جانتا) تیرے پیچھے بوڑھے

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام ان تینوں لفظوں میں سارے معذور داخل ہو گئے بیمار ناتواں میں داخل ہے اسی طرح لنگڑا لولا اپاہج وغیرہ ۱۲ منہ

الضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ أَحْسِبُ هٰذَا فِي الْحَدِيثِ وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ عَمْرٌو وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ۔

اور ناتواں اور کام ضرورت والے نماز پڑھتے ہیں شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ جملہ فانہ یصلی ورائک حدیث میں داخل ہے شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن مسروق اور مسعر اور ابو اسحاق شیبانی نے[۱] بھی روایت کیا اور عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے بھی اس حدیث کو جابرؓ سے روایت کیا اس میں یوں ہے کہ معاذؓ نے عشاء کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی[۲] اور شعبہ کے ساتھ اعمش نے بھی اس کو محارب سے روایت کیا[۳]

بَابُ ۴۵۴ الْإِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَإِكْمَالِهَا۔

باب نماز مختصر اور پوری پڑھنا (رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرنا)۔

۶۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا۔

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مختصر اور پوری پڑھتے تھے[۴]

بَابُ ۴۵۵ مَنْ أَخَفَّ الصَّلٰوةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

باب بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دینا۔

۶۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلٰوةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلٰوتِي

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری صحابی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اس کو لمبا کرنا چاہتا ہوں پھر بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں

---

[۱] سعید بن مسروق کی روایت کو ابو عوانہ نے اور مسعر کی روایت کو سراج نے اور شیبانی کی روایت کو بزار نے وصل کیا ان تینوں نے محارب بن دثار سے روایت کیا ۱۲ منہ [۲] ان روایتوں میں سورۂ نساء کا ذکر نہیں ہے عمرو کی روایت تو خود اس کتاب میں اوپر گذر چکی ہے اور عبید اللہ بن مقسم کی روایت کو ابن خزیمہ نے وصل کیا اور ابو زبیر کی روایت کو عبدالرزاق نے ۱۲ منہ [۳] اعمش کی روایت کو امام نسائی نے نکالا لیکن اس میں سورت کی تعیین نہیں ہے ۱۲ منہ [۴] یعنی فرض نماز میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے مگر سجدہ اور رکوع اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اسی طرح رکوع کے بعد قیام یہ سب اچھی طرح سے اطمینان کے ساتھ ادا کرتے ۱۲ منہ

كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ. تَابَعَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَبَقِيَّةُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ.

اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا برا سمجھتا ہوں[1] ولید بن مسلم کے ساتھ اس حدیث کو بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبداللہ بن مبارک نے بھی اوزاعی سے روایت کیا ہے[2]

۶۷۲ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ.

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال تیمی نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر قرشی نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز نہیں پڑھی[3] اور آپ کا یہ حال تھا کہ نماز میں بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو ہلکا کر دیتے کہیں اس کی ماں کو پریشانی نہ ہو۔

۶۷۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے ان سے انس بن مالک نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نماز شروع کر دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں ماں کے دل پر اس کے بچے کے رونے سے کیسی چوٹ پڑتی ہے۔

۶۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا ابْنُ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم

---

[1] اس حدیث سے آپ کی کمال شفقت اپنی امت پر معلوم ہوئی اور یہ بھی نکلا کہ عورتیں جماعت کی نماز میں شریک ہوتی تھیں ہندوستان میں مسلمانوں نے بالکل عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے سے روک دیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے برخلاف ہے ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ پہلی رکعت میں آپ نے ساٹھ آیتوں والی سورت پڑھی پھر بچہ کا رونا سن کر دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] بشر کی روایت کو تو خود امام بخاری نے باب خروج النساء الی المساجد میں نکالا اور ابن مبارک کی روایت کو امام نسائی نے نکالا اور بقیہ کی روایت کا نکالنے والا معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] یعنی آپ کی نماز باعتبار قراءت کے تو ہلکی ہوتی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے اور ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ پورے طور سے ادا فرماتے جو لوگ سنت کی پیروی کرنا چاہیں ان کو امامت کی حالت میں ایسی ہی نماز پڑھنا چاہیے ہمارے زمانہ میں یہ بلا پھیل گئی ہے کہ قراءت تو اس قدر طویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت میں چار چار پانچ پانچ پارے اڑا جاتے ہیں مگر رکوع سجدہ اور سجدوں کے بیچ میں قعدہ اچھے طور سے نہیں کرتے ان کی نماز کیا ہے گویا ٹھونگیں لگانا ہے حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے نماز میں بڑے شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو ادب سے اور اطمینان سے تمام ارکان ادا کرنے چاہئیں ایسی سو رکعتوں سے جو خلاف سنت ادا کی جائیں ایک رکعت تمام شرائط اور ادب کے ساتھ سنت کے موافق کہیں افضل ہے ۱۲ منہ

اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیْدُ اِطَالَتَھَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَائِہٖ وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ نَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ۔

بن عدی نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نماز شروع کر دیتا ہوں اور میری نیت اس کے لمبے کرنے کی ہوتی ہے پھر بچہ کا رونا سُن کر نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہو جو بچہ کے رونے سے اس کی ماں کو درد ہوتا ہے اور موسیٰ بن اسماعیل نے کہا ہم سے ابان بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم کو انسؓ نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث [1]

باب ۴۵۶ اِذَا صَلّٰی ثُمَّ اَمَّ قَوْمًا۔

باب ایک شخص نماز پڑھ کر پھر دوسرے لوگوں کی امامت کرے

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُو النُّعْمَانِ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ مُعَاذٌ یُّصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَاْتِیْ قَوْمَہٗ فَیُصَلِّیْ بِھِمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب اور ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے کہ معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے پھر اپنی قوم کے پاس جا کر ان کی امامت کرتے۔ [2]

باب ۴۵۷ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ۔

باب امام کی تکبیر لوگوں کو سُنانا

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دَاؤدَ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَضَہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَتَاہُ بِلَالٌ یُّؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے کہا ہم کو اعمش نے خبر دی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ نے وفات فرمائی تو بلال نماز کی خبر دینے کو آپ پاس آئے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا ابوبکر کچدے سے (نرم دل) آدمی ہیں وہ [3]

[1] موسیٰ کی روایت کو سراج نے وصل کیا امام بخاری نے یہ سند اس لیے بیان کی کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [2] وہی نماز اُن کو جا کر پڑھائے تو یہ درست ہے جیسے اُوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [3] جب مقتدی بہت ہوں اور اللہ اکبر کی آواز اُن کو نہ پہنچنے کا خیال ہو تو دوسرا کوئی شخص تکبیر زور سے پکار کر کہہ سکتا ہے تاکہ سب لوگوں کو آواز پہنچ جائے ۱۲ منہ

إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلَّى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ فَتَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے رو دیں گے قرآن نہ پڑھ سکیں گے آپ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نے پھر وہی عرض کیا آخر تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو[1] ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں خیر انہوں نے نماز شروع کر دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ذرا اپنا مزاج ہلکا پاکر) دو آدمیوں پر ٹیکا دیتے نکلے جیسے میں (اس وقت) آپ کو دیکھ رہی ہوں آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کر رہے تھے ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے سرکنا چاہا آپ نے اشارے سے ان کو فرمایا نماز پڑھائے جاؤ اور آپ ابوبکرؓ کے پہلو میں (ان کے برابر) بیٹھ گئے ابوبکرؓ آپ کی تکبیر لوگوں کو سناتے تھے عبداللہ بن داؤد کے ساتھ اس حدیث کو محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔

بَابُ ۴۵۸ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ۔

باب ایک شخص امام کی اقتداء کرے اور لوگ اس کی اقتداء کریں (تو کیسا)

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے (پہلی صف والوں سے) فرمایا تم میری پیروی کرو اور تمہارے پیچھے جو لوگ ہیں وہ تمہاری پیروی کریں[2]

۶۷۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ محمد بن خازم نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے (موت کی بیماری میں) تو بلالؓ نماز کے لیے آپ کو بلانے کو آئے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ

---

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] اس کو امام مسلم نے ابوسعید خدری سے نکالا بظاہر یہ حدیث شعبی کے مذہب کی تائید کرتی ہے اور شاید امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہو شعبی کا یہ مذہب ہے کہ اگر آخیر صف کے پیچھے کوئی شخص اُس وقت آیا جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھا چکا تھا لیکن اخیر صف والوں نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا اور وہ شریک ہو گیا تو اس کو یہ رکعت مل گئی کیونکہ وہ درحقیقت پچھلی صف والوں کا مقتدی ہے اور پچھلی صف والے آگے کی صف والوں کے اسی طرح اوّل صف والوں تک اوّل صف والے امام کے مقتدی ہیں جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ دین کے کاموں میں تم میری پیروی کرو یعنی مجھ سے سیکھو اور تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ تم سے سیکھیں اسی طرح قیامت تک سلسلہ تعلیم و تعلم جاری ہے قسطلانی نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقتدی دوسرے مقتدیوں کی اقتداء کریں ۱۲ منہ

بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ۔

لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (رو رو کر) اپنی آواز لوگوں کو نہ سنا سکیں گے بہتر ہو اگر آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا تم عرض کرو کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اُن کی آواز نہ نکل سکے گی (رو دیں گے) کاش آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمائیں آپ نے فرمایا تم تو یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب ابوبکر نماز پڑھانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا آپ دو آدمیوں کا ٹیکا دے کے کھڑے ہوئے اور آپ کے پاؤں زمین پر نشان کر رہے تھے اسی طرح سے چل کر مسجد میں آئے ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ پائی تو لگے پیچھے سرکنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا (اپنی جگہ رہو) پھر آپ تشریف لائے اور ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابوبکرؓ کھڑے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی[1]

بَابُ ۴۵۹ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ۔

باب جب امام کو نماز میں شک ہو تو مقتدیوں کے کہنے پر چل سکتا ہے؟[2]

۶۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے مالک بن انس سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن

[1] اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ حضرت ابوبکرؓ خود مقتدی تھے لیکن دوسرے مقتدیوں نے ان کی اقتدا کی ۱۲ منہ

[2] یہ باب لا کر امام بخاری نے شافعیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں امام مقتدیوں کی بات نہ سنے بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اس حالت میں ہے جب امام کو خود شک ہو لیکن اگر امام کو ایک امر کا یقین ہو تو بالاتفاق مقتدیوں کی بات نہ سننا چاہیے تسہیل میں ہے کہ اس باب میں حنفیہ کا قول حق ہے جو صحیح حدیث کے مطابق ہے اور امام مالک اور ان کے اتباع بھی اسی طرف گئے ہیں ۱۲ منہ

سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ۔

سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے (سلام پھیر دیا) ذوالیدینؓ[51] نے عرض کیا کیا نماز کم ہوگئی (خدا کی طرف سے دو ہی رکعتیں رہ گئیں) یا آپ بھول گئے یا رسول اللہ آپ نے (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں (سچ کہتا ہے آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں) اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور پچھلی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدہ کی طرح سجدہ کیا یا اس سے کچھ لمبا[52]

٦٧٩۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيْلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی دو ہی رکعتیں پڑھیں لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اس وقت آپ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

بَابٌ ٤٦ اِذَا بَكَى الْاِمَامُ فِي الصَّلٰوةِ

باب امام نماز میں روئے (تو کیسا)[53]

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَاُ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ۔

اور عبداللہ بن شداد (تابعی) نے کہا میں نے (نماز میں) حضرت عمرؓ کا رونا سنا اور میں اخیر صف میں تھا وہ (سورہ یوسف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے میں اپنے رنج اور غم کا اللہ سے شکوہ کرتا ہوں[54]

---

[51] ذوالیدین کا اصلی نام خرباق تھا اس کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لیے کہنے لگے کہ اس کے ہاتھ لمبے تھے ۱۲ منہ [52] یعنی جیسا نماز میں سجدہ کیا کرتے تھے مراد سجدہ سہو ہے ۱۲ منہ [53] امام بخاری اس باب میں جو اثر اور حدیث لائے ان سے نماز میں رونے کا جواز نکالا اور شعبی اور نخعی اور ثوری سے منقول ہے کہ رونا اور رونے کی آواز نکالنا دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر رونا عذاب کے ڈر سے اور خدا کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی تسہیل میں ہے کہ حق یہی ہے کہ رونے سے نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ [54] یہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا کلام نقل کیا جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے باپ سے کہا کہ تم یوسف کو یاد کرتے کرتے یا تو اپنی جان کھو لوگے یا اپنے تئیں بیمار کر لوگے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں اپنے دل کا غم اپنے مالک سے عرض کرتا ہوں کسی مخلوق سے شکایت نہیں کرتا حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے تو بے اختیار رو دیئے اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ہم سے اسماعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ ام المومنین رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی (موت کی) بیماری میں فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا ابوبکرؓ تو جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے اپنی آواز بھی لوگوں کو سنا نا ان کو مشکل ہوگا اس لیے عمرؓ سے فرمائیے وہ نماز پڑھائیں آپ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ نے حضرت حفصہ رضؓ سے کہا تم تو بھی آنحضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپ کو یاد کرکے) لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لیے عمرؓ کو حکم دیجیے وہ نماز پڑھائیں حضرت حفصہؓ نے عرض کیا آپ نے فرمایا بس چپ رہو تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں بھلا مجھ کو تم سے کہیں بھلائی ہونا ہے[1]

بَابٌ ۴۶۱ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

باب تکبیر ہوتے وقت اور تکبیر کے بعد صفوں کا برابر کرنا۔

۶۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے سالم بن ابی الجعد سے سنا کہا میں نے نعمان بن بشیر سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نماز میں) اپنی صفیں برابر رکھو نہیں تو پروردگار تمہارے منہ الٹا دے گا[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) عبداللہ بن شداد اخیر صف میں تھے انہوں نے رونے کی آواز سنی اس اثر کو سعید بن منصور اور ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا

[1] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو دیں گے لیکن اس پر بھی ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ

[2] یعنی مسخ کر دے گا بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ تم میں پھوٹ ڈال دے گا باب کی حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ تکبیر کے وقت تکبیر کے بعد صفوں کا برابر کرنا لیکن امام بخاری نے ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ آگے چل کر خود امام بخاریؒ نے (باقی بر صفحہ ۴۶۱)

۶۸۲ - حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صفیں ٹھیک رکھو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں[1]

بَابُ ۴۶۲ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ۔

باب امام کا صفیں برابر کرتے وقت لوگوں کی طرف منہ کرنا۔

۶۸۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ نَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ نَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ۔

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم کو معاویہ بن عمرو نے خبر دی کہا ہم کو زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم کو حمید طویل نے کہا ہم کو انس بن مالکؓ نے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا دیکھو صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔

بَابُ ۴۶۳ الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔

باب پہلی صف کا بیان (اس کا ثواب)

۶۸۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بھی شہید ہے جو ڈوب جائے اور جو پیٹ کی بیماری سے مرے اور جو طاعون سے مرے اور جو دب کر (عمارت گرنے سے) مرے اور آپ نے فرمایا اگر لوگ جانیں جو ثواب نماز کے لیے جلدی آنے میں ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور اگر جان لیں جو ثواب عشا اور صبح کی نماز میں ہے تو گھٹنوں کے

(بقیہ صفحہ ۴۶۰) اسی حدیث کو اس طرح نکالا ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ تکبیر کہہ کے نماز شروع کرنے کو تھے کہ یہ فرمایا امام ابن حزم نے ان حدیثوں کے ظاہر سے یہ کہا کہ صفیں برابر کرنا واجب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہ وعید اس لیے فرمائی کہ لوگ اس سنت کا بخوبی خیال رکھیں برابر رکھنے سے یہ غرض ہے کہ ایک خط مستقیم پر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ کھڑے ہوں یا صف میں جو جگہ خالی رہے اس کو بھر دیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصا تھا آپ کو آگے پیچھے دونوں طرف نظر آتا ۱۲ منہ [2] پہلی صف وہ ہے جو امام کے نزدیک ہو بعضوں نے کہا پہلی جو پوری صف ہو اس کے بیچ میں کوئی خلل نہ ہو جیسے حجرہ یا منبر یا دیوار وغیرہ بعضوں نے کہا جو نماز کے لیے مسجد میں پہلے آئے وہ پہلی صف میں ہے گو اخیر صف میں کھڑا ہو ۱۲ منہ

حَبْوًا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا۔

بل گھسٹتے ہوئے ان میں آئیں اور اگر جان لیں جو ثواب آگے کی صف میں ہے تو (اس کے لیے) قرعہ ڈالیں[1]

بَابٌ ۴۶۴ إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

باب صف برابر کرنا نماز کا پورا کرنا ہے[2]

۶۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو اس سے اختلاف نہ کرو[3] جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف برابر رکھو اس لیے کہ صف برابر کرنا نماز کا حسن ہے[4]

۶۸۶ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صف برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے[5]

بَابٌ ۴۶۵ اِثْمِ مَنْ لَّمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ

باب صف پوری نہ کرنے کا گناہ

[1] قسطلانی نے کہا آگے کی صف شامل ہے دوسری صف کو بھی اس لیے کہ وہ تیسری صف سے آگے ہے اسی طرح تیسری کو بھی وہ چوتھی سے آگے ہے یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ نماز میں صف درست کرنے کے لیے آدمی آگے یا پیچھے سرک جائے یا صف ملانے کے واسطے کسی طرف ہٹ جائے یا کسی کو کھینچ لے تو اس سے نماز میں خلل نہ آئے گا بلکہ ثواب پائے گا کیونکہ صف برابر کرنا نماز کا ایک ادب ہے ۱۲ منہ [3] جو کام امام کرے وہ تم بھی کرو یہ نہیں کہ امام رکوع رہے تم سجدے میں چلے جاؤ امام نے ابھی سجدے سے سر نہیں اٹھایا تم اٹھالو ۱۲ منہ [4] صف برابر کرنے سے نماز کی خوبصورتی ہے ورنہ نماز بے ڈول اور بے ہنگام رہے گی قسطلانی نے اس سے یہ نکالا کہ صف برابر کرنا فرض نہیں ہے کیونکہ حسن خارجی چیزوں سے ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] اور نماز قائم کرنا واجب ہے بموجب نص قرآنی واقیموا الصلوٰۃ تو صف برابر کرنا بھی واجب ہوا امام ابن حزم کا مذہب ثابت ہو گیا اور قسطلانی شافعی کا خیال رد ہو گیا اسماعیلی اور بیہقی اور ابوداؤد اور مسلم کی روایت میں من تمام الصلوٰۃ ہے اس سے بھی وجوب کی نفی نہیں نکلتی کیونکہ نماز کا پورا کرنا واجب ہے اور جب شرائط یا ارکان میں سے کوئی چیز کم ہو جائے تو کہتے ہیں وہ چیز پوری نہیں ہوئی پس یہ وجوب کی تاکید کرتا ہے نہ استحباب کی جیسے جمہور اہل مذہب نے سمجھا ہے ۱۲ منہ۔

٦٨٧ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِىُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا اَنَسٌ الْمَدِيْنَةَ بِهٰذَا۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی کہا ہم کو سعید بن عبید طائی نے انہوں نے بشیر بن یسار انصاری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے وہ (بصرے سے) مدینہ میں آئے لوگوں نے ان سے کہا دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے تم نے کونسی بات ہم میں خلاف پائی انہوں نے کہا میں نے تو اس کے خلاف تم میں کوئی بات نہیں پائی بس ایک یہ ہے کہ تم (نماز میں) صفیں برابر نہیں کرتے عقبہ بن عبید نے بشیر بن یسار سے یوں روایت کیا کہ انسؓ مدینہ میں ہم لوگوں کے پاس آئے پھر یہی حدیث بیان کی[2]

بَابٌ ٢٦٦ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِى الصَّفِّ۔

باب صف میں مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہونا۔

وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَاَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ۔

اور نعمان بن بشیر (صحابی) نے کہا میں نے دیکھا (صف میں) ایک آدمی ہم میں سے اپنا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنے سے ملا کر کھڑا ہوتا[3]

٦٨٨ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِىْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم کو زہیر بن معاویہ نے خبر دی انہوں نے زہیر سے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنی صفیں برابر رکھو میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا مونڈھا اپنے ساتھی کے مونڈھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا۔

بَابٌ ٢٦٧ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّسَارِ الْاِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ خَلْفَهٗ اِلٰى يَمِيْنِهٖ

باب اگر کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے پھرا کر داہنی طرف لے آئے تو دونوں

ف۱ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر صف برابر کرنے کا وجوب ثابت کیا کیونکہ سنت کے ترک کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا نہیں کہہ سکتے اور حضرت رسول کریمؐ کا خلاف کرنا بموجب نص قرآنی باعث عذاب ہے فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم ۱۲ منہ ف۲ اس مسئلہ کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ بشیر بن یسار کا سماع انسؓ سے ثابت کریں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ ف۳ تسہیل میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں لوگوں نے سنت کے موافق صفیں برابر کرنا چھوڑ دی ہیں کہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ آگے پیچھے بے ترتیب کھڑے ہوتے ہیں کہیں برابر بھی کرتے ہیں تو مونڈھے سے مونڈھا ٹخنے سے ٹخنا نہیں ملاتے بلکہ ایسا کرنے کو نازیبا جانتے ہیں خدا کی مار ان کے عقل اور تہذیب پر نمازی لوگ پروردگار کی فوجیں ہیں فوج میں جو کوئی قاعدے کی پابندی نہ کرے وہ سزائے سخت کے قابل ہوتا ہے ۱۲ منہ

تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ ۔

۶۸۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسِيْ مِنْ وَّرَائِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى وَرَقَدَ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّيْ وَ لَمْ يَتَوَضَّاْ ۔

کی نماز صحیح رہی[۱]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے داؤد بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کریب سے جو عبداللہ بن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات (تہجد کی) نماز پڑھی میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے پیچھے سے میرا سر تھاما اور (گھما کر) اپنی داہنی طرف کر لیا پھر نماز پڑھ کر آپ سو رہے بعد اس کے مؤذن آیا آپ کھڑے ہوئے اور (صبح کی) نماز پڑھائی وضو نہیں کیا۔

باب ۴۶۸ الْمَرْاَةُ وَحْدَهَا تَكُوْنُ صَفًّا

باب عورت اکیلی ایک صف کا حکم رکھتی ہے[۲]

۶۹۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِّيْ خَلْفَنَا اُمُّ سُلَيْمٍ ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے جو ہمارے گھر میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے تھی[۳]

باب ۴۶۹ مَيْمَنَةُ الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامِ

باب مسجد اور امام کی داہنی جانب کا بیان

۶۹۱ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ نَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ نَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُمْتُ لَيْلَةً اُصَلِّيْ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدِيْ اَوْ بِعَضُدِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ قَالَ بِيَدِهٖ مِنْ وَّرَائِيْ ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بن یزید نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا میں ایک رات (تہجد کی) نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں طرف کھڑے ہو کر پڑھنے لگا آپ نے میرا ہاتھ یا بازو تھاما اور مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر دیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پیچھے سے گھوم آ[۴]

---

[۱] یعنی نہ مقتدی کی نماز میں کوئی نقص آیا نہ امام کی دونوں کی نماز پوری ہو گئی ۱۲ منہ [۲] یعنی عورت اگر اکیلی بھی ہو تب بھی کئی عورتوں کی طرح مردوں کے پیچھے کھڑی ہو نہ یہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہو ۱۲ منہ [۳] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ام سلیم اکیلی تھیں مگر لڑکوں کے پیچھے ایک صف میں کھڑی ہوئیں ۱۲ منہ [۴] اس حدیث میں فقط امام کے داہنے طرف کا بیان ہے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی (باقی برصفحہ ۴۶۵)

بَابٌ ۴۷ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ.

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ.

باب امام اور مقتدیوں کے درمیان ایک دیوار یا پردہ ہو (تو کچھ قباحت نہیں)

اور امام حسن بصری نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر تو نماز پڑھے تیرے اور امام کے درمیان ایک نہر ہو اور ابو مجلز (تابعی) نے کہا امام کی اقتداء کر سکتا ہے گو اس میں اور مقتدی میں رستہ یا دیوار حائل ہو جب اس کی تکبیر سنے۔

۶۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ نَا عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ صَنَعُوا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ.

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں (تہجد کی) نماز پڑھا کرتے اور حجرے کی دیوار پست تھی لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے جب صبح ہوئی تو اس کا چرچا کرنے لگے پھر دوسری رات آپ کھڑے ہوئے تب بھی چند لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے دو یا تین راتوں تک وہ ایسا ہی کرتے رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ رہے اور نماز کے مقام پر تشریف لائے ہی نہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا میں ڈر گیا کہیں رات کی نماز (تہجد) تم پر فرض نہ ہو جائے۔

بَابٌ ۴۸ صَلٰوةُ اللَّيْلِ.

باب رات کی نماز کا بیان

۶۹۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا ابْنُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن اسمٰعیل

(بقیہ صفحہ ۴۶۴) طرف اشارہ کیا جس کو نسائی نے براء سے نکالا کہ ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو داہنی جانب کھڑا ہونا پسند کرتے تھے اور ابو داؤد نے نکالا کہ اللہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں صفوں کے داہنی جانب والوں کے لیے اور یہ اس کے خلاف نہیں جو دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی مسجد کا بایاں جانب معمور کرے تو اس کو اتنا ثواب ہے کیونکہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے دوسرے یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب سب لوگ داہنے ہی جانب میں کھڑے ہونے لگے اور بایاں جانب بالکل اجڑ گیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا ۱؎ مالکیہ کا یہی قول ہے اور شاید امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے ۱۲ منہ ۲؎ حافظ نے کہا حسن کا یہ اثر مجھ کو نہیں ملا البتہ سعید بن منصور نے ان سے بروایت کیا کہ اگر کوئی آدمی چھت کے اوپر ہو اور امام نیچے وہ اس کی اقتداء کر رہا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ ۳؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ فَثَابَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوا وَرَاءَهُ۔

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيْرٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهِ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرٍ عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ ۴۷۲ إِيْجَابِ التَّكْبِيْرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

بن ابی فدیک نے کہا ہم کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک بوریا تھا جس کو آپ دن کو بچھایا کرتے اور رات کو اس کا اوٹ (پردہ) کر لیتے[1] چند لوگ آپ کے پاس کھڑے ہوئے یا آپ کی طرف جھکے اور آپ کے پیچھے صف باندھی[2]

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم ابوالنضر سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے زیدؓ ابن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنا لیا یا اوٹ بسر بن سعید نے کہا میں سمجھتا ہوں وہ بوریے کا تھا اس کے اندر کئی راتوں تک آپ نماز پڑھتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے بھی کئی لوگوں نے نماز پڑھی جب آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بیٹھ رہنا شروع کیا (نماز موقوف رکھی) پھر برآمد ہوئے اور فرمایا تم نے جو کیا وہ مجھ کو معلوم ہے لیکن لوگو تم اپنے گھر میں نماز پڑھتے رہو کیونکہ بہتر نماز آدمی کی وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو مگر فرض نماز (مسجد میں پڑھنا افضل ہے) اور عفان بن مسلم نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ابوالنضر بن ابی امیہ سے سنا انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]

باب تکبیر (تحریمہ) کا واجب ہونا اور نماز کا شروع کرنا۔[4]

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یا اس کو ایک کوٹھڑی کی طرح بنا لیتے ۱۲ منہ [2] آپ میں اور لوگوں میں بوریا حائل تھا اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ بتلایا کہ اگلے حدیث میں جس حجرے کا ذکر ہے وہ بوریے کا تھا ۱۲ منہ [3] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابوالنضر سے ثابت کریں جس کی اس روایت میں تصریح ہے ۱۲ منہ [4] جب امام بخاری جماعت اور امامت سے فارغ ہوئے تو اب صفت نماز کا بیان شروع کیا بعضے نسخوں میں باب کے لفظ کے پہلے یہ عبارت ہے ابواب صفۃ الصلوٰۃ لیکن اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعیہ اور مالکیہ سب کے نزدیک نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا فرض ہے اور کوئی لفظ کافی نہیں اور حنفیہ کے نزدیک کوئی لفظ جو اللہ اکبر کی تعظیم پر دلالت کرے کافی ہے

جیسے اللہ اجل یا اللہ اعظم ۱۲ منہ

۶۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ وَقَالَ أَنَسٌ فَصَلَّى لَنَا يَوْمَئِذٍ صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک انصاری نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اُس پر سے گر پڑے) آپ کی داہنی پہلو چھل گئی آپ نے جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو[1]

۶۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کا بدن چھل گیا آپ نے بیٹھ کر ہی ہم کو نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

۶۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا مجھ سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے

[1] اسمٰعیلی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم ہوتی اس میں تکبیر کا مطلقاً ذکر ہی نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور دوسری حدیث درحقیقت ایک ہی حدیث ہے جس کو امام بخاری نے دو طریقوں سے ذکر کیا اور پہلے طریقے کو اس لیے بیان کیا کہ اس میں زہری کے سماع تصریح ہے انسؓ سے اور دوسرے طریق سے تکبیر کا وجوب اس طرح پر نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور آپ کا فعل بیان ہے مجمل صلوٰۃ کا اور واجب کا بیان بھی واجب ہے اب یہ اعتراض ہوگا کہ صورت میں مقتدی کو ربنا لک الحمد بھی کہنا واجب ہوگا کیونکہ شاید امام بخاری کے نزدیک یہ بھی واجب ہو اسحاق بن راہویہ بھی اس کے وجوب کے قائل ہیں ۱۲ منہ

الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ۔

کہ اس کی پیروی کی جائے پھر جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

بَابُ ۴۷۳ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مَعَ الْإِفْتِتَاحِ سَوَاءً۔

باب تکبیر تحریمہ میں نماز شروع کرتے ہی برابر دونوں ہاتھوں کا اٹھانا[1]۔

۶۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور[2] جب رکوع کی تکبیر کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہتے[3] اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

بَابُ ۴۷۴ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ۔

باب تکبیر تحریمہ اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا[4]

---

[1] یعنی اللہ اکبر اور ہاتھ اٹھانا دونوں ایک ساتھ ہوں اسی کو صحیح کہا نووی نے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی راجح ہے ابوداؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ دونوں ہاتھ اٹھائے تکبیر کے ساتھ صاحب ہدایہ نے جو حنفیہ میں سے ہے یہ لکھا ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے یہی واضح ہے ۱۲ [2] ہاتھ اٹھانا گویا اشارہ ہے ترک دنیا کا امام شافعی نے کہا ہاتھ اٹھانے سے اللہ کی تعظیم اور پیغمبر صاحب کی سنت ادا کرنی منظور ہے ابن عبدالبر نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ ہاتھ اٹھانا نماز کی زینت ہے عقبہ بن عامر نے کہا کہ ہر ہاتھ اٹھانے کے بدل دس نیکیاں ملیں گی ہر انگلی پر ایک نیکی ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امام بھی ربنا ولک الحمد کہے اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہیں ۱۲ منہ

[4] اہل حدیث اور امام شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اس سنت کو سترہ صحابہؓ اور عشرہ مبشرہ بلکہ پچاس صحابہؓ نے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے خاص رفع یدین کے مسئلہ میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور امام حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ صحابہؓ اس کو کرتے تھے اور کسی صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا ابن عبدالبر نے کہا کہ ترک رفع سوا ابن مسعود کے اور کسی صحابی سے ہمیشہ منقول نہیں ہے جس سے ترک منقول ہے اسی سے رفع بھی منقول ہے اور ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کی روایت ترک رفع میں ضعیف ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو وہ اہل حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں کیونکہ وہ رفع یدین کو سنت کہتے ہیں نہ واجب اور پوری تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے جب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ البتہ سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

۷۰۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ اَنَّهُ رَاٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ اِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرث (صحابیؓ) کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابُ ۵۷۵ اِلٰى اَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔

باب ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا چاہیئے۔

وَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ فِي اَصْحَابِهٖ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔

اور حمید ساعدی (صحابیؓ) نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے۔[۲]

۷۰۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

[۵۱] اس میں اختلاف ہے اہل حدیث اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے اور شاید امام بخاری کے نزدیک بھی یہی قوی ہے جب تو انہوں نے اسی کی دلیل بیان کی اور حنفیہ کے نزدیک کانوں تک اٹھائے ۱۲ منہ [۵۲] یہ سب صحابہؓ تھے اس روایت کو خود امام بخاری نے باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں بیان کیا ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلٰوةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ[1]

بَابُ ٧٦٧ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ -

٧٠٢ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ

دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا ربنا ولک الحمد اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے (یعنی ہاتھ نہیں اٹھاتے) اور نہ جب سجدے سے سر اٹھاتے[1]

باب (چار رکعتی یا تین رکعتی نماز میں) جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے نافع سے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے جب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے[2] اور عبد اللہ بن عمرؓ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا[3]۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا[4]۔ اور ابراہیم بن طہمان نے اس کو ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے

[1] یعنی اس وقت بھی رفع یدین نہ کرتے تسہیل میں ہے کہ صحیح حدیثوں سے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا ثابت ہوتا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ ہتھیلی کی پشت مونڈھوں کے برابر آ جائے اور بعض روایتوں میں جو کانوں تک اٹھانا مذکور ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں کی پوریں اور انگوٹھے کان کے لو کے قریب ہو جائیں اس صورت میں حدیثوں میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا اور امام شافعی نے اسی طرح تطبیق کی ہے اور یہی حق ہے حافظ نے کہا پہلے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ اکبر اس وقت کہنا شروع کرے جب ہاتھ کا چھوڑنا شروع ہوا اور ہاتھ چھوڑنے تک تکبیر ختم ہو جائے ۱۲ منہ

[2] یعنی تشہد کے بعد جب کھڑا ہو اگر کوئی تشہد بھول جائے اور یوں ہی اُدھ کھڑا ہو تو ہاتھ نہ اٹھائے کیوں کہ اگلی حدیث میں یہ گزر چکا ہے کہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ۱۲ منہ

[3] یعنی مرفوع کیا آنحضرتؐ کا فعل ایسا ہی بیان کیا ۱۲ منہ

[4] اس حدیث کو بعضوں نے مرفوعاً روایت کیا بعضوں نے موقوفاً دار قطنی نے کہا عبد الاعلیٰ کی روایت جس کو امام بخاری نے نکالا زیادہ مشابہ ہے صواب کے لیکن اسمٰعیلی نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ عبد الاعلیٰ نے خطاء کی اس کے رفع میں مگر معتمر اور عبد الوہاب نے اس کو رفع کیا اور ان کی روایتوں کو امام بخاری نے کتاب رفع یدین میں نکالا حماد کی بھی روایت کو امام بخاری نے اسی کتاب میں نکالا ۱۲ منہ

مُخْتَصَرًا۔

ساتھ روایت کیا۔

بَابٌ ۴۷۷ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔

باب نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا[1]

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِيْ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوحازم بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں بانہہ پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سہل اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی جاتی تھی یوں نہیں کہا پہنچاتے تھے[2]

بَابٌ ۴۷۸ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب نماز میں خشوع کا بیان[3]

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِيْ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو میرا منہ ادھر (قبلے کی طرف) ہے قسم خدا کی تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر کچھ چھپا ہوا نہیں اور میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں[4]

---

[1] اہل حدیث اور جمہور علماء شافعیہ اور حنفیہ سب کا یہی قول ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا چاہیے اور امام مالک نے مؤطا میں بھی یہی ذکر کیا ہے لیکن ابن قاسم نے امام مالک سے ارسال یعنی نماز میں ہاتھوں کا چھوڑ دینا نقل کیا ہے اور امامیہ کا عمل اس پر ہے اب کہاں ہاتھ باندھے تو صحیح ابن خزیمہ سے یہ ثابت ہے کہ سینے پر باندھے اور حنفیہ کے نزدیک ناف کے نیچے ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے پھر اپنا داہنا ہاتھ رکھا بائیں ہتھیلی کی پشت پر یعنی پہنچے کے جوڑ پر اور بانہہ پر ۱۲ منہ [2] ابوحازم کے ایسا کہنے سے حدیث میں کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے ۱۲ منہ [3] خشوع کہتے ہیں ادب اور خوف کو جیسے بڑے بادشاہ کے سامنے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو کس قدر آداب کے ساتھ رہتا ہے کوئی حرکت فضول نہیں کرتا دل پر اس کا رعب چھایا رہتا ہے نمازی کو چاہیے کہ اس شہنشاہ دوجہاں کے سامنے اسی طرح ادب اور ڈر کے ساتھ کھڑا ہو جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو اعضاء پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے ۱۲ منہ [4] جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں اس کا بیان اور گزر چکا ہے ۱۲ منہ

۷۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ -

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجدہ ٹھیک طور سے کرو کیونکہ قسم خدا کی جب رکوع اور سجدہ کرتے ہو تو میں تم کو اپنے پیچھے سے یا اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں -

بَابٌ ۴۷۹ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ -

باب تکبیر تحریمہ کے بعد کیا کہے (یا کیا پڑھے) ؟

۷۰۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ -

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نماز میں قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے[1]

۷۰۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے کہا ہم سے ابوزرعہ (ہرم) نے کہا مجھ سے ابوہریرہؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان (ذرا) چپ رہتے ابوزرعہ نے کہا میں سمجھتا ہوں ابوہریرہؓ نے یوں کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان جو چپ رہتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں یا اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دور کر دے جیسے پورب سے پچھم یا اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے سپید کپڑا

[1] یعنی قرآن کی قرأت سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے تو یہ منافی نہ ہوگی اس حدیث کے جو آگے آتی ہے جس میں تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء افتتاح پڑھنا منقول ہے اور الحمد للہ رب العالمین سے سورہ فاتحہ مراد ہے اس میں اس کی نفی نہیں ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے کیونکہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کی جزء ہے تو مقصود یہ ہے کہ بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھتے تھے جیسے نسائی اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھتے تھے روضہ میں ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے جہری نمازوں میں پکار کر اور دوسری نمازوں میں آہستہ اور جن لوگوں نے بسم اللہ کا سُننا نقل کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کم سن تھے جیسے انسؓ اور عبداللہ بن مغفل اور یہ آخری صف میں رہتے ہوں گے تو شاید ان کو آواز نہ پہنچی ہوگی اور بسم اللہ کے جہر میں بہت حدیثیں وارد ہیں گو ان لوگوں میں کلام بھی ہو مگر اثبات مقدم ہے نفی پر ۱۲ منہ

الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے یا اللہ میرے گناہ پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال[1]

باب ۷۸۰

۷۰۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلٰوةَ الْكُسُوفِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ أَيْ رَبِّ أَوَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهِ قَالُوا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوعًا لَا أَطْعَمَتْهَا وَلَا أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ خَشِيشِ

باب

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے خبر دی کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی آپ کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو دیر تک سجدے میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا دیر تک سجدے میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو دیر تک سجدے میں رہے پھر نماز سے فارغ ہو کر فرمایا بہشت میرے نزدیک آ گئی تھی اتنی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تم کو لا دیتا اور دوزخ بھی مجھ سے اتنی نزدیک ہو گئی تھی کہ میں کہہ اٹھا مالک میرے کیا میں بھی دوزخ والوں میں ہوں پھر کیا دیکھتا ہوں ایک عورت ہے نافع نے کہا میں سمجھتا ہوں ابن ابی ملیکہ نے یوں کہا اس کو بلی نوچ رہی تھی میں نے پوچھا کیوں اس عورت کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا اس نے (دنیا میں) بلی کو باندھ دیا تھا نہ اس کو کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ کچھ کھاتی آخر مر گئی نافع نے کہا میں سمجھتا ہوں ابن ابی

[1] پانی اور برف اور اولوں سے قسم قسم کی رحمتیں اور مغفرتیں مراد ہیں دعا استفتاح کئی طرح منقول ہے لیکن سب میں صحیح یہ دعا ہے اور سبحانک اللھم جس کو تمام حنفیہ پڑھا کرتے ہیں وہ بھی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے لیکن اس کے اسناد میں گفتگو ہے اور مالکیہ کے نزدیک دعا استفتاح نہ پڑھے ان پر یہ حدیث حجت ہے ۱۲ منہ

الْأَرْضِ أَوْ خَشَاشِهَا ۔

بَابٌ ۴۸۱ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوفِ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ ۔

۷۰۹ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ ۔

۷۱۰ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوْا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ ۔

ملیکہ نے یوں کہا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے وغیرہ کھا لیتی [1]

باب نماز میں امام کی طرف دیکھنا

اور حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز میں فرمایا میں نے دوزخ دیکھی وہ آپ ہی اپنے کو کھا رہی تھی جب تم نے دیکھا میں (نماز میں) پیچھے سرک گیا [2]

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر (عبداللہ بن سخبرہ) سے انہوں نے کہا ہم نے خباب ابن ارت صحابیؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں (فاتحہ کے سوا اور) کچھ قرآن پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا آپ کی مبارک داڑھی ہلنے سے [3]

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی نے خبر دی کہا میں نے عبداللہ بن یزیدؓ (صحابی) سے سنا وہ خطبہ سنا رہے تھے انہوں نے کہا مجھ سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا وہ جھوٹے نہ تھے انہوں نے کہا صحابہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو وہ آپ کو دیکھتے کھڑے رہتے [4] یہاں تک کہ جب آپ سجدے میں جا لیتے (اس وقت وہ بھی سجدے میں جاتے تھے)۔

---

[1] اور اپنا پیٹ بھر لیتی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے اور جو کوئی ایسا کرے گا آخرت میں اس سے بدلہ لیا جائے گا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے بالکل معلوم نہیں ہوتی اور بعضے نسخوں میں اس حدیث کے اوّل باب کا لفظ ہے حافظ ابن رشید سے نقل کیا مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجاۃ مہربانی کی درخواست عین نماز کے اندر مذکور ہے تو معلوم ہوا کہ نماز میں ہر قسم کی دعا درست ہے گو وہ الفاظ قرآن میں سے نہ ہو اور بعض حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے انتہے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے وصل کیا جیسے اوپر باب اذا انفلتت الدابۃ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[3] تو حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جو امام تھے ۱۲ منہ

[4] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ داڑھی کا ہلنا ان کو بغیر امام کے طرف دیکھے کیوں کر معلوم ہو سکتا۔ بعضا مالکیہ نے اسی حدیث سے دلیل لے کر کہا ہے کہ مقتدی نماز میں اپنے امام ہی کو دیکھے اور سجدے کے مقام پر دیکھنا لازم نہیں شافعیہ کہتے ہیں سجدے کے مقام ہی کی طرف دیکھتے رہنا مسنون ہے ۱۲ منہ

[5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

۷۱۱ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا آپ نے (گہن کی) نماز پڑھائی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا آپ (نماز ہی میں) اپنی جگہ پر رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا پہلے میں نے بہشت کو دیکھا میں اس میں سے ایک خوشہ لینے لگا اور جو لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے[1]

۷۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے آپ نے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا میں نے ابھی ابھی جب تم کو نماز پڑھائی بہشت اور دوزخ کو دیکھا ان کی تصویریں اس دیوار میں قبلے کی طرف نمود ہوئیں تو میں نے آج کے دن کی طرح نہ بھلائی دیکھی نہ برائی تین بار یہ فرمایا[2]

بَابُ ۴۶ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا کیسا ہے؟

۷۱۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سعید بن مہران بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے ان سے انس بن مالک انصاریؓ (صحابی) نے بیان کیا

---

[1] وہ کبھی ختم نہ ہوتا کیونکہ بہشت کی نعمتیں تمام اور فنا نہیں ہو سکتیں ترجمہ باب صحابہ کرام کے اس قول سے نکلتا ہے کہ ہم نے آپ کو دیکھا ۱۲منہ [2] بھلائی اور برائی دوزخ مطلب یہ ہے کہ بہشت سے بھلی کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی اور دوزخ سے بری کوئی چیز نہیں دیکھی اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب یوں سے یوں ہے کہ حدیث میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہو گا بعضوں نے کہا یہ حدیث اسی ابن عباسؓ کی حدیث کا جو اس سے پہلے بیان ہوئی خلاصہ ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث میں صاف امام کے طرف دیکھنا مذکور ہے ۱۲منہ

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ۔

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں آپ نے اس باب میں بہت سختی سے ارشاد کیا یہاں تک کہ فرمایا اُن کو اس سے باز آنا چاہیئے ورنہ اُن کی بینائی اچک لی جائے گی[1]

بَابُ ۴۸۳ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ

باب نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟

۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے کہا ہم سے اشعث بن سلیم نے انہوں نے اپنے باپ سلیم بن اسود سے انہوں نے مسروق بن اجدع سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا یہ شیطان کی جھپٹ ہے وہ آدمی کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے[2]

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَقَالَ شَغَلَتْنِيْ أَعْلَامُ هٰذِهِ اذْهَبُوْا بِهَا إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ وَائْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نقشی کالی لوئی میں نماز پڑھی[3] پھر (نماز کے بعد) فرمایا اس کے بیل بوٹے نے مجھ کو غافل کر دیا یہ ابوجہم کے پاس (واپس) لے جاؤ اور مجھ کو اس کی سادی لوئی لادو[4]

بَابُ ۴۸۴ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ

باب اگر کوئی حادثہ ہو[5] نمازی پر یا نمازی کوئی (بڑی) چیز

[1] فرشتے اللہ کے حکم سے ان کی آنکھ اچک لیں گے یعنی بینائی سلب کر لیں گے حافظ نے کہا یہ کراہت محمول ہے اس حالت پر جب نماز میں دعا کی جائے جیسے مسلم کی روایت میں عند الدعاء کا لفظ زیادہ ہے عینی نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے نماز میں دعا کی وقت ہو یا اور کسی وقت امام ابن حزم نے کہا ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی ۱۲منہ [2] اس کو التفات کہتے ہیں یعنی بغیر گردن یا سینہ موڑے کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا اکثر علماء نے نماز میں اس کو مکروہ رکھا ہے بعضوں نے حرام کہا ہے ظاہریہ کا یہی مذہب ہے ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے نکالا کہ پہلے صحابہ نماز میں التفات کیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون تو نماز میں سجدہ کے مقام پر نظر رکھنے لگے ۱۲منہ [3] کہ نماز کا ثواب کھو دے یا کم کر دے حدیث میں آیا ہے کہ جب نماز میں آدمی تیسری بار ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے اس کو بزار نے جابرؓ سے نکالا ۱۲منہ [4] یہ لوئی ابوجہم نے آپ کو تحفے کے طور پر گزرانی تھی ۱۲منہ [5] جس میں نقش و نگار بیل بوٹے نہ ہوں یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے باب اذا صلی فی ثوب لہ اعلام میں ۱۲منہ [6] جیسے مکان گرے یا سانپ یا بچھو نکلے یا اور کوئی آفت آئے ۱۲منہ

اَوْيَرٰى شَيْئًا اَوْ بُصَاقًا فِي الْقِبْلَةِ وَقَالَ سَهْلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَكْرٍ فَرَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

دیکھے یا قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھے (تو التفات میں کوئی قباحت نہیں) اور سہل بن سعد نے کہا ابوبکرؓ نے التفات کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا[1]

۷۱۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُوْسَى ابْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر بلغم دیکھا آپ لوگوں کے آگے کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے آپ نے (نماز ہی میں) اس کو کھرچ ڈالا[2] جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا جب کوئی تم میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے اس کو چاہیے نماز میں اپنے منہ کے سامنے کھنگار (بلغم) نہ ڈالے اس حدیث کو موسیٰ ابن عقبہ اور عبدالعزیز بن ابی رواد نے بھی نافع سے روایت کیا ہے[3]

۷۱۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَاْهُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ اَنَّهُ يُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَفْتَتِنُوْا فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَاَشَارَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی انہوں نے کہا ایک بار مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ گھبرا گئے آپ نے (ایک بارگی) حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ان کو دیکھا وہ صفیں باندھے ہوئے تھے آپ مسکرا کر ہنسنے لگے اور ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لیے کہ صف میں مل جائیں سمجھے کہ آنحضرت صلعم برآمد ہونا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (خوشی کے مارے) یہ قصد کیا کہ نماز ہی چھوڑ دیں[4]

---

[1] اس کو خود امام بخاری اوپر موصولاً ذکر کر چکے ہیں ۱۲ منہ [2] چونکہ یہ عمل قلیل تھا اس لیے نماز فاسد نہیں ہوئی ۱۲ منہ [3] جیسے لیث نے روایت کیا موسیٰ کی روایت کو مسلم نے اور ابن ابی رواد کی روایت کو امام احمد نے نکالا ۱۲ منہ [4] گویا خوشی کے مارے قریب تھا کہ نماز بھول جائیں اور آپ کے دیدار کے لیے لپکیں سبحان اللہ اگر اپنے پیغمبر سے مسلمان کو اتنی محبت ہو تو پھر اسلام کا مزہ ہی کیا لفظی ترجمہ یوں ہے مسلمانوں نے یہ قصد کیا کہ فتنے میں پڑ جائیں لیکن مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ۱۲ منہ

اَلَيْهِمْ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

آپ نے اشارہ سے اُن کو فرمایا اپنی نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ دیا اور اسی دن شام کو آپ نے وفات پائی[۱]

بَابُ ۴۸۵ وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

باب قرآن پڑھنا سب پر واجب ہے امام ہو یا مقتدی، ہر ایک نماز میں، حضر میں ہو یا سفر میں، جہری نماز ہو یا سری نماز[۲]

۷۱۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ فَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشکری نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے جابر بن سمرہؓ سے انہوں نے کہا کوفہ والوں نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی حضرت عمرؓ نے اُن کو برطرف کر دیا اور عمار بن یاسرؓ کو ان کا حاکم بنایا تو کوفہ والوں نے سعد کی کئی شکایتیں کیں یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے حضرت عمرؓ نے سعد کو بلا بھیجا اور کہا اے ابو اسحاق (یہ کنیت ہے سعد کی) کوفہ کے یہ لوگ کہتے ہیں تم اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے انہوں نے کہا میں تو قسم خدا کی اُن کو اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا کرتے تھے میں نے اُس میں ذرا کوتاہی نہیں کی عشاء کی نماز جب پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا اور پچھلی دو رکعتوں کو ہلکا[۳] حضرت عمرؓ نے فرمایا تم سے تو اے ابو اسحاق یہی گمان[۴] ہے پھر حضرت عمرؓ نے

[۱] ترجمہ باب یوں نکلا کہ صحابہ نے عین نماز میں التفات کیا کیونکہ اگر التفات نہ کرتے تو آپ کا پردہ اٹھانا کیوں کر دیکھتے اور آپ کا اشارہ کیسے سمجھتے ۱۲ منہ [۲] جمہور علماء اور اہل حدیث اسی کے قائل ہیں اور مقتدی پر بھی سورہ فاتحہ پڑھنا واجب جانتے ہیں اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے صرف حنفیہ کے نزدیک مقتدی پر قرأت نہیں ہے وہ کہتے ہیں امام کی قرأت کافی ہے اہل حدیث کہتے ہیں بے شک مقتدی کو فاتحہ کے سوا اور کوئی قرأت ضرور نہیں ہے اور امام کی قرأت جو مقتدی کے لیے کافی ہونے کی حدیث ہے اس کا یہی مطلب ہے اور اس کی دلیل دوسری حدیث ہے عبادہ کی آنحضرتؐ نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے پوچھا تم شاید امام کے پیچھے پڑھتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا سورۃ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو قسطلانی نے کہا حنفیہ نے جس حدیث سے دلیل لی من صلی خلف الامام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وہ ضعیف ہے اور امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں خاص ایک رسالہ لکھا ہے ۱۲ منہ [۳] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ امام کے چاروں رکعتوں میں قرأت کرنے کا ثبوت ہوتا ہے خصوصاً سورہ فاتحہ پڑھنے کا ۱۲ منہ [۴] کیونکہ سعد عشرہ مبشرہ اور اکابر صحابہ میں تھے یہ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفے کے حاکم مقرر تھے لیکن کوفہ والوں کی شرارت اور بے ایمانی اور بدذاتی تو اظہر من الشمس ہے انہوں نے سعد کو بھی نہ چھوڑا خواہ مخواہ ان کی شکایتیں کیں حضرت عمرؓ نے عمار کو نماز پڑھانے کے لیے اور بیت المال کی حفاظت (باقی برصفحہ آئندہ)

أَوْ رِجَالًا إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُونَ عَلَيْهِ مَعْرُوفًا حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ ابْنُ قَتَادَةَ يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ ۔

سعد کے ساتھ ایک آدمی یا کئی آدمی کر کے ان کو کوفہ والوں سے سعد کی شکایتوں کی دریافت کریں انہوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں سعد کا حال نہ پوچھا ہو سب نے ان کی تعریف کی پھر بنی عبس کی مسجد میں گئے وہاں ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اس کی کنیت ابو سعدہ تھی اس نے کہا جب تم ہم کو قسم دیتے ہو تو سچ تو یہ ہے کہ سعد کسی فوج کے ساتھ (لڑائی کے لیے نہیں جاتے تھے)[1] (لوٹ کا مال) برابر تقسیم نہیں کرتے تھے[2] جھگڑے میں انصاف نہیں کرتے تھے[3] سعد نے یہ سن کر کہا قسم خدا کی میں تجھ کو تین بددعائیں دوں گا[4] یا اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے (جھوٹ بات مشہور کرنے کے لیے) کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر اور مدت تک کوڑی کوڑی کو محتاج کر دے اور آفتوں میں پھنسا دے پھر اس شخص کا یہی حال ہوا جب کوئی اس کا حال پوچھتا تو کہتا میں ایک بوڑھا ہوں آفت رسیدہ سعد کی بددعا مجھ کو لگ گئی عبدالملک نے کہا میں نے بھی اس کو دیکھا تھا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ بھوئیں آنکھوں پر آ گئی تھیں اور (رستہ میں کھڑا ہو کر) چھوکریوں کو چھیڑتا ان کی چٹکیاں لیتا[5]

(بقیہ صفحہ سابقہ) کے لیے عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] گویا سعد بن ابی وقاص کو بزدل قرار دیا جھوٹا مردود سعد ایسے بہادر تھے کہ ایسے شیر دل لوگ پیدا کا ہیکو ہوتے ہیں انہوں نے جنگ احد میں تیر مار کافروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھٹکنے نہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تیر لگا تجھ پر میرے ماں باپ تصدیق ہوں یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی پھر جنگ ایران میں انہوں نے وہ شجاعت کے جوہر دکھلائے کہ سبحان اللہ سارا ایران فتح کر لیا تخت کیان کو برباد کر دیا رستم ثانی کو میدان کارزار میں بڑی آسانی سے مار لیا جس کو یہ دعوی تھا کہ میں اکیلا ہزار آدمیوں سے مقابلہ کر سکتا ہوں ۱۲ منہ [2] یعنی خائن ہیں معاذ اللہ ۱۲ منہ [3] یعنی ظالم ہیں معاذ اللہ ۱۲ منہ [4] کیونکہ تو نے بھی میری تین جھوٹی شکائتیں کیں ہیں ۱۲ منہ [5] سعد مستجاب الدعوۃ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعا کی تھی یا اللہ جب وہ تجھ سے دعا کرے تو قبول فرما بدکاروں بدمعاشوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنہ پاکان زند ہمارے زمانے میں بھی بہت سے نام کے مسلمانوں نے خدا کا ڈر چھوڑ دیا ہے اور بے قصور اس کے بندوں کی بدگوئی کرتے ہیں اُن کا بھی یہی انجام ہونا ہے چاہ کن را چاہ درپیش ۱۲ منہ

۷۱۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے محمود بن ربیع سے انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی [۱]

۷۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید ابن ابی سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی [۲] وہ لوٹ گیا اور پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار ایسا ہی ہوا [۳] آخر اس نے عرض کیا قسم اس خدا کی جس نے آپ کو سچ بچ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھلا دیجئے آپ نے فرمایا تو جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ پھر جو قرآن تجھ کو یاد ہے آسانی سے پڑھ سکے پڑھ [۴] پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کر پھر سر اٹھا سیدھا کھڑا ہو جا پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر سجدے سے سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ (پھر دوسرا سجدہ کر) اسی طرح ساری نماز پڑھ۔

باب ۴۸۶ - الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

باب ظہر کی نماز میں قراءت کا بیان

۷۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ

---

[۱] یہ حکم مطلق ہے امام اور مقتدی دونوں کو شامل ہے سری نماز ہو یا جہری نماز ہو ۱۲ منہ [۲] معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان یعنی ٹھیر ٹھیر کر ہر رکن ادا کرنا فرض ہے جب تو آپ نے فرمایا کہ تو نے نماز ہی نہیں پڑھی ۱۲ منہ [۳] یہاں یہ اشکال ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی بار میں اس کو کیوں نہ سکھا دیا اور تین بار ایسی خراب اور بیکار نماز اس سے پڑھوائی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کے غرور اور ڈھیٹ پنے کی سزا تھی اس کا لازم تھا کہ پہلی ہی بار میں عاجزی کرتا اور آپ سے پوچھ لیتا بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کی عقل اور دانائی سے ہر بار یہ امید ہوتی تھی کہ اب کے سمجھ جائے گا اور ٹھیک طور سے نماز پڑھے گا ۱۲ منہ [۴] ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے تکبیر کہہ پھر سورہ فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تجھ کو پڑھانا امام احمد اور ابن حبان کی روایت میں یوں ہے اور جو تو چاہے وہ پڑھ یعنی قرآن میں سے کوئی سورت یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے اس کو قراءت قرآن کا حکم دیا ۱۲ منہ

أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَعْدٌ كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا كُنْتُ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ۔

وضاح یشکری نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے جابر بن سمرہؓ سے سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ سے (جب کوفہ والوں نے اُن کی شکایت کی) میں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتا تھا کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا تھا اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر حضرت عمرؓ نے کہا تم سے یہی گمان ہے[1]

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ ------ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ سے (ابوقتادہ حارث بن ربعی صحابیؓ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) پڑھتے تھے پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور دوسری کو چھوٹا اور (پڑھتے پڑھتے) کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے[2]۔ اور عصر کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت اس سے کم۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ سَأَلْنَا خَبَّابًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قَالَ بِاضْطِرَابِ

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ (حفص بن غیاث) نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے کہا مجھ سے عمارہ بن عمیر نے انہوں نے ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ سے کہا ہم نے خباب بن ارتؓ صحابی سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا آپ کی داڑھی

[1] یہ حدیث ابھی اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ذرا پکار کے پڑھ دیتے معلوم ہوا کہ سری نماز میں جہر جائز ہے اور ایسا کرنے سے سہو کا سجدہ لازم نہیں ہوا نسائی کی روایت میں ہے کہ ہم آپ سے سورہ لقمان اور والذاریات کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت کے بعد سنتے اور ابن خزیمہ کی روایت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ کی ۱۲ منہ

لِحْيَتِهِ۔

ہلنے سے لے

بَابُ ۴۸۷ الْقِرَاءَةِ فِي الْعَصْرِ

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

باب عصر کی نماز میں قراءت کا بیان

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر سے انہوں نے کہا میں نے خباب بن ارت سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ قرأت کرتے انہوں نے کہا آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے ہشام دستوائی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے اور کبھی کبھی پڑھتے پڑھتے ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے۔

بَابُ ۴۸۸ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ۔

باب مغرب کی نماز میں قرأت کا بیان

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے ام الفضل ان کی ماں نے ان کو سورہ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہنے لگیں بیٹا تو نے تو یہ سورت پڑھ کر مجھ کو یاد دلا دیا یہ آخری سورت ہے جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی آپ اس کو مغرب کی نماز میں پڑھ رہے تھے۔

۵ے داڑھی تو کسی دعا پڑھنے سے بھی ہل سکتی ہے مگر وہ موقع دعا کا نہ تھا تو معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھتے تھے اور ابو قتادہ کی حدیث جو اوپر گزری وہ اس امر کی تائید کرتی ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ۔

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ (زہیر بن عبداللہ) سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے مروان بن حکم سے اس نے کہا مجھ سے زید بن ثابتؓ (صحابی) نے کہا تجھے کیا ہوا ہے مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتا ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ان میں دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے[2]

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ۔

باب مغرب کی نماز میں جہر کرنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے محمد ابن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے باپ (جبیر بن مطعم سے) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب میں سورہ والطور پڑھتے۔

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْعِشَاءِ

باب عشا کی نماز میں جہر کرنا

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ سَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے اپنے باپ سلیمان بن طرخاں سے انہوں نے بکر بن عبداللہ سے انہوں نے ابورافع سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھا اور سجدہ تلاوت کیا میں نے ان سے پوچھا یہ سجدہ کیسا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اس صورت میں سجدہ کیا میں تو برابر اس میں سجدہ کرتا رہوں گا جب تک

---

[1] جو اس وقت معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا ۱۲ منہ [2] یعنی سورہ بقرہ اور نساء میں سے جو لمبی سورتیں ہیں زیادہ لمبی سورہ بقرہ پڑھتے مگر نسائی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ سورہ اعراف پڑھتے بعضوں نے کہا یہ عروہ کی تفسیر ہے ابن جریج نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے ان سورتوں کو پوچھا انہوں نے اپنے دل سے کہہ دیا کہ سورہ مائدہ اور اعراف مراد ہیں جوزقی کی روایت میں انعام اور اعراف مذکور ہیں اور طبرانی کی روایت میں اعراف اور یونس بہرحال حدیث سے یہ نکلا کہ مغرب میں ہمیشہ چھوٹی سورتیں پڑھنا مردانی سنت ہے ۱۲ منہ

۷۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

(مروں اور) آپ سے مل جاؤں۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے کہا میں نے براء بن عازبؓ سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپ نے عشا کی نماز میں ایک رکعت میں والتین و الزیتون پڑھی[1]

بَابُ ۴۹۱ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ۔

باب عشا کی نماز میں سجدے والی سورت پڑھنا

۷۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قَالَ سَجَدْتُ فِيْهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيْهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سلیمان بن طرخاں تیمی نے بکر سے انہوں نے ابورافع (نفیع) سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا انہوں نے کہا میں نے تو اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے (نماز میں) سجدہ کیا میں تو برابر اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں۔

بَابُ ۴۹۲ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ

باب عشا کی نماز میں قراءت کا بیان

۷۳۲ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ أَوْ قِرَاءَةً۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے کہا مجھ سے عدی بن ثابت نے انہوں نے براء بن عازب سے سنا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ عشا کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کسی کو خوش آواز پایا نہ قاری[2]

بَابُ ۴۹۳ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ۔

باب عشا کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرنا اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔

---

[1] یہ سفر کی حالت میں کیا ورنہ اکثر آنحضرتؐ عشا کی نماز میں مفصل کی بیچ کی سورتیں پڑھا کرتے جیسے ابوہریرہؓ کی حدیث میں گذرا ۱۲ منہ

[2] سبحان اللہ آپ میں دونوں کمال اللہ جل جلالہ نے رکھے تھے آواز بھی عمدہ اور قراءت کا کیا پوچھنا پھر آپ سے بہتر کون قرآن پڑھ سکتا تھا ۱۲ منہ

۷۳۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّي بِكَ ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو عون محمد بن عبد اللہ ثقفی سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن سمرہؓ سے سُنا انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کوفہ والوں نے ہر بات میں تمہاری شکایت کی یہاں تک کہ نماز میں بھی انہوں نے کہا میں تو (عشا کی) پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھتا تھا اور پچھلی دو رکعتیں مختصر اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کی پیروی کرنے میں کوتاہی نہیں کی حضرت عمرؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو تم سے یہی گمان ہے یا میرا تم سے یہی گمان ہے[1]

بَابٌ ۹۴ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ ۔

باب صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّوْرِ ۔

اور ام المومنین ام سلمہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ طور پڑھی[2]

۷۳۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سیار ابن سلامہ نے کہا میں نے اور میرا باپ دونوں ابو برزہ اسلمی (نضلہ بن عبید) صحابی کے پاس گئے ان سے نماز کے وقت پوچھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد کوئی شخص شہر کے کنارے پہنچ جاتا اور سورج تیز رہتا سیار نے کہا ابو برزہ نے مغرب کا جو وقت بیان کیا وہ میں بھول گیا ابو برزہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں تہائی رات تک دیر کرنے میں کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا اور اُس کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور صبح کی نماز میں 　　وقت پڑھتے کہ

---

[1] لیکن باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ نے شکایتوں کو غلط سمجھا سعدؓ کو کوفے کی حکومت سے معزول کردیا معلوم ہوا کہ امام کو انتظامی امور میں پورا اختیار ہے جس کو مناسب سمجھے حکومت پر مامور کرے اور جس کو مناسب نہ سمجھے معزول کردے ۱۲ منہ [2] گو اس روایت میں فجر کی نماز کا ذکر نہیں ہے مگر آگے جو روایت امام بخاری نے نکالی اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقع صبح کی نماز کا ہے ۱۲ منہ

فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيْسَهٗ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدٰهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ۔

نماز سے فارغ ہو کر آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا اور صبح کی دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے [1]

۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْاٰنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا ہم کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے ہر نماز میں قراءۃ کرنا چاہیئے پھر جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سنایا (جہر کے ساتھ قراءت کی) ہم نے بھی تم کو سنایا اور جس نماز میں آپ نے چھپایا (آہستہ پڑھا) ہم نے بھی تم سے چھپایا اور اگر تو بس فقط سورۂ فاتحہ پڑھے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اچھا ہے [2]

بَابُ ۴۹۵ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

باب صبح کی نماز میں پکار کر قراءت کرنا

وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ۔

اور ام المومنین ام سلمہؓ نے کہا میں نے لوگوں کے پرے ہو کر (کعبہ کا) طواف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) نماز پڑھا رہے تھے سورہ والطور پڑھ رہے تھے [3]

۷۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح لیشکری نے انہوں نے ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی صحابہ کے ساتھ عکاظ

---

[1] حافظ نے کہا یہ شعبہ نے شک کی طبرانی میں اس کا اندازہ سورۃ الحاقہ مذکور ہے ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ہل اتے پڑھتے تھے جابر بن سمرہؓ کی حدیث میں ہے کہ ق پڑھتے تھے ایک روایت میں ہے کہ سورہ والصافات ایک روایت میں ہے کہ سب سے مختصر دو سورتیں بہر حال جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے ۱۲ منہ

[2] معلوم ہوا کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہیں جائز ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا مستحب ہے کچھ واجب نہیں ہے جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے دونوں باتوں میں خلاف کیا ہے ۱۲ منہ

[3] دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی آپ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے یہ واقعہ صبح کی نماز کا ہے جیسے اوپر گذرا چنانچہ امام بخاری نے آگے خود نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح کی نماز کھڑی ہو تو طواف کر لے ۱۲ منہ

اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَقَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنِ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَیْھِمُ الشُّھُبُ فَرَجَعَتِ الشَّیَاطِیْنُ اِلٰی قَوْمِھِمْ فَقَالُوْا مَالَکُمْ قَالُوْا حِیْلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَیْنَا الشُّھُبُ قَالُوْا مَا حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا شَیْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا فَانْظُرُوْا مَا ھٰذَا الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ تَوَجَّھُوْا نَحْوَ تِھَامَةَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَھُوَ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِہٖ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا وَاللّٰہِ الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَھُنَالِکَ حِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِھِمْ قَالُوْا یَا قَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَاِنَّمَآ اُوْحِیَ اِلَیْہِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

کے بازار میں جانے کی نیت سے چلے[۱] ان دنوں شیطان آسمان کی خبر لینے سے روک دیئے گئے تھے اور ان پر انگاروں کی مار ہونے لگی تھی[۲] تو وہ اپنے لوگوں کی طرف[۳] لوٹ کر آئے انہوں نے پوچھا کیوں کیا حال ہے وہ کہنے لگے (کیا کہیں) آسمان کی خبر ہم سے روک دی گئی اور ہم پر انگارے برسائے گئے انہوں نے کہا یہ جو آسمان کی خبر تم سے روکی گئی ہے اس کی وجہ ہو نہ ہو کوئی بات ہے تو ذرا زمین کے پورب اور پچھم (سب طرف) پھر کر دیکھو کون سی نئی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے آسمان کی خبر تم سے روک دی گئی ہے۔ (یہ سن کر وہ چار طرف پھرتے نکلے) ان میں جو جنات تہامہ[۴] کی طرف نکلے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے آپ اس وقت نخلہ میں تھے[۵] عکاظ کی منڈی کو جانے کی نیت رکھتے تھے اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جب اُن جنوں نے قرآن سُنا[۶] تو ادھر کان لگا دیا اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی وہ ہے جس نے ہم سے آسمان کی خبر روک دی ہے اس موقع پر جب وہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے بھائیو ہم تو ایک عجیب قرآن سن کر آئے ہیں جو سیدھا رستہ بتلاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے مالک کا کسی کو شریک نہیں بنانے کے تب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت اتاری قل اوحی الی اور جنوں نے جو بات (اپنی قوم سے) کہی تھی وہ وحی سے آپ کو بتلا دی گئی۔

۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَآ اِسْمٰعِیْلُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے

---

[۱] عکاظ ایک منڈی کا نام ہے جو مکہ کے ایک طرف قدیم سے ہوا کرتی تھی ۱۲ منہ [۲] احتمال ہے کہ یہ مار اسی وقت سے شروع ہوئی ہو بعضے کہتے ہیں شہاب پہلے بھی تھے مگر اس کثرت سے نہیں گرتے تھے ۱۲ منہ [۳] یعنی کاہنوں اور نجومیوں اور پجاریوں کی طرف جن کو وہ جھوٹ ملا کر خبریں سنایا کرتے تھے ۱۲ منہ [۴] تہامہ مکہ کی زمین کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [۵] نخلہ ایک مقام کا نام ہے مکہ کی ایک دن کی راہ پر ۱۲ منہ [۶] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ معلوم ہوا کہ آپ فجر کی نماز میں پکار کر قرأت کر رہے تھے جب تو جنوں نے سنا اور ایمان لائے یہ جن نصیبین کے تھے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جہر کا حکم ہوا آپ نے جہر کیا اور جس میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا آہستہ پڑھا اور تیرا مالک (یعنی خدا تعالیٰ) بھولنے والا نہیںؒ اور تم کو اللہ کے پیغمبر کی پیروی اچھی پیروی ہےؒ۔

بَابُ ۴۹۶ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالْقِرَاءَةِ بِالْخَوَاتِيمِ وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ فِي الصُّبْحِ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِمِائَةٍ وَعِشْرِينَ آيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمَثَانِي وَقَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوسُفَ أَوْ يُونُسَ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ

باب دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا اور سورتوں کی آخری آیتیں پڑھنا اور ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھناؒ اور سورت کے شروع کی آیتیں پڑھنا یہ سب درست ہے اور عبداللہ بن سائبؓ (صحابی) سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ مومنون شروع کی جب موسیٰؑ اور ہارون کے قصے پر پہنچے یا عیسیٰؑ کے قصے پر تو آپ کو ٹھسکا لگا رکوع کر دیاؒ اور حضرت عمرؓ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورتؒ اور احنف بن قیس (صحابی) نے صبح کی پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ یوسفؑ یا یونسؑ اور کہا کہ انہوں نے

ؒ۱ اگر وہ چاہتا تو نماز کی کل تفصیل اور احکام قرآن میں بیان کر دیتا مگر اس نے کسی مصلحت سے اس کا بیان آنحضرتؐ پر رکھ دیا اور آپ نے قولاً اور فعلاً اچھی طرح نماز کی تفصیل بیان کر دی یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو سورہ مریم میں ہے ابن عباسؓ کے اس قول سے ان لوگوں کو نصیحت لینا چاہیے جو حدیث شریف کو قابل اعتماد نہیں جانتے اور صرف قرآن کو سند سمجھتے ہیں ان بے وقوفوں سے کوئی پوچھے بھلا یہ تو بتلاؤ قرآن میں جو نماز کا حکم ہے تو نماز کس طرح پڑھیں کتنی رکعتیں پڑھیں زکوٰۃ کتنی نکالیں حج کیوں کر کریں بغیر حدیث شریف کی طرف رجوع کئے دین اور ایمان پورا نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ ؒ۲ یہ آیت سورہ ممتحنہ میں ہے ابن عباس نے یہ آیت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ خود قرآن میں پیغمبر صاحبؐ کی پیروی کرنے کا حکم ہے تو حدیث شریف قرآن سے جدا نہیں دوسری حدیث ہے سن رکھو مجھ کو قرآن ملا اور ایک اور چیز جو قرآن کی طرح ہے یعنی حدیث وہ بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا اور فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو لوگ حدیث شریف کو نہیں مانتے یا حدیث پر چلنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں وہ معلوم نہیں آخرت میں پیغمبر صاحب کو کیونکر منہ بتلائیں گے ۱۲ منہ ؒ۳ یعنی مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف مثلاً پہلی رکعت میں قل ھو اللہ پڑھنا دوسری رکعت میں کافرون یا پہلی رکعت میں سورہ آل عمران دوسری رکعت میں سورہ بقرہ ۱۲ منہ ؒ۴ اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ؒ۵ مثانی وہ سورتیں جن میں سو آیتیں یا سو کے قریب ہیں ان کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ؒ۶ یعنی مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کیا اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ

عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِأَرْبَعِيْنَ
آيَةً مِّنَ الْأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ
الْمُفَصَّلِ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْمَنْ يَّقْرَأُ بِسُوْرَةٍ
وَّاحِدَةٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ أَوْ يُرَدِّدُ سُوْرَةً وَّاحِدَةً
فِيْ رَكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ
عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ كَانَ رَجُلٌ
مِّنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ
وَّكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً يَّقْرَأُ بِهَا
لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا يُقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ
بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ
بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ
فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا إِنَّكَ
تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ
حَتّٰى تَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ
تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا أَنَا
بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ
فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوْا يَرَوْنَ
أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوْا أَنْ يَّؤُمَّهُمْ
غَيْرُهُ فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ
مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ
بِهِ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلٰى
لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ
فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ إِيَّاهَا

حضرت عمرؓ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے یہی سورتیں پڑھیں اور
عبداللہ بن مسعودؓ نے پہلی رکعت میں سورہ انفال کی چالیس آیتیں اور
دوسری رکعت میں مفصل کی ایک سورت پڑھی اور قتادہ نے کہا
اگر کوئی ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھے (آدھی آدھی ہر رکعت
میں) یا ایک ہی سورت مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھے (تو کچھ قباحت نہیں)
سب اللہ کی کتاب ہے اور عبیداللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے
انسؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری مرد (کلثوم بن ہدم) مسجد قبا
میں لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا وہ جب ان سورتوں میں سے جو نماز میں
پڑھی جاتی ہیں کوئی سورت شروع کرتا ہے تو پہلے قل ہو اللہ احد سورۃ
اخلاص پڑھ لیتا پھر اس کو پڑھ لینے کے بعد وہ دوسری سورت اس
کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہر رکعت میں ایسا ہی کرتا اس کے ساتھیوں
نے اس پر اعتراض کیا اور کہنے لگے تو اس سورت یعنی قل ہو اللہ شروع
کرتا ہے پھر کیا یہ سمجھتا ہے کہ یہ سورت کافی نہیں تب دوسری
سورت اس کے ساتھ ملاتا ہے تو یا تو بندہ یہی سورت قل
ہو اللہ فقط پڑھا کر یا اس کو اور دوسری سورت پڑھا کر اس
نے کہا میں تو قل ہو اللہ چھوڑنے والا نہیں اگر تم راضی ہو تو
میں تمہاری امامت کروں گا اور جو ناراض ہو تو میں امامت چھوڑ دوں
گا اور لوگ اس کو اپنے میں سب سے بہتر جانتے تھے دوسرے
کی امامت ان کو پسند نہ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان
لوگوں کے پاس (یعنی قبا والوں کے پاس) تشریف لائے تو انہوں نے یہ
حال آپ سے عرض کیا آپ نے اس سے پوچھا مرد خدا تو ایسا
کیوں نہیں کرتا جیسے تیرے ساتھی کہتے ہیں اور سبب کیا جو تو نے
قل ہو اللہ کو ہر رکعت میں لازم کر لیا ہے اس نے جواب دیا
یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ نے

۱؎ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۲؎ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔

اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ ۔

فرمایا بس اس کی محبت نے تجھ کو بہشت دلا دی [1]

۷۳۸ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے انہوں نے کہا میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سنا وہ کہتے تھے ایک شخص (نہیک بن سنان) عبداللہ بن مسعودؓ پاس آیا اور کہنے لگا میں نے تورات کو مفصل کی ساری سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالیں عبداللہ نے کہا جیسے جلدی جلدی شعر بن پڑھتا ہے ویسے پڑھ گیا [2] میں اُن جوڑ جوڑ سورتوں کو جانتا ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر (ایک ایک رکعت میں) پڑھا کرتے پھر عبداللہ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں ہر رکعت میں دو دو سورتیں [3]

بَابٌ ۴۹۷ يَقْرَأُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا

۷۳۹ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک) پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ

---

[1] قل ہو اللہ بڑی پیاری سورت ہے اس میں ہمارے بادشاہ کی بہت عمدہ صفتیں مذکور ہیں جس کو اپنے بادشاہ سے محبت ہے وہ اس پاک سورت سے بھی محبت کرے گا اس روایت سے دو سورتوں کے ایک رکعت میں پڑھنے کا جواز نکلا اس حدیث کو ترمذی اور بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ

[2] یعنی یہ کون سی خوبی کی بات ہے کہ ایک رکعت میں چار پارے پڑھ لیے قرآن شریف کو تدبر اور تامل کے ساتھ آہستہ پڑھنا چاہیے جلدی جلدی پڑھ لینے میں ثواب جا کر عذاب کا ڈر ہے ہمارے زمانہ میں جہل کی ایسی گرم بازاری ہو گئی ہے کہ لوگ اس حافظ کی تعریف کرتے ہیں جو گھنٹے میں چار چار پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھ ڈالے انہوں نے قرآن اور عبادت کو ہنسی کھیل مقرر کر لیا ہے نہ رکوع برابر کرتے ہیں نہ سجدہ بس اٹھا بیٹھی اور گھانس کاٹنا زبان کیا دوڑانی ہے ایسے حافظوں کو خوب مار کر نکال دینا چاہیے ۱۲ منہ

[3] سورہ رحمان اور والنجم ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں والذاریات والطور ایک رکعت میں واقعہ اور نون ایک رکعت میں سال سائل والنازعات ایک رکعت میں ویل للطففین اور عبس ایک رکعت میں مدثر اور مزمل ایک رکعت میں ہل اتی اور لا اقسم ایک رکعت میں عم اور والمرسلات ایک رکعت میں کورت اور دخان ایک رکعت میں ۱۲ منہ

بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَالَا يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ -

پڑھتے اور (کبھی) ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی پڑھتے اور ایسا ہی عصر اور فجر کی نماز میں کرتے[1]

بَابُ ۴۹۸ مَنْ خَافَتَ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب ظہر اور عصر میں قراءت آہستہ کرنا

۷۴۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ -

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ سے میں نے خباب بن ارت سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا آپ کی مبارک ریش ہلتی تھی[2]

بَابُ ۴۹۹ إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْآيَةَ -

باب اگر امام سری نماز میں کوئی آیت پکار کر پڑھ دے کہ مقتدی سن لیں تو کوئی قباحت نہیں -

۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى -

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے امام عبدالرحمن اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ (صحابیؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت اس کے ساتھ پڑھتے اسی طرح عصر کی نماز میں اور کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پہلی رکعت (دوسری رکعت) سے لمبی کرتے -

بَابُ ۵۰۰ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى -

باب پہلی رکعت لمبی پڑھنا

[1] یعنی عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا بیہقی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ سری نماز میں آدمی کو اس طرح قرآن پڑھنا چاہیے کہ خود سنے ہونٹ اور زبان دونوں ہلیں داڑھی ہو ہلے اگر کوئی شخص اس طرح پڑھے کہ خود بھی نہ سنے تو وہ قرأت جائز نہ ہوگی جزری نے حصن حصین میں لکھا ہے کہ قرآن ہو یا دعا ہو یا اور کوئی ذکر ہو اس کا اعتبار اسی وقت ہو گا جب آدمی اس طرح پڑھے کہ ادنیٰ درجہ خود سنے ورنہ وہ اعتبار کے لائق نہیں ۱۲ منہ

٧٤٢ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت چھوٹی اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے۔

بَابُ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِيْنِ[1]

باب امام (جہری نمازمیں) پکار کر آمین کہے

وَقَالَ عَطَاءٌ آمِيْنَ دُعَاءٌ[2] أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَّرَاءَهُ حَتّٰى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً[3] وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُنَادِي الْإِمَامَ لَا تَفُتْنِي بِآمِيْنَ[4] وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهُ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَبَرًا۔

اور عطاء بن ابی رباح نے کہا آمین دعا ہے اور عبداللہ بن زبیرؓ نے اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی اور ابو ہریرہؓ امام کو آواز دیتے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میری آمین جاتی رہے اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ آمین کو نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اکساتے تھے کہ آمین کہو اور میں نے ان سے اس باب میں ایک حدیث بھی سنی۔

٧٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے ان دونوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے[5] ابن شہاب نے کہا آنحضرت

---

[1] اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جہری نماز میں امام اور مقتدی سب پکار کر آمین کہیں امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ آمین آہستہ سے کہی جائے اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ امام آمین ہی نہ کہے اور صحیح مذہب اہل حدیث کا ہے کہ آمین پکار کر کہی جائے اور حنفیہ نے جس حدیث سے دلیل لی ہے اس میں محدثین نے کلام کیا ہے آمین کا معنی یہ ہے کہ قبول کر بعضوںؒ نے کہا آمین اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے ۱۲ منہ [2] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] ابو ہریرہؓ مروان کے مؤذن تھے وہ صفوں وغیرہ کے برابر کرنے میں مصروف رہتے اور مروان نماز شروع کر دیتا ابو ہریرہؓ نے اس سے شرط کی کہ نماز میں میرے شامل ہونے سے پہلے تم ولا الضالین نہ پڑھ دیا کرو نہیں تو میری آمین جاتی رہے گی اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے میں نے ان سے سنا وہ آمین کی فضیلت اور بھلائی بیان کرتے تھے ۱۲ منہ [5] ابو داؤد و نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیوں کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ امام پکار کر آمین کہے کس لیے کہ مقتدیوں کو امام کی آمین کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا ۱۲ منہ

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اٰمِيْنَ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آمین کہا کرتے تھے[1]

بَابٌ ۵۲ فَضْلِ التَّاْمِيْنِ۔

باب آمین کہنے کی فضیلت

۷۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتے (جو آسمان پر آمین (کہا کرتے ہیں وہ بھی) کہیں پھر دونوں آمینیں لڑ جائیں تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے[2]

بَابٌ ۵۳ جَهْرِ الْمَاْمُوْمِ بِالتَّاْمِيْنِ۔

باب مقتدی پکار کر آمین کہے۔

۷۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے اور (آمین کہنا چاہتا ہو) تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے لڑ جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ سمی کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عمرو نے بھی ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور نعیم مجمر نے بھی ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3]

بَابٌ ۵۴ اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ۔

باب صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر لینا[4]

۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن

---

[1] سراج کی روایت میں یوں ہے آپ ولا الضالین کے بعد پکار کر آمین کہتے ۱۲ منہ [2] کیونکہ فرشتوں کی دعا اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے ۱۲ منہ [3] محمد بن عمرو کی روایت کو دارمی اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے وصل کیا اور نعیم مجمر کی روایت کو نسائی نے ۱۲ منہ [4] یہ جائز تو ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر ایسا مت کر ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔

یحییٰ نے انہوں نے زیاد بن حسان اعلم سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابوبکرہؓ (نفیع بن حارث صحابی) سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُس وقت پہنچے جب آپ رکوع میں تھے تو صف میں شامل ہونے سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا[1] پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ اس سے زیادہ تجھ کو (نیک کام کی) حرص دے لیکن پھر ایسا نہ کر۔

بَابٌ ٥٠٥ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ

باب رکوع کے وقت بھی تکبیر کہنا[2]

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ۔

یہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے[3] اور مالک بن حویرث نے بھی اس باب میں روایت کی ہے[4]

٧٤٧ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے سعید بن ایاس جریری سے انہوں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ سے انہوں نے مطرف بن عبداللہ سے انہوں نے عمران حصین صحابیؓ سے انہوں نے بصرہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا انہوں نے ہم کو وہ نماز یاد دلادی جو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر کہا کہ حضرت علیؓ جب سر اٹھاتے اور جب سر جھکاتے اُس وقت تکبیر کہتے۔

---

[1] طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ ابوبکرہ اس وقت مسجد میں پہنچے کہ نماز کی تکبیر ہو چکی تھی یہ دوڑے اور طحاوی کی روایت میں ہے اتنا دوڑے کہ ہانپنے لگے انہوں نے (مارے جلدی کے) صف میں شریک ہونے سے پہلے ہی رکوع کر دیا نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا یہ کون شخص تھا جو رکوع کرتا ہوا صف میں شریک ہوا تب ابوبکرہؓ نے کہا میں تھا یا رسول اللہ ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اللہ اکبر کو رکوع میں ختم کرنا یعنی جھکتے ہی تکبیر شروع کرنا اور اکبر کی رے اس وقت زبان سے نکالنا جب رکوع میں جا چکے لیکن صحیح وہی ترجمہ ہے جو متن میں ہم نے لکھا ہے اور مقصود امام بخاری کا ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو رکوع اور سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر نہیں کہتے زیاد اور معاویہ اور بنی اُمیہ ایسا ہی کیا کرتے تھے جمہور علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا باقی تکبیریں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک واجب ہیں ۱۲ منہ [3] یہ خود امام بخاری نے آگے نکالا کہ ابن عباس نے ظہر کی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بتلایا ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر نکالا ۱۲ منہ

٧٤٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اور جب نماز پڑھ چکتے تو کہتے میری نماز بہت مشابہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہ نسبت تمہاری نماز کے۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي السُّجُودِ

باب سجدے کے وقت بھی تکبیر کہنا[1]

٧٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے غیلان ابن جریر سے انہوں نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے انہوں نے کہا میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ جب سجدہ میں جاتے اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر (قعدہ کر کے) اٹھتے تکبیر کہتے جب نماز پڑھ چکے تو عمران بن حصینؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے آج اس شخص نے (یعنی حضرت علیؓ نے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز مجھ کو یاد دلا دی یا یوں کہا اس شخص نے ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سی نماز پڑھائی[2]

٧٥٠ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُمَّ لَكَ

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی انہوں نے ابو بشر حفص بن ابی وحشیہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے ایک شخص[3] کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا وہ جب جھکتا اور اٹھتا اور جب کھڑا ہوتا اور سجدے میں جاتا تو تکبیر کہتا میں نے (تعجب اور انکار کی راہ سے) یہ ابن عباسؓ سے بیان کیا انہوں نے کہا ارے تیری ماں مرے کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہیں ہے[4]

---

[1] اس کا ترجمہ بھی بعضوں نے یوں کیا ہے کہ سجدے میں جا کر تکبیر کو پورا کرنا یعنی اللہ اکبر کی رے اس وقت نکلے جب سجدے میں جا لے ۱۲ منہ [2] یہ حماد یا کسی دوسرے راوی کو شک ہے ۱۲ منہ [3] وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے جیسے طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا ۱۲ منہ [4] یعنی یہ نماز تو آنحضرتؐ کی نماز کے مطابق ہے اور تو اس پر تعجب کرتا ہے لا ام لک عرب لوگ زجر اور توبیخ کے وقت بولتے ہیں جیسے ثکلتک امک یعنی تیری ماں (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

۷۵۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ أَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ.

باب جب سجدہ کرکے کھڑا ہو تو تکبیر کہے

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے مکہ میں ایک بڈھے کے پیچھے[1] نماز پڑھی (ظہر کی) اُس نے بائیس تکبیریں کہیں[2] میں نے ابن عباسؓ سے کہا یہ بڈھا بے وقوف ہے انہوں نے کہا ارے جوانا مرگ (تیری ماں تجھ پر روئے) یہ تو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو یوں بھی روایت کیا ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے عکرمہ نے[3]

۷۵۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرنے تو تکبیر کہتے پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے پھر کھڑے ہی ربنا لک الحمد کہتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے (سجدے کے لیے) پھر جب سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر ایسا ہی ساری نماز میں کرتے (ہر رکعت میں پانچ

(بقیہ صفحہ سابقہ) تجھ پر روئے ابن عباسؓ عکرمہ پر خفا ہوئے کہ تو اب تک نماز کا طریق نہیں جانتا اور ابوہریرہؓ کے سے عالم شخص پر انکار کرتا ہے ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] وہ ابوہریرہ تھے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] چار رکعتی نماز میں کل بائیس تکبیریں ہوتی ہیں ہر رکعت میں پانچ تکبیریں بیس ہوئیں ایک تکبیر تحریمہ دوسری پہلے تشہد کے بعد اٹھتے وقت سب بائیس ہوئیں اور تین رکعتی نماز میں سترہ اور دو رکعتی میں گیارہ ہوتی ہیں اور پانچوں نمازوں میں چورانوے تکبیریں ہوتی ہیں ۱۲ منہ [3] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ سے اس کو دو شخصوں نے روایت کیا ہے ہمام نے اور ابان نے اور ہمام کی روایت اصول میں بخاری کی شرط پر ہے اور ابان کی روایت متابعات میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ میں تدلیس کی عادت ہے جیسے اوپر کئی بار گذر چکا ۱۲ منہ

فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ.

بَابٌ ۵۰۸ وَضْعِ الْاَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوْعِ -

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ اَمْكَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ -

۷۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِيْ اَبِيْ وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهٗ فَنُهِيْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَا اَنْ نَّضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ -

بَابٌ ۵۰۹ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوْعَ.

تکبیر، نماز پوری ہونے تک اور جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کے اٹھتے اس وقت بھی اللہ اکبر کہتے عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ربنا ولک الحمد[1]

باب رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا[2]

اور ابوحمید نے اپنے ساتھیوں کے سامنے (جو صحابہؓ تھے) یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جمائے۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابویعفور (وقدان اکبر) سے انہوں نے کہا میں نے مصعب بن سعد سے سُنا انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کے پہلو میں نماز پڑھی میں نے (رکوع میں) دونوں ہتھیلیاں ملائیں اور رانوں میں رکھ لیں میرے باپ نے منع کیا اور کہا پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے منع کئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں[3]

باب اگر رکوع اچھی طرح اطمینان سے نہ کرے (تو نماز نہ ہوگی)

[1] اگلی روایت میں ربنا لک الحمد ہے بغیر واؤ کے اس میں واؤ زیادہ ہے قسطلانی نے نقل کیا کہ واؤ کی روایت زیادہ راجح ہے اور حافظ نے بھی ایسا ہی کہا دونوں برابر ہیں ربنا لک الحمد کہے یا ربنا لک الحمد ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن مسعودؓ سے تطبیق منقول ہے یعنی رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ لینا امام نے یہ باب لا کر اشارہ کیا کہ تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا اور شاید عبداللہ بن مسعودؓ کو اس کا نسخ نہیں پہنچا تھا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نمازی کو اختیار ہے تطبیق کرے یا ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ۱۲ منہ [3] حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ تطبیق یہود کا کام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ترمذی نے کہا باتفاق علما تطبیق منسوخ ہے مگر ابن مسعودؓ اور ان کے ساتھیوں سے تطبیق منقول ہے عبدالرزاق نے علقمہ اور اسود سے نکالا کہ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو تطبیق کی پھر حضرت عمرؓ سے ملے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور تطبیق کی تو انہوں نے کہا پہلے ہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر یہ کام چھوڑ دیا گیا یہاں سے اہل انصاف معلوم کر سکتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی بات بڑے عالم پر پوشیدہ رہ جاتی ہے عبداللہ بن مسعود بڑے عالم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر میں خاص خادم اور رفیق تھے مگر تطبیق کا نسخ اُن کو معلوم نہیں ہوا اسی طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بھی ان پر پوشیدہ رہ گیا ہو اور جب حنفیوں نے تطبیق میں ان کا طریق چھوڑ دیا اسی طرح رفع یدین میں بھی ان کی تقلید چھوڑ دینا چاہیے ۱۲ منہ

۷۵۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَاٰى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَّا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ قَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا انہوں نے کہا حذیفہ بن یمان صحابی نے ایک شخص[1] کو نماز پڑھتے دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا[2] حذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور تو مرے گا تو اس طریق پر نہیں مرنے کا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا تھا[3]

بَابُ ۵۱۰ اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ

باب رکوع میں پیٹھ برابر رکھنا (سر اونچا نیچا نہ رکھنا)

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِي اَصْحَابِهٖ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ -

اور ابو حمید نے اپنے ساتھی صحابہ کے سامنے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ کو جھکا دیا (سر کے برابر کر دیا)[4]

بَابُ ۵۱۱ حَدِّ اِتْمَامِ الرُّكُوْعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِيْهِ وَالْاِطْمَانِيْنَةِ -

باب رکوع کو کہاں تک پورا کرے اور رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو اور اطمینان کا بیان[5]

۷۵۵ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ -

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو حکم بن عتبہ نے خبر دی انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر تھے سوا قیام اور تشہد کے قعود کے[6]

بَابُ ۵۱۲ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ نماز پڑھنے کے لیے

---

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابن خزیمہ کی روایت میں ہے وہ کندی ایک شخص تھا ۱۲ منہ [2] عبد الرزاق کی روایت میں ہے ٹھونگیں لگاتا تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اکثر بے ایمان بدعتیوں کا شیوہ ہے ۱۲ منہ [3] یعنی تیرا خاتمہ معاذ اللہ کفر پر ہوگا جو لوگ سنت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اسی طرح خرابی خاتمہ سے ڈرنا چاہیے سبحان اللہ اہل حدیث کا مرنا اور جینا دونوں اچھا مرنے کے بعد آنحضرتؐ کے سامنے کچھ شرمندگی نہیں آپ کی حدیث پر چلتے رہے جب تک جیئے اور خاتمہ بھی حدیث پر ہوا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث امام بخاری نے آگے چل کر خود نکالی ۱۲ منہ [5] دوسرے طریق میں صاف یوں ہے کہ پیٹھ سر کے برابر کر دی امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا ۱۲ منہ [6] بعضے نسخوں میں یہ باب الگ نہیں ہے اور در حقیقت یہ اگلے ہی باب کا ایک جز ہے اور ابو حمید کی تعلیق اس کے اول جزو سے متعلق ہے اور براء کی حدیث پچھلے جزو سے اب ابن منیر کا اعتراض دفع ہو گیا کہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کذا قال الحافظ رہ ۱۲ منہ [7] قیام سے مراد قرأت کا قیام ہے یعنی قرأت کا قیام تشہد کا قعود یہ دو تو بہت دیر دیر تک ہوتے لیکن باقی چاروں چیزیں یعنی رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے انس کی روایت میں ہے کہ آپ رکوع سے سر اٹھا کر اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ کہنے والا کہتا آپ بھول گئے حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس سے رکوع میں دیر تک ٹھہرنا ثابت ہوتا ہے تو باب کا ایک جزو یعنی اطمینان اس سے نکل آیا اور اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا وہ بھی اس روایت سے ثابت ہو چکا حافظ نے کہا اس حدیث کے بعضے طریقوں میں جن کو مسلم نے نکالا اعتدال کے لمبا کرنے کا ذکر ہے تو اس سے تمام ارکان کا لمبا کرنا معلوم ہو گیا ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهٗ بِالْاِعَادَةِ۔

۷۵۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاۤءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاۤءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

بَابُ ۵۱۳ الدُّعَاۤءِ فِي الرُّكُوْعِ۔

۷۵۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ

حکم دینا اس شخص کو جو پورا رکوع نہ کرے۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا (خلاد بن رافع) اس نے نماز پڑھی پھر آن کر آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ گیا اور پھر نماز پڑھی پھر آن کر آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار یہی ہوا آخر وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے سچ سچ آپ کو بھیجا ہے تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھلایئے تو بھی آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جو کچھ قرآن تجھ کو یاد ہو[1] اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھ پھر اطمینان سے ٹھیر کر رکوع کر پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اطمینان سے ٹھیر کر سجدہ کر پھر سجدے سے سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے ٹھیر کر ادا کر پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ[2]

باب رکوع میں کیا دعا کرے؟

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو الضحیٰ مسلم بن صبیح سے انہوں نے

---

[1] ایک روایت میں ہے اگر تجھ کو کچھ قرآن یاد نہ ہو تو الحمد للہ و اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہہ لے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ان پڑھ تھا ایسا شخص فقط سورہ فاتحہ پڑھ لے تو بھی کافی ہو اگر سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھ سکے تو کوئی اور آیت پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کہہ لے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اس نے رکوع پورا نہیں کیا تھا اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں جس کو ابن ابی شیبہ نے رفاعہ بن رفع سے نکالا یہ مذکور ہے کہ اس نے ہلکی نماز پڑھی رکوع اور سجدہ پورا نہیں کیا اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر اس نے کسی رکن کو تو پورا نہ ادا کیا ہو گا اور ارکان سب برابر ہیں تو رکوع کے پورا نہ کرنے سے نماز کا اعادہ لازم ہو گا اور یہی ترجمہ باب ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعدیل ارکان یعنی ٹھیر ٹھیر کر اطمینان سے ہر رکن کا ادا کرنا فرض ہے اور جو کوئی اس کو ترک کرے اس کی نماز نہ ہو گی ۱۲ منہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔

مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں یہ کہتے سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی[1]

بَابٌ ۵۱۴ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔

باب امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہیں؟

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ يُكَبِّرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو اس کے بعد یوں کہتے اللہم ربنا ولک الحمد[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دونوں سجدے کر کے کھڑے ہوتے تب بھی اللہ اکبر کہتے۔

بَابٌ ۵۱۵ فَضْلِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

باب اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کی فضیلت۔

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سمی سے انہوں نے ابوصالح ذکوان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا ولک الحمد کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے لڑ جائے گا اس کے اگلے

---

[1] اس کا ترجمہ یہ ہے تو پاک ہے ہر عیب اور برائی سے یا میرے اللہ مالک ہمارے تجھی کو سزاوار ہے یا میرے اللہ مجھ کو بخش دے حذیفہ کی صحیح روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم فرماتے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی ایک روایت میں ہے کہ آپ رکوع اور سجدے میں یہ کہتے سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح دوسری روایت میں ہے یوں کہتے سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے منقول ہے کہ رکوع میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی وبحمدہ تہجد کے سجدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ایک حدیث میں ہے کہ مجھ کو رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ۱۲ منہ

[2] حدیث سے امام کا تو کہنا ثابت ہوا لیکن مقتدی کا یہ کہنا اس طرح ثابت ہوگا کہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے یا اس حدیث کے دوسرے طریق میں ابوہریرہ سے یوں مروی ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اس کے پیچھے والے ربنا لک الحمد کہیں تو امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا پس حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوگئی ۱۲ منہ

غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

گناہ بخش دیے جائیں گے۔

باب ۵۱۶

باب [1]

۷۶۰ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَأُقَرِّبَنَّ صَلوٰةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلوٰةِ الظُّهْرِ وَصَلوٰةِ الْعِشَاءِ وَصَلوٰةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا انہوں نے ہشام دستوائی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں تمہاری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب قریب کر دوں گا[2] تو ابوہریرہؓ ظہر کی اخیر رکعت میں اور عشاء کی اخیر رکعت میں اور صبح کی اخیر رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد مسلمانوں کے لیے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت کرتے[3]

۷۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ ۔

ہم سے عبداللہ ابن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ (عبداللہ بن زید) سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا دعاء قنوت فجر اور مغرب کی نماز میں پڑھی جاتی تھی[4]

۷۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن خلاد سے انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی صحابیؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ایک شخص نے (خود رفاعہ نے) آپ کے پیچھے یوں کہا ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ جب

---

[1] اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے بعضے نسخوں میں باب کا لفظ نہیں ہے بعضے نسخوں میں باب القنوت ہے ۱۲ منہ [2] یعنی تم کو اچھی طرح سمجھا دوں گا کہ قریب قریب ایسی ہی نماز پڑھنے لگو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے طحاوی کی روایت میں یوں ہے میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دکھلاؤں گا ۱۲ منہ [3] یعنی دعاء قنوت پڑھتے کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک ایسا کیا تھا اُن کافروں پر جنہوں نے اصحاب بئر معونہ کو مار ڈالا تھا لعنت کرتے تھے اور مکہ میں جو مسلمان کافروں کے قید میں تھے ان کی رہائی کے لیے دعا کرتے تھے بعد اس کے آپ نے یہ قنوت پڑھنا چھوڑ دیا جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو ہر نماز میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور شافعی کے نزدیک فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنا چاہیے اس کا ذکر آگے آئے گا ۱۲ منہ [4] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قسطلانی نے کہا یہ شروع شروع میں تھا، پھر صبح کے سوا اور نماز میں قنوت موقوف کی

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ۔

آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا یہ کلام کس نے کہا تھا[1] وہ شخص بولا میں نے آپ نے فرمایا میں نے تیس پر کئی فرشتوں کو دیکھا ہر ایک لپک رہا تھا کون پہلے اس کو لکھتا ہے[2]

بَابُ ۵۱۷ الطُّمَانِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے (سیدھا) کھڑا ہونا

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَّفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهُ۔

اور ابو حمیدؓ صحابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا[3]

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَّنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ نَسِيَ

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے کہا انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہم کو دکھلاتے تھے تو نماز میں کھڑے ہوتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے ہم کہتے بھول گئے[4]

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهُ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔

ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا رہنا اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا قریب قریب برابر ہوتا[5]

---

[1] دوسری روایت میں ہے کہ تین بار آپ نے پوچھا لیکن ڈر سے کسی نے جواب نہ دیا آخر رفاعہ نے تیسری بار میں عرض کیا میں نے کہا تھا اور میری نیت بخیر تھی ۱۲ منہ

[2] معلوم ہوا کہ یہ فرشتے حفظہ یعنی تعیناتی فرشتوں کے سوا ہیں صحیحین میں دوسری حدیث ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں خدا کی یاد کرنے والوں کو ڈھونڈھتے رہتے ہیں اس کلام میں ۳۴ حرف ہیں ہر حرف کے لیے ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ نے اتارا معلوم ہوا کہ یہ کلام بڑی فضیلت والا ہے ہر مومن کو چاہیے کہ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد اس کو کہے اور بے حد ثواب لوٹے ۱۲ منہ

[3] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ

[4] قسطلانی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ایک لمبا رکن ہے اور جن لوگوں نے اس کے لمبے ہونے کا انکار کیا ہے ان کا قول فاسد ہے کیونکہ نص کے خلاف قیاس صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ

[5] بعضوں نے کہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کا رکوع قیام کے برابر ہوتا اور ایسا ہی سجدہ اور اعتدال بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی نماز معتدل ہوتی اگر قرأت میں طول کرتے تو اسی نسبت سے ارکان کو بھی لمبا کرتے اگر قرأت میں تخفیف کرتے تو ارکان کو بھی ہلکا کرتے کیونکہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورہ والصافات پڑھی اور آپ کے سجدہ کا اندازہ دس تسبیح کے موافق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جب آپ والصافات کے سوا کوئی سورت پڑھتے تو دس سے کم تسبیحیں کہتے کذا قال الحافظ فی الفتح ۱۲ منہ

۷۷۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِينَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْصَبَّ هُنَيَّةً قَالَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ شَيْخِنَا هٰذَا أَبِي بُرَيْدٍ وَكَانَ أَبُو بُرَيْدٍ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ -

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ سے کہ مالک بن حویرث صحابیؓ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھلاتے تھے اور یہ نماز کے وقت پر نہ تھے غرض مالک بن حویرث کھڑے ہوئے تو اچھی طرح کھڑے (دیر تک) پھر رکوع کیا اچھی طرح پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے (دیر تک) پھر رکوع کیا اچھی طرح پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابو قلابہ نے کہا تو مالک نے ہمارے اس شیخ ابو یزید کی طرح نماز پڑھی ابو یزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو (فوراً نہیں کھڑے ہوتے بلکہ) سیدھے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے[1]

بَابٌ ۵۱۸ - يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ -

باب سجدے کے لیے اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ -

اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ جب سجدے میں جاتے تو پہلے ہاتھ زمین پر ٹیکتے پھر گھٹنے[2]

۷۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ ابو ہریرہؓ ہر ایک فرض اور نفل نماز میں رمضان میں یا اور کسی مہینے میں جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر ربنا و لک الحمد سجدہ کرنے سے پہلے پھر جب سجدے کے لیے

[1] یعنی جلسہ استراحت کر کے پھر کھڑے ہوتے۔ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں باب کا مطلب اس مضمون سے نکلا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر تک سیدھے کھڑے رہے ۱۲ منہ

[2] اس کو ابن خزیمہ اور طحاوی نے وصل کیا امام مالک کا یہی قول ہے لیکن باقی تینوں اماموں نے یہ کہا ہے کہ پہلے گھٹنے ٹیکے پھر ہاتھ زمین پر رکھے نووی نے کہا دونوں مذہب دلیل کی رو سے برابر ہیں اور اسحاق یعنی امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے گھٹنے پہلے رکھے چاہے ہاتھ امام ابن قیم نے وائل بن حجر کی حدیث کو ترجیح دی ہے جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرنے لگتے تو پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر ہاتھ ۱۲ منہ

يَقُولُ اللّٰهُ أَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ لَصَلٰوتَهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهُ۔

جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ کر کے کھڑے ہونے لگتے تو اللہ اکبر کہتے ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتے نماز سے فارغ ہوئے تک پھر جب نماز پڑھ چکتے تو کہتے قسم اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سب لوگوں میں میری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے اور آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے ابوبکر اور ابوسلمہ دونوں نے کہا ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہہ کر چند آدمیوں کے لیے دعا کرتے ان کا نام لیکر آپ فرماتے یا اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور غریب مسلمانوں کو (جو کافروں کے ہاتھ میں پھنسے تھے) چھڑا دے یا اللہ مضر کے کافروں پر سخت مار کر اور ان پر ایسی قحط بھیج جیسے حضرت یوسفؑ کے وقت میں قحط ہوئی تھی (ابوہریرہؓ نے کہا) اور اس زمانے میں پورب والے مضر کے لوگ آنحضرتؐ کے دشمن تھے[1]

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی بار بیان کیا انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے کبھی سفیان نے یہ بھی کہا کہ آپ کی داہنی پہلو چھل گئی تو ہم آپ کے پوچھنے کو گئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم بھی بیٹھ گئے اور ایک بار سفیان نے یوں کہا ہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں نام لے لے کر دعا یا بددعا کرنے سے کوئی خلل نہیں آتا ۱۲ منہ

فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا كَذَا جَاءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَاَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْاَيْمَنُ -

جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کیا معمر نے اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا علی نے کہا ہاں[۱] سفیان نے کہا معمر نے بے شک یاد رکھا زہری نے یوں ہی کہا ولک الحمد سفیان نے یہ بھی کہا آپ کی داہنی پہلو چھل گئی جب ہم زہری کے پاس سے نکلے ابن جریج نے کہا میں زہری کے پاس موجود تھا تو انہوں نے یوں کہا آپ کی داہنی پنڈلی چھل گئی[۲]

بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ

باب سجدے کی فضیلت

٧٦٨ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَمِنْهُمْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی ان دونوں سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم قیامت کے دن اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں کیا تم کو شک رہتی ہے جب اس پر ابر نہ ہو (مطلع صاف ہو) انہوں نے کہا (ہرگز نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بھلا سورج کے دیکھنے میں تم کو کچھ شبہ رہتا ہے جب ابر نہ ہو انہوں نے کہا نہیں (بالکل) نہیں (شک کا کیا موقع ہے صاف دیکھتے ہیں) آپ نے فرمایا تو اسی طرح (بے شک وشبہ) تم اپنے مالک کو بھی دیکھو گے قیامت کے دن

[۱] مگر علی نے خود معمر سے نہیں سنا لیکن معمر کے شاگردوں نے جیسے عبدالرزاق وغیرہ ہیں معمر سے اسی طرح اس حدیث کو روایت کیا ۱۲ منہ

[۲] تو زہری نے کبھی تو پہلو کہا کبھی پنڈلی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے سفیان نے کہا جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے اس حدیث کو بیان کیا میں ان کے پاس تھا ابن جریج نے پہلو کے بدل پنڈلی کہا حافظ نے کہا یہ ترجمہ زیادہ ٹھیک ہے واللہ اعلم اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے شاید یہ ہو کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور ظاہر ہے کہ مقتدی امام کے بعد سجدے جاتا ہے تو تکبیر بھی اس کی امام کے بعد ہو گی اور جب دونوں فعل اس کے امام کے بعد ہوئے تو تکبیر اسی وقت پر آن کر پڑے گی جب مقتدی سجدہ کے لیے جھکے گا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

مَنْ يَّتْبَعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّتْبَعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّتْبَعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ

لوگ اکٹھا کیے جائیں گے پھر پروردگار فرمائے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے تب کوئی تو سورج کے ساتھ ہو جائے گا[1] اور کوئی چاند کے اور کوئی شیطانوں اور بتوں اور ٹھاکروں کے اس امت کے لوگ (مسلمان) رہ جائیں گے ان میں منافق وغیرہ سب ملے جلے ہوں گے پھر اللہ جل جلالہ (ایک نئی صورت میں) اُن کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں[2] وہ کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب تک ہمارا مالک آئے جب ہمارا مالک آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ (اگلی صورت میں) اُن کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے (بے شک) تو ہمارا خدا ہے پھر اُن کو بلائے گا اور پل صراط دوزخ کے بیچا بیچ رکھا جائے گا آنحضرت صلعم فرماتے ہیں سب پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت

[1] جو دنیا میں سورج کو پوجتے رہے بہت سے مشرک ہند اور فارس میں سورج پرست گذرے ہیں اور اب تک موجود ہیں سورج نارائن کہتے ہیں ۱۲ منہ

[2] صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دوسری صورت میں نمود ہو گا جیسی صورت انہوں نے میدان حشر میں دیکھی ہو گی اور وہ اس کو پہچانتے ہوں گے اس کے سوا دوسری صورت میں ظاہر ہو گا تو مسلمانوں کو شبہ رہے گا کہیں یہ خدا نہ ہو تو مشکل ہے اور ہم اس کے ساتھ ہو جائیں اس کے بعد خداوند کریم اس صورت میں ظاہر ہو گا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے اور پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا میں تمہارا خداوند ہوں یہ دیکھتے ہی کل مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور اس کے ساتھ ہو جائیں گے اس حدیث میں کئی باتیں مذکور ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا آنا یہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہے وجاء ربک والملک صفا صفا اور ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ اخیر آیت تک دوسرے اللہ تعالیٰ کے لیے صورت ہونا صحیح حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو جوان بے ریش و بروت کی صورت میں دیکھا دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت میں بنایا اہل حدیث سلفاً و خلفاً بر ابر اس کو اور اس کی مثل دوسری آیتوں اور حدیثوں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے لیے منہ اور آنکھ اور ہاتھ اور انگلیاں اور کمر اور قدم اور آنا جانا چڑھنا اُترنا بیٹھنا ہنسنا تعجب کرنا ثابت کیا گیا ہے مانتے ہیں اور ان کی تاویل و تحریف نہیں کرتے صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتی جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذوات سے مشابہت نہیں رکھتی اہل حدیث اس پر بھی متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب صفات سے موصوف ہے اور وہ حقیقۃً کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے فرشتے اس کی آواز سنتے ہیں اور وہ اپنے عرش پر جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے بیٹھا[*] ہے رتی رتی ہر چیز کو دیکھ اور سن رہا ہے اس کی ذات جہت فوق میں عرش پر ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کا اختیار ہے جب چاہے جہاں چاہے آئے جائے جس سے چاہے بات کرے جس صورت میں چاہے اپنے تئیں دکھلائے کوئی امر مانع نہیں اہل حدیث کا خدا یہ ہے اور متکلمین اور پچھلے لوگوں فلاسفہ کے چوزوں نے غضب ہی کر دیا ہے انہوں نے خداوند کریم کو ایک موہوم بلکہ معدوم بنا دیا ہے وہ کہتے ہیں معاذ اللہ خدا کسی جہت میں نہیں ہے نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ جسم رکھتا ہے نہ چیز نہ مکان نہ شکل نہ صورت عرش کے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور عرش اور فرش کی نسبت خدا کے ساتھ یکساں ہے اہل حدیث ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کو گمراہ اور اسلام سے خارج سمجھتے آئے اور اس تعلیم کو تمام انبیاء کی تعلیم کے خلاف کہتے آئے خدا ایسی گمراہیوں سے ہر مسلمان کو بچائے رکھے آمین یارب العالمین ۱۲ منہ

[*] یہ معنی علماء سلف کے خلاف ہیں استوی علی العرش کے صحیح معنی سلف کے نزدیک علا وارتفع ہے یعنی بلند ہوا ہے جو تمام اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا عرش کے ساتھ اتصال ثابت نہیں۔ عبد الصمد

يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ
يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ
كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ
شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهَا
مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ
قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ
فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ
يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللَّهُ رَحْمَةَ
مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ
أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَيُخْرِجُونَهُمْ
وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللَّهُ
عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ
مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ
إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرَجُونَ مِنَ
النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ
مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ
الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ
اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى
رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ
آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ مُقْبِلًا
بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ

سے کر پار ہو جاؤں گا اس دن سوا پیغمبروں کے کوئی بات تک نہ کر سکے گا
اور پیغمبر بھی بات کیا یہی دعا کریں گے یا اللہ بچائیو بچائیو اور (دیکھو) دوزخ
میں سعدان کے کانٹوں کی شکل آنکڑے ہوں گے[1] تم نے سعدان کا کانٹا
دیکھا ہے صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے آپ نے فرمایا بس وہ
آنکڑے اسی سعدان کے کانٹے کی شکل ہوں گے مگر اتنے بڑے
کہ اللہ ہی ان کی بڑائی جانتا ہے وہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے موافق
جھپٹ لیں گے کوئی تو اپنی (برے) عمل کی وجہ سے بالکل ہلاک ہو
جائے گا اور کوئی چکنا چور ہو کر پھر بچ جائے گا جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں
میں سے بعضوں پر رحم کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا
(دیکھو دوزخ کی طرف جاؤ اور) جو اللہ کو پوجتا تھا اس کو نکال
لو فرشتے ایسے (موحد) لوگوں کو نکال لیں گے۔ اور سجدے کے
نشان سے دوزخیوں میں اُن کو پہچان لیں گے[2]۔ اور اللہ نے
دوزخ پر حرام کر دیا ہے وہ سجدے کا مقام نہیں کھا سکتی تو یہ لوگ
دوزخ سے نکالے جائیں گے آدمی کا سارا بدن آگ کھا لے گی پر
سجدے کا نشان رہ جائے گا یہ لوگ کوئلہ کی طرح جلے ہوئے دوزخ
سے نکلیں گے پھر اُن پر آب حیات ڈالا جائے گا تو اس طرح ابھر
آئیں گے۔ جیسے دانا نالے کے کچرے کوڑے میں ابھر آتا
ہے[3] پھر اللہ تعالیٰ (حساب کتاب شروع کرے گا۔) بندوں کا فیصلہ
چکا دے گا اور ایک شخص بہشت اور دوزخ کے بیچ میں رہ جائے
گا وہ سب دوزخیوں کے بعد بہشت میں جائے گا اس کا منہ دوزخ
کی طرف ہو گا وہ عرض کرے گا میرے مالک میرا منہ دوزخ

---

[1] سعدان ایک گھانس ہے جس کے بڑے سخت کانٹے ہوتے ہیں کانٹوں کے منہ ٹیڑھے آنکڑے کی طرح اونٹ اس کو بڑی رغبت سے کھاتا ہے ۱۲ منہ
[2] میں سے ترجمہ باب نکلتا ہے سجدے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲ منہ
[3] جب بہیا آتی ہے اور پانی کچرا کوڑا ایک طرف بہا لے جاتا ہے اس پر جو دانہ پڑتا ہے وہ بہت جلد اگ آتا ہے اور خوب ابھرتا ہے کیونکہ پانی اور کھاد اس کو خوب پہنچتا ہے دوزخی بھی آب حیات ڈالنے سے اسی طرح تر و تازہ ہو جائیں گے یہ امر نہ خلاف عادت ہے نہ خلاف عقل ہے رات دن دیکھتے ہیں کہ ایک سوکھا سڑا مرجھایا درخت پہاڑوں میں ہوتا ہے کسی کو امید نہیں ہوتی کہ یہ درخت پھر تر و تازہ ہو گا لیکن پانی پڑتے ہی اس میں جان آجاتی ہے اور ایسی حالت بدل جاتی ہے کہ دیکھنے والا پہچان نہیں سکتا کہ یہ وہی درخت ہے یا دوسرا درخت ۱۲ منہ

اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَقُولُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا يَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ رَأَى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ فَيَقُولُ فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذٰلِكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيثَاقٍ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَأَى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ ثُمَّ

کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو مجھ کو مارے ڈالتی ہے اور اس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے اللہ فرمائے گا اچھا اگر میں یہ کردوں تو پھر تو کوئی درخواست نہیں کرنے کا وہ عرض کرے گا ہرگز نہیں تیری بزرگی کی قسم اور جیسے جیسے اللہ چاہے گا وہ قول قرار کرے گا آخر اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیرا دے گا جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا تو وہاں کی بہار (تروتازگی) دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہے خاموش رہے گا پھر دوسرا معروضہ کرے گا مالک میرے مجھ کو بہشت کے دروازے تک پہنچا دے وہاں پڑا رہوں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا کیا قول قرار کیے تھے کہ اب میں کوئی اور درخواست نہیں کرنے کا بندہ عرض کرے گا پروردگار (بے شک) مگر کیا تیری مخلوق میں ایک میں بے نصیب رہوں ارشاد ہوگا اچھا اگر میں یہ درخواست بھی تیری پوری کردوں تو پھر اور تو کچھ نہیں مانگنے کا عرض کرے گا ہرگز نہیں تیری بزرگی کی قسم میں اب کچھ نہیں مانگوں گا اور جو اللہ کو منظور ہیں ویسے ویسے قول قرار کرے گا آخر پروردگار اس کو بہشت کے دروازے پر پہنچا دے گا جب بہشت کے دروازے پر پہنچے گا وہاں کی بہار (رونق) تازگی فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہے خاموش رہے گا پھر (تیسرا) معروضہ کرے گا پروردگار مجھ کو بہشت میں پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم کے بیٹے تجھ پر افسوس تو ایسا دغا باز کیوں بن گیا ارے کیا تو نے ایسے ایسے قول قرار نہیں کیے تھے کہ اب میں کوئی درخواست نہیں کرنے کا وہ عرض کرے گا بے شک کیے تھے مگر مالک میرے مجھ کو اپنی ساری مخلوق میں بے نصیب مت بنا یہ سن کر اللہ تعالیٰ ہنس دے گا[1] اور اس کو بہشت میں جانے

[1] اس حدیث میں من جملہ صفات اللہ صفت ضحک یعنی ہنسنے کا ثبوت ہے دوسری حدیثوں میں اور آیتوں میں غضب اور رحمت اور تعجب کا اثبات ہوا ہے اہل حدیث ان سب صفات کو مانتے ہیں جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں لیکن ان کو مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں دیتے جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ

يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَوْلَهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ

کی پروانگی دے گا اور فرمائے گا آرزوئیں کر (یہ ہو ناوہ ہونا) جب سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو ارشاد ہوگا یہ بھی تو مانگ یہ بھی تو مانگ خود پروردگار اس کو یاد دلائے گا[1] جب سب آرزوئیں کر چکے گا تو پروردگار فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیں اور اتنی اور ابو سعید خدریؓ (صحابی) نے ابو ہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیں اور دس گنی اور تو ابو ہریرہؓ نے کہا مجھے تو یہ یاد نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو آپ نے یہی فرمایا تھا یہ سب تجھ کو دیں اور اتنی اور ابو سعیدؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ سب تجھ کو دیں اور دس گنی اور ہے۔[2]

بَابٌ ۵۲۰ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ۔

باب سجدے میں دونوں بازو کھلے اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھے۔

۷۶۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے بکر بن مضر نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو (سجدے میں) اپنے دونوں ہاتھ (پہلو سے) الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی کھل جاتی[3] اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے بھی جعفر بن ربیعہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

---

[1] تو وہ دانا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے لذت جود سے پھر مانگ سکھا یا مجھ کو ۱۲ منہ [2] دوسری حدیث میں ہے کہ پھر یہ شخص بہشت میں کوئی جگہ رہنے کی تلاش کرتا پھرے گا لیکن ہر گھر میں لوگ آباد ہوں گے آخر پروردگار سے عرض کرے گا حکم ہوگا اس کو اس کا گھر بتلا دو فرشتے اس کے گھر میں اس کو پہنچا دیں گے وہاں جا کر دیکھے گا تو دنیا سے دس حصے زیادہ اس کا گھر وسیع اور کشادہ ہوگا سبحان اللہ جلت قدرہ ۱۲ منہ [3] دوسری حدیث میں ہے کہ بازو اتنے الگ رکھتے کہ ایک چار پایہ اگر چاہے تو اس میں نکل جائے مسلم کی روایت میں سجدے میں بازو زمین پر رکھ دینے سے درندے کی طرح منع فرمایا ہے قسطلانی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ امر واجب ہے لیکن ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے اس طرح سجدہ کرنے میں تکلیف کی شکایت کی تو حکم ہوا اچھا کہنیاں گھٹنوں سے لگا دیا کرو اور ابن ابی شیبہ نے ابن عون سے نکالا میں نے محمد سے پوچھا اگر آدمی سجدے میں کہنیاں گھٹنوں پر ٹیک دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں اور عبداللہ بن عمرؓ سجدے میں ایسا ہی کرتے ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا میں اپنی کہنیاں (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۵۲۱ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ۔

باب سجدے میں پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف رکھے۔

قَالَهُ أَبُو حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ابوحمید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نقل کیا ہے[1]

بَابُ ۵۲۲ إِذَا لَمْ يُتِمَّ سُجُوْدَهُ۔

باب سجدہ پورا نہ کرنا کیسا گناہ ہے۔

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے صلت بن محمد بصری نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے انہوں نے واصل سے انہوں نے ابووائل شقیق بن سلمہ سے انہوں نے حذیفہؓ سے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا جب نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی ابووائل نے کہا میں سمجھتا ہوں حذیفہ نے یہ کہا تو مرے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر نہیں مرے گا[2]

بَابُ ۵۲۳ السُّجُوْدِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ

باب سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا۔

۷۷۱۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ وَّلَا يَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا[3] سات اعضا یہ ہیں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرٰهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَّسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے

(بقیہ صفحہ سابقہ) سجدے میں رانوں پر ٹیک دوں انہوں نے کہا جس طرح ہو سکے سجدہ کر اور شافعی نے ام میں کہا کہ سجدے میں کہنیاں پہلو سے الگ رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا سنت ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی نماز میں اگر بال یا کپڑے زمین پر گریں تو گرنے دے ان کو اٹھانا یا سمیٹنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تکبر معلوم ہوتا ہے قاضی عیاض نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو نماز مکروہ ہوگی لیکن فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ

وَلَا نَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا

كا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا۔

۷۷۳ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ـ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے عبداللہ بن یزید سے انہوں نے کہا ہم سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا وہ جھوٹے نہ تھے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی (سجدہ میں جانے کو) اپنی پیٹھ نہ جھکاتا یہاں تک آپ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے[1]

بَابٌ ۵۲۴ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ ـ

باب سجدے میں ناک بھی زمین سے لگانا[2]

۷۷۴ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ ـ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ طاؤس سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا پیشانی پر اور آپ نے (پیشانی سے لے کر) ناک تک ہاتھ پھرایا[3] اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ بھی حکم ہوا کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

بَابٌ ۵۲۵ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ فِي الطِّينِ

باب کیچڑ میں بھی ناک زمین پر لگانا[4]

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ سجدے میں زمین پر پیشانی رکھنے کا ذکر ہے اصل میں پیشانی ہی زمین پر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں باقی اعضا کا زمین پر رکھنا ذیل میں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر پیشانی زمین پر نہ لگے تو سجدہ جائز ہی نہ ہوگا دوسرے اعضا میں اختلاف ہے ۱۲ منہ [2] گویا ناک تک پیشانی ہی میں داخل ہے لیکن پیشانی زمین سے لگانا ضرور ہے صرف ناک پر سجدہ کرنا کافی نہیں امام احمد کے نزدیک ناک اور پیشانی دونوں زمین پر لگانا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف ناک پر بھی سجدہ کرنا کافی ہے ۱۲ منہ [3] نسائی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ ہاتھ پیشانی پر رکھا اور ناک تک پھرایا صحیح مذہب ہمارے امام احمد بن حنبل اور اصحاب حدیث کا ہے کہ سجدہ ناک اور پیشانی دونوں پر ہونا چاہیے جیسا حدیث سے نکلتا ہے کہ آپ نے ان دونوں کو ایک ہی عضو قرار دیا ورنہ کل اعضا آٹھ ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ [4] امام بخاری کی (باقی بر صفحہ آیندہ)

(باقی بر صفحہ آیندہ)

۷۷۵ - حَدَّثَنَا مُوْسٰی ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ اَلَا تَخْرُجُ بِنَا اِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثُ فَخَرَجَ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهٗ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهٗ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ فَلْيَرْجِعْ فَاِنِّيْ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّيْ نُسِّيْتُهَا وَاِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِيْ وِتْرٍ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ اَسْجُدُ فِيْ طِيْنٍ وَّمَاءٍ وَكَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِيْدَ النَّخْلِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ شَيْئًا فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ فَاُمْطِرْنَا فَصَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْنَبَتِهٖ تَصْدِيْقَ رُؤْيَاهُ ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں ابوسعید خدریؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا چلو ذرا کھجور کے باغ کی سیر کریں گے باتیں کریں گے وہ نکلے ابوسلمہ نے کہا میں نے (راہ میں) ابوسعیدؓ سے کہا تم نے شب قدر کے باب میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو بیان کرو ابوسعیدؓ نے کہا (پہلے) رمضان کے اول دہے میں اعتکاف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم جس (رات) کو چاہتے ہو (یعنی شب قدر کو) وہ آگے ہے تو آپ نے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابھی جس (رات) کو تم چاہتے ہو وہ آگے ہے یہ سن کر آپ کھڑے ہوئے اور رمضان کی بیسویں تاریخ خطبہ سنایا اور فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ لوٹ آئے پھر اعتکاف کرے) کیونکہ شب قدر مجھ کو دکھلائی گئی لیکن میں بھول گیا اور یہ شب رمضان کے اخیر دہے میں ہے طاق راتوں میں[1] اور میں نے یہ بھی دیکھا گویا اس شب کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ابوسعید نے کہا مسجد کی چھت کھجور کی ڈالیوں کی تھی اور آسمان میں ابر وبر کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا اتنے میں ایک پتلا سا بادل نمود ہوا اور پانی پڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی تو میں نے کیچڑ پانی کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر دیکھا آپ کا خواب سچا ہوا[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ سجدے میں ناک زمین پر لگانا ضرور ہے کیونکہ آپ نے باوجود زمین تر ہونے کے ناک لگائی اور کیچڑ کی کچھ پرواہ نہ کی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنی اکیسویں تئیسویں پچیسویں ستائیسویں انتیسویں شب میں ۱۲ منہ [2] کہ میں اس شب میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے پیشانی اور ناک پر سجدہ کیا حمیدی نے اس حدیث سے یہ دلیل کی پیشانی اور ناک میں اگر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پونچھے شب قدر کا مفصل بیان خدا چاہے تو آگے آئے گا ۱۲ منہ

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّالِثُ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الرَّابِعُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى - تیسرا پارہ تمام ہوا اب چوتھا پارہ اللہ چاہے تو شروع ہوتا ہے

چوتھا پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۵۲۶ عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا وَمَنْ ضَمَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِذَا خَافَ أَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهُ۔

باب نماز میں کپڑوں میں گرہ لگانا باندھنا کیسا ہے اور اگر کسی نے ستر کھلنے کے ڈر سے ایسا کیا کپڑا لپیٹا تو کیا حکم ہے

۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوا أُزُرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لوگ اپنے تہبندوں میں گردن پر گرہ لگا کر نماز پڑھا کرتے کیونکہ تہبند چھوٹے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا تم اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں [1]

بَابُ ۵۲۷ لَا يَكُفُّ شَعْرًا۔

باب (سجدے میں) بالوں کو نہ سمیٹے۔

۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهُ وَلَا ثَوْبَهُ۔

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو ابن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور سجدے میں بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا [2]

بَابُ ۵۲۸ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلٰوةِ

باب نماز میں کپڑا نہ سمیٹے۔

---

[1] اس سے یہ غرض تھی کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ پڑے ۱۲ منہ
[2] کیونکہ بال بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے دوسری روایت میں ہے ایک روایت میں ہے کہ بالوں کے جوڑے پر شیطان بیٹھ جاتا ہے ۱۲ منہ

٧٧٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ لَا أَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مجھ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا۔

بَابُ ٥٢٩ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ

باب سجدے میں تسبیح اور دعا کا بیان

٧٧٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رکوع اور سجدے میں یہ کہا کرتے تھے سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی آپ قرآن میں جو حکم اترا اس پر عمل کرتے تھے[1]

بَابُ ٥٣٠ الْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ -

باب دونوں سجدوں کے بیچ میں ٹھیرنا

٧٨٠ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِكَ ابْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلٰوةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً فَصَلّٰى صَلٰوةَ عَمْرِو

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا مالک بن حویرث صحابی نے اپنے یاروں سے کہا کیا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں ابو قلابہ نے کہا اس وقت کوئی فرض نماز کا وقت نہ تھا وہ کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی پھر (رکوع سے) سر اٹھایا اور تھوڑی دیر تک کھڑے رہے پھر سجدہ کیا پھر سر اٹھایا تھوڑی دیر ٹھیرے رہے[2] پھر (دوسرا) سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر سر اٹھا کر بیٹھے رہے[3]۔ غرض انہوں نے

---

[1] سورہ اذا جاء نصر اللہ یہ اترا فسبح بحمد ربک واستغفرہ تو آپ تسبیح اور استغفار رکوع اور سجدے میں دعا کرنا درست ہے ۱۲ منہ [2] بعض سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ٹھیرنا بیان ہوا ۱۲ منہ [3] بعضے نسخوں میں یہ عبارت ثم سجد ثم رفع راسہ ہنیۃ ایک ہی بار ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ابْنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ اَيُّوْبُ كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ اَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَهٗ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى اَهَالِيْكُمْ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی ایوب سختیانی نے کہا عمرو بن سلمہ ایک ایسی بات کیا کرتا تھا جو میں نے اور لوگوں کو کرتے نہیں دیکھا وہ بیٹھتا تھا تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی رکعت کے شروع میں[1] مالک بن حویرث نے کہا ہم تو (اپنی قوم کی طرف سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ٹھیرے رہے پھر آپ نے فرمایا تم اپنے لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ (تو بہتر ہے) دیکھو یہ نماز فلاں وقت پڑھنا یہ نماز فلاں وقت جب نماز کا وقت آئے تم میں سے کوئی اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

۷۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوْعُهٗ وَقُعُوْدُهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ۔

ہم سے محمد بن عبدالرحیم صاعقہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری نے کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازب صحابی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ اور رکوع اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا برابر برابر ہوتا ہے[2]

۷۸۲ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنِّي لَا اٰلُوْ اَنْ اُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا قَالَ ثَابِتٌ كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَّمْ اَرَكُمْ تَصْنَعُوْنَهٗ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں کوتاہی نہیں کرنے کا تم کو اسی طرح نماز پڑھاؤں گا جس طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھاتے دیکھا ہے ثابت نے کہا انسؓ ایک ایسی بات (نماز میں) کیا کرتے تھے جو میں تم کو کرتے نہیں دیکھتا وہ کیا تھی انسؓ جب رکوع کر کے اپنا سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کوئی کہنے والا کہے بھول گئے اسی طرح دونوں سجدوں کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے نسخہ قسطلانی مطبوعہ مصر میں بھی یہ عبارت ایک ہی بار ہے اگر دو بار ہو تو دوسرے بار کا یہی مطلب ہوگا کہ دوسرا سجدہ کر کے ذرا بیٹھ گئے جلسہ استراحت کیا پھر کھڑے ہوئے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] حافظ نے کہا راوی کو شک ہے کہ تیسری رکعت کے اخیر میں کہا یا چوتھی رکعت کے ابتدا میں اور مطلب ایک ہی ہے یعنی جلسہ استراحت کرتے تھے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا یہ جماعت کی نماز کا ذکر ہے اکیلے آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اعتدال اور قومہ سے رکوع اور سجدہ دونا کرے حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے ۱۲ منہ

حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ۔

بَابُ ۵۳۱ لَا یَفْتَرِشُ ذِرَاعَیْہِ فِی السُّجُوْدِ۔

وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ سَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ یَدَیْہِ غَیْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِھِمَا۔

۷۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْہِ انْبِسَاطَ الْکَلْبِ۔

بَابُ ۵۳۲ مَنِ اسْتَوٰی قَاعِدًا فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ ثُمَّ نَھَضَ۔

۷۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ اَخْبَرَنَا ھُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا خَالِدُنِ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِکُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ اللَّیْثِیُّ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَاِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِدًا۔

بَابُ ۵۳۳ کَیْفَ یَعْتَمِدُ عَلَی الْاَرْضِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَۃِ۔

۷۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ

بیچ میں اتنا بیٹھتے کوئی کہنے والا کہے بھول گئے[1]

باب سجدے میں اپنی دونوں بانہیں (جانور کی طرح) زمین پر نہ بچھا دے۔

اور ابو حمید نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے بانہیں نہیں بچھائیں نہ اُن کو پہلو سے ملایا[2]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سجدہ ٹھیک طور سے کرو اور کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی بانہیں زمین پر نہ بچھا دے[3]

باب طاق رکعتوں کے بعد سیدھا بیٹھ جانا پھر اُٹھنا۔

ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے خبر دی کہا ہم کو خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ سے کہا مجھ کو مالک بن حویرث نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے جب آپ طاق رکعت یا رکعتیں پڑھ چکتے تو کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

باب جب رکعت پڑھ کر اٹھنا چاہے تو زمین پر کیسے ٹیکا دے؟

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے

[1] ہمارے امام احمد بن حنبل نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بار بار رب اغفرلی کہنا مستحب جانا ہے جیسے حذیفہ کی حدیث میں وارد ہے حافظ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے ثابت نے یہ گفتگو کی وہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوں گے لیکن حدیث پر چلنے والا جب حدیث صحیح ہو جائے تو کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا ۱۲ منہ [2] یہ حدیث آگے چل کر خود امام بخاری نے نکالی ۱۲ منہ [3] کیونکہ اس طرح بانہیں بچھا دینا سُستی اور کاہلی کی نشانی ہے قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی پر مکروہ تنزیہی ہوگی ۱۲ منہ [4] طاق رکعتوں کے بعد یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے جب اُٹھنے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اٹھنا اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں ۱۲ منہ [5] امام بخاری نے یہ باب لا کر ابراہیم نخعی اور حنفیہ کا رد کیا جو کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں کو ٹیک کر اٹھنے کو مکروہ جانتے ہیں ۱۲ منہ

أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلٰوةَ لٰكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَالَ أَيُّوبُ فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ وَكَيْفَ كَانَتْ صَلٰوتُهُ قَالَ مِثْلَ صَلٰوةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ قَالَ أَيُّوبُ كَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔

بَابُ ۵۳۴ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ
وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ۔

۷۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۷۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ

ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے کہا مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اس مسجد میں نماز پڑھائی کہنے لگے میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں میری نیت (صرف) نماز پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے کیسے نماز پڑھتے دیکھا ایوب سختیانی نے کہا میں نے ابو قلابہ سے پوچھا مالک نے کیونکر نماز پڑھائی انہوں نے کہا ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح ایوب نے کہا عمرو بن سلمہ پوری (بائیس) تکبیریں کہتا اور جب دوسرا سجدہ کر کے (پہلی اور تیسری رکعت میں) سر اٹھاتا تو بیٹھ جاتا اور زمین پر ٹیکا دے کر پھر اٹھتا[1]

باب جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو تکبیر کہے
اور عبداللہ بن زبیر تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت تکبیر کہتے[2]

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے سعید بن حارث سے انہوں نے کہا ابو سعید خدری نے ہم کو نماز پڑھائی جب انہوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو پکار کر تکبیر کہی پھر جب سجدہ کیا تو ایسا ہی کیا پھر جب سجدے سے سر اٹھایا تو ایسا ہی کیا اسی طرح جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے غیلان بن جریر نے انہوں نے مطرف بن عبداللہ

---

[1] یعنی جلسۂ استراحت کر کے پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنا جیسے بوڑھا شخص دونو ہاتھوں پر آٹا گوندھنے میں ٹیکا دیتا ہے حنفیہ نے جو اس کے خلاف ترمذی کی حدیث سے دلیل لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو تے تھے تو یہ حدیث ضعیف ہے علاوہ اس کے اس سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی آپ نے جلسہ استراحت کیا اور کبھی نہیں کیا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے وہ جلسہ استراحت کو مستحب کہتے ہیں اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ضعف یا علالت کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ کہنا کہ نماز کا موضوع استراحت نہیں ہے قیاس ہے بمقابلہ نص اور وہ فاسد ہے ۱۲ منہ

[2] اس کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح وصل کیا ۱۲ منہ

جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ ابْنُ الْحُصَيْنِ صَلٰوةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِيْ فَقَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِيْ هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابن شخیر سے انہوں نے کہا میں نے اور عمران بن حصین (صحابی) نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (بصرہ میں) وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے جب انہوں نے سلام پھیرا تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا انہوں نے (یعنی حضرت علیؓ نے) ایسی نماز پڑھائی جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پڑھاتے تھے یا یوں کہا انہوں نے مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی[1]

بَابٌ ۵۳۵ سُنَّةِ الْجُلُوْسِ فِي التَّشَهُّدِ

وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فِيْ صَلٰوتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيْهَةً۔

باب التحیات کے لیے کیونکر بیٹھنا سنت ہے؟

اور ام درداء (جو تابعیہ تھیں) نماز میں مرد کی طرح (دو زانوں) بیٹھتیں اور وہ فقہ جانتی تھیں[2]

۷۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ إِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِيْ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر کو دیکھتے نماز میں چارزانوں ہو کر بیٹھتے (پالتی مار کر) میں بھی اسی طرح بیٹھا اُن دنوں میں کم سن تھا عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ کو منع کیا اور کہا نماز میں یوں بیٹھنا سنت ہے کہ داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں کو موڑ دے (اُس پر بیٹھے) میں نے کہا (باوا) تم تو چارزانوں بیٹھے ہو انہوں نے کہا میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے[3]

---

[1] یہ مطرف راوی کی شک ہے ۱۲ منہ [2] شرع کے مسائل سے واقف نہیں اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں وصل کیا لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ فقہ جانتی تھیں تو شاید یہ امام بخاری کا قول ہے حافظ نے کہا یہ ام درداء صغریٰ ہیں کیونکہ کبریٰ جو صحابیہ تھیں ان سے مکحول نہیں ملے اور یہ قول کہ فقہ جانتی تھیں مکحول کا قول ہے نہ امام بخاری کا جیسے تاریخ میں اور مسند فریابی میں اس کی صراحت موجود ہے اور عینی نے غلطی کی جو کہا کہ یہ ام درداء صحابیہ ہیں اگر ان کو فن رجال میں عبور ہوتا اور حدیث کی کتابوں پر پوری نظر ہوتی تو ایسی غلطیاں نہ کرتے ۱۲ منہ [3] میں بیمار ہوں جیسے امام محمد نے مؤطا میں روایت کیا معلوم ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے دو زانو ہو کر بیٹھنا سنت ہے لیکن یہ پہلے قعدے میں ہے اور دوسرے قعدے میں تورک یعنی سرین پر بیٹھنا سنت ہے یعنی داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو آگے کر کے تلے سے داہنی طرف باہر نکالے اور دونوں سرین زمین سے ملا کر بائیں ران پر بیٹھے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذر سے چار زانو یا اور کسی طرح بھی بیٹھنا جائز ہے بعضے کہتے ہیں نفلی نماز میں بلا عذر بھی جائز ہے اور فرض نمازوں میں بلا عذر مکروہ ہے ۱۲ منہ

۷۸۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنِ ابْنِ عَطَاءٍ وَقَالَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے دوسری سند یحییٰ بن بکیر نے کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد قرشی سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے[1] پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو ابو حمید ساعدی نے کہا میں تم سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں میں نے دیکھا آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے آپ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آجاتی اور جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ باہوں کو بچھاتے نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے جب آخیر رکعت پڑھ چکتے بایاں پاؤں آگے کرتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے[2] اور لیث نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید نے محمد بن حلحلہ سے سنا ہے اور محمد بن حلحلہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے سنا ہے

[1] صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ دس صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے ان میں سہل بن سعد اور ابو اسید ساعدی اور محمد بن مسلمہ اور ابو ہریرہ اور ابو قتادہ تھے اور باقی صحابہ کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

[2] اسی کو تورک کہتے ہیں جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے یہی مذہب ہے اہل حدیث اور شافعی کا ہمارے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر چار رکعتی نماز ہو تو اخیر التحیات میں تورک کرے اگر دو رکعتی نماز ہو تو تورک نہ کرے اور شافعی کے نزدیک کرے حنفیہ کہتے ہیں کبھی تورک نہ کرے مالکیہ کہتے ہیں دونوں قعدوں میں تورک کرے ۱۲ منہ

اَبُوْصَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَهٗ كُلُّ فَقَارٍ

(تو یہ حدیث منقطع نہیں ہے) اور ابو صالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے ہر پسلی اپنی جگہ آجاتی اور عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے اس میں یوں ہے ہر پسلی آپ کی[1]

بَابٌ ۵۳۶ مَنْ لَّمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْاَوَّلَ وَاجِبًا لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ۔

باب اس کی دلیل جو پہلے تشہد کو (چار رکعتی یا تین رکعتی نمازمیں) واجب نہیں جانتا (یعنی فرض) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں[2]

۷۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ هُرْمُزَ مَوْلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ مَرَّةً مَوْلٰى رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ قَالَ وَهُوَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا جو بنی عبدالمطلب کے غلام تھے اور کبھی زہری نے یوں کہا جو ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے غلام تھے کہ عبداللہ بن بحینہ نے کہا جو ازد شنوءہ کے قبیلے سے اور بنی عبد مناف کے حلیف[3] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب نماز پوری کر چکے تو لوگ انتظار میں تھے کہ اب سلام پھیریں گے تو آپ نے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا پھر دو سجدے کیے سلام سے پہلے پھر سلام پھیرا۔

بَابٌ ۵۳۷ التَّشَهُّدِ فِي الْاُوْلٰى۔

باب پہلے قعدے میں تشہد پڑھنا

۷۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے بکر بن مضر نے

---

[1] عبداللہ بن مبارک کی روایت کو فریابی اور جوزقی اور ابراہیم حربی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] باوجودیکہ لوگوں نے سبحان اللہ کہا لیکن آپ نہ بیٹھے اگر تشہد پہلا فرض ہوتا تو ضرور بیٹھ جاتے جیسے کوئی رکوع یا سجدہ بھول جائے اور یاد آئے تو اسی وقت لوٹنا لازم ہے ہمارے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ تشہد واجب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہمیشہ کیا اور بھول گئے تو سجدہ سہو سے اس کا تدارک کیا ۱۲ منہ [3] جاہلیت کے زمانہ میں ایک شخص کسی قوم سے جاکر معاہدہ کر لیتا کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا تمہارے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن تو اس کو اس قوم کا حلیف کہتے ۱۲ منہ

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ صَلٰوتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

انہوں نے جعفر ابن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی (دو رکعتوں کے بعد) تشہد آپ کو پڑھنا تھا لیکن کھڑے ہو گئے[۱] جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کیے۔

بَابُ ۵۳۸ التَّشَهُّدِ فِي الْآخِرَةِ

باب دوسرے قعدے میں تشہد پڑھنا۔

۷۹۲ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق بن سلمہ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہم (پہلے پہل) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو (سلام کے وقت) یوں کہتے جبرائیلؑ پر سلام او میکائیل پر سلام فلانے پر سلام فلانے پر سلام (اللہ پر سلام) پھر (ایک روز ایسا ہوا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا (تم اللہ کو سلام کرتے ہو)[۲] اللہ کا نام تو خود سلامت ہے جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین[۳] جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جاوے گا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ[۴]

[۱] اور تشہد نہیں پڑھا حدیث میں علیہ جلوس ہے یعنی آپ پر بیٹھنا باقی رہ گیا جلوس سے مراد تشہد ہے تو ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے ۱۲ منہ [۲] سلام درحقیقت دعا ہے یعنی تم سلامت رہو سبحانہ وتعالیٰ کو ایسی دعا دینے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک آفت اور تغیر سے پاک ہے ازلی ابدی ہے وہ خود جس کو چاہے سلامت رکھتا ہے اسی لیے اس کا نام سلام ہوا ۱۲ منہ [۳] ترجمہ یوں ہے ہر طرح کی ادب بندگیاں کورنشیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور نمازیں اور پاکیزہ باتیں یا پاکیزہ خیراتیں اے پیغمبر تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر ۱۲ منہ [۴] ترجمہ یوں ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے ایک روایت میں یوں ہے واشہد ان محمد رسول اللہ ایک روایت میں یوں ہے التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ اخیر تک ایک میں یوں ہے التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ ایک میں یوں ہے بسم اللہ و باللہ التحیات للہ اخیر تک ہر طرح پڑھنا درست ہے نمازی کو اختیار ہے شافعی کے نزدیک پہلا تشہد سنت ہے دوسرا واجب حنفیہ اور مالکیہ کے باقی بر صفحہ (آئندہ)

باب ۵۳۹ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ

۷۹۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلٰوةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ سَمِعْتُ خَلَفَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ فِي الْمَسِيحِ وَالْمَسِّيحِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ وَهُمَا وَاحِدٌ أَحَدُهُمَا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْآخَرُ الدَّجَّالُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۔

۷۹۴ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ

باب (تشہد کے بعد) سلام سے پہلے کیا دعا پڑھے ؟

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا ہم کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا پڑھتے تھے یا اللہ تیری پناہ قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ کانے دجال کے بہکانے سے اور تیری پناہ زندگی اور موت کے فتنے سے[1] یا اللہ تیری پناہ گناہ سے اور قرض داری سے ایک شخص (حضرت عائشہؓ) نے آپ سے عرض کیا سبب کیا جو آپ قرض داری سے بہت پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا آدمی جب قرض دار ہوتا ہے تو اُس کی بات جھوٹ ہو جاتی ہے اور وعدہ خلاف ہو جاتا ہے محمد بن یوسف مطربری نے کہا امام بخاری نے کہا میں نے خلف بن عامر سے سنا مَسِیح اور مِسِّیح میں کچھ فرق نہیں دونوں ایک ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسیح اور مِسّیح کہہ سکتے ہیں اور دجال کو بھی اور اگلی سند سے زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نماز میں دجال کے بہکانے سے پناہ مانگتے تھے[2]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابو الخیر مرثد بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نزدیک دونوں سنت ہیں ہمارے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ والغفران کے نزدیک پہلا واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور دوسرا فرض ہے اگر بھول جائے تو نماز باطل ہوگی ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] زندگی کا فتنہ دنیا کی وہ چیزیں ہیں جو خدا کو بھلا دیتی ہیں دولت مال اور اولاد وغیرہ موت کا فتنہ کہ مرتے وقت خاتمہ برا ہو شیطان کے بھکاوے میں آ جائے ۱۲ منہ [2] حالانکہ آپ کے گناہ اللہ تعالیٰ نے سب بخش دیئے تھے اور دجال آپ کا کچھ بگاڑ نہیں کر سکتا تھا مگر امت کو سکھانے کے لیے یا بارگاہ الٰہی میں اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لیے یہ دعا کی ۱۲ منہ

الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

بَابُ ۵۴۰ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ

۷۹۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی ایسی دعا سکھلا یئے جس کو میں پڑھا کروں آپ نے فرمایا یوں کہہ یا اللہ میں نے اپنی جان کو (گناہ کر کے) بہت مصیبت میں ڈالا اور گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے تو اپنی خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے[1]

باب تشہد کے بعد جو دعا اختیار کی جاتی ہے اور اس دعا کا پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا (پہلے) جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو یوں کہا کرتے اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام فلانے پر سلام فلانے پر سلام پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کہو اللہ پر سلام اللہ تو خود سلام ہے (سب کو سلامت رکھنے والا) بلکہ یوں کہو آداب بندگیاں اللہ ہی کے لیے ہیں اور نمازیں اور پاکیزہ خیراتیں سلام تم پر اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں سلام ہم پر اور

[1] ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی رزقی وبارک لی فیما رزقتنی ایک روایت میں یہ دعا آئی اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسالک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسالک قلبا سلیما ولسانا صادقا واسالک من خیر ما تعلم واعوذبک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب ایک روایت میں یوں ہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ایک روایت میں یوں ہے اللھم بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق احینی ما علمت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی اسالک خشیتک فی الغیب والشہادۃ وکلمۃ الحق فی الغضب والرضی والقصد فی الفقر والغنی ولذۃ النظر الی وجھک والشوق الی لقائک واعوذبک من ضراء مضرۃ ومن فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھتدین ایک روایت میں یوں ہے اللھم انی اسالک من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم اللھم انی اسالک من خیر ما سالک منہ عبادک الصالحون واعوذبک من شر ما استعاذ منہ عبادک الصالحون ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار دعاؤں میں نمازی کو اختیار ہے جو دعا چاہے وہ پڑھے اور ان کے سوا بھی جو چاہے مانگ سکتا ہے خواہ دین کی ہو یا دنیا کی مثلاً یوں بھی کہہ سکتا ہے یا اللہ مجھ کو ایک خوبصورت بی بی عطا فرما یا اتنا روپیہ دے امام بخاری نے اس کو ثابت کیا آگے کے باب میں صحیح حدیث لا کر اور حنفیہ کہتے ہیں ادعیہ ماثورہ کے موافق جو دعا ہو وہی کر سکتا ہے ۱۲ منہ

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَآءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ــــ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْا۔

اور اللہ کے نیک بندوں پر جب تم یہ کہو گے تو آسمان زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو تمہارا سلام پہنچ جائے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں پھر دعاؤں میں سے جو دعا اس کو پسند ہو وہ مانگے[1]

بَابٌ ۵۴۱ مَنْ لَّمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهٗ وَاَنْفَهٗ حَتّٰى صَلّٰى۔

باب اگر نماز میں پیشانی یا ناک سے مٹی لگ جائے تو نہ پونچھے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَاَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَمْسَحَ الْجَبْهَةَ فِي الصَّلٰوةِ۔

امام بخاری نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیر حمیدی کو دیکھا وہ اسی حدیث سے یہ دلیل لیتے تھے کہ نماز میں اپنی پیشانی نہ پونچھے۔[2]

۷۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (شب قدر کو) پوچھا انہوں نے کہا میں نے (اس رات میں) دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی میں میں نے کیچڑ کا نشان دیکھا۔

بَابٌ ۵۴۲ التَّسْلِيْمِ

باب سلام پھیرنے کا بیان

۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے انہوں نے ہند بنت حارث سے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] یہ لفظ عام ہے دین اور دنیا کے متعلق ہر ایک قسم کی دعا مانگ سکتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ حنفیہ نے یہ کیسے کہا ہے کہ فلاں قسم کی دعا نماز میں مانگ سکتا ہے نماز میں بندے کو اپنے مالک کی بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوتا ہے پھر اپنی اپنی لیاقت اور حوصلے کے موافق ہر بندہ اپنے مالک سے معروضہ کرتا ہے اور مالک اپنے کرم اور رحم سے عنایت فرماتا ہے اگر صرف دین کے متعلق دعائیں مانگنا نماز میں جائز ہو اور دعائیں جائز نہ ہو تو دوسرے مطلب کس سے مانگے صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ سے اپنی سب حاجتیں مانگو یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے یا ہانڈی میں نمک نہ ہو تو بھی اللہ ہی سے کہو ۱۲ منہ

[2] حمیدی نے جو امام بخاری کے استاد اور شافعیؒ کے شاگرد ہیں اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ نماز میں پیشانی اور ناک سے مٹی پونچھنا جائز نہیں حالانکہ یہ استدلال اس حدیث سے پورا نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ آپ نے پونچھا ہو اور اس کا نشان رہ گیا ہو آپ کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِیْنَ یَقْضِیْ تَسْلِیْمَہٗ وَمَکَثَ یَسِیْرًا قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ فَاَرٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَنَّ مُکْثَہٗ لِکَیْ یَنْفُذَ النِّسَآءُ قَبْلَ اَنْ یُّدْرِکَہُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ۔

بَابٌ ۵۴۳ یُسَلِّمُ حِیْنَ یُسَلِّمُ الْاِمَامُ

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ اَنْ یُّسَلِّمَ مَنْ خَلْفَہٗ۔

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ مَحْمُوْدٍ ہُوَ ابْنُ الرَّبِیْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِیْنَ سَلَّمَ۔

بَابٌ ۵۴۴ مَنْ لَّمْ یَرُدَّ السَّلَامَ عَلَی الْاِمَامِ وَاکْتَفٰی بِتَسْلِیْمِ الصَّلٰوۃِ۔

۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ وَزَعَمَ اَنَّہٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّۃً مَّجَّہَا مِنْ دَلْوٍ کَانَتْ فِیْ دَارِہِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیَّ ثُمَّ اَحَدَ

علیہ وآلہٖ وسلم جب (نماز سے) سلام پھیرتے تو عورتیں سلام پھیرتے ہی کھڑے ہو کر چل دیتیں اور آپ تھوڑی دیر ویسے ہی بیٹھے رہتے ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں اور پورا علم تو اللہ ہی کو ہے آپ اس لیے ٹھیر جاتے تھے کہ عورتیں چل دیں اور مرد نماز سے فارغ ہو کر ان کو نہ پائیں۔

باب امام کے سلام پھیرتے ہی مقتدی بھی سلام پھیرے[1]

اور عبداللہ بن عمرؓ مستحب جانتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے تو اس کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ بھی سلام پھیریں[3]

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے محمود بن ربیع انصاری سے انہوں نے عتبان بن مالک انصاری سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے جب سلام پھیرا ہم نے بھی پھیرا۔

باب امام کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں صرف نماز کے دو سلام کافی ہیں[4]

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (پوری طرح سے) یاد ہیں اور وہ کلی بھی آپ کی یاد ہے جو آپ نے ان کے گھر میں ایک ڈول سے لے کر محمود کے منہ پر ڈال دی تھی انہوں نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سنا جو

[1] سلام پھیرنا امام احمد اور شافعی اور مالک اور جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک فرض اور نماز کا ایک رکن ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ لفظ سلام کو فرض نہیں جانتے بلکہ نماز کے خلاف کوئی کام کر کے نماز سے نکلنا فرض جانتے ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سلام پھیرا اور فرمایا کہ نماز سے نکلنا سلام پھیرنا ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ مقتدی کو سلام پھیرنے میں دیر نہ کرنا چاہیے بلکہ امام کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیرنا چاہیے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ باب لا کر امام بخاری نے مالکیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں مقتدی ایک تیسرا سلام امام کو بھی کرے ۱۲ منہ

بَنِي سَالِمٍ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا فَقَالَ أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي أَحَبَّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ۔

بنی سالم میں ایک شخص تھے انہوں نے کہا میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے عرض کیا میری نگاہ میں خلل آگیا ہے اور کبھی پانی کے نالے میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان بہنے لگتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لایئے اور وہاں کسی جائے پر نماز پڑھ دیجئے میں اس جائے کو مسجد مقرر کر لوں آپ نے فرمایا اچھا انشاء اللہ پھر صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر اس وقت تشریف لائے جب دن چڑھ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندر آنے کی) اجازت مانگی میں نے اجازت دی آپ بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا تم اپنے گھر میں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں عتبان نے ایک جگہ پسند کر کے نماز کے لیے بتلا دی آپ کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی جب آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا[1]

بَابٌ ۵۴۵ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلوٰةِ۔

باب نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا۔

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ۔

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق بن ہمام نے خبر دی کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے ان سے ابوسعید (نافذ) نے بیان کیا جو ابن عباسؓ کے غلام تھے ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر پکار کر ذکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جاری تھا اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ کو تو لوگوں کا نماز سے فراغت ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا[2][3]

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ ظاہر یہ ہے کہ مقتدیوں کا سلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کی طرح تھا اور اگر مقتدیوں نے کوئی تیسرا سلام کیا ہوتا تو اس کو ضرور بیان کرتے قسطلانی نے کہا امام مالکؒ یہ کہتے ہیں کہ مقتدی داہنی طرف سلام پھیرے پھر امام کو سلام کرے پھر بائیں طرف سلام پھیرے ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پکار کر یعنی جہر کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں ہے جیسے بعضے لوگوں نے سمجھا ہے امام مالکؒ سے ایسا ہی منقول ہے اور تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ جہاں جہر وارد ہوا ہے وہاں جہر کرنا بہتر ہے اور عموماً آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول

۸۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُو مَعْبَدٍ أَصْدَقَ مَوَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيٌّ وَاسْمُهُ نَافِذٌ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا مجھ کو ابو سعید نے خبر دی انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانتا جب تکبیر کی آواز سنتا[1] علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن دینار سے کہ ابن عباس کے غلاموں میں سب سے سچا ابو سعید تھا علی نے کہا اس کا نام نافذ تھا۔

۸۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِمَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ تَقُولُ

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا محتاج نادار لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے مالدار دولت مند لوگوں نے (سارے) بلند درجے کما لیے اور ہمیشہ کا چین لوٹ لیا ہماری طرح وہ نماز پڑھتے ہیں ہماری طرح وہ روزے رکھتے ہیں اور ان کے پاس پیسہ علاوہ ہے جس سے حج کرتے ہیں اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر سکتے۔) آپ نے فرمایا تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو کرو تو آگے بڑھنے والوں کو[2] پکڑ لو اور تم کو کوئی نہ پا سکے جو تمہارے پیچھے ہے اور تم اپنے زمانہ والوں میں سب سے اچھے ہو مگر ہاں جو وہی بات بجا لائے (وہ تمہارے برابر رہے گا) تم ہر نماز کے بعد[3] تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہہ لیا کرو سمی نے کہا پھر ہم لوگوں نے اس حدیث میں اختلاف کیا بعضے لوگ کہنے لگے سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار کہنا چاہیے

[1] ابن حبیب نے واضحہ میں نقل کیا کہ صحابہ صبح اور عشاء کی نماز کے بعد لشکروں میں تین بار تکبیر بلند آواز سے کہنا مستحب جانتے ابن حبیب نے کہا ہمیشہ سے لوگوں کا یہ دستور رہا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ان لوگوں کو جو نیکیوں میں تم سے آگے بڑھ گئے ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی فرض نماز کے بعد ۱۲ منہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ ـ

آخر میں پھر ابو صالح کے پاس گیا انہوں نے کہا سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر سب تنتیس (۳۳) تنتیس (۳۳) بار کہو[1]

۸۰۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَّرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَمْلٰى عَلَىَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِىْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِهٰذَا وَقَالَ الْحَسَنُ جَدٌّ غِنًى وَّعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ وَّرَّادٍ بِهٰذَا ـ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہؓ کے منشی تھے[2] انہوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں جو معاویہؓ کے نام تھا مجھ سے یہ لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد[3] اور شعبہ نے بھی عبدالملک سے ایسی ہی روایت کی ہے[4] اور امام حسن بصری نے کہا جد کہتے ہیں مالداری کو[5] اور شعبہ نے اس حدیث کو حکم بن عتیبہ سے انہوں نے قاسم بن مخیمرہ سے انہوں نے وراد سے بھی روایت کیا ہے[6]

بَابٌ ۵۴۶ ـ يَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ

باب امام جب سلام پھیر چکے تو لوگوں کی طرف منہ کرے ۔

۸۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ ـ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے ابو رجاء عمران بن تیم نے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (فرض) نماز پڑھا چکتے تو ہماری طرف منہ کرتے ۔

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ اخیر میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک والحمد ایک بار کہہ کر سو کا عدد پورا کرے ۱۲ منہ [2] مغیرہ بن شعبہ اس زمانے میں معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے معاویہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا پڑھتے تھے وہ مجھ کو لکھ بھیجو تب مغیرہ نے اپنے منشی سے یہ دعا لکھوا کر معاویہؓ کو بھیجی ۱۲ منہ [3] ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف زیب دیتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اے میرے اللہ تو جو دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور تو جس کو روک لے اس کو کوئی دے نہیں سکتا اور مالدار کو اس کی مالداری تیرے سامنے کام نہیں آ سکتی ۱۲ منہ [4] اس کو سراج اور طبرانی اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا کہ امام حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں وانہ تعالٰی جد ربنا جد کے معنے غنا اور مالداری کے کہے ۱۲ منہ [6] اس کو بھی سراج اور طبرانی اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ

۸۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ اَنَّہٗ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ عَلٰٓی اِثْرِ سَمَآءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّوَجَلَّ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ اَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ -

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں[1] ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو پانی برس چکا تھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا پروردگار کیا فرماتا ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح کو کچھ بندے میرے مومن ہوئے کچھ کافر جس نے کہا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا فلاں تارے کی فلانی جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن[2]

۸۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ یَزِیْدَ ابْنَ ھَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَلَمَّا صَلّٰی اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَرَقَدُوْا وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ -

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ہارون سے انہوں نے کہا مجھ کو حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عشا کی) نماز میں آدھی رات تک دیر کی پھر (حجرے سے) باہر برآمد ہوئے جب نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا دوسرے لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو بھی رہے اور تم لوگ تو جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے گویا نماز ہی میں رہے[3]

بَابُ ۵۴۲ مُکْثِ الْاِمَامِ فِیْ مُصَلَّاہُ بَعْدَ السَّلَامِ -

باب سلام کے بعد امام اسی جگہ ٹھیر (کر نفل وغیرہ پڑھ) سکتا ہے۔

[1] حدیبیہ مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے وہیں ۶ھ ہجری میں ایک درخت کے تلے بیعۃ الرضوان ہوئی تھی ۱۲ منہ [2] کفر سے کفر حقیقی مراد ہے جو ایمان کے مقابل ہے جو کوئی ستاروں کو موثر جانے وہ بہ نص حدیث کافر ہے پانی برسانا اللہ کا کام ہے ستارے کیا کر سکتے ہیں قسطلانی نے کہا اگر ستاروں کو پانی کی نشانی سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ پانی کا برسانے والا اللہ ہی ہے تو وہ کافر نہ ہوگا ۱۲ منہ [3] یعنی تم کو نماز کا ثواب ملتا رہا ۱۲ منہ [4] بعضوں نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ امام نے جہاں فرض نماز پڑھائی ہو وہیں نفل وغیرہ پڑھے وہاں سے سرک کر دوسری جگہ پڑھے تو بہتر ہے تو اس باب میں ایک مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں امام بخاری نے اس کا ضعف بیان کیا جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ

وَقَالَ لَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ الْفَرِيْضَةَ وَفَعَلَهُ الْقَاسِمُ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ لَا يَتَطَوَّعُ الْاِمَامُ فِيْ مَكَانِهِ وَلَمْ يَصِحَّ۔

اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ جس جگہ فرض پڑھے ہوتے وہیں (نفل) نماز پڑھتے اور قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ نے بھی ایسا کیا ہے[۱] اور ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ امام اپنے فرض نماز کی جگہ میں نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں ہے[۲]

۸۰۷ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِيْ مَكَانِهِ يَسِيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ اِلَيْهِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِهَا قَالَتْ كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوْتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَنْصَرِفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ

ہم سے ابوالولید بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے انہوں نے ہندہ بنت حارث سے انہوں نے ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پھیرتے تھوڑی دیر وہاں ٹھیرے رہتے ابن شہاب نے کہا ہم تو یہ سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے آپ اس لیے ٹھہرے رہتے کہ جو عورتیں نماز پڑھ چکیں ہیں وہ چل دیں۔ اور سعید بن ابی مریم نے کہا ہم کو نافع بن یزید نے خبر دی کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا ابن شہاب نے ان کو یہ لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند فراسیہ بنت حارث نے بیان کیا اس نے ام المومنین ام سلمہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اور ہندہ اُن کی صحبت میں رہتی تھی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو عورتیں لوٹ کر اپنے گھروں میں آجاتیں ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی جگہ سے نہ لوٹتے اور عبداللہ بن وہب نے کہا انہوں نے یونس بن یزید سے روایت کی انہوں نے شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو ہند فراسیہ نے خبر دی[۳] اور عثمان بن عمر نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی

۱؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وصل کیا لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم سفر رہ ہوا اس کی روایت میں اور وہ ضعیف ہے اور اس کی سند میں اضطراب بھی ہے اور ابوداؤد نے مغیرہ بن شعبہ سے بھی مرفوعاً ایسا ہی نکالا اس کا اسناد منقطع ہے البتہ ابن ابی شیبہ نے بہ سند حسن حضرت علیؓ سے نکالا کہ امام کا اس جگہ سے ہٹ کر نفل پڑھنا جہاں اس نے فرض پڑھا ہے سنت ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے ۱۲ منہ ۳؎ اور مرد راہ میں اُن سے ملنے نہ پائیں ابن شہاب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر جماعت میں عورتیں نہ ہوں تب امام کو ٹھہرے رہنا مستحب نہیں ہے ۱۲ منہ ۴؎ عبداللہ بن وہب کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ

الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدَ ابْنَةَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ ابْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ الْفِرَاسِيَّةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے ہندہ قرشیہ نے بیان کیا [۱] اور محمد بن ولید زبیدی نے کہا مجھ کو زہری نے خبر دی اُن کو ہند بنت حارث قرشیہ نے اور وہ معبد بن مقداد کی جورو تھی اور معبد بن زہرہ کا حلیف تھا [۲] اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے پاس آیا جایا کرتی [۳] اور شعیب نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا انہوں نے کہا مجھ سے ہند قرشیہ نے بیان کیا [۴]۔ اور محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری سے انہوں نے ہند فراسیہ [۵] سے اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے انہوں نے قریش کی ایک عورت سے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے [۶]

بَابٌ ۵۴۸ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ۔

باب اگر امام لوگوں کو نماز پڑھا کر کسی کام کا خیال کرے (اور ٹھیرے نہیں) لوگوں کی گردنیں لانگھتا پھاندتا چلا جائے تو کیسا

۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ

ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے انہوں نے عمر بن سعید سے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا میں نے مدینہ میں عصر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھاندتے اپنی ایک بی بی کے حجرے میں گئے لوگ گھبرا گئے آپ کی جلدی دیکھ کر پھر آپ باہر نکلے دیکھا تو لوگ آپ کے جلد جانے سے تعجب میں ہیں آپ نے فرمایا بات یہ تھی کہ ہمارے پاس سونے کا ایک ڈلا رہ گیا تھا مجھے اس میں دل لگا رہنا برا معلوم ہوا میں نے اس کے بانٹ

[۱] اس روایت کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ [۲] حلیف کا معنے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [۳] اس کو طبرانی نے شامیوں کے مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۵] اس کو بھی زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۶] ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ہند کی نسبت کا اختلاف ثابت کریں کسی نے اس کو فراسیہ کہا کسی نے قرشیہ اور رد کیا اس شخص پر جس نے قرشیہ کو تصحیف قرار دیا کیونکہ لیث کی روایت میں اس کے قرشیہ ہونے کی تصریح ہے مگر لیث کی روایت موصول نہیں ہے اس لئے کہ ہند فراسیہ یا قرشیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا ۱۲ منہ

بِقِسْمَتِهٖ -

دینے کا حکم دے دیا[1]

بَابٌ ۵۴۹ الْاِنْفِتَالِ وَالْاِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ -

باب نماز پڑھ کر داہنے یا بائیں دونوں طرف پھر بیٹھنا یا لوٹنا درست ہے -

وَكَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ وَيَعِيْبُ عَلٰى مَنْ يَتَوَخّٰى اَوْ مَنْ تَعَمَّدَ الْاِنْفِتَالَ عَنْ يَمِيْنِهٖ

اور انس دونوں طرف پھر کر بیٹھتے تھے اور اس شخص پر اعتراض کرتے تھے جو خواہ مخواہ قصد کرکے داہنے ہی طرف پھر بیٹھا کرے[2]

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْعَلْ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ -

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود نے کہا تم میں کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے خواہ مخواہ نماز پڑھ کر داہنی ہی طرف سے لوٹے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ بہت ایسا ہوتا کہ بائیں طرف سے لوٹتے[3]

بَابٌ ۵۵۰ مَا جَآءَ فِي الثُّوْمِ النِّيِّ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ -

باب کچی لہسن اور پیاز اور گندنا کے باب میں جو حدیث آئی ہے اس کا بیان

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ اَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ اَوْ غَيْرِهٖ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا -

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کوئی لہسن یا پیاز بھوک مارے کو کھائے یا اور کسی لیے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے -

۸۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عطاء

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام کو خواہ مخواہ اپنی جگہ ٹھہرے رہنا کچھ لازم یا واجب نہیں ہے اور نماز میں کوئی خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی یہ حدیث آپ کے سچے پیغمبر ہونے کی بڑی دلیل ہے کس لیے دنیا کے مال سے ایسی بے رغبتی اور صدقہ اور خیرات میں ایسی جلدی بجز اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک کام میں جلدی کرنا مستحب ہے اور تعجیل کی جو برائی آئی ہے وہ مباح کاموں سے متعلق ہے ۱۲ منہ

[2] اس مسدد نے اپنی مسند کبیر میں وصل کیا سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۲ منہ

[3] معلوم ہوا کہ کسی مباح یا مستحب کام کو لازم یا واجب کر لینا شیطان کا اغوا ہے ابن منیر نے کہا مستحب کام کو اگر کوئی لازم قرار دے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے جب مباح کام لازم قرار دینے سے شیطان کا حصہ سمجھا جائے تو جو کام مکروہ یا بدعت ہے اس کو کوئی لازم قرار دے لے اور اس کے نہ کرنے پر خدا کے بندوں کو سنامے یا ان کا عیب کرے تو اس پر شیطان کا کیسا تسلط ہے سمجھ لینا چاہیے ہمارے زمانہ میں یہ بلا بہت پھیلی ہے بے اصل کاموں کو عوام کیا بلکہ خواص نے لازم قرار دے لیا ہے ۱۲ منہ

[4] مثلاً دوا یا سالن کے طور پر پھوک وغیرہ کا لفظ حدیث میں صاف مذکور نہیں ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یُرِیْدُ الثُّوْمَ فَلَا یَغْشَانَا فِیْ مَسْجِدِنَا قُلْتُ مَا یَعْنِیْ بِہٖ قَالَ مَا اُرَاہُ یَعْنِیْ اِلَّا نِیْئَہٗ وَقَالَ مَخْلَدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ اِلَّا نَتْنَہٗ۔

بن ابی رباح نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے عطاء نے کہا میں نے جابر سے پوچھا کچی لہسن مراد ہے یا پکی انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں کچی لہسن مراد ہے اور مخلد بن یزید نے ابن جریج سے یوں روایت کیا اس کی بدبو مراد ہے[1]

۸۱۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے۔

۸۱۲ - حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِیْہِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ

ہم سے سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا عطا بن ابی رباح نے کہا کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اپنے گھر بیٹھا رہے (وہیں نماز پڑھ لے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس[2] ایک ہانڈی لائی گئی اس میں کئی قسم کی ہری ترکاریاں تھیں

(بقیہ صفحہ سابقہ) مگر امام بخاری نے اس کو دوسری حدیثوں سے نکالا ہے مطلب یہ ہے کہ غذا کے طور پر کھائے یا دوا کے طور پر ہر طرح کھا کر مسجد میں آنا منع ہے اور مولی کو بھی ان پر قیاس کیا ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جابر کا مطلب یہ ہے کہ جب لہسن کھا کر منہ سے بدبو آ رہی ہو تو مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس کی بو سے فرشتوں اور نمازیوں کو ایذا ہوتی ہے اگر لہسن کو کوئی پکا کر اس کی بدبو مار کر کھا کر آئے تو وہ مکروہ نہ ہوگا ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا اگر مولی میں سے بو پھوٹے تو وہ بھی لہسن کی طرح ہے مترجم جب مولانا فضل الرحمان صاحب مرادآبادی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسجد میں ٹھیرا تھا اتفاق سے میرے ساتھ جو صاحب تھے وہ بازار سے مولیاں خرید کر کے مسجد میں لائے مولانا مولیوں کو دیکھ کر بہت خفا ہوئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ حدیث میں مولی کا ذکر نہیں ہے پھر فتح الباری میں امام مالک کا یہ قول مجھ کو ملا اور طبرانی کے معجم صغیر میں ایک حدیث ملی جس میں مولی کا بھی ذکر ہے لیکن اس کی سند میں یحییٰ بن راشد ضعیف ہے معلوم ہوا کہ مولانا مرحوم کی خفگی بجا تھی ۱۲ منہ [2] جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے تو ابو ایوب انصاری کے گھر میں اترے تھے ۱۲ منہ

فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي وَقَالَ أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔

۸۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَا سَمِعْتَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّومِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا۔

بَابُ ۵۵۱ وُضُوءِ الصِّبْيَانِ وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُورُ وَحُضُورِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزَ وَصُفُوفِهِمْ

۸۱۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيَّ قَالَ

(پیاز یا گندنا بھی) آپ کو اس کی بو معلوم ہوئی پوچھا تو لوگوں نے کہہ دیا جو ترکاریاں اس میں تھیں آپ نے فرمایا فلاں صحابی کو دے دو[1] جو آپ کے ساتھ تھا جب وہ کھانا اس نے دیکھا تو اس نے بھی ناپسند کیا (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا تھا) آپ نے فرمایا تو کھالے میں تو اُن سے کانا پھوسی کرتا ہوں جن سے تو نہیں کرتا[2] اور احمد بن صالح نے ابن وہب سے یوں نقل کیا آپ کے سامنے ایک بد لایا گیا ابن وہب نے کہا یعنی طباق (تھالہ) اس میں ہری ترکاریاں تھیں اور لیث اور ابو صفوان عبداللہ بن سعید نے یونس سے ہانڈی کا قصہ نہیں بیان کیا امام بخاری نے (یا سعید یا ابن وہب نے) کہا میں نہیں جانتا یہ زہری کا کلام ہے یا حدیث میں داخل ہے۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے کہا ایک شخص نے[3] انس بن مالکؓ سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن کے باب میں کیا سنا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

باب لڑکوں کے وضو کرنے کا بیان[4]۔ اور اس کا بیان کہ اُن پر نہانا اور پاک رہنا کب واجب ہوتا ہے اور جماعت اور عیدین اور جنازوں میں اُن کے آنے کا اور صفوں میں شریک ہونے کا۔

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے سلیمان شیبانی سے سُنا کہا میں نے

[1] کہتے ہیں وہ ابوایوب انصاریؓ تھے جیسے صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ اس کھانے میں لہسن تھی ابوایوب نے پوچھا یا رسول اللہ کیا وہ حرام ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر مجھے اس سے نفرت ہے ۱۲ منہ [2] یعنی فرشتوں سے ۱۲ منہ [3] اس کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ [4] امام بخاری نے صاف یوں نہیں کہا کہ لڑکوں پر وضو واجب ہے یا نہیں کیونکہ صورت ثانی میں لڑکوں کی نماز بے وضو درست ہوتی اور صورت اولیٰ میں لڑکوں کو وضو اور نماز کی ترک پر عذاب لازم آتا، صرف اس قدر بیان کر دیا جتنا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ لڑکے آنحضرتؐ کے زمانے میں نماز وغیرہ میں شریک ہوتے تھے اور یہ انکی کمال احتیاط ہے ۱۲

اَخْبَرَنِيْ مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَفُّوْا عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

شعبی سے سنا کہا مجھ سے اس شخص (صحابی) نے خبر دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اکیلی الگ تھلگ قبر پر گیا تھا آپ نے امامت کی اور لوگوں نے صف باندھی سلیمان نے کہا میں نے شعبی سے پوچھا تم سے یہ کس نے بیان کیا انہوں نے کہا ابن عباس رضؓ نے۔

۸۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے صفوان بن سلیم نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر جوان آدمی پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے [1]

۸۱۶ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ جِدًّا ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّاْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّاَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَاَتَاهُ الْمُنَادِيْ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهٗ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ قُلْنَا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ النَّبِيَّ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا مجھ سے کریب نے بیان کیا انہوں نے ابن عباس رضؓ سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضؓ کے پاس رہا پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شروع رات میں) سو رہے جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور ایک پرانی مشک سے جو لٹک رہی تھی ہلکا سا وضو کیا عمرو بن دینار کہتے تھے وہ بہت ہی ہلکا پھلکا وضو تھا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی آپ ہی کا سا وضو کیا اور آپ کی بائیں طرف آن کر کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ کو گھما کر اپنے داہنی طرف کر لیا پھر جتنی اللہ کو منظور تھی اتنی نماز آپ نے پڑھی پھر لیٹ رہے سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے بعد اس کے مؤذن نماز کی خبر دینے کو آیا آپ اس کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا سفیان نے کہا ہم نے عمرو بن دینار سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لڑکے پر غسل واجب نہیں ہے جب تک جوان نہ ہو ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ ابن عباس نے وضو کیا اور نماز میں شریک ہوئے حالانکہ اس وقت لڑکے نابالغ تھے ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ إِنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ -

صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سُنا وہ کہتے تھے پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے پھر عبید نے یہ آیت پڑھی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک [1]

۸۱۷ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتِيْمُ مَعِيْ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ -

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے (ان کی ماں) اسحاق کی دادی ملیکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی کچھ کھانا آپ کے لیے پکا کر آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا چلو کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں میں کھڑا ہوا اور ایک بوریا ہمارے پاس تھا جو استعمال کرتے کرتے کالا پڑ گیا تھا اس کو میں نے پانی سے دھویا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے میں اور میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا بھی (ضمیرہ بن سعد) اور بڑھیا (ملیکہ ام سلیم) ہمارے پیچھے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں [2]

۸۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے انہوں نے کہا میں ایک مادہ گدھی پر سوار ہو کر آیا اُن دنوں میں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہ تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے آپ کے سامنے دیوار (وغیرہ آڑ) نہ تھی تھوڑی صف کے تو میں سامنے سے گذر گیا پھر گدھی سے اترا اُس کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں صف میں شریک

---

[1] یہ آیت سورہ والصافات میں ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے کہا تھا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا بھی کیونکہ اس نے نماز پڑھی صف میں شریک ہوا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دن کو نفل جماعت سے پڑھنا جائز ہے ۱۲ منہ

فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ -

۸۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّي غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ -

۸۲۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ ثُمَّ خَطَبَ

ہو گیا کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا[1]

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ ابن زبیر نے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشا کی نماز میں دیر کی اور عیاش نے یوں کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (ایک رات) عشا کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی عورتیں اور بچے تو سو گئے حضرت عائشہؓ نے کہا پھر باہر برآمد ہوئے اور فرمایا دیکھو ساری زمین میں (اس وقت) سوا تمہارے کوئی اس نماز کا پڑھنے والا نہیں اور اس وقت یہی حال تھا کہ مدینہ کے سوا اور کہیں کے لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے[2]

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا ان سے ایک شخص[3] نے کہا کیا تم نے (عورتوں کا) نکلنا عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اگر میں آپ کا رشتہ دار عزیز نہ ہوتا تو کبھی نہ دیکھتا (یعنی میری کم سنی اور قرابت کی وجہ سے آنحضرتؐ مجھ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے[4]) آپ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر پر تھا

---

[1] اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا ابن عباس اس وقت نابالغ لڑکے تھے اس کا صف میں شریک ہونا اور وضو کر نماز پڑھنا کیونکہ بغیر وضو کے تو نماز ہوتی ہی نہیں ۱۲ منہ [2] کیونکہ اُس وقت مدینہ کے سوا اور کہیں اسلام نہ تھا امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ لڑکے اور عورتیں نماز کے لیے مسجد میں آئے ہوں گے جب تو حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے اور یہ احتمال کہ عورتیں اور بچے اپنے گھروں میں سو گئے ہوں بعید ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [4] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابن عباس رضی بچے کم سن تھے اور عید کے لیے جاتے ۱۲ منہ

ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُهْوِىْ بِيَدِهَا اِلٰى حَلْقِهَا تُلْقِىْ فِىْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ اَتٰى هُوَ وَبِلَالٌ الْبَيْتَ۔

وہاں خطبہ سنایا پھر عورتوں پاس تشریف لائے ان کو وعظ سنائی نصیحت کی خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی کوئی عورت تو اپنے ہاتھ کو جھکا کر چھلے یا انگوٹھیاں بلال رضؓ کے کپڑوں میں ڈالنے لگی پھر آپ بلال سمیت گھر میں (لوٹ کر) آئے

بَابٌ ۵۵۲ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ

باب عورتوں کا رات اور اندھیرے میں مسجدوں کو جانا

۸۲۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ غَيْرُكُمْ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا يُصَلِّىْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشا کی نماز میں دیر کی یہاں تک حضرت عمر رضؓ نے آپ کو آواز دی عورتیں اور بچے سو گئے اس وقت آپ (حجرے سے) برآمد ہوئے اور فرمایا دیکھو ساری زمین میں (اس وقت) تمہارے سوا کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے اور ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں نماز ہی نہیں ہوتی تھی اور لوگ عشا کی نماز شفق ڈوبنے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی گزرنے تک پڑھا کرتے تھے[1]

۸۲۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے حنظلہ بن ابی سفیان سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں جانے کی اجازت

[1] ترجمہ باب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ عورتیں اور بچے سو گئے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی رات کو عشا کی نماز کے لیے مسجد میں آیا کرتیں اس کے بعد جو حدیث امام بخاری نے بیان کی اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ رات کو عورت مسجد میں جا سکتی ہے اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہے دوسری حدیث میں جو ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو یہ حدیثیں اس کو خاص کرتی ہیں یعنی رات کو روکنا منع ہے) اب عورتوں کا جماعت میں آنا مستحب ہے یا مباح اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جوان کو مباح ہے اور بڈھیوں کو مستحب حدیث سے یہی نکلا کہ عورتیں ضرورت کے لیے باہر نکل سکتی ہیں امام ابوحنیفہؒ نے کہا میں عورتوں کا جمعہ میں جانا مکروہ جانتا ہوں اور بڑھیا عشا اور فجر کی جماعت میں آسکتی ہے اور نمازوں میں نہ آئے اور امام ابو یوسف نے کہا بڑھیا ہر ایک نماز کے لیے آسکتی ہے اور جوان کا آنا مکروہ ہے ۱۲ قسطلانی

الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۸۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللهُ فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔

۸۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ

مانگیں تو ان کو اجازت دو عبید اللہ کے ساتھ اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے انہوں نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ ام المومنین ام سلمہؓ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی تھیں ان کو خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں (جماعت میں شریک ہوتیں) جب فرض نماز پڑھ کر سلام پھیرتیں تو (اسی وقت) کھڑے ہو کر چل دیتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرد جو آپ کے پیچھے نماز میں ہوتے وہ ٹھیرے رہتے جب تک اللہ کو منظور ہوتا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے وہ بھی کھڑے ہوتے[1]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے دوسری سند اور ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے پھر عورتیں چادریں لپیٹے (اپنے گھروں کو) لوٹتیں اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہو سکتی[2]

ہم سے محمد بن مسکین نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن بکر نے کہا ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری سے انہوں نے

---

[1] اس حدیث کا مضمون اوپر کئی بار گذر چکا ہے یہاں باب کا مطلب اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ عورتیں اندھیرے میں نکل سکتی ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ

اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ كَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ۔

اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (صحابی) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں اور میری نیت یہ ہوتی ہے کہ لمبی نماز پڑھوں گا پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں مجھے اس کی ماں کو تکلیف دینا برا معلوم ہوتا ہے[۱]۔

۸۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ اَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحیی بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمن سے انہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کے کرتوتوں کو دیکھتے جو انہوں نے بعد کو نکالے[۲]۔ تو ضرور اُن کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئی تھیں یحیی نے کہا میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئی تھیں انہوں نے کہا ہاں[۳]۔

بَابٌ ۵۵۳ صَلٰوةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ۔

باب عورتوں کا مردوں کے پیچھے نماز پڑھنا

۸۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے یحیی بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بنت حارث سے ام المومنین ام سلمہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ کے

---

[۱] اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ عورتیں مسجد میں شریک جماعت ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ [۲] کہ خوشبو لگا کر زیب و زینت زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہیں ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہمارے زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانا منع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ یہ زمانہ پایا نہ منع کیا اور شریعت کے احکام کسی کے قیاس اور رائے سے بدل نہیں سکتے یہ ام المومنین کی رائے تھی کہ اگر آنحضرت ﷺ یہ زمانہ پاتے تو ایسا کرتے اور شاید ان کے نزدیک عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہو گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ فساد اور فتنے کا خیال رکھا جائے اور اس سے پرہیز کیا جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی خوشبو لگا کر اور زینت کر کے عورتوں کو نکلنے سے منع کیا اسی طرح رات کی قید لگائی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی کہا اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے مت روکو تو ان کے بیٹے واقد یا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تو روکیں گے عبداللہ نے ان کو ایک گھونسہ لگایا اور سخت سست کہا ایک روایت میں یوں ہے کہ مرتے تک اُن سے بات نہ کی اور یہ بھی سزا ہے اس نالائق کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر سر نہ جھکائے اور آداب کے ساتھ تسلیم نہ کرے وکیع نے کہا کہ اشعار یعنی قربانی کے اونٹ کا کوہان چیر کر خون نکال دینا سنت ہے ایک شخص بولا ابو حنیفہ تو اس کو مثلہ کہتے ہیں وکیع نے کہا تو اس لائق ہے کہ قید رہے جب تک توبہ نہ کرے میں تو آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے اس روایت سے مقلدین بے انصاف کو سبق لینا چاہیے اگر حضرت عمر فاروق زندہ ہوتے اور ان کے سامنے کوئی حدیث کے خلاف کسی مجتہد کا قول لاتا تو گردن مارنے کا حکم دیتے ارے لوگو ہائے خرابی یہ ایمان ہے یا کفر کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ سن کر پھر دوسروں کی رائے اور قیاس کو اس کے خلاف منظور کرتے باقی بر صفحہ آئندہ

باقی بر صفحہ آئندہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهُ وَيَمْكُثُ هُوَ فِيْ مَقَامِهِ يَسِيْرًا قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ قَالَ نَرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ تَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ۔

سلام پھیرتے ہی عورتیں (جانے کے لیے) کھڑی ہو جاتیں اور آپ تھوڑی دیر ٹھیرے رہتے کھڑے نہ ہوتے ابن شہاب نے کہا ہم یہ سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے یہ آپ اس لیے کرتے کہ عورتیں اس سے پہلے نکل جائیں کہ مرد راہ میں ان کو پالیں۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقُمْتُ وَيَتِيْمٌ خَلْفَهُ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم (میری ماں) کے گھر میں نماز پڑھی میں اور یتیم مل کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم ہمارے پیچھے۔

بَابُ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب صبح کی نماز پڑھ کر عورتوں کو جلدی سے چلا جانا اور مسجد میں کم ٹھیرنا۔

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ أَوْ لَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن منصور نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ (قاسم بن محمد بن ابی بکر) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے پھر مسلمان عورتیں لوٹ کر گھر کو جاتیں اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہوتی یا وہ ایک دوسری کو نہ پہچان سکتیں۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِالْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ۔

باب عورت مسجد جانے کے لیے اپنے خاوند سے اجازت لے۔

۸۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے جب کسی کی جورو

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہو تم جانو اپنے پیغمبر کو قیامت کے دن جو جواب دینا ہو وہ دے لینا وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ

فَلَا يَمْنَعْهَا۔

(مسجد میں جانے یا اور کسی کام کے لیے) نکلنے کی اجازت چاہے تو اس کو نہ روکے[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

کتاب جمعہ کے بیان میں

بَابُ ۵۵۶ فَرْضِ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کی نماز فرض ہے[2]

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاسْعَوْا فَامْضُوْا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ جمعہ میں) فرمایا جب جمعہ کے دن کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے چل کھڑے ہو اور بیچ کھوچ چھوڑ دو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے اگر تم سمجھو فاسعوا کے معنے چل کھڑے ہو[3]

۸۳۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ مَوْلٰى رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا ان سے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج نے جو ربیعہ بن حارث کے غلام تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے[4] صرف اتنی بات ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو ہم سے پہلے اللہ کی کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لیے بھی (عبادت کے واسطے) مقرر ہوا تھا لیکن انہوں نے اس میں گول مال کیا اور ہم کو اللہ نے یہ دن تلا دیا سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے یہودیوں کا دن کل اور نصاریٰ کا پرسوں[5]

---

[1] اجازت دے کس لیے کہ جورو کوئی ہماری لونڈی نہیں ہے بلکہ ہماری طرح وہ بھی آزاد ہے صرف معاہدہ نکاح کی وجہ سے وہ ہمارے ماتحت ہے شریعت محمدی میں عورت اور مرد کے حقوق برابر تسلیم کیے گئے اب اگر اس زمانہ کے مسلمان اپنی شریعت کی برخلاف عورتوں کو قیدی اور لونڈی بنا کر رکھیں تو اس کا الزام اُن پر ہے نہ شریعت محمدی پر اور جن پادریوں نے شریعت محمدی کو بدنام کیا ہے کہ اس شریعت میں عورتوں کو مطلق آزادی نہیں یہ اُن کی نادانی ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی فرض عین ہے ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ۱۲ منہ [3] یہ نہیں کہ دوڑو کیونکہ نماز کے لیے دوڑنا منع ہے جیسے اوپر گزر چکا آیت سے یہ نکلا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لیے اُٹھ کھڑے ہونا اور چلنا فرض ہے تو جمعہ کی نماز بھی فرض ہوگی ۱۲ منہ [4] حساب کتاب میں اور بہشت کے اندر جانے میں ۱۲ منہ [5] ہوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے یہود کو جمعہ کے دن عبادت کے لیے حکم کیا انہوں نے کہا نہیں (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابُ ۵۷ فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوْ عَلَى النِّسَاءِ ۔

۸۳۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ۔

۸۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَيْنَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ قَالَ إِنِّي شُغِلْتُ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ التَّأْذِينَ فَلَمْ أَزِدْ أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ وَالْوُضُوءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ ۔

۸۳۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ

باب جمعہ کے دن نہانے کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ بچوں اور عورتوں پر جمعہ کی نماز کے لیے آنا فرض ہے یا نہیں ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے[1]

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماءؒ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک صاحب اگلے مہاجرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے (حضرت عثمانؓ) آئے حضرت عمرؓ نے (عین خطبہ میں) ان کو پکارا بھلا یہ کون سا وقت ہے آنے کا انہوں نے کہا مجھے کچھ کام لگ گیا تھا میں گھر میں بھی نہیں گیا اذان سنتے ہی بس میں نے وضو کیا (اور چلا آیا) حضرت عمرؓ نے کہا اچھا یہ کہتے تو آپ نے صرف وضو ہی پر قناعت کی حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن) غسل کا حکم دیتے تھے ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عطاء

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہفتہ کا دن بہتر ہے حضرت موسیٰ بحکم الٰہی خاموش رہے اور نصاریٰ نے یہود کی ضد سے اتوار کا دن مقرر کر لیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے وہی جمعہ کا دن جتلایا اور انہوں نے قبول کیا تو مسلمان پہلے رہے یہود ایک دن پیچھے اور نصاریٰ دو دن پیچھے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جمعہ کے دن غسل کرنا بہ شرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اہل حدیث اور علماء ظاہر کے نزدیک واجب ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور امام احمد کا بھی مشہور قول یہی ہے اور امام بخاری نے آگے کی حدیث سے اس کا سنت ہونا ثابت کیا کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو یعنی عثمان کو یہ حکم نہیں دیا کہ لوٹ جائیں اور غسل کریں اگر واجب ہوتا تو ضرور یہ حکم دیتے اہل حدیث کہتے ہیں کہ شاید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کوئی عذر ہو گا ۱۲ منہ

ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ

بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کا غسل ہر جوان مرد پر واجب ہے۔

بَابٌ ۵۵۸ الطِّيبُ لِلْجُمُعَةِ

باب جمعہ کے دن نماز کے لیے خوشبو لگانا

۸۳۵ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو أَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا الِاسْتِنَانُ وَالطِّيبُ فَاللهُ أَعْلَمُ أَوَاجِبٌ هُوَ أَمْ لَا وَلَكِنْ هَكَذَا فِي الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ أَبُو بَكْرٍ هَذَا رَوَى عَنْهُ بُكَيْرُ ابْنُ الْأَشَجِّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنَى بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم کو حرمی بن عمارہ نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا انہوں نے ابوبکر بن منکدر سے انہوں نے کہا مجھ سے عمرو بن سلیم انصاری نے بیان کیا انہوں نے کہا میں ابوسعید خدری رضی پر گواہی دیتا ہوں انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں آپ نے فرمایا جمعہ کے دن ہر جوان شخص پر غسل کرنا واجب ہے اور مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگانا[1] عمرو بن سلیم نے کہا غسل کے لیے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا تو اللہ کو معلوم ہے وہ واجب ہے یا نہیں لیکن حدیث میں تو یوں ہی آیا ہے[2] امام بخاری نے کہا ابوبکر بن منکدر محمد بن منکدر کے بھائی ہیں اور ان کا نام معلوم نہیں کیا تھا ان سے بکیر بن اشج اور سعید بن ابی ہلال اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے اور محمد بن منکدر اُن کے بھائی کی کنیت ابوبکر اور ابوعبداللہ بھی تھی۔

بَابٌ ۵۵۹ فَضْلُ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کی نماز کو جانے کی فضیلت

۸۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سمے سے جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے ابوہریرہ رضی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن (جماع کر کے) جنابت کا غسل کرے[3] پھر نماز کے لیے چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وجوب سے وجوب شرعی مراد نہیں ہے کیونکہ جمعہ کے دن مسواک کرنا خوشبو لگانا بالاتفاق واجب نہیں ہے بعضوں نے یہ کہا ہے کہ خوشبو لگانا غسل کے بدل کافی ہے کیونکہ مقصود لطافت ہے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں چیزوں کو واجب فرمایا حافظ نے کہا ان تینوں کے ساتھ ایک اور امر بھی ہے یعنی عمدہ کپڑے پہننا ۱۲ منہ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو کوئی جمعہ کے دن جنابت کا سا غسل کرے ۱۲ منہ

قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

بَابٌ ۵۶۰

۸۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِمَ تَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا هُوَ إِلَّا سَمِعْتُ النِّدَاءَ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ۔

بَابُ ۵۶۱ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ

۸۳۸ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قربانی کی اور جو (اس کے بعد) دوسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک گائے قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا اور جو کوئی چوتھی گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک مرغی قربانی کی اور جو کوئی پانچویں گھڑی میں چلے اس نے گویا انڈا اللہ کی راہ میں دیا پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو یہ حاضری لکھنے والے فرشتے بھی مسجد میں آجاتے ہیں خطبہ سنتے ہیں[1]

باب۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک صاحب آئے (حضرت عثمانؓ) حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ نماز سے کیوں رک جاتے ہو (اول وقت کیوں نہیں آتے) انہوں نے کہا میں نے تو کچھ دیر نہیں کی اذان سنتے ہی البتہ وضو تو کیا ہے اور آگیا حضرت عمرؓ نے کہا (یہ لو اور سہی) کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے[2]

باب جمعہ کی نماز کے لیے بالوں میں تیل ڈالنا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے مجھ کو میرے باپ (ابوسعید مقبری) نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے انہوں نے سلمان فارسی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] اور دفتر بند کر دیا جاتا ہے ابونعیم کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اللہ فرشتے بھیجتا ہے ان کو نور کی کتابیں نور کی قلم دے کر معلوم ہوا کہ یہ فرشتے نگہبان فرشتوں کے علاوہ ہیں ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ایسے جلیل الشان صحابی پر خفا ہوئے اگر جمعہ کی نماز فضیلت والی نہ ہوتی تو خفگی کی کیا ضرورت تھی پس جمعہ کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے بعضوں نے کہا اور نمازوں کے لیے قرآن شریف میں یہ حکم ہوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم الآیۃ یعنی وضو کر لو اور جمعہ کی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا درجہ اور نمازوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری نمازوں پر اس کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَمَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔

وسلم نے فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی کرے[1] اور اپنے تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر (والوں) کی خوشبو میں سے لگائے[2] پھر (نماز کے لیے) نکلے (مسجد میں آئے) تو دو کے بیچ میں نہ گھسے[3] پھر جتنی نماز اس کی تقدیر میں ہے وہ پڑھے (یعنی سنت نفل) اور جب امام خطبہ پڑھتا ہو اس وقت خاموش رہے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ اس کے بخش دیے جائیں گے[4]

۸۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ طَاوُسٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُءُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا وَأَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَأَمَّا الطِّيبُ فَلَا أَدْرِي۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہ طاؤس بن کیسان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سر دھوؤ اگرچہ تم کو نہانے کی حاجت نہ ہو اور خوشبو لگاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا غسل کا حکم تو (صحیح ہے) بے شک (آنحضرت صلعم نے دیا ہے) خوشبو کا حال مجھ کو معلوم نہیں۔

۸۴۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُهُ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ابن جریج نے ان کو خبر دی کہا مجھ کو ابراہیم بن میسرہ نے خبر دی انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جمعہ کے غسل کے باب میں بیان کیا طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر اس کے گھر والوں کے پاس تیل یا خوشبو ہو تو بھی لگائے انہوں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں[5]

بَابٌ ۵۶۲ يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ

باب جمعہ کے دن عمدہ سے عمدہ کپڑا پہنے جو اس کو مل سکے[6]

[1] میل کچیل صاف کرے یا مونچھیں اور ناخن کترائے زیر ناف کے بال مونڈھے یا اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنے ۱۲ منہ [2] ابوداؤد کی روایت میں یوں ہی ہے کہ اپنی جورو کی خوشبو ہی میں سے لگائے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتوں کو گھر میں خوشبو جیسے عطر عود وغیرہ رکھنا مزدہ ہے ۱۲ منہ [3] یعنی دو شخص ملے بیٹھے ہوں تو خواہ مخواہ ان کے بیچ میں گھس کر ان کو الگ الگ نہ کرے لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کہا صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیل اور خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے یا نہیں دیا تیل اور خوشبو لگانا جمعہ کے دن مستحب ہے یا نہیں ۱۲ منہ [6] یعنی وہی کپڑا جس کا پہننا شرع کی رو سے منع نہیں ۱۲ منہ

۸۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخًا لَّهٗ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ نے (بازار میں) مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا بکتا دیکھا[1] تو کہنے لگے یا رسول اللہ کاش آپ اس کو مول لے لیں اور جمعہ کے دن اور جب دوسری قوموں کے قاصد آپکے پاس آتے ہیں پہنا کریں[2]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر (چند روز کے بعد ایسا ہوا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُسی قسم کے (ریشمی) کئی جوڑے آئے آپ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھی دیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ جوڑا مجھ کو پہناتے ہیں اور (پہلے) آپ ہی نے عطارد کے جوڑے کے باب میں ایسا فرمایا تھا آپ نے فرمایا میں نے اس لیے تجھے نہیں دیا کہ تو خود پہنے[3] آخر حضرت عمر نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

بَابُ ۵۶۳ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن مسواک کرنا

وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ۔

اور ابو سعید خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا ہے کہ مسواک کرے[4]

۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں[5]

---

[1] ایک شخص عطارد نامی اس کو بیچ رہا تھا ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیوں کہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی رائے دی اور آنحضرت صلعم نے جو خاص اس جوڑے کا پہننا منظور نہ فرمایا وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ جوڑا ریشمی تھا اور مرد کو خالص ریشمی کپڑا پہننا درست نہیں ۱۲ منہ [3] کہ اس کو وہی پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے ۱۲ منہ [4] بلکہ اپنی عورت کو پہنائے یا اس کو بیچ کر کام میں لائے ۱۲ منہ [5] یہ اس حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو باب الطیب للجمعۃ میں گذر چکی ۱۲ منہ [6] اس عام حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جمعہ کی نماز کے لیے بھی مسواک کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی نماز ہے بلکہ اور نمازوں سے درجہ میں زیادہ ہے کہ اس کے لیے غسل کرنے کا حکم ہے جب سارا بدن صاف پاک کرنے کا حکم ہوا تو منہ کو ضرور پاک کرنا چاہیے ۱۲ منہ

۸۴۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ ـ

ہم سے ابو معمر (عبداللہ) نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے شعیب بن حجاب نے کہا ہم سے انس بن مالک نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کے باب میں تم سے بہت کچھ کہا ہے[1]

۸۴۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ ـ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور بن معتمر اور حصین بن عبدالرحمٰن سے ان دونوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے[2]

بَابٌ ۵۶۴ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ ـ

باب جو شخص دوسرے کی مسواک استعمال کرے

۸۴۵ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيهِ فَقَصَمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي ـ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے کہا ہشام بن عروہ نے بیان کیا مجھ کو میرے باپ عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حجرے میں) آئے ان کے پاس ایک مسواک تھی جس کو وہ کیا کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیماری کی حالت میں) اس کو دیکھا[3] میں نے کہا عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھ کو دے دے انہوں نے دے دی میں نے اس کو توڑ ڈالا پھر دانتوں سے چبا کر نرم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی آپ نے اس کو استعمال کیا اور آپ میرے سینے پر ٹیکا دیے ہوئے تھے۔[4]

---

[1] اس سے باب کا ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ مسواک کی تاکید آپ نے ہر نماز کے لیے فرمائی تو جمعہ کی نماز کے لیے بھی اس کی تاکید ہوگی جمعہ میں تو اور نمازوں سے زیادہ مجمع ہوتا ہے تو منہ کا صاف پاک رکھنا اس دن اور زیادہ ضروری ہوگا تاکہ اس کی بدبو سے دوسرے مسلمانوں کو ایذا نہ ہو ۱۲ منہ [2] اور جب تہجد کے لیے مسواک کرنا ثابت ہوا تو جمعہ کے لیے بطریق اولیٰ مسواک مشروع ہوگی ۱۲ منہ [3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے دیکھنے سے تاڑ گئیں کہ آپ مسواک کو استعمال کرنا چاہتے ہیں حدیث سے یہ نکلا کہ ایک آدمی دوسرے کی مسواک استعمال کر سکتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی اتنی لکڑی نکال ڈالی جو عبدالرحمٰن اپنے منہ سے لگایا کرتے ۱۲ منہ

بَابُ ۵۶۵ مَا يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۸۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ۔

باب جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کون سی سورت پڑھے؟

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور ہل اتی الانسان پڑھا کرتے[1]

بَابُ ۵۶۶ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرٰى وَالْمُدُنِ۔

۸۴۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ

باب گاؤں اور شہر دونوں جگہ جمعہ درست ہے۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعامر عقدی نے کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے ابوجمرہ نصر بن عبدالرحمٰن ضبعی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد پہلا جمعہ جو ہوا وہ عبدالقیس کی مسجد میں جو بحرین کے ملک میں جواثی میں تھی[2]

۸۴۸- حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ يُونُسُ كَتَبَ رُزَيْقُ

مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں ہر شخص نگہبان ہے[4] لیث بن سعد نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا

---

[1] طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ ہمیشہ ایسا کرتے ان سورتوں میں انسان کی پیدائش اور قیامت وغیرہ کا ذکر ہے اور یہ جمعہ کے دن ہوئی اور ہوگی اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوا جو نماز میں سجدہ والی سورت پڑھنا مکروہ جانتے ہیں ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز میں بھی سجدہ کی سورت پڑھی اور سجدہ کیا ۱۲ منہ [2] اس سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو جمعہ کے لیے شہر کی شرط کرتے ہیں اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کی شرطیں جو حنفیوں نے لگائی ہیں وہ سب بے دلیل ہیں اور جمعہ دوسری نمازوں کی طرح ہے صرف جماعت میں شرط ہے یعنی امام کے سوا ایک آدمی اور ہونا اور نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا سنت ہے باقی کوئی شرط نہیں ہے دار الحرب اور کافروں کے ملک میں بھی جمعہ درست ہے اسی طرح گھر میں بھی ۱۲ منہ [3] جواثی ایک گاؤں یا گڑھی کا نام ہے حنفی کہتے ہیں جواثی شہر تھا ان کا جواب یہ ہے کہ خود حدیث میں گذر چکا ہے کہ جواثی ایک گاؤں تھا حافظ نے کہا ممکن ہے کہ بعد میں اس کی آبادی بڑھ گئی ہو اور شہر ہو گیا ہو ۱۲ [4] یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صرف بادشاہ ہی حاکم ہے اسی کی یہ رعیت ہے نہیں ہر شخص کی حکومت ہے اپنے گھر والوں پر (باقی بر صفحہ آئندہ)

ابْنُ حُكَيْمٍ إِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرَى هَلْ تَرَى أَنْ أُجَمِّعَ وَرُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلَى أَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِنَ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ وَرُزَيْقٌ يَوْمَئِذٍ عَلَى أَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَنَا أَسْمَعُ يَأْمُرُهُ أَنْ يُجَمِّعَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

بَابٌ ۵۷ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ

یونس نے کہا زریق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا میں ان دنوں وادی القریٰ میں ابن شہاب کے پاس تھا کیا تم سمجھتے ہو میں جمعہ پڑھوں ان دنوں میں اپنی زمین میں کھیتی کرا تا تھا وہاں کچھ حبشی وغیرہ موجود تھے اور (عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف سے) ایلہ کا حاکم تھا تو ابن شہاب نے جواب لکھا (اور پڑھا) میں سن رہا تھا کہ جمعہ پڑھ اور مجھ سے سالم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی پرسش ہو گی بادشاہ نگہبان ہے اور اس سے (قیامت کے دن) اس کی رعیت کی پرسش ہو گی اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہو گی اور عورت اپنے خاوند کے مال کی محافظ ہے اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہو گی اور نوکر اپنے خاوند کے مال کا نگہبان ہے اور اس کی رعیت کی پوچھ ہو گی ابن عمر یا سالم یا یونسؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہو گی غرض تم میں ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی پرسش ہو گی

باب جو لوگ جمعہ کی نماز کے لیے نہ آئیں جیسے عورتیں بچے مسافر بیمار اندھے معذور وغیرہ ان پر بھی غسل واجب

(بقیہ صفحہ سابقہ) نوکروں چاکروں پر اور وہ اس کی رعیت ہیں اگر یہ بھی نہ ہوں تو اپنے ہاتھ پاؤں اعضا پر حکومت ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] لیث کی روایت کو ذہلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] وادی القریٰ مدینہ کا ضلع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ ہجری میں اس کو فتح کیا تھا ۱۲ منہ [۳] ایلہ ایک مشہور شہر تھا شام اور مصر کے بیچ میں اب بالکل اجاڑ ہے رزیق ایلہ کی اطراف جنگل میں تھے ۱۲ منہ [۴] ابن شہاب نے یہ حدیث پیش کر کے رزیق کو بتلایا کہ گو وہ گاؤں اور دیہات ہی میں ہے لیکن اس کو جمعہ پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ اپنی رعایا کا جو وہاں رہتے ہیں اسی طرح اپنے نوکروں چاکروں کا نگہبان ہے جیسے بادشاہ نگہبان ہوتا ہے تو بادشاہ کی طرح اس کو بھی احکام شرعیہ قائم کرنا چاہیے منجملہ احکام شرعیہ ایک جمعہ بھی ہے ۱۲ منہ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا الْغُسْلُ عَلَى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ۔

نہیں ہے اور ابن عمرؓ نے کہا غسل اسی پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے[۱]

۸۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے تم میں جو کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے وہ غسل کرے[۲]

۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے صفوان ابن سلیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ (جوان) پر واجب ہے[۳]

۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللَّهُ لَهُ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ طاؤس بن کیسان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم لوگ (یعنی مسلمان) دنیا میں تو بعد آئے مگر قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے اتنی بات بے شک ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہم کو ان کے بعد تو یہ جمعہ کا دن وہ ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اللہ نے ہم کو یہ دن بتلا دیا کل یہود کا دن ہے (ہفتہ) اور پرسوں نصاریٰ کا دن (اتوار) پھر آپ خاموش ہو رہے اس کے بعد فرمایا ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن (جمعہ کو) اپنا سر اور (سارا)

---

[۱] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ [۲] اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ جمعہ کے لیے نہ آنا چاہیں مثلاً بچے عورتیں معذور مسافر وغیرہ ان پر غسل بھی واجب نہیں ہے البتہ اگر ان میں سے بھی کوئی جمعہ کے لیے حاضر ہونے کا قصد کرے تو غسل کرے ۱۲ منہ [۳] تو جو کوئی بالغ نہیں ہے جیسے بچہ اس پر واجب نہیں ہے ۱۲ منہ

يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا۔

بدن دھونا ضرور ہے اس حدیث کو ابان بن صالح نے مجاہد سے روایت کیا انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق ہے ہر مسلمان پر کہ سات دن میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) نہائے [1]

۸۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ نے کہا ہم سے ورقاء بن عمرو نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا عورتوں کو رات کو مسجدوں میں جانے دو [2]

۸۵۳ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِينَ وَقَدْ تَعْلَمِينَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ قَالَتْ فَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي قَالَ يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے کہا ہم سے عبیداللہ ابن عمر نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کی ایک عورت صبح اور عشاء کی جماعت میں مسجد میں آیا کرتی اس سے پوچھا تو کیوں باہر نکلتی ہے کہ جانتی ہے کہ عمر اس کو بُرا جانتے ہیں اور ان کو غیرت آتی ہے اس نے کہا پھر وہ منع کیوں نہیں کرتے لوگوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے آپ نے فرمایا اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے نہ روکو [3]

---

[1] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا مسلمان پر سات دن میں ایک دن اپنا سر اور بدن دھونا ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان مرد مراد ہے کیونکہ مسلم صیغہ مذکر کا ہے اور اس سے یہ نکلا کہ عورت پر یہ غسل واجب نہیں ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی مطابقت بھی ترجمہ باب سے مشکل ہے عینی نے کہا باب کی پہلی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ میں آئے وہ غسل کرے اور جب عورتوں کو دن میں نکلنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ جمعہ کے لیے نہ آسکیں گی پس ان پر غسل بھی واجب نہ ہوگا اور باب کا یہی مطلب ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس امر کا بیان کیا کہ جب رات کو بھی عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت دینے کا حکم ہوا تو دن کو بطریق اولیٰ ان کو مسجد جانے کی اجازت دینا ہوگی کیونکہ رات میں طرح طرح کے شبہے ہوتے ہیں جو دن دہاڑے نہیں ہوتے اور جب عورتیں دن کو جمعہ میں حاضر ہوں تو ان کو بھی غسل کرنا ہوگا جیسے باب کی پہلی حدیث کا مضمون ہے ۱۲ منہ

[3] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب عورت کو مسجدمیں جانے سے روکنا منع ہوا تو وہ جمعہ کی نماز میں آسکیں گی اور باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی جمعہ کی نماز کو آنا چاہے وہ غسل کرے تو عورت کو بھی جمعہ کے لیے غسل کرنا ہوگا (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابٌ ۵۶۸ الرُّخْصَةِ إِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِي الْمَطَرِ۔

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ فَكَانَ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا فَقَالَ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَّإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ۔

بَابٌ ۵۶۹ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا كُنْتَ فِي قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ أَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ وَكَانَ أَنَسٌ فِي قَصْرِهِ أَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَأَحْيَانًا لَّا يُجَمِّعُ وَ

باب اگر برسات ہو رہی ہو تو جمعہ میں حاضر ہونا واجب نہیں۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو عبدالحمید صاحب الزیادی نے خبر دی کہا ہم سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا جو محمد بن سیرین کے چچازاد بھائی تھے[1] کہ ابن عباسؓ نے برسات کے دن میں اپنے مؤذن سے کہا جب تو (اذان میں) اشہدان محمدا رسول اللہ کہہ لے تو اب حی علی الصلوٰۃ مت کہہ بلکہ یوں پکار دے لوگو اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس بات پر جو لوگ حاضر تھے ان کو تعجب ہوا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو انہوں نے کیا جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی آنحضرتؐ نے) جمعہ فرض ہے اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تم کیچڑ پھسلوان میں نکال کر چلاؤں۔

باب جمعہ کے لیے کتنی دور والوں کو آنا چاہیئے اور جمعہ کس پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ جمعہ میں) فرمایا جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو[2] اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا جب تو کسی ایسی بستی میں ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے اور وہاں جمعہ کی اذان ہو تو تجھ پر حاضر ہونا واجب ہے اذان سنے یا نہ سنے[3] اور انس بن مالک کبھی اپنے گھر میں جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی نہ پڑھتے (بصرے کی جامع مسجد میں جاتے) ان کا گھر زاویہ میں تھا۔ جو بصرے سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) حدیث سے یہ بھی نکلا کہ حضرت عمرؓ کو گو شدت غیرت کی وجہ سے عورتوں کا باہر نکلنا بالکل ناگوار تھا مگر حدیث شریف کی متابعت مقدم رکھتے تھے اور عورتوں کو نماز کے لیے نکلنے سے منع نہیں کرتے تھے ایمان یہی ہے کہ غیرت اور غصہ اور خاندان کی رسم رواج سب پر اللہ اور رسول کے حکم کو مقدم رکھتے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] دمیاطی نے کہا چچازاد بھائی نہ تھے بلکہ محمد بن سیرین کے بہنوئی تھے حافظ نے کہا ممکن ہے کہ ان میں کوئی رضاعی وغیرہ رشتہ برادری کا بھی ہو تو صحیح روایت کو غلط ٹھہرانا کیا ضرور ہے ۱۲ منہ

[2] اس آیت کے رو سے جمہور علماء نے یہ اختیار کیا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچی ہو وہاں تک کے لوگوں کو جمعہ میں حاضر ہونا فرض ہے امام شافعی نے کہا کہ آواز پہنچنے سے یہ مراد ہے کہ مؤذن بلند آواز ہو اور کوئی غل نہ ہو ایسی حالت میں جتنی دور تک آواز پہنچے ابو داؤد میں حدیث ہے کہ جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو اذان سنے ۱۲ منہ

[3] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

هُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلَى فَرْسَخَيْنِ ۔

چھ میل ہے[1]

۸۵۵ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هَذَا ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے ان سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا لوگ اپنے اپنے گھروں اور مدینہ کے اطراف بلند گاؤں سے باری باری جمعہ میں حاضر ہوتے[2] رستے میں ان پر گرد پڑتی پسینہ آجاتا خوب پھوٹ نکلتا (کپڑوں سے بو آنے لگتی) ان میں سے ایک شخص[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ میرے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم اس دن کے لیے صفائی کیا کرو تو بہتر ہو گا[4]

بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

وَكَذَلِكَ يُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ۔

باب جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے[5]

اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حریث (صحابیوں) سے ایسا ہی منقول ہے[6]

۸۵۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمْرَةَ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے پوچھا جمعہ کے دن غسل کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں (آنحضرتؐ کے عہد میں) لوگ اپنے کام کاج آپ کیا کرتے وہ (سورج ڈھلے پر) جب

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اس سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گاؤں میں بھی درست ہے ۱۲ منہ [2] بلند گاؤں عوالی کا ترجمہ ہے عوالی کا بیان اوپر گزر چکا ہے یہ مدینہ کے بالائی حصے میں تین میل چار میل پر واقع ہیں معلوم ہوا کہ اتنی دور رہنے والوں پر جمعہ میں حاضر ہونا فرض نہیں ہے ورنہ باری باری کیوں آتے سب آتے ۱۲ منہ [3] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [4] ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ غسل کا حکم اسی سبب سے دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ وہ کمل اوڑھا کرتے کمل میں پسینہ آتا تو بالوں کی بدبو پھیلتی ۱۲ منہ [5] امام بخاری نے وہی مذہب اختیار کیا جو جمہور کا ہے کہ جمعہ کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کا قائم مقام ہے ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ جمعہ زوال سے پہلے بھی درست ہے عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوبکر صدیقؓ اور کئی صحابہ اور سلف سے ایسا منقول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے اور نماز عید زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے ۱۲ منہ [6] حضرت عمرؓ کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے اور حضرت علیؓ اور نعمان اور عمرو کی روایتوں کو بھی انہوں نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

رَاحُوْا فِيْ هَيْئَتِهِمْ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ

جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت میں (میلے کچیلے) جاتے تو اس لیے ان کو حکم دیا گیا اگر تم غسل کر کے آؤ تو بہتر ہو گا[1]

۸۵۷ - حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ

ہم سے سریج بن نعمان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے عثمان بن عبدالرحمن تیمی سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا[2]۔

۸۵۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيْلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم جمعہ سویرے پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے دن نماز کے بعد آرام کرتے[3]

بَابٌ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب جب جمعہ سخت گرمی میں آن پڑے۔

۸۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَلْدَةَ هُوَ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَلْدَةَ وَقَالَ بِالصَّلٰوةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے ابو خلدہ خالد بن دینار نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت سردی ہوتی تو جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو ٹھنڈے وقت پڑھتے اور یونس بن بکیر نے ابو خلدہ سے صرف نماز کا لفظ روایت کیا ہے جمعہ کا ذکر نہیں کیا[4]۔ اور بشر بن ثابت نے کہا ہم سے ابو خلدہ نے

[1] امام بخاری نے اس لفظ سے اذا راحوا یہ نکالا کہ جمعہ سورج ڈھلے پر پڑھنا چاہیے کیونکہ روحہ اور رواح عربی زبان میں زوال کے بعد جو چلنا ہو اس کو کہتے ہیں مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ روحہ کے معنی مطلق چلنے کے بھی ہیں چنانچہ ہمارے زمانہ میں رح کا لفظ عربوں میں جاؤ کے معنوں میں ہے کسی وقت میں ہو ۱۲ منہ

[2] اس سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ اکثر ایسا کیا کرتے مگر یہ نہیں ثابت ہوتا کہ زوال سے پہلے جمعہ درست نہیں ۱۲ منہ

[3] اور دنوں میں ان کی عادت یہ تھی کہ دوپہر کو پہلے لیٹ رہتے پھر اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے مگر جمعہ کے دن پہلے نماز پڑھ لیتے پھر لیٹتے تاکہ جمعہ کی نماز میں دیر نہ ہو اس حدیث سے بظاہر امام احمد کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ زوال سے پہلے بھی درست ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زوال ہوتے ہی پڑھ لیتے بہرحال افضل یہ ہے کہ زوال کے بعد جمعہ میں دیر نہ کی جائے جیسے ہمارے زمانہ میں بدعتی لوگ ہمیشہ تین بجے یا دو بجے جمعہ پڑھا کرتے ہیں منہ

[4] یونس بن بکیر کی روایت کو امام بخاری نے ادب مفرد میں نکالا اس میں یوں ہے کہ جب گرمی ہوتی تو آپ ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی سویرے پڑھتے اور اسمٰعیل کی روایت میں ظہر کی صراحت ہے ۱۲ منہ

أَبُو خَلْدَةَ صَلَّى بِنَا أَمِيرُ الْجُمُعَةَ ثُمَّ قَالَ لِأَنَسٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ۔

بیان کیا کہ ایک امیر نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پھر انس رضؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے [1]

بَابٌ ۵۷۲ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کی نماز کے لیے چلنے کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ قَالَ السَّعْيُ الْعَمَلُ وَالذَّهَابُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِيْنَئِذٍ وَقَالَ عَطَاءٌ تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَشْهَدَ۔

اور اللہ تعالیٰ نے جو (سورہ جمعہ میں) فرمایا فاسعوا الیٰ ذکر اللہ اس کی تفسیر اور جس نے کہا کہ سعی کے معنے عمل کرنا اور چلنا جیسے سورہ بنی اسرائیل میں ہے وسعی لہا سعیہا [2] اور ابن عباس رضؓ نے کہا جمعہ کی اذان ہوتے ہی بیچ کھوچ حرام ہو جاتی ہے [3] اور عطاء بن ابی رباح نے کہا ہر پیشہ (دنیا کا کام) حرام ہو جاتا ہے [4] اور ابراہیم ابن سعد ابن شہاب زہری سے روایت کی انہوں نے کہا جب جمعہ کے دن مؤذن اذان دے اور کوئی مسافر اس کو سنے تو جمعہ میں آنا اس پر واجب ہو جاتا ہے [5]

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ أَدْرَكَنِي أَبُو عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے یزید بن ابی مریم نے کہا ہم سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے انہوں نے کہا میں جمعہ کی نماز کے لیے جا رہا تھا رستے میں) ابو عبس (عبدالرحمٰن بن جبرؓ صحابی) مجھ سے ملے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ کی راہ میں جس کے پاؤں پر گرد پڑے

---

[1] بشر بن ثابت کی روایت کو اسمعیل اور بیہقی نے وصل کیا اس امیر کا نام حکم بن ابی عقیل ثقفی تھا یہ حجاج بن یوسف ظالم کا چچا زاد بھائی تھا اور نائب تھا اور حجاج مردود کی طرح یہ بھی خطبے کو اتنا لمبا کرتا کہ نماز کا اخیر وقت ہو جاتا ۱۲ قسطلانی [2] یہاں سعی کے معنے عمل کے ہیں یعنی جس نے عمل کیا آخرت کے لیے وہ عمل جو اس کے لیے درکار ہے ابن منیر نے کہا جب سعی کا حکم ہوا اور بیع منع ہوئی تو معلوم ہوا کہ سعی سے وہ عمل مراد ہے جس میں خدا کی عبادت ہو مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خدا کا کام کرو دنیا کو چھوڑ دو ۱۲ منہ [3] اس کو ابن حزم نے وصل کیا عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے ۱۲ منہ [4] اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] حافظ نے کہا میں نے اس کو ابراہیم کی روایت سے نہیں پایا البتہ ابن منذر نے زہری سے اس کو نقل کیا لیکن زہری سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں ایک میں یہ ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب ہے دوسری میں یہ ہے کہ واجب نہیں ابن منذر نے کہا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا زہری کا مطلب یہ ہے کہ مسافر حالت سفر میں کسی بستی پر سے گزرے وہاں جمعہ کی اذان سنی تو بغیر نماز پڑھے آگے جانا اس کو حرام ہے ۱۲ منہ

اللہِ حَرَّمَہُ اللہُ عَلَی النَّارِ۔

تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔[1]

۸۶۱- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ (معمولی چال سے) چلتے ہوئے اور آہستگی سے اور اطمینان کو لازم کر لو پھر جتنی نماز (امام کے ساتھ) ملے وہ پڑھ لو اور جتنی نہ ملے اس کو پورا کر لو۔

۸۶۲- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوقتیبہ بن قتیبہ نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری سے امام بخاری نے کہا میں سمجھتا ہوں[2] انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تک مجھ کو نہ دیکھو نہ اٹھو اور آہستگی سے چلنا لازم کر لو۔

بَابٌ ۵۷۲ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن جہاں دو آدمی ملے بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ گھسے۔

---

[1] یعنی یہ معمولی چال سے چل رہے تھے اگر دوڑ کر جاتے ہوتے تو ابوعبس اس سے بات چیت کیسے کر سکتے دوسرے یہ کہ ابوعبس نے جمعہ کے لیے جانے کو جہاد کی طرح قرار دیا اور جہاد میں معمولی چال سے چلتے ہیں دوڑتے نہیں پس یہ روایت باب کے مطابق ہو گئی ایسا ہی کہا ابن منیر نے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جمعہ کی نماز بھی ایک نماز ہے اور اس لیے دوڑ نا منع ہوا معمولی چال سے چلنے کا حکم ہوا یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

[3] امام بخاری نے احتیاط کی راہ سے اس میں شک کیا کہ یہ حدیث ابوقتادہ کے بیٹے عبداللہ نے اپنے باپ سے موصولاً روایت کی یا عبداللہ نے اس کو مرسلاً روایت کیا شاید یہ حدیث انہوں نے اس کتاب میں اپنی یاد سے لکھی اس وجہ سے ان کو شک رہی لیکن اسمٰعیل نے اسی سند سے اس کو نکالا اس میں شک نہیں ہے عبداللہ سے انہوں نے ابوقتادہ سے روایت کی موصولاً ۱۲ منہ

۸۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ وَدِیْعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْمَسَّ مِنْ طِیْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَلَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو ابن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید سے انہوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے انہوں نے سلمان فارسیؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی اور طہارت کرے پھر تیل یا خوشبو لگائے پھر چلے اور (مسجد میں آنکر) دو کے بیچ میں نہ گھسے اور جتنی اس کی قسمت میں لکھی ہے (نفل) نماز پڑھے پھر جب امام برآمد ہو (خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے اس کے گناہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے بخش دیے جائیں گے[1]

بَابٌ ۵۷۴ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ اَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَقْعُدُ فِیْ مَکَانِهٖ۔

باب جمعہ کے دن کسی مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے (یوں کہہ سکتا ہے بھیا ذرا کھل بیٹھو)

۸۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ اَخَاهُ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَیَجْلِسَ فِیْهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ اَلْجُمُعَةَ قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَیْرَهَا۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے مخلد بن یزید نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے بھائی (مسلمان کو) اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھے ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا یہ جمعہ کے دن حکم ہے انہوں نے کہا جمعہ غیر جمعہ سب میں[2]

بَابٌ ۵۷۵ اَلْاَذَانِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن اذان کا بیان

۸۶۵- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا کہ ہم سے محمد بن

---

[1] یہ حدیث اُوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ [2] مسجد خدا کی ہے کسی کے باوا دادا کی ملک نہیں جو نمازی پہلے آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا حق دار ہے اب بادشاہ یا وزیر بھی آئے تو اس کو اٹھانے کا حق نہیں رکھتا کہتے ہیں حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور بیٹھ جاتے اس کے بعد بستی کے امیر لوگ آتے تو ان کو غریب سمجھ کر اٹھاتے اٹھاتے مسجد کے باہر کر دیتے کئی بار ایسا اتفاق ہوا لیکن خاموش ہو رہے آخر جب تنگ آئے اور وہاں کے لوگوں نے یہ بری حرکت نہ چھوڑی تو مخدوم صاحب جو مسجد سے باہر نکال دیے گئے تھے اور امیر امرا سب اندر تھے ایک بارگی مسجد سے کہنے لگے سب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتی مسجد اسی وقت گر پڑی اور یہ سب مغرور لوگ وہیں دب کر مر گئے

اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِيْنَةِ۔

عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں بھی جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی جب امام (خطبہ کے لیے) منبر پر بیٹھا کرتا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب لوگ بہت ہوگئے (مدینہ کی آبادی بڑھ گئی) انہوں نے زوراء پر تیسری اذان بڑھائی امام بخاری نے کہا زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے

بَابٌ ۵۷۶ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن ایک ہی مؤذن کا اذان دینا۔

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ الَّذِيْ زَادَ التَّاْذِيْنَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ وَّكَانَ التَّاْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا تیسری اذان جمعہ کے دن حضرت عثمانؓ نے بڑھائی جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مؤذن جمعہ میں اذان دیتا اور وہ بھی اس وقت جب امام منبر پر بیٹھتا ہے۔[1]

بَابٌ ۵۷۷ يُجِيْبُ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ۔

باب امام منبر پر بیٹھے بیٹھے اذان سن کر اس کا جواب دے۔

---

[1] تیسری اذان اس کو اس لیے کہا کہ تکبیر بھی اذان ہے حضرت عثمانؓ کے بعد سے پھر یہی طریقہ جاری ہوگیا کہ جمعہ میں ایک پہلی اذان ہے پھر جب امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان دیتے ہیں پھر نماز شروع کرتے وقت تیسری اذان یعنی تکبیر کہتے ہیں گو حضرت عثمانؓ کا فعل بدعت نہیں ہوسکتا اس لیے کہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہیں مگر انہوں نے یہ اذان ایک ضرورت سے بڑھائی کہ مدینہ کی آبادی دور دور تک پہنچ گئی تھی اور خطبہ کی اذان ان سب کے جمع ہونے کے لیے کافی نہ تھی آتے آتے ہی نماز ختم ہو جاتی مگر جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں بموجب سنت نبوی صرف خطبے ہی کے وقت اذان دینا چاہیے اور خوب بلند آواز سے نہ کہ جیسا جاہل لوگ خطبہ کے وقت آہستہ سے اذان دیتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے نکالا کہ تیسری اذان بدعت ہے یعنی ایک نئی بات ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نہ تھی اب اس سنت نبوی کو سوا اہل حدیث کے اور کوئی بجا نہیں لاتے جہاں دیکھو سنت عثمانی ہی کا رواج ہے ۱۲ منہ

[2] اس سے ان لوگوں کا رد کیا ہو اجو کہتے ہیں آنحضرتؐ جب منبر پر جاتے تو تین مؤذن ایک کے بعد ایک اذان دیتے ۱۲ منہ

۸۶۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاْذِيْنَ قَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مِنْ مَقَالَتِيْ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف نے انہوں نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا وہ منبر پر بیٹھے تھے مؤذن نے آذان دی اس نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر معاویہ نے بھی کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ معاویہؓ نے کہا وانا یعنی میں بھی گواہی دیتا ہوں پھر مؤذن نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ معاویہؓ نے کہا وانا جب مؤذن اذان کہہ چکا تو معاویہؓ نے کہا لوگو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا اسی جگہ یعنی منبر پر آپ بیٹھے تھے مؤذن نے آذان دی تو آپ یہی فرماتے رہے جو تم نے مجھ کو کہتے سُنا[1]

باب ۵۷۸ الْجُلُوْسُ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّاْذِيْنِ۔

باب جمعہ کی آذان ختم ہونے تک امام منبر پر بیٹھا رہے۔

۸۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّآئِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ التَّاْذِيْنَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَرَ بِهٖ عُثْمَانُ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّاْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کا حضرت عثمانؓ نے حکم دیا جب مسجد میں آنے والے بہت ہو گئے اور جمعہ کے دن آذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھتا[2]

باب ۵۷۹ التَّاْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

باب جمعہ کی اذان خطبے کے وقت دینا۔

۸۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے

---

[1] یعنی اسی طرح اذان کا جواب دیتے رہے جیسے میں نے جواب دیا جو تم نے سنا ۱۲ منہ [2] ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے کوفہ والوں کا رد کیا جو کہتے ہیں خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مشروع ہے ۱۲ منہ

الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ۔

زہری سے انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سنا وہ کہتے تھے جمعہ کی پہلی آذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس وقت ہوتی جب امام (خطبہ کے لیے) منبر پر بیٹھتا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور نمازی بہت بڑھ گئے تو انہوں نے تیسری اذان کا حکم وہ زوراء پر دی گئی پھر یہی دستور قائم رہا[1]

بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ ۵۸۰۔

باب خطبہ منبر پر پڑھنا۔

وَقَالَ أَنَسٌ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ

اور انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ سنایا[2]

۸۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری قرشی اسکندرانی نے کہا ہم سے ابوحازم (سلمہ) ابن دینار نے کہ کچھ لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے[3] وہ آنحضرتؐ کے منبر میں جھگڑ رہے تھے کہ اس کی لکڑی کس درخت کی تھی ان سے پوچھا انہوں نے کہا قسم خدا کی میں جانتا ہوں وہ لکڑی کون سی لکڑی تھی اور جس دن وہ رکھا گیا اور جب پہلے پہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بیٹھے ہیں اس کو بھی جانتا ہوں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری فلانی عورت[4] پاس کہلا بھیجا (سہل نے اس کا نام بھی لیا) اپنے غلام سے[5] کہہ جو بڑھئی ہے[6] وہ ایسی لکڑیاں مجھ کو بنا دے کہ لوگوں کو وعظ سناتے وقت ان پر بیٹھ جایا کروں اس نے اپنے غلام کو حکم دیا اور غلام نے غابہ کے جھاؤ کا منبر[7] بنایا اور

---

[1] تمام شہروں میں یہی قاعدہ جاری ہو گیا کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جائیں ایک اقامت ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب الاعتصام والفتن میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا ان کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ [4] اس کا نام فکیہہ یا علاثہ یا عائشہ تھا یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [5] اس کا نام میمون یا ابراہیم یا باقول یا باقوم یا صباح یا قبیصہ یا کلاب یا تمیم یا مینا یا رومی تھا ۱۲ منہ [6] یعنی کھڑے کھڑے ان لکڑیوں پر وعظ کہا کروں جب بیٹھنے کی ضرورت ہو تو ان پر بیٹھ بھی جاؤں پس ترجمہ باب نکل آیا بعضوں نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا آپ نے اس منبر پر خطبہ پڑھا ۱۲ منہ [7] غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ کے قریب وہاں جھاؤ کے درخت بہت تھے ۱۲ منہ

جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلٰوتِي

اس عورت کے پاس سے آیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپ نے حکم دیا وہ (مسجد میں) رکھا گیا سہل کہتے ہیں پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے اسی پر نماز شروع کر دی تکبیر کہی پھر رکوع بھی اسی پر کیا رکوع کے بعد الٹے پاؤں نیچے اترے[1] اور اتر کر اس کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر چلے گئے (دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا) جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سیکھ جاؤ[2]

۸۷۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ سَمِعَ جَابِرًا -

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے کہا مجھ کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی کہا مجھ کو حفص بن عبید اللہ بن انس نے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے سُنا (مسجد نبوی میں) ایک کھجور کی کڑی تھی آپ خطبہ سناتے وقت اس پر کھڑے ہوتے جب آپ کے لیے منبر رکھا گیا تو اس کڑی میں سے ہم نے (رونے کی) آواز سنی جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے آپ نے جب یہ حال دیکھا تو منبر پر سے اترے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا) جب وہ آواز موقوف ہوئی تو سلیمان نے یحییٰ سے یوں روایت کی مجھ کو حفص بن عبید اللہ بن انس نے خبر دی انہوں نے جابرؓ سے سنا[3]

۸۷۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن

---

[1] الٹے پاؤں اس لیے اترے کہ منہ قبلے ہی کی طرف رہے ۱۲ منہ [2] کیونکہ جب امام اونچی جگہ پر ہو تو اس کے سب کام سب مقتدیوں کو دکھلائی دیتے ہیں ورنہ پیچھے والوں کو اچھی طرح نہیں دکھلائی دیتا معلوم ہوا کہ اس قدر عمل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ [3] سلیمان کی روایت کو خود امام بخاری نے علامات النبوۃ میں نکالا اس روایت میں انسؓ کے بیٹے کا نام مذکور ہے یہ کڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر رونے لگے جب آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو اس کو تسلی ہو گئی کیا مومن کو اس کڑی برابر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں جو آپ کے کلام پر دوسروں کی رائے اور قیاس کو مقدم سمجھتے ہیں ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ جَاءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ۔

بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔

بَابُ ۵۸۱ الْخُطْبَةِ قَائِمًا۔

باب خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا[1]

وَقَالَ اَنَسٌ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا۔

اور انسؓ نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے کھڑے خطبہ سنا رہے تھے[2]

۸۷۳۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ كَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ

ہم سے عبیداللہ بن عمر قواریری نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر (پہلے خطبہ کے بعد) بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے جیسے تم اس وقت کرتے ہو۔

بَابُ ۵۸۲ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ اِذَا خَطَبَ

باب جب امام خطبہ پڑھے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں۔

وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَسٌ الْاِمَامَ

اور عبداللہ بن عمرؓ اور انسؓ نے (خطبہ میں) امام کی طرف منہ کیا[3]

۸۷۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ هِلَالِ ابْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ یَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ہلال بن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا ہم سے عطاء بن یسار نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم (سب) آپ کے گرداگرد بیٹھے[4]

---

[1] شافعیہ نے کہا قیام شرط ہے خطبہ کی کیونکہ قرآن شریف میں ہے وترکوک قائما اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا عبدالرحمٰن بن ابی الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا تو کعب بن عجرہ صحابیؓ نے اس پر اعتراض کیا البتہ اگر کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر خطبہ پڑھ سکتا ہے اور معاویہؓ نے مٹاپے کی وجہ سے بیٹھ کر خطبہ پڑھا جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا اور حنفیہ کے نزدیک خطبہ میں قیام سنت ہے ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری باب الاستسقاء میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] ابن عمرؓ کی روایت کو بیہقی نے اور انس کی روایت کو ابونعیم نے نکالا ۱۲ منہ [4] تو سب لوگوں نے آنحضرتؐ کی طرف منہ کیا اور باب کا یہی مطلب ہے شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ امر سنت ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۵۸۳ مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ -

رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۷۵- وَقَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ قُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَإِلَى جَنْبِي قِرْبَةٌ فِيهَا مَاءٌ فَفَتَحْتُهَا فَجَعَلْتُ أَصُبُّ مِنْهَا عَلَى رَأْسِي فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ قَالَتْ وَلَغَطَ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْكَفَأْتُ إِلَيْهِنَّ لِأُسَكِّتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ قَالَتْ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ

باب خطبہ میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اما بعد کہنا۔[1]

اس کو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمود بن غیلان (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھ کو فاطمہ بنت منذر نے خبر دی انہوں نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس گئی اس وقت لوگ (گہن کی) نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے لوگوں کو کیا ہوا ہے انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کیا کوئی (عذاب کی) نشانی ہے انہوں نے سر ہلایا یعنی ہاں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی لمبی نماز پڑھی یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی اور میرے بازو پانی کی ایک مشک رکھی تھی میں اس کو کھول کر اپنے سر پہ پانی ڈالنے لگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز سے فارغ ہوئے) اس وقت سورج صاف ہو گیا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور جیسی اللہ کو سزاوار ہے ویسی اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد[2] فرمایا تھا کہ کچھ انصاری عورتوں نے شور و غل شروع کیا میں نے ان کے چپ کرنے کو ادھر مڑی (آپ کا کلام نہ سن سکی) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ نے کیا فرمایا انہوں نے کہا آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو مجھ کو نہیں دکھلائی گئی تھی مگر (آج) اس جگہ میں نے اس کو دیکھ لیا) یہاں تک کہ بہشت دوزخ کو بھی اور مجھ پر وحی آئی کہ قبروں میں تمہاری ایسی آزمائش ہو گی جیسے کانے دجال کے سامنے یا اس کے قریب قریب تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتہ آئے گا اور پوچھے گا تو اس شخص کے

---

[1] اس روایت کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی بعد حمد و ثنا کے اب آپ نے مطلب شروع کیا اور فرمایا کہ گہن کہ اللہ جل جلالہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے وہ کسی کی موت اور زیست سے نہیں ہوتا یہیں سے باب کا مطلب نکلا ۱۲ منہ

بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْقَالَ الْمُوْقِنُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاٰمَنَّا وَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِالْمُرْتَابُ شَكَّ هِشَامٌ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ قَالَ هِشَامٌ فَلَقَدْ قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ فَاَوْعَيْتُهٗ غَيْرَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلَّظُ عَلَيْهِ۔

باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا ایمان دار یا یقین والا ہشام راوی نے شک کی یوں کہے گا وہ اللہ کے پیغمبر ہیں محمدؐ ہمارے پاس دلیلیں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہم ان پر ایمان لائے اور مقبول کیا اور تابع ہوئے اور سچا جانا تب اس سے کہا جائے گا اچھی طرح (آرام سے) سو جا ہم تو (پہلے ہی سے) جانتے تھے کہ تو ان پر ایمان رکھتا تھا اور منافق یا شک کرنے والا ہشام راوی نے شک کی" اس سے جب کہا جائے گا تو اس شخص کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا وہ کہے گا مجھے کچھ معلوم نہیں میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا (کہ شاعر ہے یا جادوگر) میں بھی وہی کہنے لگا ہشام نے کہا فاطمہ بنت منذر نے جو جو کہا میں نے وہ سب یاد رکھا لیکن انہوں نے منافق پر جو سختی کی جائے گی اس کا بیان بھی کیا (وہ مجھے یاد نہ رہا)۔ [1]

۸۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَالٍ اَوْبِشَيْءٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰى رِجَالًا وَّتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهٗ اَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ اُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِيْ وَلٰكِنْ اُعْطِيْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰى فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى

ہم سے محمد بن معمر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعاصم نے انہوں نے جریر بن حازم سے انہوں نے کہا میں نے امام حسن بصری سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا یا کوئی چیز آئی آپ نے اس کو بانٹ دیا بعضوں کو دیا بعضوں کو نہیں دیا پھر آپ کو خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو نہیں دیا وہ ناراض ہیں آپ نے اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد خدا کی قسم میں ایک شخص کو (مال وغیرہ) دیتا ہوں اور ایک کو نہیں دیتا پھر جس کو نہیں دیتا میں اس کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں جس کو دیتا ہوں لیکن جن لوگوں کو میں دیتا ہوں اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے چینی اور بھوکلاپن پاتا ہوں اور بعضے لوگوں کو (جن کو نہیں دیتا) ان کی سیر چشمی اور بھلائی پر تکیہ کر کے جو اللہ نے

[1] دوسری روایت میں وہ سختی مذکور ہے کہ پھر فرشتہ اس کو آگ کے گرز سے مارے گا یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے ہمزہ ۵۲ ہمیں سے ترجمہ باب نکالا منہ

وَالْخَيْرِ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ -

ان کے دلوں میں رکھی ہے انہی لوگوں میں عمرو بن تغلب ہے عمرو نے کہا خدا کی قسم یہ بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میرے حق میں) فرمائی اس کے بدل اگر سرخ سرخ اونٹ مجھ کو ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی[1]

۸۷۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا تَابَعَهُ يُونُسُ -

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی ان کو حضرت عائشہؓ نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کو (اپنے حجرے سے) باہر برآمد ہوئے آپ نے مسجد میں (تراویح) کی نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی صبح کو لوگوں نے اس کا چرچا کر دیا تو پہلی رات سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوئے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر صبح کو چرچا ہوا تو تیسری رات کو مسجد کے لوگ اور زیادہ اکٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی چوتھی رات ہیں تو اتنے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی (لیکن آپ برآمد نہیں ہوئے) صبح کی نماز کے وقت آپ باہر آئے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا پھر فرمایا اما بعد[2] مجھ کو معلوم تھا کہ تم لوگ مسجد میں اکٹھا ہو لیکن (میں نہیں نکلا) اس ڈر سے کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم سے نہ ہو سکے عقیل کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے بھی (زہری سے) روایت کیا[3]

---

[1] سبحان اللہ صحابہ کے نزدیک آنحضرتؐ کا ایک کلمہ فرمانا جس سے آپ کی رضامندی ان سے معلوم ہو ساری دنیا کا مال و دولت ملنے سے زیادہ پسند تھا۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال خلق ثابت ہوا کہ آپ کسی کی ناراضی پسند نہیں فرماتے بخشنے نہ کسی کی دل شکنی آپ نے ایسا خطبہ سنایا کہ جن لوگوں کو نہیں دیا تھا وہ ان سے بھی زیادہ خوش ہو گئے جن کو دیا تھا ۱۲ منہ

[2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ

[3] اس کو امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ

۸۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا بَعْدُ وَتَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ فِي أَمَّا بَعْدُ.

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی انہوں نے ابو حمید ساعدی سے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو (عشا کی) نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اور جیسے اللہ کو لائق ہے ویسی اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد[1] زہری کے ساتھ اس حدیث کو ابو معاویہ اور ابو اسامہ نے بھی ہشام بن عروہ سے روایت کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے ابو حمیدؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا اما بعد اور ابو الیمان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن یحیی عدنی نے بھی سفیان سے روایت کیا اس میں صرف اما بعد ہے[2]

۸۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ -

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا انہوں نے مسور بن مخرمہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے میں نے خود سنا آپ نے تشہد پڑھ کر اما بعد فرمایا شعیب کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی نے بھی زہری سے روایت کیا[3]

۸۸۰- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ آخِرَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے ابن الغسیل عبدالرحمٰن بن سلیمان نے کہا ہم سے عکرمہ نے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (موت کی بیماری میں) منبر پر چڑھے اور یہ آپ کا آخری

---

[1] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے ایمان اور نذور میں نکالا ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا جب زکوٰۃ کا مال لایا تو بعضی چیزوں کی نسبت یہ کہنے لگا کہ یہ مجھ کو بطور تحفہ کے ملی ہیں اس وقت آپ نے عشا کے بعد یہ خطبہ سنایا ۱۲ منہ

[2] یعنی یہ متابعت صرف اما بعد کے کہنے میں ہے پوری حدیث میں نہیں ہے ابو معاویہ اور ابو اسامہ اور عدنی کی روایتوں کو امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ

[3] زبیدی کی روایت کو طبرانی نے وصل کیا شامیوں کی مسند میں ۱۲ منہ

مَجْلِسٍ جَلَسَهٗ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهٗ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَيَّ فَثَابُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ يَقِلُّوْنَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَّلِيَ شَيْئًا مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ اَنْ يَّضُرَّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعَ فِيْهِ اَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔

بیٹھنا تھا ایک چادر مونڈھوں پر ڈالے ہوئے ایک کالے کپڑے سے سر باندھے ہوئے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا لوگو میرے پاس آؤ وہ (سب) آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اما بعد دیکھو یہ انصار کا قبیلہ (جو اب بہت ہے) کم ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے[1] پھر محمدؐ کی امت میں جو کوئی کچھ حکومت پیدا کرے جس کی وجہ سے کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ انصار کے نیک لوگوں کی نیکی منظور کرے اور ان کے بُرے کی برائی سے درگزر کرے[2]۔

بَابُ ۵۸۴ الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے بیچ میں بیٹھنا۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا ہم سے بشیر بن مفضل نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) دو خطبے پڑھتے ان کے بیچ میں بیٹھتے۔

بَابُ ۵۸۵ الْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْخُطْبَةِ۔

باب خطبہ کان لگا کر سننا۔

۸۸۲- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو عبد اللہ سلمان اغر سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ترقی بے حد ہوگی ہزاروں لاکھوں آدمی اور قوموں کے مسلمان ہوں گے پھر انصار اتنے بہت سے آدمیوں میں کم ہی معلوم ہوں گے جو اس وقت مسلمانوں کی کمی کی وجہ سے بہت معلوم ہوتے ہیں ۱۲ منہ

[2] یعنی انصار کے لوگوں پر نگاہ شفقت رکھے حتی المقدور اگر ان سے کوئی بھی خطا ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کرے اور یہ صلہ ہے ان کے امداد اور اعانت کا جو انہوں نے پیغمبر صاحبؐ کے ساتھ کی اس لیے ہر مسلمان پر ان کا حق ہے امام بخاری ان سب حدیثوں کو اس لیے لائے کہ ان سے خطبہ میں اما بعد کہنا ثابت ہوتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حدود شرعیہ انصار پر سے اٹھا دی جائیں حدود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر غریب امیر سب پر قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ مراد دوسری خفیف غلطیاں اور خطائیں ہیں ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے کیا کرتے ہیں (جامع) مسجد کے دروازے پہ کھڑے ہو کر (نمازیوں کے نام) لکھتے ہیں جو پہلے آتا ہے اس کو پہلے جو بعد آتا ہے اس کو بعد اور جو کوئی سویرے جاتا ہے اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جو اونٹ قربانی کرے پھر ایسے کی جو گائے قربانی کرے پھر ایسے کی جو مینڈھا پھر ایسے کی جو مرغی پھر ایسے کی جو انڈا پھر جب امام (خطبہ کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنی بہیاں لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ کان لگا کر سنتے ہیں[1]

بَابٌ ۵۸۶ - إِذَا رَأَى الْإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ أَمَرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

باب امام خطبہ کی حالت میں کسی شخص کو جو آئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دے سکتا ہے۔

۸۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ فَقَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو ابن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا جمعہ کے دن ایک آدمی (سلیک غطفانی) اس وقت آیا جب آپ خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا بھلے آدمی تو نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھی اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کھڑا ہو پڑھ لے[2]

بَابٌ ۵۸۷ - مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

باب خطبہ ہو رہا ہو اور کوئی مسجد میں آئے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لے[3]

---

[1] امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ نمازیوں کو بھی خطبہ کان لگا کر سننا چاہیے کیوں کہ فرشتے بھی کان لگا کر سنتے ہیں شافعیہ کے نزدیک خطبہ کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے حنفیہ کے نزدیک خطبے کے وقت نماز اور کلام دونوں منع ہیں بعضوں نے کہا دنیا کا بیکار کلام منع ہے لیکن ذکر یا دعا منع نہیں ہے امام احمد کا قول یہ ہے کہ جو خطبہ سنتا ہو یعنی خطبہ کی آواز اس کو پہنچتی ہو اس کو منع ہے جو نہ سنتا ہو اس کو منع نہیں شوکانی نے اہل حدیث کا مذہب یہ لکھا ہے کہ خطبے کے وقت خاموش رہے سید علامہ نے کہا تحیۃ المسجد مستثنے ہے جو شخص مسجد میں آئے اور خطبہ ہو رہا ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لے اسی طرح امام کا کسی ضرورت سے بات کرنا جیسے صحیح احادیث میں وارد ہے ۱۲ منہ

[2] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لے یہی اہل حدیث اور امام احمد کی دلیل ہے کہ خطبے کی حالت میں تحیۃ المسجد پڑھ لینا چاہیے حدیث سے یہ نکلا کہ امام خطبے کی حالت میں ضرورت سے بات کر سکتا ہے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

[3] ہلکی پھلکی سے یہ مطلب ہے کہ قرأت کو طول نہ دے یہ نہیں کہ جلدی جلدی پڑھے ۱۲ منہ

۸۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے سنا ایک شخص جمعہ کے دن اس وقت آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے اس سے پوچھا تو نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھی اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اٹھ دو رکعتیں پڑھ۔

بَابُ ۵۸۸ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ

باب خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

۸۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْكُرَاعُ هَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبدالعزیز بن انس سے دوسری سند اور حماد نے یونس سے بھی روایت کی عبدالعزیز اور یونس دونوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا کہنے لگا یا رسول اللہ (برسات نہ ہونے سے) گھوڑے تباہ ہو گئے بکریاں مر گئیں تو اللہ سے دعا فرمایئے پانی برسائے آپ نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی[۱]

بَابُ ۵۸۹ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کے دن خطبہ میں پانی کی دعا کرنا۔

۸۸۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام ابوعمرو اوزاعی نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا ایک بار آپ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے

[۱] ترجمہ باب میں دونوں ہاتھ اٹھانے سے یہی ہاتھوں کا پھیلانا مراد ہے امام بخاری نے یہ لفظ فمد یدیہ لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ رفع یدین سے وہ رفع مراد نہیں ہے جو نماز میں ہوتا ہے ورنہ آگے کے باب کی حدیث اس ترجمہ باب کے زیادہ مطابق تھی جس میں صاف فرفع یدیہ ہے ۱۲ منہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

اتنے میں ایک گنوار کھڑا ہوا[1] کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے اللہ سے دعا فرمایئے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آسمان میں ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دکھائی دیتا تھا تو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ نے ابھی ہاتھوں کو اتارا نہیں تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل امنڈ آئے اور منبر سے آپ نہیں اترے (پانی برسنا شروع ہوا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا آپ کی ریش مبارک پر پانی ٹپک رہا ہے غرض اس دن سارے دن پانی پڑتا رہا اور کل اور پرسوں اور ترسوں دوسرے جمعہ تک پھر (دوسرے جمعہ کو) وہی گنوار یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ گھر گر گئے اور جانور ڈوب گئے اللہ سے دعا فرمایئے (اب پانی موقوف ہو) آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ ہمارے گرد برسا ہم پر نہ برسا پھر آپ ابر کے جس کونے کی طرف اشارہ کرتے ادھر سے ابر کھل جاتا کھلتے کھلتے سارے مدینے سے ابر ہٹ گیا) اور مدینہ گویا ایک گول دائرہ بن گیا[2] اور قناۃ[3] کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور جو کوئی باہر سے آیا اس نے کہا خوب بارش ہو رہی ہے۔

بَابُ الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَإِذَا قَالَ لِصَاحِبِهِ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا وَقَالَ سَلْمَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ۔

باب جمعہ کے دن خطبہ کے وقت چپ رہنا اور جب کسی نے (خطبہ کے وقت) اپنے ساتھی سے کہا چپ رہ تو اس نے خود لغو حرکت کی[4] اور سلمان فارسیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جب امام خطبہ شروع کرے اس وقت چپ رہے[5]۔

---

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] گرداگرد ابر بیچ میں کھلا ہوا سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور معجزہ کیا ہوگا ۱۲ منہ [3] قناۃ ایک وادی کا نام ہے ۱۲ منہ [4] دوسرے کو نصیحت اپنے فضیحت چاہیے تھا چپ رہنا یہ کہنا کہ چپ رہ یہ بھی ایک بات ہے یہ مضمون خود ایک حدیث کی عبارت ہے جس کو نسائی نے نکالا ۱۲ منہ [5] یہ باب لا کر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے خطبہ شروع ہونے سے پہلے ہی چپ رہنا لازم قرار دیا ہے سلمان کی یہ روایت اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۸۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ان کو ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن یوں کہے چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تو نے خود ایک لغو (بیجا) حرکت کی[1]

بَابُ ۵۹۱ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

باب جمعہ کے دن کی وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

۸۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن ذکر کیا تو فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے جب کوئی مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو عنایت فرمائے گا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے یہ بتلایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے[2]

بَابُ ۵۹۲ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَصَلَاةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ۔

باب اگر جمعہ کی نماز میں کچھ مقتدی چل دیں تو امام اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی[3]

۸۸۹ - حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا

ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ نے

---

[1] چاہیے تھا اشارے سے منع کرنا یا کنکری پھینک کر دوسری روایت میں ہے اس کا جمعہ جمعہ نہیں رہا یعنی ظہر بن گیا عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندیں اس کا جمعہ ظہر ہو گیا ۱۲ منہ

[2] اس کا زمانہ کم ہے شب قدر کی طرح اس ساعت میں بھی بہت اختلاف ہے مگر سب میں قوی قول یہ ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے شروع ہوتی ہے اور نماز پوری ہونے پر ختم ہو جاتی ہے بعضوں نے کہا وہ جمعہ کی اخیر ساعت ہے بعضوں نے کہا یہ ساعت اب نہیں ہوتی اٹھالی گئی بعضوں نے کہا سال بھر میں ایک جمعہ میں آتی ہے ۱۲ منہ

[3] شافعیہ اور حنابلہ نے جمعہ کے لیے امام کے سوا چالیس شخصوں کی اور مالکیہ نے بارہ کی اور حنفیہ نے امام سمیت چار کی شرط کی ہے چونکہ ان اعداد کے اثبات کے لیے کوئی حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی لہذا اس کو نہ لا سکے صرف یہ امر بیان کیا کہ اگر کچھ مقتدی خطبہ پڑھتے ہیں یا نماز شروع ہوئے بعد چل دیں تو باقی لوگوں کی نماز صحیح ہو جائے گی اہل حدیث کے نزدیک ایک مقتدی بھی امام کے ساتھ رہے تو جمعہ کی نماز صحیح ہے ۱۲ منہ

زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

انہوں نے حصین سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کہا ہم سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھے[1] اتنے میں غلہ لادے ہوئے ایک قافلہ آن پہنچا[2] لوگ (خطبہ سننا چھوڑ کر) ادھر چل دیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا[3] اس وقت سورہ جمعہ کی یہ آیت اتری اور جب وہ کوئی سوداگری کا مال یا تماشا دیکھتے ہیں تو ادھر دوڑ پڑتے ہیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں[4]

بَابُ ۵۹۲ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا۔

باب جمعہ کے بعد اور جمعہ سے پہلے سنت پڑھنا

۸۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں اور عشا کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد مسجد میں کچھ نہ پڑھتے جب اپنے گھر میں لوٹ کر آتے تو دو رکعتیں پڑھتے[5]

---

[1] یعنی نماز کی تیاری میں جیسے دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑھ رہے تھے اور احتمال ہے کہ اس وقت تک نماز میں بھی چلنا یا کچھ دیکھنا منع نہ ہوا ہوگا ۱۲ منہ [2] اتفاق سے ان دنوں مدینہ میں غلہ کی قلت تھی اور لوگوں کو اناج کی بہت احتیاج تھی کہتے ہیں یہ قافلہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا تھا جیسے ابن مردویہ نے نقل کیا یا دحیہ کلبی کا جیسے طبرانی نے نقل کیا احتمال ہے کہ دونوں اس میں شریک ہوں ۱۲ منہ [3] یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابی کی شان میں خود قرآن شریف میں یہ آیت ہے رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ تو یہ حدیث اس کے خلاف پڑتی ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقع اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے اس کے بعد صحابہ نے توبہ کی ہوگی اور بار دگر ایسا کام نہ کیا ہوگا ۱۲ منہ [4] حدیث میں جمعہ سے پہلے کسی سنت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید ظہر سے پہلے جو دو رکعتیں مذکور ہیں اسی پر جمعہ کو بھی قیاس کیا اکثر علما کا قول یہی ہے کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں سنت ہیں اور حنفیہ نے چار کو اور ابو یوسف نے چھ کو اختیار کیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی سنت اس جگہ نہ پڑھے جہاں فرض پڑھے ہوں اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ پڑھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتیں مسجد میں نہیں پڑھیں بلکہ گھر میں آن کر بعضوں کے نزدیک جمعہ کے قبل اور بعد کوئی سنت نہیں ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبل نے جمعہ کے بعد دو سنتوں کو اختیار کیا ہے اور صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے اور چار رکعت کی روایتیں ضعیف ہیں اور بعضی موقوف ہیں ۱۲ منہ

بَابُ ۵۹۴ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ -

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ جمعہ میں) یہ فرمانا جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو (اپنے اپنے کام کاج کے لیے) زمین میں پھیل پڑو اور اللہ کا فضل (روزی رزق یا علم) ڈھونڈو۔

۸۹۱ - حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِيْنَا امْرَاَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى اَرْبِعَاءَ فِيْ مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِيْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ اِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ -

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف مدنی نے کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا ہم لوگوں میں ایک عورت تھی[1] وہ اپنے کھیت کی نالی پر چقندر بوتی جمعہ کا دن ہوتا تو چقندر کی جڑیں نکال کر ایک ہانڈی میں پکاتی اوپر سے مٹھی بھر جو کا آٹا پیس کر ڈال دیتی تو چقندر کی جڑیں گویا بوٹیاں ہو جاتیں اور ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر (اس کے گھر پر جاتے) اس کو سلام کرتے وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھتی ہم اس کو چاٹ جاتے اور اس کھانے کے خیال سے ہم کو جمعہ کے دن کی آرزو رہتی[2]

۸۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ -

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سہل بن سعد سے یہی حدیث اتنا زیادہ ہے سہل نے کہا ہم دوپہر کا سونا اور دن کا کھانا جمعہ کی نماز کے بعد رکھتے[3]

بَابُ ۵۹۵ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ -

باب جمعہ کی نماز کے بعد سونا

۸۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كُنَّا نُبَكِّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَقِيْلُ -

ہم سے محمد بن عقبہ شیبانی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسحاق فزاری ابراہیم بن محمد نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہم جمعہ کی نماز سویرے سے پڑھ لیتے پھر دوپہر کی نیند لیتے۔

۸۹۴ - حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ

مجھ سے سعید ابن مریم نے بیان کیا کہا ہم سے

---

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ صحابہ نماز کے بعد رزق کی تلاش میں نکلتے اور اس عورت کے گھر پر اس امید سے جاتے کہ کھانا ملے گا اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ نے کیسی تکلیف سے گزاری کہ چقندر کی جڑیں اور مٹھی بھر جو آٹا غنیمت سمجھتے اور اسی پر قناعت کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ [3] یہ حدیث امام احمد کی دلیل ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ تَكُوْنُ الْقَائِلَةُ۔

ابوغسان نے کہا مجھ سے ابوحازم نے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لیتے پھر دوپہر کی نیند لیتے [1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

اَبْوَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

باب خوف کی نماز کا بیان

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلٰى قَوْلِهِ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا اور جب تم مسافر ہو تو تم پر گناہ نہیں اگر نماز کو کم کرو اخیر آیت عذابا مہینا تک [2]۔

۸۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے شعیب نے کہا میں نے زہری سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوف کی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہم سے سالم نے بیان کیا ان کے باپ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف [3] جہاد کیا (غزوہ ذات الرقاع) میں ہم دشمنوں کے مقابل ہوئے اور صفیں باندھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو (ہم میں سے) ایک گروہ تو آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کی طرف منہ کیے رہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا اور ان لوگوں نے بھی جو نماز میں آپ کے ساتھ تھے اور دو

ؔ۱ یہ دونوں حدیثیں بھی امام احمد کی دلیل ہیں مخالفین یہ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں سے یہ نہیں نکلتا کہ جمعہ زوال سے پہلے ادا کیا جاتا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن دوپہر کے قیلولہ میں دیر کرتے اس خیال سے کہ نماز کے لیے اٹھنا پڑے گا تو نماز پڑھ کر ہی قیلولہ کرتے ۱۲منہ

ؔ۲ اکثر علماء کے نزدیک یہ آیت قصر سفر کے باب میں ہے بعضوں نے کہا خوف کی نماز کے باب میں ہے امام بخاری نے اسی کو اختیار کیا ہے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ ہم خوف کا قصر تو اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں مگر سفر کا قصر نہیں پاتے انہوں نے کہا ہم نے اپنے پیغمبر صاحب کو جیسا کرتے ویسا ہم بھی کرتے ہیں یعنے گو یہ حکم اللہ کی کتاب میں نہ سہی پر حدیث میں تو ہے اور حدیث بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے ۱۲منہ

ؔ۳ نجد لغت میں بلندی کو اور شرف کو کہتے ہیں اور عرب میں نجد وہ ملک ہے جو تہامہ اور یمن سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے یہ جہاد ۴ہجری میں ہوا بنی غطفان کے کافروں پر ۱۲منہ

طَائِفَةُ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

سجدے کیے اب یہ گروہ[1] لوٹ کر اس گروہ کی جگہ پر آگیا جو نماز میں شریک نہیں ہوا تھا اور وہ گروہ آیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا اب اس گروہ میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اور اس نے اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے ادا کیے۔

بَابُ ۵۹۶ صَلٰوةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ۔

باب خوف کی نماز پیدل اور سوار رہ کر پڑھنا قرآن شریف میں رجالًا[2] راجل کی جمع ہے یعنی پاپیادہ۔

۶۹۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوا قِيَامًا وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَّرُكْبَانًا۔

ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید قرشی نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ یحییٰ نے کہا ہم سے ابن جریج نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے مجاہد کے قول کی طرح کہ جب لڑائی میں غتٹ پٹ ہو جائیں[3] کھڑے کھڑے پڑھ لیں اور ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا اور بڑھایا ہے اگر کافر بہت سارے ہوں (کہ مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں) تو کھڑے کھڑے اور سوار رہ کر نماز پڑھ لیں۔

بَابُ ۵۹۷ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ۔

باب خوف کی نماز میں نمازی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔

۸۹۷ - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے انہوں نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے

---

[1] یعنی دوسری رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر جیسے مسلم اور ابوداؤد کی روایتوں میں ہے اور بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ ایک ہی رکعت پڑھ کر چلا گیا اور جب دوسرا گروہ پوری نماز پڑھ کر گیا تو یہ گروہ دوبارہ آیا اور ایک رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر سلام پھیرا خوف کی نماز چھ سات طرح پر مروی ہے ہمارے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس طریق پر چاہیں اور جیسا موقع ہو اسی طرح پڑھ سکتے ہیں ۱۲ منہ

[2] یعنی اس آیت میں فان خفتم فرجالا او رکبانا میں رجالا راجل کی جمع ہے نہ رجل کی ۱۲ منہ

[3] غتٹ پٹ ہو جائیں یعنی گتھ جائیں صف باندھنے کا موقع نہ ملے تو جو جہاں کھڑا ہو وہیں نماز پڑھ لے بعضوں نے کہا قیاما کا لفظ یہاں غلط ہے صحیح قائما ہے اور پوری عبارت یوں ہے اذا اختلطوا فانما ھو الذکر والا شارۃ بالراس یعنی جب کافر اور مسلمان لڑائی میں خلط ملط ہو جائیں تو صرف زبان سے قرات اور یہ رکوع سجدے کے بدل سر سے اشارہ کرنا کافی ہے ۱۲ منہ

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِّنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِيْنَ سَجَدُوا وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلٰوةٍ وَّلٰكِنْ يَّحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (میدان جنگ میں) اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے آپ نے تکبیر کہی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہی سب نے پھر آپ نے رکوع کیا تو تھوڑے آدمیوں نے آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہی تھوڑے آدمیوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور جو لوگ (رکوع اور سجدہ آپ کے ساتھ کر چکے) تھے وہ کھڑے کھڑے اپنے بھائیوں کی نگہبانی کرتے رہے اور دوسرا گروہ آیا اس نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور سب لوگ نماز ہی میں رہے لیکن ایک دوسرے کی نگہبانی کرتے رہے[1]

بَابُ ۵۹۸ الصَّلٰوةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ۔

باب قلعوں پر چڑھائی ہو رہی ہو فتح کی امید ہو اور دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو اس وقت نماز پڑھے یا نہیں؟

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ إِنْ كَانَ تَهَيَّأَ الْفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ صَلَّوْا إِيْمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِّنَفْسِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْإِيْمَاءِ أَخَّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ أَوْ يَأْمَنُوْا

اور امام اوزاعی نے کہا اگر فتح تیار ہو اور لوگ پوری طرح سب ارکان ادا کر کے نماز نہ پڑھ سکیں تو اشارے سے نماز پڑھ لیں ہر شخص اکیلے اکیلے اگر اشارہ بھی نہ کر سکیں تو لڑائی کے ختم ہوتے تک یا امن ہوئے تک[2] نماز موقوف رکھیں اس کے بعد

[1] مطلب یہ ہے کہ اول سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کی نیت باندھی دو صف ہو گئے ایک صف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متصل دوسری صف ان کے پیچھے اور یہ اس حالت میں ہے جب دشمن قبلے کی جانب ہو اور سب کا منہ قبلے ہی کی طرف ہو خیر اب پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے اس کے بعد پہلے صف والے رکوع اور سجدہ کر کے دوسری صف والوں کی جائے پر حفاظت کے لیے کھڑے رہے اور دوسری صف والے ان کی جا پر آن کر رکوع میں گئے اور سجدہ کر کے قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گئے اور دوسری رکعت کا رکوع اور سجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا جب آپ التحیات پڑھنے لگے تو پہلی صف والے رکوع اور سجدہ میں گئے پھر سب نے ایک ساتھ سلام پھیرا جیسے ایک ساتھ نیت باندھی تھی ۱۲ منہ [2] جنگ میں مختلف حالتیں ہوتی ہیں کبھی ایسا موقع ہوتا ہے کہ اشارے سے نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے ابن بطال نے کہا اشارہ بھی نہ کر سکیں اس سے مراد یہ ہے کہ نہ وضو کر سکیں نہ تیمم اور شاید امام اوزاعی کے نزدیک اشارہ میں استقبال قبلہ کی شرط ہو اور وہ کبھی جنگ میں ممکن نہیں ہوتا اس سے یہ مراد ہے کہ مدد آن پہنچی یا دشمن مرعوب ہو جائیں ۱۲ منہ

فَيُصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا صَلَّوْا رَكْعَةً
وَسَجْدَتَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا فَلَا يُجْزِئُهُمُ
التَّكْبِيْرُ وَيُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰى يَأْمَنُوْا وَبِهٖ
قَالَ مَكْحُوْلٌ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ
مُنَاهَضَةَ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ
وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى
الصَّلٰوةِ فَلَمْ نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ
فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِيْ مُوْسٰى فَفُتِحَ لَنَا
قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَمَا يَسُرُّنِيْ بِتِلْكَ
الصَّلٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

دو رکعتیں پڑھ لیں اگر دو رکعتیں نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی رکوع اور دو سجدے کر لیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف تکبیر تحریمہ کافی نہیں ہے امن ہونے تک نماز میں دیر کریں مکحول (تابعی) کا یہی قول ہے[1] اور انس بن مالکؓ نے کہا میں صبح کی روشنی میں تستر کے قلعہ پر جب چڑھائی ہو رہی تھی[2] اس وقت موجود تھا لڑائی کی آگ خوب بھڑک رہی تھی تو لوگ نماز نہ پڑھ سکے جب دن چڑھ گیا اس وقت (صبح کی) نماز پڑھی ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ تھے پھر قلعہ فتح ہو گیا انس بن مالکؓ نے کہا اس دن جو نماز ہم نے پڑھی (گو سورج نکلے بعد پڑھی) اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ ساری دنیا ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوگی[3]

۸۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ
عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَجَعَلَ
يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا صَلَّيْتُ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ
تَغِيْبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ قَالَ فَنَزَلَ إِلٰى
بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ
الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے علی بن مبارک سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ خندق کے دن قریش کے کافروں کو گالیاں دیتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں نے تو عصر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھی کہ سورج ڈوبنے ہی کو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خیر تم نے تو اخیر وقت میں پڑھ بھی لی) میں نے تو قسم خدا کی ابھی تک نہیں پڑھی پھر آپ بطحان میں اترے (جو ایک میدان ہے مدینہ میں) وہاں وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی سورج ڈوب گیا تھا پھر مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھی[4]

---

[1] اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] تستر اہواز کے شہروں میں سے ایک شہر ہے وہاں کا قلعہ سخت جنگ کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت میں ۲۰ ہجری میں فتح ہوا اس تعلیق کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ابو موسیٰ اشعریؓ اس فوج کے افسر تھے جس نے اس قلعہ پر چڑھائی کی تھی ۱۲ منہ [3] کیونکہ نماز کی طرح اس وقت دوسری عبادت یعنی جہاد میں مصروف تھے اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثواب بھی دے دیا قلعہ فتح کرا دیا پھر نماز بھی پڑھ لی بعضوں نے کہا انسؓ نے نماز فوت ہونے پر افسوس کیا یعنی اگر یہ نماز اپنے وقت پر پڑھ لیتے تو ساری دنیا ملنے سے زیادہ مجھ کو خوشی ہوتی ۱۲ منہ [4] باب کا ترجمہ اس حدیث سے نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑائی سے مصروف رہنے سے بالکل نماز کی فرصت نہیں ملی تو آپ نے نماز میں دیر کی یہ قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ اس وقت تک خوف کی نماز کا حکم نہ اترا ہو گا یا نماز (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب ۵۹۹ صَلٰوۃِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ رَاكِبًا وَاِيْمَاءً۔

باب جو کوئی دشمن کے پیچھے لگا ہو یا دشمن اس کے پیچھے لگا ہو وہ سوار رہ کر اشارے ہی سے نماز پڑھ لے[1]۔

وَقَالَ الْوَلِيْدُ ذَكَرْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ صَلٰوةَ شُرَحْبِيْلِ بْنِ السِّمْطِ وَاَصْحَابِهٖ عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ كَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اِذَا تَخَوَّفَ الْفَوْتَ وَاحْتَجَّ الْوَلِيْدُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔

اور ولید بن مسلم نے کہا میں نے امام اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور ان کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا انہوں نے سواری پر ہی نماز پڑھ لی انہوں نے کہا ہمارا بھی یہی مذہب ہے جب نماز کے قضا ہو جانے کا ڈر ہو اور ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے دلیل لی کوئی تم میں سے عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر[2]

۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْاَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خندق سے لوٹے (ابوسفیان چل دیا) تو آپ نے فرمایا کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ[3] کے محلہ میں پہنچ کر پھر ان کو رستے میں عصر کا وقت آ گیا اور بعضوں نے کہا ہم تو (جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ پہنچ لیں گے عصر کی نماز نہیں پڑھنے کے اور بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیں گے آپ کا یہ مطلب نہ تھا (کہ نماز قضا کر دو) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا

(بقیہ صفحہ سابقہ) کا آپ کو خیال نہ رہا ہو گا یا خیال ہو مگر طہارت کرنے کا موقع نہ ملا ہو گا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] جو دشمن کے پیچھے لگا ہو اس کے پکڑنے کو جا رہا ہو اس کو طالب کہتے ہیں اور جس کے پیچھے دشمن لگا ہو اس کو مطلوب کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہی مذہب ہے اور شافعی اور احمد کے نزدیک جس کے پیچھے دشمن لگا ہو وہ تو اپنے بچانے کے لیے سواری پر اشارے ہی سے نماز پڑھ سکتا ہے اور جو خود دشمن کے پیچھے لگا ہو تو اس کو درست نہیں اور امام مالک نے کہا اس کو اس وقت درست ہے جب دشمن کے نکل جانے کا ڈر ہو ۱۲ منہ [3] یہ حدیث آگے آتی ہے ولید نے امام اوزاعی کے مذہب پر اسی حدیث سے دلیل لی ہے کیونکہ صحابہ بنو قریظہ کے طالب تھے یعنی ان کے پیچھے لگے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قضا ہو جانے کی ان کے لیے پرواہ نہ کی جب طالب کو نماز کا قضا کر دینا درست ہو تو اشارے سے سواری پر پڑھ لینا بطریق اولٰی درست ہو گا ۱۲ منہ [4] بنی قریظہ مدینہ کے وہ یہودی تھے جنہوں نے دغابازی کی اور معاہدہ کے خلاف مسلمانوں پر آفت دیکھ کر ابوسفیان کے شریک ہو گئے تھے جب ابوسفیان بھاگ گیا تو آپ نے ان بے ایمان یہودیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایسی جلدی کی کہ عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھنے کا حکم دیا گو قضا ہو جائے ۱۲ منہ

فَلَمْ يُعَنِّفْ اَحَدًا مِّنْهُمْ.

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالْغَلَسِ بِالصُّبْحِ وَالصَّلٰوةِ عِنْدَ الْاِغَارَةِ وَالْحَرْبِ

۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَّ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصُّبْحَ بِغَلَسٍ ثُمَّ رَكِبَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ قَالَ الْخَمِيْسُ الْجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَصَارَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ لِثَابِتٍ يَّا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ سَاَلْتَ

آپ نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں کی[1]

باب دھاوا کرنے سے پہلے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لینا اسی طرح لڑائی میں[2]۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبد العزیز بن صہیب اور ثابت بنانی سے انہوں نے انس رضی بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی[3] پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ اکبر خیبر خراب ہوا ہم تو جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ہیں ان کی صبح منحوس ہو گی پھر یہودی گلی کوچوں میں دوڑتے نکلے محمدؐ لشکر سمیت آن پہنچے کہتے ہوئے راوی نے کہا خمیس لشکر کو کہتے ہیں[4] آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب ہو گئے اور لڑنے والے (جوانوں) کو قتل کیا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا اتفاق سے صفیہ وحیہ کلبی کو ملیں[5] اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئیں آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور پھر ان کو آزاد کر دیا یہی ان کا مہر ٹھہرا عبد العزیز نے ثابت سے پوچھا ابو محمد تم نے انس رضی سے پوچھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مہر کیا دیا ثابت نے کہا خود

ف ۱ ہر ایک نے اپنی اجتہاد اور رائے پر عمل کیا بعضوں نے یہ خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ جلد جاؤ بیچ میں ٹھہرو نہیں تو ہم نماز کیوں قضا کریں انہوں نے سواری پر پڑھ لی بعضوں نے خیال کیا کہ حکم بجا لانا ضرور ہے نماز بھی خدا اور اس کے رسول کی رضامندی کے لیے پڑھتے ہیں تو آپ کے حکم کی تعمیل میں اگر نماز میں دیر ہو جائے گی تو ہم کچھ گناہ گار نہ ہوں گے ۱۲ منہ ف ۲ فریقین کی نیت بخیر تھی اس لیے کوئی ملامت کے لائق نہ ٹھہرا معلوم ہوا کہ اگر مجتہد غور کرے اور پھر اس کے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا نووی نے کہا اس پر اتفاق ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر مجتہد صواب پر ہے ۱۲ منہ ف ۳ بعضے نسخوں میں تکبیر ہے یعنی حملہ کے وقت اللہ اکبر کہنا ۱۲ منہ ف ۴ کیونکہ معلوم نہیں آئندہ کیا صورت پیش آتی ہے نماز کا موقع ملتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ ف ۵ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز سویرے اندھیرے منہ پڑھ لی اور اللہ اکبر کہا معلوم ہوا کہ ہر ایک ہولناک وقت میں اللہ اکبر کہنا مسنون ہے ایک حدیث میں ہے کہ اگر آگ لگے تو اللہ اکبر کہہ کر اس کو بجھاؤ ۱۲ منہ ف ۶ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے خمیس لشکر کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ ٹکڑیاں ہوتی ہیں مقدمہ ساقہ میمنہ میسرہ قلب ۱۲ منہ ف ۷ اس کا قصہ اوپر گزر چکا ہے کہ پہلے صفیہ وحیہ کو ملی تھیں پھر کسی نے آن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صفیہ کے حسن و جمال اور ان کی شرافت نسب کا حال بیان کیا آپ نے ان کو بلا کر دیکھا اور وحیہ سے کہا تم اور کوئی چھوکری پسند کر لو اور صفیہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَنَّمَا اَمْهَرَهَا نَفْسَهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ

انہی کو ان کے مہر میں دیا پھر مسکرائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ

کتاب دونوں عیدوں کے بیان میں

بَابُ ۴۱۰ مَا جَاءَ فِي الْعِيْدَيْنِ وَ التَّجَمُّلِ فِيْهِمَا۔

باب دونوں عیدوں کا بیان اور ان میں بناؤ کرنے کا۔

۹۰۱- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ عُمَرُ جُبَّةً مِّنْ اِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَاَخَذَهَا فَاَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوُفُوْدِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّلْبَثَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَاَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ فَاَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ اِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ وَاَرْسَلْتَ اِلَيَّ بِهٰذِهِ الْجُبَّةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا حضرت عمرؓ ایک موٹے ریشمی کپڑے کا جبہ جو بازار بک رہا تھا لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ خرید لیجئے عید کے دن اور قاصدوں کے آنے کے وقت (اس کو پہن کر) بناؤ کیا کیجئے آپ نے ان سے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر عمرؓ جب تک اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو ایک ریشمی جبہ (تحفہ) بھیجا حضرت عمرؓ وہ جبہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ اس کو وہی پہنے گا جو (آخرت میں) بے نصیب ہے پھر آپ نے میرے پاس یہ جبہ کیوں بھیجا آپ نے فرمایا (میں نے تیرے پہننے کو

(بقیہ صفحہ سابقہ) کو آزاد کر کے آپ نے ان سے نکاح کر لیا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱؎ سبحان اللہ اسلام کی بھی کیا عمدہ تعلیم ہے مردوں کو موٹا جھوٹا سوتی اونی کپڑا کافی ہے ریشمی اور باریک کپڑے یہ عورتوں کے سزاوار ہیں اسلام نے مسلمانوں کو مضبوط محنتی جفاکش سپاہی بننے کی تعلیم دی نہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگار اور نازک بدن بننے کی اسلام نے عیش و عشرت کا ناجائز باب مثلاً نشہ شراب خواری وغیرہ بالکل بند کر دیا لیکن مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی تعلیم چھوڑ کر نشہ اور رنڈی بازی میں مشغول ہوئے اور عورتوں کی طرح چکن اور ململ اور ریشمی گوٹا کناری کے کپڑے پہننے لگے ہاتھوں کڑے اور پاؤں میں مہندی آخر اللہ تعالیٰ نے ان سے حکومت چھین کر دوسری مردانہ قوم کو عطا فرمائی ایسے زمانے میں مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہیے بے غیرت بے حیا کم بخت ۱۲ منہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ

نہیں بھیجا) تو اس کو بیچ ڈال اور اس کی قیمت اپنے کام میں لا۔

بَابُ ۶۲ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ۔

باب عید کے دن برچھیوں ڈھالوں سے کھیلنا

۹۰۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتّٰى

ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے محمد بن عبد الرحمٰن اسدی نے بیان کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت (انصار کی) دو لڑکیاں میرے گھر میں بعاث کی لڑائی کا قصہ گا رہی تھیں[1] آپ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا[2] اور ابوبکرؓ آئے انہوں نے مجھ کو جھڑکا اور کہا یہ شیطانی باجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آخر آپ نے ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جانے دے (خاموش رہ) جب ابوبکرؓ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چل دیں یہ دن عید کا تھا اس دن حبشی لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل کرتے تو یا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواہش کی یا خود آپ نے فرمایا تو یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا گال آپ کی گال پر تھا آپ فرماتے تھے کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ[3]

ف ۱ دوسری روایت میں ہے کہ یہ گانا دف کے ساتھ ہو رہا تھا بعاث ایک قلعہ ہے جس پر اوس اور خزرج کی جنگ ایک سو بیس برس سے جاری تھی اسلام کی برکت سے یہ جنگ موقوف ہو گئی اور دونوں قبیلوں میں الفت پیدا ہو گئی ۱۲ منہ ف ۲ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے قسطلانی نے کہا یعنی خوشی کا دن ہے اور خوشی میں جیسے شادی وغیرہ ان امور پر انکار نہیں ہو سکتا اب غنا مع المزامیر میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے اصحاب میں سے امام ابن قیم نے اس کی حرمت کو ترجیح دی ہے اور امام ابن حزم نے اس کی اباحت کو لیکن نفس غنا بغیر مزامیر کے وہ تو اکثر کے نزدیک مباح ہے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور حضرات صوفیہ نے دل کو نرم کرنے کے لیے بہ شروط اس کا استعمال کیا ہے ۱۲ منہ ف ۳ بنی ارفدہ حبشیوں کا لقب ہے ۱۲ منہ

إِذَا مَلَكْتُ قَالَ بِي حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي۔

جب میں اوکتا گئی تو آپ نے فرمایا بس میں نے کہا جی ہاں فرمایا اچھا جا[1]

بَابُ ۶۰۳ سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ

باب عیدین میں مسلمان کا طریق کیا ہے۔

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو زبید بن حارث نے خبر دی کہا میں نے شعبی سے سنا انہوں نے براء سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (عید کے دن) خطبہ پڑھتے سُنا آپ نے فرمایا پہلا کام جو ہم سب اس دن کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر لوٹ کر (بقر عید میں) قربانی کرتے ہیں جو کوئی یہ کرے وہ ہمارے طریق پر چلا۔

۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَبِمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا۔

ہم سے عبید بن اسمعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ابو بکرؓ آئے اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں انصار کی وہ شعر ہیں گا رہی تھیں[2] جو بعاث کے جنگ میں انہوں نے کہیں تھیں[3]۔ حضرت عائشہ نے کہا یہ لڑکیاں کچھ ڈومنیاں نہ تھیں[4] ابو بکرؓ نے کہا ہائیں یہ شیطانی باجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں اور یہ دن عید کا دن تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا ابو بکر ہر قوم میں عید ہوا کرتی ہے اور آج ہماری عید ہے[5]

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے اور امام بخاری نے اس لیے ایک باب قائم کیا ہے باب نظر المراۃ الی الحبش وغیرہم من غیر ریبۃ یعنی جب فتنے کا خوف نہ ہو امام نووی نے کہا شہوت کے ساتھ دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اسی طرح جب فتنے کا خوف ہو [2] ایک دوسرے کی ہجو اور اپنے فخر میں [3] یعنی ان کا پیشہ گانے بجانے کا نہ تھا قسطلانی نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الاشربہ میں آئے گا [4] گویا عید کے دن یہ بھی سنت ہے کہ کچھ گانا بجانا خوشی کی باتیں ہوں اور شادی کو بھی اس پر قیاس کیا ہے قسطلانی نے کہا اس دن خوشی کرنا یہ دین کی ایک نشانی ہے اور اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۶۰۴۔ اَلْاَکْلِ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ اَخْبَرَنَا سَعِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ اَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّی بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَاْکُلُهُنَّ وِتْرًا

باب عید فطر کے دن نماز کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینا

ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے کہا ہم کو عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے انہوں نے اپنے دادا انس ابن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن جب تک کچھ کھجوریں نہ کھا لیتے نماز کو نہ جاتے[1] اور مرجی بن رجاء نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہا مجھ سے انسؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر یہی حدیث بیان کی اس میں یہ ہے کہ آپ طاق کھجوریں کھاتے[2]

بَابٌ ۶۰۵۔ اَلْاَکْلِ یَوْمَ النَّحْرِ

۹۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْیُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ هٰذَا یَوْمٌ

باب بقر عید کے دن کھانا[3]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ دوبارہ قربانی کرے ایک شخص (ابو بردہ) کھڑا ہوا اور کہنے لگا اس دن

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ چھوکری کا گانا سننا درست ہے گو وہ اپنی لونڈی نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی سنا اور ابو بکرؓ کو بھی اس کے سننے سے منع نہ کیا اور جن لوگوں نے صوفیہ پر یہ طعن کیا ہے کہ یہ گانا تو جنگ کی شجاعت اور دلاوری کی باتوں کا تھا اس سے وہ گانا کیونکہ درست ہو گا جو صوفیہ سنا کرتے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ جب کھیل کود کی باتوں میں گانا سننا درست ہوا تو جس گانے میں اللہ کی عظمت کا بیان ہوا اور اس سے اللہ اور رسول کی محبت پیدا ہو وہ کیونکر نادرست ہو گا اور اہل حدیث کو اس مقدمہ میں انصاف کرنا چاہیے نہ غلو اور تشدد اور ہمارے اصحاب میں سے اگر ابن قیم نے اس سے منع کیا ہے تو ابن حزم نے اجازت دی ہے دونوں اکابر محدثین اور علماء ظاہر میں سے ہیں اور دونوں ہمارے پیشوا ہیں البتہ ابو حنیفہؒ نے غنا کو حرام کہا ہے تو حنفیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جن کو دلیل سے کچھ واسطہ نہیں ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا

[1] بعض تابعین نے اسی حدیث سے عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا مستحب رکھا ہے اور شربت پینا بھی کافی ہے اگر گھر میں کچھ نہ کھا سکے تو راہ میں کھالے یا عید گاہ میں پہنچ کر اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے ۱۲ منہ قسطلانی

[2] مرجی کی روایت کو امام احمد اور مؤلف نے تاریخ میں وصل کیا ۱۲ منہ

[3] اس باب میں امام بخاری وہ صاف حدیث نہ لائے جو امام احمد اور ترمذی نے روایت کی کہ بقر عید کے دن آپ لوٹ کر اپنی قربانی سے کھاتے کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ تھی ۱۲ منہ

يَشْتَهِى فِيهِ اللَّحْمَ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ قَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا۔

٩٠٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا نُسُكَ لَهُ فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِي بَيْتِي فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتَجْزِي عَنِّي قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

تو گوشت کا ہوتا ہے اور اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا حال بیان کیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچا سمجھا وہ کہنے لگا میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے آپ نے اس کو اجازت دی کہ وہی قربانی کرلے اب میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت اور کسی کے لیے بھی ہے یا نہیں[2]۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بقر عید کے دن خطبہ سنایا نماز کے بعد پھر فرمایا جو شخص ہماری نماز کی سی نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ نماز سے پہلے (گوشت کھانا ہے) قربانی نہیں ابو بردہ بن دینارؓ نے عرض کیا جو براء بن عازبؓ کے ماموں تھے یا رسول اللہ میں نے تو اپنی بکری نماز سے پہلے ہی کاٹ ڈالی اور مجھے یہ خیال رہا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری کٹے اس لیے میں نے اپنی بکری کاٹ ڈالی اور نماز کو آنے سے پہلے کھا بھی لی آپ نے فرمایا تیری بکری تو گوشت کی بکری ٹھہری (قربانی نہ ہوئی) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھ کو اچھی لگتی ہے کیا وہ میری طرف سے قربانی میں کافی ہو جائے گی آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کافی نہ ہو گی[3]

---

[1] ابو بردہ نے یہ عرض کیا اس دن ہر ایک کو گوشت کھانے کی آرزو ہوتی ہے اور میرے پڑوسی غریب نادار ہیں میں نے ان کے لحاظ سے نماز سے پہلے قربانی کرلی اور سویرے ان کو بھی کھلایا اور آپ بھی کھایا ۱۲ منہ

[2] یہ اجازت خاص ابو بردہؓ کے لیے تھی جیسا آگے آئے گا انسؓ کو اس کی خبر نہیں ہوئی ۱۲ منہ

[3] کیونکہ قربانی میں مسنہ بکری ضرور ہے یعنی جو دوسرے سال میں لگی ہو دو دانتی ہو سوا سال یا ڈیڑھ سال کی بکری دو دندی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۶۰۶ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ۔

۹۰۸۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهُ غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ

باب عیدگاہ میں خالی جانا منبر نہ لے جانا[1]

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا مجھ سے زید بن اسلم نے انہوں نے عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح سے انہوں نے ابو سعید خدری رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید اضحیٰ میں (مدینہ کے باہر) عیدگاہ کو جاتے تو عید کے دن پہلے جو کام کرتے وہ نماز ہوتی پھر نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے لوگ صف باندھے بیٹھے رہتے ان کو وعظ اور نصیحت فرماتے اور اچھی باتوں کا حکم دیتے پھر اگر آپ کوئی فوج بھیجنا چاہتے تو اس کو الگ کرتے یا اور کوئی حکم جو چاہتے وہ دیتے پھر شہر کو لوٹ آتے ابو سعید رضؓ نے کہا لوگ بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے پھر معاویہ رضؓ کے زمانہ میں مروان جو مدینہ کا حاکم تھا میں اس کے ساتھ عید اضحیٰ یا عید الفطر کی نماز کے لیے نکلا جب عیدگاہ پہنچے کیا دیکھتا ہوں وہاں ایک منبر ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا مروان نے اس پر نماز سے پہلے چڑھنا چاہا میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھ کو کھینچ لیا اور منبر پر چڑھ گیا نماز سے پہلے خطبہ پڑھا میں نے کہا قسم خدا کی تم لوگوں نے سنت کو بدل ڈالا مروان نے کہا ابو سعید اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو[2] ابو سعید نے کہا قسم خدا کی جس زمانہ کو میں جانتا ہوں وہ اس زمانہ سے بہتر ہے جس کو میں نہیں

---

[1] عید کی نماز شہر کے باہر جنگل میں پڑھنا سنت ہے اور وہاں بغیر منبر کے خطبہ پڑھنا ۱۲ منہ [2] یہ مروان کی بے ایمانی تھی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت کا خیال نہ کیا اور اپنی رائے سے جنگل میں ایک منبر اینٹوں کا بنوایا چونکہ لکڑی کا منبر کوئی چرائے جا سکتا تھا دوسرے سنت کے خلاف پہلے خطبہ پڑھا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نماز کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے ابو سعید رضؓ نے سمجھایا جب بھی اس نے نہ مانا الٹا یوں کہنے لگا کہ اب یہ زمانہ گزر گیا سچ ہے ہدایت اور خیر کا زمانہ گزر گیا اور مروانی شیطانی زمانہ آگیا ۱۲ منہ

لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ ۔

جاتا مروان نے کہا بات یہ ہے کہ نماز کے بعد لوگ اٹھ کر چل دیتے ہیں ہمارا خطبہ نہیں سنتے اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کر دیا[1]

بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوْبِ اِلَى الْعِيْدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

باب عید کی نماز کو پیدل اور سواری پر جانا عید کی نماز میں اذان اور تکبیر نہ ہونا[2]

۹۰۹ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں پہلے نماز پڑھتے پھر نماز کے بعد خطبہ سناتے ۔

۹۱۰ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ اَوَّلِ مَا بُوْيِعَ لَهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَاِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی ان سے ابن جریج نے کہا انہوں نے کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ میں تشریف لے گئے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا ابن جریج نے کہا اور عطاء نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے ابن زبیرؓ سے کہلا بھیجا جب شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا کہ عید الفطر میں اذان نہیں دی جاتی تھی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) اور خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا ابن جریج نے کہا اور عطاء نے ابن عباسؓ اور جابرؓ کا یہ قول مجھ سے بیان کیا[3] کہ آنحضرتؐ کے زمانہ

[1] مروان کا خطبہ کون سنتا وہ تو بنی امیہ اور ظالموں کا طرف دار تھا انہی کے فضائل بیان کرتا تھا لوگوں کو ان سے نفرت تھی اس کی بے ایمانی دیکھو اپنا خطبہ جبراً سنانے کے لیے اس نے سنت کا طریقہ ہی بدل دیا اور لگا نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے ۱۲ منہ

[2] باب کی حدیثوں سے یہ نہیں نکلتا کہ عید کی نماز کے لیے سواری پر جانا یا پیدل جانا مگر امام بخاری نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکور نہ ہونے سے یہ نکالا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے گو پیدل جانا افضل ہے شافعی نے ام میں کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آنحضرتؐ عید میں جنازے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا کہ عید کی نماز کے لیے پیدل جانا سنت ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی ۶۴ھ ہجری میں یزید بن معاویہ کے مرجانے کے بعد ۱۲ منہ

قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتَرٰى حَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ يَّاْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يَفْعَلُوْا -

میں) نہ عید الفطر کی آذان ہوتی نہ عید اضحی کی اور جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عید کے دن کھڑے ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا جب خطبے سے فارغ ہوئے تو وہاں سے چلے جہاں عورتیں تھیں وہاں آئے اور ان کو نصیحت کی اور آپ بلالؓ پر ٹیکا دیے ہوئے تھے اور بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے تھے عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں ابن جریج نے کہا میں عطاء سے پوچھا کیا اب بھی امام کو نماز سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس آنا اور ان کو نصیحت کرنا ضرور ہے انہوں نے کہا ضرور کیوں نہیں اور سبب کیا جو وہ ایسا نہ کریں[۲]

بَابُ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الْعِيْدِ - ۶۰۸

باب عید میں نماز کے بعد خطبہ پڑھنا

۹۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ -

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو حسن بن مسلم نے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں عید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے سب پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ۔

۹۱۲ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ -

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ سب دونوں عید کی نمازیں خطبہ سے پہلے پڑھتے۔

۹۱۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے

---

[۱] اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ امام بخاری کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ پر ٹیکا دیا معلوم ہوا کہ عید میں سوار ہو کر بھی جانا درست ہے ۱۲ منہ [۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ چھوڑنا چاہیے ہر ایک امام کو لازم ہے کہ عیدین میں مردوں سے فارغ ہو کر پھر عورتوں کو سمجھائے دین کی باتیں بتلائے ۱۲ منہ

ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ تُلْقِي الْمَرْاَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔

ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نفل پڑھا نہ ان کے بعد پھر (خطبہ پڑھ کر) آپ عورتوں کے پاس آئے بلالؓ آپ کے ساتھ تھے آپ نے عورتوں سے فرمایا خیرات کرو وہ خیرات پھینکنے لگیں کوئی اپنی بالی پھینکتی کوئی ہار۔

۹۱۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ فِي يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِاَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوْفِيَ اَوْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے زبید بن حارث نے کہا میں نے عامر شعبی سے سُنا انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلا کام جو اس عید کے دن ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے[1] پھر (خطبہ پڑھ کر) وہاں سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں جو کوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریق پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے جانور کاٹا قربانی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا ایک انصاری مرد نے عرض کیا جس کو ابو بُردہ بن نیار کہتے تھے یا رسول اللہ میں تو نماز سے پہلے ہی ذبح کر چکا اب میرے پاس ایک برس بھر کی پٹھیا ہے جو دو سال کی بکری سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اچھا اسی کو دو سال کی بکری کے بدل کاٹ دے اور تیرے بعد پھر کسی کو یہ کافی نہ ہوگی۔

بَابٌ ۶۰۹ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيْدِ وَالْحَرَمِ۔

باب عید کے دن اور حرم کے اندر ہتھیار باندھنا مکروہ ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ نُهُوْا اَنْ يَّحْمِلُوا السِّلَاحَ يَوْمَ الْعِيْدِ اِلَّا اَنْ يَّخَافُوْا عَدُوًّا

اور امام حسن بصری نے کہا عید کے دن لوگوں کو ہتھیار لے جانا منع تھا مگر جب دشمن کا ڈر ہو[2][3]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ جب پہلا کام نماز ہوا تو معلوم ہوا کہ نماز خطبے سے پہلے پڑھنا چاہیے ۱۲ منہ [2] یعنی وہی ہتھیار جس سے کسی مسلمان کو ایذا پہونچنے کا ڈر ہو وہ بھی غرور اور فخر کی راہ سے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن منذر نے وصل کیا اور ابن ماجہ نے باسناد ضعیف ابن عباسؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے شہروں میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا مگر جہاں دشمن کا مقابلہ ہو اور مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا ۱۲ منہ

۹۱۵ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذٰلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَاءَ يَعُودُهُ، فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ أَصَبْتَنِي قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ فِي الْحَرَمِ -

ہم سے زکریا بن یحییٰ ابو السکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن محاربی نے کہا ہم سے محمد بن سوقہ نے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے کہا میں (رج میں) عبداللہ ابن عمرؓ کے ساتھ تھا جب نیزے کی بھال اُن کے تلوے میں لگی اُن کا پاؤں رکاب سے چمٹ گیا[1] میں سواری سے اترا اور نیزہ ان کے پاؤں سے نکالا یہ واقعہ منا میں ہوا پھر حجاج ان کی بیمارپرسی کو آیا اور کہنے لگا اگر ہم کو معلوم ہو یہ حرکت کس نے کی (تو اس کو سزا دیں) ابن عمرؓ نے کہا تو ہی نے تو مجھ کو نیزہ مارا حجاج نے کہا کیونکر انہوں نے کہا تو نے اس دن ہتھیار اٹھوائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے تھے اور حرم میں ہتھیار لایا حرم میں ہتھیار نہیں آنے پاتے تھے[2]

۹۱۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ ابْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ، قَالَ كَيْفَ هُوَ قَالَ صَالِحٌ فَقَالَ مَنْ أَصَابَكَ قَالَ أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِي يَوْمٍ لَا يَحِلُّ فِيهِ حَمْلُهُ يَعْنِي الْحَجَّاجَ -

ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعد بن عاص نے اس نے اپنے باپ سعید سے اس نے کہا حجاج عبداللہ بن عمرؓ پاس آیا میں وہاں موجود تھا کہنے لگا آپ کا مزاج کیسا ہے انہوں نے کہا اچھا ہوں کہنے لگا یہ برچھہ کس نے مارا انہوں نے کہا اس نے جس نے اس دن ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس دن ہتھیار اٹھانا درست نہیں یعنی حجاج نے۔

بَابُ التَّبْكِيرِ لِلْعِيدِ

باب عید کی نماز کے لیے سویرے جانا:۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ إِنْ كُنَّا فَرَغْنَا فِي

اور عبداللہ بن بسر صحابیؓ نے (ملک شام میں امام کے دیر سے نکلنے پر

---

[1] کیونکہ نیزہ رکاب میں سے نکل کر ان کے پاؤں میں چھپ گیا ۱۲ منہ [2] حجاج ظالم ملعون دل میں عبداللہ بن عمرؓ سے دشمنی رکھتا تھا کیوں کہ انہوں نے اس کو کعبہ پر منجنیق لگانے اور عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کرنے پر ملامت کی تھی دوسرے عبدالملک بن مروان نے جو خلیفہ وقت تھا حجاج کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی اطاعت کرتا رہے یہ امر اس مردود پر شاق گذرا اور اس نے چپکے سے ایک شخص کو اشارہ کر دیا اس نے زہر آلود برچھہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاؤں میں گھسیڑ دیا خود ہی تو یہ شرارت کی اور خود ہی کیا مسکین بن کر عبداللہ کی عیادت کو آیا واہ رے مکّے بخدا کو کیا جواب دے گا آخر عبداللہ بن عمرؓ نے جو اللہ کے بڑے مقبول بندے اور بڑے عالم اور عابد اور زاہد اور صحابی رسولؐ تھے اس کا مکر پہچان لیا اور فرمایا تو ہی نے تو مارا ہے اور تو ہی کہتا ہے کہ ہم مجرم کو پالیں تو اس کو سخت سزا دیں ؎
دی خود کشتی بہ تیغ ظلم مارا بہانہ بین براے پرسش بیمار ما آئی ۱۲ منہ

هٰذِهِ السَّاعَةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ۔

الغرض کیا اور) کہا اس وقت تو ہم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے یعنی جس وقت نفل پڑھنا درست ہوتا ہے[1]

۹۱۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَامَ خَالِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا اَوْ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا عید اضحی کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا دیکھو اس دن جو کام ہم پہلے کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر (خطبہ پڑھ کر) لوٹتے ہیں تو قربانی کرتے ہیں جو کوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریق پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا اس کا جانور تو گوشت کا جانور ہوا جس کو اس نے جلدی سے اپنے گھر والوں کے لیے کاٹ لیا قربانی سے کیا تعلق کچھ بھی نہیں یہ سُن کر ابوبردہ بن نیارؓ میرے ماموں کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے تو نماز سے پہلے ذبح کر لیا اور میرے پاس ایک سال کی ایک پٹھیا ہے جو دو سال والی بکری سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اسی کو اس کے بدل سمجھ لے یا کاٹ لے اور تیرے بعد پھر ایک سال کی پٹھیا کسی کو کافی نہ ہوگی[2]

بَابُ ۱۱۶ فَضْلِ الْعَمَلِ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ۔

باب ایام تشریق میں نیک کام کرنے کی فضیلت[3]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ اَيَّامُ الْعَشْرِ وَالْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ اَيَّامُ

اور ابن عباسؓ نے کہا قرآن شریف میں جو ایام معلومات آئے ہیں[4] ان سے ذی الحجہ کے دس دن مراد ہیں اور ایام معدودات[5] سے ایام

---

[1] یعنی اشراق کی نماز مطلب یہ ہے کہ سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہو جانے پر ہی عید کی نماز کا افضل وقت ہے اور جو لوگ عید کی نماز میں دیر کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں خصوصاً عید اضحی کی نماز کو جلد پڑھنا چاہیے تاکہ لوگ قربانی وغیرہ سے جلد فارغ ہو جائیں اور سنت کے موافق قربانی میں سے کھائیں حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ عید الفطر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج دو نیزے بلند ہوتا اور عید اضحٰی کی جب ایک نیزہ بلند ہوتا ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اس دن پہلے جو کام ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے اس سے یہ نکلا کہ عید کی نماز صبح سویرے پڑھنا چاہیے کیونکہ جو کوئی دیر میں پڑھے گا وہ نماز سے پہلے دوسرے کام کرے گا تو پہلا کام اس کا اس دن نماز نہ ہوگا ۱۲ منہ

[3] فقہاء کے نزدیک ایام تشریق ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ذی الحجہ کو کہتے ہیں حافظ نے کہا تشریق عید کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس دن سورج اچھی طرح نکل آنے کے بعد نماز پڑھتے ہیں اور ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ کو بھی عید کے ذیل میں ایام تشریق کہہ دیتے ہیں اور شعبی نے کہا جو کوئی تشریق سے پہلے ذبح کرے یعنی عید کی نماز سے پہلے وہ دوبارہ ذبح کرے ۱۲ منہ

[4] یعنی سورہ حج میں ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اور امام بخاری نے جو اذکروا اللہ کہا اس لفظ سے قرآن میں نہیں ہے ۱۲ منہ

[5] یعنی سورہ بقرہ میں واذکروا اللہ فی ایام معدودات ۱۲ منہ۔

التَّشْرِيقِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي الْأَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ۔

تشریق مراد ہیں[1] اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار کو جاتے تکبیر کہتے ہوئے[2] اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے[3] اور امام محمد باقر علیہ السلام نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر کہی[4]

۹۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هَذِهِ قَالُوا وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے مسلم سے جو بطین[5] تھا اس نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کسی دن میں عمل کرنا ان دنوں میں عمل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے[6] لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں آپ نے فرمایا جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا[7]

بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى

باب منا کے دنوں میں تکبیر کہنا

وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ

اور جب نویں تاریخ صبح کو عرفات جائے اور ابن عمرؓ منا میں اپنے ڈیرے میں تکبیر کہتے اور مسجد والے سن کر وہ بھی تکبیر کہتے اور بازار والے بھی کہنے لگتے یہاں تک کہ ساری منا تکبیر سے کانپ جاتی[9] اور ابن عمرؓ ان دنوں میں منا میں تکبیر کہتے اور نمازوں کے بعد اور اپنے بچھونے پر اور اپنے ڈیرے میں اور اپنی مجلس میں اور رستے میں چلتے ہوئے ان سب دنوں میں[8] اور ام المومنین میمونہ دسویں تاریخ تکبیر کہتیں[10] اور

[1] اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے بالکل نہیں ہے مگر امام بخاری کی عادت ہے کہ ذرا بھی تعلق ہو تو ایک بات کو بیان کر دیتے ہیں چونکہ ایام تشریق کی طرح ذی الحجہ کے دنوں میں بھی حج کے کام کئے جاتے ہیں لهٰذا ایام تشریق کے ساتھ ان کا بھی ذکر کر دیا ۱۲ منہ [3] اس کو بغوی اور بیہقی نے بھی معلقاً ذکر کیا ہے باسناد نہیں ملا ۱۲ منہ [4] یعنی ایام تشریق میں جمہور علماء فرض کے بعد ان دنوں میں تکبیر کے قائل ہوئے ہیں اسی کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] بڑا پیٹ رکھتا تھا اسی لیے اس کا لقب بطین ہوا یعنی پیٹ والا ۱۲ منہ [6] یعنی ذی الحجہ کے دس دن میں عمل کرنا اور سب دنوں میں عمل کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے چونکہ ان دس دنوں میں عید کا دن بھی آگیا لهٰذا ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ عید کا دن ایک قول پر ایام تشریق میں ہے اور ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ کے اثر کی بھی مناسبت ثابت ہو گئی جس کے لیے کرمانی وغیرہ نے تکلف کیا ہے ۱۲ منہ [7] بلکہ جان اور مال دونوں خدا کی راہ میں نثار کر دیئے ۱۲ منہ [8] منا میں رہنے کے دن مراد ہیں یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کی ۱۲ منہ [9] اس کو سعید بن منصور اور ابو عبید اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [10] اس کو ابن منذر اور فاکہی نے وصل کیا ۱۲ منہ [11] حافظ نے کہا میں نے اس اثر کو موصولاً نہیں پایا قسطلانی صاحب عمدہ سے نقل کیا کہ اس کو بیہقی نے نکالا ۱۲ منہ

كَانَ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

٩١٩ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

٩٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ ۔

بَابٌ ١٣ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ۔

٩٢١ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ تُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ قُدَّامَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ ثُمَّ يُصَلِّي

عورتیں مسجد میں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے ایام تشریق میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں[1]

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن ابی بکر ثقفی نے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے پوچھا جب ہم دونوں صبح کو منا سے عرفات کو جا رہے تھے لبیک پکارنا کیسا ہے اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے انہوں نے کہا لبیک کہنے والا لبیک کہتا اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور تکبیر کہنے والا تکبیر اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا[2]

ہم سے محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو عید کے دن نکلنے کا حکم ہوتا یہاں تک کہ کنواری عورت بھی پردے میں سے نکلتی اور حائضہ بھی نکلتیں وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتیں اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں[3]

باب عید کے دن برچھی کی آڑ میں نماز پڑھنا

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے دن آپ کے سامنے برچھی گاڑی جاتی پھر آپ (اس کی آڑ میں) نماز پڑھتے۔

[1] اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب العیدین میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب اس جملہ سے نکلتا ہے ہم دونوں صبح کو منا سے عرفات کو جا رہے تھے انس نے تکبیر کو لبیک کے بدل کہنا جائز سمجھا انسؓ کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل لبیک نہ کہے لبیک تو کہنا اس وقت تک سنت ہے جب تک جمرہ عقبہ کی رمی کرے ۱۲ منہ [3] پاکیزگی سے مراد گناہوں کی معافی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۶۱۴ حَمْلِ الْعَنَزَةِ أَوِ الْحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ۔

۹۲۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا

باب گانسی یا برچھی عید کے دن امام کے آگے آگے لے کر چلنا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام ابوعمرو اوزاعی نے کہا مجھ سے نافع نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کو عیدگاہ کو جاتے اور برچھی آپ کے آگے آگے لے چلتے وہ عیدگاہ میں آپ کے سامنے گاڑی جاتی آپ اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔

بَابٌ ۶۱۵ خُرُوجِ النِّسَاءِ وَالْحُيَّضِ إِلَى الْمُصَلَّى۔

۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ قَالَ أَوْ قَالَتِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى۔

باب عورتوں اور حیض والیوں کا عیدگاہ کو جانا۔

ہم سے عبداللہ بن وہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم جوان عورتوں پردے والیوں کو (عید کے دن) نکالیں اور ایوب نے حفصہؓ سے ایسی ہی روایت کی حفصہؓ کی حدیث میں یہ ہے کہ ایوب نے کہا یا حفصہ نے جوان عورتوں کو اور پردے والیوں کو اور حیض والیاں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں[1]

بَابٌ ۶۱۶ خُرُوجِ الصِّبْيَانِ إِلَى الْمُصَلَّى۔

۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

باب بچوں کا عیدگاہ کو جانا

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے سنا انہوں نے

---

[1] نماز یوں میں نہ ملیں بلکہ علیحدہ مسجد کے باہر رہیں قسطلانی نے کہا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا جب فساد سے امن تھا اب بھی بوڑھی عورتوں کو اور جو خوبصورت نہ ہوں ان کا عیدگاہ میں حاضر ہونا مستحب ہے لیکن نہ خوشبو لگائیں نہ عمدہ کپڑے پہنیں نہ زینت کریں صرف پانی سے طہارت کرکے آجائیں اور خوبصورت عورتوں کو تو عیدگاہ اور مسجد میں آنا مکروہ ہے وہ عید کی نماز اپنے گھر میں پڑھ لیں انتہٰی میں کہتا ہوں یہ قسطلانی کا اجتہاد ہے شافعیہ کی تقلید ہے اور حدیث اس کے برخلاف ناطق ہے اور رفساد کا اللہ حاکم وقت کو کرنا چاہیے ۱۲ منہ

قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًى فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ -

کہا میں عید الفطر یا عید اضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے ان کو وعظ اور نصیحت کی اور صدقے کا حکم دیا۔

بَابُ ۶۱۷ اِسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدِ -

باب امام عید کے خطبے میں لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ -

اور ابو سعید خدری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مقابل کھڑے ہوئے[1]

۹۲۵ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحًى إِلَى الْبَقِيعِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَفِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ -

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ عید اضحیٰ کے دن بقیع کی طرف نکلے[2] اور دو رکعتیں (عید کی) پڑھائیں پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا پہلی عبادت جو اس دن ہم کو کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ نماز شروع کریں پھر (نماز اور خطبے سے) لوٹ کر قربانی کریں جو کوئی ایسا کرے گا وہ ہماری سنت پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے جانور کاٹ لیا اس نے اپنے گھر والوں (کو گوشت کھلانے) کے لیے جلدی سے کاٹ لیا وہ کچھ قربانی نہیں ہے یہ سن کر ایک شخص (ابو بردہ رض) کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ میں تو کاٹ چکا اب میرے پاس ایک پٹھیا ہے ایک سال کی جو دو سال والی سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اسی کو کاٹ اور تیرے بعد پھر کسی کی طرف سے ایسی پٹھیا جائز نہ ہوگی۔

بَابُ ۶۱۸ الْعَلَمِ بِالْمُصَلّٰى -

باب عیدگاہ میں نشان لگانا[3]

۹۲۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهُ أَشَهِدْتَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے عبد الرحمٰن بن عابس نے انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رض سے سنا ان سے پوچھا گیا کیا تم

---

[1] اس کو خود امام بخاری نے وصل کیا باب الخروج الی المصلی میں ۱۲ منہ [2] بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے ۱۲ منہ [3] یعنی کوئی اونچی چیز جیسے لکڑی وغیرہ اس سے یہ غرض تھی کہ عیدگاہ کا مقام معلوم رہے ۱۲ منہ

الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهُ حَتّٰى
أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ
فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ
فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ
فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ بِأَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي
ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى
بَيْتِهِ۔

بَابُ ۱۹ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ الْعِيدِ۔

۹۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَامَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَأَ
بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ
وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي فِيهِ
النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ
لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ تُلْقِي فَتَخَهَا
وَيُلْقِينَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَتَرٰى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذٰلِكَ وَ
يُذَكِّرُهُنَّ قَالَ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَهُ
قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رض
يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِيُّ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر تھے انہوں نے کہا ہاں
اور اگر میرے چھٹپنے کی وجہ سے آنحضرت کو مجھ سے الفت نہ ہوتی تو میں آپ
کے ساتھ نہ رہ سکتا آپ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے
گھر کے نزدیک ہے[۱] آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا پھر عورتوں
کے پاس تشریف لائے بلالؓ آپ کے ساتھ تھے آپ نے ان کو وعظ
اور نصیحت کی خیرات کا حکم دیا میں نے خود دیکھا عورتیں اپنے ہاتھ
پھیلاتیں اور بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتیں پھر آپ بلالؓ سمیت اپنے
گھر کو چلے۔

باب امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق
نے کہا ہم کو عبدالملک ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح
انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا
خطبہ سے فراغت کر کے اس جگہ سے چلے بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیکا دیئے
ہوئے عورتوں کے پاس آئے ان کو نصیحت کی بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے
تھے عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا
کیا صدقہ فطر دے رہی تھیں انہوں نے کہا نہیں یہ اس وقت ایک الگ خیرات تھی
کوئی عورت اپنا چھلا ڈالتی اور دوسری عورتیں بھی ایسا ہی کرتیں پھر میں نے عطا سے
کہا کیا امام پر عورتوں کو نصیحت کرنا لازم ہے انہوں نے کہا البتہ لازم ہے
اور اماموں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسا نہ کریں ابن جریج نے کہا مجھ سے حسن بن
مسلم نے بیان کیا انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے
کہا میں عید الفطر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے
ساتھ شریک رہا وہ سب پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ اس کے بعد سناتے

۱؎ کثیر بن صلت کا گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنایا گیا ابن عباسؓ نے لوگوں کو عیدگاہ کا مقام بتلانے کے لیے اس کا پتہ دیا ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجْلِسُ بِيَدِهٖ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ مَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهَا أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ لَا يَدْرِيْ حَسَنٌ مَّنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاءٌ أَبِيْ وَأُمِّيْ فَيُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ الْخَوَاتِيْمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

تھے غرض (خطبہ سنا کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے نکلے گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بٹھلا رہے تھے[1] پھر آپ صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس آئے بلال آپ کے ساتھ تھے آپ نے (سورہ ممتحنہ کی) یہ آیت پڑھی اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں تیرے پاس بیعت کرنے کو آئیں آخیر تک اور فرمایا کیا تم ان باتوں پر قائم ہو کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا صرف ایک عورت نے کہا ہاں حسن بن مسلم کو معلوم نہیں وہ کون سی عورت تھی[2] آپ نے فرمایا اچھا تو خیرات کرو پھر بلال نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا لاؤ ڈالو تم پر میرے ماں باپ قربان وہ لگیں چھلے اور انگوٹھیاں بلال کے کپڑے میں ڈالنے۔ عبدالرزاق راوی نے کہا حدیث میں جو فتخ کا لفظ ہے اس سے بڑے چھلے مراد ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں پہنتی تھیں[3]

بَابٌ ۶۲ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي الْعِيْدِ۔

باب اگر کسی عورت کے پاس دوپٹہ (یا چادر) نہ ہو

۹۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَأَتَيْتُهَا فَحَدَّثَتْ أَنَّ زَوْجَ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً فَكَانَتْ أُخْتُهَا مَعَهٗ فِيْ سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ فَكُنَّا نَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى وَنُدَاوِي الْكَلْمٰى فَقَالَتْ يَا

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے کہا ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے پھر ایک عورت (باہر سے) بصرے میں آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری میں اس سے ملنے گئی اس نے بیان کیا اس کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے[4] اور چھ جہادوں میں اس کی بہن بھی آنحضرت کے ساتھ تھی اس نے کہا ہم بیماروں کی خدمت کیا کرتیں اور زخمیوں کی دوا دارو[5] اس نے آنحضرت سے

---

[1] حافظ نے کہا شاید لوگوں نے چل کھڑے ہونے کا قصد کیا ہوگا تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا ابھی بیٹھے رہو ۱۲ منہ
[2] کہتے ہیں کہ یہ عورت اسماء بنت یزید تھی جیسے بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا عورتو تم اگر دوزخ میں جاؤ گی اسماء نے کہا میں ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دلیر تھی میں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا لعنت پھٹکار بہت کیا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری تمہارا شعار ہے ۱۲ منہ
[3] یعنی پاؤں کی انگلیوں میں مسلم کی روایت میں تجروں کا ذکر ہے اصمعی نے کہا فتخ وہ انگوٹھی جس میں نگینے نہوں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے لگیں چھلے اور آرسیاں ڈالنے ۱۲ منہ
[4] نہ اس عورت کا نام معلوم ہو نہ اس کے بہنوئی کا کہتے ہیں یہ عورت ام عطیہ کی بہن تھی ۱۲ منہ
[5] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر فتنے کا ڈر (باقی بر صفحہ آئندہ)

رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَلَّا تَخْرُجَ فَقَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ حَفْصَةُ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ أَتَيْتُهَا فَسَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ فِيْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَتْ نَعَمْ بِأَبِيْ وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِيْ قَالَ لِيَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ أَوْ قَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ شَكَّ أَيُّوْبُ وَالْحُيَّضُ فَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا آلْحُيَّضُ قَالَتْ نَعَمْ أَلَيْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا۔

عرض کیا یا رسول اللہ کیا اگر ہم میں کسی عورت کے پاس دوپٹہ یا چادر نہ ہو تو کچھ قباحت تو نہیں اگر وہ عید کے دن نہ نکلے آپ نے فرمایا اس کی ہم جولی اپنی چادر یا دوپٹہ اس کو پہنا دے[۱] اور عورتوں کو لازم ہے کہ ثواب کے کام میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حفصہ نے کہا جب ام عطیہ (بصرے میں) آئیں تو میں نے ان سے پوچھا تم نے ان باتوں میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر سے قربان[۲] اور ام عطیہ کم ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں اور یہ نہ کہتیں کہ میرا باپ آپ پر سے قربان آپ نے فرمایا جوان پردے والیاں یا جوان اور پردے والیاں عورتیں بھی نکلیں یہ شک ایوب کو ہوئی اور حیض والیاں بھی مگر حیض والیاں نماز کی جگہ سے جدا رہیں اور نیک کام میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حفصہؓ نے کہا میں نے ام عطیہؓ سے کہا حیض والیاں بھی نکلیں انہوں نے کہا کیا حیض والی حج میں عرفات میں نہیں آتی کیا فلاں جگہ نہیں آتی فلاں جگہ[۳]

بَابٌ ۶۲۱ اِعْتِزَالِ الْحُيَّضِ الْمُصَلّٰى۔

باب حیض والیاں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

۹۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ أُمِرْنَا أَنْ نَخْرُجَ فَنُخْرِجَ الْحُيَّضَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ أَوِ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن عدی نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا ام عطیہؓ نے کہا ہم کو آنحضرتؐ کا حکم تھا کہ (عید کے دن) نکلیں پھر ہم حیض والیوں اور جوانوں اور پردے والیوں سب کو نکالتے ابن عون نے کہا یا یوں کہا جوانوں پردے والیوں کو مگر حائضہ عورتیں صرف مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں اور نماز کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نہ ہو تو عورت غیر محرم مردوں سے بات کر سکتی ہے ان کو ہاتھ لگا سکتی ہے ان کی خدمت کر سکتی ہے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [۱] اس حدیث سے عید کی نماز کے لیے عورتوں کو نکلنے کی تاکید ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں کو عید کے دن نکالتے تھے تو اب اور کسی شریف کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اس سے انکار کرے ۱۲ منہ [۲] یعنی آنحضرتؐ پر سے ۱۲ منہ [۳] یعنی منا مزدلفہ وغیرہ سب مقامات میں جاتی ہے حج کے سب ارکان بجا لاتی ہے صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کرتی ۱۲ منہ

دُعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔

مقام سے الگ رہیں۔

بَابُ ۶۲۲ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلَّى۔

باب عید اضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نحر اور ذبح کرنا[1]

۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ وَيَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی سے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے کثیر بن فرقد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ ہی میں نحر اور ذبح کیا کرتے تھے[2]

بَابُ ۶۲۳ كَلَامِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ فِي خُطْبَةِ الْعِيدِ وَإِذَا سُئِلَ الْإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ۔

باب عید کے خطبے میں امام کا یا اور لوگوں کا باتیں کرنا[3] اور امام کا جواب دینا جب خطبے میں اس سے کچھ پوچھا جائے۔

۹۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید اضحیٰ کے دن نماز کے بعد خطبہ سنایا اور فرمایا جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی درست ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ (قربانی کاہے کو ہوئی) گوشت کی بکری ہوئی ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے نماز کے لیے نکلنے سے پیشتر ہی قربانی کر لی میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے اس لیے میں نے جلدی کی تو خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو گوشت کی

[1] نحر اونٹ کا ہوتا ہے باقی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں اونٹ کو بٹھا کر یا کھڑے کھڑے اس کے سینہ میں برچھہ یا خنجر مار دیتے ہیں اس کا نام نحر ہے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ قربانی شعائر اسلام سے ہے تو اس کا اظہار مجمع عام میں افضل ہے مالکیہ نے کہا ہے جب تک امام ذبح نہ کرے دوسرے لوگ بھی اپنی قربانیاں نہ کاٹیں تو یہاں ہے جہاں تنشرع امام موجود ہو اور وہ خود قربانی کرتا ہو اگر امام ہی نہ ہو یا ہو اور تنشرع نہ ہو قربانی نہ کرتا ہو تو دوسرے لوگ اپنے وقت پر یعنی نماز کے بعد قربانی کر سکتے اس پر سب کا اتفاق ہے ۱۲ منہ

[3] بات کرنے کی ممانعت جمعہ کے خطبے میں ہے عید کے خطبے میں نہیں ۱۲ منہ

شَاتَیْ لَحْمٍ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِیْ عَنَاقًا جَذَعَةً لَهِیَ خَیْرٌ مِّنْ شَاتَیْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِیْ عَنِّیْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

بکری ٹھہری ابو بردہ نے کہا میرے پاس ایک پٹھیا ہے سال بھر کی وہ گوشت کی دو بکریوں سے افضل ہے کیا میری طرف سے اس کی قربانی صحیح ہوگی آپ نے فرمایا ہاں مگر تیرے بعد پھر اور کسی کافی نہ ہوگی۔

۹۳۲۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ أَنْ يُّعِيْدَ ذَبْحَهٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِيْرَانٌ لِّيْ إِمَّا قَالَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّإِمَّا قَالَ بِهِمْ فَقْرٌ وَّإِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعِنْدِيْ عَنَاقٌ لِّيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْهَا۔

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا اور لوگوں کو یہ حکم دیا جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو وہ دوبارہ کرے یہ سن کر ایک انصاری مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے کچھ ہمسایہ ہیں ان کو بھوک کی تکلیف رہتی ہے یا یوں کہا وہ محتاج ہیں اور میں نے (اس وجہ سے) نماز سے پہلے ذبح کر لیا اب میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ پسند ہے آپ نے اس کو اجازت دی[2]۔

۹۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِسْمِ اللّٰهِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے جندب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا پھر قربانی کی اور فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو وہ اس کے بدل دوسری قربانی کرے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے[3]۔

---

[1] اس سے یہ نکلا کہ امام مقتدی عید کے خطبے میں بات کر سکتے ہیں اور آگے کے فقروں سے وہ نکلتا ہے کہ امام سے کوئی بات پوچھے تو وہ جواب دے ۱۲ منہ [2] کہ اسی پٹھیا کی قربانی کرے یہ پوچھنے والا شخص ابو بردہ بن نیار تھا جیسے اوپر کئی بار گزر چکا ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے خطبہ کی حالت میں یہ حکم دیا شاید خطبہ ہی میں دیا ہو جیسے اگلی روایتوں میں ہے اور اس روایت کو امام بخاری ان کی تائید کے لیے لائے اس حدیث سے قربانی کا وجوب نکلتا ہے حنفیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک وہ سنت ہمارے امام احمد بن حنبل نے بھی اس کو سنت کہا ہے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم نے نکالا کہ جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور قربانی کا ارادہ کیا تو وہ اپنے بال اور ناخون نہ کترائے ۱۲ منہ

بَابُ ۶۲۴ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيْقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيْدِ۔

۹۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ تَابَعَهُ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ أَصَحُّ۔

بَابُ ۶۲۵ إِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوْتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا عِيْدُنَا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيْهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيْرِهِمْ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُوْنَ فِي الْعِيْدِ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

باب جو شخص عیدگاہ کو ایک رستے سے جائے وہ گھر کو دوسرے رستے سے آئے۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے ابو تمیلہ نے خبر دی اس کا نام یحییٰ بن واضح تھا اس نے فلیح بن سلیمان سے انہوں نے سعید بن حارث سے انہوں نے جابر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو ایک رستے سے عیدگاہ کو جاتے دوسرے رستے سے آتے ابو تمیلہ کے ساتھ فلیح بن سلیمان سے اس حدیث کو یونس نے بھی روایت کیا لیکن انہوں نے سعید کے بعد ابوہریرہؓ کہا اور جابر کی روایت زیادہ صحیح ہے[1]

باب اگر کسی کو عید کی نماز (جماعت سے) نہ ملے تو اکیلے دو رکعتیں پڑھ لے[2] عورتیں بھی اور جو لوگ گھروں اور گاؤں وغیرہ میں ہوں (اور جماعت میں نہ آسکیں) ایسا ہی کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! یہ ہماری عید ہے[3] اور انس میں مالک نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ میں[4] حکم دیا اس نے انسؓ کے سب گھر والوں اور بیٹوں کو جمع کیا اور انسؓ نے شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھائی اور ویسی ہی تکبیریں کہیں اور عکرمہ نے کہا گاؤں دیہات والے بھی عید کے دن جمع ہوں اور (شہر والوں کی طرح) دو رکعتیں پڑھیں جیسے امام پڑھتا ہے[5] اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر عید کی نماز نہ ملے تو دو رکعتیں پڑھ لے[6]

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے

---

[1] یعنے جو شخص سعید کا شیخ جابرؓ کو قرار دیتا ہے اس کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے جو ابوہریرہؓ کو سعید کا شیخ کہتا ہے یونس کی اس روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے امام احمد نے کہا چار رکعتیں پڑھے ابن مسعودؓ سے ایسا ہی مروی ہے ۱۲ منہ [3] یہ اوپر گزر چکی اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ عید کی نماز سب کو پڑھنا چاہیے خواہ گاؤں میں ہوں یا شہر میں اور وہ جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جمعہ اور تشریق یعنے عید شہر ہی میں چاہیے اس کی پیروی نہیں کی ۱۲ منہ [4] زاویہ ایک گاؤں تھا بصرے کے چھ میل پر انسؓ نے وہاں اپنا مقام بنایا تھا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو فریابی نے اپنی مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ يَعْنِي مِنَ الْأَمْنِ۔

انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ ابوبکرؓ صدیق ان کے پاس گئے منا کے دنوں میں[1] وہاں دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں (بعاث کی لڑائی کی شعر میں گا رہی تھیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا تانے پڑے تھے ابوبکرؓ نے ان کو جھڑکا اس وقت آپ نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا ابوبکرؓ جانے بھی دے یہ عید کے دن ہیں اور وہ بھی منا ئیں[2] اور حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آڑ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کی کثرت دیکھ رہی تھی وہ مسجد میں (ہتھیاروں سے) کھیل رہے تھے حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے دے اور ان سے فرمایا بنی ارفدہ تم بے فکر کھیلو[3]۔

بَابُ ۶۲۶ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا۔

باب عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل پڑھنا کیسا ہے:-

وَقَالَ أَبُو الْمُعَلَّى سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيدِ۔

اور ابوالمعلّٰی (یحییٰ بن میمون) نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ عید سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ جانتے تھے[4]

۹۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعَهُ بِلَالٌ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلے پھر دو رکعتیں (عید کی) پڑھائیں نہ ان سے پہلے نفل پڑھا نہ اُن کے بعد اور بلال آپ کے ساتھ تھے[5]

---

[1] یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ میں ۱۲ منہ [2] ایک تو عید کے دن خود خوشی کے دن ہیں دوسرے منا میں اور زیادہ خوشی ہے کہ اللہ نے حج نصیب کیا ۱۲ منہ

[3] بنی ارفدہ حبشیوں کو کہتے ہیں وجہ تسمیہ اوپر مذکور ہو چکی اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے باب کا مطلب اس سے یوں نکالا کہ جب ہر ایک شخص کے لیے یہ دن خوشی کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنا ہو گا ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا مجھ کو یہ اثر موصولاً نہیں ملا اور ابوالمعلّٰی سے اس کتاب میں اس کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے ۱۲ منہ [5] اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے حنفیہ نے کہا عید سے پہلے مکروہ ہے بعد نہیں ۱۲ منہ

اَبْوَابُ الْوِتْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ۶۲۷ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ۔

۹۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ۔

۹۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ

وتر کے باب

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا

باب وتر کا بیان [1]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع اور عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک شخص (عبداللہ بن عمر یا اور کسی) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز (تہجد) کو پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی [2] اور اسی سند سے نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وتر کی جب تین رکعتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے یہاں تک کہ کسی ضرورت سے بات بھی کرتے [3]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے کہا وہ ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہے وہ کہتے ہیں میں بچھونے کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

[1] اہل حدیث اور امام احمد اور شافعی اور سب علماء کے نزدیک وتر سنت ہے اور امام ابوحنیفہ اس کو واجب کہتے ہیں حالانکہ عبداللہ بن مسعود اور حضرت علیؓ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وتر سنت ہے لیکن اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ نے ان دونوں صاحبوں کا بھی خلاف کیا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے دو باتیں نکلیں ایک یہ کہ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے پہلے ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرے دوسرے وتر کی ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور اُن کی دلیل ضعیف ہے صحیح حدیثوں سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اور تفصیل امام محمد بن نصر مروزی کی کتاب الوتر والنوافل میں ہے ۱۲ منہ [3] اس روایت سے گو عبداللہ بن عمرؓ کا تین رکعتیں وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر حنفیہ کے لیے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ وتر کی تین ہی رکعتیں پڑھتے علاوہ اس کے دو سلام سے تین رکعتیں وتر کی ثابت ہیں اور حنفیہ ایک سلام سے کہتے ہیں محمد بن نصر مروزی نے کہا کہ ایک سلام سے تین رکعتیں وتر کی پڑھنا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا ہے پھر اس کا جواب دیا ہے ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَرَاَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَهٗ وَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ -

اور آپ کی بی بی اس کی لمبائی میں لیٹے آپ سو گئے جب آدھی رات گزر گئی یا اس کے لگ بھگ تو آپ جاگے منہ پہ ہاتھ پھیر کر نیند کا خمار دفع کرتے تھے پھر آپ نے سورۂ آل عمران (کی آخر کی) دس آیتیں پڑھیں[۱] پھر ایک پرانی مشک پانی کی لٹک رہی تھی اس طرف گئے اور اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی جیسا آپ نے کیا تھا ویسا ہی کیا اور آپ کے بازو کھڑا ہوا آپ نے (پیار سے) اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پہ رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملنے لگے[۲] پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) پھر (ایک) وتر پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آیا (نماز کے لیے بلانے کو) اس وقت آپ اٹھے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

۹۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوْتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَاَيْنَا اُنَاسًا مُّنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَّاِنَّ كُلًّا لَّوَاسِعٌ وَّاَرْجُوْ اَنْ لَّا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ بَاْسٌ -

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے عبد الرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب تو نماز سے فارغ ہونا چاہے تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ تیری ساری نماز کو طاق کر دے گی قاسم بن محمد نے کہا ہمیں تو جب سے ہوش آیا ہم نے کئی لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا اور تین یا ایک سب جائز ہے اور مجھ کو امید ہے کسی میں قباحت نہ ہو گی[۳]

۹۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی

---

[۱] ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار سے ۱۲ منہ [۲] معلوم ہوا کہ اس قدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی ۱۲ منہ [۳] یہ قاسم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے بڑے عالم اور فقیہ تھے ان کے کلام سے اس شخص کی غلطی معلوم ہو گئی جو ایک رکعت وتر نا درست جانتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ صحیح حدیثیں دیکھ کر پھر کوئی مسلمان یہ کیسے کہے گا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا نادرست ہے اب یہ حدیث کہ آپ نے بتیرا سے منع کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت پوری نہ پڑھے دوسرے یہ حدیث ضعیف ہے صحیح حدیثوں کے معارضہ کے لائق نہیں ہے ۱۲ منہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رض أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلوٰتَهُ تَعْنِي بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلوٰةِ۔

انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) گیارہ رکعتیں (وتر اور تہجد کی) پڑھا کرتے تھے رات کو نماز آپ کی یہی تھی ان میں سجدہ اتنی دیر تک کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت کی پڑھا کرتے پھر داہنی کروٹ پر (ذرا دیر) لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے بلانے کو آپ کے پاس آتا۔

بَابُ ۶۲۸ سَاعَاتِ الْوِتْرِ

باب وتر پڑھنے کے وقت :

قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ۔

ابوہریرہؓ نے کہا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرﷺ

۹۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الْغَدَاةِ وَكَانَ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ قَالَ حَمَّادٌ أَيْ بِسُرْعَةٍ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے انس بن سیرین نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا تم کیا سمجھتے ہو میں فجر کی سنتوں میں لمبی قراءت کیا کروں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رات کی نماز (تہجد) دو دو رکعتیں کر کے پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھ کر طاق کر لیتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں تو اس طرح پڑھتے گویا آپ کے کان میں تکبیر کی آواز پڑ رہی ہے حماد نے کہا یعنی جلدی سےؐ

ـــہ ۱ پس گیارہ رکعتیں انتہا ہیں وتر کی دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اب ابن عباسؓ کی حدیث میں جو تیرہ رکعتیں مذکور ہیں تو اس کے رد سے بعضوں نے انتہا وتر کی تیرہ رکعتیں قرار دی ہیں بعضوں نے کہا ان میں دو رکعتیں عشا کی سنت کی تھیں تو وتر کی وہی گیارہ رکعتیں ہوئیں غرض وتر ایک رکعت سے لے کر تین پانچ سات نو گیارہ رکعتوں تک منقول ہے بعضے کہتے ہیں ان گیارہ رکعتوں میں آٹھ تہجد کی تھی اور تین وتر کی اور صحیح یہ ہے کہ تراویح، تہجد، وتر، صلوٰۃ اللیل سب ایک ہی ہیں ۱۲ منہ ـــہ ۲ یہ بھی ایک سنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر داہنے کروٹ پر لیٹ رہے صدقے آپ کی سنت کے آپ کی ایک ادنے سنت پر عمل کرنا جیسے یہ ہے یا عیدگاہ کو ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے آنا بازار کا سودا سلف اپنے ہاتھ سے اٹھا لانا یا گھر کے کام اپنے ہاتھ سے کر لینا بڑی بڑی بدعتوں سے مثلاً مدرسہ خانقاہ بنانے سے کہیں زیادہ ثواب رکھتا ہے محبوب کی چال ڈھال مالک کو پسند ہے جس کو پیا چاہے وہی سہاگن تم کروڑ ہا روپیہ خلاف سنت خرچ کرو تو اس کو پرواہ نہیں ہے اس کے حبیب کے طریق پر ایک پیسہ خرچ کرو تو وہ مقبول ہے ۱۲ منہ ـــہ ۳ جس شخص کو آخیر رات میں اپنے جاگنے پر بھروسہ نہ ہو تو اس کو وتر پڑھ کر ہی سونا چاہیے ابوہریرہ کے اس قول کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ـــہ ۴ جلدی سے یہی مراد ہے کہ ان میں مختصر سورتیں پڑھتے جیسے دوسری حدیث میں ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۴۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ -

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے مسلم بن کیسان نے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے سب حصوں میں وتر پڑھا ہے اور اخیر میں آپ کا وتر صبح کے قریب پہنچا [1]

بَابُ ۶۲۹ إِيقَاظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ بِالْوِتْرِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کے لیے اپنے گھر والوں کو جگانا۔

۹۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ -

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ بن زبیر نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے ہیں بچھونے پر سوتی آڑے پڑی رہتی جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی ہے [2]

بَابُ ۶۳۰ لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلٰوتِهِ وِتْرًا

باب وتر کو رات کی نماز کے اخیر میں پڑھے۔

۹۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا -

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ بن عمر عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا رات میں آخری نماز وتر کو رکھو [3]

بَابُ ۶۳۱ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ -

باب جانور پر سوار رہ کر وتر پڑھنا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ دو سورتیں کیا یہی سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں کافرون اور اخلاص ابن عمر کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی سنتوں میں لمبی قرأت خلاف سنت ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب وقتوں میں پڑھا ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا نماز کے لیے جگانا مستحب ہے گو نماز سنت ہو اس سے وتر کا وجوب درست نہیں نکلتا صرف اور نوافل کی نسبت اس کی زیادہ تاکید نکلتی ہے ۱۲ منہ [3] گویا رات کے شروع میں مغرب ہے وہ بھی وتر ہے اور اخیر رات میں بھی وتر ہے وہ بھی وتر یعنی طاق ہے ابن عمرؓ رات کو جب جاگتے تو ایک رکعت پڑھ کر اگلا وتر توڑ ڈالتے پھر دو دو رکعتیں پڑھتے رہتے اخیر میں پھر ایک رکعت وتر کی پڑھ لیتے ۱۲ منہ

۹۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيْرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ سَعِيْدٌ فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ خَشِيْتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ -

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر بن خطاب سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے رستے میں چل رہا تھا مجھ کو ڈر ہوا صبح ہو جانے کا تو میں سواری پر سے اترا وتر پڑھا پھر (سواری جلدی جلدی چلا کر) ان سے مل گیا انہوں نے کہا تم کہاں رہ گئے تھے میں نے کہا میں ڈرا کہاں صبح ہو جاتی ہے تو میں اترا وتر پڑھا عبداللہ نے کہا تم کو آنحضرتؐ کی پیروی اچھی نہیں ہے میں نے کہا کیوں نہیں قسم خدا کی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹ پر سوار رہ کر وتر پڑھ لیتے تھے[1]

بَابُ ۶۳۲ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ -

باب سفر میں بھی وتر پڑھنا۔

۹۴۶ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُوْمِئُ إِيْمَاءً صَلٰوةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ

ہم سے موسٰی بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں رات کی نماز اپنی اونٹنی پر اشارے سے پڑھا کرتے وہ جدھر چاہے آپ کو لے جاتی مگر فرض نمازیں[2] اور وتر اپنی اونٹنی پر ہی پڑھتے[3]

بَابُ ۶۳۳ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ -

باب قنوت (وتر میں اور ہر نماز میں) رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد پڑھ سکتے ہیں[4]

۹۴۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے

---

[1] یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ وتر واجب نہیں ہے اور یہ جو منقول ہے کہ کبھی عبداللہ بن عمرؓ سواری سے اتر کر وتر پڑھتے تو یہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے تھا نہ اس لیے کہ وتر واجب ہے ورنہ سواری پر اس کا پڑھنا صحیح نہ ہوتا ۱۲ منہ [2] یعنی فرض نمازیں اونٹنی سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے ۱۲ منہ [3] اس باب سے امام بخاری نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے سفر میں وتر پڑھنا سنت نہیں ہے اور یہ قول ضحاک سے منقول ہے ۱۲ منہ [4] گو ان حدیثوں میں جو امام بخاری اس باب میں لائے خاص وتر میں قنوت پڑھنے کا ذکر نہیں ہے مگر جب فرض نمازوں میں قنوت پڑھنا جائز ہو تو وتر میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور بعضوں نے کہا مغرب دن کا وتر ہے جب اس میں قنوت پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتر میں بھی ثابت ہوا حاصل یہ ہے کہ امام بخاری نے یہ باب لاکر ان لوگوں کا رد کیا جو قنوت کو بدعت کہتے ہیں ۱۲ منہ

عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ اَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا -

انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا انس بن مالک سے پوچھا گیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھا ہے انہوں نے کہا ہاں پھر پوچھا گیا کیا رکوع سے پہلے انہوں نے کہا رکوع کے بعد تھوڑے دنوں تک [1]

۹۴۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ -

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے کہا میں نے انس بن مالک سے قنوت کو پوچھا انہوں نے کہا قنوت بے شک تھا (یعنی آنحضرتؐ کے زمانے میں) میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد انہوں نے کہا رکوع سے پہلے میں نے کہا فلاں صاحب تو تم سے روایت کرتے ہیں کہ رکوع کے بعد [2] انہوں نے کہا غلط کہتے ہیں رکوع کے بعد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت پڑھا تھا میں سمجھتا ہوں ہوا یہ تھا کہ آپؐ نے صحابہ میں سے ستر قاریوں کے قریب مشرکوں کی ایک قوم (بنی عامر) کی طرف (ان کو تعلیم دینے کے لیے) بھیجے تھے یہ لوگ ان کے سوا تھے جن پر آپ نے بددعا کی ان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عہد تھا (لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور قاریوں کو مار ڈالا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک (رکوع کے بعد) قنوت پڑھتے رہے ان پر بددعا کرتے رہے [3]

۹۴۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ نے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے ابو مجلز سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے

---

[1] یعنی ایک مہینے تک اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح درست ہے اور صبح کی نماز میں اسی طرح ہر نماز میں جب مسلمانوں پر کوئی آفت آئے قنوت پڑھنا چاہیے عبدالرزاق اور حاکم نے باسناد صحیح روایت کیا کہ آنحضرتؐ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے شافعیہ کہتے ہیں قنوت ہمیشہ رکوع کے بعد پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں ہمیشہ رکوع سے پہلے پڑھے اور اہل حدیث سب سنتوں کا مزا لوٹتے ہیں ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا فلاں صاحب معلوم نہیں کون تھے اور شاید ابن سیرین ہوں ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ کافروں اور ظالموں پر نماز میں بددعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا آپ نے ان قاریوں کو نجد والوں کی طرف بھیجا تھا راہ میں بیر معونہ پر یہ لوگ اترے عامر بن طفیل نے رعل اور ذکوان اور عصیہ کے لوگوں کو لے کر ان پر حملہ کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان سے عہد تھا لیکن انہوں نے دغا کی ۱۲ منہ

قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَّ ذَكْوَانَ ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت پڑھا آپ رعل اور ذکوان قبیلوں پر بددعا کرتے تھے[1]

۹۵۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو خالد حذاء نے خبر دی انہوں نے ابی قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا قنوت (آنحضرتؐ کے عہد میں) مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

اَبْوَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

استسقا یعنی پانی مانگنے کے باب

بَابُ ۶۳۴ الْاِسْتِسْقَاءِ وَخُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ ۔

باب پانی مانگنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی کی دعا کرنے کے لیے (جنگل میں) نکلنا ۔

۹۵۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی دعا کرنے کو نکلے اور اپنی چادر الٹائی[2]

بَابُ ۶۳۵ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے کافروں پر بددعا کرنا الٰہی ان کے سال ایسے کر دے جیسے یوسف کے سال (قحط کے) گزرے ہیں[3]

---

[1] قنوت کی صحیح دعا یہ ہے جو امام حسن علیہ السلام وتر میں پڑھا کرتے تھے اللھم اھدنی فیمن ہدیت دعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک وصلی اللہ علی النبی محمد یا یہ دعا اللھم اغفر لنا وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات اللھم الف بین قلوبہم واصلح ذات بینہم وانصرہم علی عدوک وعدوہم اللھم العن الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلک ویقاتلون اولیاءک اللھم خالف بین کلمتہم وزلزل اقدامہم انزل بہم باسک التی لا تردہ عن القوم المجرمین اللھم انج المستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطاتک علی فلان واجعلہا علیہم سنین کسنی یوسف ۔ فلاں کی جگہ اس شخص یا اس قوم کا نام لے جس پر بد دعا کرنا منظور ہو ۱۲ منہ

[2] چادر الٹنے کی کیفیت آگے آئے گی اہل حدیث اور اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ امام استسقا کے لیے نکلے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا اور استغفار کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے صرف دعا اور استغفار کو کافی سمجھا ہے

[3] یہ حدیث امام بخاری استسقا میں اس لیے لائے کہ جیسے مسلمانوں کے لیے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بد دعا کرنا جائز ہے ۱۲ منہ

٩٥٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ هٰذَا كُلُّهُ فِي الصُّبْحِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرض نماز کی) اخیر رکعت سے سر اٹھاتے تو یوں فرماتے یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو چھوڑوا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھوڑوا دے یا اللہ ولید بن ولید کو چھوڑوا دے[1] یا اللہ بے بس ناتواں مسلمانوں کو چھوڑوا دے یا اللہ مضر کے کافروں کو سخت پکڑ یا اللہ ان کے ہنگام یوسف کے سے ہنگام کر دے[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفار کی قوم کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم کی قوم کو اللہ نے سلامت[3] رکھا ابن ابی الزناد نے اپنے باپ سے صبح کی نماز میں یہی دعا نقل کی۔

٩٥٣ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأٰى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرَ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے **دوسری سند** ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ قریش کے کافر کسی طرح نہیں مانتے تو ان کے لیے بددعا کی یا اللہ سات برس کا قحط ان پر بھیج جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں بھیجا تھا پھر ان پر ایسا قحط پڑا جس نے ہر چیز تباہ کر دی یہاں تک کہ وہ کھال مردار بدبودار سب کھا گئے ان میں کوئی آسمان کو دیکھتا تو بھوک کے مارے دھواں سا معلوم ہوتا

---

[1] یہ سب لوگ مکہ میں کافروں کی قید میں تھے اور کافر مردود ان کو سخت سخت تکلیفیں دیتے تھے آپ کی دعا کی برکت سے ان کو چھڑا دیا اور وہ مدینہ میں آپ کے پاس آ گئے۔ معلوم ہوا کہ نام بنام دعا یا بددعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا ۱۲ منہ

[2] سات سال تک حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں مصر والوں پر متواتر قحط پڑا تھا اس کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے ۱۲ منہ

[3] یہ ایک دوسری حدیث ہے امام بخاری کو اسی سند سے پہنچی جو پہلی حدیث میں مذکور ہے اس لیے اس کو بھی بیان کر دیا یہ دونوں قومیں مدینہ کے گرد رہتی تھیں غفار تو قدیم سے مسلمان ہو گئے تھے اور اسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی تھی ۱۲ منہ

فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ إِلٰى قَوْلِهٖ إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَاٰيَةُ الرُّوْمِ۔

آخر (مجبور ہوکر) ابوسفیان آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ تم تو اللہ کی فرمانبرداری اور ناطاپروری کا دعویٰ کرتے ہو اور تمہاری قوم تو مر رہی ہے اس کے لیے دعا کرو اللہ تعالیٰ نے (سورہ دخان میں) فرمایا اس دن کا منتظر رہ جب آسمان کھلا دھواں دکھلائے گا انکم عائدون تک[1] جس دن ہم سخت پکڑیں گے سخت پکڑ بدر کے دن ہوئی (مارے گئے ذلیل ہوئے) تو قرآن شریف میں جس دھوئیں اور پکڑ اور قید کا ذکر ہے وہ سب ہو چکے اسی طرح سورہ روم کی آیت میں جو ذکر ہے وہ بھی ہو چکا[2]۔

بَابٌ ۶۳۶ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحِطُوْا۔

باب قحط کے وقت لوگ امام سے پانی کی دعا کرنے کے لیے کہہ سکتے ہیں۔

۹۵۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ؞ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ ؞ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوقتیبہ نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ ابوطالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ گورا ان کا رنگ وہ حامی یتیموں بیوؤں کے بۂ لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے[3] اور عمر بن حمزہ نے کہا ہم سے سالم نے نقل کیا اپنے باپ ابن عمرؓ سے وہ کہتے تھے کبھی میں شاعر (ابوطالب) کا یہ شعر یاد

---

[1] پوری آیت یوں ہے اس دن کا منتظر رہ جس دن آسمان کھلا دھواں لے کر آئے گا یعنے دکھلائے گا جو لوگوں کو گھیرے گا یہی تکلیف کا عذاب ہے اس وقت کہیں گے مالک ہمارے یہ عذاب ہم پر سے اٹھا دے ہم ایمان لاتے ہیں وہ بھلا کہاں سمجھنے والے ہیں ان کے پاس پیغمبر آ چکا جو کھول کر اللہ کے احکام سناتا ہے پھر اس سے منحرف ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے خیر ہم چند روز کے لیے عذاب اٹھا لیں گے لیکن تم پھر وہی شرک اور کفر کی باتیں کرو گے اخیر تک ۱۲ منہ

[2] سورہ دخان میں دخان اور بطشہ کا ذکر ہے اور سورۂ فرقان میں اس آیت میں فسوف یکون لزاماً لزام یعنی کافروں کے قید ہونے کا بیان ہے یہ تینوں باتیں آنحضرتؐ کے عہد میں ہو گئیں دخان سے مراد قحط تھا جس میں آسمان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا تھا اور بطش کافروں کا بدر میں مارا جانا اور لزام ان کا قید ہونا سورہ روم کی آیت میں یہ بیان تھا کہ رومی کافر ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے لیکن چند سال میں پھر رومی غالب ہو جائیں گے یہ بھی ہو چکا ہے ۱۲ منہ

[3] جناب ابوطالب حضرت امیر کے والد بزرگوار نے ایک بڑا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں تصنیف کیا تھا یہ اس کا ایک شعر ہے اس کا مطلع یہ ہے ولما رایت القوم لا ود فیھم - وقد قطعوا کل العری والوسائل کہتے ہیں کہ اس قصیدے میں ایک سو دس شعر تھے ۱۲ منہ

اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ ؛ وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ؛ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ ؛ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ طَالِبٍ ۔

کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کو دیکھتا آپ منبر پر پانی کی دعا کرتے پھر منبر سے اترنے بھی نہیں کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے وہ شعر یہ ہے گورا ان کا رنگ وہ حامی یتیموں بیووں کے ؛ لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے ؛ یہ ابو طالب کا کلام ہے [1]

۹۵۵ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ ۔

ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری نے کہا مجھ سے میرے باپ عبداللہ بن مثنیٰ نے انہوں نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا تو حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا تھا اب اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا راوی نے کہا پھر پانی برستا [2]

بَابٌ ۶۳ تَحْوِيْلِ الرِّدَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

باب استسقاء میں چادر الٹنا [3]

۹۵۶ ۔ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن

[1] اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ پانی کبھی مسلمان مانگتے ہیں کبھی کافر دونوں فریق امام سے پانی کی دعا کے لیے درخواست کر سکتے ہیں۔ ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صغرسنی میں آپ کو کعبہ میں لے جا کر پانی کی دعا کی حق تعالیٰ نے پانی برسایا یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہل بیت کا توسل کیا کرتے اللہ تعالیٰ پانی برساتا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرتؐ کا توسل آپ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرتؐ نے ایک صحابی کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے یا محمد انی اتوسل بک الی ربی اور ان کے صحابی نے آنحضرتؐ کے وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی مگر ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اس طرف گئے ہیں کہ اموات اور قبور کا توسل جائز نہیں نہ حضرت عمرؓ نے نہ اور کسی صحابی نے آپ کی قبر شریف کا توسل کیا اور خلاف کیا ان کی بدعت سے اکابر محدثین اور علماء نے اور یہ کہا کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جب اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے ۱۲ منہ [3] یہ صحیح حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے امام اور مقتدی سب کو ایسا کرنا چاہیے کہ چادر کا نیچے کا کونا پکڑ کر اس کو الٹ لیں داہنا جانب بائیں طرف آ جائے اور بایاں داہنے طرف گویا اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہنگام قحط بدل دے گا قحط اور گرانی کے بدل بارش اور ارزانی ہوگی امام احمد اور شافعی اور اہل حدیث سب اسی کے قائل ہیں مگر امام ابو حنیفہ نے اس کو سنت نہیں رکھا ۱۲ منہ

ابْنُ جَرِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

جریر نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے محمد بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے عبداللہ بن زید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کیا (پانی مانگا) تو اپنی چادر کو الٹا۔

۹۵۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ أَبَاهُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُولُ هُوَ صَاحِبُ الْأَذَانِ وَلٰكِنَّهُ وَهِمَ فِيهِ لِأَنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ مَازِنُ الْأَنْصَارِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا وہ عبداللہ کے باپ سے بیان کرتے تھے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے سن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو تشریف لے گئے وہاں جا کر پانی برسنے کے لیے دعا مانگی تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر الٹی اور دو رکعتیں پڑھیں[1] امام بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ کہتے تھے یہ عبداللہ بن زید وہی ہیں جنہوں نے خواب میں اذان دیکھی تھی لیکن یہ ان کی غلطی ہے یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں جو انصار کے مازن قبیلے کے تھے[2]

بَابُ انْتِقَامِ الرَّبِّ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ بِالْقَحْطِ إِذَا انْتُهِكَ مَحَارِمُهُ۔

باب جب لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا خیال نہیں رکھتے تو اللہ قحط بھیج کر ان سے بدلہ لیتا ہے[3]

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

باب جامع مسجد میں پانی کی دعا کرنا۔

۹۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ نے

---

[1] یعنی عید کی طرح استسقاء کی نماز کا بھی وقت ہے جو عید کی نماز کا ہے بعضے کہتے ہیں اس کا کوئی وقت مقرر نہیں پہلی رکعت میں عید کی طرح سات تکبیریں کہنا چاہییں اور دوسری رکعت میں پانچ اور قرأت جہر سے کرے سورہ ق اور اقتربت الساعہ پڑھے یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور سورہ غاشیہ یہ شافعیہ کا مذہب ہے اور امام مالک اور امام احمد اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک تکبیرات نہ کہے صرف تکبیر تحریمہ کافی ہے اور بعد نماز کے خطبہ پڑھے بعضوں نے کہا نماز سے پہلے اور دونوں طرح حدیث میں وارد ہے ۱۲ قسطلانی [2] اور اذان دیکھنے والے عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں دونوں انصاری ہیں اور خزرجی اس لیے سفیان بن عیینہ کو شبہ ہو گیا ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس ترجمہ باب میں کوئی حدیث یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے مگر موقع نہیں ملا بعضے نسخوں میں یہ عبارت بالکل نہیں ہے اور باب کا مضمون اس حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گزر چکی کہ قریش کے کافروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے قحط آیا اور مولانا روم فرماتے ہیں ؎ ابر نابد از پئے منع زکوٰۃ ٭ وز زنا خیزد وبا اندر جہات ۱۲ منہ

أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُغِيثَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا قَالَ أَنَسٌ فَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَلَا شَيْئًا وَلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُمْسِكَهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ

انہوں نے انس بن عیاض سے انہوں نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک مرد (کعب بن مرہ یا ابوسفیان) جمعہ کے دن مسجد نبوی میں اس دروازے سے آیا جو منبر کے سامنے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے کھڑے کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (مینہ نہ برسنے سے) جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے[1] تو اللہ سے دعا فرمایئے مینہ برسائے انسؓ نے کہا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ ہم کو پانی پلا یا اللہ ہم کو پانی پلا یا اللہ ہم کو پانی پلا انسؓ نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی ہم آسمان میں نہ کوئی بادل دیکھتے تھے نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ اور کوئی چیز (ہوا وغیرہ جس سے معلوم ہو کہ برسات آئے گی) اور نہ ہمارے اور سلع کے بیچ میں کوئی گھر یا مکان تھا[2] اتنے میں سلع کے پیچھے سے ڈھال برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا جب وہ بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا انسؓ نے کہا خدا کی قسم پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ہفتے تک سورج نہیں دیکھا دوسرے جمعہ میں ایک شخص اسی دروازے سے آیا[3] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے وہ کھڑے کھڑے آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بہت پانی برسنے سے) جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے پانی تھم جائے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر یوں دعا کی یا اللہ ہمارے گرد اگرد برسا اور ہم پر نہ برسا یا اللہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور ٹیکریوں (پہاڑیوں)

[1] اس لیے کہ جب رستے میں چارہ نہ ملے گا تو جانور سفر کیسے کریں گے ۱۲ منہ
[2] سلع مدینہ کا پہاڑ مطلب یہ ہے کہ کسی بلند مکان یا گھر کی آڑ بھی نہ تھی کہ ابر ہو اور ہم اس کو دیکھ نہ سکتے ہوں بلکہ شیشے کی طرح آسمان صاف تھا برسات کی کوئی نشانی نہ تھی ۱۲ منہ
[3] یہ وہی آدمی تھا یا دوسرا آدمی بعضی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی آدمی تھا ۱۲ منہ

وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسًا أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي۔

اور ٹیلوں اور درخت اگنے کے مقاموں پر برسا انسؓ نے کہا یہ دعا فرماتے ہی ابر کھل گیا اور ہم نکلے دھوپ میں چلنے پھرنے لگے شریک نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا یہ دوسرا شخص وہی تھا پہلے والا انہوں نے کہا معلوم نہیں [1]

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ۔

باب جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت جب منہ کعبے کی طرف نہ ہو پانی کے لیے دعا کرنا۔

۹۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے شریک سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے ایک شخص جمعہ کے دن اس دروازے سے مسجد نبوی میں آیا جو دار القضا کی طرف تھا [2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے وہ کھڑے کھڑے ہی آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے تو اللہ سے دعا فرمائیے ہم پر پانی برسائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا یا اللہ ہم پر پانی برسا یا اللہ ہم پر پانی برسا یا اللہ ہم پر پانی برسا انسؓ نے کہا خدا کی قسم (اس وقت) آسمان میں نہ ابر تھا اور نہ ابر کا کوئی ٹکڑا اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے بیچ میں کوئی گھر یا مکان بھی حائل نہ تھا اتنے میں سلع کے پیچھے سے ڈھال برابر ابر کا ٹکڑا نمود ہوا جب بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا تو خدا کی قسم ایک ہفتے تک ہم نے سورج نہ دیکھا پھر اسی دروازے سے دوسرے جمعہ کو ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے وہ کھڑے ہی کھڑے آپ کے سامنے

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جمعہ مسجد میں بھی استسقا ہو سکتا ہے یعنی پانی کے لیے دعا مانگنا ۱۲ منہ۔ [2] دار القضا ایک مکان تھا جو حضرت عمرؓ نے بنوایا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے وصیت کی کہ یہ مکان بیچ کر میرا قرضہ ادا کر دینا یعنی وہ روپیہ جو میں نے بیت المال سے قرض لیا ہے عبد اللہ بن عمرؓ نے معاویہ کے ہاتھ یہ گھر بیچ کر حضرت عمرؓ کا قرض ادا کیا اسی وجہ سے اس کو دار القضا کہنے لگے یعنی وہ گھر جس سے قرض ادا ہو ۱۲ منہ

قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ فَقَالَ مَا أَدْرِي۔

بَاب ٦٤١ الْاِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

٩٦٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِينًا وَشِمَالًا يُمْطَرُونَ وَلَا يُمْطَرُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ۔

بَاب ٦٤٢ مَنِ اكْتَفَى بِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

آیا کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے (پانی کی کثرت سے) اللہ سے دعا فرمایئے کہ پانی تھما دے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر دعا فرمائی یا اللہ ہمارے چوطرف برسے اور ہم پر نہ برسے یا اللہ ٹیلوں اور ٹیکریوں اور نالوں کے نشیب میں اور درخت اگنے کی جگہوں میں برسے انس رضؓ نے کہا اسی وقت ابر کھل گیا اور ہم نکلے دھوپ میں چلے شریک نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا کیا یہ دوسرا شخص وہی پہلا شخص تھا انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔

باب منبر پر پانی کے لیے دعا کرنا۔[1]

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ برسات رک گئی ہے تو اللہ سے پانی برسنے کی دعا فرمایئے آپ نے دعا کی تو برسات شروع ہوئی ہم کو اپنے گھروں کو جانا مشکل ہو گیا دوسرے جمعے تک برابر برسات ہوتی رہی انس نے کہا پھر (دوسرے جمعے میں) وہی شخص یا اور کوئی کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمایئے یہ پانی ہم پر سے ٹال دے آپ نے یوں دعا فرمائی یا اللہ ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے انس نے کہا میں نے دیکھا ابر داہنی اور بائیں طرف کٹ رہا تھا ان لوگوں پر پانی برس رہا تھا اور مدینہ والوں پر نہیں۔[2]

باب پانی کی دعا کرنے میں جمعہ کی نماز کافی سمجھنا[3]

[1] حدیث میں منبر کی صراحت نہیں ہے مگر آپ نے منبر بننے کے بعد جب خطبہ پڑھا تو منبر ہی پر پڑھا اس سے باب کا مطلب نکل آیا ۱۲ منہ [2] یعنی جو لوگ مدینہ کے داہنے بائیں طرف ملکوں میں رہتے تھے ۱۲ منہ [3] علیحدہ استسقا کی نماز پڑھنا اس کی نیت کرنا یہ بھی استسقا کی ایک شکل ہے ۱۲ منہ

۹۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَامَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ -

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا جانور مرگئے اور رستے بند ہوگئے آپ نے دعا فرمائی تو اس جمعے سے لے کر دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا پھر وہ آیا اور کہنے لگا گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے اور جانور مرگئے تو آپ کھڑے ہوئے اور دعا کی یا اللہ ٹیلوں اور پہاڑیوں اور نالوں اور درخت اگنے کی جگہوں میں برسا دعا کرتے ہی مدینہ سے کپڑے کی طرح بادل پھٹ گیا[1]

بَابُ ۶۴۳ الدُّعَاءِ إِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ -

باب اگر برسات کی کثرت سے رستے بند ہوجائیں تو پانی تھمنے کی دعا کرسکتے ہیں۔

۹۶۲ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرُوا مِنْ جُمُعَةٍ إِلَى جُمُعَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ -

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (برسات نہ ہونے کی وجہ سے) جانور مرگئے رستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمایئے آپ نے دعا کی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعے تک پانی برستا رہا پھر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (برسات بہت ہونے سے) گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے جانور مرگئے تب آپ نے یوں دعا کی یا اللہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور نالوں کے نشیب میں اور درخت اگنے کی جگہوں میں پانی برسا یہ دعا کرتے ہی کپڑے کی طرح مدینہ سے ابر پھٹ گیا[2]

[1] ان حدیثوں میں جو معجزے مذکور ہیں ان سے صاف اللہ کیا معجزے ہو سکتے ہیں کسی ساحر یا جادوگر کی یہ طاقت نہیں کہ اجرام علویہ پر تصرف کرسکے۔ [2] پانی پروردگار کی رحمت ہے اس کے بند ہو جانے کی بالکل دعا نہیں فرمائی بلکہ یوں فرمایا جہاں مفید ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابُ ۶۴۴ مَا قِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۹۶۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَجَهْدَ الْعِيَالِ فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِي وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ حَوَّلَ رِدَاءَهُ وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

باب جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی میں پانی کی دعا کی تو چادر نہیں الٹائی[1]

ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا کہا ہم سے معافی بن عمران نے انہوں نے امام اوزاعی سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (قحط سے) جانور مر جانے اور بال بچوں کے تکلیف اٹھانے کا شکوہ کیا آپ نے اللہ سے دعا کی پانی مانگتے تھے اس حدیث میں یہ بیان نہیں کیا کہ آپ نے چادر الٹی یا قبلے کی طرف منہ کیا۔

بَابُ ۶۴۵ إِذَا اسْتَشْفَعُوا إِلَى الْإِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ۔

۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا اللّٰهَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَى ظُهُورِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

باب جب لوگ امام سے پانی مانگنے کے لیے سفارش کریں تو ان کی درخواست رد نہ کرے۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے خبر دی انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ پانی نہ برسنے سے جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمایئے آپ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہم پر پانی پڑتا رہا پھر ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بارش کی کثرت سے) گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے اور جانور مر گئے اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ پہاڑوں کی پشت اور ٹیلوں اور نالوں کی نشیب اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں برسا اسی وقت ابر کپڑے کی طرح مدینہ سے پھٹ گیا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہاں پوسے حیدرآباد میں ابھی کثرت سے بارش ہوئی طوفان آیا تو ایک بزرگ یوں دعا کرنے لگے یا اللہ ہم پر رحمت کا پانی برسا عذاب کا پانی نہ برسا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] معلوم ہوا چادر الٹنا اس استسقاء میں سنت ہے جو میدان میں نکل کر کیا جائے اور نماز پڑھی جائے ۱۲ منہ

بَابُ ۶۴۶ اِذَا اسْتَشْفَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ عِنْدَ الْقَحْطِ۔

۹۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ اَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَؤُا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَاَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ فَجَآءَهٗ اَبُوْ سُفْيٰنَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَاْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَقَرَاَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ الْاٰيَةَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَّزَادَ اَسْبَاطٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا وَّشَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَةُ عَنْ رَّاْسِهٖ فَسُقُوا النَّاسُ حَوْلَهُمْ

بَابُ ۶۴۷ الدُّعَآءِ اِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔

۹۶۶ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ

باب مشرک لوگ اگر مسلمانوں سے قحط کے وقت دعا چاہیں [1]

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابو الضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا میں ابن مسعودؓ کے پاس آیا انہوں نے کہا قریش کے کافروں نے ایمان لانے میں تامل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی ان پر قحط پڑا مرنے لگے مردار اور ہڈیاں تک کھا گئے آخر ابو سفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا محمد تم تو (اللہ کے پاس سے) ناطہ جوڑنے کا حکم لے کر آئے ہو اور تمہاری قوم مر رہی ہے تو اللہ سے دعا کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ دخان کی یہ آیت پڑھی اس دن کا منتظر رہ جب آسمان سے کھلا دھواں نمود ہوگا (خیر آپ نے دعا کی بارش ہوئی قحط جاتا رہا) پھر وہ کفر کرنے لگے اس کا بیان سورۂ دخان کی اس آیت میں ہے جس دن ہم سخت پکڑیں گے اس سے مراد بدر کا دن ہے اسباط بن محمد نے منصور سے اتنا اور روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیئے دعا کی سات روز تک لگاتار پانی پڑتا رہا اب لوگوں نے کثرت بارش کی شکایت کی تو آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ ہمارے ارد گرد برسے ہم پر نہ برسے اسی وقت ابر سر پر سے سرک گیا اور ارد گرد لوگوں پر برستا رہا۔

باب جب برسات حد سے زیادہ ہو تو یہ دعا ارد گرد برسے ہم پر نہ برسے۔

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے

---

[1] یعنی اگر قحط پڑے اور مشرک لوگ مسلمانوں سے دعا کے طالب ہوں تو مسلمان دعا میں دریغ نہ کریں اس لیے کہ مشرکوں سے احسان کرنا منع نہیں دوسرے اس میں اسلام کی عزت ہے ۱۲ منہ

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوْا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِّنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَّاَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوْا اِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَتَكَشَّطَتِ الْمَدِيْنَةُ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوْلَهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِيْنَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنَّهَا لَفِيْ مِثْلِ الْاِكْلِيْلِ۔

انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں لوگوں نے غل مچایا کہنے لگے یا رسول اللہ برسات رک گئی اور درخت لال ہو گئے اور جانور تباہ ہو گئے اللہ سے دعا کیجیے پانی برسائے آپ نے دو بار فرمایا یا اللہ ہم کو پانی پلا قسم خدا کی (اس وقت تک) ابر کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نہیں دیکھتے تھے دعا فرماتے ہی ایک ابر اٹھا اور برسنے لگا آپ منبر پر سے اترے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو گئے اور پانی دوسرے جمعہ تک برابر پڑتا رہا جب آپ (دوسرے جمعہ میں) خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے شور مچایا گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمایئے پانی ہم پر روک دے یہ سن کر آپ مسکرائے اور دعا فرمائی یا اللہ ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا اور (آپ کی دعا سے) مدینہ کھل گیا اور مدینہ کے اطراف میں برستا رہا مدینہ میں ایک قطرہ نہیں پڑتا تھا میں نے مدینہ کو دیکھا ابر تاج کی طرح اردگرد تھا مدینہ اس کے بیچ میں۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ قَائِمًا۔

باب استسقاء میں کھڑے ہو کر خطبہ میں دعا مانگنا۔

وَقَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَّزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَاسْتَسْقٰى فَقَامَ لَهُمْ عَلٰى رِجْلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَسْقٰى ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

اور ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا انہوں نے زہیر سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن یزید انصاری استسقاء کے لیے نکلے ان کے ساتھ براء بن عازبؓ اور زید بن ارقم صحابی بھی تھے انہوں نے پانی کے لیے دعا کی تو پاؤں پر کھڑے رہے منبر نہ تھا دعا کی پھر دو رکعتیں پڑھیں ان میں پکار کر قرأت کی نہ اذان کہی نہ اقامت ابو اسحاق نے کہا عبد اللہ بن یزید انصاری

ؔ۱ کہ ابھی اگلے جمعے میں تو پانی برسنے کے لیے یہ تقاضا تھا اور ابھی برسنے سے گھبرا رہے ہیں ۱۲ منہ ؔ۲ یہ واقعہ ۶۴ ہجری کا ہے عبد اللہ بن یزید کوفہ کے حاکم تھے عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے ۱۲ منہ

يَزِيدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا (وہ صحابی تھے)۔

٩٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللَّهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَأُسْقُوا ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عباد بن تمیم نے بیان کیا ان کے چچا عبداللہ بن زید نے جو صحابی تھے ان کو خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کر استسقاء کے لیے نکلے آپ کھڑے ہوئے اور کھڑے ہی کھڑے اللہ سے دعا کی پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر الٹی پھر پانی پڑا۔

بَابُ ٦٤٩ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ ۔

باب استسقاء کی نماز میں قراءت پکار کر کرنا۔

٩٦٨ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے نکلے تو قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کرتے رہے اور اپنی چادر الٹی پھر دو رکعتیں پڑھیں ان میں پکار کر قراءت کی۔

بَابُ ٦٥ كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں لوگوں کی طرف پیٹھ کیسے موڑی[5]

٩٦٩ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے نکلے میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف پھرائی اور قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کر رہے تھے پھر اپنی چادر الٹی پھر دو رکعتیں ہم کو پڑھائیں ان میں پکار کر قراءت کی۔

---

۵ یعنی وعظ نصیحت سے فراغت کرکے دعا کرتے وقت ۱۲ منہ

بَابٌ ۶۵۱ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ۔

۹۷۰ - حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ۔

باب استسقاء کی دو رکعتیں پڑھنا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے استسقاء کیا تو دو رکعتیں پڑھیں اور چادر پلٹی۔

بَابٌ ۶۵۲ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمُصَلّٰى

۹۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ ابْنَ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ وَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَ قَلَبَ رِدَآءَهٗ قَالَ سُفْيَانُ وَاَخْبَرَنِي الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ جَعَلَ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ۔

باب عیدگاہ میں استسقاء کرنا[1]

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے عیدگاہ کو نکلے اور قبلے کی طرف منہ کیا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور چادر الٹی سفیان نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی نے خبر دی ابوبکر (عبداللہ کے والد) سے کہ آپ نے چادر کا داہنا کونا بائیں کندھے پر ڈالا[2]

بَابٌ ۶۵۳ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

۹۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يُصَلِّيْ وَاَنَّهٗ لَمَّا دَعَا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ

باب استسقاء میں قبلے کی طرف منہ کرنا۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن زید انصاری نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (استسقاء کے لیے) عیدگاہ کی طرف نکلے وہاں نماز پڑھنے کو جب آپ دعا کرنے لگے یا دعا کرنا چاہا تو قبلے کی طرف منہ کیا اور چادر

---

[1] افضل تو یہ ہے کہ جنگل میدان میں استسقاء کی نماز پڑھے کیونکہ وہاں سب آ سکتے ہیں جانور حائضہ عورتیں وغیرہ اور عیدگاہ اور مسجد میں بھی درست ہے ۱۲ منہ

[2] اور بایاں کونا داہنے کندھے پر یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے سفیان تک مروی ہے اور اوپر بیان ہو چکا ۱۲ منہ

رِدَاءَهُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِيٌّ وَالْاَوَّلُ كُوْفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ -

الٹی امام بخاری نے کہا اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید مازنی ہیں اور پہلے (باب الدعا فی الاستسقاء میں) جن کا ذکر گزرا وہ عبداللہ بن یزید ہیں کوفہ کے رہنے والے۔

بَابٌ ۶۵۵ رَفْعِ النَّاسِ اَيْدِيَهُمْ مَعَ الْاِمَامِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

باب استسقاء میں امام کے ساتھ لوگوں کا بھی ہاتھ اٹھانا۔

وَقَالَ اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ مِّنْ اَهْلِ الْبَدْوِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلَكَ الْعِيَالُ هَلَكَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَيْدِيَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَ قَالَ فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى مُطِرْنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتّٰى كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْاُخْرٰى فَاَتَى الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيْقُ بَشِقَ اَيْ مَلَّ وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ

اور ایوب بن سلیمان نے کہا[1] مجھ سے ابو بکر بن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا انہوں نے کہا ایک گنوار گاؤں والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمعے کے دن آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ (بھوک سے) جانور تباہ ہو گئے بال بچے ہلاک ہو گئے لوگ مر گئے آپ نے یہ سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرنے لگے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کرنے لگے[2] انسؓ نے کہا پھر ہم مسجد سے باہر نکلا بھی نہیں تھا کہ مینہ شروع ہوا اور دوسرے جمعے تک برابر برستا رہا پھر وہی شخص (دوسرے جمعے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ (بارش بہت ہونے سے) مسافر گھبرا گئے ہیں اور رستہ بند ہو گیا بشق کے معنی عربی زبان میں گھبرا گیا اور عبدالعزیز اویسی نے یوں روایت کی مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا[3] یحییٰ بن سعید اور شریک سے

[1] ایوب بن سلیمان خود امام بخاری کے شیخ ہیں مگر شاید یہ حدیث امام بخاری نے ان سے نہیں سنی تو اس کو بصیغہ تعلیق بیان کیا ابو نعیم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے امام مالکؒ سے اور دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا منقول نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ آپ سوا استسقاء اور دعاؤں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ نہیں کرتے تھے یعنی بہت نہیں اٹھاتے تھے چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ استسقاء میں اتنے اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ استسقاء کی دعا میں آپ نے ہتھیلی کی پشت آسمان کی طرف کی اور شافعیہ نے کہا قحط وغیرہ بلیات کے رفع کے لیے اسی طرح دعا کرنا سنت ہے ۱۲ قسطلانی [3] عبدالعزیز کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَا سَمِعْنَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

ان دونوں نے کہا ہم نے انسؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے (استسقاء میں دعا کے لیے) دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔

بَابُ ۶۵۵ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

باب امام کا استسقاء میں (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھانا۔

۹۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان اور محمد بن ابراہیم بن عدی نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں استسقاء کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے[1] استسقاء میں اتنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی دکھلائی دیتی۔

بَابُ ۶۵۶ مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ۔

باب مینہ برستے وقت کیا کہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ الْمَطَرُ وَقَالَ غَيْرُهُ صَابَ وَأَصَابَ يَصُوبُ

اور ابن عباس نے (سورہ بقر میں) جو صیب کا لفظ ہے اس کے معنی برسات کے بیان کیے ہیں[2] اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ صیب صاب یصوب سے نکالا گیا ہے اسی سے ہے اصاب[3]

۹۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا تَابَعَهُ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مینہ برستا دیکھتے تو فرماتے یا اللہ فائدہ دینے والا مینہ برسا[4] محمد بن مقاتل کے ساتھ اس حدیث

---

[1] یعنی بہت مبالغہ کے ساتھ ورنہ اور دعاؤں میں بھی آنحضرتؐ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور امام بخاری نے کتاب الدعوات میں اس کے لیے ایک باب قائم کیا ہے ۱۲ منہ

[2] چوں کہ باب کی حدیث میں صیب کا لفظ آیا اور قرآن شریف میں بھی یہ آیا تھا تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کی تفسیر کر دی اس کو طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے وصل کیا انہوں ابن عباسؓ سے ۱۲ منہ

[3] ابن عباسؓ کے قول سے تو صیب کے معنے بیان کیے اب دوسروں کے قول سے صیب کا اشتقاق بیان کیا کہ یہ کلمہ اجوف واوی ہے اس کا مجرد صاب یصوب ہے اور مزید اصاب ۱۲ منہ

[4] یعنی رحمت کا مینہ جس سے آدمیوں اور جانوروں کو فائدہ ہو پیک یعنی پیلا اور اچھی ہو نہ عذاب کا مینہ یعنی نقصان دینے والا ۱۲ منہ

الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنْ نَافِعٍ -

کو قاسم بن یحییٰ نے بھی عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور اوزاعی اور عقیل نے بھی نافع سے [1]

بَابُ ۶۵۷ مَنْ تَمَطَّرَ فِي الْمَطَرِ حَتَّى يَتَحَادَرَ عَلَى لِحْيَتِهِ -

باب مینہ میں ٹھہرے رہنا یہاں تک کہ داڑھی سے پانی ٹپکنا [2]

۹۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا أَنْ يَسْقِيَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا ہم سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا ایک بار ایسا ہوا آپ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک گنوار کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے تو اللہ سے دعا فرمایے پانی برسائے آپ نے یہ سن کر (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان میں ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا دعا فرماتے ہی پہاڑوں کی طرح بادل امنڈ آیا پھر آپ منبر پر سے بھی نہیں اترے تھے میں نے دیکھا آپ کی (مبارک) داڑھی پہ پانی اتر رہا ہے خیر اس دن سارے دن برسات ہوتی رہی اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور جو تھے دن دوسرے جمعے تک پھر وہی گنوار کھڑا ہوا یا دوسرا کوئی شخص اور کہنے لگا یا رسول اللہ مکان گر گئے اور جانور ڈوب گئے اللہ سے دعا فرمایے (پانی روکے) تب آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا انس نے کہا پھر آپ اپنے ہاتھوں سے آسمان کی جس طرف اشارہ

---

[1] حافظ نے کہا قاسم کی روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی اور اوزاعی کی روایت کو نسائی اور احمد نے وصل کیا اس میں نافعاً کے بدل ہنیئاً ہے یعنی پچتا پچتا اور عقیل کی روایت کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] مینہ آسمان سے برستا ہے اور پروردگار بھی آسمان پر ہے تو گویا وہ تازہ تازہ اپنے پروردگار کے پاس سے آتا ہے یہ مضمون خود مسلم کی حدیث میں موجود ہے انہ حدیث عہد بربہ ۱۲ منہ

إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى صَارَتِ الْمَدِينَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتَّى سَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

کرتے ادھر ابر پھٹ جاتا یہاں تک کہ مدینہ حوض کی طرح ہو گیا اور قناۃ کا نالہ[1] ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو کوئی جس طرف سے آیا اس نے یہی کہا خوب بارش ہو رہی ہے۔

بَاب ۶۵۸ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ۔

باب جب آندھی چلے تو کیا کرے[2]

۹۷۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتِ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو حمید طویل نے انہوں نے انس بن مالک سے سُنا وہ کہتے تھے جب زور کی آندھی چلتی تو آپ کے مبارک چہرے پر ڈر کا اثر معلوم ہوتا۔

بَاب ۶۵۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا مجھ کو پوربی ہوا (پروا) سے مدد ملی[3]

۹۷۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پوربی ہوا سے مدد ملی اور عاد کی قوم پچھواؤ سے تباہ ہوئی۔

بَاب ۶۶۰ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْآيَاتِ

باب بھونچال اور قیامت کی نشانیوں کا بیان[4]

۹۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے

---

[1] قناۃ مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [2] آندھی کے بعد چونکہ اکثر پانی آتا ہے اس مناسبت سے اس کو یہاں بیان کیا قوم عاد پر آندھی سے عذاب ہوا تھا اس لیے جب آتی تو آپ گھبرا جاتے مسلم کی روایت میں ہے جب آندھی چلتی تو آپ فرماتے اللھم انی اسئلک خیرہا وخیر مافیہا واعوذ بک من شرہا وشر ما فیہا دشر ما ارسلت بہ ایک روایت میں ہے کہ آپ جب آندھی چلتی تو دوزانو بیٹھتے اور فرماتے اللھم اجعلہا ریاحا ولا تجعلہا ریحا ۱۲ منہ [3] جنگ خندق میں بارہ ہزار کافروں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا آخر اللہ تعالیٰ نے پوربی ہوا ایسی بھیجی کہ ان کے ڈیرے اکھڑ گئے آگ بجھ گئی آنکھوں میں خاک گھس گئی پریشان ہو کر کافر بھاگ نکلے ۱۲ منہ [4] سخت آندھی کا بیان ہوا تو اس کے ساتھ بھونچال کا بھی ذکر کر دیا دونوں آفتیں ہیں بھونچال یا گرج یا آندھی یا زمین دھنسنے میں ہر شخص کو دعا اور استغفار کرنا چاہیے اور زلزلے میں نماز بھی پڑھنا بہتر ہے لیکن اکیلے اکیلے جماعت اس میں مسنون نہیں حضرت عمرؓ نے اس کو حکم دیا اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ زلزلے میں انہوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو یہ صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ۔

۹۷۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ۔

بَابُ ۶۶۱ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ۔

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ

خبر دی کہا ہم سے ابو الزناد (عبداللہ بن ذکوان) نے انہوں نے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (دین کا) علم اٹھ نجائے گا اور بھونچال بہت نہ ہوں گے اور زمانہ جلدی جلدی نہ گزرنے لگے گا اور فساد پھوٹ اٹھیں گے[1] اور ہرج بہت ہوگا یعنی قتل قتل اور مال تو تم کو اتنا ملے گا کہ ابل پڑے گا۔

ہم سے محمد بن مثنٰے نے بیان کیا کہا ہم سے حسین بن حسن نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے یوں دعا کی[2] یا اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت دے لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں کہا یا اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت دے لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں انہوں نے کہا وہاں تو زلزلے اور فساد ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا[3]۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ واقعہ میں) یہ فرمانا تمہارا شکر یہی ہے کہ تم (اللہ کو) جھٹلاتے ہو ابن عباسؓ نے کہا اس آیت میں رزق سے شکر مراد ہے[4]۔

ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے

---

[1] بادشاہت پر بادشاہت چڑھے گی جیسے انجیل مقدس میں ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت یہاں موقوفاً بیان ہوئی ہے اور درحقیقت مرفوع ہے ازہر سمان نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے ۱۲ منہ [3] نجد عرب سے مشرق کی طرف واقع ہے نجد سے تمام ممالک مشرقیہ مراد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرق کا ملک فساد کی جڑ ہے اس لیے اس کے لیے دعا نہیں فرمائی ۱۲ منہ [4] اس کو سعید بن منصور و ابن مردویہ نے نکالا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے پانی برسے تو تم کو اس کا شکر کرنا چاہیئے لیکن تم شکر کے بدلے یہ کرتے ہو کہ اللہ کو تو جھٹلاتے ہو جس نے پانی برسایا اور ستاروں کو مانتے ہو کہتے ہو ان کی گردش سے پانی پڑا اس آیت کی مناسبت باب استسقاء سے ظاہر ہوگئی اب زید ابن خالد کی حدیث جو اس باب میں لائے وہ بھی بارش ہی سے متعلق ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بارش ہوئی پھر آپ نے یہی فرمایا جو اس حدیث میں ہے پھر یہ آیتیں اتریں فلا اقسم بمواقع النجوم سے لے کر وتجعلون رزقکم انکم تکذبون تک ۱۲ منہ

عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی رات کو بارش ہو چکی تھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا فرماتا ہے انہوں نے کہا (ہم کیا جانیں) اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا پروردگار فرماتا ہے آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی ایک مومن ہے ایک کافر جس نے کہا اللہ کے فضل اور رحم سے پانی پڑا وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے پانی پڑا اس نے میرا کفر کیا تاروں پر ایمان لایا[1]

بَابٌ ۶۶۲ لَا يَدْرِيْ مَتٰى يَجِيْءُ الْمَطَرُ اِلَّا اللهُ عَزَّوَجَلَّ۔

باب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہو گی[2]

وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ۔

اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا پانچ باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے[3]

۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ وَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا يَكُوْنُ فِي الْاَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایک یہ کہ کل کیا ہو گا کوئی نہیں جانتا دوسرے ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) کوئی نہیں جانتا تیسرے آدمی کل کیا کرے گا (اچھا یا برا) کوئی

[1] تاروں کو بارش کی علت یا فاعل یا خالق یا مؤثر سمجھنا صریح کفر شرک ہے البتہ اگر کوئی یوں سمجھے کہ عادت الٰہی ہے کہ فلاں تارے کے فلاں مقام پر آنے کے وقت اکثر پانی برستا ہے جیسے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ نے ثریا کے اوتار چڑھاؤ کا بارش کے لیے انتظار کیا ہمارے زمانہ میں شرک بہت پھیل گئی ہے اب تاروں سے بارش کا ذرا بھی تعلق سمجھنا مشرکوں کی رسم ہے مومن کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے لا منہ [2] ہمارے زمانہ میں بہت سے نام کے مسلمان دھوتی بند پنڈتوں کی بات پر یقین کرتے ہیں کہ فلاں تاریخ دو وقت (باقی برصفحہ آیندہ)

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَا یَدْرِیْ اَحَدٌ مَّتٰی یَجِیْءُ الْمَطَرُ۔

نہیں جانتے چوتھے آدمی کہاں مرے گا کوئی نہیں جانتا پانچویں برسات کب آئے گی کوئی نہیں جانتا [۱]

اَبْوَابُ الْکُسُوْفِ

ابواب گہن کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَاب ۶۶۳ اَلصَّلٰوۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ

باب سورج گہن کی نماز کا بیان [۲]

۹۸۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ رِدَآءَہٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ۔

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے انہوں نے یونس سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابوبکرہ نفیع بن حارث صحابی سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں سورج کو گہن لگا آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) اٹھے اور مسجد میں آئے ہم بھی مسجد گئے آپ نے سورج صاف ہونے تک دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا دیکھو سورج اور چاند کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے [۳] اور تم جب گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور گہن کھل جانے تک دعا کرتے رہو۔

۹۸۳ - حَدَّثَنَا شِہَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ

ہم سے شہاب بن عبادہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا میں ابومسعود انصاری صحابی سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) پر پڑے گا یہ ان کی جہالت ہے [۳] یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جس کو امام بخاری نے کتاب الایمان اور کتاب التفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا)

[۱] جب اللہ نے صاف قرآن میں اور پیغمبر صاحب نے حدیث میں فرما دیا کہ اللہ کے سوا کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ برسات کب پڑے گی تو جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ ان دھوتی بند پنڈتوں کی بات کیوں ماننے لگا اور ان پر اعتقاد رکھے معلوم ہوا وہ دائرہ ایمان سے خارج اور کافر ہے لطف یہ ہے کہ رات دن پنڈتوں کا جھوٹ اور بے تکا پن دیکھتے جاتے ہیں اور پھر ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور کافر لوگ ایسا کریں تو چنداں تعجب نہیں حیرت ہوتی ہے کہ باوجود دعویٰ اسلام مسلمان بادشاہ اور امیر نجومیوں کی باتیں نکلنی سنتے ہیں اور ان سے آیندہ کے واقعات پوچھتے ہیں معلوم نہیں کہ ان کے نام مسلمانوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے صدہا مسلمان بادشاہتیں ہی نجومیوں پر اعتقاد رکھنے سے تباہ اور برباد ہو چکی ہیں اور اب بھی مسلمان بادشاہ اس حرکت سے جو کفر صریح ہے باز نہیں آتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ [۲] اکثر علماء کے نزدیک یہ نماز سنت مؤکدہ ہے اور حنفیہ سے اس کا وجوب منقول ہے ۱۲ منہ۔

[۳] اتفاق سے جب حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گذر گئے تو سورج کو گہن لگا بعضے لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کی موت سے یہ گہن لگا آپؐ نے اس اعتقاد کا رد کیا جاہلیت کے لوگ ستاروں کی تاثیر زمین پر پڑنے کا اعتقاد رکھتے تھے ہماری شریعت میں اس کا ابطال ہوا جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کرتا ہے ستارے بے چارے کیا چیز ہیں وہ اللہ کی مخلوق ہیں اس کے حکم کے تابع ہیں ۱۲ منہ

يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا۔

سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند میں کسی کی موت سے گہن نہیں لگتا وہ دونوں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو[1]۔

۹۸۴ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے انہوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے آپ نے فرمایا سورج اور چاند نہ کسی کے مرنے سے گہناتے ہیں نہ کسی کے جینے سے وہ تو اللہ کی نشانیوں میں دو نشان ہیں[2] جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

۹۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَادْعُوا اللهَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہاشم بن قاسم نے کہا ہم سے ابو معاویہ نحوی شیبان نے انہوں نے زیاد بن علاقہ سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن اسی روز ہوا جس[3] دن ابراہیم آپ کے صاحبزادے گزر گئے لوگوں نے کہا ان کی موت سے سورج گہنا گیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت اور زندگی سے نہیں گہناتے جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

بَابُ ۶۶۴ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب سورج گہن میں خیرات کرنا۔

۹۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز کا وہی وقت ہے جب گہن لگے خواہ وہ کسی وقت ہو اور حنفیوں نے اوقات مکروہہ کو مستثنیٰ کیا ہے اور امام احمد سے بھی مشہور روایت یہی ہے اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وقت سورج نکلنے سے آفتاب کے ڈھلنے تک ہے اور اہل حدیث نے اوّل مذہب کو اختیار کیا ہے اور وہی راجح ہے ۱۲ منہ [2] امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ جل شانہ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے تجلی کا مفہوم اور اس کا اصل مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے بظاہر علماء ہیئات جو کہتے ہیں کہ زمین یا چاند حائل ہو جانے کی وجہ گہن ہوتا ہے یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے ۱۲ منہ [3] یہ واقعہ سنہ ۱۰ ہجری ماہ ربیع الاول یا رمضان میں ہوا ۱۲ منہ

فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پہلے آپ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلی بار سے کم پھر دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جیسے پہلی رکعت میں[1] پھر نماز سے جب فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو گیا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کی موت یا زیست سے نہیں گہناتے جب تم گہن دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو پھر آپ نے فرمایا محمدؐ کی امت کے لوگو دیکھو اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اس کو بڑی غیرت آتی ہے اگر اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے[2]۔ اے محمد کی امت کے لوگو اگر تم وہ جانو جو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم روؤ بہت۔

بَابُ[۶۶۵] النِّدَاءِ بِالصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوفِ۔

باب سورج گہن میں یوں پکارنا نماز کے لیے اکٹھا ہو جاؤ (جماعت سے پڑھو۔)

۹۸۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا ہم کو یحییٰ بن صالح نے

---

[1] یعنی ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے اور دو دو قیام اگرچہ بعض روایتوں میں تین تین رکوع اور بعض میں چار چار اور بعض میں پانچ پانچ ہر رکعت میں وارد ہوئے ہیں مگر دو دو رکوع کی روایتیں صحت میں بڑھ کر ہیں اور اہل حدیث اور شافعی کا اسی پر عمل ہے اور حنفیہ کے نزدیک ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرے امام ابن قیم نے کہا ایک رکوع کی روایتیں صحت میں دو رکوع کی روایتوں کے برابر نہیں ہیں اب جن روایتوں میں دو رکوع سے زیادہ منقول ہیں یا تو وہ راویوں کی غلطی ہے یا کسوف کا واقعہ کئی بار ہوا ہو گا بعضے علماء نے یہی اختیار کیا ہے کہ جن جن طریقوں سے کسوف کی نماز منقول ہے ان سب طریقوں سے پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ

[2] قسطلانی نے پچھلے متکلمین کی طرح غیرت کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ غیرت غصے کے جوش کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے تغیرات سے پاک ہے اہل حدیث کا یہ طریق نہیں ہے اہل حدیث اللہ کی ان سب صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اپنے ظاہری معنے پر محمول رکھتے ہیں ان میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے جب غضب اللہ کی صفات میں سے ہے تو غیرت بھی اس کی صفات میں سے ہو گی غضب زائد اور کم ہو سکتا ہے اور تغیر اللہ کی ذات اور صفات حقیقیہ میں نہیں ہوتا لیکن صفات افعال میں تو تغیر ضرور ہے مثلاً گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پھر توبہ کرنے سے راضی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور کبھی کلام نہیں کرتا کبھی اترتا ہے اور کبھی چڑھتا ہے غرض صفات افعالیہ کا حدوث تغیر اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے ۱۲ منہ

صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ أَنِ الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ

بَابٌ ۶۶۶ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۹۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

خبر دی کہا ہم سے معاویہ بن سلام بن ابی سلام حبشی دمشقی نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن ابی کثیر نے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو لوگوں کو پکار دیا گیا نماز کے لیے جمع ہو جاؤ[1]

باب سورج گہن کی نماز میں امام کا خطبہ پڑھنا

اور حضرت عائشہ اور اسماء بنت ابی بکرؓ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورج گہن میں) خطبہ سنایا[2]

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے دوسری سند اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج میں گہن لگا آپ مسجد میں تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے تکبیر کہی اور بہت لمبی قراءت کی[3] پھر تکبیر کہی اور بڑا لمبا رکوع کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا (اور رکوع سے سر اٹھا کر) پھر کھڑے ہی رہے اور سجدہ نہیں کیا اور لمبی قرأت کی پہلی قرأت سے کچھ کم[4] پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا پہلے رکوع سے کچھ کم پھر (سر اٹھا کر) سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا تو (دو رکعتوں میں)

---

[1] کسوف اور خسوف اور استسقاء اور عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے صرف لوگوں کو خبر کرنے کے لیے اتنا پکار دینا درست ہے کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ ۱۲ منہ

[2] حضرت عائشہ کی روایت اوپر گزر چکی باب الصدقۃ فی الکسوف اور اسماء کی روایت آگے اسی کتاب میں آتی ہے ۱۲ منہ

[3] جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ

[4] جتنی دیر میں سورہ آل عمران پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ

فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ إِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ قَالَ أَجَلْ لِأَنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ۔

پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور آپ ابھی نماز نہیں پڑھ چکے تھے کہ سورج صاف ہو گیا پھر (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے[1] جیسی تعریف اللہ کو سزاوار ہے ویسی تعریف کی پھر فرمایا چاند اور سورج دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں ہوتا جب تم گہن دیکھو تو نماز کے لیے لپکو زہری نے کہا کثیر بن عباس اپنے بھائی عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے تھے وہ سورج گہن کا قصہ اسی طرح بیان کرتے تھے جیسے عروہ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر نے جس دن مدینہ میں سورج گہن ہوا صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور کچھ نہیں پڑھایا[2] انہوں نے کہا ہاں مگر سنت کے طریق سے وہ چوک گئے[3]

بَابٌ ۶۶ هَلْ يَقُولُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوْ خَسَفَتْ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔

باب سورج کا کسوف اور خسوف دونوں کہہ سکتے ہیں

اور اللہ نے (سورۂ قیامت میں) فرمایا وَخَسَفَ الْقَمَرُ[4]

۹۸۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نے اُن کو خبر دی جس دن سورج کا خسوف (گہن) ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر بہت لمبی

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گو اس میں خطبہ کی صراحت نہیں ہے مگر بصراحت حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت میں موجود ہے جو اوپر بیان ہو چکی ۱۲ منہ [2] یعنی ہر رکعت میں دو دو رکوع نہیں کئے جیسے تم روایت کرتے ہو ۱۲ منہ [3] ان کو حضرت عائشہؓ کی حدیث نہ پہنچی ہو گی حالاں کہ عبداللہ بن زبیرؓ صحابی تھے اور عروہ تابعی ہیں مگر عروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی اور حدیث کی پیروی سب پر مقدم ہے اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ بڑے جلیل القدر صحابہ جیسے عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس ہیں ان سے غلطی ہو جاتی تھی تو اور مجتہدوں سے جیسے ابوحنیفہ یا شافعی ہیں غلطی کا ہونا کچھ بعید نہیں اور اگر منصف آدمی امام ابن قیم کے اعلام الموقعین انصاف سے دیکھے تو اس کو ان مجتہدوں کی غلطیاں بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ [4] اس باب سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کسوف اور خسوف چاند اور سورج دونوں کے گہن میں مستعمل ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے سورج گہن کو کسوف کہنے سے منع کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے اسی طرح جن لوگوں نے چاند گہن کو خسوف کہنے سے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خود سورۂ قیامہ میں۔ باقی بر صفحہ آئندہ)

ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ۔

قرات کی پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اسی طرح کھڑے رہے اور لمبی قراءت کی مگر پہلی قرأت سے کچھ کم پھر لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کچھ کم پھر لمبا سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر سلام پھیرا تو سورج روشن ہو گیا تھا پھر لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا سورج اور چاند کے کسوف میں[۱] وہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی موت زیست سے اُن میں خسوف نہیں ہوتا[۲] جب تم اس کو دیکھو تو نماز کے لیے لپکو۔

بَابُ ۶۶۸ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عِبَادَهُ بِالْكُسُوفِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ اپنے بندوں کو گہن دکھا کر ڈراتا ہے۔

قَالَهُ أَبُو مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[۳]

۹۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ لَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَارِثِ وَشُعْبَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمَّادُ بْنُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یونس بن عبید سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابوبکرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے عبدالوارث اور شعبہ اور خالد بن عبداللہ اور حماد بن سلمہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) چاند گہن کو خسوف فرمایا ۱۲ منہ ۵ یہاں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ سورج گہن کو خسوف کہا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) ۱ یہاں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ دونوں کے گہن کو کسوف فرمایا ۱۲ منہ ۲ یہاں سے ترجمہ نکلتا ہے کہ دونوں کو خسوف فرمایا ۱۲ منہ ۳ اس کو خود امام بخاری آگے چل کر وصل کیا گو کسوف اور خسوف زمین یا چاند کے حائل ہونے سے ہو جس میں اب کچھ شک نہیں رہا یہاں تک کہ منجمین اور اہل ہیات خسوف اور کسوف کا ٹھیک وقت اور یہ کہ وہ کس ملک میں کتنا ہوگا پہلے ہی سے بتلا دیتے ہیں اور تجربہ سے وہ بالکل ٹھیک نکلتا ہے اس میں سرمو فرق نہیں ہوتا مگر اس صحیح حدیث کے مطلب میں کوئی خلل نہیں آیا کیوں کہ خداوند کریم اپنی قدرت اور طاقت دکھلاتا ہے کہ چاند اور سورج کے سے بڑے اور روشن اجرام کو وہ دم بھر میں تاریک کر دیتا ہے اس کی عظمت اور طاقت اور ہیبت سے بندوں کو ہر دم تھرانا چاہیے اور جس نے چاند اور سورج گہن کے عادی اور حسابی ہونے کا انکار کیا ہے وہ عقلا کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے ۱۲ منہ

سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ يُخَوِّفُ اللهُ بِهَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ مُوسَى عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ -

ان سب حافظوں نے یونس سے یہ جملہ کہ اللہ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے بیان نہیں کیا[1] اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ نے مبارک بن فضالہ سے انہوں نے امام حسن بصری سے روایت کیا اس میں یوں ہے کہ ابو بکرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے[2] اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو اشعث بن عبدالملک نے بھی امام حسن بصری سے روایت کیا[3]

بَابُ ٦٦٩ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ -

باب سورج گہن میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

۹۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا ایک یہودن حضرت عائشہؓ سے مانگنے آئی اور ان کو دعا دی اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا قبروں میں بھی لوگوں کو عذاب ہوگا آپ نے فرمایا خدا کی پناہ اس سے[4] پھر ایک روز صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے اسی روز سورج کو گہن لگا آپ دن چڑھے لوٹے اور اپنی بی بیوں کے حجرے کے درمیان سے گزرے پھر کھڑے ہو کر گہن کی نماز پڑھنے لگے لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ بہت دیر تک کھڑے رہے پھر ایک بہت لمبا رکوع کیا پھر دیر تک کھڑے رہے

1- عبدالوارث اور شعبہ کی روایت کو خود امام بخاری نے آگے چل کر نکالا اور خالد بن عبداللہ کی روایت اوپر گزر چکی اور حماد بن سلمہ کی روایت کو طبرانی نے نکالا ۱۲ منہ 2- اس کو طبرانی نے نکالا اس متابعت کے ذکر کرنے سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ امام حسن بصری کا سماع ابو بکرہؓ سے معلوم ہو گیا اور جس نے اس کا رد کیا ۱۲ منہ 3- اس کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے وصل کیا ۱۲ منہ 4- شاید اس وقت تک آپ کو قبر کے عذاب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مطلع نہ کیا ہو گا لیکن حضرت عائشہؓ نے آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے نہ سنا ہو گا ۱۲ منہ

وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

(رکوع سے سر اٹھا کر) مگر پہلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گئے (دو سجدے کیے) پھر دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلی رکعت کے کھڑے ہونے سے کم پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر (رکوع سے) سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن اگلے کھڑے ہونے سے کم پھر لمبا رکوع کیا لیکن اگلے رکوع سے کم پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہ بیان کیا پھر لوگوں کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا[1]۔

بَابُ ۶۷ طُولِ السُّجُودِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب گہن کی نماز میں سجدہ بھی لمبا کرنا[2]

۹۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ إِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں سورج گہن ہوا تو لوگوں کو پکار دیا گیا نماز کے لیے جمع ہو جاؤ پھر آپ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے (اور سجدہ کر کے) پھر کھڑے ہوئے اور دو رکوع کیے پھر (سجدہ کر کے) بیٹھے پھر سورج روشن ہو گیا اور حضرت عائشہ نے کہا میں نے کبھی اس سے زیادہ لمبا سجدہ نہیں کیا جتنا اس نماز میں تھا[3]۔

بَابُ ۶۷ صَلٰوةِ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً

باب گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا

وَصَلّٰى لَهُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ

اور ابن عباس نے لوگوں کو گہن کی نماز زمزم کے سائبان میں پڑھائی[4]

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس یہود ن کو شاید اپنی کتابوں سے قبر کا عذاب معلوم ہو گیا ہو گا ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا کہ معیشۃً ضنکاً سے عذاب قبر مراد ہے اور حضرت علیؓ نے کہا ہم کو قبر کے عذاب میں شک رہی یہاں تک کہ یہ آیت اتری حتٰی زرتم المقابر یہ ترمذی نے نکالا اور قتادہ اور ربیع نے اس آیت کی تفسیر میں سنعذبہم مرتین یہا ایک دنیا کا عذاب ایک قبر کا عذاب اس حدیث میں جو دوسری رکعت میں جو دون القیام الاوّل ہے اس کے مطلب میں اختلاف ہے کہ دوسری رکعت کا قیام اوّل مراد ہے یہ اگلے کل قیام مراد ہیں بعضوں نے کہا چار قیام اور چار رکوع ہیں اور ہر ایک قیام اور رکوع اپنے ماسبق سے کم ہوتا تو ثانی اول سے کم اور ثالث ثانی سے کم اور رابع ثالث سے کم واللہ اعلم یا جو کسوف کے وقت عذاب قبر سے ڈرایا اس کی مناسبت یہ ہے کہ جیسے کسوف کے مدت دنیا میں اندھیرا ہو جاتا ہے ویسے ہی گنہگار کی قبر میں جس پر عذاب ہو گا اندھیرا چھا جائے گا اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ۱۲ منہ

[2] بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے کہ گہن کی نماز میں سجدہ بھی لمبا کیا جاوے امام بخاری نے ان پر رد کیا ۱۲ منہ

[3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

[4] اس کو شافعی اور سعید بن منصور نے

وَجَمَعَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ۔

٩٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَأُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ

اور علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو گہن کی نماز کے لیے جمع کیا اور ابن عمرؓ نے نماز پڑھائی[1]

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید ابن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ نے نماز پڑھائی اور بڑی دیر تک کھڑے رہے جتنی دیر میں کوئی سورۃ بقرہ پڑھے پھر ایک لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے اور یہ پہلی بار سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر دونوں سجدوں کے بعد دیر تک کھڑے رہے اور یہ اگلی بار سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ اگلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر دیر تک کھڑے رہے یہ اگلی بار سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ اگلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے اس وقت سورج روشن ہو گیا تھا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کی موت زیست سے نہیں گہناتے جب تم یہ گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو لوگوں نے عرض کیا ہم نے دیکھا آپ نماز ہی میں اپنی جگہ جیسے کوئی چیز لینے لگے پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا میں نے بہشت دیکھی ہیں اس میں سے ایک خوشہ لینے کو تھا اور اگر کہیں لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی میں نے آج کے دن سے بڑھ کر کوئی ڈراؤنی چیز کبھی نہیں دیکھی میں نے دیکھا اس میں عورتیں بہت ہیں لوگوں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا وہ

[1] یہ علی بن عبداللہ تابعی ہیں عبداللہ بن عباس کے بیٹے اور خلفاء عباسیہ ان ہی کی اولاد میں ہیں ان کو سجاد کہتے تھے کیونکہ ہر روز ہزار سجدے کیا کرتے جس رات کو حضرت علی مرتضیٰ شہید ہوئے اسی رات کو پیدا ہوئے تو ان کا وہی نام رکھا گیا اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ قسطلانی

قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَىٰ إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ۔

فرمایا وہ کفر کرتی ہیں لوگوں نے کہا اللہ کا کفر آپ نے فرمایا نہیں خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تو کسی عورت کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر وہ ایک ذراسی برائی تجھ سے دیکھے تو کہتی ہے (اے لوزج) کبھی مجھ کو تجھ سے بھلائی نہیں ہوئی[1]

بَاب ۶۷۲ صَلٰوةِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْكُسُوفِ ۔

باب گہن کی نماز میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی شریک ہونا ۔

۹۹۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اس وقت سورج کو گہن لگا تھا دیکھا تو لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت عائشہ بھی نماز میں کھڑی ہیں میں نے پوچھا کیا ہے کیا لوگوں کو کیا ہوا انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کیا کوئی عذاب کی نشانی ہے انہوں نے اشارے سے ہاں بتلایا اسماءؓ کہتی ہیں میں بھی نماز میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا جو جو چیزیں میں نے اب تک نہیں دیکھی تھیں وہ آج اس جگہ دیکھ لیں یہاں تک کہ دوزخ اور بہشت بھی دیکھ لی اور مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ قبروں میں تمہاری ایسی آزمائش ہوگی جیسے دجال کے سامنے یا اس کے قریب میں نہیں جانتا اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا اسماءؓ نے کہا قبر میں تم میں سے ایک کے پاس فرشتہ آتا ہے پوچھتا ہے تو اُن

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے دوزخ اور بہشت کی تصویر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلا دی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر ناشکری کو بھی کہتے ہیں بعضوں نے کہا آپ نے اصلی دوزخ اور بہشت کو دیکھا اس طرح سے کہ حجاب درمیانی اٹھ گیا مگر دوسری روایت میں ہے کہ اس دیوار کے عرض میں اور اصلی بہشت اور دوزخ تو ساری زمین میں نہیں سما سکتی مسجد کے کونے میں کیونکر آئے گی یا مراد یہ ہے کہ دوزخ اور بہشت کا ایک ٹکڑا بطور نمونہ کے آپ کو دکھایا گیا ۱۲ منہ

[2] جو بے وقت نماز ...

عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَآ إِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ۔

بَابُ ۶۷۳ مَنْ أَحَبَّ الْعَتَاقَةَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

بَابُ ۶۷۴ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۹۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى

شخص (پیغمبر صاحب) کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا ایمان دار یا یقین والا معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا یوں کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس (دنیا میں) دلیلیں اور ہدایات کی باتیں لے کر آئے تھے ہم نے مان لیا ایمان لائے اُن کی پیروی کی پھر اس سے کہا جاتا ہے آرام سے سو جا ہم جانتے تھے تو ایمان دار ہے اور منافق یا شک کرنے والا معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا یوں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو (ان کے باب میں) کچھ کہتے سُنا وہی بک دیا[1]

باب سورج گہن میں بردہ آزاد کرنا

ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماءؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا[2]

باب گہن کی نماز مسجد میں پڑھنا

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہؓ بنت عبدالرحمن سے انہوں نے حضرت عائشہ سے ایک یہودن سوال کرتی ہوئی اُن کے پاس آئی اور دعا دینے لگی اللہ تم کو قبر کے عذاب سے بچائے حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا قبروں میں بھی لوگوں کو عذاب ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس سے بچائے رہے پھر ایک دن صبح کو آپ سواری پر سوار ہوئے اُسی دن سورج گہن ہوا آپ دن چڑھے لوٹ آئے اور اپنی بی بیوں کے حجروں کے درمیان سے گزرے[3] پھر کھڑے ہو کر گہن کی نماز پڑھنے لگے

[1] کوئی شاعر کہتا تھا کوئی جادوگر میں بھی وہی کہنے لگا ۱۲ منہ [2] کیونکہ بردہ آزاد کرنا بڑا ثواب ہے اسی کی وجہ سے اللہ بلا دور کرے گا ۱۲ منہ [3] یعنی کچھ عبارت عائشہؓ کی ... (باقی بر صفحہ آئندہ)

وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ وَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ بڑی دیر تک کھڑے رہے پھر بڑی دیر تک رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے مگر پہلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر رکوع سے سر اٹھایا اور لمبا سجدہ کیا پھر دونوں سجدے کر کے دیر تک کھڑے رہے مگر اگلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا پر اگلے رکوع سے کم پھر دیر تک کھڑے رہے مگر اگلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا پر اگلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا پر اگلے سجدے سے کم پھر نماز سے فارغ ہو کر جو اللہ نے چاہا وہ آپ نے فرمایا (لوگوں کو سمجھایا بجھایا) پھر ان کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

بَابٌ ۶۷۵ لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ۔

باب سورج گہن کسی کی موت زیست سے نہیں ہوتا

رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَالْمُغِيرَةُ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ۔

اس کو ابو بکرہ اور مغیرہؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ صحابیوں نے روایت کیا[1]

۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا انہوں نے ابو مسعودؓ عقبہ بن عامر انصاری صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت سے نہیں گہناتے پر وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشان ہیں جب تم ان کا گہنانا دیکھو تو نماز پڑھو۔

۹۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری اور ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ کی بی بیوں کے حجرے مسجد سے متصل تھے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہ سب روایتیں اوپر اسی کتاب میں گذر چکی ہیں ابو موسیٰؓ کی روایت آگے آتی ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُوْنَ قِرَاءَتِهِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْهِمَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی بہت لمبی قرأت کی پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر لمبی قرأت کی مگر پہلی قرأت سے کم پھر رکوع کیا پر پہلے رکوع سے کم پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر کھڑے ہوئے (نماز سے فارغ ہوکر) اور فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت زیست[1] سے نہیں گہناتے وہ تو نشان ہیں اللہ کے نشانوں میں سے اللہ اپنے بندوں کو دکھلاتا ہے جب تم یہ گہن دیکھو تو نماز کی طرف لپکو۔

بَابُ ۶۷ الذِّكْرِ فِي الْكُسُوْفِ۔

باب سورج گہن کے وقت اللہ کی یاد کرنا

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

اس کو ابن عباس نے روایت کیا۔

۹۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ رَاَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہؓ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھے آپ ڈرے کہیں قیامت نہ آ جائے[3] پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور بہت لمبے قیام اور رکوع اور سجدہ کے ساتھ جو میں نے کبھی آپ کو کرتے دیکھا نماز پڑھی اور (نماز کے بعد) فرمایا یہ نشانیاں جو اللہ بھیجتا ہے کسی کی موت اور زیست کی وجہ سے نہیں بھیجتا بلکہ ان کو بھیج کر اپنے

---

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت اوپر موصولاً اسی کتاب میں گزر چکی ہے اس میں یہ ہے فاذا رایتم ذلک فاذکروا اللہ ۱۲ منہ [3] گھبرانے اور ڈرنے کی وجہ اس حدیث میں مذکور ہے یعنی گھبرانا صرف گہن سے نہ تھا کیوں کہ گہن تو معمولی چیز ہے پر اس وجہ سے تھا کہ شاید قیامت کا گہن ہو اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ ابھی تک قیامت کی نشانیاں جیسے دجال وغیرہ تو ظاہر ہی نہیں ہوئی تھیں پھر آپ کو یہ ڈر کیسے ہوا کہ شاید قیامت کا گہن ہو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت بڑی دس نشانیاں قیامت کی آپ کو نہ بتلائی گئی ہوں مگر یہ جواب قیاس سے بعید ہے کیونکہ یہ سورج گہن ۱۰ھ ہجری میں ہوا تھا جس سال حضرت ابراہیم آپ کے صاحب زادے کا انتقال ہوا اس سے پیشتر ہی آپ قیامت کی کئی نشانیاں صحابہ کو جتلا چکے تھے عمدہ جواب یہ ہے کہ یہ فقرہ کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ تھوڑے ہی ہے بلکہ راوی کا گمان ہے اور ممکن ہے کہ آپ کی گھبراہٹ کسی اور وجہ سے ہو بعضوں نے کہا راوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسا گھبرا کر اٹھے جیسے قیامت

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ ۔

بندوں کو ڈراتا جب تم ایسی کوئی نشانی دیکھو تو اللہ کی یاد اور دعا اور استغفار کی طرف لپکو۔

بَابٌ ۶۷۷ الدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ ۔

باب سورج گہن میں دعا کرنا

قَالَهُ أَبُو مُوسٰى وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

اس کو ابو موسیٰؓ اور حضرت عائشہؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[1]

۱۰۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ ۔

ہم سے ابوالولید طیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ سے سُنا وہ کہتے تھے اتفاق سے جس دن حضرت ابراہیم مرے اُسی دن سورج گہن ہوا لوگ کہنے لگے ابراہیم کے مرنے سے سورج گہنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں نہ کسی کے مرنے سے گہن آتا ہے نہ کسی کے جینے سے تم جب یہ گہن دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو جب تک گہن چھٹ جائے۔

بَابٌ ۶۷۸ قَوْلِ الْإِمَامِ فِي خُطْبَةِ الْكُسُوفِ أَمَّا بَعْدُ ۔

باب گہن کے خطبے میں امام کا اما بعد کہنا

۱۰۰۱۔ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ ۔

اور ابو اسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا مجھے فاطمہ بنت منذر (ان کی بی بی) نے خبر دی انہوں نے اسماءؓ بنت ابی بکر سے سُنا انہوں نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہن کی نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج روشن ہو گیا پھر آپ نے خطبہ سنایا اور جیسے تعریف اللہ کو سزاوار ہے ویسی اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد۔

بَابٌ ۶۷۹ الصَّلٰوةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ

باب چاند گہن میں بھی نماز پڑھنا

۱۰۰۲۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عامر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے امام حسن

[1] ابو موسیٰ کی حدیث تو ابھی گذری اور حضرت عائشہؓ کی حدیث آگے آتی ہے ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَنْکَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ۔

۱۰۰۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَاءَہٗ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَی الْمَسْجِدِ وَثَابَ اِلَیْہِ النَّاسُ فَصَلّٰی بِھِمْ رَکْعَتَیْنِ فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَاِنَّھُمَا لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ فَاِذَا کَانَ ذٰلِکَ فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ وَذٰلِکَ اَنَّ ابْنًا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِکَ ۔

بَابٌ ۶۸۰ صَبِّ الْمَرْاَۃِ عَلٰی رَاْسِھَا الْمَاءَ اِذَا اَطَالَ الْاِمَامُ الْقِیَامَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی ۔

بَابٌ ۶۸۱ اَلرَّکْعَۃُ الْاُوْلٰی فِی الْکُسُوْفِ اَطْوَلُ

۱۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

بصری سے انہوں نے ابوبکرہؓ صحابی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں[1]

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے یونس نے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے مسجد تک پہنچے اور لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سورج روشن ہو گیا آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں وہ کسی کی موت سے نہیں گہناتے جب تم یہ گہن دیکھو تو نماز پڑھو[2] اور دعا کرتے رہو جب تک گہن چھٹ جائے اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ آپ کے ایک صاحبزادے جن کو ابراہیم کہتے تھے گزر گئے تھے لوگ کہنے لگے کہ گہن انہی کے مرنے سے لگا۔

باب جب امام گہن کی نماز میں پہلی رکعت لمبی کرے اور کوئی عورت اپنے سر پہ پانی ڈالے[3]

باب گہن کی نماز میں پہلی رکعت کا لمبا کرنا۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ

---

[1] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ حدیث ترجمہ باب سے مطابقت نہیں رکھتی اس میں تو چاند کا ذکر تک نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ روایت مختصر ہے اس روایت کی جو آگے آتی ہے اس میں صاف چاند کا ذکر ہے تو مقصود وہی دوسری روایت ہے اور اس کو اس لیے ذکر کر دیا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ روایت مختصر اکبھی مروی ہوئی ہے بعضوں نے کہا صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں اس حدیث میں یوں ہے انکسف القمر دوسرے ممکن ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس میں یوں ہے انکسفت الشمس او القمر اور ایک طریق میں یوں ہے انکسفت الشمس و القمر اور امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کر کے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور باب کا مطلب اس سے نکالتے ہیں ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ آپ نے چاند اور سورج دونوں کے گہن میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا حکم دیا ۱۲ منہ

[3] اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی بعضے نسخوں میں یہ ترجمہ باب نہیں ہے تو شاید ایسا ہوا کہ یہ باب قائم کر کے امام بخاری اس میں کوئی حدیث لکھنے والے تھے مگر اس کا موقع نہ ملا یا ان کو خیال نہ رہا اور اوپر جو حدیث اسماءؓ کی گزری اس سے باب کا مطلب نکل آتا ہے ۱۲ منہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِہِمْ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فِیْ سَجْدَتَیْنِ الْاُوْلٰی اَطْوَلُ۔

سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورج گہن میں نماز پڑھائی دو رکعتوں میں چار رکوع کیے پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی تھی۔

بَابُ ۶۸۲ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِی الْکُسُوْفِ

باب گہن کی نماز میں قرات پکار کر کرنا۔

۱۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَهَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِہٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِہٖ کَبَّرَ فَرَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّکْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِیْ صَلٰوةِ الْکُسُوْفِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فِیْ رَکْعَتَیْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ وَغَیْرُہٗ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِیًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فِیْ رَکْعَتَیْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَہٗ قَالَ الزُّهْرِیُّ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اَخُوْکَ ذٰلِکَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ مَا صَلّٰی اِلَّا رَکْعَتَیْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ اِذْ صَلّٰی بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ اَجَلْ اِنَّہٗ اَخْطَاَ السُّنَّةَ تَابَعَہٗ سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ وَسُفْیٰنُ بْنُ حُسَیْنٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ فِی الْجَهْرِ۔

ہم سے محمد بن مہران نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن نمر نے انہوں نے ابن شہاب سے سنا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں پکار کر قراءت کی جب قراءت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہا پھر قراءت شروع کی غرض گہن کی نماز میں دو رکعتوں میں چار سجدے کیے اور امام اوزاعی وغیرہ نے کہا میں نے زہری سے سنا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپ نے ایک شخص کو بھیجا لوگوں کو پکار دے نماز کے لیے اکٹھا ہو جاؤ پھر آپ آگے بڑھے اور دو رکعتیں پڑھیں ان میں چار رکوع اور چار سجدے کیے ولید بن مسلم نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن نمر نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے ایسا ہی سنا زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا انہوں نے تو گہن کی نماز میں مدینہ میں صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں عروہ نے کہا ہاں بے شک مگر انہوں نے سنت کے خلاف غلطی کی[1] عبدالرحمٰن بن نمر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں بھی پکار کر قراءت کرنے کا بیان ہے[2]

[1] یعنی سنت یہ تھا کہ گہن کی نماز میں ہر رکعت میں دو رکوع کرتے دو قیام مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے جو صبح کی نماز کی طرح اس میں ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کیا اور ایک ہی قیام تو یہ ان کی غلطی ہے وہ چوک گئے طریقہ سنت کے خلاف کیا ۱۲ منہ

[2] بات یہ ہے کہ عبدالرحمان بن نمر دمشقی میں لوگوں نے کلام کیا ہے گو ذہلی وغیرہ نے اس کو ثقہ کہا ہے مگر یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے تو امام بخاری نے اس روایت کا ضعف رفع کرنے کے لیے یہ بیان کر دیا کہ عبدالرحمٰن کی متابعت سلیمان ابن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی کی ہے گو یہ دونوں بھی ضعیف ہیں مگر متابعت سے حدیث قوی ہو جاتی ہے حافظ نے کہا ان کے سوا عقیل اور اسحاق بن راشد نے بھی عبدالرحمٰن کی متابعت کی ہے سلیمان بن کثیر کی روایت کو امام احمد نے اور سفیان بن حسین کی روایت کو ترمذی اور طحاوی نے عقیل کی روایت کو بھی طحاوی نے اور اسحاق بن راشد کی روایت کو دارقطنی نے [illegible] ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا بڑا مہربان

بَابُ ۶۸۳ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ وَسُنَّتِهَا

باب سجدہ تلاوت اور اس کے سنت ہونے کا بیان[1]

۱۰۰۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا فَرَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے کہا میں نے اسود بن یزید سے سنا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پاس تھے (مسلمان اور کافر) سب نے سجدہ کیا ایک بڈھے (امیہ بن خلف) کے سوا اس نے ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی لے کر اپنی پیشانی تک اٹھائی اور کہنے لگا یہ بس کرتا ہے عبداللہ نے کہا اس کے بعد میں نے دیکھا وہ بڈھا کافر ہی رہ کر مارا گیا[2]

بَابُ ۶۸۴ سَجْدَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ

باب الم تنزیل السجدہ میں سجدہ کرنا۔

۱۰۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے انہوں نے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ہل اتی علی الانسان حین من الدہر پڑھا کرتے تھے[3]

بَابُ ۶۸۵ سَجْدَةِ صٓ

باب سورہ صٓ میں سجدہ کرنا۔

۱۰۰۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ

ہم سے سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے

---

[1] سجدہ تلاوت اکثر اماموں کے نزدیک سنت ہے اگر کوئی ترک کرے تو گنہگار نہ ہوگا اور ابوحنیفہؒ نے اس کو واجب کہا ہے اہل حدیث اور امام احمد کے نزدیک سارے قرآن میں پندرہ سجدۂ تلاوت ہیں سورۂ حج میں دو سجدے ہیں اور ایک سورۂ صاد میں اور شافعی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک چودہ سجدے ہیں لیکن شافعی کے نزدیک صاد میں سجدہ نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک سورہ حج میں ایک ہی سجدہ ہے ۱۲ منہ

[2] بدر کے دن وہ مردود قتل ہوا اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ سورہ نجم میں سجدہ کرنا ثابت ہوا اور یہ بھی نکلا کہ سجدۂ تلاوت میں پیشانی زمین پر رکھنا چاہیے ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے اس میں یہ کہاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الم تنزیل السجدہ میں سجدہ کیا شاید امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے معجم صغیر میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ الم تنزیل السجدہ پڑھ کر سجدہ کیا ۱۲ منہ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ص لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا۔

عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا سورہ صٓ کا سجدہ کچھ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس میں سجدہ کرتے[1]

بَابٌ ۶۸۶ سَجْدَةِ النَّجْمِ۔

باب سورہ نجم میں سجدے کا بیان:۔

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[2]

۱۰۰۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی اس میں سجدہ کیا جتنے لوگ موجود تھے (مسلمان اور کافر) سب نے سجدہ کیا مگر لوگوں میں سے ایک شخص نے کیا کیا ایک مٹھی کنکر یا مٹی کی لے کر اٹھائی اور اپنے منہ تک لایا کہنے لگا بس یہ کافی ہے عبداللہ نے کہا پھر میں نے دیکھا وہ کفر ہی کی حالت میں مارا گیا[3]

بَابٌ ۶۸۷ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ

باب مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا حالانکہ مشرک ناپاک ہے اس کو وضو کہاں سے آیا[4]

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

اور ابن عمرؓ سجدہ بے وضو کیا کرتے[5]

۱۰۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمان اور مشرک اور جن اور آدمی سب نے سجدہ کیا[6] اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان

---

[1] سورہ صاد میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدے کا ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤدؑ نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم شکر کے لیے کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ایمان نصیب نہ ہوا یہ شخص امیہ بن خلف تھا جیسے اوپر گزر چکا بعضوں نے کہا ولید بن مغیرہ بعضوں نے کہا سعید بن عاص بعضوں نے کہا ابولہب ۱۲ منہ [4] مشرک اوّل تو وضو کرتا ہی نہیں کرے بھی تو اس کا وضو صحیح نہیں کیوں کہ کفر کے ساتھ کوئی عبادت صحیح نہیں ہو سکتی کہتے ہیں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ سجدہ تلاوت بے وضو درست ہے یہ جمہور کے مذہب کے خلاف ہے اور سب لوگوں نے سجدے میں طہارت شرط رکھی ہے ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ابن عمر سواری سے اتر کر استنجا کرتے پھر سوار ہوتے اور تلاوت کا سجدہ بے وضو کرتے قسطلانی نے کہا شعبی کے سوا اور کوئی ابن عمرؓ کے ساتھ اس مسئلہ میں موافق نہیں ہوا ۱۲ منہ [6] اور ظاہر ہے کہ مسلمان ہی سب اس وقت باوضو نہ ہوں گے اس طرح مشرک تو ہمیشہ بے وضو رہتے ہیں پس بے وضو سجدہ تلاوت کرنے کا جواز نکلا اور امام بخاری کا یہی قول ہے کوئی اس کی مخالفت کر سکتا ہے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ۔

نے بھی ایوب سختیانی سے روایت کیا۔

بَاب ۶۸۸ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ

باب سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ نہ کرنا[1]

۱۰۱۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا

ہم سے سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے بیان کیا کہا ہم سے اسمعیل بن جعفر نے کہا ہم کو یزید بن خصیفہ نے خبر دی انہوں نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے زید بن ثابت صحابی سے پوچھا (کیا سورہ والنجم میں سجدہ ہے) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورت پڑھ کر سنائی آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

۱۰۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ والنجم پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا[2]۔

بَاب ۶۸۹ سَجْدَةِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

باب سورہ اذا السماء انشقت میں سجدہ کرنا۔

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَمْ أَسْجُدْ

ہم سے مسلم بن ابراہیم اور معاذ بن فضالہ نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہ کو دیکھا انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھا اس میں سجدہ کیا میں نے کہا ابوہریرہ میں نے تم کو اس سورت میں سجدہ کرتے نہیں دیکھا انہوں نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورت میں سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی سجدہ نہ کرتا[3]۔

بَاب ۶۹۰ مَنْ سَجَدَ بِسُجُودِ الْقَارِئِ

باب سننے والا اسی وقت سجدہ کرے جب پڑھنے والا کرے[4]۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) مشرکوں کا سجدہ کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہ تھا انہوں نے اپنی خوشی سے غلط فہمی کی بنا پر سجدہ کیا اور مسلمان ممکن ہے کہ باوضو ہوں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا)

[1] اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کچھ واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا اس کا رد منظور ہے جو کہتا ہے کہ مفصل میں سجدہ نہیں ہے کیونکہ سجدہ فوراً کرنا واجب نہیں ہے تو سجدہ کرنے سے یہ نہیں نکلتا کہ سورہ والنجم میں سجدہ نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] کیوں کہ سجدۂ تلاوت کچھ واجب نہیں ہے اور جو لوگ واجب کہتے ہیں وہ بھی فوراً سجدہ کرنا ضرور نہیں جانتے ممکن ہے کہ آپ نے بعد کو سجدہ کر لیا ہوگا بزار دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا ۱۲ منہ

[3] اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں قرآن میں صرف گیارہ سجدے ہیں اور مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے ان کی دلیل وہ روایت ہے جو عطاء بن یسار نے ابی بن کعب سے کی انہوں نے کہا مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے ۱۲ منہ

[4] مطلب یہ ہے کہ سننے والے کو جب سجدہ کرنا چاہیے کہ پڑھنے والا بھی کرے اگر پڑھنے والا سجدہ نہ کرے تو سننے والے پر لازم نہیں ہے امام بخاری کا شاید یہی مذہب ہے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ سننے والے پر ہر طرح سجدہ ہے اگرچہ پڑھنے والا بے وضو یا نابالغ کافر یا عورت یا تارک الصلوٰۃ یا نماز پڑھ رہا ہو ۱۲ منہ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِتَمِيْمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ اسْجُدْ فَإِنَّكَ إِمَامُنَا فِيْهَا۔

اور عبداللہ بن مسعود نے تمیم بن حذلم سے کہا وہ لڑکا تھا اس نے سجدے کی آیت پڑھی کہا سجدہ کر کیونکہ تو ہمارا امام ہے اس سجدے میں[1]

۱۰۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهٖ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورت ہم کو پڑھ کر سناتے اس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو سجدہ کرتے ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ بعضوں کو پیشانی زمین پر رکھنے کی جگہ نہ ملتی[2]

بَابُ ۶۹۱ ازْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ السَّجْدَةَ

باب امام جب سجدے کی آیت پڑھے اور لوگ ہجوم کریں

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔

ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے کہا ہم کو عبیداللہ عمری نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیت پڑھتے اور ہم آپ کے پاس ہوتے پھر آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے اتنا ہجوم ہو جاتا کہ ہم میں کوئی اپنی پیشانی لگانے کی جگہ نہ پاتا جس پر سجدہ کرے[3]

بَابُ ۶۹۲ مَنْ رَأٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُوْجِبِ السُّجُوْدَ۔

باب اس شخص کی دلیل جو سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں کہتا

وَقِيْلَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا كَأَنَّهٗ لَا يُوْجِبُهٗ عَلَيْهِ۔ وَقَالَ سَلْمَانُ مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا۔ وَقَالَ عُثْمَانُ

اور عمران بن حصینؓ صحابی سے کہا گیا[4] ایک شخص سجدے کی آیت سنے مگر وہ اس کے سننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا تو کیا اس پر سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا اگر اس نیت سے بیٹھا بھی ہو تو کیا گویا انہوں نے سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں سمجھا اور سلمان فارسیؓ نے کہا ہم اس لیے نہیں آئے تھے[5] اور حضرت عثمانؓ

[1] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ایک لڑکے نے آنحضرتؐ کے سامنے سجدے کی آیت پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کا انتظار کرتا رہا جب آپ نے سجدہ نہ کیا تو اس نے پوچھا کیا یہاں سجدہ نہیں ہے آپ نے فرمایا سجدہ تو ہے لیکن تو ہمارا امام تھا اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے ۱۲ منہ [2] اسی حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا کہ جب پڑھنے والا سجدہ کرے گو یا اس سجدے کے سننے والا مقتدی ہے اور پڑھنے والا امام ہے بیہقی نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا جب لوگوں کا بہت ہجوم ہو تو تم میں کوئی اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کر سکتا ہے ۱۲ منہ [3] دوسرے کی پیٹھ پر ہجوم حالت میں سجدہ کرنا جائز ہے اگرچہ فرض نماز نہیں ہو اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ ٹھہر جائے جب وہ سجدہ کر لیں تو یہ سجدہ کرے قسطلانی نے کہا جب ہجوم کی حالت میں فرض نماز میں پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہوا تو تلاوت کا سجدہ ایسی حالت میں بطریق اولیٰ پیٹھ پر کرنا جائز ہو گا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح وصل کیا ۱۲ منہ [5] ہوا یہ کہ سلمان فارسی کچھ لوگوں پر سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا گیا سلمانؓ نے نہیں کیا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تب انہوں نے یہ کہا اس کو عبدالرزاق نے باسناد

إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلَى مَنِ اسْتَمَعَهَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَسْجُدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ طَاهِرًا فَإِذَا سَجَدْتَ وَأَنْتَ فِي حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَإِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ وَكَانَ السَّائِبُ ابْنُ يَزِيدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُودِ الْقَاصِّ۔

نے کہا سجدہ اس پر ہے جو قصد کرکے سجدے کی آیت سنے[1] اور زہری نے کہا سجدہ تلاوت نہ کر مگر جب تو باوضو ہو[2] پھر جب تو سجدہ کرے اور سفر میں نہ ہو تو قبلے کی طرف منہ کر اور اگر سواری پر ہو (سفر میں) تو جدہر چاہے تیرا منہ ہو سجدہ کرلے اور سائب بن یزیدؓ (صحابی) واعظوں (قصہ خوانوں) کے سجدہ کرنے پر سجدہ نہ کرتے[3]

١٠١٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَبِيعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُورَةِ النَّحْلِ حَتّٰى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتّٰى إِذَا جَاءَتِ السَّجْدَةُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُودَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو عبدالملک بن جریج نے انہوں نے کہا مجھ کو ابوبکر (عبداللہ) بن ابی ملیکہ نے خبر دی انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی سے انہوں نے ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر تیمی سے ابوبکر بن ابی ملیکہ نے کہا اور ربیعہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے انہوں نے وہ حال بیان کیا جو حضرت عمرؓ کی مجلس میں انہوں نے دیکھا حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی جب سجدے کی آیت (وللہ یسجد ما فی السموات اخیر تک) پر پہنچے تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورہ پڑھی جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے لوگو ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور حضرت عمرؓ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوشی پر رکھا[4]

بَابُ ٦٩٣ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ بِهَا

باب نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنا اور نماز ہی میں سجدہ کرلینا کیسا ہے[5]

١٠١٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہا ہم سے بکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا

---

[1] اس کو بھی عبدالرزاق نے باسناد صحیح وصل کیا زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت عثمانؓ سے ۱۲ منہ [2] اس کو عبداللہ بن وہب سے وصل کیا یونس سے انہوں نے زہری سے ۱۲ منہ [3] کیوں کہ ان کی غرض تلاوت کی نہیں ہوتی حافظ نے کہا مجھ کو یہ اثر موصولاً نہیں ملا ۱۲ منہ [4] یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے مروی ہے جو شروع حدیث میں بیان ہوا اور یہ ابن جریج کا کلام ہے ۱۲ منہ [5] امام بخاری کی غرض اس باب سے مالکیہ پر رد کرنا ہے جو سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنا مکروہ جانتے ہیں ۱۲ منہ

رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ۔

انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی انہوں نے سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا انہوں نے کہا میں نے اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا تو میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہونگا جب تک آپ سے مل جاؤں

بَابُ ۶۹۴ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُودِ مِنَ الزِّحَامِ

باب جو شخص ہجوم کی وجہ سے سجدہ تلاوت کی جگہ نہ پائے

۱۰۱۸ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورۃ پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی اور سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی [۱]

اَبْوَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ

نماز قصر کرنے کے باب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۶۹۵ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ وَكَمْ يُقِيمُ حَتّٰى يَقْصُرَ۔

باب نماز میں قصر کرنے کا بیان اور اقامت کی حالت میں کتنی مدت تک قصر کر سکتا ہے [۲]

۱۰۱۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے انہوں نے عاصم احول اور حصین سلمی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) انیس دن تک ٹھہرے قصر کرتے رہے تو ہم سفر میں انیس دن تک ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے رہتے ہیں اگر اس سے زیادہ ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

۱۰۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا مجھ سے

---

[۱] اس سے یہ نکلا کہ پھر وہ شخص کیا کرتا اور شاید امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا مصعب بن ثابت سے انہوں نے نافع سے اس میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کرتا ۱۲ منہ

[۲] اس ترجمہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سفر میں چار رکعتی نماز کو قصر کرے یعنی دو رکعتیں پڑھے دوسرے مسافر اگر کہیں ٹھہرنے کی نیت کرے تو کتنے دن تک ٹھہرنے کی نیت میں وہ قصر کر سکتا ہے امام شافعی اور امام احمد اور مالک کا مذہب ہے کہ جب کہیں چار دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور چار دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرتا رہے اور حنفیہ کے نزدیک ۱۵ دن سے کم میں قصر کرے پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ انیس دن تک میں قصر کرتا رہے انیس دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے ابن منذر نے کہا مغرب اور فجر کی نماز میں بالاجماع قصر نہیں ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ اَبِی اِسْحَاقَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا۔

یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (حجۃ الوداع میں) مدینہ سے مکہ کو چلے آپ دو دو رکعتیں پڑھتے رہے (قصر کرتے رہے) یہاں تک کہ ہم مدینہ کو لوٹ آئے یحییٰ نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا تم مکہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے انہوں نے کہا دس دن[1]

بَابُ ۶۹۶ الصَّلٰوۃِ بِمِنًی

باب منا میں نماز پڑھنے کا بیان۔

۱۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِّنْ اِمَارَتِہٖ ثُمَّ اَتَمَّھَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ منا میں دو ہی رکعتیں پڑھیں اور عثمان کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے شروع میں پھر وہ پوری نماز پڑھنے لگے[2]

۱۰۲۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ حَارِثَۃَ بْنَ وَھْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنَ مَا کَانَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ۔

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا وہ کہتے تھے ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منا میں امن کی حالت میں جب بالکل خوف نہ تھا دو رکعتیں پڑھائیں[3]

۱۰۲۳۔ حَدَّثَنِیْ قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِیَادٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ یَقُوْلُ صَلّٰی بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِمِنًی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فَقِیْلَ فِیْ ذٰلِکَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے انہوں نے کہا میں نے عبد الرحمٰن بن یزید سے سنا وہ کہتے تھے حضرت عثمان نے ہم کو منا میں چار رکعتیں پڑھائیں (قصر نہ کیا) لوگوں نے یہ حال عبد اللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا انہوں نے انا للہ الخ کہا اور کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] کیونکہ آپ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں پہنچے تھے اور چودھویں کو مراجعت فرمائے مدینہ ہوگئے تو مدت اقامت کل دس دن ہوئی اور مکہ میں صرف چار دن رہنا ہوا باقی ایام منا وغیرہ میں صرف ہوئے اسی لیے امام شافعی نے کہا کہ جب مسافر کسی مقام میں چار دن سے زیادہ رہنے کی نیت کر لے تو پوری نماز پڑھے چار دن تک قصر کرتا رہے امام احمد نے کہا اکیس نمازوں تک ۱۲ منہ

[2] مطلب یہ ہے کہ منا میں سب نے قصر کیا منا میں باہر کے جتنے لوگ آئیں وہ قصر کریں کیونکہ مسافر ہیں صرف منا اور مکہ کے رہنے والے قصر نہ کریں اور مالکیہ کے نزدیک مکہ کے رہنے والے بھی منا میں قصر کریں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو بعد کو پوری نماز منا میں پڑھنے لگے اس کا سبب آگے مذکور ہوگا ۱۲ منہ

[3] قرآن شریف میں قصر کے لیے جو یہ شرط مذکور ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا تو بعضوں نے کہا قصر اسی حالت میں شروع ہے جب دشمنوں کا ڈر ہو بے شک یہ صحیح ہے مگر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد بھی سفر میں قصر کیا اور ایک شخص نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کا صدقہ ہے تم پر اس کا صدقہ قبول کرو اہل حدیث اور حنفیہ نے اسی وجہ سے سفر میں قصر کرنا واجب قرار دیا ہے ۱۲ منہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ فَلَیْتَ حَظِّیْ مِنْ اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ رَکْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔

ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطابؓ کے ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں کاش ان (خلاف سنت) چار رکعتوں کے بدل[1] (سنت کے موافق) مجھ کو دو مقبول رکعتیں ملتیں۔

بَابٌ ۶۹۷ کَمْ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِہٖ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج میں مکہ میں کتنے دن رہے۔

۱۰۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ لِصُبْحِ رَابِعَۃٍ یُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یَّجْعَلُوْهَا عُمْرَۃً اِلَّا مَنْ کَانَ مَعَہٗ هَدْیٌ تَابَعَہٗ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ۔

ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوالعالیہ سے جن کا لقب براء تھا (تیر ساز) انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (مدینہ سے) مکہ میں چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو آئے[2] حج کی لبیک پکارتے ہوئے آپ نے ان کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو[3] ابوالعالیہ کے ساتھ اس حدیث کو عطا بن ابی رباح نے بھی جابرؓ سے روایت کیا۔

بَابٌ ۶۹۸ فِیْ کَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوۃُ

باب کتنی مسافت میں قصر کرنا چاہیئے

وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّفَرَ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ یَقْصُرَانِ وَیُفْطِرَانِ فِیْ اَرْبَعَۃِ بُرُدٍ وَهُوَ سِتَّۃَ عَشَرَ فَرْسَخًا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات کی مسافت کو بھی سفر فرمایا[4] اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ چار برید کے سفر میں قصر اور افطار کرتے چار برید کے سولہ فرسخ یعنی ۴۸ میل ہوتے ہیں۔

۱۰۲۵۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَۃَ حَدَّثَکُمْ عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا میں نے ابواسامہ سے کہا کیا تم سے عبیداللہ عمری سے نافع نے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عورت تین

---

[1] عبداللہ بن مسعود کو سخت افسوس ہوا اس پر کہ حضرت عثمانؓ نے سنت کے خلاف قصر نہیں کیا اور چار رکعتیں پڑھیں اس سے یہ بھی نکلا کہ سنت کے موافق تھوڑی سی عبادت بھی اس بہت بڑی عبادت پر ترجیح رکھتی ہے جو سنت کے موافق ہو ۱۲ منہ [2] تو معلوم ہوا کہ آپ چار دن مکہ میں رہے اس لیے کہ آٹھویں تاریخ کو تو پھر حج کے لیے منا کو گئے ۱۲ منہ [3] وہ قربانی ذبح ہونے تک احرام نہ کھولے اس کا مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب الحج میں کر آئے گا ۱۲ منہ [4] جیسے ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے جو آگے مذکور ہو گی اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ سفر کے لیے کم سے کم ایک رات دن کی راہ ضرور ہے حنفیہ نے تین دن کی مسافت کو سفر کہا ہے اس مسئلہ میں کوئی بیس قول ہیں ابن منذر نے ان کو نقل کیا ہے صحیح اور مختار مذہب اہل حدیث کا ہے کہ ہر سفر میں قصر کرنا چاہیے جس کو عرف میں کہیں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے امام شافعی اور مالک اور اوزاعی کا یہ قول ہے کہ دو منزل سے کم میں قصر جائز نہیں دو منزل کے ۴۸ میل ہوتے ہیں ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ایک ہاتھ ۲۴ انگل کا ایک انگل چھ جو کا ۱۲ منہ

الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ۔

دن کا سفر بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے نہ کرے (ابو اسامہ نے کہا ہاں)[1]

۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ تَابَعَهُ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر جب اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار ہو مسدد کے ساتھ اس حدیث کو احمد بن محمد مروزی نے بھی عبد اللہ بن مبارک سے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے[2]

۱۰۲۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَسُهَيْلٌ وَمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر یقین رکھتی ہو اس کو ایک دن رات کا سفر کرنا جب اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو درست نہیں ابن ابی ذئب کے ساتھ اس حدیث کو یحیٰی بن ابی کثیر اور سہیل اور امام مالک نے بھی مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے[3]

بَابٌ ۶۹۹ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ۔

باب جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی سے نکل جائے تو قصر کرے

وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ لَا حَتَّى نَدْخُلَهَا۔

اور حضرت علیؓ (کوفہ سے) نکلے قصر کرنے لگے ابھی کوفہ کے گھر دکھلائی دیتے تھے جب لوٹ کر آئے تو لوگوں نے کہا یہ کوفہ آگیا انہوں نے کہا نہیں ہم قصر کرتے رہیں گے جب تک کوفہ میں داخل نہ ہوں[4]

۱۰۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں

[1] حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی کہ اقل مدت سفر کی تین دن ہیں مگر یہ استدلال ابو ہریرہؓ کی حدیث سے بگڑ جاتا ہے جو آگے آتی ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا بعضے لوگوں نے احمد سے احمد بن حنبل کو مراد سمجھا یہ بالکل غفلت ہے کیوں کہ امام احمد نے عبد اللہ بن مبارک سے نہیں سنا ۱۲ منہ [3] یحیٰی بن ابی کثیر کی روایت کو امام احمد نے اور سہیل کی روایت کو ابو داؤد اور ابن حبان نے اور امام مالک کی روایت کو مسلم نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [4] اس باب کا مطلب یہ ہے کہ مسافر جب سفر کا عزم کرے تو قصر کہاں سے شروع کرے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب شہر کی آبادی سے نکل جائے شافعی نے کہا جس شہر میں فصیل ہو تو جب فصیل سے پار ہو جائے مالکیہ نے کہا جب شہر سے اور شہر کے متعلق جو باغات ہوں ان سے بھی پار ہو جائے ۱۲ منہ [5] اس کو حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ

بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں جا کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں[1]

۱۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الصَّلٰوةُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ مَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا پہلے (شروع اسلام میں) نماز دو ہی رکعتیں فرض ہوئی پھر سفر کی نماز تو اسی حال پر رہی اور گھر کی نماز بڑھا دی گئی[2] زہری نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا پھر حضرت عائشہ سفر میں کیوں پوری نماز پڑھتی ہیں انہوں نے کہا حضرت عثمان کی طرح وہ بھی تاویل کرتی تھیں[3]

بَابٌ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ

باب مغرب کی سفر میں بھی تین رکعتیں پڑھے

۱۰۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَزَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ قَالَ سَالِمٌ وَاَخَّرَ ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلٰى امْرَاَتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِي عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ حَتّٰى سَارَ مِيْلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی (یعنی جلد پہنچنا منظور ہوتا) تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے اور مغرب اور عشا ملا کر پڑھ لیتے سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کو بھی جب سفر میں جلد چلنا منظور ہوتا تو ایسا ہی کرتے اور لیث بن سعد نے اتنا زیادہ کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہ سالم نے کہا ابن عمرؓ مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب اور عشا ملا کر پڑھتے سالم نے کہا اور ابن عمرؓ نے مغرب کی نماز میں دیر کی جب ان کی بی بی صفیہ بنت ابی عبید کی سخت بیماری کی خبر آئی تھی میں نے ان سے کہا نماز انہوں نے کہا چلے چلو پھر میں نے کہا نماز انہوں نے کہا چلے چلو یہاں تک کہ دو میل نکل گئے اس وقت اترے اور نماز پڑھی کہنے لگے میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جلدی چلنا منظور ہوتا تو ایسا ہی کرتے اور عبداللہ

[1] حالانکہ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے آپ مکہ کو تشریف لے جا رہے تھے مدینہ میں ظہر پڑھ کر روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ عصر کے وقت پہنچے وہاں قصر کیا حدیث سے یہ نکلا کہ مسافر جب اپنے شہر سے نکل جائے تو قصر شروع کرے جو باب کا مطلب ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جب آدمی سفر میں نہ ہو اپنے گھر میں ہو تو ظہر اور عصر اور عشا کی نمازیں اضافہ ہوا دو رکعتوں کے بدل چار رکعتیں قرار پائیں ۱۲ منہ [3] سفر میں پوری نماز پڑھنا بہتر جانتی تھیں اور قصر کو رخصت سمجھتی تھیں حضرت عثمانؓ نے بھی جب منا میں پوری نماز پڑھی تو اس کا یہی عذر کیا کہ بہت سے عوام مسلمان جمع ہیں ایسا نہ ہو کہ نماز کی دو ہی رکعتیں سمجھ لیں اور یہ حضرت عثمان کی رائے تھی جو سنت صریحہ کے مخالف قابل قبول نہیں ہو سکتی شافعی کا بھی مذہب یہی ہے کہ سفر میں قصر اور اتمام دونوں درست ہیں اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے ۱۲ منہ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

ابن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کی تکبیر کہواتے اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے[1] پھر تھوڑی دیر ٹھیر کر عشا کی تکبیر کہواتے اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور عشا کے بعد سنت وغیرہ کچھ نہ پڑھتے پھر آدھی رات کے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے[2]

بَابٌ ۷۰۱۔ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّوَابِّ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ۔

باب نفل نماز سواری پر پڑھنا خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔

۱۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن عامر سے انہوں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے رہتے اس کا منہ کدھر ہی ہوتا[3]

۱۰۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِي غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے اُن سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سوار ہو کر پڑھا کرتے حالانکہ آپ قبلے کے سوا اور طرف جاتے ہوتے[4]

۱۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا ابن عمرؓ اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھا کرتے اور وتر بھی اُسی پر پڑھ لیتے اور بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابٌ ۷۰۲۔ اَلْإِيمَاءِ عَلَى الدَّابَّةِ۔

باب سواری پر (اگر رکوع سجدہ نہ کر سکے) تو اشارہ کافی ہے[5]

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ أَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھ لیتے جدھر جا رہے

---

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے سفر میں بھی مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] یعنی تہجد وتر وغیرہ ۱۲ منہ [3] حدیث سے یہ نکلا کہ نوافل سواری پر درست ہیں اسی طرح وتر بھی امام شافعی اور مالک اور احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وتر سواری پر پڑھنا درست نہیں ۱۲ منہ [4] یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے قبلہ دہاں جانے والوں کے لیے بائیں طرف رہتا ہے سواری عام ہے اونٹ اور ہر جانور کو شامل ہے ۱۲ منہ [5] یعنی سجدہ رکوع سے نیچا کرے امام مالک سے منقول

بِهٖ يُوْمِئُ وَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ

وہ ان کو بے جانی اشارہ کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے کہ آنحضرتؐ ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابُ ۷۰۳ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوْبَةِ

باب فرض نماز کے لیے سواری سے اترنا

۱۰۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ عَلٰى دَابَّتِهٖ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ مَا يُبَالِيْ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عامر بن ربیعہ نے اُن سے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اونٹنی پر نفل نماز پڑھ رہے تھے سر سے اشارہ کرتے جاتے تھے جدھر منہ ہوتا ادھر ہی سہی اور آپ فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے (سواری پر نہ پڑھتے) اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ سفر میں رات کو اپنے جانور پر نماز پڑھتے کچھ پرواہ نہ کرتے اس کا منہ کسی طرف ہو ابن عمرؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے چاہے اس کا منہ کدھر ہی ہو اور وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے صرف فرض نماز اس پر نہ پڑھتے ؎

۱۰۳۶ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوْبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے انہوں نے کہا مجھ سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے اس کا منہ پورب کی طرف ہوتا جب آپ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو اترتے قبلے کی طرف منہ کرتے ؎

تَمَّ الْجُزْءُ الرَّابِعُ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الْخَامِسُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اللہ کے فضل سے چوتھا پارہ تمام ہوا۔ اب پانچواں شروع ہوتا ہے۔ انشاء اللہ

؎۱ اس روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲منہ ؎۲ ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے معلوم ہوا فرض نماز کے لیے جانور سے اترنے کیوں کہ وہ سواری پر درست نہیں ہے اس پر علماء کا اجماع ہے ۱۲منہ ؎۳ حالاں کہ مدینہ والوں کا قبلہ جنوب کی طرف ہے ۱۲منہ ؎۴ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جانور پر بھی نفل پڑھتے وقت مستحب ہے کہ منہ قبلے کی طرف کر کے تکبیر تحریمہ کہہ لے پھر وہ جدھر منہ کرے کچھ قباحت نہیں یہ سواری پر نفل نماز ہر سفر میں درست ہے خواہ اس میں قصر جائز ہو یا نہ ہو مگر امام مالک اس سفر سے خاص کرتے ہیں جس میں قصر جائز ہو اور اسی پر پاؤں سے چلنے والے کو بھی قیاس کیا گیا ہے وہ بھی چلتے چلتے نفل پڑھ سکتا ہے اور امام مالک نے اس کو جائز نہیں رکھا باوجود اس کے کہ کشتی پر نماز جائز رکھتے ہیں ۱۲منہ

پانچواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ

۱۰۳۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّوَجْهُهٗ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِيْ عَنْ يَّسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَاَيْتُكَ تُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ لَمْ اَفْعَلْهُ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب گدھے پر سوار رہ کر نفل نماز پڑھنا

ہم سے احمد بن سعید مروزی نے بیان کیا کہا ہم سے حبان بن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم کو انس بن سیرین نے خبر دی انہوں نے کہا ہم انس بن مالکؓ کے استقبال کو نکلے جب وہ شام سے (لوٹ کر) آ رہے تھے[1] ہم اُن سے عین التمر میں ملے[2] میں نے اُن کو دیکھا وہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے ہیں اور اُن کا منہ قبلے سے بائیں طرف تھا[3] میں نے کہا میں دیکھتا ہوں تم قبلے کی طرف نہیں اور طرف نماز پڑھ رہے ہو انہوں نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی حجاج سے انہوں نے انس بن سیرین سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے[4]

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا۔

باب سفر میں فرض نماز سے پہلے یا اُس کے بعد سنتیں نہ پڑھنا۔

---

[1] انسؓ بصرے سے شام میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کی شکایت عبد الملک بن مروان سے کرنے گئے تھے جو خلیفہ وقت تھا جب لوٹ کر بصرے میں آئے تو انس بن سیرین اُن کے استقبال کو گئے ۱۲ منہ

[2] عین التمر ایک مقام کا نام ہے عراق کی حد پر جو شام سے ملتی ہے ۱۲ منہ

[3] موطا میں یحییٰ بن سعید سے یوں روایت ہے میں نے انسؓ کو دیکھا وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے ان کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا اور طرف تھا رکوع اور سجدہ اشارے سے کر رہے تھے اپنی پیشانی کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے ۱۲ منہ

[4] حافظ نے کہا مجھ کو یہ حدیث ابراہیم بن طہمان کے طریق سے موصولاً نہیں ملی البتہ سراج نے عمرو بن عامر سے انہوں نے حجاج سے اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے جاتے جدھر وہ منہ کرتی تو انسؓ نے گدھے پر نماز پڑھنے کو اونٹنی پر پڑھنے پر قیاس کیا اور سراج نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپ خیبر کی طرف منہ کیے تھے شوکانی نے کہا قبلے کی طرف منہ کرنا نماز میں بالاجماع فرض ہے مگر جب آدمی عاجز ہو یا خوف ہو یا نماز نفل ہو تو قبلے کی طرف منہ کرنا فرض نہیں ۱۲ منہ

۱۰۳۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان کوفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمر بن محمد بن یزید نے اُن سے حفص بن عاصم بن عمر نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا سفر میں سنت پڑھنے کو انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا میں نے آپ کو کبھی سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں فرمایا تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی ہے[1]۔

۱۰۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ-

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عیسیٰ بن حفص بن عاصم سے کہا مجھ سے تیرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے[2]۔

بَابٌ ۷۰۶ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوٰتِ وَقَبْلَهَا-

باب فرض نمازوں کے بعد اور اول کی سنتوں کے سوا اور دوسرے نفل سفر میں پڑھنا[3]۔

وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں فجر کی سنتوں کو بھی پڑھا ہے[4]۔

۱۰۴۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کہا ہم سے ام ہانی کے سوا اور کسی نے نہیں بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے سفر میں لوگوں کو سنتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر میں سنتیں پڑھوں تو فرض ہی کیوں پورے نہ پڑھوں ۱۲ منہ [2] یعنی صرف فرض پڑھ لیتے تھے سنتیں نہیں پڑھتے تھے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں قصر کرتے تھے پوری چار رکعتیں نہیں پڑھتے تھے شوکانی نے کہا سفر میں قصر کرنا حنفیہ کے نزدیک فرض ہے زاوی نے کہا اکثر اہل علم اور فقہاء کا یہی مذہب ہے اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا جو شخص سفر میں چار رکعتیں پڑھے وہ دوبارہ نماز پڑھے اور شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک قصر رخصت ہے اور پوری نماز پڑھنا افضل ہے اور دلیل لیتے ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے وہ صحیح نہیں ہے اور اُن کے جواب میں ہم کو اتنا کہنا کافی ہے کہ آنحضرتؐ کا ہمیشہ قصر کرنا اور کبھی پوری نماز سفر میں نہ پڑھنا قصر کے وجوب کی دلیل ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرتؐ نے ساری عمر افضل بات کو ترک کیا ہو اور غیر افضل پر مداومت کی ہو حاصل یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اس مسئلہ میں صحیح اور راجح ہے اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [3] مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ سفر میں آنحضرتؐ نے فرض نمازوں کے اوّل اور بعد کی سنن راتبہ نہیں پڑھی ہیں لیکن اور قسم کے نوافل جیسے اشراق وغیرہ سفر میں پڑھنا منقول ہے اور سنن راتبہ میں سے فجر کی سنت پڑھنا بھی ثابت ہے ۱۲ منہ [4] اس کو امام مسلم نے ابو قتادہ سے نکالا ۱۲ منہ

صَلَّى الضُّحٰى غَيْرَ اُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِيْ بَيْتِهَا فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰى صَلٰوةً اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ۔

آلہ وسلم نے اشراق (چاشت) کی نماز پڑھی اُم ہانی نے بیان کیا کہ جس دن مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں ایسی ہلکی پھلکی کہ میں نے اُن سے ہلکی نماز پڑھتے آپ کو نہیں دیکھا بس یہ تو تھا کہ آپ رکوع اور سجدہ پورا کرتے[۱] اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اُن سے اُن کے باپ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے رات کو نفل نماز اپنی اونٹنی پر پڑھی وہ جدھر آپ کو لے جاتی ادھر ہی سہی۔[۲]

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمر نے انہوں نے (اپنے باپ) ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر سوار نفل پڑھا کرتے کدھر ہی آپ کا منہ ہوتا آپ سر سے اشارہ کرتے (رکوع اور سجدے میں) اور ابن عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

باب سفر میں مغرب عشا (اور ظہر عصر) ملا کر پڑھنا[۳]

۱۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے سنا انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور

---

[۱] یعنی قراءت نہایت مختصر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں مختصر نماز پڑھنا منقول ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ سورتیں چھوٹی پڑھیں یہ نہیں کہ رکوع اور سجدہ جلدی جلدی کر لیا یہ تو منع ہے اور خلاف سنت ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] امام بخاری جمع کا مسئلہ قصر کے ابواب میں اس لیے لائے کہ جمع بھی گویا ایک طرح کا قصر ہے۔ سفر میں ظہر عصر مغرب اور عشاء کا جمع کرنا اہل حدیث اور امام احمد اور شافعی اور ثوری اور اسحاق اور اشہب کے نزدیک جائز ہے خواہ جمع تقدیم کرے یعنی ظہر کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشا پڑھ لے خواہ جمع تاخیر کرے یعنی عصر کے وقت ظہر اور عشاء کے وقت مغرب بھی پڑھ لے اور سفر عام ہے خواہ لمبا ہو یا چھوٹا اور شافعیہ کے نزدیک چھوٹے سفر میں جمع جائز نہیں اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر میں .... جائز نہیں سوائے حج کے سفر کے وہ بھی صرف دو مقاموں میں عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا جمع کرنا اور بعضوں کے نزدیک سفر میں جمع تاخیر جائز ہے لیکن جمع تقدیم جائز نہیں امام ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک اور احمد سے ایک روایت ایسی ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا جمعہ اور عصر کو بھی جمع کر سکتا ہے لیکن جمعہ کے دن جمع تقدیم کرے کیونکہ جمعہ کی تاخیر اپنے وقت سے جائز نہیں اور عصر کی نماز کے بعد پڑھ لے اب صبح اور ظہر کا جمع یا عصر اور مغرب کا یا عشا اور صبح کا بالاجماع جائز نہیں ہے ۱۲ منہ

يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ
بَيْنَ صَلَوٰةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ
سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَعَنْ حُسَيْنٍ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ
بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَوٰةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ
حَفْصٍ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابٌ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَوٰةَ الْمَغْرِبِ
حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَقَالَ سَالِمٌ وَكَانَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ
فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى
يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ
وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ

عشا میں جمع کرتے تھے جب آپ کو جلد چلنا منظور ہوتا اور ابراہیم بن طہمان نے
حسین معلم سے روایت کیا[1] انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے
عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ظہر عصر کی نماز میں جمع کرتے جب سفر میں چلتے ہوتے اور مغرب عشا
میں بھی جمع کرتے اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا انہوں
نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے حفص بن عبید اللہ سے انہوں نے انس رض
بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کی نماز
سفر میں ملا کر پڑھتے[2] اور حسین معلم کے ساتھ اس حدیث
کو علی ابن مبارک نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے
حفص سے انہوں نے انس رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا[3]

باب اگر مغرب عشا ملا کر پڑھے تو اذان بھی دے یا صرف تکبیر کہنا کافی ہے۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے
زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ
بن عمر رض سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
آپ کو جب سفر میں جلد چلنا ہوتا تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے مغرب
اور عشا ملا کر پڑھ لیتے سالم نے کہا اور عبد اللہ بن عمر رض بھی ایسا
ہی کرتے وہ بھی جب چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی تکبیر کہواتے
اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشا
کی تکبیر کہواتے[4] اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے
اور ان کے بیچ میں نفل کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھتے نہ عشا

[1] اس کو امام بیہقی نے نکالا ۱۲ منہ [2] اس میں یہ قید نہیں ہے کہ جب چلنے کی جلدی اور امام بخاری کے نزدیک ہر حال میں سفر میں جمع کرنا درست ہے چلتا ہو یا ڈیرہ لگائے بیٹھا ہو یا نہ ہو ۱۲ منہ [3] اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] چونکہ اس حدیث میں تکبیر کا ذکر کیا تو ظاہر یہ ہے کہ اذان نہ کہلوائی اور امام بخاری کا ترجمہ باب نکل آیا اور بعضوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اذان کا ذکر نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں نکلتی اور شاید امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو دارقطنی نے نکالا اس میں یہ ہے کہ سفر میں اذان نہیں ہوا کرتی تھی ۱۲ منہ

الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

کے بعد کوئی رکعت پڑھتے یہاں تک کہ آدھی رات کو اٹھتے ف۱

۱۰۴۴۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ فِی السَّفَرِ يَعْنِی الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا مجھ کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی کہا مجھ سے حرب بن شداد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا ہم سے حفص بن عبیداللہ ابن انس نے ان سے انس رضؓ بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں نمازوں کو یعنے مغرب اور عشا کو سفر میں ملا کر پڑھا کرتے ف۲

بَابٌ ۷۰۹۔ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلَى الْعَصْرِ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ فِيْهِ۔

باب مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس کو ابن عباس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

ہم سے حسان واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس رضؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں دیر کرتے عصر کے وقت تک پھر دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے اگر کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے ف۳

بَابٌ ۷۱۰۔ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

باب جب سفر میں سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرنا چاہے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو۔

ف۱ اُس وقت وتر اور تہجد پڑھتے ۱۲ منہ ف۲ سفر کے حکم میں ہے عذر جیسے کسی کو بواسیر کا مرض ہو یا اور کوئی بیماری جس سے بار بار وضو ٹوٹتا ہو وہ بھی مغرب اور عشا میں جمع کر سکتا ہے اسی طرح ظہر اور عصر میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں عجب آسانی رکھی ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج مگر یہ اور ہی بات ہے کہ مسلمان اپنے اوپر آپ سختی کریں اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی آسانی سے بھاگ کر اور لوگوں کی پناہ لیں ان کے اقوال کو سند گردانیں ۱۲ منہ ف۳ امام احمد نے اس کو وصل کیا اس لفظ سے کہ جب آنحضرت صلعم سفر میں کہیں ٹھیرے ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کوچ سے پہلے پڑھ لیتے اور اگر سورج نہ ڈھلتا تو چلتے رہتے جب عصر کا وقت آتا اس وقت اترتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھ لیتے ۱۲ منہ ف۴ اس روایت میں اور جو روایت آگے آتی ہے اس میں جمع تقدیم کا بیان نہیں ہے یعنے ظہر کے وقت عصر پڑھ لینے کا لیکن امام احمد کی روایت میں اس کی تصریح ہے بعضوں نے کہا امام بخاری کے نزدیک جمع تاخیر وہی کرے جو ظہر کا وقت آنے سے پیشتر کوچ کر دے ۱۲ منہ

۱۰۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (سفر میں) سورج ڈھلنے سے پیشتر کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرتے پھر اتر کر دونوں نمازیں ملا کر پڑھتے اگر کوچ کرنے سے پیشتر ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوئے۔

بَابُ ۱۱۷ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

باب بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

۱۰۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے آپ نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھائی بعضے لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے لگے آپ نے ان کو اشارہ کیا بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ[۲]

۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ اَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کو داہنے طرف کا بدن چھل گیا تو ہم آپ کے پوچھنے کو گئے اتنے میں نماز کا

۱؎ اس میں بھی جمع تقدیم کا ذکر نہیں ہے مگر ابوداؤد اور ترمذی نے معاذ سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کے سفر میں جمع تقدیم کیا اس میں اہل حدیث نے کلام کیا ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث امام احمد کے پاس ہے اس کا اسناد بھی ضعیف ہے اور بیہقی نے اس کا موقوف ہونا صحیح رکھا ہے ابوداؤد نے کہا جمع تقدیم میں کوئی حدیث عمدہ نہیں ہے اور امام ابن حزم نے اسی لیے جمع تقدیم کو جائز نہیں رکھا میں کہتا ہوں عرفات میں جو جمع تقدیم کی حدیث ہے وہ صحیح ہے اور اسی پر دوسرے سفر کو بھی قیاس کر سکتے ہیں ۱۲ منہ ۲؎ یہ حدیث اوپر پوری گذر چکی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو حمیدی اور شافعی اور کئی اہل علم نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مرض موت کی حدیث سے لیکن ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ نسخ کا دعوے صحیح نہیں ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور اوزاعی اور ابن منذر اور داؤد ظاہری اور امام ابن حزم رحمہم اللہ اور محققین اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں گو ان کو کوئی عذر

الصَّلٰوۃُ نُصَلِّیْ قَاعِدًا فَصَلَّیْنَا قُعُوْدًا وَقَالَ. اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوا اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَیْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ وَّ کَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

بَابُ ۱۷ صَلٰوۃِ الْقَاعِدِ بِالْاِیْمَاءِ

۱۰۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ

وقت آگیا آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ نے فرمایا امام اس لیے بنا ہے کہ اس کی پیروی کریں جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم کہو اللھم ربنا ولک الحمد[1]۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی کہا ہم کو حسین معلم نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا دوسری سند اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی کہا میں نے اپنے باپ عبدالوارث سے سُنا کہا ہم سے حسین معلم نے کہا مجھ سے عمران بن حصینؓ نے اُن کو بواسیر کا عارضہ تھا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے تو اس کا آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے اس کا بیٹھنے والے سے بھی آدھا[2]۔

باب اشارے سے بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے کہ

---

[1] اس روایت میں اللھم ربنا ولک الحمد ہے واو کے ساتھ اور اکثر روایتوں میں اللھم ربنا لک الحمد ہے ۱۲ منہ

[2] نفل اور فرض دونوں کو شامل ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو باوجود اس کے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن نفل نماز بیٹھ کر پڑھے خطابی نے کہا وہ فرض پڑھنے والا مراد ہے جو بیمار ہو اور تکلیف کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو ترغیب دی کھڑے ہونے کے لیے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے گو بیٹھ کر بھی اس کو پڑھنا درست ہے اور امام بخاری جو انسؓ اور حضرت عائشہ کی حدیث اس باب میں لائے اس سے خطابی کے کلام کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں قطعاً فرض سے متعلق ہیں۔ اب نوافل لیٹ کر پڑھنے میں اختلاف ہے بعضوں نے اس کو جائز کہا بعضوں نے ناجائز اور صحیح جواز ہے ۱۲ منہ

اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَّكَانَ رَجُلًا مَّبْسُوْرًا وَّقَالَ اَبُوْمَعْمَرٍ مَّرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

عمران بن حصین (صحابیؓ) کو بواسیر تھی اور کبھی ابو معمر راوی نے یوں کہا عمران بن حصین سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے فرمایا جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور بیٹھ کر پڑھے اس کو کھڑے ہونے والے کا آدھا ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اس کو بیٹھنے والے کا آدھا[۱]

بَابٌ ۱۳؎ اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْبٍ۔

باب جب کسی کو بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّتَحَوَّلَ اِلَى الْقِبْلَةِ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ۔

اور عطاء بن ابی رباح نے کہا جب آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے تو جدھر منہ کر سکے ادھر ہی نماز پڑھ لے[۲]

۱۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔

ہم سے عبدان نے روایت کیا انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے ابراہیم بن طہمان سے انہوں نے کہا مجھ سے حسین نے بیان کیا جو بچوں کو لکھنا سکھاتا تھا انہوں نے ابن بریدہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے انہوں نے کہا مجھ سے بواسیر کا عارضہ تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نماز کیوں کر پڑھوں آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ سے (لیٹ کر)[۳]

ف۱ حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں اشارے کا مطلق ذکر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا نائما کا لفظ کاتب کی غلطی ہے صحیح بایماء ہے یعنی اشارے سے بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے اشارہ کرنا اس حدیث سے اس طرح نکالا کہ جب بیٹھ کر پڑھنے والے نے قیام کو ترک کیا جو نماز کا ایک رکن ہے تو رکوع اور سجدے کو بھی ترک کر سکتا ہے اور ان کے بدل اشارہ کر سکتا ہے تاکہ اس کو آدھا ثواب ملے کیوں کہ اگر رکوع اور سجدہ برابر کرے تو مجموعی ثواب آدھے سے زیادہ ہونا چاہیے اور ہر حال یہ تکلیف ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو اشارہ کرنا کب درست ہے بعضوں نے کہا نوافل میں مطلقاً درست ہے گو رکوع اور سجدے کی قدرت ہو اور امام بخاری کے ترجمہ باب سے یہی مفہوم ہوتا ہے بعضوں نے کہا جب رکوع اور سجدے پر قدرت نہ ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ ف۲ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اب منہ نہ کر سکنے کا سبب خواہ بیماری ہو یا دشمن کا ڈر یا اور کچھ اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ باب قیام کے عجز سے متعلق تھا اور یہ استقبال قبلے سے عجز ہے دونوں نماز کے یکساں رکن ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی منہ قبلے کی طرف کر کے جیسے حضرت علیؓ کی روایت میں ہے اس کو دارقطنی نے نکالا اور داہنے کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور بائیں کروٹ پر بلا عذر لیٹنا مکروہ رکھا ہے نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر نہ ہو سکنے سے یہ مراد ہے کہ اس میں تکلیف ہوتی ہو اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور طبرانی کی (بقیہ بر ص ۹م)

بَابٌ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ شَاءَ الْمَرِيضُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا وَرَكْعَتَيْنِ قَائِمًا

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَضٰى صَلٰوتَهُ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ

باب اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر تندرست ہو جائے یا بیماری ہلکی پائے (اور کھڑا ہو سکے) تو جتنی نماز باقی ہے وہ کھڑے ہو کر پڑھے[1] اور امام حسن بصری نے کہا بیمار آدمی اگر چاہے تو (فرض نماز کی) دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے دو رکعتیں کھڑے ہو کر۔

ہم[2] سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (تہجد) رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر (تہجد میں) قرأت کیا کرتے جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر تیس چالیس آیتیں پڑھتے پھر رکوع کرتے[3]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن یزید اور ابوالنضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھا کرتے اور بیٹھے بیٹھے ہی قرأت کرتے رہتے جب تیس چالیس آیتیں پڑھنی باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہ کر اُن کو پڑھتے پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے جب نماز پڑھ چکتے تو دیکھتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے اور اگر سوتی ہوتی تو آپ بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) روایت میں اس کی تصریح ہے اور اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اگر آدمی بیٹھ بھی سکے تو اُس کے ذمے سے نماز ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] ساری نماز کا سرے سے لوٹانا ضرور نہیں بعضوں نے اس میں خلاف کیا ہے امام بخاری نے ان پر رد کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] حدیث سے یہ نکلا کہ بیٹھ کر نماز شروع کرے تو اس سے لازم نہیں کہ ساری نماز بیٹھ کر پڑھے جیسے بیٹھ کر شروع کرنے کے بعد کھڑے ہونا درست ہے ویسے ہی کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد بیٹھ جانا بھی درست ہوگا کیونکہ دونوں میں کچھ فرق نہیں ۱۲ منہ

يَقْظى تُحَدِّثُ مَعِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ

كِتَابُ التَّهَجُّدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ١٥٧. التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ.

١٠٥٤. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ

لیٹ رہتے۔

کتاب تہجّد کے بیان میں

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا!

باب رات کو تہجد پڑھنا اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا اور رات کے ایک حصے میں تہجد پڑھ یہ تیرے لیے زیادہ حکم ہے[1]

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے سلیمان بن ابی مسلم نے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم لک الحمد اخیر تک[2] یعنی یا میرے اللہ تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا اور جو اُن میں ہے سنبھالنے والا ہے اور تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا اور جو اُن میں ہے اُن کا نور ہے[3] اور تجھی کو تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا اور جو ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے اور تجھی کو تعریف سجتی ہے تو سچا اور تیرا وعدہ سچا اور (مرنے کے بعد) تجھ سے مل جانا سچا اور تیرا قول سچا اور بہشت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور

---

[1] یعنی امت کے لوگوں پر تو صرف پانچ نمازیں فرض ہیں اور تجھ پر ایک نماز زیادہ تہجد بھی فرض ہے ۱۲ منہ [2] یعنی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جیسا ابن خزیمہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یا نماز سے پہلے کھڑے ہوتے وقت جیسے امام مالک کی روایت سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی تو ہی ان کا روشن کرنے والا ہے یا اُن سب کا رستہ بتانے والا ہے حضرات صوفیہ کہتے ہیں تو آسمان اور زمین کا نور ہے یعنی تیری ہی ہستی سے اُن کی ہستی ہے ہمہ نیستند ہر چہ ہستی توئی ہمہ از وست کا بھی یہی مفہوم ہے اور ہمہ اوست کا بھی یہی مطلب ہے یعنی ہمارا وجود اس کے وجود کا ایک پرتو ہے اگرچہ وہ اپنی ذات مقدس سے عرش کے اُوپر ہے مگر اُس کا نور وجود ہر جگہ پھیلا ہوا ہے جیسے بلا تشبیہ آفتاب ہم سے کس قدر دور ہے مگر اس کا نور ہم تک آتا ہے۔ حضرات صوفیہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز معاذ اللہ خدا ہے یا خدا اسی عالم کا نام ہے اس کے سوا کوئی علیحدہ ذات نہیں یہ دونوں اعتقاد کفر ہیں اور اُن میں ابطال ہے شریعت اور عذاب اور ثواب اور تکذیب ہے انبیاء علیہم السلام کی ۱۲ منہ

وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيٰنُ زَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَبُوْ اُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ مِنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پیغمبر سچے ہیں اور محمد (خصوصاً) سچے ہیں اور قیامت سچ ہے یا میرے اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ہی طرف (ہر مشکل میں) رجوع کرتا ہوں[۵۲] اور تیرے ہی لیے (کافروں اور دین کے دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ بخش دے[۵۳] تو ہی جس کو چاہے آگے کردے اور جس کو چاہے پیچھے ڈال دے تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں سفیان بن عیینہ نے کہا اور عبدالکریم بن ابی المخارق نے اتنا اور بڑھایا اللہ کے سوا اور کوئی نہ (گناہوں سے) بچا سکتا ہے نہ نیکی کی توفیق دے سکتا ہے سفیان نے کہا سلیمان بن ابی مسلم نے اس حدیث کو طاوس سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے[۵۴] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ ۱۷۶ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب رات کو تہجد پڑھنے کی فضیلت۔

۱۰۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف صعانی نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی دوسری سند اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے زمانہ میں جب کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا آپ تعبیر دیتے) مجھے بھی یہ ہوس ہوئی کوئی خواب دیکھوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں[۵۵] اور میں اس وقت گبرو جوان تھا میری بی بی بچے نہ تھے تو) میں آنحضرت صلی

---

۵۱ حالانکہ پیغمبروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگئے تھے مگر آپ کو پھر خاص کر کے بیان کیا اس لیے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کو نہ مانا گویا اس نے کسی پیغمبر کو نہ مانا اور جس نے آپ کو مانا اس نے سب پیغمبروں کو مانا کیوں کہ آپ نے اگلے سب پیغمبروں کی تصدیق کی ہے ۱۲ منہ ۵۲ اللہ کے سوا اور کسی کو مشکل کشا یا فریادرس نہ سمجھنا چاہیئے اللہ کے سوا کوئی اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا البتہ اللہ کے حکم سے ایک بندہ دوسرے بندے کی مدد کر سکتا ہے ۱۲ منہ ۵۳ قیامت کی تعلیم کے لیے فرمایا ۱۲ منہ ۵۴ تو اس روایت میں سلیمان کے سماع کی طاؤس سے صراحت ہے یہ دونوں سفیان کے قول تعلیق نہیں ہیں بلکہ اسی اسناد سے مروی ہیں جو شروع حدیث میں بیان ہوا ۱۲ منہ ۵۵ دوسری روایت میں ہے میں نے اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوتی تو ضرور اور لوگوں کی طرح تو بھی کوئی خواب دیکھتا ۱۲ منہ

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيْهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا۔

اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد ہی میں سویا کرتا تھا خیر میں نے خواب میں دیکھا جیسے دو فرشتے آئے مجھ کو پکڑ کے دوزخ کی طرف لے گئے کیا دیکھتا ہوں کنوے کی طرح اس کی بندش ہے اس پر دو کولے بنے ہیں[1] اور دیکھتا کیا ہوں اس میں کچھ لوگ میری پہچانت کے بھی ہیں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا پھر ہم کو ایک اور فرشتہ ملا وہ کہنے لگا ڈر نہیں میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المومنین حفصہؓ سے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش وہ رات کو تہجد پڑھتا ہوتا راوی نے کہا آپ کے اس فرمانے کے بعد عبداللہ رات کو نہ سوتے (عبادت کرتے رہتے) مگر تھوڑی دیر[2]

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتَهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ۔

باب رات کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی اُن سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو (تہجد کی) گیارہ رکعتیں پڑھتے یہی آپ کی نماز تھی ان رکعتوں میں آپ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ تم میں سے کوئی پچاس آیتیں آپ کے سر اٹھانے سے پہلے پڑھ لے اور (صبح طلوع ہونے پر) فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت پڑھتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ رہتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے آپ کو بلانے آتا[3]

---

[1] جن پر چرخ کی مکڑی رکھی جاتی ہے ۱۲ منہ [2] پچھلی رات کو اٹھنا اور تھوڑی بہت عبادت کرنا تمام صالحین کا طریقہ ہے حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا دوزخ سے نجات کا باعث ہے حضرت سلیمان کو ان کی والدہ نے وصیت کی بیٹا رات کو بہت مت سو کیونکہ ایسا کرنے سے آدمی قیامت کے دن محتاج ہوگا ایک بزرگ جب دستر خوان بچھاتا تو لوگوں سے کہتے دیکھو بہت نہ کھاؤ ورنہ بہت پانی پیو گے تو بہت سوگے تو قیامت کے دن افسوس کرو گے حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ ساری فقیری اور درویشی کا مدار تین باتوں پر ہے کم کھانا کم سونا کم کلام کرنا ۱۲ منہ [3] آپ سجدے میں بار بار یہ کہا کرتے سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی ایک روایت میں یوں ہے سبحانک لا الہ الا انت سلف صالحین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے لمبا سجدہ کیا کرتے عبداللہ بن زبیرؓ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ چڑیاں اتر کر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں سمجھتیں کوئی دیوار ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۱۸ تَرْكُ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ.

باب بیماری میں تہجد ترک کر سکتا ہے۔

۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے کہا میں نے جندب بن عبد اللہ بجلی سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک یا دو رات آپ نماز کے لیے نہ اٹھے۔

۱۰۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَبْطَا عَلَيْهِ شَيْطٰنُهٗ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسود ابن قیس سے انہوں نے جندب بن عبد اللہ سے انہوں کہا حضرت جبرئیل ؑ (چند روز تک) آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کے پاس آنے سے رکے رہے تو قریش کی ایک کافر عورت (ام جمیل ابولہب کی جورو) کہنے لگی اب اس کے شیطان نے اس کے پاس آنے میں دیر لگائی اس وقت یہ آیتیں اتریں والضحی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی[1]

بَابُ ۱۹ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز اور نوافل پڑھنے کے لیے ترغیب دینا لیکن واجب نہ کرنا اور ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی کے پاس آئے ان کو نماز کے لیے جگانے کو[2]

۱۰۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بنت حارث سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہ رض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جاگے اور فرمانے لگے سبحان اللہ

---

[1] ترجمہ یہ ہے قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب ڈھانپ لے تیرے مالک نے نہ تجھ کو چھوڑ دیا نہ تجھ پر غصے ہوا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ یہ حدیث اگلی حدیث کا تتمہ ہے جب آپ بیمار ہوئے تھے تو رات کا قیام چھوڑ دیا تھا اسی زمانہ میں حضرت جبریل ؑ نے بھی آنا موقوف کر دیا اور شیطانی ابولہب کی جورو نے یہ فقرہ کہا چنانچہ ابن ابی حاتم نے جندب سے روایت کیا کہ آپ کی انگلی کو پتھر کی مار لگی آپ نے فرمایا تو ہے کیا ایک انگلی ہے اللہ کی راہ میں تجھ کو مار لگی خون آلود ہوئی اسی صدمے سے آپ دو تین روز تہجد کے لیے بھی نہ اٹھ سکے تو ایک عورت کہنے لگی میں سمجھتی ہوں اب تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا اس وقت یہ سورت اتری والضحی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی ۱۲ منہ [2] اگر رات کی نماز میں بڑی فضیلت نہ ہوتی تو آپ اپنی صاحبزادی اور داماد کو آرام کے وقت بے آرام نہ کرتے لیکن آپ نے یہ چاہا کہ ان دونوں کو فضیلت حاصل ہو اور وامر اہلک بالصلوۃ پر عمل ہو جائے ۱۲ منہ

مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَارُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ ـ

آج رات کو کیا کیا کچھ بلائیں اتریں[1] کیا کیا کچھ (رحمت اور عنایت کی) خزانے اترے اور حجرے والیوں (بی بیوں) کو کون جگاتا ہے[2] لوگوں بہت عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں پر آخرت میں ننگی ہونگی۔

۱۰۶۰ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ـ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین نے ان کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُن کو جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم رات کے وقت اُن کے اور حضرت فاطمہ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کیوں تم دونوں[2] (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہم کو اٹھانا چاہے گا اٹھادے[3] گا جب میں نے یہ کہا تو آپ لوٹ گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے سنا جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور (سورہ کہف کی) یہ آیت پڑھتے جاتے تھے آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے[4]

۱۰۶۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام کو چھوڑ دیتے اور آپ کو اس کا کرنا

[1] یعنے خاص خاص فتنے اور فساد کیونکہ عام فتنوں سے تو آپ کی ذات مقدس اور حضرت عمرؓ کی ذات روک تھی جیسے حذیفہ کی روایت سے اوپر گزرا العصمون سے کما مراد یہ ہے کہ فتنوں اور بلاؤں کے اُترنے کے اوقات مقرر ہوئے یا مجھ کو بتلائے گئے ۱۲ منہ [2] یعنے اس لیے کہ نماز پڑھیں اور عبادت کریں اور پیغمبر کی بی بی ہونے پر تکیہ نہ کریں یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کس لیے کہ آپ نے قیام اللیل کی ترغیب دلائی اور واجب نہ ہونا اس سے نکلتا ہے کہ وہ بی بیاں ہر رات کو نہیں اٹھتیں تھیں ورنہ جگانے کی کیا ضرورت تھی اگر قیام اللیل واجب ہوتا تو ہر رات کو ادا کرتیں ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار آپ آئے ہم کو جگایا پھر اپنے گھر کو لوٹ گئے جب ہماری آہٹ نہ پائی تو دوبارہ آئے اور ہم کو جگایا ۱۲ منہ [4] حضرت علیؓ نے جو جواب دیا وہ فی الحقیقت درست تھا مگر اس کا استعمال اس موقع پر درست نہ تھا کیونکہ دنیادار کو تکلیف ہے اس میں نفس پر زور ڈال کر تمام اوامر الٰہی بجالانا چاہیے تقدیر پر تکیہ کر لینا اور عبادت سے قاصر ہو کر بیٹھنا اور جب کوئی اچھی بات کا حکم کرے تو تقدیر پر حوالہ کرنا کج بحثی اور جھگڑا ہے تقدیر کا اعتقاد اس لیے نہیں ہے کہ آدمی اپاہج ہو کر بیٹھ رہے اور تدبیر سے غافل ہو جائے بلکہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

تَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ فَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَاِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا۔

۱۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ

بَابُ ۷۲۰ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ وَالْفُطُوْرُ الشُّقُوْقُ انْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ۔

۱۰۶۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ

پسند ہوتا آپ کو یہ ڈر رہتا ایسا نہ ہو لوگ اس کلام کو کرنے لگیں پھر وہ اُن پر فرض ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چاشت کی نفل نماز نہیں پڑھی اور میں اس کو پڑھا کرتی ہوں۔[1]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں (تراویح اور تہجد کی) نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ پڑھی پھر دوسری رات بھی آپ نے پڑھی اور مقتدی بہت ہو گئے پھر تیسری چوتھی رات کو بھی وہ جمع ہوئے مگر آپ برآمد ہی نہیں ہوئے جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا میں نے تمہارا کام دیکھا اور مجھے تمہارے پاس نکلنے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر اسی بات نے کہ میں ڈرا کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز میں اتنا کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے اور حضرت عائشہؓ نے کہا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے فطور کے معنی عربی زبان میں پھٹنا اسی سے ہے انفطرت قرآن میں یعنی پھٹ جائے۔[2]

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے انہوں نے زیاد بن علاقہ سے انہوں نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ سے سناوہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ باقی محنت اور مشقت اور اسباب حاصل کرنے میں کوشش کرے مگر یہ سمجھے رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ نے قسمت میں لکھ دیا ہے چونکہ رات کا وقت تھا اور حضرت علیؓ آپ کے چھوٹے بھائی تھے دوسرے داماد لہذا آپ نے ایسے موقع پر تطویل بحث اور سوال جواب کو نامناسب سمجھ کر کچھ جواب نہ دیا مگر ان کی کج بحثی اور مجادلہ پر افسوس کیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا

[1] حضرت عائشہؓ کو شاید وہ قصہ معلوم نہ ہو گا جس کو ام ہانی نے نقل کیا کہ آپ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی۔ باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ چاشت کی نفل نماز کا پڑھنا آپ کو پسند تھا جب پسند ہوا تو گویا آپ نے اس پر ترغیب دلائی اور پھر اس کو واجب نہ کیا کیونکہ آپ نے خود اس کو نہیں پڑھا بعضوں نے کہا آپ نے کبھی چاشت کی نفل نماز نہیں پڑھی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہمیشگی کے ساتھ کبھی نہیں پڑھی کیونکہ دوسری روایت میں خود حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ آپ نے اس کو پڑھا ۱۲ منہ

[2] تم جو نماز کے لیے جمع ہوئے اور جیسے تم کو عبادت کی حرص اور مستعدی ہے عینی نے کہا اس حدیث سے باب کے دونو مطلب نکلے اور یہی ثابت ہوا کہ امام نے امامت کی نیت نہ کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ اَوْ لِيُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کھڑے رہتے یا اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے پاؤں یا پنڈلیوں پر ورم ہو جاتا جب آپ سے اس باب میں کہا جاتا[۱] تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

بَابُ ۷۲۱ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ

باب سحر کو یعنی صبح کے قریب سو جانا

۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے اُن سے عمرو بن اوس نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا سب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو داؤد پیغمبر[۴] کی نماز بہت پسند ہے اور سب روزوں میں اللہ کو داؤد پیغمبر کا روزہ بہت پسند ہے داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سوتے رہتے اور پھر تہائی رات تک عبادت کرتے اور پھر (چھٹے حصہ میں سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے[۱]

۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰى كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ (عثمان بن جبلہ) نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے اشعث سے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ (سلیم بن اسود) سے سُنا انہوں نے کہا میں نے مسروق سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا نیک عمل بہت پسند تھا انہوں نے کہا جو ہمیشہ ہوتا رہے میں نے پوچھا رات کو آپ کب اٹھتے تھے انہوں نے کہا جب مرغ کی آواز سنتے[۳]

۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ اِذَا سَمِعَ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے انہوں نے اشعث سے وہی حدیث جو اوپر گزری اس میں یوں ہے

بقیہ صفحہ سابقہ) ہو اور کوئی آن کر اُس کے پیچھے اقتدا کرے تو اس کی نماز صحیح ہوگی ۱۲ منہ [۳] سورۂ اذا السماء انفطرت میں حضرت عائشہؓ کے اس قول کو خود امام بخاری نے کتاب التفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ حاشیہ صفحہ ہذا [۱] کہ آپ اتنی محنت مشقت کیوں اٹھاتے ہیں آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب قصور بخش دئے ہیں ۱۲ منہ [۲] رات کے بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو پہلے چھ گھنٹے میں سو جاتے پھر چار گھنٹے عبادت کرتے پھر دو گھنٹے سو رہتے گویا سحر کے وقت سوتے ہوتے یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۳] کہتے ہیں پہلے پہل مرغ آدھی رات کے وقت بانگ دیتا ہے احمد اور ابوداؤد نے نکالا کہ مرغ کو بُرا مت کہو وہ نماز کے لیے جگاتا ہے مرغ کی عادت ہے کہ فجر طلوع ہوتے ہی اور سورج کے ڈھلنے پر بانگ دیا کرتا ہے یہ خدا کی فطرت ہے ۱۲ منہ

الصَّادِخَ قَامَ فَصَلّٰی۔

جب مرغ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے[1]

۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا میرے باپ سعد بن ابراہیم نے اپنے چچا ابو سلمہ سے نقل کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میرے پاس تو سحر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہی رہتے[2]

بَابٌ ۷۲۲۔ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ

باب سحری کھا کر پھر صبح کی نماز پڑھنے تک نہ سونا

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّيَا قُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زید بن ثابت دونوں نے مل کر سحری کھائی جب سحری سے فراغت کر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے پھر دونوں نے نماز پڑھی قتادہ کہتے ہیں ہم نے انسؓ سے پوچھا سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہوتا انہوں نے کہا اتنا کہ تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھے[3]

بَابٌ ۷۲۳۔ طُوْلِ الصَّلٰوةِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

باب رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا (یعنی قرأت بہت کرنا)۔

۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھی آپ اتنا کھڑے رہے کہ میری نیت بگڑ گئی

[1] اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ اٹھ کر کیا کرتے اگلی روایت میں مجمل ہے ان دونوں حدیثوں کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت داؤد کی شب بیداری کا حال بیان کیا پھر ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل اس کے مطابق ثابت کیا تو ان دونوں حدیثوں کا نکلا کہ آپ اوّل شب میں آدھی رات تک سو رہتے پھر مرغ کی بانگ کے وقت یعنی آدھی رات پر اٹھتے پھر آگے کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ سحر کو آپ سوتے ہوتے پس آپ اور حضرت داؤد پیغمبر کا عمل ایک ساں ہو گیا ۱۲ منہ

[2] حضرت بی بی ام سلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھ کر کیا سحر کو سو رہتے تب انہوں نے یہ کہا ۱۲ منہ

[3] معلوم ہوا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے اور بہت رات رہے سے سحری کھا لینا خلاف سنت ہے ۱۲ منہ

سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابو وائل نے کہا ہم نے پوچھا تمہارے دل میں کیا آیا انہوں نے کہا میرے دل میں یہ آیا بیٹھ بھی رہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں[1]

۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے رگڑتے۔[2]

بَابٌ ۲۴۷ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَكَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ۔

باب رات کی نماز کیوں کر پڑھنا چاہیئے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۷۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے ایک شخص نے[3] عرض کیا یا رسول اللہ رات کی نماز کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا دو رکعت کر کے جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کر لے[4]

۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے کہا مجھ سے ابو جمرہ نصر بن عمران نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی

---

[1] یہ ایک وسوسہ تھا جو شیطان کی طرف سے عبداللہ بن مسعودؓ کے دل میں آیا تھا شیطان سب لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے خصوصاً اچھے اور نیک لوگوں کے تو وہ اور زیادہ پیچھے لگتا ہے مگر عبداللہ بن مسعودؓ اس کے دام میں کب آنے والے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم اور صحبت یافتہ اور جان نثار تھے حدیث سے یہ نکلا کہ رات کی نماز میں آپ بہت لمبی قرات کیا کرتے تھے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتی بعضوں نے ایک احتمال بعید بیان کیا ہے کہ جب تہجد کے لیے مسواک میں اتنا اہتمام کرتے تھے جو نماز کا ایک بیرونی کام ہے تو نماز کے اندرونی ارکان یعنی قیام اور قرات وغیرہ میں بھی بہت اہتمام فرماتے ہوں گے اور اس طرح طول قیام ثابت ہوا جو باب کا مضمون ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

[3] کہتے ہیں یہ خود عبداللہ بن عمرؓ تھے جیسے طبرانی نے معجم صغیر میں نقل کیا مگر امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص تھا اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جنگل کا ایک شخص تھا ۱۲ منہ

[4] اس حدیث سے باب کا پہلا مطلب نکلا قسطلانی نے کہا ابو حنیفہؒ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں کہتے اور صحیح حدیثیں ان کا رد کرتی ہیں اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد کا مذہب یہی ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھنا چاہیے یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرے اور ایسے ہی دن کے نوافل بھی مگر صاحبین کہتے ہیں کہ دن میں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے اور ابو حنیفہؒ کہتے کہ رات اور دن دونوں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے ۱۲ منہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یَعْنِیْ بِاللَّیْلِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھیں[1]۔

۱۰۷۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَنْ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَۃَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبید اللہ بن موسٰی نے خبر دی کہا مجھ کو اسرائیل نے انہوں نے ابو حصین عثمان بن عاصم سے انہوں نے یحییٰ بن وثاب سے انہوں نے مسروق بن اجدع سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز پوچھی انہوں نے کہا آپ کبھی سات رکعتیں پڑھتے کبھی نو اور کبھی گیارہ (گیارہ سے نہیں بڑھاتے) فجر کی سنتوں کے سوا۔

۱۰۷۴۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَۃُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً مِّنْھَا الْوِتْرُ وَرَکْعَتَا الْفَجْرِ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسٰی نے بیان کیا کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے انہی میں وتر اور فجر کی سنتیں بھی شریک تھیں۔

بَابُ ۷۲۵ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ وَنَوْمِہٖ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ وَقَوْلِہٖ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات میں اور سو جانا اور رات کی نماز میں سے جو منسوخ ہوا

یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗ اِلٰی قَوْلِہٖ سَبْحًا طَوِیْلًا وَّقَوْلِہٖ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِیَّۃِ وِطَاءً مُّوَاطَاۃً لِّلْقُرْاٰنِ اَشَدُّ مُوَافَقَۃً لِسَمْعِہٖ وَبَصَرِہٖ وَقَلْبِہٖ لِیُوَاطِئُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے اسی باب میں فرمایا (سورہ مزمل میں) اے کپڑا لپیٹنے والے رات کو (نماز میں) کھڑا رہ آدھی رات یا اس سے کچھ کم سبحًا طویلًا تک اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم رات کی اتنی عبادت کو نباہ نہ سکو گے تو تم کو معاف کر دیا[2] واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم تک ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جو ناشئۃ اللیل ہے تو نشا کا معنے حبشی زبان میں کھڑا ہوا اور وطا کا معنی موافق ہونا یعنی رات کا قرآن کان اور آنکھ اور دل کو ملا کر پڑھا جانا

---

[1] وتر سمیت یعنے دس رکعتیں تہجد کی دو دو کر کے پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کر لیتے یہ گیارہ رکعتیں تہجد اور وتر کی تھیں اور دو فجر کی سنتیں ملا کر تیرہ رکعتیں کہہ دیں کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور آگے کی حدیث میں بھی تفصیل بیان ہوئی ہے ۱۲ منہ

[2] ہوا یہ کہ پہلے رات یا آدھی سے کچھ کم یا آدھی سے کچھ زیادہ کا قیام فرض ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور ان کی ضعف اور ناطاقتی کو دیکھ کر یہ حکم دیا کہ جس قدر قیام ہو سکے اتنا ہی بجا لاؤ علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القرآن کا یہی مطلب ہے تو یہ حکم پہلے حکم کا ناسخ ہوا قسطلانی نے کہا پھر اس کی فرضیت بھی پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے منسوخ ہو گئی اور رات کا قیام سنت رہ گیا ۱۲ منہ

لِيُوَافِقُوا۔

۱۰۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ۔

بَابُ ۷۷۶ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ۔

۱۰۷۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ

ہے[1] اور سورہ براءت میں لیواطئوا اُسی سے ہے یعنی اس لیے کہ موافقت کریں[2]۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے اس میں بالکل روزہ نہیں رکھیں گے اور کسی میں اتنے روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے اس میں بالکل افطار نہیں کرنے کے اور رات کو نماز تو آپ ایسی پڑھتے تھے کہ تم جب چاہتے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے[3] اور جب چاہتے سوتا دیکھ لیتے محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان اور ابو خالد نے بھی حمید سے روایت کیا[4]۔

باب جب آدمی رات کو نماز نہ پڑھے[5] تو شیطان کا گدی پر گرہ لگانا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی (رات کو) سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے (جادو کی گرہیں) اور ہر گرہ پر یہ افسون پھونک دیتا ہے بڑی

---

[1] اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا یعنے رات کو بوجہ سکوت اور خاموشی کے قرآن پڑھنے میں دل اور زبان اور کان اور آنکھ سب اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ورنہ دن کو آنکھ کسی طرف پڑتی ہے کان کہیں لگتا ہے دل کہیں ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو طبرانی نے وصل کیا مگر اس میں لیوافقوا کے بدل لیشابہوا ہے ۱۲ منہ [3] اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ساری رات سوتے بھی نہیں تھے اور ساری رات جاگتے اور عبادت بھی نہیں کرتے تھے ہر رات میں سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے تو جو شخص آپ کو جس حال میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا یعنے بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ ساری رات جاگنا اور عبادت کرنا یا ہمیشہ روزے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے بڑھ کر ہے ان کو اتنا شعور نہیں کہ ساری رات جاگتے رہنے سے یا ہمیشہ روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے پھر اس کو عبادت میں کوئی تکلیف نہیں رہتی مشکل یہی ہے کہ رات کو سونے کی عادت بھی رہے اس طرح دن کو کھانے پینے کی اور پھر نفس پر زور ڈال کر جب چاہے اس کی عادت توڑے میٹھی نیند سے منہ موڑے پس جو آنحضرتؐ نے کیا ہے وہی افضل اور وہی اعلیٰ اور وہی مشکل ہے آپ کی خوبی بیان تھیں آپ اُن کا بھی حق ادا فرماتے اپنے نفس کا بھی حق ادا فرماتے اپنے عزیز و اقارب اور عام مسلمانوں کے بھی حقوق ادا فرماتے اس کے ساتھ خدا کی عبادت بھی کرتے کہیے اس لیے کتنا بڑا دل اور جگرہ چاہیئے ایک سونتا ہے کر لنگوٹ باندھ کر ایک کیلئے دم بیٹھ رہنا اور بے فکری سے ایک طرف کا ہو نا یہ نفس پر بہت سہل ہے ۱۲ منہ [4] ابو خالد کی روایت کو خود امام بخاری نے صوم میں نکالا ۱۲ منہ [5] یعنے عشا کی نماز میں پڑھے سو جائے ۱۲ منہ

لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔

رات بڑی ہے (بے فکر) سو جا پھر اگر آدمی جاگا اور اللہ کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے (فرض یا نفل) تو آدمی صبح کو خوش مزاج رہتا ہے ورنہ صبح کو سست مزاج رہتا ہے[1]

۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ اَمَّا الَّذِيْ يُثْلَغُ رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهٗ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ فَيَرْفِضُهٗ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ

ہم سے مومل بن ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابو رجاء عمران بن ملحان نے کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کی حدیث میں آپ نے فرمایا جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا وہ شخص تھا جس نے (دنیا میں) قرآن حاصل کیا تھا پھر چھوڑ دیا[2] اور فرض نماز نہ پڑھ کر سوتا رہتا[3]

بَابٌ ۲۷ اِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنِهٖ

باب جو شخص سوتا رہے اور (صبح کی) نماز نہ پڑھے معلوم ہوا شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا۔

۱۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطٰنُ فِيْ اُذُنِهٖ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا[4] لوگوں نے کہا وہ صبح تک سوتا رہا (فرض) نماز کے لیے بھی نہیں اٹھا آپ نے فرمایا شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا[5]

بَابٌ ۲۸ الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوةِ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ

باب اخیر رات میں دعا اور نماز کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ والذاریات میں) فرمایا وہ رات کو تھوڑی دیر ہجوع کرتے تھے ہجوع کے

[1] حدیث میں جو آیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے حقیقت میں شیطان گرہیں لگاتا ہے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں وہ دھاگہ گدی پر رہتا ہے امام احمد کی روایت میں صاف ہے کہ ایک رسی سے گرہ لگاتا ہے بعضوں نے کہا گرہ لگانے سے یہ مقصود ہے کہ شیطان جادوگر کی طرح اس پر افسوں چلاتا ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی قرآن سیکھا اور پڑھا لیکن قرآن کے حکموں پر عمل نہیں کیا یا قرآن یاد کیا پھر اس کو چھوڑ کر بھول بیٹھا ۱۲ منہ

[3] یعنے عشا کی نماز بن پڑھے سو جاتا یا صبح کی نماز کے لیے نہ اٹھتا سوتا رہتا ۱۲ منہ

[4] اس کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا خود عبد اللہ بن مسعود یہ شخص تھے ۱۲ منہ

[5] جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا اس میں کوئی امر قیاس کے خلاف نہیں بعضوں نے کہا پیشاب کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ شیطان نے اس کو اپنا محکوم بنا لیا اور کان کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ آدمی کان ہی سے آواز وغیرہ سن کر بیدار ہوتا ہے شیطان نے اس میں موت کر اس کے کان بہرے کر دئے ۱۲ منہ

مَا يَهْجَعُونَ يَنَامُونَ۔

معنے سونا۔

۱۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوعبداللہ اغر سے اُن دونوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بلند اور برکت والا ہر رات کو جس وقت رات کا اخیر تیسرا حصہ رہ جاتا ہے پہلے آسمان پر اترتا ہے[1] فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے میں دوں کون مجھ سے بخشش چاہتا ہے میں اس کو بخش دوں[2]

بَابٌ ۷۲۹ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَى آخِرَهُ وَقَالَ سَلْمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

باب جو شخص رات کے شروع میں سو جائے اور اخیر میں جاگے اور سلمان فارسیؓ نے ابوالدرداءؓ سے کہا (شروع رات میں) سو جاؤ جب اخیر رات ہو تو اٹھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا سلمان سچ کہتا ہے۔

۱۰۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَإِنْ كَانَتْ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے دوسری سند اور مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیونکر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا آپ شروع رات میں سو رہتے اور اخیر رات میں اٹھتے (تہجد کی) نماز پڑھتے پھر اپنے بچھونے پر کہاتے جب مؤذن اذان دیتا اٹھ کھڑے ہوتے اگر آپ کو نہانے کی حاجت

---

[1] یعنی خود اپنی ذات سے اترتا ہے جیسے دوسری روایت میں ہے نزل بذاتہ اب یہ تاویل کرنا کہ اس کی رحمت اترتی ہے محض فاسد ہے علاوہ اس کے اُس کی رحمت اتر کر آسمان تک رہ جانے سے ہم کو فائدہ ہی ہے اسی طرح یہ تاویل کہ ایک فرشتہ اس کا اترتا ہے یہ بھی فاسد ہے کیونکہ فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے جو کوئی مجھ سے دعا کرے میں قبول کروں گا گناہ بخش دوں گا دعا قبول کرنا یا گناہوں کا بخشنا خاص پروردگار کا کام ہے اہل حدیث نے اس کی قسم کی حدیثوں کو جن میں صفات الٰہی کا بیان ہے بدل وجان قبول کیا ہے اور ان کو اپنے ظاہری معنے پر محمول رکھا ہے مگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں اور ہمارے اصحاب میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس حدیث کی شرح میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضوں اور شبہوں کا جواب دیا ہے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے اخیر رات کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی جو ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

[3] اس کو خود امام بخاری نے ... نکالا ہے ۱۲ منہ

وَاِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ۔

بَابُ ۷۳ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ۔

۱۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوةِ

ہوتی[۱] تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر نکلتے۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کو نماز پڑھنا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں (رات کو) کتنی رکعتیں پڑھتے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور غیر رمضان میں (کبھی) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے[۲] پہلے چار رکعتیں پڑھتے اُن کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا پھر چار رکعتیں پڑھتے اُن کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا پھر تین رکعتیں پڑھتے حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا عائشہ میری آنکھیں (ظاہر میں) سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ

---

[۱] قسطلانی نے اس کا ترجمہ یوں قرار دیا ہے اگر آپ کو عورت سے صحبت کرنے کی ضرورت ہوتی تو آپ صحبت کرتے اور غسل کر لیتے ورنہ وضو کر کے باہر نکلتے ۱۲ منہ

[۲] انہی گیارہ رکعتوں کو تراویح قرار دو یا تہجد کہو وتر کہو جو چاہو نام رکھ لو بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت رات کی نماز میں یہی ہے اب جو لوگ شروع رات میں رمضان کے مہینے میں بیس رکعتیں تراویح کی پڑھتے ہیں اور اخیر رات میں تہجد پڑھتے یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعتیں تراویح کی خلفاء راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی اور افسوس ہے اُن کم سمجھوں پر جو سنت نبوی کی پیروی کرنے والے کو بُرا سمجھیں اور آٹھ رکعتیں تراویح پڑھنے والے پر ملامت کریں ان کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بروز حشر کیا جواب دیں گے ۱۲ منہ

[۳] امام ابو حنیفہ رح نے جو رات کے نوافل چار چار رکعت ملا کر پڑھنا افضل کہا ہے وہ اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں حالانکہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ چار چار کے بعد سلام پھیرتے ممکن ہے کہ پہلے آپ چار رکعتیں بہت لمبی پڑھتے ہوں پھر اُس سے ذرا کم کر چار رکعتیں تو حضرت عائشہ رض نے چار چار کو علیحدہ بیان کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اخیر میں تین رکعتیں بیان کیں حالانکہ ان کے بیچ میں سلام ہوتا کیونکہ تین رکعتیں وتر کی ایک سلام سے صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں ہوئیں ۱۲ منہ

اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلٰثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ۔

قرآن پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ بوڑھے ہو گئے تو کیا کرتے بیٹھ کر قرآن پڑھتے رہتے جب سورت میں تیس یا چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر اُن کو پڑھ کر رکوع کرتے۔

بَابُ ۷۳۱ فَضْلِ الطُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

باب رات اور دن باوضو رہنے کی فضیلت اور وضو کے بعد رات اور دن میں نماز پڑھنے کی فضیلت۔

۱۰۸۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے ابو حیان یحییٰ بن سعید سے انہوں نے ابو زرعہ ہرم بن جریر سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال رضؓ سے فرمایا بلال مجھ سے کہہ تو نے اسلام کے زمانے میں سب سے زیادہ امید کا کونسا نیک کام کیا ہے[1] کیونکہ میں نے بہشت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی پھٹ پھٹ کی آواز سنی[2] بلال رضؓ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اُس وضو سے (نفل) نماز پڑھتا رہا جتنی میری تقدیر میں لکھی تھی[3]

بَابُ ۷۳۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الْعِبَادَةِ

باب عبادت میں بہت سختی اٹھانا مکروہ ہے[4]

۱۰۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث بن سعد نے انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آپ

---

[1] یعنی جس عمل پر تجھ کو بہت امید ہے کہ ضرور قبول ہوگا اور اس کا ثواب ملے گا ۱۲ منہ [2] یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تیری جوتیوں کی آواز نکل رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلا دیا جو آئندہ ہونے والا تھا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اس دنیا میں رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں گیا آپ معراج کی شب میں وہاں تشریف لے گئے تھے اسی طرح دوزخ میں اور یہ جو بعض فقراء سے منقول ہے کہ اُن کا خادم حقہ کے لیے آگ لینے کو دوزخ میں گیا محض غلط ہے ۱۲ منہ [3] بلالؓ دنیا میں بھی بطور خادم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے ویسا ہی اللہ نے اپنے پیغمبر کو دکھلایا کہ بہشت میں بھی ہوگا اس حدیث سے بلالؓ کی بڑی فضیلت نکلی اور ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا ۱۲ منہ [4] کیونکہ ایسی عبادت نبھ نہیں سکتی چند روز تک آدمی کرتا ہے پھر اکتا کر بالکل چھوڑ دیتا ہے یہ عقل مندوں کا کام نہیں ہے عمدہ عبادت وہی ہے جو اگرچہ تھوڑی ہو لیکن ہمیشہ کرے جیسے دوسری حدیث میں اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ

فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔

تو دیکھتے کیا ہیں ایک رسی دو ستونوں کے بیچ میں تنی ہوئی ہے آپ نے پوچھا یہ رسی کیسی لوگوں نے کہا یہ ام المومنین زینبؓ نے تانی ہے جب وہ کھڑی کھڑی (نماز میں) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں (اور کھڑا ہونا نہیں چھوڑتیں) آپ نے فرمایا نہیں (یہ رسی نہیں ہونا چاہیے اس کو کھول ڈالو تم میں ہر شخص کو چاہیے جب تک دل لگے نماز پڑھے تھک جائے تو بیٹھ جائے اور امام بخاری نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا بنی اسد قبیلہ کی ایک عورت (خولہ بنت تویت) میرے پاس بیٹھی تھی اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے پوچھا یہ عورت کون ہے میں نے کہا فلانی عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی پھر اس کی نماز کا کیا حال بیان کیا گیا آپ نے فرمایا بس بس اتنا عمل کرو جتنے کی طاقت ہے (آرام سے ہو سکتا ہے) اس لیے کہ اللہ تو ثواب دینے سے تھکتا نہیں تم ہی (عمل کرتے کرتے) تھک جاؤ گے۔

بَابٌ ۷۳۳ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُوْمُهٗ

باب جو شخص رات کو عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دے تو مکروہ ہے۔

۱۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے عباس بن حسین نے بیان کیا کہا[1] ہم سے مبشر بن اسمٰعیل حلبی نے انہوں نے امام اوزاعی سے دوسری سند اور مجھ سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عبداللہ تو فلانے شخص کی طرح نہ ہونا[2] وہ (پہلے) رات کو اٹھا کرتا

---

[1] عباس بن حسین سے امام بخاری اس کتاب میں ایک یہ حدیث اور ایک جہاد کے باب میں روایت کی بس دو ہی حدیثیں یہ بغداد کے رہنے والے تھے ۱۲ منہ [2] اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعِشْرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بِهٰذَا مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ۔

تھا پھر اُس نے رات کا اٹھنا چھوڑ دیا اور ہشام بن عمار نے کہا ہم سے عبدالحمید بن ابی العشرین نے بیان کیا کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے عمرو بن حکم بن ثوبان سے کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے پھر یہی حدیث بیان کی[۱] ابن ابی عشرین کی طرح عمرو بن ابی سلمہ نے بھی اس کو امام اوزاعی سے روایت کیا[۲]

بَابٌ ۷۳۴

باب[۳]

۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوالعباس سائب بن فروخ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھ کو یہ خبر ہوئی ہے کہ تو ساری رات عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے میں نے کہا سچ ہے میں ایسا ہی کرتا آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو تیری آنکھیں بیٹھ جائیں گی اور تیری جان ناتواں ہو جائے گی اور تو یہ سمجھ لے کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری جورو کا بھی تجھ پر حق ہے روزہ بھی رکھ افطار بھی کر عبادت بھی کر سو بھی[۴]

بَابُ ۷۳۵ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى۔

باب جس شخص کی رات کو آنکھ کھلے پھر وہ نماز پڑھے اُس کی فضیلت۔

۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو ولید بن مسلم نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے کہا

---

[۱] اس روایت کو اسمٰعیل وغیرہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یہ امام اوزاعی کا منشی تھا اس میں اہل حدیث نے کلام کیا ہے مگر امام بخاری اُس کی روایت متابعۃً لائے ۱۲ منہ [۳] اس سند کو امام بخاری اس لیے لائے کہ اس میں یحییٰ بن ابی کثیر اور ابو سلمہ میں ایک شخص کا واسطہ ہے یعنے عمر بن حکم کا اور اگلی سند میں یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے خود ابو سلمہ نے بیان کیا تو شاید یحییٰ نے یہ حدیث عمر کے واسطے سے اور بلا واسطہ دونوں طرح ابو سلمہ سے سنی ۱۲ منہ [۴] یعنے اس میں بھی عمر بن حکم کا واسطہ ہے ۱۲ منہ [۵] یہاں فقط باب کا لفظ ہے کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے تو یہ باب گویا پہلے ہی باب سے متعلق ہے ۱۲ منہ [۶] گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سخت مجاہدہ سے منع کیا اب جو لوگ ایسا کریں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف چلتے ہیں اس سے نتیجہ نکلا کہ عبادت اسی لیے ہے کہ اللہ اور رسول راضی ہوں البتہ بعضے بزرگوں نے شروع شروع میں نفس کو توڑنے کے لیے چند روز ایسا مجاہدہ کیا ہے پھر ہمیشہ سنت کے موافق چلتے رہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلٰوتُهُ

مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے کہا مجھ سے عبادہ بن صامت رضؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص رات کو جاگ اٹھے پھر یہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و ہو علے کل شیء قدیر الحمد للہ و سبحان اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ[1] پھر دعا مانگے یا یوں کہے یا اللہ مجھ کو بخش دے تو اُس کی دعا قبول ہو گی اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہو گی۔

۱۰۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهِ وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ ؎ وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ ؎ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ ؎ أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا ؎ بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ ؎ يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ ؎ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو ہیثم بن ابی سنان نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا وہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے[2] اُس وعظ میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا کہنے لگے تمہارے ایک بھائی عبداللہ بن رواحہ نے کوئی غلط بیہودہ مضمون نہیں کہا[3] اُن کی شعر یہ ہیں ایک پیغمبر خدا پڑھتا ہے اُس کی کتاب اور سُناتا ہے ہمیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے ہم تو اندھے تھے اُسی نے رستہ بتلا دیا بات ہے اس کی یقینی دل میں جا کر کھبتی ہے ؎ رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے الگ، کافروں کے خواب گاہ کو بلند بھاری کرتی ہے یونس کی طرح اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا[4] اور زبیدی نے یوں کہا مجھ سے زہری نے

[1] اس کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف سچی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے سب تعریف اسی کو سزاوار ہے اس کی شان بہت بلند ہے وہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا نہ کوئی گناہ سے بچانے والا ہے نہ نیک کام کی طاقت دینے والا ۱۲ منہ [2] خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد بیان کرنے کے لیے اور آپ کے حالات سنانے کے لیے ایک مجلس مقرر کرنا یہ تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں رائج نہ تھا اور اسی لیے بعضے علماء نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اور بعضوں نے اس کو بدعت حسنہ کہا ہے بشرطیکہ دوسرے منکرات شرعی سے خالی لیکن وعظ کی مجلس آنحضرتؐ اور صحابہؓ سے منقول ہے اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرنا اور آپ کے قصے بالاتفاق درست اور باعث اجر اور ثواب عظیم ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ۱۲ منہ [3] یعنے شاعروں کی طرح ان کی شعر میں بیہودہ اور لغو عشق اور فحش مضامین کی نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اللہ کے پیغمبرؐ کی مدح کی ہے ایسی شعر میں کہنا بالاتفاق جائز بلکہ ثواب ہے [4] عقیل کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ۱۲ منہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

بیان کیا سعید بن مسیب اور اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے[1]

۱۰۸۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ بِیَدِیْ قِطْعَةَ اِسْتَبْرَقٍ فَکَاَنِّیْ لَا اُرِیْدُ مَکَانًا مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ اِلَیْهِ وَرَاَیْتُ کَاَنَّ اثْنَیْنِ اَتَیَانِیْ اَرَادَا اَنْ یَّذْهَبَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّیَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی رُؤْیَایَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَکَانُوْا لَا یَزَالُوْنَ یَقُصُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا اَنَّهَا فِی اللَّیْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَتْ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواب دیکھا جیسے میرے ہاتھ میں ایک گاڑھے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا ہے میں بہشت میں جہاں چاہتا ہوں وہ مجھ کو اڑا لے جاتا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا جیسے دو (فرشتے) میرے پاس آئے اور مجھ کو دوزخ کو لے جانے لگے پھر ایک اور فرشتہ ان کو (راہ میں) ملا وہ مجھ سے کہنے لگا ڈر نہیں اور اُن فرشتوں سے کہا اس کو چھوڑ دو میری بہن ام المومنین حفصہؓ نے میرا ایک خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا عبد اللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو نماز پڑھتا ہوتا (آپ کے یہ فرمانے کے بعد) عبد اللہ (ہمیشہ) رات کو نماز پڑھتا کرتے اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنے اپنے) خواب بیان کرتے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات میں ہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم سب کے خواب رمضان کے اخیر دہے میں شب قدر ہونے پر متفق ہیں پھر جو کوئی شب قدر ڈھونڈنا چاہے تو رمضان کے اخیر دہے میں ڈھونڈے

بَابُ ۷۳۶ الْمُدَاوَمَةِ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

باب فجر کی سنتیں ہمیشہ پڑھنا۔

۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے عبد اللہ بن یزید نے روایت کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے انہوں نے عراک بن مالک سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے

[1] زبیدی کی روایت کو امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں نکالا امام بخاری کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ زہری کے شیخ میں راویوں کا اختلاف ہے یونس اور عقیل نے شیخ ہشیم بن ابی سنان کہا ہے اور زبیدی نے سعید بن مسیب اور اعرج اور ممکن ہے کہ زہری نے ان تینوں سے اس حدیث کو سنا ہو حافظ نے کہا امام بخاری کے نزدیک پہلا طریق راجح ہے چونکہ یونس اور عقیل دونوں نے بالاتفاق زہری کا شیخ ہشیم کو قرار دیا ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَائَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا أَبَدًا

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھائی اور (تہجد کی) آٹھ رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں آپ انکو کبھی نہیں چھوڑتے[1]

بَابٌ ۳۷ الضَّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنے کروٹ پر لیٹ جانا۔

۱۰۹۱. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو داہنے کروٹ پر لیٹ جاتے[2]

بَابٌ ۳۸ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ

باب فجر کی سنتیں پڑھ کر باتیں کرنا اور نہ لیٹنا[3]

۱۰۹۲. حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤْذَنَ بِالصَّلٰوةِ

ہم سے بشر بن حکم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے سالم ابوالنضر نے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ چکتے تو اگر میں جاگتی ہوتی مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے جب تک نماز کی اذان ہوتی[4]

بَابٌ ۳۹ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِيْ ذَرٍّ

باب نفل نماز میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا امام بخاری نے کہا اور ایسا ہی منقول ہے عمارؓ اور ابو ذرؓ اور انسؓ صحابیوں

---

[1] اسی سے بعضوں نے فجر کی سنتوں کو واجب کہا ہے امام حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت ہے بلکہ ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے اور ابو داؤد نے بہ سند صحیح روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے فجر کی سنتیں پڑھ چکے تو داہنے کروٹ پر لیٹ جائے عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عمرؓ اور ابراہیم نخعی سے جو اس کا انکار منقول ہے اُن کو شاید یہ حدیث نہ پہنچی ہوگی ۱۲ منہ [3] یہ باب امام بخاری نے لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ فجر کی سُنتوں کے بعد لیٹ رہنا کچھ واجب نہیں ہے اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام استراحت کے لیے کیا تھا تہجد کی تھکاوٹ دور کرنے کو تو یہ سنت نہیں اور ابن مسعودؓ اور ابراہیم نخعی کے انکار کو سند لاتے ہیں اور ابن عمرؓ کے اس قول کو کہ یہ لیٹنا بدعت ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ فعل سنت ہے اور ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ اور ابراہیم نخعی کو یہ حدیثیں نہ پہونچی ہوں گی اور شافعیہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے اگر نہ لیٹے تو کچھ باتیں ہی کر لے یا وہاں سے سرک جائے ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے لیٹنے کے استحباب کی نفی نہیں ہوتی بلکہ ثبوت ہوتا ہے اور امام احمد نے اسی حدیث کو ابوالنضر سے یوں نکالا کہ آپ لیٹ جاتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے رہتے اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ باتیں بھی کرتے تو لیٹ کر ۱۲

أَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ

سے اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری تابعیوں سے اور یحییٰ بن سعید انصاری (تابعی) نے کہا میں نے تو اپنے ملک (مدینہ طیبہ) کے عالموں کو یہی دیکھا کہ وہ (نوافل میں) دن کو ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے[1]

۱۰۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ. كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو (دنیا اور دین کے) سب کاموں میں استخارہ کرنا سکھلاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض نہیں نفل طور پر دو رکعتیں پڑھے[2] پھر یوں کہے اللھم انی استخیرک اخیر تک یعنی یا میرے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت طاقت چاہتا ہوں اور تیرا بڑا فضل مانگتا ہوں تجھ کو قدرت ہے اور مجھ کو قدرت نہیں تجھ کو علم ہے اور مجھ کو علم نہیں اور تو غیب کا جاننے والا ہے یا میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کے لیے استخارہ کیا جاتا ہے) میرے دین اور دنیا اور انجام کار کے لیے بہتر ہے یا یوں فرمایا بالفعل اور آئندہ[3] میرے لیے بہتر ہے تو وہ مجھ کو نصیب کر اور آسان کر اور اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور دنیا اور انجام کار کے لیے برا ہے یا یوں فرمایا بالفعل اور آئندہ میرے لیے برا

[1] حافظ نے کہا اور ابوذرؓ کی حدیثوں کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور انسؓ کی حدیث تو اسی کتاب میں گزری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں جا کر دن کو دو رکعتیں نفل پڑھیں اور جابر بن زید کا اثر مجھ کو نہیں ملا اور عکرمہ کا اثر ابن ابی شیبہ نے نکالا اور یحییٰ بن سعید کا اثر مجھ کو نہیں ملا ۱۲ منہ

[2] یعنی دعا اور نماز سے جس کا بیان آگے حدیث میں ہے اہل سنت کے نزدیک یہی استخارہ ثابت ہے اور کوئی صورت ثابت نہیں ۱۲ منہ یہیں سے امام بخاری نے ترجمہ باب نکالا کہ نفل نماز کی دو دو رکعتیں پڑھنا افضل ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر فرض نماز پڑھ کر یہ دعا کر لے تو سنت کے موافق نہ ہوگا ۱۲ منہ

[3] یہ راوی کا شک ہے بالفعل سے دنیا مراد ہے اور آئندہ سے آخرت یا بالفعل سے مراد مدت اور آئندہ سے دنیا کا آئندہ ۱۲ منہ

عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ۔

ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں میرے لیے بہتری ہو وہ مجھ کو نصیب کر اور مجھ کو اس پر خوش رکھ[1] اور یہ کام کی جگہ اس کا نام لے۔

١٠٩٤. حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن سعید انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے ابو قتادہ بن ربعی انصاری صحابی سے رضی سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو نہ بیٹھے جب تک دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) نہ پڑھ لے[2]

١٠٩٥. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمارے گھر میں جب دعوت میں آئے تھے) دو رکعتیں پڑھائیں پھر تشریف لے گئے۔

١٠٩٦. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں (سنت کی) ظہر سے پہلے پڑھیں اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے

---

[1] یعنے دل میں بھی میرے رنج اور کراہت نہ رہے ایک بزرگ سے پوچھا گیا تمہارا کیا حال ہے خوش ہو یا ملول انہوں نے کہا جس کی مراد پر دو نوں جہاں چل رہے ہوں وہ خوش ہوگا یا رنجیدہ میری مراد اور خوشی وہی ہے جو میرے مالک کی مراد اور خوشی ہے پھر مجھ کو رنج کیسا خوشی ہی خوشی ہے یہ درویشی اور فقیری کا انتہائی درجہ ہے کہ آدمی اپنی سب مرادیں خدا وند کریم جل جلالہ کی مرادوں میں غرق کر دے اور کوئی مراد بجز اس کی ذات مقدس کے باقی نہ رہے ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے بھی امام بخاری نے یہ نکالا کہ نوافل کی دو دو رکعتیں پڑھنا چاہییں تحیۃ المسجد جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے لیکن ظاہریہ اور اہل حدیث کے نزدیک واجب ہے گو اوقات مکروہ میں بھی مسجد جائے مگر تحیۃ المسجد ضرور پڑھے حافظ نے کہا عید کے دن تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ صرف عید کی نماز ادا کرے ۱۲ منہ

بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

بعد اور دو رکعتیں عشا کے بعد[1]

۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے جب کوئی تم میں سے (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ لَهُ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ أَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَقَالَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن سلیمان مکی نے کہا میں نے مجاہد سے سُنا وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمر (مکہ میں) اپنے گھر میں آئے کسی نے کہا (بیٹھے کیا ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آئے اور کعبے کے اندر جا بھی چکے عبداللہ نے کہا یہ سُن کر میں آیا دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے سے باہر نکل چکے ہیں اور بلال رضؓ دروازے پر کھڑے ہیں میں نے کہا بلال رضؓ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا کہاں پر انہوں نے کہا ان دونوں ستونوں کے بیچ میں پھر آپ باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور ابوہریرہ رضؓ نے کہا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت کی[2] اور عتبان بن مالک نے کہا[3] صبح کو دن چڑھے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ میرے پاس آئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں[4]

---

[1] یہی سنن راتبہ ہیں شوکانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چار رکعتیں بھی سنت کی ثابت ہیں تو یہ محمول ہے اس پر کہ کبھی آپ نے دو دو رکعتیں پڑھیں کبھی چار چار رکعتیں ۱۲منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب صلوٰۃ الضحی فی الحضر میں وصل کیا ۱۲منہ [3] یہ حدیث اوپر اسی کتاب میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲منہ [4] ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے دن کے نوافل دو دو رکعتیں پڑھنے پر دلیل لی ۱۲منہ

بَابُ الْحَدِيثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۰۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِي عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَاِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْيٰنُ هُوَ ذَاكَ۔

باب فجر کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ابو النضر سالم نے مجھ سے بیان کیا ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فجر کی سنت) دو رکعتیں پڑھتے پھر اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے نہیں تو لیٹ رہتے علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا بعضے لوگ یوں روایت کرتے ہیں فجر کی دو رکعتیں پڑھتے انہوں نے کہا یہی تو مراد ہیں[1]

بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهَا تَطَوُّعًا۔

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب فجر کی سنت کی دو رکعتیں ہمیشہ لازم کر لینا اور اُن کے سنت ہونے کی دلیل۔

ہم سے بیان کیا بیان بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ ابن سعید قطان نے کہا ہم سے ابن جریج نے انہوں نے عطاء سے انہوں نے عبید بن عمیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل نماز کی اتنی پابندی نہیں رکھتے تھے جتنی فجر کی (سنت کی) دو رکعتوں کی پابندی کرتے تھے[2]

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

باب فجر کی سنتوں کی قراءت کیسی کرے[3]

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں کہا آنحضرت صلی اللہ

---

[1] بعضے لوگوں سے امام مالک مراد ہیں جیسے دارقطنی نے نکالا غرض سفیان کی یہ ہے کہ حدیث میں رکعتین سے فجر کی سنت کی دو رکعتیں مراد ہیں اس حدیث سے فجر کی سنت اور فرض کے بیچ میں باتیں کرنے کا جواز معلوم ہوا اور جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا انہوں نے غلطی کی ان کو یہ حدیث نہیں پہونچی ۱۲ منہ

[2] تمام سنن موکدہ میں فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ تاکید ہے دوسری روایت میں ہے کہ سفر اور حضر میں کبھی آپ ان کو ناغہ نہیں کرتے تھے اسی لیے بعضے علماء نے ان کو واجب بھی کہا ہے مگر امام بخاریؒ نے اس حدیث سے دلیل لی کہ وہ سنت ہیں کیونکہ ان کو نوافل میں سے کہا ہر آدمی کو ہمیشہ فجر کی سنتیں پڑھنا چاہیئے اگر وقت تنگ ہو اور فرض کے فوت ہونے کا خیال ہو تو فرض کے بعد ان کو پڑھ لے اسی طرح جب فرض کی تکبیر ہو رہی ہو جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ

[3] یعنی مختصر یا مطول آگے حدیثوں سے ثابت کیا کہ فجر کی سنتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مختصر قراءت کرتے ایک حدیث میں ہے کہ کافرون اور اخلاص کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے[1] پھر جب صبح کی اذان سنتے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں (سنت کی) پڑھ لیتے۔

۱۰۱۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمَّتِهِ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمن سے انہوں نے اپنی پھوپھی عمرہ بنت عبدالرحمن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری سند ا ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمن سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے جو (سنت کی) دو رکعتیں پڑھتے وہ ایسی ہلکی پھلکی پڑھتے ہیں کہتی آپ نے سورۂ فاتحہ ہی پڑھی یا نہیں[2]

بَابُ ۴۳۔ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

باب فرضوں کے بعد سنت کا بیان[3]

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَأَمَّا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمر رضہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سنت کی) دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشا کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد پڑھیں[4] اور

---

[1] اگلی روایتوں میں جو گیارہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے آپ تہجد شروع کرتے وقت پہلی دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھا کرتے ان کو اگلی روایت میں حضرت عائشہ رضہ نے شمار نہیں کیا یا وتر کے بعد بیٹھ کر جو ایک دوگانہ پڑھا کرتے اس کو شمار نہیں کیا اور یہاں اس کو شریک کر لیا ہے ۱۲ منہ

[2] یہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہلکی پھلکی پڑھتے تھے مسلم اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ ان میں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے ۱۲ منہ

[3] پہلے فجر کی سنت کا بیان کیا کیونکہ وہ سب سنتوں سے زیادہ موکد ہیں اب اور رنماز دن کی سنتیں بیان کیں اور چونکہ یہ اکثر فرض کے بعد ہوتی ہیں اس لیے المکتوبۃ کہا ورنہ ظہر میں فرض سے پہلے بھی دو یا چار سنتیں ہیں ۱۲ منہ

[4] ساتھ پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ جماعت سے پڑھیں اور جو شخص سنن رواتب میں جماعت کا قائل ہوا ہے اس کا قول بے دلیل ہے ۱۲ منہ

الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ وَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا تَابَعَهُ كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَأَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهِ۔

اور مغرب اور عشا کی سنتیں آپ اپنے گھر میں پڑھا کرتے[1] اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا مجھ سے میری بہن ام المومنین حفصہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی پڑھا کرتے اور یہ وہ وقت ہوتا کہ میں اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاتا تھا[2] عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو کثیر بن فرقد اور ایوب نے بھی نافع سے روایت کیا اور ابن ابی الزناد نے اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا اس میں فی بیتہ کے بدل فی اہلہ ہے[3]

باب ۴۴ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

باب فرض کے بعد سنت نہ پڑھنا۔

۱۱۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابوالشعثاء جابر بن زید سے سُنا انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر عصر کی) آٹھ رکعتیں اور (مغرب عشا کی) سات رکعتیں ملا کر پڑھیں (بیچ میں سنت وغیرہ کچھ نہیں) عمرو نے کہا میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے ظہر میں دیر کی اور عصر میں جلدی اور عشا میں جلدی کی اور مغرب میں دیر ابوالشعثاء نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں[4]

---

[1] اس سے بعضے لوگوں نے دلیل لی ہے کہ رات کے نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر بات یہ تھی کہ دن کو آپ کام کاج کے سبب مسجد میں رہتے اس لیے سنتیں بھی وہیں پڑھتے اور رات کو آپ اکثر گھر میں رہتے اور مغرب اور عشا کی سنتیں گھر ہی میں پڑھ لیتے ۱۲ منہ [2] کیونکہ فجر سے پہلے اور عشا کی نماز کے بعد اور ٹھیک دوپہر کو گھر کے کام کاجی لوگوں کو بھی اجازت لے کر اندر آنا چاہیئے اس وقت غیر لوگ آپ سے کیونکر مل سکتے اسی لیے ابن عمرؓ نے اُن سنتوں کا حال اپنی بہن ام المومنینؓ حفصہؓ سے سن کر معلوم کیا ۱۲ منہ [3] مطلب ایک ہی ہے یعنے مغرب اور عشا کی سنتیں اپنے گھر والوں میں پڑھتے ۱۲ منہ [4] یہ عمرو بن دینار کا خیال ہے ورنہ یہ حدیث صاف ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کا ہے نہ وہاں کوئی خوف تھا نہ بارش تھی اور پر گزر چکا کہ اہل حدیث کے نزدیک یہ جائز ہے اور امامیہ کی کتب میں ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے صد ہا روایتیں جمع کے باب میں آئی ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ روایتیں غلط ہوں امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ سنتوں کا ترک کرنا جائز ہے اور منت بھی یہی ہے کہ جمع کرے تو سنتیں

بَابُ ۷۴۵ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي السَّفَرِ

۱۱۰۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالُهُ۔

باب سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیی بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے توبہ بن کیسان سے انہوں مورق بن مشمرج سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا کیا تم چاشت کی نماز پڑھتے ہو انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا عمرؓ نے پڑھی ہے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا ابوبکرؓ نے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا[1]

۱۱۰۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے کسی صحابی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا سوا ام ہانیؓ کے انہوں نے کہا کہ جس دن مکہ فتح ہوا آپ وہاں مسافر تھے) اُن کے گھر میں گئے اور غسل کیا اور آٹھ رکعتیں (چاشت کی) پڑھیں تو میں نے ایسی ہلکی پھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی یہ تو تھا کہ آپ رکوع اور سجدہ پورا ادا کرتے۔

بَابُ ۷۴۶ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحٰى وَرَآهُ وَاسِعًا۔

باب چاشت کی نماز نہ پڑھنا اور اس کو ضروری نہ جاننا۔

۱۱۰۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت

[1] عبداللہ بن عمرؓ نے خود تو آنحضرت صلعم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا نہیں لیکن دوسرے کسی سے سنا ان کو یقین نہ آیا اس لیے کہا کہ میں نہیں سمجھتا ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو بدعت کہا اب امام بخاری نے اس حدیث کو جو اس باب لائے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ یہ باب اس لیے موضوع ہوا ہے کہ سفر کی حالت میں آپ نے چاشت کی نماز پڑھی جیسے ام ہانی کی حدیث سے نکلتا ہے بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن احادیث میں چاشت کی نماز نہ پڑھنا مذکور ہے وہ حالت سفر پر محمول ہیں اور جن میں مذکور ہے وہ حالت حضر میں بعضوں نے کہا ترجمہ باب کا مطلب یہ ہے کہ سفر میں چاشت کی نماز پڑھی جائے یا نہیں تو ابن عمرؓ کی حدیث سے نفی ثابت کی اور ام ہانی کی حدیث سے اس کا اثبات کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ

سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى وَاِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا۔

بَابٌ ۴۷۔ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ

قَالَهُ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ. قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّصَلٰوةِ الضُّحٰى وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ

۱۱۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى بَيْتِهٖ وَنَضَحَ لَهٗ طَرَفَ حَصِيْرٍ بِمَآءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَ مَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰى غَيْرَ ذٰلِكَ

بَابٌ ۴۸۔ اَلرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ.

نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر میں پڑھتی ہوں[1]

باب چاشت کی نماز اپنے شہر میں پڑھے

یہ عتبان بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عباس بن فروخ جریری نے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے جانی دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کی میں مرتے تک ان کو نہیں چھوڑنے کا ایک تو ہر مہینے میں تین روزے رکھنا[3] دوسرے چاشت کی نماز پڑھنا[2] تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے انس بن سیرین سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا وہ کہتے تھے ایک انصاری مرد جو موٹا آدمی تھا (عتبان بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا پھر اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر پر بلایا اور بوریے کے ایک ٹکڑے کو پانی سے دھو کر صاف کیا آپ نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں اور عبدالحمید بن منذر بن جارود نے انسؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے تو آپ کو اس دن کے سوا پڑھتے نہیں دیکھا۔

باب ظہر سے پہلے دو رکعتیں سنت کی پڑھنا

---

[1] اس لفظ سے کہ میں نے آنحضرت صلعم کو پڑھتے نہیں دیکھا باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اس کا پڑھنا ضرور ہوتا تو وہ آنحضرت صلعم کو ہر روز پڑھتے دیکھتیں قسطلانی نے کہا حضرت عائشہؓ کے نہ دیکھنے سے چاشت کی نماز کی نفی نہیں ہوتی ایک جماعت صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ اور ابوذرؓ اور ابو اسامہؓ اور عقبہ بن عبد اور ابن ابی اوفیٰؓ اور ابوسعیدؓ اور زید بن ارقم اور ابن عباسؓ اور جابرؓ اور جبیر بن مطعمؓ اور حذیفہؓ اور ابن عمرؓ اور ابوموسیٰؓ اور عتبان اور عقبہ بن عامرؓ اور علیؓ اور معاذ بن انسؓ اور نواس اور ابوبکرہ اور ابو مرہ وغیرہ ۱۲ منہ

[2] عتبان بن مالک کی حدیث اوپر کئی بار اس کتاب میں گزر چکی ہے اور امام احمد نے اس کو اس لفظ سے نکالا کہ آنحضرت صلعم نے ان کے گھر میں چاشت کے نفل پڑھے سب لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی ۱۲ منہ

[3] یعنی ایام بیض کے روزے ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخوں میں ہر مہینے کے ۱۲ منہ (باقی برصفحہ آئندہ)

۱۱۱۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَّا يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں (سنت کی) یاد رکھیں دو ظہر سے پہلے دو اس کے بعد دو مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو عشا کے بعد اپنے گھر میں دو فجر کی نماز سے پہلے اور یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کوئی نہ جاتا مگر ام المومنین حفصہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مؤذن جب اذان دیتا اور صبح نمود ہو جاتی تو آپ دو رکعتیں پڑھتے۔

۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن منتشر سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن منتشر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کو[۱] اور فجر سے پہلے دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑتے تھے یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی عدی اور عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

بَابٌ ۷۴۹ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

باب مغرب سے پہلے سنت پڑھنا۔

۱۱۱۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ هُوَ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے انہوں نے حسین معلم سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے (سنت کی دو رکعتیں) پڑھو تیسری بار یوں فرمایا جو

بقیہ صفحہ سابقہ ؎ کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں یا بارہ رکعتیں ہمارے اصحاب میں سے امام ابن قیم نے چاشت کی نماز میں چھ مذہب نقل کیے ہیں ایک یہ ہے کہ مستحب ہے دوسرے یہ کہ کسی سبب سے پڑھنا چاہیے تیسرے مستحب نہیں چوتھے کبھی پڑھنا کبھی نہ پڑھنا پانچویں ہمیشہ پڑھنا لیکن گھر میں چھٹے یہ کہ بدعت ہے حاکم نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحٰے یعنی چاشت کی نماز میں ان سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جن میں ضحٰی کا لفظ ہے والضحٰے والشمس وضحٰہا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط میں روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت کا ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحٰی کہتے ہیں قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو ضحٰی کی نماز پڑھتے تھے یہ ان کا دروازہ ہے اللہ کی رحمت سے اس میں داخل ہوں اس نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہٰذا ؎۱ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں کیونکہ باب میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھنے کا ذکر ہے اور شاید ترجمہ باب کا یہ مطلب ہو کہ ظہر سے پہلے دو ہی رکعتیں پڑھنا کچھ ضرور نہیں چار بھی پڑھ سکتا ہے ۱۲ منہ

لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

١١١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ أَلَا أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ

بَابُ ۵۰۔ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً

ذَكَرَهُ أَنَسٌ وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١١١٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ

کوئی چاہے آپ نے برا جانا لوگ اس کو لازمی نہ سمجھ لیں[1]

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے کہا میں نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے کہا میں عقبہ بن عامر جہنی صحابی کے پاس آیا میں نے کہا تم کو ابو تمیم عبداللہ بن مالک پر تعجب نہیں آتا[2] وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں عقبہ نے کہا ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان کو پڑھتے تھے میں نے کہا پھر اب کیوں نہیں پڑھتے انہوں نے کہا دنیا کے کاروبار مانع ہیں

باب نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا[3]

یہ انسؓ اور عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم کو میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع انصاری نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاد تھے اور آپ کا اس کے منہ پر کلی کر دینا بھی یاد تھا جو آپ نے ایک کنوئیں کا پانی لے کر کی تھی یہ کنواں اُن کے گھر میں تھا محمودؓ نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاریؓ سے سُنا وہ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے کہتے تھے میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا میرے اور ان کے بیچ میں ایک نالہ تھا جب مینہ برستے تو اس نالے سے پار ہونا اور ان کی مسجد کی طرف مجھ کو جانا مشکل ہو جاتا آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا میں اپنی بینائی میں فتور

[1] یعنی سنت موکدہ نہ سمجھ لیں اکثر شافعیہ نے اس کو سنن راتبہ میں نہیں بیان کیا ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن مالک جیشانی یہ تابعی مخضرم تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا پر آپ سے نہیں ملا یہ مصر میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آیا پھر وہیں رہ گیا ایک جماعت نے اس کو صحابہ میں سے گنا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مغرب کا وقت لمبا ہے اور جس نے اس کو تھوڑا اقرار دیا کا قول بے دلیل ہے مگر یہ رکعتیں جماعت کھڑے ہونے سے پہلے پڑھ لینا ہے مستحب ہے اثرمؒ نے امام احمد سے نقل کیا کہ میں نے یہ رکعتیں صرف ایک بار پڑھی ہیں ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس باب کے مطلب پر انسؓ کی حدیث سے دلیل لی جو اوپر گزر چکی ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث بھی باب قیام اللیل میں گزر چکی قسطلانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے مراد کسوف کی حدیث ہے جس میں آپ نے جماعت سے نماز پڑھی ان احادیث سے نفل نمازوں میں جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے اور بعضوں نے تداعی یعنی بلانے کے ساتھ ان میں امامت مکروہ رکھی ہے اگر خود بخود کچھ آدمی جمع ہو جائیں تو امامت مکروہ نہیں ہے ۱۲ منہ

بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ
إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ
أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ
فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو
بَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ
فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ
فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ
فِيهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ
وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا
حِينَ سَلَّمَ وَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ
أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ
فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاكَ
أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وُدَّهُ ـــ

پاتا ہوں اور جب مینہ برستے ہیں تو یہ نالہ جو میری اور میری قوم کے بیچ
میں ہے بہنے لگتا ہے اس سے پار ہونا مجھ کو مشکل ہو جاتا ہے میں چاہتا
ہوں آپ تشریف لائیے اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجئے میں
اس کو نماز کی جگہ مقرر کر لوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور
آؤنگا (انشاء اللہ) پھر صبح کو آپ ابو بکرؓ سمیت میرے پاس اس وقت
آئے جب دن چڑھ گیا تھا آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے
اجازت دی آپ بیٹھے بھی نہیں اور فرمانے لگے تو اپنے گھر میں کس جگہ
چاہتا ہے میں کہاں نماز پڑھوں میں نے ایک جگہ بتلا دی جو مجھ کو پسند
تھی کہ آپ وہاں نماز پڑھیں آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور ہم
لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر
سلام پھیر دیا ہم نے بھی آپ کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا میں
نے آپ کو حلیم (لحیم) کھلانے کے لیے روک لیا جو تیار ہو رہا تھا محلہ والوں
نے جو سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو کئی آدمی ان میں
سے آگئے اور گھر میں بہت سے آدمی اکٹھے ہو گئے ان میں سے ایک بولا
مالک بن دخشن کہاں ہے وہ دکھائی نہیں دیتا دوسرا بولا اجی وہ منافق
ہے اس کو اللہ اور رسول سے الفت کہاں ہے آپ نے فرمایا ارے ایں یہ
کیا بات ہے ایسی بات مت کہہ کیا اس کو لا الہ الا اللہ کہتے تو نے نہیں دیکھا آخر
وہ[1] اللہ ہی کے لیے یہ کہتا ہے تب وہ کہنے لگا اللہ اور اس کا رسول اصل
حال خوب جانتا ہے ہم تو ظاہر میں (خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس کی دوستی اور

[1] مجھے اس وقت وہ حکایت یاد آئی کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں خفگی ہوئی تھی ہوا یہ تھا کہ ان کے پیر شیخ ابو مدین مغربی کو ایک شخص برا کہا کرتا تھا شیخ ابن عربی اس سے دشمنی رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں ان پر اپنی خفگی ظاہر کی انہوں نے وجہ پوچھی ارشاد ہوا کہ فلاں شخص سے کیوں دشمنی رکھتا ہے شیخ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پیر کو برا کہتا ہے آپ نے فرمایا تو نے اپنے پیر کو برا کہنے کی وجہ سے تو اس سے دشمنی رکھی اور اللہ اور اس کے رسول سے جو وہ محبت رکھتا ہے اس کا خیال کر کے تو نے اس سے محبت کیوں نہ رکھی شیخ نے توبہ کی اور شیخ کو معذرت کے لیے اس کے پاس گئے مومنین کو لازم ہے کہ اہل حدیث سے محبت رکھیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور گو مجتہدوں کی رائے اور قیاس کو نہیں مانتے مگر وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے پیغمبر صاحب کے خلاف وہ کسی کی رائے اور قیاس کو کیوں مانیں ۱۲ منہ

وَلَاحَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتّٰى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمٰى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ

بات چیت منافقوں ہی سے رہتی ہے آپ نے فرمایا جو کوئی خالص اللہ کی رضامندی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہے اس کو تو اللہ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے محمود بن ربیع نے کہا میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں ابی ایوب انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابی بھی تھے اس لڑائی میں جس میں انہوں نے انتقال فرمایا ملک روم میں اور یزید بن معاویہ کا بیٹا ان کا سردار تھا[1] ابو ایوب نے اس کا انکار کیا (کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے) اور کہنے لگے خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وہ فرمایا ہو گا جو تو نے بیان کیا مجھ کو ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری میں نے اللہ کی منت مانی اگر وہ مجھ کو اس جہاد سے سلامتی کے ساتھ گھر لوٹے گا اور عتبان بن مالک کو ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پاؤں گا۔ تو (دوبارہ) ان سے یہ حدیث پوچھوں گا آخر میں جہاد سے لوٹا اور میں نے حج یا عمرے کا احرام باندھا پھر (فارغ ہو کر) چلا اور مدینہ میں آیا بنی سالم کے محلہ میں گیا دیکھا تو عتبان بوڑھے نابینا ہو گئے ہیں اور اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں میں نے ان کو سلام کیا اور بیان کیا میں فلاں شخص ہوں پھر میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے اسی طرح بیان کی جس طرح پہلی بار مجھ سے بیان کی تھی[2]

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ ۔

باب گھر میں نفل نماز پڑھنا۔

۱۱۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبدالاعلیٰ ابن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سختیانی اور عبداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] یہ ۵۰ھ ہجری یا اس کے بعد کا واقعہ ہے جب معاویہ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا مسلمانوں کی فوج کا سردار یزید بن معاویہ تھا اس فوج میں ابو ایوب انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی موجود تھے انہوں نے مرتے وقت وصیت کی مجھ کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں گاڑ دینا اور میری قبر کا نشان بھی نہ رکھنا چنانچہ قسطنطنیہ کے حصار کے دیوار تلے دفن ہوئے اب تک قسطنطنیہ میں ایک جامع مسجد ان کے نام کی موجود ہے اس کو جامع ابو ایوب کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی کیونکہ جماعت سے نفل نماز پڑھنا ثابت ہوا ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَوٰتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ۔

فرمایا کچھ نماز اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ[1] وہیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالوہاب ثقفی نے بھی ایوب سے روایت کیا ہے[2]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۷۵۲ فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

باب مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ أَرْبَعًا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً ح وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے قزعہ بن یحییٰ سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری ؓ سے چار باتیں سنیں انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں اور ابوسعید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے[3] دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ ؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی) سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام دوسرے مدینہ کی مسجد نبوی تیسری مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس[4]

---

[1] نماز سے مراد یہاں نفل ہی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ہو مگر فرض نماز یعنی فرض کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے قبر میں مردہ نماز نہیں پڑھتا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے وہ بھی قبر ہوا ۱۲ منہ [2] عبدالوہاب کی روایت کو امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ [3] ان چار باتوں کا بیان آگے آئے گا اسی کتاب میں ان باتوں میں ایک بات وہ بھی ہے جو ابوہریرہ ؓ کی روایت سے اس باب میں بیان ہوئی یعنے لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد اخیر تک ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ مسجدیں سب فضیلت میں برابر ہیں پھر ان میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا بے فائدہ تعب اٹھانا اور روپیہ برباد کرنا ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے ورنہ طلب علم یا جہاد وغیرہ کے لیے بھی سفر کرنا منع ہوگا اکثر اہل حدیث اور اہل علم کا یہی قول ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ کا یہ قول ہے کہ اور کسی مقام کا سفر کرنا بقصد تحصیل ثواب ممنوع ہے اور جہاد اور طلب علم کا سفر دوسری آیات اور احادیث سے جائز کیا گیا ہے اور انہوں نے اس بنا پر یہ حکم دیا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرے تو یہ ناجائز ہے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اور جب وہاں پہنچ جائے تو اب زیارت قبر شریف کی مستحب ہے اور ان میں اور سبکی میں اس باب میں بڑے جھگڑے ہوئے اور طرفین سے رسالے اور کتابیں لکھی گئی ہیں اور امام ابن تیمیہ پر اس مسئلہ کی وجہ سے بہت طعن کیے گئے حافظ نے کہا یہ مسئلہ ابن تیمیہ کے بد ترہ مسائل میں سے ہے میں کہتا ہوں ابن تیمیہ اکیلے کا یہ قول نہیں بلکہ ایک جماعت علماء جیسے ابومحمد جوینی قاضی حسین قاضی عیاض بھی ابن تیمیہ سے متفق ہیں اور بصرہ غفاری کی حدیث انہوں نے ابوہریرہ ؓ پر کوہ طور جانے پر اعتراض کیا تھا موطا میں موجود ہے اس سے ابن تیمیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے باقی بر صفحہ آئندہ

۱۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے زید بن رباح اور عبید اللہ بن ابی عبداللہ اغر سے انہوں نے ابو عبداللہ سلمان اغر سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری اور مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

بَابُ ۷۵۳ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

باب مسجد قبا کا بیان

۱۱۱۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الضُّحٰى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ يَوْمَ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ لَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ يُّصَلِّيَ فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمعیل بن علیہ نے کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھتے تھے مگر دو دن ایک تو جس دن مکہ میں آتے[1] چاشت کے وقت آتے پھر طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے دوسرے جس دن مسجد قبا میں آتے ہر ہفتہ وہاں جاتے جب مسجد میں جاتے تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکلنا برا جانتے[2] نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں پیدل اور سوار دونوں طرح جاتے نافع نے یہ بھی کہا عبداللہ بن عمر کہتے تھے میں تو ویسا ہی کیا کرتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ) کو کرتے دیکھا اور میں کسی کو کسی وقت نماز پڑھنے سے نہیں روکتا رات دن

بقیہ صفحہ سابقہ) پھر جب صحابہ بھی اس مسئلہ میں مختلف ہوں تو ابن تیمیہ پر طعن کرنا کیوں کر درست ہوگا غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ ان سے اجتہاد میں غلطی ہوئی تب بھی ان کے لیے ایک اجر ہے اللہ ان پر رحم کرے انہوں اپنی ساری عمر حدیث اور قرآن کی خدمت میں صرف کی اور مخالفین اسلام کا رد کرتے رہے کیا ان کے یہ فضائل ایک مسئلہ اختلافی کی وجہ سے مفقود ہو جائیں گے نہیں ہرگز نہیں ۱۲ منہ ۵؎ قبا ایک مقام ہے مدینہ سے دو تین میل پر سب سے پہلے وہیں مسجد بنی ہے اور آنحضرتؐ نے وہیں نماز پڑھی ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا) [1] عبداللہ بن عمرؓ بے انتہا سنت کے پیرو تھے انہوں نے جب ام ہانیؓ کی حدیث سنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے فتح کے دن چاشت کی نماز پڑھی تو وہ بھی یہی کرنے لگے کہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو چاشت کی نماز پڑھتے اور وقتوں میں اس لیے نہ پڑھتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دنوں میں یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی صحابہ پر ختم تھی اور یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے نسائی کی روایت میں ہے جو مسجد قبا میں آئے وہاں نماز پڑھے اس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا مسجد قبا میں دو رکعتیں پڑھنا باقی بر صفحہ آئندہ

مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا۔

میں جس وقت چاہے پڑھے صرف اتنی بات ہے کہ قصد کرکے سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت نہ پڑھے۔

بَابٌ ۷۵۴ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ

باب ہر ہفتے مسجد قبا میں آنا

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں ہر ہفتے کے دن پیدل اور سوار ہو کر آتے اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے۔

بَابٌ ۷۵۵ إِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

باب مسجد قبا میں پیدل اور سوار ہو کر آنا

۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں سوار اور پیدل دونوں طرح تشریف لاتے عبداللہ بن نمیر نے اتنا اور بڑھایا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انہوں نے نافع سے کہ وہاں دو رکعتیں پڑھتے [1]

بَابٌ ۷۵۶ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ

باب مسجد نبوی میں قبر اور منبر کے بیچ میں جو جگہ ہے اس کی فضیلت۔

۱۱۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید مازنی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر (یعنی حجرہ جہاں اب آپ کی قبر ہے) اور منبر کے بیچ میں بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے [2]

۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بیت المقدس میں دو بار جانے سے زیادہ مجھ کو افضل معلوم ہوتا ہے اگر لوگ مسجد قبا کی فضیلت جان لیں تو اونٹوں کے جگر مار کر وہاں آئیں ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو امام مسلم اور ابو یعلیٰ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنے حقیقتہً اس قدر قطعہ زمین بہشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یا جو وہاں عبادت کرے گا اس کو آخرت میں بہشت ملے گی علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اگر میں بہشت میں نہ جاؤں تو اس کی زوجہ پر طلاق ہے اور وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اس مقدس اور بابرکت جاے میں

عُبَیْدُ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ۔

عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا[1]

بَابُ ۷۵۷ مَسْجِدِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ

باب بیت المقدس کی مسجد کا بیان

۱۱۲۳ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَۃَ مَوْلٰی زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ یُحَدِّثُ بِاَرْبَعٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِیْ وَاٰنَقْنَنِیْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَۃُ یَوْمَیْنِ اِلَّا وَمَعَھَا زَوْجُھَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ۔

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے کہا میں نے قزعہ سے سنا جو زیاد کے غلام تھے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدریؓ سے چار حدیثیں سنیں جن کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے مجھے بہت پسند آئیں اور اچھی لگیں ایک تو یہ کہ عورت دو دن کا سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم رشتہ دار نہ ہو دوسرے یہ کہ دو دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے عید الفطر عید الضحٰے کے دن تیسرے یہ کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہ پڑھیں اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک چوتھے یہ کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام دوسری مسجد اقصٰی (یعنی بیت المقدس تیسری میری مسجد[2]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۷۵۸ اِسْتِعَانَۃِ الْیَدِ فِی الصَّلٰوۃِ اِذَا کَانَ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوۃِ وَقَالَ ابْنُ

باب نماز میں ہاتھ سے نماز کا کوئی کام کرنا[3] اور عبد اللہ

[1] قیامت کے دن حوض کوثر پر ایک منبر رکھیں گے اس پر آپ اجلاس فرمائیں گے اور اپنی امت کے پیاسوں کو بلا کر سیراب کریں گے ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات ۔ رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی ۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ منبر جو دنیا میں ہے اس جائے پر ہے جہاں قیامت کے دن حوض کوثر پر لگایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پھر اس کو موجود کر دے گا اور یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں جیسے مردوں کو جلائے گا۔ ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے مسجد اقصٰے کی فضیلت نکلی ابن ماجہ نے مرفوعاً نکالا کہ مسجد اقصٰے میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور طبرانی نے نکالا کہ جب حضرت سلیمانؑ نے اس کو بنایا تو دعا کی یا اللہ جو کوئی یہاں نماز کے ارادے سے آئے تو اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا ۱۲ منہ

[3] مثلاً نماز کے سامنے سے کوئی گزر رہا ہو تو اس کو ہٹا دینا یا سجدے کے مقام پر کوئی ایسی چیز آن پڑے جس پر سجدہ نہ ہو سکے تو اس کو سرکا دینا آگے جا کر امام بخاری نے حضرت علیؓ کا جو اثر نقل کیا اس سے یہ نکالا کہ بدن کھجانا یا کپڑا درست کرنا گو نماز کا کام نہیں مگر یہ مستثنٰے ہے یعنی نماز میں جائز ہے مترجم کہتا ہے نماز کے کاموں میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (باقی صفحہ آئندہ)

عَبَّاسٍ يَسْتَعِينُ الرَّجُلُ فِي صَلٰوتِهٖ مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَاءَ وَوَضَعَ اَبُوْاِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهٗ عَلٰى رُصْغِهِ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ يَّحُكَّ جِلْدًا اَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا۔

۱۱۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى بِيَدِهٖ يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ...

بن عباس ؓ نے کہا آدمی نماز میں اپنے بدن سے جو چاہے وہ کام لے[1] اور ابواسحاق سبیعی تابعی نے اپنی ٹوپی نماز میں اتاری اور نماز میں پہنی بھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہتھیلی اپنے بائیں پہنچے پر رکھی مگر بدن کھجاتے وقت یا کپڑا اسنوارتے وقت[2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے وہ ایک رات کو اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے وہ کہتے تھے میں بچھونے کی عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی دونوں اس کے لمباؤں میں لیٹے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا جیسا آدھی رات گزر گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد تو آپ جاگے اور بیٹھ کر نیند کا خمار منہ پر سے اپنے ہاتھوں سے پونچھنے لگے پھر سورہ آل عمران کی آخیر کی دس آیتیں پڑھیں[3] پھر ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی اس میں سے پانی لے کر اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے عبداللہ بن عباس نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور میں جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کے اس کو اپنے ہاتھ سے مروڑنے لگے[4] پھر آپ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا تو کھڑے ہو کر دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھیں پھر باہر نکلے

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہاتھ سے یکبارگی لے کر اس میں تھوک لینا یا گالوں سر کا لینا اس سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا) [1] بشرطیکہ وہ تھوڑا کام ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس کو پیچھے سے گھما کر داہنی طرف کر لیا تھا ۱۲ منہ [2] اس کو سفینہ جرائدیہ میں وصل کیا سلفی کے طریق سے اور ابن ابی شیبہ نے بھی نکالا اس میں یوں ہے الا ان یصلح ثوبہ او یحک جسدہ اور جن لوگوں نے گمان کیا کہ یہ ترجمہ باب کا ایک ٹکڑا ہے انہوں نے غلطی کی یہ حضرت علیؓ کے اثر میں داخل ہے ۱۲ منہ [3] ان فی خلق السموات سے لے کر اخیر تک ۱۲ منہ [4] اس سے آپ کی یہ غرض تھی کہ ابن عباسؓ سمجھ جائیں کہ ان کو داہنی طرف کھڑا ہونا چاہیے تھا یہیں سے امام بخاری نے ترجمہ باب نکالا کیونکہ جب نمازی کو دوسرے کی نماز درست کرنے کے لیے ہاتھ سے کام لینا درست ہوا تو اپنی نماز درست کرنے کے لیے تو بطریق اولیٰ ہوگا (باقی برصفحہ آئندہ)

خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

بَابُ ۷۵۹ مَا يُنْهٰى مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ

۱۱۲۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔

۱۱۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

۱۱۲۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى هُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ اِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَهٗ بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔

بَابُ ۷۶۰ مَا يَجُوْزُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلٰوةِ لِلرِّجَالِ

اور صبح کی نماز پڑھائی۔

باب نماز میں بات کرنا منع ہے[1]

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا نماز ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے آپ جواب بھی دیا کرتے جب ہم (حبش کے ملک سے) نجاشی (حبش کے بادشاہ) کے پاس سے لوٹ کر (مدینہ میں آئے) تو آپ کو سلام کیا (آپ نماز میں تھے) جواب نہیں دیا اور نماز کے بعد فرمایا نماز میں آدمی کو فرصت کہاں[2]

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن منصور سلولی نے کہا ہم سے ہریم بن سفیان نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے پھر ایسی ہی روایت بیان کی۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے حارث بن شبیل سے انہوں نے ابوعمرو سعد بن ابی ایاس شیبانی سے انہوں نے کہا مجھ سے زید بن ارقم صحابیؓ نے کہا ہم (شروع شروع) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز میں باتیں کیا کرتے ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے کسی کام کے لیے کہتا یہاں تک کہ یہ آیت (سورہ بقرہ کی) اتری نمازوں کا خیال رکھو اور بیچ والی نماز کا اور اللہ کے سامنے ادب سے چپکے کھڑے ہو تو ہم کو (نماز میں) چپ رہنے کا حکم ہوا[3]

باب نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا مردوں کا[4]

(بقیہ صفحہ سابقہ) اولی ہاتھ سے کام لینا جائز ہوگا ۱۲ منہ [5] یعنی ایک رکعت پڑھ کر ساری نماز کو طاق کر لیا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ تہجد کی تیرہ رکعتیں بھی پڑھتے ۱۲ منہ

(حواشی صفحہ ہذا) [1] نماز میں عمداً بات کرنا بالاتفاق مفسد صلوٰۃ ہے مگر بھول کر جو کوئی بات کرے یا بے اختیار اس کی زبان سے کوئی تھوڑی سی بات نکل جائے تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی امام احمد اور شافعی اور مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اس سے بھی فاسد ہو جائے گی اور ذوالیدین کی حدیث ان پر حجت ہے جو اوپر گذر چکی ۱۲ منہ

[2] نماز میں تو آدمی حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے ادھر ادھر دل لگائے رہنا ہے لوگوں کے سلام اور کلام کا موقع نہیں ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ نماز میں بات کرنا مدینہ میں منع ہوا کیونکہ یہ آیت مدینہ میں اتری [4] یعنے کسی آفت کے وقت مثلاً امام بھول جائے یا کوئی اندھا یا بچہ کنوئیں میں گر رہا ہو یا کوئی سانپ یا اژدہا نکلے ۱۲ منہ

۱۱۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْلِحُ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَاءَ بِلَالٌ اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ حُبِسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتُمْ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوۃَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ فَصَلّٰی فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ یَشُقُّھَا شَقًّا حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَاَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِیْحِ فَقَالَ سَھْلٌ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِیْحُ ھُوَ التَّصْفِیْقُ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَلْتَفِتُ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا اَکْثَرُوا الْتَفَتَ فَاِذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّفِّ فَاَشَارَ اِلَیْہِ مَکَانَکَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَکْرٍ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَھْقَرٰی وَرَاءَہٗ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے باپ ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں ملاپ کرانے تشریف لے گئے تھے اور نماز کا وقت آن پہنچا بلال رضؓ نے ابو بکر صدیق رضؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھنس گئے اب تم امامت کرتے ہو انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہو خیر بلال رضؓ نے تکبیر کہی اور ابو بکرؓ آگے بڑھے نماز شروع کر دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صفوں کو چیرتے ہوئے آپ چلے آرہے تھے یہاں تک پہلی صف میں آن کر کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تصفیح شروع کی سہل نے کہا جانتے ہو تصفیح کسے کہتے ہیں یعنی تالی بجانا اور ابو بکر کی عادت تھی وہ نماز میں کسی اور طرف دھیان ہی نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انہوں نے نگاہ پھیری دیکھتے کیا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں آپ نے ان کو اشارہ کیا (بڑھاؤ) اپنی جگہ رہو لیکن ابو بکر رضؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے آپ نے نماز پڑھائی[1]

بَابٌ ۷۱۔ مَنْ سَمّٰی قَوْمًا اَوْ سَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی غَیْرِ مُوَاجَھَۃٍ وَّھُوَ لَا یَعْلَمُ۔

باب نماز میں نام لے کر دعا یا بددعا کرنا یا کسی کو سلام کرنا بغیر اس کے مخاطب کیے۔ اور نمازی کو معلوم نہ ہو[2]

۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّیُّ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عبدالصمد عمی عبدالعزیز بن عبدالصمد نے۔ کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے

[1] اس روایت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہی نہیں اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گزر چکا ہے اس میں صاف یوں ہے کہ تالیاں تم نے بہت بجائیں نماز میں کوئی واقعہ ہو تو سبحان اللہ کہا کرو اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اب رہا الحمد للہ کہنا تو وہ ابو بکرؓ کے فعل سے نکلتا کہ انہوں نے نماز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا بعضوں نے کہا امام بخاری نے تسبیح کو تحمید پر قیاس کیا تو یہ روایت بھی ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی ۱۲ منہ [2] کہ اس سے نماز میں خلل آتا ہے غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی السلام علیک ایہا النبی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا ہے لیکن نمازی آپ کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے سلام کی خبر ہوتی ہے جب تک فرشتے آپ کو خبر نہیں دیتے تو اس سے باقی بر صفحہ آئندہ

قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

انہوں نے کہا ہم (پہلے) نماز میں یوں کہا کرتے تھے فلانے کو سلام اور نام لیتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا یوں کہا کرو التحیات سرا خیر تک یعنی ساری بندگیاں اور کورنشیں اور اچھی باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اے پیغمبر تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں۔ جب تم نے یہ کہا تو اللہ کے ہر ایک بندے کو آسمان میں ہو یا زمین میں اپنا سلام پہنچا دیا۔

بَابٌ ۷۶۲ اَلتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ

باب تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔

۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کیلئے ہے[2]۔

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ

ہم سے یحییٰ بن جعفر بلخی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کے لیے سبحان اللہ کہنا ہے اور عورتوں کے لیے تالی بجانا[3]

بَابٌ ۷۶۳ مَنْ رَّجَعَ الْقَهْقَرٰى فِيْ صَلٰوتِهٖ

باب جو شخص نماز میں الٹے پاؤں پیچھے سرک جائے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نماز فاسد نہیں ہوتی اگر کوئی قبر شریف کے پاس آپ کو مخاطب کرکے نماز میں سلام کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ آپ اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور جو کوئی وہاں سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا)

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس وقت تک عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ نماز میں اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعادے کا حکم نہ دیا ۱۲ منہ

[2] یعنی جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے جمہور علماء کا یہ قول ہے امام مالکؒ کہتے ہیں کہ عورتیں اور مرد دونوں سبحان اللہ کہیں ۱۲ منہ

[3] قسطلانی نے کہا عورت اس طرح تالی بجائے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے اگر کھیل کے طور پر بائیں ہتھیلی پر مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی مرد کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو اور وہ تالی بجاوے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جنہوں نے ناوانستہ تالیاں بجائیں تھیں نماز کے اعادہ کا حکم نہیں دیا ۱۲ منہ

اَوْ تَقَدَّمَ بِاَمْرٍ يَّنْزِلُ بِهٖ ۔
رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۳۲ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَفَجَاَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاَوْهُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ اَتِمُّوْا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ

بَابٌ ۷۶ اِذَا دَعَتِ الْاُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلٰوةِ ۔

یا آگے بڑھ جائے کسی حادثے کی وجہ سے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

سہل بن سعد نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[1]

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا انس بن مالک صحابی رضؓ نے بیان کیا کہ ایک دن پیر کے روز مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابوبکرؓ ان کی امامت کر رہے تھے ایک ہی ایکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی نگاہ پڑ گئی آپ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ان کو اٹھایا اور ان کو دیکھا وہ (نماز میں) صفیں باندھے کھڑے تھے آپ مسکرا کر ہنسے ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے[2] اور سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوں گے اور مسلمانوں کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوشی کے مارے یہ حال ہوا کہ نماز ہی توڑ دیں[3] لیکن ہاتھ سے اشارہ فرمایا اپنی نماز پوری کرو پھر آپ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا اور اسی روز آپ کی وفات ہوئی رحمت اللہ کی آپ پر اور سلام۔

باب اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اس کو بلائے تو کیا کرے[4]؟

---

[1] سہل بن سعد کی حدیث موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ پہلے ابوبکرؓ پیچھے ہٹے پھر آپ کے اشارہ فرمانے کے بعد آگے بڑھ گئے ہوں گے تو باب کے دونوں مطلب نکل آئے ۱۲ منہ [3] صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے اپنے معشوق کا چہرہ دیکھ کر ان کو صبر کی طاقت نہ رہی ایسی خوشی ہوئی کہ نماز کا بھی خیال نہ رہا نماز توڑنے ہی کو تھے یہاں سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ نماز اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے اور اس کی محبت ہر مخلوق کی محبت سے زیادہ ہونا چاہیے تو صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نماز کیسے توڑنے کو تھے کیونکہ صحابہؓ آخر بشر تھے اور بشر پر اکثر ایسی حالت غالب ہو جاتی ہے کہ وہ سب کچھ بھول جاتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ خوشی کے مارے ایک شخص آخرت میں پروردگار سے یوں عرض کرنے لگے گا تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں حالاں کہ چاہیے تھا یوں کہنا تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت درحقیقت اللہ ہی کی محبت ہے سہ در نماز م خم آبروے تو یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد۔ افسوس صحابہ کے لیے دنیا میں یہ آپ کا آخری دیدار تھا یا اللہ ہم کو بھی اپنے پیغمبر کے دیدار سے اور آپ کی شفاعت سے مشرف فرما اور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھ تو ستار اور کریم ہے ہم کو اپنے پیغمبر کے سامنے شرمندہ نہ کر ۱۲ منہ [4] ماں کی اطاعت فرض ہے اور باپ سے ماں کا زیادہ حق ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ جواب اگر دیگا تو نماز فاسد ہو جائے گی بعضوں نے کہا جواب دے اور نماز فاسد نہ ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا جب تو نماز میں ہو اور تیری ماں تجھ کو بلائے تو جواب دے اور اگر باپ بلائے تو جواب نہ دے باقی بر صفحہ آئندہ

۱۱۳۲۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صَوْمَعَتِهٖ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّي وَصَلٰوتِي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّي وَصَلٰوتِي قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّي وَصَلٰوتِي قَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا يَمُوْتُ جُرَيْجٌ حَتّٰى يَنْظُرَ فِي وُجُوْهِ الْمَيَامِيْسِ وَكَانَتْ تَاْوِيْ اِلٰى صَوْمَعَتِهٖ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ هٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ قَالَ جُرَيْجٌ اَيْنَ هٰذِهِ الَّتِي تَزْعُمُ اَنَّ وَلَدَهَا لِي قَالَ يَا بَابُوْسُ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ رَاعِي الْغَنَمِ۔

اور لیث بن سعد نے کہا[1] مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے کہا ابوہریرہؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ بنی اسرائیل میں) ایک عورت تھی اس نے اپنے بیٹے کو آواز دی وہ اپنے عبادت خانے میں تھا کہنے لگی جریج جریج اس وقت نماز میں لگا دعا کرتے یا میرے اللہ اب میں کیا کروں نماز پڑھوں یا ماں کا جواب دوں[2] پھر ماں نے پکارا جریج جریج دعا کرنے لگا یا میرے اللہ میں کیا کروں ماں کو دیکھوں یا نماز کو پھر اس نے پکارا جریج جریج نے یہی دعا کی یا میرے اللہ نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں آخر اس کی ماں نے (تنگ ہو کر) بد دعا کی یا اللہ جریج اس وقت تک نہ مرے جب تک کنچیوں کا منہ نہ دیکھے اس کے عبادت خانے کے پاس ایک گڈرنی (دھنگرنی) رہتی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی وہ جنی تو لوگوں نے پوچھا یہ لڑکا کہاں سے لائی ہو وہ کہنے لگی جریج کا لڑکا ہے اور کس کا وہ اپنے عبادت خانے سے اتر کر میرے پاس رہا تھا جریج کو (جب یہ حال معلوم ہوا تو کہنے لگا) وہ عورت کہاں ہے جو اپنا بچہ مجھ سے بیان کرتی ہے (خیر اس بچے کو سامنے لائی جریج نے اس سے پوچھا بابوس[3] بتا تیرا باپ کون ہے وہ بول اٹھا میرا باپ گڈریا دھنگر ہے

بَابٌ ۷۶۵ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ۔

باب نماز میں کنکریاں ہٹانا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) امام بخاری جریج عابد کی حدیث اس باب میں لائے کہ ماں کا جواب نہ دینے سے وہ بلا میں مبتلا ہوگئے بعضوں نے کہا جریج کی شریعت میں نماز میں بات کرنا مباح تھا تو ان لوگوں کو جواب دینا لازم تھا انہوں نے نہ دیا اس لیے ماں کی بد دعا لگ گئی ۱۲ منہ

[1] اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا اپنی صحیح میں عاصم بن علی سے انہوں نے لیث بن سعد سے ۱۲ منہ

[2] ایک روایت میں ہے کہ اگر جریج کو علم ہوتا تو جان لیتا کہ ماں کا جواب دینا اپنے رب کی عبادت سے بہتر ہے لیکن اس کے اسناد میں ایک راوی مجہول ہے ۱۲ منہ

[3] بابوس ہر شیر خوار بچے کو کہتے ہیں یا اس بچے کا نام ہو گا سبحان اللہ نے اپنی قدرت سے اس بچے کو بولنے کی طاقت دی .... اس نے اپنا باپ بتلا دیا جریج پر سے تہمت اٹھ گئی ادھر ماں کی بد دعا بھی اس پر اثر کر گئی کہ پہلے پہل نام کی بدنامی اور سب لوگوں میں رسوائی ہوئی ماں کو خوش رکھنا اور مرتے تک اس کو راضی رکھنا بڑی سعادت اور اقبال مندی کی دلیل ہے تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ جن لڑکوں کے والدین ان سے خوش ہوتے ہیں ان کو دنیا میں بے انتہا خوشی اور فراغت رہتی ہے اور والدین کو ناراض رکھنے والے کبھی چین نہیں پاتے ایک نہ ایک بلا میں

۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے کہا مجھ سے معیقیب بن ابی فاطمہ صحابیؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا جو سجدے کی جگہ پر مٹی برابر کیا کرتا تھا اگر ایسا کرنا ہے تو ایک ہی بار کر لے[۱]

بَابُ ۷۶۶ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ لِلسُّجُودِ

باب نماز میں سجدے کے لیے کپڑا بچھانا[۲]

۱۱۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے غالب قطان نے انہوں نے بکر بن عبداللہ مزنی سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگ سخت گرمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے ہم میں کوئی (سخت گرمی کی وجہ سے) اپنی پیشانی زمین سے نہ لگا سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرتا[۳]

بَابُ ۷۶۷ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

باب نماز میں کون کون سے کام درست ہیں!

۱۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابو النضر سالم بن ابی امیہ سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں (یعنی آپ کے منہ کی طرف) میں اپنے پاؤں لمبے کیے ہوتی آپ نماز پڑھتے ہوتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو مجھے ہاتھ لگاتے میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں لمبے کر لیتی[۴]

۱۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک نماز پڑھی اس کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے سامنے

۱؎ یہ صحیح بخاری میں معیقیب صحابی سے بس یہی ایک حدیث مروی ہے نووی نے کہا نماز میں کنکریاں وغیرہ ہٹانا بالاتفاق مکروہ ہے اور حافظ نے نووی پر اعتراض کیا امام مالک کے نزدیک یہ جائز ہے بعض اہل ظاہر نے یہ کہا کہ ایک بار سے زیادہ ہٹانا حرام ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنی نماز کے اندر ہی سجدہ کرتے وقت کوئی شخص اپنا کپڑا ڈال دے اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے ۱۲ منہ ۳؎ کیونکہ یہ عمل قلیل ہے ایسے عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ ۴؎ معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسی کو چھو دینا یا دبا دینا عمل قلیل ہے اور نماز میں جائز ہے اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوتا ہے جو عورت کو ہاتھ لگانا ناقض وضو جانتے ہیں ۱۲ منہ

عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوثِقَهُ إِلَى سَارِيَةٍ حَتَّى تُصْبِحُوا فَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا۔

آیا۔اس نے میری نماز توڑنے کے لیے زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا میں نے اس کا گلا گھونٹا یا اس کو دھکیل دیا اور میں نے یہ چاہا مسجد کے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں صبح کو تم اس کو دیکھو لیکن مجھ کو حضرت سلیمان کی یہ دعا یاد آئی پروردگار مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے آخر اللہ تعالیٰ نے ذلت کے ساتھ اس کو بھگا دیا[1]

بَابٌ إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَ قَتَادَةُ إِنْ أُخِذَ ثَوْبُهُ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ۔

باب اگر آدمی نماز میں ہو اور اس کا جانور چھوٹ بھاگے

اور قتادہ نے کہا اگر چور نمازی کے کپڑے لے بھاگے تو اس کے پیچھے دوڑے اور نماز چھوڑ دے[2]

۱۱۳۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُورِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهْرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ازرق بن قیس نے انہوں نے کہا ہم اہواز میں (جو کئی بستیاں ہیں بصرے اور ایران کے بیچ میں) خارجیوں سے لڑ رہے تھے ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص (ابو برزہ صحابیؓ) نماز پڑھنے لگا گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لیے ہوئے گھوڑا اس کو کھینچنے لگا اور وہ اس کے پیچھے جانے شعبہ نے کہا وہ شخص (ابو برزہ اسلمی صحابی) تھا یہ دیکھ کر ایک (مردود اس کا نام معلوم نہیں ہوا) کہنے لگا یا اللہ اس بوڑھے کا ناس کر جب وہ بوڑھا نماز سے فارغ ہوا

[1] یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا جب عمرؓ سے شیطان ایسا ڈرتا ہے تو آنحضرتؐ کے پاس کیوں کر آ جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عمرؓ سے کہیں افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ چور ڈاکو بدمعاش کوتوال سے زیادہ ڈرتے ہیں بادشاہ سے اتنا نہیں ڈرتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہ کو ہم پر رحم آجائے گا تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوتوال بادشاہ سے افضل ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کسی دشمن کو دھکیلنا یا اسکو دھکا دینا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی امام ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں اہل حدیث کا یہ مذہب صحیح قرار دیا کہ نماز میں کھنکارنا یا گھر میں کوئی نہ ہو تو دروازہ کھول دینا سانپ بچھو نکلے تو اس کا مار ڈالنا سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا کسی ضرورت سے آگے یا پیچھے سرک جانا یہ سب کام درست ہیں ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ [3] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا اس میں اتنا زیادہ ہے اگر کسی بچے کو دیکھے کہ کنوئیں میں گرنے کو ہے تو ادھر چلا جائے اس بچے کو بچائے قسطلانی نے کہا ایسی حالت میں نماز چھوڑ دینا واجب ہے ورنہ دگر بینم کہ نابینا و چاہ است + اسی طرح اگر کوئی آفت آن پڑے مثلاً شیر بھیڑیا اژدہا یا ندی چڑھ آئے تو نماز چھوڑ کر بھاگنا درست ہے اس طرح اگر ظلم سے قید ہو جانے کا ڈر ہو ۱۲ منہ [4] جس نے نماز کا خیال کیا نہ گھوڑے کے پیچھے (باقی بر صفحہ آئندہ)

انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ وَإِنِّي كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ۔

تو ان مردود خارجیوں سے کہنے لگا میں نے تمہاری بات سنی اور (تم ہو بے چارے) میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات آٹھ جہاد کیے ہیں اور میں دیکھ چکا ہوں جو آپ لوگوں پر آسانی کرتے تھے[1] اور مجھ کو یہ اچھا معلوم ہوا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں نہ کہ اس کو چھوڑ دوں وہ جہاں چاہے چل دے اور میں تکلیف اٹھاؤں۔

۱۱۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُورَةً أُخْرَى ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں کھڑے ہوئے) آپ نے ایک لمبی سورت پڑھی پھر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر دوسری سورت شروع کی پھر رکوع کیا تو اس رکعت کو ختم کیا اور سجدے میں گئے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم ان کا گہنانا دیکھو تو نماز پڑھتے رہو جب تک گہن موقوف ہو اور دیکھو میں نے اسی جگہ وہ سب چیزیں دیکھ لیں جن کا مجھ سے وعدہ ہے یہاں تک میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں بہشت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں جب تم نے دیکھا ہو گا میں (نماز میں) آگے بڑھنے لگا تھا۔ اور میں نے دوزخ دیکھی وہ اپنے کو آپ کھا رہی تھی جب تم نے دیکھا میں نماز میں پیچھے ہٹ گیا[1] اور میں نے عمرو بن لحی کو دوزخ میں دیکھا اسی نے (عرب میں) سانڈ کی

بقیہ صفحہ سابقہ ہو وطرایہ واقعہ ۶۵ھ ہجری کا ہے جب خارجیوں نے بصرے کا محاصرہ کر لیا تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے مہلب بن ابی صفرہ کو افسر بنا کر ان پر لڑنے کو مامور کیا تھا اسمٰعیل کی روایت میں یوں ہے کہ گھوڑا قبلے کی طرف بھاگا ابو برزہ نے آگے چل کر اس کو پکڑ لیا اور پھر پچھلے پاؤں لوٹ آئے دوسری روایت میں ہے خارجی مردود کہنے لگا اس گدھے کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لیے نماز چھوڑ دی عمرو بن مرزوق نے کہا اللہ تجھ کو ذلیل کرے گا تو آنحضرت ﷺ کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے اس قصے سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ابو برزہ نے اپنی نماز نہیں توڑی حالاں کہ آگے چلے اور پیچھے لوٹے اگر انہوں نے نماز توڑ دی ہوتی تو پچھلے پاؤں کیوں لوٹتے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا امام حسن بصری نے کہا نماز پڑھتے میں گھوڑا بھاگے تو نماز چھوڑ کر اس کو پکڑ لے اور اگر قبلہ کی طرف پیٹھ ہو گئی تو نماز دوبارہ پڑھے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [1] خوارج باقی بر صفحہ آئندہ

السَّوَائِبَ -

بَابُ ۷۶۹ - مَا يَجُوْزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلٰوةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَفَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُجُوْدِهٖ فِي كُسُوْفٍ

۱۱۴۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلٰى اَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ اَحَدِكُمْ فَاِذَا كَانَ فِي صَلٰوتِهٖ فَلَا يَبْزُقَنَّ اَوْ قَالَ لَا يَتَنَخَّعَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا بَزَقَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ

۱۱۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهٖ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

رسم نکالی[1]

باب نماز میں تھوکنا اور پھونکنا درست ہے اور عبداللہ بن عمرو رضؓ سے گہن کی حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں سجدے میں پھونک ماری[2]

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سینڈ دیکھا تو مسجد والوں پر غصے ہوئے اور فرمایا اللہ منہ کے سامنے ہے جب تم میں کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو نہ تھوکے رینٹ (بلغم) نہ نکالے پھر آپ اترے اور اپنے ہاتھ سے اس کو کھرچ ڈالا اور ابن عمر نے کہا جب کوئی تھوکنا چاہے تو بائیں طرف تھوکے[3]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز میں ہو تو وہ اپنے مالک سے چپکے چپکے عرض کرتا ہے اس کو چاہیے سامنے نہ تھوکے نہ داہنے طرف نہ البتہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے تلے تھوک لے[4]

(بقیہ صفحہ سابقہ) مردود نے دین اسلام کو جو سب دینوں سے آسان ہے مشکل بنا رکھا تھا ذری ذری سی بات میں کفر کا فتویٰ دینا ہر گناہ گار کو کافر کہنا اس کا شعار رکھا تھا ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار سر منڈا ہوا ایسی داڑھی مگر دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب آپ کے اس کلام سے نکلتا ہے کہ میں آگے بڑھنے لگا پھر فرمایا میں پیچھے ہٹ گیا ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) [1] جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں کسی جانور کو منت مان کر چھوڑ دیتے وہ کھاتا پھرتا پھرتا کوئی اس پر سواری نہ کرتا اس کو سائبہ کہتے ہندوستان کے مشرک اس کو سانڈ کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور صحیح کہا شافعیہ کہتے ہیں اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں تو نماز باطل ہو جائے گی اگر وہ جانتا ہو کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور عمداً ایسا کرے مگر اہل حدیث کے نزدیک کسی حال میں باطل نہ ہوگی ایک حرف پیدا ہو یا دو حرف پیدا ہوں ابوداؤد کی روایت میں صاف یہ مذکور ہے کہ آپ نے سجدے میں پھونک ماری اف اف کی آواز نکلی ۱۲ منہ [3] اگرچہ اس روایت میں یہ موقوفاً یعنی ابن عمرؓ کا قول مروی ہے مگر آگے جو روایت آتی ہے اس میں مرفوعاً مروی ہے تو حدیث باب کے مطابق ہو گئی اور نماز میں تھوکنے کا جواز معلوم ہوا ۱۲ منہ [4] قسطلانی نے کہا یہ جب ہے کہ مسجد میں نہ ہو اگر مسجد میں ہو تو کپڑے میں تھوک لے نماز میں رونے سے یا آہ آہ کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اسی طرح ہنسنے سے مگر ابن منذر نے کہا کہ ہنسنے سے بالاجماع نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حنفیہ نے کہا اگر خدا کے خوف سے روئے یا رونے کی آواز نکالے تو نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ

بَابٌ ۷۰ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ فِيهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب اگر کوئی مرد مسئلہ نہ جان کر نماز میں دستک دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس باب میں سہل بن سعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا[1]

بَابٌ ۷۱ إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمْ أَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ۔

باب اگر نمازی سے کوئی کہے آگے بڑھ جا یا ٹھیر جا اور وہ آگے بڑھ جائے۔ یا ٹھیر جائے تو کوئی قباحت نہیں[2]

۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوا أُزْرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرد لوگ اپنے تہ بند گردن سے باندھے ہوئے نماز پڑھتے کیونکہ تہ بند چھوٹے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا جاتا تم اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھانا کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں[3]

بَابٌ ۷۲ لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلٰوةِ

باب نماز میں سلام کا جواب (زبان سے) نہ دے۔

۱۱۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا۔

ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نماز میں سلام کیا کرتا تو آپ جواب دیتے جب ہم (حبش سے) لوٹ کر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں تو آدمی (خدا کی طرف) مشغول رہتا ہے۔

۱۱۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا

[1] سہل کی حدیث اوپر بھی گذر چکی ہے اور آگے بھی آوے گی ۱۲ منہ [2] یعنی نمازی اس شخص کے کہنے پر عمل کرے جو نماز میں نہیں ہے تو اس کی نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا اس سے معلوم ہوا کہ امام اگر کسی شخص کے لیے رکوع میں زیادہ توقف کرے تاکہ وہ رکعت پالے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر تشہد میں توقف کرے تاکہ لوگ جماعت پالیں ۱۲ منہ [3] تاکہ اس کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ جائے اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ عورتوں سے یہ اس وقت کہا جاتا جب وہ نماز میں ہوتیں تو باب کا مطلب حدیث سے نکلنا دشوار ہے اور اس کی توجیہ یوں کی کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ لفظ میں دو احتمال ہوتے ہیں جب بھی وہ اس سے دلیل لیتے ہیں اور یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ عورتوں سے یہ نماز کی حالت میں کہا گیا ہو اور جب عورتوں سے یہ کہا گیا کہ تم اپنے سر اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک مرد سیدھے نہ بیٹھ جائیں تو مردوں کا عورتوں سے آگے بڑھنا بھی اس سے نکل آیا ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللَّهُ بِهِ أَعْلَمُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَأْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولَى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

ہم سے کثیر بن شنظیر نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ بنی مصطلق میں) مجھ کو ایک کام کے لئے بھیجا میں گیا اور کام پورا کر کے لوٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کو سلام کیا، آپ نے جواب نہیں دیا میرے دل میں اللہ جانے کیا بات آئی، میں نے اپنے دل میں کہا شاید میں دیر سے آیا اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر خفا ہیں، پھر میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے جواب نہ دیا، اب تو میرے دل میں پہلے سے زیادہ خیال آیا پھر میں نے تیسری بار سلام کیا تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا پہلے (دو بار) جو میں نے جواب نہ دیا تو اس وجہ سے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، اور آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، اس کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا، اور طرف تھا۔

بَابٌ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الصَّلٰوةِ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ۔

باب نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا[1]۔

۱۱۴۵ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَحُبِسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی عمر بن عوف کے لوگوں نے آپس میں کچھ جھگڑا کیا ہے، آپ اپنے کئی اصحاب کے ساتھ ان میں ملاپ کرانے کو تشریف لے گئے وہاں آپ ٹھہر گئے اور ادھر نماز کا وقت آن پہنچا تو بلالؓ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تو بنی عمر بن عوف کے لوگوں میں) پھنس گئے اور نماز کا وقت آن پہنچا تم لوگوں کی امامت کرتے ہو انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہتے ہو، خیر

[1] اس باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے، اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے ان کا قول غلط ہے کیوں کہ دعا عاجزی اور تابعداری ہے اور ہاتھ اٹھانا دعا میں مشروع ہے اگر یہ منع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما دیتے ۱۲ منہ

فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوۃَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَکَبَّرَ لِلنَّاسِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ یَشُقُّھَا شَقًّا حَتّٰی قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْحِ قَالَ سَھْلٌ التَّصْفِیْحُ ھُوَالتَّصْفِیْقُ قَالَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ اِلْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ یَاْمُرُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَھْقَرٰی وَرَآءَہٗ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ مَالَکُمْ حِیْنَ نَابَکُمْ شَیْءٌ فِی الصَّلٰوۃِ اَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِیْحِ اِنَّمَا التَّصْفِیْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَہٗ شَیْءٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰٓی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ یَآ اَبَا بَکْرٍ مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ حِیْنَ اَشَرْتُ اِلَیْکَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بلال رضؓ نے تکبیر کہی اور ابوبکر صدیق رضؓ آگے بڑھے، اللہ اکبر کہا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے آن پہنچے اور چیرتے چیرتے پہلی صف میں آن کر کھڑے ہوگئے لوگوں نے تصفیح کرنا شروع کی سہل نے کہا تصفیح کہتے ہیں دستک دینے کو، سہل رضؓ نے کہا ابوبکر نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت دستکیں دیں تو انہوں نے دیکھا کیا دیکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں آپ نے ابوبکر رضؓ کو اشارہ کیا تم نماز پڑھاؤ، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا[1] پھر الٹے پاؤں پیچھے سرکے صف میں شریک ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا لوگو تم کو کیا ہوگیا جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو تالیاں بجانے لگتے ہو تالی بجانا تو عورتوں کیلئے ہے جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے وہ سبحان اللہ کہے۔ پھر آپ نے ابوبکر صدیق رضؓ کی طرف دیکھا، اور فرمایا ابوبکر تم نے نماز کیوں نہ پڑھائی جب میں نے تم کو اشارہ کر دیا ابوبکر رضؓ نے عرض کیا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ زیب دیتا ہے کہ اللہ کے رسول کے آگے نماز پڑھائے[2]۔

بَابُ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوۃِ۔

باب نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟

۱۱۴۶ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نُھِیَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ ھِشَامٌ وَّاَبُوْ ھِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہوا اور ہشام اور ابوہلال محمد بن سلیم نے ابن سیرین سے، اس حدیث کو روایت کیا انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[3] ہم سے عمرو بن

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امامت کے لائق سمجھا ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ابوبکر رضؓ نے اپنے تائیں اور حقیر بنانے کے لیے ابو قحافہ کا بیٹا کہا ابوقحافہ ان کے باپ کسی بات میں نامور نہ تھے اس کسر نفسی کا یہ صلہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تمام صحابہ میں وہی سمجھے گئے۔ رنہد شاخ ریشو سر برزمین حافظ نے کہا حضرت صدیق رضؓ کا مرتبہ سب صحابہ سے زیادہ ہے ۱۲ منہ [3] ہشام کی روایت خود امام بخاری نے آگے بیان کی اور ابوہلال کی

عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے، انہوں نے ہشام بن حسان فردوسی سے انہوں نے کہا مجھ کو ابن سیرین نے خبر دی ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا[1]۔

بَابٌ ۷۷۵ يُفَكِّرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَأُجَهِّزُ جَيْشِي وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ۔

باب نماز میں آدمی کسی بات کی فکر کرے تو کیسا اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نماز میں جہاد کر کے اپنی فوج کا سامان کیا کرتا ہوں[2]

۱۱۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيعًا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے عمر بن سعید نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ایک بی بی کے پاس گئے پھر باہر نکلے اور لوگوں کے چہروں پر جو آپ کے جلد اٹھ جانے سے تعجب تھا، اس کو ملاحظہ کیا فرمایا مجھے نماز میں سونے کی ایک ڈلی کا خیال آیا، مجھے معلوم ہوا کہ رات تک یا شام تک وہ ہمارے پاس رہے میں نے اس کے بانٹنے کا حکم دیدیا[3]۔

۱۱۴۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے

---

[1] یہ نہی بطور کراہت کے ہے لیکن اہل حدیث اس کو حرام کہتے ہیں نہی کی علت شیطان کی مشابہت سے یا یہود کی مجاہد اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ یہ دوزخیوں کا فعل ہے بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ یہ تکبر اور غرور کی نشانی ہے بعضوں نے کہا اہل مصائب کے وہ ماتم میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں شوکانی نے کہا حق اہل حدیث کا مذہب ہے کہ نماز میں ایسا کرنا حرام ہے ۱۲ منہ

[2] جہاد خود افضل ترین عبادات ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے دین کی ترقی کے لیے بنایا تھا وہ نماز میں بھی اسی فکر میں رہے رضی اللہ عنہ وارضاہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ نماز کی حالت میں آپ کو اس ڈلے کا خیال آیا اور آپ نے اس کا بانٹ دینا مناسب تصور فرمایا اور نماز کا اعادہ نہیں کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے کہا میں بحرین کی آمدنی کا نماز میں حساب کر لیتا ہوں اور صالح بن احمد بن حنبل نے نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھی اس میں قرأت ہی نہیں کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھے ایک قافلہ کا خیال رہا جو میں نے مدینہ سے شام کو روانہ کیا تھا پھر نماز دوبارہ پڑھی اس وجہ سے کہ قرأت نہیں کی تھی نہ اس وجہ سے کہ ایک خیال میں سرگرم تھے ان روایتوں سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ دنیا کے خیالات نماز میں کچھ برے نہیں ہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیالات تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا دنیاوی خیال اور وسوسے (باقی بر صفحہ آئندہ)

جَعْفَرٍ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ اَدْبَرَ فَاِذَا سَكَتَ اَقْبَلَ فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُوْلُ لَهٗ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِذَا فَعَلَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّسَمِعَهٗ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

۱۱۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ النَّاسُ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا اَدْرِيْ فَقُلْتُ اَلَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلٰى قُلْتُ لٰكِنْ اَنَا اَدْرِيْ قَرَاَ سُوْرَةَ كَذَا وَكَذَا۔

جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرۃؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر گوز لگاتا بھاگتا ہے اس لئے کہ اذان نہ سنے جہاں موذن خاموش ہوا یہ مردود پھر آجاتا ہے جب تکبیر ہوئی پھر چلدیتا ہے جہاں تکبیر ہو چکی پھر آجاتا ہے اور آدمی سے (دل میں گھس کر) کہتا ہے وہ یاد کر یہ یاد کر وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ آئیں یہانتک کہ آدمی بھول جاتا ہے اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں، ابو سلمہ نے کہا جب کسی آدمی کو ایسا ہو تو بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کرلے[1] ابو سلمہ نے یہ ابو ہریرۃؓ سے سنا۔

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان ابن عمر نے کہا ہم کو ابن ابی ذئب نے خبر دی، انہوں نے سعید مقبری سے، انہوں نے کہا ابو ہریرۃؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں ابو ہریرۃؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور حال یہ تھا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) میں نے ایک شخص سے پوچھا گذشتہ رات کو آنحضرتؐ نے کونسی سورت پڑھی تھی وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا میں نے کہا کیا تو نماز میں شریک نہیں تھا وہ کہنے لگا تھا تو سہی پر (مجھ کو یاد نہیں) میں نے کہا مجھے تو (خوب) یاد ہے فلانی فلانی سورتیں آپ نے پڑھی تھیں[2]

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

بَابُ ۷۶۔ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ اِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيْضَةِ

باب اگر چار رکعتی نماز میں قعدہ نہ کرے اور بھولے سے اٹھ کھڑا ہو تو سجدہ سہو کرے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بے اختیار آجائیں تو ان سے نماز نہیں جاتی مگر حتی المقدور ان کو دفع کرنا چاہیئے احمد اور ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے مرفوعاً نکالا اللہ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے نماز میں جب تک وہ اور طرف دھیان نہ کرے جب وہ اور طرف دھیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتا ہے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا[1] قسطلانی نے کہا یعنی جتنی رکعتیں یقینی ہوں اتنی قرار دے کر اور باقی پڑھ کر دو سجدے سہو کے کرے اور اپنے گمان پر نہ کرے یہ حدیث اوپر ابواب الاذان میں گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ شیطانی ڈر کے کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ [2] ابو ہریرۃؓ کا مطلب یہ تھا کہ اس کو کوئی کیا کرے بعضوں کو اللہ تعالیٰ ایسا حافظہ دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں بھولتے بعضے رات کی بات دن کو بھول جاتے ہیں جیسے ان صحابی کو یہ یاد نہ رہا کہ آنحضرتؐ نے گذشتہ رات کو عشا کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی تھیں اللہ نے مجھ کو حافظہ اچھا دیا تھا اس لیے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں یاد رکھیں اور ان کو روایت کیا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وہ صحابی کسی دوسرے خیال میں نماز میں غرق ہوں گے جب تو ان کو یہ یاد نہ رہا کہ آپ نے کون سی سورتیں پڑھی تھیں تو باب کا مطلب نکل آیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی (چار رکعتی) نماز میں دو رکعتیں پڑھا لیں پھر اٹھ کھڑے ہوئے پہلا قعدہ نہیں کیا لوگ بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پوری کر چکے تو ہم آپ کے سلام کے منتظر تھے آپ نے اللہ اکبر کہا اور سلام سے پہلے دو سجدے کئے بیٹھے بیٹھے پھر سلام پھیرا۔[۱]

۱۱۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا، جب نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کئے پھر ان کے بعد سلام پھیرا۔

بَابٌ إِذَا صَلّٰى خَمْسًا

باب اگر پانچ رکعتیں پڑھ لیں،

۱۱۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھولے سے) ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں تب آپ نے سلام کے بعد سجدے کیے[۲]

بقیہ صفحہ سابقہ [۳] سجدہ سہو شافعیہ کے نزدیک مسنون ہے اور مالکیہ کے نزدیک نقصان کی صورت میں واجب ہے اور حنابلہ ارکان کے سوا واجبات کے ترک پر واجب اور سنن قولیہ کے ترک پر سنت نیز ایسے فعل یا قول کی زیارت پر واجب جانتے ہیں جس کے عمداً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ مطلقاً واجب کہتے ہیں ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [۱] حدیث سے کئی باتیں نکلیں قعدہ اولیٰ نہ کر کے کھڑا ہو جائے پھر یاد بھی آئے تو نہ بیٹھے سجدہ سہو اس صورت میں سلام سے پہلے کرے اور حنفیہ کا رد ہوا جو سجدہ سہو ہمیشہ ایک سلام کے بعد کہتے ہیں امام ابن قیم اور محققین اہل حدیث نے اس کو ترجیح دیا ہے کہ سہو میں جن مقاموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا وہاں سلام سے پہلے کرے جہاں بعد کیا ہے وہاں بعد کرے اور جس سہو میں کچھ وارد نہیں اس میں سلام سے پہلے کرے ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب سجدہ سہو سلام سے پہلے ہو تو اس کے بعد پھر تشہد نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ جب نماز میں زیادتی ہو جائے تو سلام کے بعد سجدہ سہو کرے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی دوسری روایت باقی بر صفحہ آئندہ

بَابٌ ۷۸ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلٰوةِ أَوْ أَطْوَلَ

باب دو رکعتیں یا تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدوں کی طرح یا ان سے لمبے (سہو کے) دو سجدے کرے۔[1]

۱۱۵۳ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَقَصَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَحَقٌّ مَا يَقُولُ قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَاوَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو سلمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا تو ذوالیدین کہنے لگا نماز کا کیا حال ہے یا رسول اللہ کیا گھٹ گئی؟ آپؐ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! تب آپؐ نے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو سجدے کیے، سعد نے کہا میں نے دیکھا عروہ بن زبیر نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور باتیں بھی کیں پھر باقی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے اور کہتے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

بَابٌ ۷۹ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا وَقَالَ قَتَادَةُ لَا يَتَشَهَّدُ۔

باب سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے اور انسؓ اور حسن بصریؒ نے سلام پھیرا (یعنے سجدہ سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا اور قتادہ نے کہا تشہد نہ پڑھے۔[2]

۱۱۵۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں ہے کہ جب تم سے کسی کو شک ہو اپنی نماز میں تو تحری کرے اور اس پر نماز پوری کرے شافعیہ نے کہا تحری سے مراد یقین پر بنا کرنا ہے یعنے کم کو اختیار کرے اور امام احمد نے کہا تحری سے ظن غالب مراد ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر بھول کر قعدہ اخیرہ نہ کیا تو نماز باطل نہیں ہوتی حنفیوں کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جو کوئی بھول کر قبلے سے منہ پھیرے تو اس پر اعادہ واجب نہیں کیونکہ دوسرے طریق میں یہ ہے کہ جب آپ نے منہ پھیرا تو لوگ چپکے چپکے کھسن پھسن کرنے لگے پھر آپ نے پوچھا اور حال معلوم ہونے کے بعد آپ نے اپنے پاؤں کو دوہرا کیا اور دو سجدے کیے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا)

[1] گو اس حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ نماز کے سجدوں کے برابر یا اس سے لمبے مگر دوسرے طریق میں جو آگے آتا ہے یہ موجود ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کر دیا اسی طرح اس حدیث میں تین رکعتوں کے بعد بھی سلام پھیر دینے کا ذکر نہیں ہے لیکن امام مسلم نے جو عمران بن حصینؓ سے روایت کی اس میں یہ ذکر ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا اب حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ثابت ہو گئی ۱۲ منہ

[2] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ سلام کے بعد سجدہ سہو کرے تو تشہد نہ پڑھے اسی طرح سلام سے پہلے کرے جب بھی تشہد دوبارہ نہ پڑھے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے انسؓ اور حسن کی اثر کو ابن ابی شیبہ باقی بر صفحہ آئندہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَہٗ ذُوالْیَدَیْنِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوۃُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی اثْنَتَیْنِ اُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین کہنے لگا کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے یا رسول اللہ! آپ نے (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، یہ سُن کر آپ کھڑے ہوئے، اور دو رکعتیں جو رہ گئی تھیں ان کو پڑھا پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدے کی طرح (یعنی نماز کے معمول سجدے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا[1]

۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ عَلْقَمَۃَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّہْوِ تَشَہُّدٌ فَقَالَ لَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے سلمہ بن علقمہ سے، انہوں نے کہا، میں نے ابن سیرین سے پوچھا کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے؟ انہوں نے کہا ابوہریرہؓ کی حدیث میں تو تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

بَابٌ مَنْ یُّکَبِّرُ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّہْوِ

باب سہو کے سجدوں میں تکبیر کہنا

۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّہَا الْعَصْرُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی خَشَبَۃٍ فِیْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہَا وَفِیْہِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فَہَابَاہُ اَنْ یُّکَلِّمَاہُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلٰوۃُ وَرَجُلٌ یَدْعُوْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاالْیَدَیْنِ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں (ظہر یا عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی ابن سیرین نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی، خیر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی پر ٹیکا دے کر آپؐ کھڑے ہوئے جو مسجد کے آگے لگی تھی آپؐ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا[2] اور لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے، وہ بات کرنے میں آپؐ سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے چل بھی دیئے کہتے جاتے تھے نماز گھٹ گئی ایک شخص جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین پکارا کرتے تھے[3] اس نے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے وصل کیا اور قتادہ کے اثر کو عبدالرزاق نے نکالا مگر اس میں یوں ہے کہ تشہد پڑھے ۱۲ منہ [1] اس حدیث کے دوسرے طریق میں امام بخاری نے دوسرا سجدہ بھی روایت کیا ہے اس کے بعد تشہد کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں تشہد مذکور ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اس حدیث سے وہ قاعدہ مالکیہ کا باندھا ہوا ٹوٹ جاتا ہے کہ اگر نماز میں نقصان ہوا ہو تو سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے ۱۲ منہ [2] اس صورت میں اگلی روایت میں جو مذکور ہوا کہ آپ صحابہ کے پوچھنے کے بعد کھڑے ہوئے اس کا مطلب کیا ہوگا کیونکہ آپ تو پہلے ہی سے کھڑے تھے شاید اس سے یہ مراد ہو آپ سیدھے کھڑے ہوگئے یا قیام سے نماز شروع کرنا مراد ہو ۱۲ منہ [3] یہ ذوالیدین دوسرا شخص ہے اور ذوالشمالین دوسرا شخص کیونکہ آخر الذکر تو جنگ بدر میں شہید ہوا اور (بقیہ صفحہ آئندہ)

فَقَالَ اَنَسِيْتَ اَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ قَالَ بَلٰى قَدْ نَسِيْتَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَكَبَّرَ۔

آپ سے عرض کیا کیا آپ بھول گئے یا نماز گھٹ گئی، آپ نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز گھٹ گئی، اس نے کہا نہیں آپ بھول گئے، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا اور (اپنی نماز) کے سجدہ کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لنبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر سر زمین پر رکھا اور اللہ اکبر کہا اور اپنے (نماز کے) سجدہ کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا[۱]۔

۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ حَلِيْفِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيْرِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبد اللہ بن بحینہ اسدی سے جو بنی عبد المطلب کے حلیف تھے[۲]۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں قعدہ اولیٰ کیے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پوری کر چکے تو سلام سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کئے ہر سجدے میں بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا، اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دونوں سجدے کیے یہ سجدے اس قعدے کے بدل تھے جو آپ بھول گئے تھے، لیث کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا اور سجدوں میں اللہ اکبر کہنا نقل کیا[۳]۔

بَابٌ اِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

باب اگر کسی کو یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار، تو وہ (سلام سے پہلے) بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے[۴]۔

۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور ابوہریرہ اس کے پانچ برس بعد اسلام لائے وہ کیسے اس نماز میں شریک ہو سکتے تھے جو جنگ بدر سے پہلے ہوئی ہو اور زہری نے غلطی کی جو ذوالیدین کو ذوالشمالین سمجھا حالانکہ ذوالیدین حضرت عمرؓ کی خلافت تک زندہ رہا یہ بنی سلیم میں سے تھا اس کا نام خرباق تھا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [۱] اس روایت میں صاف دو سجدے کرنا مذکور ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر بھولے سے آدمی نماز میں وہ کام کرے جو نماز کے منافی ہیں تو نماز نہیں جاتی مثلاً بعضے جلد باز لوگ مسجد سے چل کھڑے ہوئے تھے اور روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ بھی اپنے گھر لوٹ گئے تھے پھر لوٹے ۱۲ منہ [۲] حلیف کے معنے اوپر گذر چکے ہیں قسطلانی نے کہا بنی کا لفظ اسقاط کے قابل ہے کیونکہ عبداللہ کے دادا مطلب بن عبد مناف کے حلیف تھے ۱۲ منہ [۳] ابن جریج کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اور دو سجدے کر کے سلام پھیر دے اب دوبارہ تشہد پڑھنا ضرور نہیں ہے اہل حدیث کا یہی مذہب ہے ۱۲ منہ

أَبِي عَبْدِ اللهِ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

بَابٌ ۸۲ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ۔

۱۱۵۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى

ابی عبداللہ دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پادتا ہوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے۔ وہ چاہتا ہے اذان نہ سنے پھر جب اذان ہو چکتی ہے تو آجاتا ہے۔ پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے تکبیر ہو چکنے کے بعد پھر آجاتا ہے۔ اور نمازی کا دل ادھر طرف لگا دیتا ہے کہتا ہے فلانی بات یاد کر فلانی بات یاد کر جو اس کو یاد نہیں ہوتیں یہاں تک کہ نمازی بھول جاتا ہے اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں جب تم میں کسی کو یاد نہ رہے اس نے تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرلے[1]۔

باب سجدہ سہو فرض اور نفل نماز دونوں میں کرنا چاہیے اور عبداللہ بن عباس نے وتر کے بعد سہو کے دو سجدے کیے[2]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں شبہ ڈال دیتا ہے اس کو یاد نہیں رہتا کتنی رکعتیں پڑھیں

[1] ایک جماعت اہل حدیث نے اس کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس آدمی کو بہت شک ہوا کرے اس کے باب میں یہ حدیث ہے تو ایسا آدمی جب اس کو شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار وہ بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کرلے اور سلام پھیر دے اب اگر اس نے تین رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے باقی ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور جو چار پڑھی ہوں گی اور دو سجدوں کا علیحدہ ثواب ملے گا لیکن جمہور علماء اور امام مالک اور شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل یہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یقینی امر پر نماز پوری کرکے یہ سجدے کرلے جیسے ابوسعیدؓ کی حدیث میں ہے جو امام مسلم نے روایت کی یعنی دو تین میں شک ہو تو دو کو اختیار کرے تین چار میں شک ہو تو تین کو اختیار کرے اب یہ ضروری نہیں کہ تین رکعتوں کے بعد قعدہ اخیر کرے اور پھر چوتھی رکعت کے بعد اس خیال سے کہ شاید تیسری رکعت جس کو سمجھتا ہے وہ چوتھی ہو کیونکہ قعدہ اخیرہ ترک ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی سجدہ سہو کافی ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے اور حنفیہ کے نزدیک جس کو تیسری قرار دے اس کے بعد بھی قعدہ کرے شاید وہ چوتھی ہو کیونکہ ان کے نزدیک قعدہ اخیر فرض ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

[2] حالاں کہ وتر سنت ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ

فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

بَابٌ ۷۸۳ إِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ

۱۱۶۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيهِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهٖ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِي حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهٖ

جب تم میں کسی کو ایسا اتفاق ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے [1]

باب اگر نمازی سے کوئی بات کرے وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے بکیر سے انہوں نے کریب سے کہ عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن ازہر نے ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا اور کہا ہمارے سب کی طرف سے ان کو سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) پڑھنا کیسا ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ان کو پڑھا کرتی ہیں اور ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا اور ابن عباسؓ نے کہا میں تو حضرت عمرؓ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا کرتا [2] کریب نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے ان لوگوں کا پیغام ان کو پہنچا دیا انہوں نے کہا تو ام سلمہؓ سے پوچھ میں لوٹ کر ان لوگوں کے پاس آیا اور جو حضرت عائشہؓ نے کہا تھا وہ ان سے کہہ دیا انہوں نے پھر مجھ کو ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس بھیجا اور وہی کہلایا جو حضرت عائشہؓ کو کہلایا تھا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے پھر میں نے دیکھا آپ نے یہ دو رکعتیں عصر پڑھ کر پڑھیں جب میرے پاس تشریف لائے اس وقت انصار میں سے بنی حرام قبیلے کی کئی عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں میں نے چھوکری

---

[1] اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر ہے تو اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ فرض اور نفل نماز دونوں میں سہو کا ایک ہی حکم ہے یعنے سجدۂ سہو کرے ۱۲ منہ

[2] نماز پڑھنے پر یہ مارنا نہ تھا کیوں کہ نماز تو عبادت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت عمرؓ کو یہ حدیث پہنچی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اس حدیث کی مخالفت کی وجہ سے وہ لوگوں کو سزا دیتے معلوم ہوا کہ حکم کے خلاف کرنا ہر حال میں برا ہے اسی طرح سنت کے خلاف کرنا حتیٰ کہ نماز کی سی عبادت بھی خلاف سنت سزا کے قابل ٹھہری ۱۲ منہ

قُولِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔

کو آپ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا[1] تو آپ کے بازو کھڑے ہو کر پوچھ یا رسول اللہ ام سلمہ کہتی ہیں آپ تو اس دوگانے سے منع کیا کرتے تھے اور اب میں دیکھتی ہوں آپ اس کو پڑھ رہے ہیں اگر آپ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے سرک جانا[2] چھوکری نے جا کر یہی عرض کیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ پیچھے ہٹ گئی جب آپ نماز پڑھ چکے تو (ام سلمہؓ سے) فرمایا ابو امیہ کی بیٹی[3] تو نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو پوچھا بات یہ ہے کہ عبد القیس قبیلے کے کچھ لوگ میرے پاس آ گئے تھے ان سے باتیں کرنے میں میں ظہر کے بعد کا دوگانہ نہ پڑھ سکا میں نے اب ان کو پڑھ لیا[4]

بَابُ ۷۸۴ الإِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب نماز میں اشارہ کرنا یہ کریب نے ام المومنین ام سلمہ سے نقل کیا[5] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۱۶۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ فَحُبِسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے[6] انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں (آپس میں) کچھ ٹنٹا ہوا تو آپ ان میں ملاپ کرانے کے لیے چند آدمی اپنے ساتھ لیکر تشریف لے گئے وہاں آپ کو دیر لگی آپ رک گئے ادھر نماز کا وقت آن پہنچا بلالؓ ابوبکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہنے لگے ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں پھنس گئے اور یہاں نماز کا وقت آن پہنچا تم لوگوں کی امامت کرو گے انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہتے ہو پھر

---

[1] حافظ نے کہا مجھے اس چھوکری کا نام معلوم نہیں ہوا اور شاید ان کی بیٹی زینب ہو لیکن امام بخاری نے مغازی میں جو روایت کی اس میں خادم کا لفظ ہے ۱۲ منہ [2] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ چھوکری نے نماز پڑھنے میں آپ کو ام المومنین ام سلمہؓ کا پیغام پہنچایا اور آپ نے نماز ہی میں ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا ۱۲ منہ [3] ابو امیہ ام المومنین ام سلمہؓ کے والد تھے ان کا نام سہیل یا حذیفہ تھا ۱۲ منہ [4] اس سے یہ نکلا کہ سنت کی بھی قضا پڑھ سکتے ہیں اور عصر کے بعد سنت کی قضا پڑھنا بھی درست ہے جیسے فرض نماز کی قضا بالاتفاق پڑھنا درست ہے بعضوں نے کہا یہ آنحضرتؐ کا خاصہ تھا آپ کو عصر کے بعد بھی نفل پڑھنا جائز تھا لیکن اہل سنت کو ایسا کرنا درست نہیں ۱۲ منہ [5] یہ حدیث ابھی گزر چکی ۱۲ منہ [6] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ۱۲ منہ

فقال نعم إن شئت فأقام بلال وتقدم أبو بكر فكبر للناس وجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي في الصفوف حتى قام في الصف فأخذ الناس في التصفيق وكان أبو بكر لا يلتفت في صلاته فلما أكثر الناس التفت فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأشار إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمره أن يصلي فرفع أبو بكر يديه فحمد الله ورجع القهقرى وراءه حتى قام في الصف فتقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى للناس فلما فرغ أقبل على الناس فقال يا أيها الناس ما لكم حين نابكم شيء في الصلوٰة أخذتم في التصفيق إنما التصفيق للنساء من نابه شيء في صلوته فليقل سبحان الله فإنه لا يسمعه أحد حين يقول سبحان الله إلا التفت يا أبا بكر ما منعك أن تصلي للناس حين أشرت إليك فقال أبو بكر ما كان ينبغي لابن أبي قحافة

بلالؓ نے تکبیر کہی اور ابوبکرؓ آگے بڑھے اللہ اکبر کہا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صفوں کے اندر ہوتے چلے آرہے تھے (پہلی) صف میں آکر کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے دستک دینا شروع کی اور ابوبکرؓ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انہوں نے نگاہ کی دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں آپ نے ابوبکرؓ کو اشارہ کیا۱؎ تم نماز پڑھاؤ (اپنی جگہ پر رہو) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ کا شکر کیا اور الٹے پاؤں پیچھے سرک کر صف میں کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا لوگو تم کو کیا ہو گیا جب نماز میں کوئی امر پیش آیا تو لگے دستکیں دینے دستک دینا تو عورتوں کا کام ہے جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے سبحان اللہ کہنا جو سنے گا وہ اُدھر خیال کرے گا ابوبکرؓ تم کو کیا ہوا تھا جب میں نے تم کو اشارہ کیا تو تم نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے ابوبکرؓ نے عرض کیا بھلا ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ مجال تھی کہ اللہ کے پیغمبر کے آگے نماز پڑھائے۔

۱۱۶۲ - حدثنا يحيى بن سليمان قال حدثني ابن وهب قال حدثني الثوري عن هشام عن فاطمة عن أسماء قالت دخلت على عائشة وهي تصلي قائمة والناس قيام فقلت ما شأن الناس فأشارت برأسها إلى السماء فقلت آية فأشارت برأسها أي نعم۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے وہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں حضرت عائشہؓ گہن کی نماز کھڑی پڑھ رہی تھیں لوگ بھی نماز میں کھڑے تھے اسماء نے پوچھا یہ لوگوں کو کیا ہوا۲؎۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۳؎ میں نے کہا کیا کوئی (عذاب کی) نشانی ہے انہوں نے کہا سر کے اشارے سے بتلایا ہاں۔

۱؎ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے نماز میں اشارہ کرنا ثابت ہوا ۱۲ منہ ۲؎ جو اس طرح گھبرائے ہوئے بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں ۱۲ منہ ۳؎ باب کا مطلب یہاں سے نکل آیا نماز میں اشارہ کرنا ثابت ہوا ۱۲ منہ

۱۱۶۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ جَالِسًا وَصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور کچھ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو اشارہ کیا[1] بیٹھ جاؤ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْجَنَآئِزِ

کتاب جنازوں کے احکام میں

بَابُ ۷۸۵ مَا جَآءَ فِی الْجَنَآئِزِ وَمَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقِیْلَ لِوَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ اَلَیْسَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لَیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا لَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ یُفْتَحْ لَكَ۔

باب جنازوں کے باب میں جو حدیثیں آئیں ہیں ان کا بیان اور جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس کا بیان اور وہب بن منبہ سے کہا گیا لا الٰہ الا اللہ بہشت کی کنجی نہیں ہے انہوں نے کہا کیوں نہیں ہے لیکن ہر کنجی میں دندانے ہونا چاہئیں اگر دندانوں والی کنجی لائے گا تو تالا (قفل) کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا[2]

۱۱۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَوْ قَالَ بَشَّرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے کہا ہم سے واصل بن حیان احدب (کبڑے) نے انہوں نے معرور بن سوید سے انہوں نے ابوذر غفاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس (خواب میں) ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے پاس سے آیا اس نے بیان کیا یا مجھ کو یہ خبر دی کہ میری امت میں سے جو کوئی

---

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں وصل کیا۔ دندان سے مراد اعمال صالحہ ہیں وہب ابن منبہ کا مطلب یہ ہے کہ خالی کلمہ شہادت سے بہشت کا دروازہ فوراً نہ کھلے گا جیسے بے دندان والی کنجی سے فوراً قفل نہیں کھلتا البتہ سخت محنت اور مشقت کے بعد شاید کھل جائے ایسے ہی اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو اللہ کو اختیار ہے چاہیے اس کو بخش دے فوراً بہشت میں لے جائے چاہیے عذاب کرے اور عذاب کے بعد پھر بہشت میں لے جائے لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللھم اجعل آخر کلامنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ

لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ۔

اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں جائے گا میں نے عرض کیا وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے آپ نے فرمایا گو وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے[1]

۱۱۶۵۔ حَدَّثَنَا۔ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شرک کی حالت میں مرجائے وہ دوزخ میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ بہشت میں جائے گا[2]

بَابٌ ۴۸۶ الْاَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ۔

باب جنازے میں شریک ہونے کا حکم

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا۔ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ ابْنَ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اشعث بن ابی اشعثاء سے انہوں نے کہا میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا آپ نے حکم دیا جنازوں کے ساتھ جانے کا بیمار کو پوچھنے کا دعوت قبول کرنے کا مظلوم کی مدد کرنے کا قسم پورا کرنے کا[3] سلام کا جواب دینے کا چھینکنے والے کے لیے دعا کرنے کا اور آپ نے منع فرمایا چاندی کے برتن سونے کی انگوٹھی خالص ریشمی کپڑے اور دیبا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہنے کا ایک نہ ایک دن ضرور اس کو بہشت ملے گی گو وہ ایسے گناہوں میں گرفتار ہو جو حق اللہ ہیں جیسے زنا یا حق العباد جیسے چوری اور یہ ان حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ حقوق العباد ساقط نہیں ہو سکتے کیوں کہ جن ایسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان کے حقوق حقداروں کو خوش کر کے بخشوائے گا ۱۲ منہ

[2] مسلم کی روایت میں اس کا الٹ ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص مرجائے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ بہشت میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص مرجائے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ دوزخ میں جائے گا نووی نے کہا ابن مسعودؓ نے دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر کبھی ایک یاد آئی اسی کا یقین ہوا تو اس کو بیان کیا دوسرے وقت دوسری یاد آئی تو اس کو بیان کیا۔ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اگلی حدیث میں جو فرمایا جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو اس سے آخری حکماً یا لفظاً مراد ہے یعنے ضرور نہیں کہ خواہ مخواہ مرتے وقت زبان سے کلمہ کہے بلکہ توحید کے اعتقاد پر مرے اور وہب کا قول لا کر مرجئہ کا رد کیا جو نرے ایمان کو کافی جانتے ہیں اعمال صالحہ کی ضرورت نہیں سمجھتے ۱۲ منہ

[3] یعنے جب گناہ اور خلاف شرع کام کی قسم نہ کھائے ورنہ اس کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا ضرور ہے ۱۲ منہ

وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۱۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَتَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَرَوَاهُ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ

بَابُ ۷۸۲ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ.

۱۱۶۸۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ

اور قسی اور استبرق سے [۱]

ہم سے محمد ذہلی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن ابی سلمہ نے انہوں نے امام اوزاعی سے انہوں نے کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا بیمار ہو تو اس کو جا کر پوچھنا اس کے جنازے کے ساتھ جانا دعوت قبول کرنا چھینک کا جواب دینا [۲] عمرو بن ابی سلمہ کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی (انہوں نے زہری) سے [۳]

باب جب مردہ کفن میں لپیٹ دیا جائے تو اس کے پاس جانا (اس کو دیکھنا) [۴]

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا مجھ کو معمر بن راشد اور یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نے انہوں نے کہا (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی) تو ابوبکرؓ اپنے مکان سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے [۵] گھوڑے سے اتر کر مسجد میں گئے کسی سے بات نہیں کی پھر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے آپ کو ایک لکیردار یمنی چادر سے ڈھانپ دیا تھا ابوبکرؓ نے آپ کا منہ کھولا اور گر کر آپ کا بوسہ لیا [۶] پھر روئے اور کہنے لگے اے

---

[۱] دیبا اور قسی اور استبرق یہ بھی ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں کہتے ہیں قسی کپڑے شام یا مصر سے بن کر آتے اور استبرق موٹا ریشمی کپڑا یہ سب چھ چیزیں ہوئیں ساتویں چیز کا بیان اس روایت میں چھوٹ گیا ہے وہ ریشمی چار جاموں پر سوار ہونا یا ریشمی گدیوں پر جو زین کے اوپر رکھی جاتی ہیں ۱۲ منہ [۲] چھینکنے والا الحمد اللہ کہے تو یرحمک اللہ کہے ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا عبدالرزاق کی روایت کو امام مسلم نے نکالا اور سلامہ کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں ۱۲ منہ [۴] بعضوں نے اس سے منع کیا ہے اور کہا ہے سوا غسل دینے والے اور ولی کے اور کوئی نہ دیکھے امام بخاری نے ان پر رد کیا ۱۲ منہ [۵] سنح مدینہ کے باہر بنی حارث بن خزرج کے مکانات کو کہتے تھے ۱۲ منہ [۶] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عثمان بن مظعون کے ساتھ جب وہ مر گئے تھے ایسا ہی کیا تھا ابوبکرؓ نے بھی اسی سنت کی پیروی کی ۱۲ منہ

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يَسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا۔

اللہ کے نبی میرا باپ آپ پر قربان آپ کو اللہ تعالیٰ دوبار نہیں مارنے کا بس جو موت آپ کے حصے میں اللہ نے لکھ دی تھی وہ ہو چکی[۱] ابو سلمہ نے کہا مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ (اس کے بعد حجرے سے) نکلے اور عمر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے[۲] ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اجی بیٹھو بھی انہوں نے نہ مانا پھر کہا بیٹھو نہ مانا آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا لوگ سب ان کی طرف جھک گئے عمر کو چھوڑ دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اما بعد دیکھو (مسلمانو) جو کوئی تم میں اگر محمد کو پوجتا تھا تو محمد تو گذر گئے اور جو کوئی اللہ کو پوجتا ہے (اس کو کوئی ڈر نہیں) اللہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں سورہ آل عمران کی یہ آیت پڑھی محمدؐ تو اور کچھ نہیں پیغمبر ہیں ان سے پہلے کئی پیغمبر گذر چکے ہیں شاکرین تک[۳] خدا کی قسم ایسا معلوم ہوا گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ہے یہانتک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا اس وقت لوگوں نے سیکھ لیا پھر تو جس سے سنو وہی آیت پڑھ رہا تھا[۴]

۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا ان سے ام العلاء نے جو ایک انصاری عورت تھی اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی بیان کیا

---

[۱] جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پریشانی میں یہ فرمانے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر زندہ ہو کر ہمارے پاس آئیں گے اور تمام ملکوں کی فتح کریں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کا رد کیا کہ اگر ایسا ہو تو پھر آپ موت کی تلخی اٹھائیں گے یہ نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [۲] کہ آپ ابھی پھر زندہ ہوتے ہیں اور دیکھو دوبارہ تشریف لاتے ہیں اور منافقوں اور کافروں کا ستیاناس کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ڈرانا اور دھمکانا مصلحت سے خالی نہ تھا سیاست مدن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظیر صحابہ میں کوئی نہ تھا ۱۲ منہ [۳] پوری آیت یوں ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین اس آیت میں صاف اللہ تعالیٰ فرما دیا ہے کہ اگر محمدؐ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اسلام سے پھر جاؤ گے باوجودیکہ صحابہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کو بارہا پڑھ چکے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وہ صدمہ اور قلق تھا کہ پڑھا لکھا سب بھول گئے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دل کے جیوٹ اور سخت مشہور تھے مگر ایسے سخت وقت میں وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ جو نرم دل تھے ان کو اللہ نے ثابت قدم اور مضبوط رکھا یہ حق تعالیٰ کی تائید تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین کرانا منظور تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ [۴] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر تو جس نے سنا وہ بھی آیت پڑھنے لگا ۱۲ منہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْا لَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا۔

کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر (انصار کو) بانٹ دیے گئے[۵۱] ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون آئے ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انتقال کیا جب وہ مر گئے ان کو غسل دیا گیا اور کفن کے کپڑے پہنائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے[۵۲] میں نے کہا اے ابوالسائب (یہ عثمان کی کنیت تھی) اللہ تم پر رحم کرے میں تو یہ گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ام العلاء) تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کو عزت دی ہیں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرا ماں باپ صدقے پھر اللہ تعالیٰ کس کو عزت دے گا[۵۳] آنحضرتؐ نے فرمایا عثمان مر تو گیا بیشک خدا کی قسم مجھے بھی امید ہے کہ اس کے لیے اچھا ہوگا لیکن خدا کی قسم میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس پر یہ نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہونا ہے[۵۴] ام العلاء نے کہا خدا کی قسم اب کبھی اس کے بعد کسی کو پاک نہیں کہنے کی[۵۵]

۱۱۷۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ مِثْلَهُ وَقَالَ نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے ویسی ہی حدیث جیسے اوپر گزری اور نافع نے عقیل سے یوں روایت

---

[۵۱] ہوا یہ تھا کہ جب مہاجرین مدینہ میں اپنے عزیز و اقارب اور وطن اور جائداد چھوڑ کر آگئے تو بہت پریشان رہتے بعضوں کو فکر معاش دامن گیر تھی آنحضرتؐ نے ان کی پریشانی رفع کرنے کے لیے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کر دیا اور قرعہ ڈال کر جو مہاجر انصاری کے حصے میں آیا اس کے حوالے کر دیا گیا اس نے اپنے سگے بھائیوں سے زیادہ اس کی خاطر داری کی رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [۵۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ نے غسل وکفن کے بعد عثمان بن مظعون کو دیکھا دوسری روایت میں ہے کہ آپ ان پر گرے اور روئے اور ان کا بوسہ لیا ۱۲ منہ [۵۳] یعنے اگر عثمان سے موحد اور دیندار اور مومن اور مخلص کو آخرت میں عزت نہیں ملنے کی تو پھر اور کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سرفراز فرمائے گا ۱۲ منہ [۵۴] عیسائی پادریوں نے یہاں ایک بڑا اعتراض کیا ہے کہ جب مسلمانوں کے پیغمبر کو خود اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو وہ دوسرے گناہ گاروں کی کیا سفارش کریں گے اس کا جواب کئی طرح دیا جاسکتا ہے ایک یہ کہ آپ کا یہ فرمانا سورہ فتح اترنے سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری دی کہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے جائیں گے دوسرے یہ کہ میرا کیا حال ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو واقعات مجھ پر خود گذرنے والے ہیں ان کا مجھ کو علم نہیں ہے تو تم لوگوں کو دوسرے کے واقعات خصوصاً آخرت کے واقعات کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں تیسرے یہ کہ ہمارے پیغمبر صاحب سے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے سب وعدے فرمائے تھے اور آپ کو قطعی یقین اپنی نجات کا تھا مگر شان بندگی اس کو مستلزم ہے کہ پروردگار کے استغنا اور جلال کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھے اور کبھی اپنے قرب اور صلاحیت پر تکیہ نہ کرے جیسے حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیریؒ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ پروردگار جل شانہ کا استغنا ایسا ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں تمام کافروں اور مشرکوں کو اپنا ولی مقرب بنائے اور تمام اولیا اور انبیا کو محروم کر دے ۱۲ منہ [۵۵] اس سے یہ نکلا کہ کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں جلے

مَا يُفْعَلُ بِهٖ وَتَابَعَهٗ شُعَيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَمَعْمَرٌ۔

کیا میں نہیں جانتا عثمان کا کیا حال ہونا ہے[51] اور عقیل کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بھی روایت کیا[52]

۱۱۷۱۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ اَبِیْ جَعَلْتُ اَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ اَبْكِیْ وَيَنْهَوْنِیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِیْ فَجَعَلَتْ عَمَّتِیْ فَاطِمَةُ تَبْكِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِيْنَ اَوْ لَا تَبْكِيْنَ مَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے سنا انہوں نے کہا جب میرے باپ (عبد اللہ بن عمرو) واحد کے دن قتل کیے گئے میں ان کے منہ سے کپڑا کھول کر رونے لگا اور لوگ مجھ کو منع کرتے تھے[53] لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منع کرتے تھے میری پھوپھی فاطمہ رونے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو رو یا نہ رو عبد اللہ (تیرے بھائی) کا تو وہاں یہ درجہ ہے کہ فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے رہے جب تم لوگوں نے اس کو اٹھایا شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعٰى اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهٖ

باب آدمی اپنی ذات سے موت کی خبر میت کے وارثوں کو سنا سکتا ہے[54]

۱۱۷۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِیَّ فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔

ہم سے اسمعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی حبش کے بادشاہ کے مرنے کی اس روز خبر دی جس روز وہ مرا اور عیدگاہ کو تشریف لے گئے اور لوگوں کی صف بندھوائی چار تکبیریں کہیں[55]

---

[51] اس آیت پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [52] نافع کی روایت کو اسمعیل اور شعیب کی روایت کو امام بخاری اور عمرو کی روایت کو ابن ابی عمر نے سند میں اور معمر کی روایت کو امام بخاری نے وصل کیا ۱۲ منہ [53] منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کافروں نے جابر کے والد کو قتل کر کے ان کے ناک کان بھی کتر ڈالے تھے ایسی حالت میں صحابہ نے یہ مناسب سمجھا کہ جابر ان کو نہ دیکھیں تو بہتر ہے ورنہ اور زیادہ صدمہ ہوگا حدیث سے یہ نکلا کہ مردے کو دیکھ سکتے ہیں جب تو آنحضرتؐ نے جابرؓ کو منع کیا ۱۲ منہ [54] بعضوں نے اس کو برا سمجھا ہے امام بخاری نے یہ باب لا کر ان کا رد کیا کیونکہ آنحضرتؐ نے خود نجاشی اور زید اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی موت کی خبریں ان کے لوگوں کو سنائیں منہ [55] نجاشی پر نماز جنازہ پڑھی حالانکہ وہ حبش کے ملک میں مرا تھا آپ مدینہ میں تھے تو میت غائب پر نماز پڑھنا جائز ہوا اہل حدیث اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے اب یہ تاویل کہ اس کا جنازہ آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا تھا فاسد ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۷۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَاِنَّ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث نے کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ موتہ[۱] کا ذکر کیا تو فرمایا پہلے زید نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر جعفرؓ نے سنبھالا وہ بھی شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا وہ بھی شہید آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھیں بہ رہی تھیں[۲] پھر خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھالا میں نے ان کو سردار نہیں کیا تھا لیکن اللہ نے ان کو فتح دی

بَابُ الْاِذْنِ بِالْجَنَازَةِ وَقَالَ اَبُوْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اٰذَنْتُمُوْنِیْ۔

باب جنازہ تیار ہو تو لوگوں کو خبر دینا اور ابو رافع نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ دی[۳]

۱۱۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ اِنْسَانٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَمَاتَ بِاللَّیْلِ فَدَفَنُوْهُ لَیْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُوْنِیْ قَالُوْا كَانَ اللَّیْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ عَلَیْكَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَیْهِ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی انہوں نے ابو اسحاق شیبانی سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک آدمی مر گیا جس کے پوچھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جایا کرتے وہ رات کو مرا رات ہی کو لوگوں نے دفن کر دیا صبح کو آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا تم نے (جنازہ طیار ہوتے وقت) کیوں مجھ کو خبر نہیں کی انہوں نے کہا رات تھی اور اندھیرا تھا ہم کو آپ کا تکلیف دینا برا معلوم ہوا آخر آپ اس کی قبر پر آئے اور نماز پڑھی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) دوسرے اگر سامنے لایا بھی گیا ہو تو آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا ہوگا نہ صحابہ کے انہوں نے غائب پر نماز پڑھی ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا)

[۱] یہ لڑائی ۸ ہجری میں ہوئی بلقاء کے زمین میں ملک شام کے پاس مسلمان تین ہزار تھے اور کافر بے شمار آپ نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا اور فرما دیا تھا اگر زید مارے جائیں تو جعفر سردار ہوں اگر جعفر مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہوں ایسا ہوا یہ تینوں مارے گئے اخیر میں خالد بن ولید نے فوج کی کمان کی اور کافروں کو شکست فاش دی آپ نے اس لشکر کے لوٹنے سے پہلے ہی سب خبر لوگوں کو سنا دی اس حدیث میں آپ کے کئی معجزے ہیں ۱۲ منہ

[۲] یعنی آپ کے آنسو جاری تھے حضرت زیدؓ آپ کے متبنیٰ تھے اور حضرت جعفرؓ آپ کے چچا زاد بھائی تھے اور عبداللہ بن رواحہؓ آپ کے چہیتے صحابی تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بہت سی شعر کہی ہیں رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ

[۳] یہ حدیث اوپر باب کنس المسجد میں موصولاً گذر چکی ہے کہ مسجد میں ایک کالا آدمی جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت جھاڑو دیا کرتی تھی وہ مر گیا یا مر گئی تو صحابہ نے اس کو گاڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ کی جب آپ نے اس کا حال پوچھا تو انہوں (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابٌ ۷۹۰ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ

۱۱۷۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُّسْلِمٍ يُّتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ

۱۱۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النِّسَاۗءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَّاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ وَقَالَ شَرِيْكٌ عَنِ ابْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

۱۱۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ

باب جس کا بچہ مرجائے وہ صبر کرے اس کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے عبدالعزیز نے انہوں نے انس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے تین نابالغ بچے[۱] مرجائیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں لے جائے گا ان بچوں پر اپنی بڑی رحمت کی وجہ سے[۲]

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابوسعید خدری سے عورتوں۔ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ایک دن ہم کو وعظ سنانے کا مقرر فرما دیجئے (آپ نے مقرر کر دیا) ان کو وعظ سنائی تو فرمایا جس عورت کے تین بچے مرجائیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ سے اس کے آڑ ہوں گے ایک عورت (ام سلیم[۳]) نے عرض کیا اگر دو مرجائیں آپ نے فرمایا دو بھی اور شریک نے ابن اصبہانی سے یوں روایت کی مجھ سے ابوصالح ذکوان نے ابوسعید اور ابوہریرہؓ سے نقل کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہؓ نے یہ بھی کہا کہ تین نابالغ بچے۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے کہا میں نے زہری سے سنا انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ صرف قسم اتارنے کیلئے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے بیان کیا آپ نے فرمایا مجھ کو کیوں خبر نہ دی اس سے امام بخاری نے نکالا کہ جنازہ غسل کفن سے تیار ہو جائے تو لوگوں کو خبر دینا چاہیے کہ نماز کے لیے آجائیں ۱۲ منہ [۱] ابن منیر نے کہا جب نابالغ بچوں کے مرجانے میں یہ ثواب ہے تو جوان اور کمانے والے اولاد کے مرجانے میں بھی یہی اجر ملے گا بلکہ بطریق اولیٰ ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے ایک روایت میں ایک بچے کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کرے اور کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالے ۱۲ منہ [۳] جو انسؓ کی والدہ تھیں جیسے طبرانی کی روایت میں ہے بعضوں نے کہا ام مبشر بعضوں نے کہا ام ہانی ۱۲ منہ

إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

بَابُ ۷۹۱ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اصْبِرِي۔

۱۱۷۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي۔

بَابُ ۷۹۲ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَوُضُوْءِهٖ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ۔

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا وَقَالَ سَعْدٌ لَوْ كَانَ نَجِسًا مَا مَسِسْتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ۔

۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ

دوزخ میں جائے گا[1]

باب ایک عورت قبر کے پاس ہو مرد اس سے کہے صبر کر۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ثابت نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گزرے وہ قبر کے پاس بیٹھے رو رہی تھی آپ نے فرمایا خدا سے ڈر اور صبر کر[2]

باب میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل اور وضو کرانا[3]

اور عبداللہ بن عمرؓ نے سعید بن زید کے بچے کو (جو مر گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کو اٹھایا اور (جنازے کی) نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا[4] اور ابن عباسؓ نے کہا مسلمان نہ زندگی میں ناپاک ہوتا ہے اور نہ مر کر[5] اور سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا اگر مردہ نجس ہوتا تو میں اس کو نہ چھوتا[6] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ناپاک نہیں ہوتا[7]

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے

---

[1] یعنی بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے ایک روایت میں ہے کہ پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی وان منکم الا وارد ہا یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے یعنی مومن اور کافر سب پلصراط پر سے گذریں گے وہ دوزخ کی پشت پر نصب ہے بس مومن کا دوزخ میں جانا یہی پلصراط پر سے گذرنا ہے بعضوں نے کہا دوزخ میں جائیں گے پھر اس میں سے نکلیں گے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی بحث انشاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ [3] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ مومن مرنے سے نجس نہیں ہو جاتا اور غسل محض بدن کو صاف اور ستھرا کرانے کے لیے دیا جاتا ہے اور اسی لیے غسل کے پانی میں بیری کے پتوں کا ڈالنا مسنون ہوا ۱۲ منہ [4] اس کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا اگر مردہ نجس ہوتا تو عبداللہ بن عمرؓ اس کو نہ چھوتے نہ اٹھاتے اگر چھوتے تو پھر اپنے اعضا کو دھوتے امام بخاری نے اس سے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا کہ جو میت کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو اٹھائے وہ وضو کرے ۱۲ منہ [5] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ [6] یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ سعد کو سعید بن زید کے مرنے کی خبر ملی وہ گئے ان کو غسل اور کفن دیا خوشبو لگائی پھر گھر میں آکر غسل کیا اور کہنے لگے میں نے گرمی کی وجہ سے غسل کیا نہ مردے کی وجہ سے اگر وہ نجس ہوتا تو میں اس کو نہ چھوتا ۱۲ منہ [7] یہ حدیث موصولاً کتاب الغسل میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

ابنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّ سِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ تَعْنِيْ اِزَارَهٗ۔

محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (علیا حضرت زینبؓ) کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے اس کو تین بار یا اگر مناسب سمجھو تو پانچ بار یا زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ اور اخیر میں کافور رکھو یا کچھ کافور ملا دو پھر جب تم نہلا چکو تو مجھ کو خبر کرو ام عطیہؓ نے کہا جب ہم نہلا چکیں تو آپ کو خبر دی آپ نے اپنا تہ بند عنایت کیا اور فرمایا یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو حدیث میں حقو کا لفظ ہے اس سے مراد تہ بند ہے[1]

بَابُ ۷۹۳ـ مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّغْسَلَ وِتْرًا

باب میت کو طاق بار نہلانا مستحب ہے۔

۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ فَقَالَ اَيُّوْبُ وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَّكَانَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَّكَانَ فِيْهِ ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّكَانَ فِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں آپ نے فرمایا تم اس کو پانی اور بیری کے پتے سے تین بار یا پانچ بار یا زیادہ نہلاؤ اور اخیر بار کافور شریک کرو جب نہلا چکو تو مجھ سے کہو جب ہم نہلا چکیں تو آپ کو خبر کی تو آپ نے اپنا تہ بند پھینک دیا اور فرمایا یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو ایوب نے کہا اور حفصہ بنت سیرین نے بھی مجھ سے محمد بن سیرین کی طرح یہ حدیث بیان کی حفصہ کی حدیث میں یوں ہے اس کو طاق بار نہلاؤ تین یا پانچ یا سات بار اور یہ بھی ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرو اور وضو کے اعضا سے اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہؓ نے کہا ہم نے ان کو بالوں میں کنگھی کر کے

[1] آپ نے اپنا تہ بند تبرک کے لیے عنایت فرمایا اور اسی لیے ارشاد ہوا کہ یہ ان کے مبارک بدن سے ملا رہے اب اختلاف ہے اس میں کہ میت کو غسل دینا فرض ہے یا سنت اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ وہ فرض ہے ۱۲ منہ

ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

تین لٹیں کر دیں[1]

بَابُ ۷۹۴ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ۔

باب غسل میّت کی داہنی طرفوں سے شروع کیا جائے

۱۱۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے حفصہؓ بنت سیرین سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل میں فرمایا اس کی داہنی جانبوں سے اور وضو کے مقاموں سے شروع کرو[2]

بَابُ ۷۹۵ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَيِّتِ

باب میّت کا غسل وضو کے مقاموں سے شروع کرنا۔

۱۱۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

ہم سے یحیٰی بن موسٰی نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا ہم نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو نہلایا ہم نہلا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا داہنے حصوں سے اور وضو کے مقاموں سے غسل شروع کرو۔

بَابُ ۷۹۶ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِيْ إِزَارِ الرَّجُلِ۔

باب کیا عورت کے کفن میں مرد کی تہ بند شریک ہو سکتی ہے۔؟

۱۱۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا

ہم سے عبدالرحمٰن بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی گزر گئیں آپ نے فرمایا اس کو تین بار نہلاؤ یا ضرورت سمجھو تو پانچ بار یا زیادہ پھر جب نہلا چکو تو مجھ سے کہو خیر ہم جب نہلا چکے تو آپ کو

---

[1] اور گوندھ کر پیچھے ڈال دیں شافعیہ اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے کہا دو لٹیں کر کے سینے پر ڈال دینا چاہیئے ۱۲ منہ [2] اس سے ابو قلابہ کا رد ہوا وہ کہتے ہیں غسل سر اور داڑھی سے شروع کیا جائے ۱۲ منہ [3] اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ میت کو کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا

اِذْنَاهُ فَنَزَعَ مِنْ حَقْوِهِ إِزَارَهُ وَقَالَ. اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ.

خبر کی آپ نے اپنا حقو یعنی تہ بند اتار کر دے دیا اور فرمایا اس کو اندر لپیٹ دو[1]

بَابٌ ۷۹۷ يُجْعَلُ الْكَافُوْرُ فِي الْاٰخِرَةِ

باب اخیر بار کے غسل میں کافور شریک کرنا۔

۱۱۸۴ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ وَقَالَتْ اِنَّهُ قَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی گزر گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا اس کو تین بار اگر مناسب جانو تو پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتے سے نہلاؤ اور اخیر میں کافور یا تھوڑا کافور شریک کرو جب نہلا چکو تو مجھے خبر کرنا ام عطیہؓ نے کہا ہم نہلا چکے تو آپ کو خبر کر دی آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا یہ اندر کا کپڑا کرو اور ایوب نے حفصہؓ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے ایسا ہی روایت کیا اس میں یہ ہے آپ نے فرمایا تین یا پانچ یا سات بار یا اس سے بھی زیادہ اگر مناسب جانو نہلاؤ حفصہؓ نے کہا ام عطیہؓ نے کہا ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین لٹیں کر دیں۔

بَابٌ ۷۹۸ نَقْضِ شَعْرِ الْمَرْاَةِ.

باب میت عورت ہو تو غسل کے وقت اس کے بال کھولنا[2]

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ اَنْ يُّنْقَضَ شَعْرُ الْمَيِّتِ.

اور ابن سیرین نے کہا عورت کے بال کھولنا کچھ برا نہیں[3]

۱۱۸۵ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَيُّوْبُ وَسَمِعْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَتْنَا اُمُّ عَطِيَّةَ اَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَاْسَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی ایوب نے کہا میں نے سنا ایسا ایسا اور میں نے حفصہ بنت سیرین سے سنا وہ کہتی تھیں مجھ سے ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ

---

[1] ابن بطال نے کہا اس کے جواز پر اتفاق ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور تھی دوسروں کو ایسا نہ کرنا چاہیے اس کا قول بے دلیل ہے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا مرد کے بال اگر لمبے ہوں تو وہ بھی کھولے جائیں ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ نَقَضْنَهُ ثُمَّ غَسَلْنَهُ ثُمَّ جَعَلْنَهُ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کو تین لٹیں کر دیا بالوں کو کھول ڈالا پھر دھویا پھر ان کی تین لٹیں کر دیں۔

بَابٌ ۷۹۹ كَيْفَ الْإِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ

وَقَالَ الْحَسَنُ الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ تَشُدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ۔

باب میت پر کپڑا کیونکر لپیٹنا چاہیئے؟

اور امام حسن بصری نے کہا عورت کے لیے ایک پانچواں کپڑا چاہیئے جس سے قمیص کے تلے رانیں اور سرین باندھے جائیں [1]

۱۱۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ جَاءَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ ابْنًا لَّهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِيْ أَيُّ بَنَاتِهِ وَزَعَمَ أَنَّ الْإِشْعَارَ الْفُفْنَهَا فِيْهِ وَكَذٰلِكَ كَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَأْمُرُ بِالْمَرْأَةِ أَنْ تُشْعَرَ لَا تُؤْزَرَ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی اُن کو ایوب سختیانی نے انہوں نے کہا میں نے ابن سیرین سے سُنا وہ کہتے تھے ام عطیہؓ جو ایک انصاری عورت ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ جلدی جلدی اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے بصرے میں آئی لیکن اس کو نہ پا سکی (وہ پہلے ہی مر گیا یا چل دیا) اس نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے ہم آپ کی صاحبزادی کو نہلا رہے تھے آپ نے فرمایا تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اگر مناسب سمجھو پانی اور بیری سے اس کو نہلاؤ اور اخیر میں کافور شریک کرو جب نہلا چکو تو مجھے اطلاع دو ام عطیہؓ نے کہا ہم نے نہلا کر آپ کو خبر کی آپ نے اپنا تہبند پھینکا اور فرمایا یہ تو اندر بدن سے لپیٹ دو اور ابن سیرین بھی عورت کے لیے یہی حکم دیتے تھے کہ اس کے بدن پر کپڑا لپیٹ دیا جائے تہبند نہ پہنایا جائے۔

بَابٌ ۸۰۰ هَلْ يُجْعَلُ شَعْرُ الْمَرْأَةِ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

باب کیا عورت کے بالوں کی تین لٹیں کی جائیں گی؟

۱۱۸۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام حسن بصری کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں احمد اور ابو داؤد کی روایت میں لیلیٰ بنت قانف سے یہ ہے کہ میں بھی ان عورتوں میں تھی جنہوں نے علیا حضرت ام کلثوم کو غسل دیا پہلے آپ نے کفن کے لیے تہ بند دیا پھر کرتہ پھر اوڑھنی یعنی سر بندھن پھر چادر پھر لفافہ میں لپیٹ دی گئیں معلوم ہوا عورت کے کفن میں یہ پانچ کپڑے سنت ہیں اگر میسر ہو ورنہ ایک کپڑا بھی کافی ہے ۱۲ منہ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعْرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا۔

ہشام بن حسان سے انہوں نے ام الہذیل حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بال گوندھ کر اُن کی تین چوٹیاں کر دیں اور وکیع نے سفیان سے یوں روایت کیا ایک پیشانی کی طرف کے بالوں کی چوٹی اور ادھر ادھر کی[1]

بَابٌ ٨٠١. يُلْقَى شَعْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

باب عورت کے بالوں کی تین لٹیں کر کے اس کے پیچھے ڈال دی جائیں۔

١١٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن حسان سے انہوں نے کہا ہم سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو آپ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے اس کو بیری (ڈال کر پانی) سے طاق بار نہلاؤ تین بار یا پانچ بار اس سے بھی زیادہ اگر مناسب سمجھو اخیر میں کافور یا یوں فرمایا تھوڑا کافور شریک کر دو جب نہلا چکو تو مجھے خبر کر دو خیر ہم جب نہلا چکے تو آپ کو اطلاع کی آپ نے اپنا تہ بند پھینکا ہم نے اُن کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر اُن کی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیں[2]

بَابٌ ٨٠٢. الثِّيَابُ الْبِيضُ لِلْكَفَنِ

باب سفید کپڑوں کا کفن کرنا۔

١١٨٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یمن کے تین سفید سوتی دھوئے کپڑوں میں کفن دیے گئے نہ اُن میں

---

[1] صحیح ابن حبان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم دیا تھا کہ بالوں کی تین چوٹیاں کر دو اس حدیث سے میت کے بالوں کا گوندھنا بھی ثابت ہوا اور بعضوں نے اس سے منع کیا ہے ۱۲ منہ

[2] حنفیہ نے کہا دو چوٹیاں کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دینا چاہئیں ۱۲ منہ سلمہ اللہ

كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ۔

قمیص تھا نہ عمامہ [1]

بَابٌ ۸۰۳ الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ۔

باب دو کپڑوں میں کفن دینا۔

۱۱۹۰ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (حج کا احرام باندھے) عرفات میں ٹھیرا ہوا تھا اتنے میں اونٹنی پر سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی (وہ مرگیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن کرو اور خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا منہ ڈھانپو وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔

بَابٌ ۸۰۴ الْحَنُوطِ لِلْمَيِّتِ۔

باب میت کو خوشبو لگانا۔

۱۱۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ ایک شخص احرام باندھے تھا اونٹ نے (اس کو گرا کر) اس کی گردن توڑ ڈالی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا ایسا کرو اس کو پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کا کفن کرو اور خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ اس کو قیامت کے دن (احرام ہی کی حالت میں) [2] لبیک پکارتا ہوا اٹھائے گا۔

---

[1] بلکہ ایک ازار تھی ایک چادر ایک لفافہ بس سنت یہی تین کپڑے ہیں عمامہ باندھنا بدعت ہے حنابلہ اور ہمارے امام احمد بن حنبل نے اس کو مکروہ رکھا ہے شافعیہ نے قمیص اور عمامہ کا بڑھانا جائز رکھا ہے ایک حدیث میں ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو ترمذی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان سب میں حضرت عائشہ کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ زندگی بھر شادی اور غمی کے رسوم اور بدعات میں گرفتار رہتے ہیں اور مرتے وقت بھی بے چاری میت کا پیچھا نہیں چھوڑتے کہیں کفن خلاف سنت کرتے ہیں کہیں لفافہ کے اوپر پھر ایک چادر ڈالتے ہیں کہیں میت پر شامیہ تانتے ہیں کہیں تیجا دسواں چہلم کرتے ہیں کہیں قبر میں پیری مریدی کا شجرہ رکھتے ہیں کہیں قبر پر چراغ جلاتے ہیں کہیں صندل شربتی چادر چڑھاتے ہیں کہیں قبر پر مجمع اور میلہ کرتے ہیں اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں کہیں قبر کو پختہ کرتے اس پر عمارت اور گنبد اٹھاتے ہیں یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھ کھولے اور ان کو نیک توفیق دے (باقی برصفحہ آئندہ)

بَابٌ ۸۰۵ کَیْفَ یُکَفَّنُ الْمُحْرِمُ.

۱۱۹۲ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا.

۱۱۹۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَيُّوبُ يُلَبِّي وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا.

بَابٌ ۸۰۶ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

۱۱۹۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ

باب محرم کو کیونکر کفن دیا جاوے؟

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ ایک محرم شخص کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی اور ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اسے کفن دو اور خوشبو نہ لگانا نہ اس کا سر ڈھانپنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (احرام والوں کی شکل میں گوندسے) بال جمائے ہوئے اٹھائے گا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا اتنے میں اپنی اونٹنی پر سے گر پڑا ایوب نے کہا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور عمرو نے یوں کہا اونٹنی نے اس کو گرتے ہی مار ڈالا آخیر وہ مر گیا آپ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری سے نہلاؤ اور دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو مت لگاؤ نہ اس کا منہ چھپاؤ کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا یہ عمرو نے کہا ایوب نے یوں کہا لبیک کہہ رہا ہوگا۔

باب قمیص میں کفن دینا، اس کا حاشیہ سیا ہوا ہو یا بے سیا اور بغیر قمیص کے کفن دینا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا

بقیہ صفحہ سابقہ آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ ۵۲ معلوم ہوا کہ محرم جب مر جائے تو اس کا احرام باقی رہتا ہے شافعیہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ نے قیاس سے حدیث کے خلاف حکم دیا ہے کہ موت سے تکلیف جاتی رہی تو احرام کے احکام بھی باقی نہ رہے ۱۲ منہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَآءَ ابْنُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهٗ فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ فَقَالَ اٰذِنِّيْ اُصَلِّ عَلَيْهِ فَاٰذَنَهٗ فَلَمَّآ اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عبداللہ بن ابی (منافق مشہور) جب مر گیا اس کا بیٹا (عبداللہ جو پکا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا اپنا قمیص عنایت فرمایئے اور اس پر نماز پڑھیئے اس کے لیے دعا کیجئے آپ نے اپنا قمیص اس کو دے دیا[۵۱] اور فرمایا (جنازہ تیار ہو تو) مجھ کو خبر کر عبداللہ نے خبر کر دی آپ نے پڑھنے کا قصد کیا حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا اور عرض کیا کیا اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا آپ نے فرمایا مجھ کو یہ اختیار دیا ہے کہ ان کے لیے دعا کر یا نہ کر اگر ستر بار دعا کرے گا جب بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشنے کا غرض آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر سورہ براءت کی یہ آیت اتری منافق جو کوئی مرجائے اس پر کبھی نماز مت پڑھ نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو[۵۲]

۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَاَخْرَجَهٗ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ۔

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا آپ نے اس کی لاش نکلوائی اور اپنا لب اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا[۵۳]

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ

باب بغیر قمیص کے کفن دینا[۵۴]

۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے

---

[۵۱] آپ نے اس کے بیٹے عبداللہ کی جو سچا مومن تھا دل شکنی گوارا نہ کی گو اس کا باپ منافق تھا بعضوں نے کہا جنگ بدر میں جب حضرت عباسؓ قید ہو کر آئے تھے تو عبداللہ بن ابی نے وہ ننگے تھے اپنا کرتہ ان کو پہنا دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ کر دیا کہ منافق کا احسان باقی نہ رہے ۱۲ منہ [۵۲] گو منافقوں پر نماز پڑھنا اس آیت سے منع ہوا مگر حضرت عمرؓ پہلی آیت سے یعنی فلن یغفر اللہ لہم سے یہ سمجھے کہ نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ جب اللہ ان کو بخشنے ہی کا نہیں تو پھر نماز سے فائدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمجھا دیا کہ اس آیت میں نماز کی ممانعت نہیں ہے مجھ کو اختیار دیا گیا ہے تب حضرت عمرؓ خاموش ہو رہے آخر وہی حکم اترا جو حضرت عمرؓ سمجھے تھے رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [۵۳] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے اس میں کرتہ دے دینے سے مراد یہ ہے کہ کرتہ دینے کا آپ نے وعدہ فرما لیا ہوا یہ کہ عبداللہ کے عزیزوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور عبداللہ کا جنازہ طیار کر کے قبر میں رکھ بھی دیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے آپ نے اس کو پھر نکلوایا اپنا تھوک اس پر ڈالا اپنا قمیص اس کو پہنایا اس پر نماز پڑھی دہیں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھتے وقت ... (باقی بر صفحہ آئندہ)

كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں دھوئے ہوئے سوتی تھے کفن دیے گئے نہ اُن میں قمیص تھا نہ عمامہ[1]

۱۱۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَبُو نُعَيْمٍ لَا يَقُولُ ثَلَاثَةٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ يَقُولُ ثَلَاثَةٍ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے کہا میرے باپ عروہ نے مجھ سے بیان کیا حضرت عائشہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص تھا نہ عمامہ امام بخاریؒ نے کہا ابونعیم راوی تین کا لفظ نہیں کہتا اور عبداللہ بن ولید نے سفیان سے تین کا لفظ نقل کیا ہے۔

بَابٌ: الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ۔

باب کفن میں عمامہ نہ ہونا

۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دھوئے ہوئے سفید کپڑوں میں کفن دیے گئے نہ اُن میں قمیص تھا نہ عمامہ۔

بَابٌ: الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ۔

باب کفن کی تیاری میت کے سارے مال میں سے کرنا چاہیے[2]

وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ

اور عطا اور زہری اور عمرو بن دینار اور قتادہ کا یہی قول ہے[3]۔ اور عمرو بن دینار نے کہا خوشبودار کا خرچ بھی سارے مال سے کیا جائے[4] اور ابراہیم نخعی نے کہا پہلے مال میں سے کفن کی تیاری کریں پھر قرض ادا کریں

بقیہ صفحہ سابقہ آپ کو کھینچا ۱۲ منہ ۵۴ مستملی کے نسخہ میں یہ ترجمہ باب نہیں ہے اور وہی ٹھیک ہے کیونکہ یہ مضمون تو اگلے باب میں بیان ہو چکا ہے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا

[1] مطلب یہ ہے کہ چوتھا کپڑا نہ تھا قسطلانی نے کہا شافعی نے قمیص پہنانا جائز رکھا ہے مگر اس کو سنت نہیں سمجھا اور ان کی دلیل ابن عمرؓ کا فعل ہے جس کو بیہقی نے نکالا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا تین لفافے اور ایک قمیص اور ایک عمامہ لیکن شرح مہذب میں ہے کہ افضل یہی ہے کہ قمیص اور عمامہ نہ ہو اگرچہ قمیص اور عمامہ مکروہ نہیں پر اولیٰ کے خلاف ہے ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ گور کفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے پہلے میت جو مال چھوڑ گئے اس میں گور کفن کا خرچ ہو پھر جو بچے وہ قرض میں دیا جائے پھر ثلث میں سے وصیت پوری کی جائے باقی جو بچے وہ وارثوں کو دیا جائے ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن طاؤس اور خلاس بن عمرو سے منقول ہے کہ کفن کی طیاری ثلث مال میں سے ہونا چاہیے ۱۲ منہ [3] عطاء کے قول کو دارمی نے اور باقی قولوں کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيٰنُ أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ۔

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمًا بِطَعَامِهِ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِّنِّيْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِّنِّيْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي۔

پھر وصیت پوری کریں[۱] اور سفیان ثوری نے کہا قبر اور غسال کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے[۲]

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے ایک روز کھانا رکھا گیا انہوں نے کہا مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے وہ (جنگ احد میں) شہید ہوئے ان کے کفن کو صرف ایک چادر ملی اور حمزہ بن عبدالمطلب یا کسی اور کو کہا[۳] وہ شہید ہوئے مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کو صرف ایک چادر ملی[۴] میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو ہمارے چین آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا ہی میں دے دیئے گئے ہوں[۵] پھر رونا شروع کیا۔

بَابٌ ۱۸ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ

باب اگر میت کے پاس ایک ہی کپڑا نکلے

۱۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے کہ عبدالرحمان بن عوفؓ کے سامنے کھانا لایا گیا وہ روزہ دار تھے تو کہنے لگے ہائے مصعب بن عمیر شہید ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو ایک چادر کا کفن ملا ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا حمزہؓ شہید ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ان کے بعد تو ہم کو دنیا کی خوب کشائش ہوئی یا یوں کہا ہم کو دنیا بھی بہت ملی ہم ڈرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو ہماری نیکیوں کا

---

۱ اس کو دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ اس کو بھی دارمی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۳ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ۴ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مصعب اور حمزہ کا سارا مال یہی تھا بس ایک چادر تو کفن کے لیے سارا مال خرچ کرنا چاہیے اب اس میں اختلاف ہے کہ میت قرض دار ہو تو صرف اتنا کفن دینا چاہیے کہ اس کا ستر ڈھکنے یا سارے بدن کو ڈھانکنے والا ہو حافظ نے کہا راجح یہی ہے کہ سارے بدن کو ڈھانکنے والا کفن دیا جائے ۱۲ منہ

عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

بدلہ دنیا ہی میں مل گیا ہو پھر لگے رونے اور کھانا بھی چھوڑ دیا۔[1]

بَابٌ ۱۸۱ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيْهِ غُطِّيَ بِهِ رَأْسُهُ۔

باب اگر کفن کا کپڑا چھوٹا ہو کہ سر اور پاؤں دونوں نہ ڈھنپ سکیں تو سر چھپا دیں (پاؤں پر گھانس وغیرہ ڈال دیں)

۱۲۰۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق نے کہا ہم سے خباب بن ارت نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محض اللہ کے لیے ہجرت کی (وطن چھوڑا) تو ہمارا بدلہ اللہ کے ذمے ہو گیا ہم میں سے بعضوں نے تو مرتے تک اپنے بدلے میں سے کچھ نہ کھایا ان میں مصعب بن عمیر تھے اور بعضوں کا میوہ پک گیا وہ چن چن کر کھانا ہے مصعبؓ احد کے دن شہید ہوئے ہم ان کے کفن کے لیے کچھ نہ ملا بس ایک چادر تھی ان کا سر اس سے چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں چھپاتے تو سر باہر نکل آتا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو یہ حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دو اور اُن کے پاؤں پر اذخر (خوش بودار گھاس) ڈال دو۔

بَابٌ ۱۸۲ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا کفن طیار کرنا اور اس پر اعتراض نہ ہونا۔

۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُهَا تَدْرُونَ مَا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے کہ ایک عورت[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ایک بُنی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ کے لیے تحفہ لائی تم جانتے ہو

---

[1] حالاں کہ روزہ دار تھے دن بھر کے بھوکے ہائے مومنو! دل پاش ہو جاتا ہے جب ہم اپنے پیغمبر کا حال سنتے ہیں کہ مہینوں گھر میں چولہا نہ سلگتا جو کی روکھی روٹی پر قناعت کرتے خالی بوریے پر آرام فرماتے گھر میں روشنی کو چراغ نہ ہوتا ہمارے پیغمبر کی شہزادی حضرت فاطمہؓ اپنے دست مبارک سے چکی پیستیں گھر کے سارے کام کرتیں ہمارے پیشوا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس تکلیف اور محتاجی کے ساتھ دنیا کی زندگی کاٹی کچھ مرتے وقت کفن کو پورا کپڑا بھی نہ تھا اور ہم ہیں ناخلف کہ اپنے بزرگوں کے خلاف رات دن دنیا اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں حلال حرام کی کچھ قید نہیں اگر غور کرو تو مرتے ہی سب چھوڑ جاؤ گے کمایا تو تم نے اڑائیں گے دوسرے اور حرام کمائی کا وبال تم پر ہو گا پکڑے تو تم جاؤ گے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۱۲ منہ

[2] اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيهَا مَا أَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ وَإِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔

چادر کیا لوگوں نے کہا شملہ سہل نے کہا ہاں شملہ خیر وہ کہنے لگی یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں اس لیے لائی ہوں کہ آپ اس کو پہنیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی اس وقت احتیاج تھی آپ نے لے لی باہر نکلے تو اسی کی تہ بند باندھے ہوئے ایک شخص (عبدالرحمٰن بن عوف) کہنے لگے کیا عمدہ چادر ہے یہ مجھ کو عنایت کیجئے لوگوں نے عبدالرحمٰنؓ سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی آپ نے اس کو پہن لیا پھر تم نے کیسے مانگی تم یہ بھی جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے عبدالرحمٰنؓ نے کہا قسم خدا کی میں نے پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ میں اس کو اپنا کفن کروں گا سہل نے کہا پھر وہ اُن کے کفن میں شریک ہوئی [1]

بَابُ ٨١٣ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ

باب عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے

١٢٠٣ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ام الہذیل حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا مگر تاکید سے منع نہیں ہوا [2]

بَابُ ٨١٤ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا۔

باب عورت کا اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا۔

١٢٠٤ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ وَقَالَتْ نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے سلمہ بن علقمہ نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا ام عطیہؓ (صحابیہ) کا ایک بیٹا مر گیا انہوں نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوا کر اپنے بدن پر لگائی اور کہنے لگیں ہم کو خاوند کے سوا اور کسی پر تین

[1] آپ نے چادر عبدالرحمٰنؓ کو دے دی اور اس پر اعتراض نہ کیا کہ ابھی سے کفن کی طیاری کی کیا ضرورت ہے معلوم ہوا کفن پیشتر سے طیار رکھنے میں کوئی قباحت نہیں بعضوں نے کہا مستحب ہے ۱۲ منہ

[2] تو معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازوں کے ساتھ جانا مکروہ ہے پر حرام نہیں ہے جمہور علما کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ نے اس کی اجازت دی ہے لیکن جوان عورت کے لیے مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ

أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا لِزَوْجٍ۔

دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہوا۔

۱۲۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنْ كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ایوب بن موسیٰ نے کہا مجھ کو حمید بن نافع نے خبر دی انہوں نے زینب بن ابی سلمہ سے سُنا انہوں نے کہا جب شام کے ملک سے ابوسفیان[۱] کے مرنے کی خبر آئی تو ام المومنین ام حبیبہؓ نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوائی اور اپنی گالوں اور بانہوں پر ملی اور فرمانے لگیں (میں تو رانڈ مونڈ ہوں) مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہ تھی پر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو عورت اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

۱۲۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے کہا میں ام المومنین ام حبیبہؓ کے پاس گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو عورت اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے پھر میں ام المومنین زینب ابنت جحش کے پاس گئی جب ان کے بھائی مر گئے تھے انہوں نے خوش بو منگوائی اور لگائی پھر فرمانے لگیں مجھے خوش بو کی کون سی ضرورت ہے بات یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر خاوند پر چار مہینے دس دن

---

[۱] ابوسفیان حضرت ام حبیبہؓ کے والد تھے معاویہؓ کے باپ ۱۲ منہ

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

بَابُ ۸۱۵ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

۱۲۰۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

بَابُ ۸۱۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ

سوگ کرے۔

باب قبروں کی زیارت کرنا[1]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ثابت نے، انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گذرے[2] جو ایک قبر کے پاس، بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ کہنے لگی ہاجی پرے ہٹو، تم پر میری مصیبت تھوڑی پڑی ہے۔ اس نے آپؐ کو پہچانا نہیں۔ پھر لوگوں نے اس سے کہہ دیا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ (گھبرا کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور دربان وغیرہ کوئی بھی نہ تھے اور عذر کرنے لگی میں نے آپ کو نہیں پہچانا (معاف فرمائیے) آپؐ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) صبر تو جب صدمہ شروع ہو اس وقت کرنا چاہیئے[3]

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا، میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

یعنی جب رونا پیٹنا میت کے خاندان کی رسم ہو[4] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم میں فرمایا اپنے تئیں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ (برے کام سے منع کرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] امام بخاری نے صاف نہیں بیان کیا کہ قبروں کی زیارت جائز ہے یا نہیں کیوں کہ اس میں اختلاف ہے اور جن حدیثوں میں زیارت کی اجازت آئی ہے وہ ان کی شرط پر نہ تھیں مسلم نے مرفوعاً نکالا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کرو کیوں کہ اس سے آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین اور ابراہیم نخعی اور شعبی سے نقل کیا کہ وہ قبروں کی زیارت مکروہ جانتے تھے اب جو جائز رکھتے ہیں وہ اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ عورت مرد سب کے لیے جائز ہے یا صرف مردوں کے لیے ابن حزم نے کہا قبروں کی زیارت فرض ہے اگرچہ عمر بھر میں ایک ہی بار ہو اور وہ جو حدیث میں ہے کہ اللہ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو قبروں کی بہت زیارت کرتی ہیں تو قرطبی نے کہا کہ یہ لعنت بہت زیارت کرنے والیوں پر ہے جو خاوند کے کاموں کا خیال نہ رکھیں اور رات دن قبروں ہی میں گھومتی پھریں نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے کیوں کہ موت کے یاد دلانے کی مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں ۱۲ منہ [2] نہ اس عورت کا نام معلوم ہوا نہ صاحب قبر کا ۱۲ منہ [3] رو پیٹ کر تو سب کو صبر آ جاتا ہے ۱۲ منہ [4] تو میت پر ان کے رونے پیٹنے سے عذاب ہوگا کیونکہ اس بری رسم کا اس کو موقوف کرنا تھا۔ امام بخاری نے تو یہ توجیہ کر کے حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے اختلاف کو مٹا دیا جس کا ذکر آگے آئے گا ۱۲ منہ

مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهٖ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى وَهُوَ كَقَوْلِهٖ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِيْ غَيْرِ نَوْحٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

فرمایا[۱] تم میں ہر کوئی نگہبان ہے اور اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا، اگر اس کے خاندان کی رسم نہ ہو (اور کوئی اس پر رو دے) تو حضرت عائشہؓ کا دلیل لینا اس آیت سے صحیح ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھانے کا اور اگر کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کو بلائے (اپنا بوجھ اٹھانے کو) تو وہ نہیں اٹھائے گی[۲] اور بغیر نوحہ (چلائے پیٹے) رونا درست ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب کوئی ناحق خون ہوتا ہے۔ تو آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس خون کا کچھ وبال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی بنا اسی نے سب سے پہلے ڈالی[۳]

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ أَنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهٗ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ

ہم سے عبدان اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عاصم بن سلیمان نے انہوں نے ابو عثمان عبدالرحمٰن نہدی سے انہوں نے کہا مجھ سے اسامہ بن زید نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ میرا ایک بیٹا مر رہا ہے آپ تشریف لائیے آپؐ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ اللہ ہی کا سارا مال ہے جو لے لے اور جو عنایت کرے اور ہر بات کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے تو صبر کرو اور ثواب چاہیئے پھر انہوں نے قسم دے کر کہلا بھیجا آپؐ ضرور تشریف لائیے اس وقت آپؐ اٹھے، آپؐ کی ہمراہی میں سعدؓ بن

[۱] یہ حدیث موصولاً کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] یہ آیت سورہ فاطر میں ہے مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ کسی شخص پر غیر کے فعل سے سزا نہ ہوگی مگر ہاں جب اس کو بھی اس فعل میں ایک طرح کی شرکت رہی ہو جیسے کسی کے خاندان کی رسم رونا پیٹنا نوحہ کرنا ہو اور وہ اس سے منع کر جائے تو بے شک اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے اس پر بھی عذاب ہو گا بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ جب میت نوحہ کرنے کی وصیت کر جائے بعضوں نے کہا عذاب سے یہ مطلب ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے امام ابن تیمیہ نے اسی کی تائید کی ہے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو خود امام بخاری نے دیات وغیرہ میں وصل کیا اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ناحق خون کوئی اور بھی کرتا ہے تو قابیل پر اس کے گناہ کا ایک حصہ ڈالا جاتا ہے اور اس کی وجہ آنحضرتؐ نے یہ بیان فرمائی کہ اس نے ناحق خون کی بنا سب سے پہلے قائم کی تو اسی طرح جس کے خاندان میں نوحہ کرنے اور رونے پیٹنے کی رسم ہے اور اس نے منع نہ کیا تو کیا عجب ہے کہ نوحہ کرنے والوں کے گناہ کا ایک حصہ اس پر بھی ڈالا جائے اور اس کو عذاب ہو ۱۲ منہ

جَبَلٍ وَّاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَاَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ۔

عبادہؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ابی ابن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ (انصاری لوگ) اور کئی آدمی تھے۔ اس بچے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا کر لائے اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ ابو عثمان نے کہا میں سمجھتا ہوں اسامہ نے یہ کہا جیسے پرانی مشک، یہ حال دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے، سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رونا کیسا آپ نے فرمایا، یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ انہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں[1]

۱۲۰۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (ام کلثومؓ) کے جنازے میں حاضر تھے (وہ حضرت عثمانؓ کی بی بی تھیں ۹ھ میں مریں[2]) آپ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا، آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے آپ نے فرمایا لوگو کوئی تم میں ایسا بھی ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ ابو طلحہؓ نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا تو پھر اتر وہ ان کی قبر میں اترے[3]۔

۱۲۱۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارکؒ

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹے بچے کی تکلیف پر رحم آ گیا جس آدمی میں رحم نہ ہو وہ آدمی نہیں پتھر ہے اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرنے کا حدیث شریف سے یہ نکلا کہ کسی کے مرنے پر یا مصیبت پر صرف رونا منع نہیں ہے لیکن زبان سے ناشکری کے کلمے نکالنا یا چلانا یا پیٹنا یعنی نوحہ کرنا منع ہے ۱۲ منہ [2] اور حضرت رقیہ آپ کی دوسری صاحبزادی جو حضرت عثمانؓ سے پہلے منسوب ہوئی تھیں وہ اس وقت مریں جب آپ جنگ بدر میں تھے اس لیے آپ ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے اور ان ہی کی خبر گیری اور علاج و معالجہ کے لیے آپ حضرت عثمان کو مدینہ میں چھوڑ گئے تھے جنگ میں ہمراہ نہیں لے گئے تھے شیعہ حضرت عثمانؓ پر اس باب میں طعنہ مارتے ہیں کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے یہ ان کی بے وقوفی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت عثمانؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد آپ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو ان کے عقد میں دیا اور جب وہ بھی مر گئیں تو فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی تجھ ہی سے بیاہ دیتا سبحان اللہ یہ فضیلت کس کو نصیب ہوئی ہے ۱۲ منہ [3] حضرت عثمانؓ کو آپ نے نہیں اتارا ایسا فرمانے سے ان کو تنبیہ کرنا منظور تھی کہتے ہیں حضرت عثمان نے اسی شب میں جس میں حضرت ام کلثوم نے انتقال فرمایا ایک لونڈی سے صحبت کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی بر صفحہ آئندہ)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بِمَکَّۃَ وَجِئْنَا لِنَشْھَدَھَا وَحَضَرَھَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَھُمَا اَوْقَالَ جَلَسْتُ اِلٰٓی اَحَدِھِمَا ثُمَّ جَآءَ الْاٰخَرُ فَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِیْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ اَلَا تَنْھٰی عَنِ الْبُکَآءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِکَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَّکَّۃَ حَتّٰٓی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اِذَا ھُوَ بِرَکْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَۃٍ فَقَالَ اذْھَبْ فَانْظُرْ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ الرَّکْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا صُھَیْبٌ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ ادْعُہٗ لِیْ فَرَجَعْتُ اِلٰی صُھَیْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَمَّآ اُصِیْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُھَیْبٌ یَّبْکِیْ یَقُوْلُ وَااَخَاہُ وَاصَاحِبَاہُ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ یَا صُھَیْبُ اَتَبْکِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَآءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَآئِشَۃَ فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰہُ عُمَرَ وَاللّٰہِ مَا حَدَّثَ

نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی انہوں نے کہا حضرت عثمانؓ کی ایک صاحبزادی (ام ابان) نے مکہ میں انتقال کیا اور ہم ان کے جنازے میں شریک ہونے کو آئے عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ بھی آئے، میں دونوں کے بیچ میں بیٹھا تھا یا یوں کہا دونوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں دوسرے صاحب آئے اور میرے بازو بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے عمرو بن عثمان (ام ابان کے بھائی) سے کہا تم عورتوں کو رونے پیٹنے سے منع نہیں کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے، میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا، عمرؓ بھی ایسا ہی کچھ کہتے تھے (کہ میت پر اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوگا) پھر بیان کرنے لگے کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ (حج کر کے) مکہ سے لوٹا آرہا تھا، جب بیدا[1] میں پہنچا تو انہوں نے چند سواروں کو ببول کے سائے میں دیکھا مجھ سے فرمایا جا ان کی خبر لے یہ سوار کون لوگ ہیں، میں آیا دیکھا تو صہیبؓ ہیں میں نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا، انہوں نے کہا، ان کو بلا لاؤ میں لوٹ کر آیا اور صہیبؓ سے کہا چلو امیر المومنین نے تم کو بلایا ہے (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے[2] تو صہیبؓ روتے ہوئے آئے کہہ رہے تھے ہائے بھیا ہائے میرے یار حضرت عمرؓ نے ان سے کہا صہیبؓ تم مجھ پر روتے ہو اور (تم نہیں جانتے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا خیر جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہو چکا تو میں نے ان کی یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے بیان کی انہوں نے کہا اللہ حضرت عمرؓ پر رحم کرے (ان کی غلطی معاف

بقیہ صفحہ سابقہ کو ان کا یہ کام پسند نہ آیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [1] بیدا ایک میدان ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ منہ [2] مردود ابولولو مجوسی نے آپ کو عین نماز میں خنجر زہر آلودہ سے زخمی کیا ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ وَلٰکِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَزِیْدُ الْکَافِرَ عَذَابًا بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ وَقَالَتْ حَسْبُکُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ ھُوَ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ وَاللّٰہِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَیْئًا۔

کرے، خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب کرے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ کافر کے گھر والے جب اس پر روتے ہیں تو اللہ اور زیادہ اس کو عذاب کرتا ہے اور کہنے لگیں قرآن کی یہ آیت تم کو بس کرتی ہے کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ابن عباس رضؓ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے میں) سورہ والنجم کی یہ آیت پڑھی اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے[1] ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس رضؓ کی یہ تقریر سُن کر عبداللہ بن عمر رضؓ نے کچھ جواب نہیں دیا۔

۱۲۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ ثَنَا عَلِیُّ ابْنُ مُسْھِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ وَھُوَ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ جَعَلَ صُھَیْبٌ یَّقُوْلُ وَا اَخَاہُ فَقَالَ عُمَرُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ۔

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے کہا ہم کو ابو اسحاق شیبانی نے خبر دی انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے انہوں نے کہا جب حضرت عمر رضؓ زخمی ہوئے تو صہیب چلانے لگے ہائے بھیا ہائے بھیا حضرت عمر رضؓ نے کہا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

۱۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّھَا اَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا سَمِعَتْ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی یَھُوْدِیَّۃٍ یَّبْکِیْ عَلَیْھَا اَھْلُھَا فَقَالَ اِنَّھُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْھَا وَاِنَّھَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِھَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد عمرو بن حزم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت پر سے گزرے اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے (وہ مر گئی تھی) آپ نے فرمایا یہ تو (یہاں) رو رہے ہیں اور وہاں اس کو اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے[2]

---

[1] یعنی غم کے موقع پر جو آنسو بے اختیار نکل آتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں آدمی پر اس کا گناہ کیسے پڑ سکتا ہے غرض یہ ہے کہ ابن عباس رضؓ نے صرف رونے کا جواز ثابت کیا اور باب کا مطلب بھی یہی ہے ۱۲ منہ

[2] اس کے دو نو معنے ہو سکتے ہیں یعنی اس کے گھر کے والوں کے رونے سے یا اس کے کفر کی وجہ سے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ تو اس رنج میں ہے کہ ہم سے جدا ہو گئی اور اس کی جان عذاب میں گرفتار ہے اس حدیث سے امام بخاری نے حضرت عمر رضؓ (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۸۱ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ۔

باب میت پر نوحہ کرنا مکروہ ہے[2]

وَقَالَ عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ۔

اور حضرت عمرؓ نے فرمایا عورتوں کو ابو سلیمان (خالد بن ولید) پر رونے دے[3] جب تک خاک نہ اڑائیں اور چلائیں نہیں نقع کہتے ہیں سر پر مٹی ڈالنے کو اور لقلقہ چلانے کو[3]

۱۲۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عبید نے انہوں نے علی بن ربیعہ سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا آپ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جائے اس پر نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ

ہم سے عبد اللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے سنا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میّت پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عبدان کے ساتھ اس حدیث کو عبد الاعلیٰ نے بھی یزید بن زریع سے روایت

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی اگلی حدیث کی تفسیر کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ میّت ہے جو کافر ہو لیکن حضرت عمرؓ اس کو عام سمجھے اور اسی لیے صہیب پر انکار کیا ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [1] شوکانی نے کہا رونا اور کپڑے پھاڑنا اور نوحہ کرنا یہ سب کام حرام ہیں ایک جماعت سلف کا جن میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہیں یہ قول ہے کہ میّت کے لوگوں کے رونے سے میّت کو عذاب ہوتا ہے اور جمہور علماء اس کی یہ تاویل کرتے ہیں اس کو عذاب ہوتا ہے جو رونے کی وصیت کر جائے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً یہ ثابت ہوا ہے کہ میّت پر رونے سے اس کو عذاب ہوتا ہے ہم نے آپ کے ارشاد کو مانا اور سن لیا اس پر ہم کچھ زیادہ نہیں کرتے نووی نے اس پر اجماع نقل کیا کہ جس رونے سے میّت کو عذاب ہوتا ہے وہ پکار کر رونا اور نوحہ کرنا ہے نہ صرف آنسو بہانا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی حرام ہے نوحہ کہتے ہیں چلا کر میّت پر رونا اس کی خوبیاں بیان کرنا ۱۲ منہ [3] ہوا یہ تھا کہ خالد بن ولید ۲۱ھ ہجری میں ملک شام میں مر گئے ان کی عورتیں ان پر رو رہی تھیں کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا ان کو منع کرا بھیجئے جب انہوں نے یہ فرمایا اس روایت کو امام بخاری نے تاریخ اوسط میں وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ح وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ

کیا انہوں نے کہا ہم سے سعید ابن ابی عروبہ نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے[1] اور آدم بن ابی ایاس نے شعبہ سے یوں روایت کیا کہ میت پر زندے کے اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

بَابٌ ۸۱۸

۱۲۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جِيْءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتّٰى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقَالُوْا ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي فَمَا زَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

باب

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ کہتے تھے میرے باپ کی لاش احد کے دن لائی گئی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھدی گئی ایک کپڑا اس پر اڑھا دیا تھا میں کپڑا اٹھا کر لاش کو کھولنے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا پھر میں کھولنے گیا تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا پھر آپ نے حکم دیا تو لاش اٹھائی گئی آپ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن[2] آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے یا یوں فرمایا مت رو فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے رہے جب تک اس کا جنازہ اٹھا۔

بَابٌ ۸۱۹ - لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں[3]

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدُ الْيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے زبید یامی نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گالوں پر تھپیڑے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے وہ ہم مسلمانوں میں سے

---

[1] پھر قتادہ نے وہی سند بیان کی یعنی انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابن عمرؓ سے ۱۲ منہ [2] عمرو جابر کے دادا تھے اگر عمرو کی بیٹی تھیں تو جابرؓ کی پھوپھی ہوئیں اگر عمرو کی بہن تھیں تو مقتول کی پھوپھی اور جابر کی دادی ہوئیں یعنی دادا کی بہن ۱۲ منہ [3] یعنی اس کا طریق مسلمانوں کا طریق نہیں ہے بلکہ کافروں کا طریق اس نے اختیار کیا ۱۲ منہ

الجَاهِلِيَّةِ۔

بَابٌ ۸۲ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ۔

۱۲۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ

نہیں ہے[۱]

باب سعد بن خولہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افسوس کرنا[۲]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضؓ سے انہوں نے کہا جس سال حج وداع ہوا یعنی ۱۰ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو تشریف لایا کرتے میری بیماری سخت ہو گئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیماری تو اس درجہ کو پہنچ گئی (اب امید بچنے کی نہیں) اور میری وارث صرف ایک لڑکی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھا فرمایا نہیں پھر آپ نے فرمایا تہائی مال خیرات کرنا کافی ہے یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ بہتر ہے یا محتاج چھوڑے لوگوں کے سامنے ہاتھ پسارتے پھریں اور تو اللہ کی رضامندی کے لیے جو خرچ کرے گا (گو تھوڑا ہو) اس پر ثواب پائے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی جورو کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھی تو مدینہ چلے جائیں گے اور میں اُن سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا آپ نے فرمایا تو کبھی پیچھے نہیں رہنے کا[۳] تو جو کوئی

---

[۱] حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ گریبان پھاڑنا اور گال پیٹنا حرام ہے اس وجہ سے کہ اس میں قضائے الٰہی سے عدم رضا نکلتی ہے اور جس کو اس کی حرمت معلوم ہو اور وہ اس کو حلال جان کر کرے وہ تو بے شک دین سے خارج ہو جائے گا ۱۲ منہ [۲] ترجمہ باب میں رثا سے وہی افسوس اور رنج و غم مراد ہے نہ مرثیہ پڑھنا مرثیہ اس کو کہتے ہیں کہ میت کے فضائل اور مناقب بیان کیے جائیں اور لوگوں کو بیان کر کے رلایا جائے خواہ نظم ہو یا نثر یہ تو ہماری شریعت میں منع ہے خصوصاً لوگوں کو جمع کر کے سنانا اور رلانا اس کی ممانعت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے صحیح حدیث میں وارد ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا ۱۲ منہ [۳] سعد کا مطلب یہ تھا کہ اور صحابہ تو آپ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں روانہ ہو جائیں گے اور میں مکہ ہی میں پڑے پڑے مر جاؤں گا آپ نے پہلے گول گول فرمایا جس سے سعد نے معلوم کر لیا کہ میں اس بیماری سے مروں گا نہیں پھر آگے صاف فرمایا کہ شاید تو زندہ رہے گا اور تیرے ہاتھ سے مسلمانوں کو فائدہ کافروں کو نقصان ہو گا اس حدیث میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّبِکَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِھِمْ لٰکِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ یَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَکَّةَ۔

نیک کام کرے گا تیرا درجہ اور مرتبہ اور بڑھے گا پھر میں کہتا ہوں شاید تو ابھی زندہ رہے گا تجھ سے کچھ لوگ فائدہ اٹھائینگے کچھ نقصان یا اللہ میرے اصحاب کی ہجرت پوری کردے اور ان کو ایڑیوں کے بل مت لوٹا (کہ مکہ سے ہجرت کرکے پھر مکہ میں آکر مریں) تو تو اچھا ہے مگر سعد بن خولہ بیچارہ ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ ہی میں مرا[1]

بَابٌ ۸۲۱ مَا یُنْهٰی مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ۔

باب غمی میں بال منڈانا منع ہے (جیسے ہندو سونک کیا کرتے ہیں)۔

۱۲۱۸۔ وَقَالَ الْحَکَمُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَیْمِرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْہِ وَرَاْسُهٗ فِیْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَھْلِهٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھَا شَیْئًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ بَرِیَٔ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

اور حکم بن موسیٰ نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا[2] انہوں نے عبدالرحمن بن جابر سے ان سے قاسم بن مخیمرہ نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انہوں نے کہا ابو موسیٰ اشعری بیمار ہوئے ایسے کہ ان کو غش آگیا ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک عورت (ام عبداللہ) کی گود میں تھا اس نے چیخ ماری رونے لگی، ابو موسیٰ اس کو جواب نہ دے سکے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے اس کام سے بیزار ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوئے اس عورت سے چلائے اور جو بال منڈائے اور کپڑے پھاڑے

بَابٌ ۸۲۲ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ

باب جو گالوں پر تھپیڑے مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) آپ کا ایک بڑا معجزہ ہے جیسے آپ کی پیشین گوئی تھی ویسا ہی ہوا سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہے عراق اور ایران انہوں نے فتح کیا رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا) [1] حالاں کہ وہاں سے ہجرت کر چکا تھا جس ملک سے ہجرت کی ہو پھر وہاں رہنا اور مرنا بہت مکروہ تھا اسی فقرہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے اسمٰعیلی نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں رثاء سے وہ مرثیہ تھوڑے مراد ہے جو لوگ اموات کے لیے تصنیف کیا کرتے تھے اور اس کو سنایا کرتے تھے یہاں تو رثاء رنج اور افسوس کے معنوں میں ہے اس کے سوا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی نہیں ہے بلکہ زہری کا کلام ہے جو حدیث میں شریک ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے مرثیوں کے لیے لوگوں کو جمع کرنا اور ان کو رلانے کے لیے سنانا اور اس کا سامان کرنا اور اس کی مجلس کرنا جیسے اس زمانہ میں حضرات شیعہ کیا کرتے ہیں ہماری شریعت میں بموجب حدیث صحیح ممنوع ہے ورنہ نفس مرثیہ کی تالیف تو صحابہ سے ماثور ہے حضرت فاطمہ فرماتی ہیں۔ ماذا علی من شم تربة احمد۔ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا ۱۲ منہ [2] حکم بن موسیٰ امام بخاری کے شیوخ میں نہیں ہیں تو صحیح یہ ہے کہ یہ تعلیق ہے اس کو امام مسلم اور ابن حبان نے وصل کیا

۱۲۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص گالوں پر تھپیڑے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے وہ ہم میں سے نہیں۔

بَابٌ ۸۲۳ مَا يُنْهٰى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ۔

باب مصیبت کے وقت واویلا اور کفر کی باتیں بکنا منع ہے[1]۔

۱۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گالوں پر تھپیڑے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

بَابٌ ۸۲۴ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ۔

باب مصیبت کے وقت اس طرح بیٹھنا کہ چہرے پر رنج معلوم ہو۔

۱۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے انہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا انہوں نے کہا مجھ سے عمرہ نے بیان کیا کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (جنگ موتہ میں) زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ ابن رواحہ کے مارے جانے کی خبر آئی تو آپ اس طرح سے بیٹھے کہ آپ پر رنج معلوم ہوتا تھا میں دروازے کی دراڑ میں سے دیکھ رہی تھی[2] اتنے میں ایک شخص[3] آپ کے پاس آیا

---

[1] باب کی حدیث میں واویلا کا ذکر نہیں ہے شاید امام بخاری نے اس کو یوں نکالا کہ واویلا بھی ایک کفر کے زمانے کی بات ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے ابوامامہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو ابن ماجہ نے نکالا اس میں صاف مذکور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت کی جو منہ نوچے گریبان پھاڑے واویلا اور واثبورا پکارے یعنی ہائے خرابی ہائے میں مرگئی ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت غیر مردوں کی طرف دیکھ سکتی ہے بہ شرطیکہ بدنیت سے نہ دیکھے ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ وَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ۔

۱۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِينَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ۔

بَابٌ ۸۲۵ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ وَقَالَ يَعْقُوبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ۔

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

کہنے لگا جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں آپ نے فرمایا جا منع کر وہ گیا اور پھر لوٹ کر آیا کہنے لگا وہ عورتیں نہیں مانتیں آپ نے فرمایا جا منع کر پھر تیسری بار آیا اور کہنے لگا قسم خدا کی یا رسول اللہ وہ تو ہم پر غالب ہو گئیں حضرت عائشہؓ نے کہا آپ نے فرمایا جا اُن کے منہ میں خاک جھونک دے میں نے اس سے کہا اللہ تیری ناک[1] میں مٹی لگائے (ماٹی ملا کہاں سے آیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تجھ سے فرمایا وہ تو تو کر نہ سکا اور پھر آنحضرتؐ کا ستانا بھی نہیں چھوڑتا[2]

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا جب قاری لوگ (عامر بن طفیل کے ساتھ سے بیر معونہ پر) قتل ہوئے تو آپ نے ایک مہینے تک نماز میں قنوت پڑھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن دنوں سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا[3]

باب جو شخص مصیبت کے وقت (نفس پر زور ڈال کر) اپنا رنج ظاہر نہ کرے۔

اور محمد بن کعب قرظی نے کہا جزع اس کو کہتے ہیں کہ بری بات منہ سے نکالنا اور پروردگار سے بدگمانی کرنا[4] اور حضرت یعقوبؑ نے فرمایا (جو سورہ یوسف میں ہے) میں تو اپنی بیقراری اور رنج کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں[5]

ہم سے بشر بن حاکم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم کو اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے خبر دی انہوں نے انس بن

---

[1] یعنی خدا کرے تو ذلیل اور خوار ہو ہمارے ملک میں عورتیں ایسے وقت میں کہتی ہیں مرموئی اور دکن میں کہتی ہیں ماٹی ملا مٹی پڑو ۱۲ منہ [2] یعنی تو مرد تھا تو عورتوں کو جا کر ڈرا دھمکا کر روک دینا تھا وہ تو تجھ سے ہو نہ سکا خیر نہ سہی تو خاموش تو رہنا تھا بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رنج کی خبر دے کر اور رنجیدہ کرنا کون سی عقلمندی ہے ایک تو آپ خود اس وقت رنج میں تھے دوسرے اس کے بار بار آنے سے اور آپ کو تکلیف ہوئی ہو گی خدا ایسے بیوقوف آدمی سے بچائے ۱۲ منہ [3] ان کا قصہ اور زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے قتل کا قصہ دونوں اوپر گزر چکے ہیں ۱۲ منہ [4] اس کے کرم اور رحم اور اجر اور ثواب سے مایوس ہو جانا امام بخاری نے جزع کو اس لیے بیان کیا کہ وہ مصیبت ظاہر نہ کرنے کی ضد ہے مصیبت ظاہر نہ کرنا صبر ہے اور جزع بے صبری ۱۲ منہ [5] اور کسی سے اپنے دل کا دکھ نہیں کھولتا اسی کو نام صبر ہے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُبَارِكَ لَهُمَا فِي لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيٰنُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ۔

مالکؓ سے سنا انہوں نے کہا ابوطلحہ کا ایک بچہ بیمار ہوا[1] انسؓ نے کہا وہ مر گیا اس وقت ابوطلحہ گھر میں نہ تھے جب ان کی بی بی ام سلیم انسؓ کی ماں نے دیکھا وہ مر چکا تو انہوں نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو ایک طرف کونے میں کر دیا اتنے میں ابوطلحہ آئے انہوں نے پوچھا بچہ کیسا ہے ام سلیمؓ نے کہا اس کو آرام ہے اور میں سمجھتی ہوں اب اس کو چین ملا[2] ابوطلحہ سمجھے کہ ام سلیم سچ کہتی ہیں (اب بچہ اچھا ہے) انسؓ نے کہا ابوطلحہ رات کو ام سلیمؓ کے پاس رہے صبح کو غسل کیا جب باہر جانے لگے تو ام سلیمؓ نے اُن سے کہا بچہ تو مر گیا[3] ابوطلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ کر نماز پڑھی اور آپ سے ام سلیمؓ کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شاید اس رات میں ان دونوں (جورو خاوند) کو برکت دے گا سفیان) ابن عیینہ نے کہا ایک انصاری مرد (عبایہ بن رافع بن خدیج) کہتا تھا میں نے ام سلیم کے نو لڑکے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے[4]

بَابٌ ۸۲۶ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى۔

باب صبر وہی ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے[5]

وَقَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِيْنَ

اور حضرت عمرؓ نے کہا دونوں طرف کے بوجھے اور بیچ کا بوجھ کیا اچھے ہیں

---

[1] جس کو ابو عمیر کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیار سے فرمایا کرتے تھے ابو عمیر تمہاری نغیر کیسی ہے یعنی چڑیا یہ لڑکا بڑا خوبصورت اور وجیہ تھا ابوطلحہ اس سے بڑی محبت رکھتے تھے ۱۲ منہ

[2] سبحان اللہ ایسی عقل مند اور پارسا بی بیاں کہاں پیدا ہوتی ہیں حالاں کہ ماں کو بچہ سے بے حد محبت ہوتی ہے مگر ام سلیم کے استقلال کو دیکھیے کہ منہ پر تیوری نہ آنے دی اور رنج کو ایسا چھپایا کہ ابوطلحہ سمجھے واقعی بچہ اچھا ہو گیا پھر یہ دیکھیے کہ ام سلیم نے بات بھی کہی تو ایسی کہ جھوٹ نہ ہو کیوں کہ موت درحقیقت راحت ہے وہ معصوم جان تھی اس کے لیے تو مرنا آرام ہی آرام تھا ادھر بیماری کی تکلیف گئی ادھر دنیا کے فکروں اور گناہوں سے نجات پائی جیتا تو معلوم نہیں کیا کیا جھنجھٹ میں گرفتار ہوتا ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ ام سلیم نے رنج اور صدمہ پی لیا بالکل ظاہر نہ ہونے دیا ۱۲ منہ

[3] دوسری روایت میں یوں ہے ام سلیم نے کہا ابوطلحہ اگر کچھ لوگ عاریت کی چیز لیں پھر واپس دینے سے انکار کریں تو کیسا ہے انہوں نے کہا ہرگز ان کا اُن کا انکار نہ کرنا چاہیئے عاریت کی چیز بخوشی واپس دینا چاہیئے تب ام سلیم نے کہا ہمارا بچہ بھی اللہ کا تھا ہم کو عاریت ملا تھا اللہ نے لے لیا تو ہم کو رنج نہ کرنا چاہیئے ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ غصے ہوئے کہنے لگے مجھے پہلے کیوں نہیں خبر کی میں نے رات کو صحبت بھی کی ۱۲ منہ

[4] یہ ام سلیم کے صبر اور استقلال کا نتیجہ تھا مترجم پر بھی یہ واقعہ گذر چکا ہے پہلے میرا ایک ہی لڑکا تھا اور نہایت ذکی اور صبیح وہ مکہ معظمہ میں مر گیا اللہ نے مجھ کو صبر دیا اور اس کے بدل تین لڑکے عنایت فرمائے ۱۲ منہ

[5] قرآن میں جو آیا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اس سے یہی صبر مراد ہے ورنہ رو پیٹ کر تو سب کو

إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ۔

یعنی سورہ بقرہ کی اس آیت میں خوشخبری سنا صبر کرنے والوں کو جن کو کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کی ملک ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں ایسے لوگوں پر ان کے مالک کی طرف سے شاباشیاں ہیں اور مہربانی اور یہی لوگ رستہ پانے والے ہیں[۱] اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا اور صبر اور نماز سے مدد لو اور نماز مشکل ہے مگر (خدا سے) ڈرنے والوں پر مشکل نہیں[۲]

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا صبر وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔

بَابُ[۸۲۷] قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ابراہیم! ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ۔

اور عبد اللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج کرتا ہے[۳]

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے حسن بن عبد العزیز نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے کہا ہم سے قریش بن حیان نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر پر گئے وہ ابراہیم کی انا کا خاوند تھا[۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو (گود میں) لیا اور ان کو پیار کیا اور سونگھا پھر اس کے بعد جو ہم ابو سیف کے پاس گئے دیکھا تو ابراہیم دم توڑ رہے ہیں یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو

---

[۱] اس کو حاکم نے مستدرک میں وصل کیا حضرت عمرؓ نے صلوات اور رحمت کو جانور کے دونوں طرف کے بوجھ قرار دیئے اور بیچ کا بوجھ جو پیٹھ پر رہتا ہے اولٰئک ہم المہتدون کو ۱۲ منہ [۲] اس آیت میں بھی صبر سے وہی صبر مراد ہے جو مصیبت آتے ہی شروع میں کیا جائے ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث اسی باب میں آگے مذکور ہوتی ہے ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث بھی آگے آتی ہے مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت دل کو رنج ہونا آنکھوں سے آنسو نکلنا خاصہ بشری ہے اس میں آدمی مجبور ہے تو اس پر عذاب نہیں ہوگا ۱۲ منہ [۵] حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے ماریہ قبطیہ کے بطن سے ان کی انا ابو سیف لوہار کی بی بی تھی حضرت ابراہیم وہیں پرورش پاتے ابو سیف کا نام براء بن اوس تھا ۱۲ منہ

تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ رَوَاهُ مُوْسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بہ نکلے عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے آپ نے فرمایا عوف کے بیٹے یہ بے صبری نہیں رحمت ہے پھر دوسری بار روئے اور فرمایا آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے پر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے[1] بے شک ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں اس حدیث کو موسیٰ ابن اسماعیل نے سلیمان بن مغیرہ سے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

بَابُ ۲۸ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ

باب بیمار کے پاس رونا[2]

۱۲۲۶۔ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهُ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِيْ غَاشِيَةِ اَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضٰى فَقَالُوْا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن وہب سے انہوں نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے سعید بن حارث انصاری سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہؓ کو ایک بیماری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کو اپنے ساتھ لے کر اُن کے پوچھنے کو گئے جب وہاں پہنچے دیکھا تو ان کے گھر والے خدمت کرنے والے سب جمع ہیں[3] آپ نے فرمایا کیا گذر گئے لوگوں نے کہا نہیں یارسول اللہ یہ سن کر آپ روئے سعد کی بیماری دیکھ کر لوگوں نے جو آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو دیے آپ نے فرمایا سُن لو اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو نکلنے پر اور دل کے رنجیدہ ہونے پر عذاب نہیں کرنے کا وہ تو اس پر

---

[1] یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون صبر اور شکر ۱۲ منہ [2] جب ایسی سخت نشانی ظاہر ہو جس سے بچنے کی امید نہ رہے ورنہ بیمار کو تسلی اور تشفی دینا مسنون ہے ۱۲ منہ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے دیکھا تو وہ بے ہوش ہیں اور ان کے لوگ گرد اگرد جمع ہیں آپ نے لوگوں کو اکٹھا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید سعد کا انتقال ہو گیا ۱۲ منہ

بِهٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ فِيْهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِيْ بِالْحِجَارَةِ وَ يَحْثِيْ بِالتُّرَابِ۔

عذاب کرے گا آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا[۱] اور دیکھو میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے اور حضرت عمرؓ تو جب ایسا دیکھتے تو لاٹھی اور پتھر سے مارتے اور رونے والوں کے منہ پر خاک جھونکتے[۲]

بَابٌ ۸۲۹ مَا يُنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ۔

باب نوحہ کرنے اور رونے سے منع کرنا اور اس پر جھڑکی دینا۔

۱۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ اَنَّهٗ لَمْ يُطِعْنَهٗ فَاَمَرَهُ الثَّانِيَةَ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِيْ اَوْ غَلَبْنَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ فَزَعَمَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ فَقُلْتُ اَرْغَمَ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا وہ کہتی تھیں جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ (مسجد میں) بیٹھ رہے آپ کے چہرے پر رنج معلوم ہوتا تھا میں دروازے کی دراڑ میں سے جھانک رہی تھی اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں[۳] آپ نے فرمایا جا اُن کو منع کر وہ گیا پھر آیا اور کہنے لگا میں نے منع کیا لیکن وہ نہیں سنتیں آپ نے دوبارہ جا اُن کو منع کر وہ گیا پھر (تیسری بار) آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم وہ مجھ سے یا ہم سے زبردست نکلیں یہ شک محمد بن حوشب راوی کو ہوئی حضرت عائشہؓ نے کہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا جا ان کے منہ میں خاک جھونک[۴] دے میں نے کہا ارے ماٹی ملے (تجھ پر خدا کی سنوار)

---

[۱] اگر زبان سے صبر اور شکر کے کلمے نکالے تو رحم ہوگا اجر ملے گا اگر ناشکری اور کفر کے کلمے نکالے تو عذاب ہوگا زبان ہی بڑی چیز ہے میں نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ دین اور دنیا کی اکثر آفتیں اسی زبان کی وجہ سے آتی ہیں جس نے زبان کو شرع اور عقل کے قابو میں کر دیا وہ تمام آفتوں سے بچا رہتا ہے اللھم انی اعوذ بک من شر لسانی ۱۲ منہ

[۲] اس حدیث کی پیروی کر کے کہ جعفر کی عورتوں کے منہ پر خاک جھونک دے جو اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[۳] یعنی جس قدر جائز ہے اس سے زیادہ ۱۲ منہ

[۴] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے لفظی ترجمہ تو ارغم اللہ انفک کا یہ ہے کہ اللہ تیری ناک میں مٹی لگائے یعنی تو ذلیل اور خوار ہو مگر ہمارے محاورے میں ایسے موقع پر یہی بولتے ہیں ارے تجھ پر خدا کی سنوار ۱۲ منہ

اللہ انفک فواللہ ما انت بفاعل وما ترکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العناء۔

ن تو تو وہ کام کر سکا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا اور نہ آپ کو تکلیف دینا چھوڑتا ہے۔

۱۲۲۸ - حدثنا عبد اللہ بن عبد الوھاب قال حدثنا حماد قال حدثنا ایوب عن محمد عن ام عطیۃ قالت اخذ علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند البیعۃ ان لا ننوح فما وفت منا امرأۃ غیر خمس نسوۃ ام سلیم وام العلاء وابنۃ ابی سبرۃ امرأۃ معاذ وامرأتان او ابنۃ ابی سبرۃ وامرأۃ معاذ وامرأۃ اخری۔

ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم سے بیعت لی تو یہ بھی اقرار کرایا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہ کریں گے پھر اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا کسی نے پورا نہ کیا ام سلیم اور ام العلاء اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ بن جبل کی جورو اور دو اور عورتیں یا یوں کہا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی جورو اور ایک عورت اور[1]

باب ۸۳۰ القیام للجنازۃ

باب جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا[2]

۱۲۲۹ - حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال حدثنا الزھری عن سالم عن ابیہ عن عامر بن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا حتی تخلفکم قال سفین قال الزھری اخبرنی سالم عن ابیہ قال اخبرنا عامر بن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم زاد الحمیدی حتی تخلفکم او توضع۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے عامر بن ربیعہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ آگے بڑھ جائے سفیان نے یوں کہا زہری نے کہا مجھے سالم نے اپنے باپ سے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے عامر ابن ربیعہ نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حمیدی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا یہاں تک کہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے۔

باب ۸۳۱ متی یقعد اذا قام للجنازۃ۔

باب جنازے کے لیے کھڑا ہو تو کب بیٹھے؟

۱۲۳۰ - حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے

---

[1] یہ راوی کو شک ہوئی کہ ابو سبرہ کی بیٹی کو معاذ کی جورو کو الگ گنا حافظ نے کہا دوسرا امر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ معاذ رض کی جورو ام عمرو بنت خلاد تھی۔

[2] کہتے ہیں اوائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا پھر منسوخ ہو گیا شافعیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ۔

انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے عامر بن ربیعہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم میں کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو تو کھڑا ہی ہو جائے یہاں تک کہ وہ جنازے کو پیچھے چھوڑے یا جنازہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے آگے بڑھ جانے سے پہلے۔

۱۲۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ ابن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو کوئی جنازے کے ساتھ ہو وہ جب تک جنازہ رکھا نہ جائے نہ بیٹھے۔

بَابٌ ۸۳۲ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ۔

باب جو شخص جنازے کے ساتھ ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ کندھوں سے اتار کر زمین پر رکھا نہ جائے اگر بیٹھ جائے تو اس سے کھڑے رہنے کو کہیں۔

۱۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَدَقَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ کیسان سے انہوں نے کہا ہم ایک جنازے کے ساتھ تھے تو ابوہریرہؓ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ گئے اتنے میں ابوسعید خدریؓ آئے انہوں نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو قسم خدا کی یہ شخص (یعنی ابوہریرہؓ) جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا ہے ابوہریرہؓ نے کہا ابوسعیدؓ سچ کہتے ہیں[۱]

بَابٌ ۸۳۳ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ

باب یہودی (یا کافر) کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا

---

[۱] اکثر صحابہ اور تابعین اس کو مستحب جانتے ہیں اور شعبی اور نخعی نے کہا کہ جنازہ زمین پر رکھا جانے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے اور بعضوں نے کھڑے رہنے کو فرض کہا ہے نسائی نے ابوہریرہؓ اور ابوسعید سے نکالا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جنازے میں بیٹھے نہیں دیکھا جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جاتا ۱۲ منہ

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا.

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبید اللہ بن مقسم سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ ایک یہودی کا جنازہ ہمارے سامنے سے نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے ہم بھی کھڑے ہو گئے اور ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو[1]

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَيْسٍ فَقَالَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ أَبُو مَسْعُودٍ وَقَيْسٌ يَقُومَانِ لِلْجَنَازَةِ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا وہ کہتے تھے سہل بن حنیف اور قیس بن سعد (صحابیؓ) دونوں قادسیہ میں بیٹھے تھے[2] اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گزرا وہ دونوں کھڑے ہو گئے

لوگوں نے کہا یہ جنازہ تو یہاں کی رعیت یعنی ذمی کافروں کا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اسی طرح ایک جنازہ گزرا تھا آپ کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا کیا یہودی کی جان نہیں ہے اور ابو حمزہ محمد بن میمون نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے یوں روایت کی ہے میں سہل اور قیس کے ساتھ۔ انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے[3] اور زکریا نے شعبی سے یوں روایت کیا انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے کہ ابو مسعود (عقبہ بن عمرو) اور قیس بن سعد دونوں جنازے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے[4]

---

[1] خواہ کسی کا بھی جنازہ ہو مسلمان کا یا کافر کا مقصود یہ ہے کہ آدمی موت دیکھ کر ہوشیار رہے کہ ہم کو بھی ایک دن اسی طرح مرنا ہے اسے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ؛ شادی مکن کہ باتو ہمیں ماجرا رود ۱۲ منہ [2] قادسیہ ایک بستی ہے کوفہ سے دو منزل ۱۲ منہ [3] پھر یہی حدیث بیان کی اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ ۸۳۴ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ۔

باب جنازہ مرد اٹھائیں، نہ عورتیں[1]

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ (کیسان) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت (گھاٹ) پر رکھی جاتی ہے اور مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر جنازہ نیک ہو (وہ کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو[2] اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے اے خرابی مجھ کو کہاں لیے جاتے ہو[3] اس کی آواز ساری مخلوق سنتی ہے ایک آدمی نہیں سنتا آدمی سنے تو بیہوش ہو جائے۔

بَابُ ۸۳۵ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ۔ وَقَالَ أَنَسٌ أَنْتُمْ مُشَيِّعُوْنَ فَامْشُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا۔ وَقَالَ غَيْرُهُ قَرِيْبًا مِّنْهَا۔

باب جنازے کو جلد لے چلنا[4]

اور انسؓ نے کہا تم جنازے کو پہنچا دینے والے ہو تو اُس کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں (سب طرف) چل سکتے ہو[5] اور انسؓ کے سوا اور لوگوں نے کہا جنازے کے قریب چلنا چاہیئے[6]

۱۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم نے زہری سے اس حدیث کو یاد

[1] گو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جنازہ مردوں ہی کو اٹھانا چاہیئے مگر باب کی حدیث سے عورتوں کو جنازہ اٹھانے کی ممانعت نہیں نکلتی البتہ ابویعلیٰ نے انسؓ سے نکالا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے، وہاں آپ نے چند عورتیں دیکھیں۔ فرمایا کیا یہ بھی جنازہ اٹھائیں گی؟ عورتوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کیا دفن کریں گی؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا تو گناہ لے کر لوٹ جائیں نہ ثواب لے کر ۱۲ منہ [2] تاکہ میں اپنے ٹھکانے پہنچوں اور وہاں عیش کروں ۱۲ منہ [3] عذاب میں پھنسانے کو لیے جاتے ہو ۱۲ منہ [4] یعنی عادت سے زیادہ تیز چلنا یہ نہیں کہ دوڑنا علماء نے اس کو مستحب رکھا ہے ۱۲ منہ [5] اس کو عبدالوہاب بن عطا خفاف نے کتاب الجنائز میں اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] یعنی آگے پیچھے داہنے بائیں، جدھر چاہو چلو مگر جنازے سے قریب رہو یہ نہیں کہ جنازہ دور چھوڑ دو انسؓ کے سوا سے مراد عبدالرحمٰن بن قرط صحابی ہیں ان کی روایت کو سعید بن منصور نے نکالا اب اس میں اختلاف ہے کہ جنازے سے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے شافعیہ اور جمہور علماء نے آگے آگے چلنا افضل رکھا ہے اور حنفیہ کے نزدیک پیچھے چلنا افضل ہے اور پیدل چلنا چاہیے سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے البتہ اگر عذر ہو تو اور بات ہے۔ انسؓ کا اثر ترجمہ باب سے اس طرح مطابق ہو سکتا ہے کہ جب سب طرف جانے کی اجازت ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنازے کو ذرا تیزی سے لے جانا چاہیئے ۱۲ منہ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

دکھا انہوں نے سعید بن مسیّب سے روایت کی انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جنازہ لے کر جلد چلا کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اُس کو بھلائی کی طرف نزدیک کرتے ہو اور اگر نیک نہیں ہے تو برے کو اپنی گردنوں پر سے اتارتے ہو[1]

بَابٌ ۸۳۶ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ۔

باب نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتا ہے مجھے آگے لے چلو (جلد دفناؤ)

۱۲۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ (کیسان) سے انہوں نے ابوسعید خدری سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب میت کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے خرابی مجھے کہاں لیے جاتے ہو اس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے ایک آدمی نہیں سنتا۔ سنے تو بے ہوش ہو جائے[2]

بَابٌ ۸۳۷ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

باب جنازے پر امام کے پیچھے دو یا تین صفیں کرنا۔

۱۲۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے ابو عوانہ وضاح یشکری سے انہوں نے قتادہؒ سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی (حبش کے بادشاہ) پر نماز پڑھی میں دوسری صف میں تھا یا تیسری

[1] بہر حال جلدی لے جانے میں فائدہ ہے ۱۲ منہ [2] کے بہشت کے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو ایمان بالغیب نہ رہتا سب مومن ہو جاتے [illegible] اوندی کے خلاف ہے دوزخ اور بہشت دونوں کا آباد کرنا منظور رہے ۱۲ منہ [3] اس باب سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اگر تین صفیں نہ ہوں تو دو ہی صفیں کافی ہیں تین صفوں کا ہونا ضروری نہیں ہے ۱۲ منہ

أَوِ الثَّالِثِ۔

صف میں تھا۔

بَابُ ۸۳۸ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ۔

باب جنازے کی نماز میں صفیں باندھنا۔

۱۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نجاشی کے مرنے کی خبر سنائی پھر آپ آگے بڑھے لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

۱۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے انہوں نے شعبی سے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا[۱] آپ ایک قبر پہ آئے جو اور قبروں سے الگ تھی اور لوگوں کی صف بندھوائی چار تکبیریں کہیں شیبانی نے کہا بتاؤ تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے۔

۱۲۴۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِّنَ الْحَبَشِ فَهَلُمُّوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے ان سے ابن جریج نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج حبشیوں میں سے ایک نیک آدمی (نجاشی حبش کا بادشاہ) مر گیا آؤ اس پر نماز پڑھو جابرؓ نے کہا پھر ہم نے صفیں باندھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہم صفیں باندھے ہوئے تھے اور ابوالزبیر نے جابرؓ سے یوں نقل کیا میں دوسری صف میں تھا[۲] یا تیسری[۳]

---

[۱] اس حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ جابرؓ جس صف میں تھے وہ آخری صف تھی اس لیے ترجمہ باب کی مطابقت مشکل ہے مگر امام بخاریؒ نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں صاف مذکور ہے کہ ہم نے دو صفیں کیں اور علماء نے مستحب رکھا ہے اگر ہو سکے تو جنازے پر تین صفیں کر لیں کیونکہ ابوداؤد اور ترمذی نے مرفوعاً نکالا جو مسلمان مر جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اس کی مغفرت واجب ہو جائے گی ۱۲ منہ [۲] یعنی صحابی تھا اور صحابی کی جہالت ضرور نہیں کرتی کس لیے کہ صحابہؓ سب ثقہ ہیں ۱۲ منہ [۳] ان سب حدیثوں سے میت غائب پر نماز پڑھنا ثابت ہوا امام شافعی اور امام احمد اور اکثر سلف کا یہی قول ہے ابن حزم نے کہا کسی صحابی سے اس کی ممانعت منقول نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابٌ ۸۳۹ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلَى الْجَنَائِزِ

۱۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُونِي قَالُوا دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ نَكْرَهُنَا أَنْ نُوقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

باب جنازے کی نماز میں بچے بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہوں۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر سے گزرے جس میں رات کو مردہ دفن ہوا تھا آپ نے پوچھا یہ کب دفن ہوا لوگوں نے کہا اگلی رات کو آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر نہیں کی انہوں نے کہا ہم نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا آپ کو ایسے وقت میں جگانا برا سمجھا آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی صف میں تھا[1] پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

بَابٌ ۸۴۰ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَمَّاهَا صَلٰوةً لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سُجُودٌ وَلَا يُتَكَلَّمُ فِيهَا وَفِيهَا تَكْبِيرٌ وَتَسْلِيمٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّي إِلَّا طَاهِرًا وَلَا يُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَيَرْفَعُ

باب جنازے پر نماز کا مشروع ہونا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے[2] اور آپ نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو[3] اور آپ نے فرمایا نجاشی پر نماز پڑھو اس کو نماز کہا[4] اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ اور اس میں بات نہ کرنا چاہیئے اور اس میں تکبیر ہے اور سلام ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز نہ پڑھتے جب تک باوضو نہ ہوتے[5] اور سورج ڈوبنے یا نکلنے کے وقت نہ پڑھتے[6] اور

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہے اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے کس لیے کہ جنازے کی نماز دعا ہے اور دعا کرنے میں یہ ضرور نہیں کہ جس کے لیے دعا کر وہ حاضر ہو ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ابن عباس حجۃ الوداع تک بالغ نہیں ہوئے تھے اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس نے میت کے جنازے پر نماز نہ پڑھی ہو وہ اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ رات کو دفن کرنے میں کوئی قباحت نہیں چاروں خلیفہ رات ہی کو دفن ہوئے ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چہارشنبہ کی رات کو دفن ہوئے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے شاید وہ اوائل اسلام کی ہے پھر آپ نے اس کی اجازت دی ۱۲ منہ [2] امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے صرف دعا کی طرح نہیں ہے اس حدیث کو امام مسلم نے وصل کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۱۲ منہ [3] یہ حدیث آگے اس کتاب میں آتی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے باب الصفوف علی الجنازہ میں ۱۲ منہ [5] اس کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا قسطلانی نے کہا امام مالک اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے کہ ان وقتوں میں جنازے کی نماز مکروہ ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جائز ہے ۱۲ منہ

يَدَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ مَنْ رَضُوهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا وَقَالَ أَنَسٌ التَّكْبِيرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَفِيهِ صُفُوفٌ وَإِمَامٌ

جنازے کی نماز میں ہاتھ اٹھاتے[۱] اور امام حسن بصری نے کہا میں نے بہت صحابہ اور تابعین کو پایا وہ جنازے کی نماز میں امامت کا زیادہ حق دار اسی کو جانتے جس کو فرض نماز میں امامت کا حق دار سمجھتے[۲] اور جب عید کے دن یا جنازے پر وضو نہ ہو تو پانی ڈھونڈے تیمم نہ کرے[۳] اور جب جنازے پر اس وقت پہنچے کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو اللہ اکبر کہہ کے شریک ہو جائے[۴] اور سعید بن مسیبؒ نے کہا رات ہو یا دن سفر ہو یا حضر جنازے میں چار تکبیریں کہے[۵] اور انسؓ نے کہا پہلی تکبیر جنازے کی نماز میں شروع کرنے کی ہے[۶]۔ اور اللہ جل جلالہ نے (سورہ توبہ میں) فرمایا ان منافقوں میں جب کوئی مر جائے تو ان پر کبھی نماز نہ پڑھو[۷] اور اس میں صفیں ہیں اور امام ہوتا ہے[۸]۔

۱۲۴۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر سے گزرا وہ کہتا تھا کہ آنحضرتؐ نے ہماری امامت کی ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور نماز پڑھی شیبانی نے کہا ہم نے پوچھا ابو عمرو (یہ شعبی کی کنیت ہے)

[۱] یعنی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اس کو امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں نکالا ۱۲ منہ [۲] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ۱۲ منہ [۳] یعنی عید کی نماز طیار ہو یا جنازے کی اور کسی آدمی کو وضو نہ ہو تو تیمم سے پڑھنا درست نہیں بلکہ وضو کرنا چاہیے البتہ اگر پانی نہ ملے تو تیمم سے پڑھ سکتا ہے حسن بصری کے اس قول کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مگر اس میں عید کا ذکر نہیں ہے اور سعید بن منصور نے حسن سے اس کے خلاف نکالا اس میں یوں ہے کوئی شخص جنازے میں بے وضو ہو اگر وضو کرتا ہے تو نماز جنازہ فوت ہوتی ہے حسن نے کہا تیمم کر کے پڑھ لے اور سلف کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اگر نماز جنازہ فوت ہوتی ہو تو تیمم کر کے پڑھ لے گو پانی موجود ہو امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے ۱۲ منہ [۴] جیسے نماز میں مسبوق شریک ہوتا ہے اور امام کے سلام کے بعد باقی تکبیریں کہہ کر سلام پھیرے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا البتہ ابن ابی شیبہ نے یہ مضمون عقبہ بن عامر صحابی سے روایت کیا موقوفاً ۱۲ منہ [۶] جیسے اور نمازوں میں تکبیر تحریمہ ہوتی ہے اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [۷] تو اس سے بھی یہ نکلا کہ جنازے کی نماز نماز ہے ۱۲ منہ [۸] صفوں اور امام کے ہونے سے بھی اس کے نماز ہونے کا ثبوت حاصل ہوتا ہے ۱۲ منہ

عَبَّاسٍ۔

بَابُ ۸۴۱ فَضْلِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلَكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ۔

۱۲۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ۔

بَابُ ۸۴۲ مَنِ انْتَظَرَ حَتَّى يُدْفَنَ

۱۲۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ

تم سے یہ کس نے بیان کیا انہوں نے کہا ابن عباس رضؓ نے لے

باب جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت

اور زید بن ثابت نے کہا جب تو نے جنازے کی نماز پڑھلی تو اپنے اوپر جو حق تھا ادا کر دیا[2] اور حمید بن ہلال (تابعی) نے کہا ہم جنازے کی نماز کے بعد اجازت لینا نہیں جانتے[3] لیکن جو کوئی صرف نماز پڑھ کر لوٹ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا[4]

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے ہیں نے نافع سے سُنا وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا گیا کہ ابو ہریرۃؓ یہ حدیث بیان کرتے ہیں جو شخص (دفن تک) جنازے کے ساتھ رہے اس کو ایک قیراط ملے گا انہوں نے کہا ابو ہریرۃؓ نے تو بہت حدیثیں بیان کیں ہیں پھر حضرت عائشہ نے بھی ابو ہریرۃؓ کی حدیث کی تصدیق کی اور کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے سُنا جیسا ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں تب تو ابن عمرؓ کہنے لگے ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا (سورہ زمر میں) جو فرطت کا لفظ ہے اس کے بھی معنی ہیں میں نے ضائع کیا[5]

باب جو شخص دفن تک ٹھیرا رہے۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا میں نے ابن

لے اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ جنازے کی نماز نماز ہے یہ سب اقوال اور حدیث لا کر امام بخاری نے ان کا رد کیا جو جنازے کی نماز کو صرف دعا جانتے ہیں اور کہتے ہیں اس کا بے وضو بھی پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ ۲ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ قبرستان تک جانا ضرور نہیں ہے اگر جائے تو اور زیادہ ثواب ہے ۱۲ منہ ۳ حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا اور غرض امام بخاری کی رد ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں اگر کوئی صرف نماز پڑھ کر گھر کو لوٹ جانا چاہے تو جنازے کے وارثوں سے اجازت لے کر جائے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث وارد ہے جو ضعیف ہے ۱۲ منہ ۴ اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے ۱۲ منہ ۵ امام بخاری کی عادت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو لفظ وارد ہیں اگر حدیث میں کہیں وہی لفظ آتا ہے تو اس کے ساتھ قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں ابن عمرؓ کے کلام میں فرطنا کا لفظ آیا اور قرآن میں بھی فرطت فی جنب اللہ آیا ہے تو اس کی تفسیر کر دی یعنی میں نے اللہ کا حکم کچھ ضائع کیا ابن عمرؓ نے جو ابو ہریرۃؓ کی نسبت کہا انہوں نے بہت حدیثیں بیان کیں اس سے یہ مطلب نہیں تھا کہ ابو ہریرۃؓ جھوٹے ہیں بلکہ ان کو یہ شبہ رہا کہ شاید ابو ہریرۃؓ بھول گئے ہوں یا حدیث کا مطلب اور ہو وہ نہ سمجھے ہوں جب حضرت عائشہؓ نے بھی اس کی شہادت دی تو ان کو پورا یقین آگیا اور انہوں نے افسوس کیا کہ ہمارے بہت سے قیراط اب تک ضائع ہوئے ۱۲ منہ

قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ۔

ابی ذئب کو پڑھ کر سنایا انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسری سند اور امام بخاری نے کہا ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے کہا ابن شہاب نے کہا مجھ سے فلاں شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے اعرج نے بھی بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے میں نماز ہوئے تک شریک رہے اس کو ایک قیراط کو ثواب ملے گا اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہوں گے آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی طرح [1]

بَابُ ۸۴۳ صَلٰوةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ۔

باب جنازے کی نماز میں لوگوں کے ساتھ بچوں کا بھی شریک ہونا [2]

۱۲۴۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر نے کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر

[1] یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارھواں حصہ ہوتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ آخرت کے قیراط احد پہاڑ کے برابر ہیں ۱۲ منہ

[2] اس سے پہلے جس باب میں امام بخاری بچوں کا مردوں کے برابر جنازے کی نماز میں کھڑا ہونا بیان کر آئے ہیں گو اس سے بھی یہ نکلتا تھا کہ بچے جنازے کی نماز پڑھیں مگر اس باب سے اس مطلب کو صاف کر دیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوْا هٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔

تشریف لے گئے لوگوں نے کہا یہ مرد کل رات کو دفن ہوا یا یہ عورت کل رات کو دفن ہوئی ابن عباسؓ نے کہا پھر ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

بَابُ ٨٤٤ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰى وَالْمَسْجِدِ۔

باب عید گاہ یا مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا۔

۱۲۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن المسیب اور ابو سلمہ سے ان دونوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نجاشی (حبش کے بادشاہ) کے مرنے کی اس روز خبر دی جس روز وہ حبش میں مرا (یہ آپ کا معجزہ تھا) آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے دعا کرو اور اگلی سند سے ابن شہاب سے روایت ہے مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی صف بندھوائی عید گاہ میں اور اس پر چار تکبیریں کہیں [1]

۱۲۴۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو ضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے (خیبر کے) یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لے کر جنہوں نے زنا کی تھی آپ نے حکم دیا وہ دونوں مسجد کے پاس جنازے رکھنے کے مقام کے قریب سنگسار کیے گئے [2][3]

---

[1] بعض لوگوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے کہ جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی جائے امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر مسجد میں نماز پڑھی اور حنفیہ اور مالکیہ جس مرفوع حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں جنازے کی نماز پڑھے اس کو کچھ ثواب نہیں تو یہ ضعیف ہے دوسرے ابوداؤد نے اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے اس پر کچھ گناہ نہیں ۱۲ منہ [2] عید گاہ کا حکم بھی مسجد کا سا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ جنازہ رکھنے کا مقام مسجد میں تھا جب وہ اس کے قریب سنگسار کئے گئے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ

باب ۸۴۵ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ۔

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوا صَائِحًا يَقُولُ أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا فَأَجَابَهُ آخَرُ بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا۔

۱۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

باب ۸۴۶ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا۔

باب قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے [1]

اور جب حسن بن حسن بن علی علیہم السلام گذر گئے تو ان کی بی بی (فاطمہ بنت حسین) نے ان کی قبر پر سال بھر خیمہ جمایا آخر اٹھا لیا اس وقت ایک پکارنے والے (فرشتے یا جن) کی آواز سنی کہتا تھا کیا ان لوگوں نے جن کو کھویا تھا ان کو پا لیا دوسرے (فرشتے یا جن) نے جواب دیا نہیں نا امید ہو کر لوٹ گئے [2]

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے شیبان سے انہوں نے ہلال وزان سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وفات ہوئی یہ فرمایا اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا [3] حضرت عائشہؓ نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی میں یہی ڈرتی ہوں کہیں آپ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیں۔

باب زچگی میں عورت مر جائے نفاس کی حالت میں تو اس پر نماز پڑھنا۔

---

[1] یعنی خاص قبر پر یا قبر کے آس پاس اس میں مصلحت یہ ہے کہیں ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ لوگ قبر والوں کی پرستش کرنے لگیں جیسے اگلے بت پرستوں کا حال ہوا تو سداً للباب قبر کے پاس بھی مسجد بنانا منع کر دیا گیا جب قبر پر یا قبر کے پاس اللہ کی عبادت منع ہوئی تو قبر پرستی کس درجہ منع ہو گی عاقل کو سمجھ لینا چاہیئے ۱۲ منہ

[2] یہ حسن علیہ السلام کے صاحبزادے اور بڑے ثقات تابعین میں سے تھے اس کی بی بی فاطمہؓ امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور ان کے ایک صاحبزادے تھے ان کا نام نامی بھی حسن تھا گویا تین پشت تک یہی مبارک نام رکھا گیا ان کی بی بی نے اپنے دل کو تسلی اور غم غلط کرنے کے لیئے سال بھر تک اپنے محبوب شوہر کے مزار پر ڈیرہ رکھا آخر نماز بھی وہیں پڑھتی ہوں گی اسی پر ان کو ہاتف غیب سے ملامت ہوئی کہ قبر کو مسجد کیوں بنایا ۱۲ منہ

[3] یعنی خود قبروں کی پرستش کرنے لگے یا قبروں پر مسجدیں اور گرجا بنا کر وہاں خدا کی عبادت کرنے لگے تو باب کی مطابقت حاصل ہو گی امام ابن قیم نے کہا جو لوگ قبروں پر ایک وقت معین پر جمع ہوا کرتے ہیں وہ بھی گویا قبر کو مسجد بناتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ میری قبر کو عید نہ کر لینا یعنی عید کی طرح وہاں میلہ اور جماؤ نہ کرنا جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بھی ان یہودیوں اور نصاریٰ کے پیرو ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی افسوس ہے ہمارے زمانہ میں گور پرستی ایسی شائع ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ یہ نام کے مسلمان خدا اور رسول سے نہیں شرماتے اللہ ان کو ہدایت کرے ۱۲ منہ

١٢٥٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے حسین معلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت (ام کعب) پر جو نفاس کی حالت میں مرگئی تھی نماز پڑھی آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے[1]

بَابٌ ٨٤٧ أَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ۔

باب امام عورت پر نماز پڑھے تو کہاں کھڑا ہو اور مرد پر پڑھے تو کہاں کھڑا ہو[2]؟

١٢٥١ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عبیداللہ ابن ابی بریدہ سے انہوں نے کہا ہم سے سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر نماز پڑھی جو نفاس میں مرگئی تھی آپ اس کے بیچا بیچ کھڑے ہوئے۔

بَابٌ ٨٤٨ التَّكْبِيرُ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا

وَقَالَ حُمَيْدٌ صَلَّى بِنَا أَنَسٌ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

باب جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہنا۔

اور حمید طویل نے کہا انس نے ہم کو جنازے کی نماز پڑھائی تو تین تکبیریں کہیں[3] لوگوں نے ان سے کہا انہوں نے پھر قبلے کی طرف منہ کیا چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

١٢٥٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز (حبش کے ملک میں)

---

[1] مسنون یہی ہے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے سر کے مقابل ابوداؤد نے انسؓ سے نکالا کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ آنحضرتؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے ۱۲ منہ [2] امام بخاری کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کی کمر کے مقابل امام کھڑا ہو انہوں نے ابوداؤد کی حدیث کو ضعیف سمجھا حنفیہ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے سینے کے مقابل کھڑا ہو اور امام مالک کے نزدیک مرد کی کمر کے مقابل اور عورت کے مونڈھوں کے مقابل ۱۲ منہ [3] اکثر علماء جیسے امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی قول ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کسی نے پانچ تکبیریں کہیں کسی نے تین کسی نے سات امام احمد نے کہا چار سے کم نہ ہوں اور سات سے زیادہ نہ ہوں بیہقی نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنازہ پر لوگ سات اور چھ اور پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے چار پر لوگوں کا اتفاق کرا دیا ۱۲ منہ [4] ممکن ہے کہ راوی نے پہلی تکبیر کا شمار نہ کیا ہو کیونکہ تکبیر تحریمہ ہے جو ہر نماز میں کہی جاتی ہے حافظ نے کہا یہ اثر حمید

مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

۱۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سَلِيمٍ أَصْحَمَةَ۔

بَابٌ ۸۴۹ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَسَلَفًا وَأَجْرًا۔

۱۲۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ۔

مرا اور آپ لوگوں کو لے کر عیدگاہ گئے وہاں اُن کی صف بندھوائی اور چار تکبیریں اس پر کہیں۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے سلیم بن حیان نے کہا ہم سے سعید بن میناء نے انہوں نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی[1] پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور یزید بن ہارون واسطی[2] اور عبدالصمد نے سلیم سے اس کا نام اصحمہ روایت کیا ہے[3]

باب جنازے کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

اور امام حسن بصری نے کہا بچے پر (جنازے کی نماز میں) سورہ فاتحہ پڑھے اور یہ دعا اللھم اجعلہ لنا فرطا وسلفا واجرا[4]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباسؓ کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھی دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی انہوں نے سورہ فاتحہ (ذرا پکار کر پڑھی) اور کہا میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے[5]

---

[1] نجاشی تو لقب ہے حبش کے بادشاہ کا جیسے فغفور چین کے بادشاہ کا اور خدیو مصر کے بادشاہ کا اور قیصر روم کے بادشاہ کا مگر اس کا نام اصحمہ تھا بعضوں نے اصحمہ کہا بعضوں نے اصحبہ ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب ہجرۃ الحبشہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] کرمانی نے کہا یزید نے اصحمہ روایت کیا ہے قاضی عیاض نے اسی کو ٹھیک کہا لیکن نووی نے کہا یہ شاذ ہے ٹھیک اصحمہ ہے بعضوں نے کہا صحمہ ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ نماز ہے جیسے اوپر امام بخاری نے آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا اور صحیح حدیث میں ہے لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا یہی قول ہے اور اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ نہ پڑھے شوکانی نے کہا امام احمد اور اہل حدیث کا مذہب حق ہے ۱۲ منہ [5] ترجمہ یوں ہے یا اللہ اس کو ہمارا میر سامان کر دے اور آگے چلنے والا اور ثواب دلانے والا اس اثر کو عبدالوہاب بن عطاء نے کتاب الجنائز میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] دوسری روایت میں ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد پڑھی ایک روایت میں ہے کہا انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت آواز سے پڑھی کہ ہم (باقی بر صفحہ آئندہ)

بَابُ ۸۵ـ الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ

۱۲۵۵ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا يَا اَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

۱۲۵۶ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَسْوَدَ رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً كَانَ يَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهٖ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ قَالُوْا مَاتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ فَقَالُوْا اِنَّهٗ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتَهٗ قَالَ فَحَقَرُوْا شَانَهٗ قَالَ فَدُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ قَالَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

باب مردہ دفن ہونے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہا میں نے عامر شعبی سے سنا کہا مجھ کو اس نے خبر دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر گذرا تھا آپ نے لوگوں کی امامت کی اور انہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی شیبانی نے کہا میں نے شعبی سے کہا ابو عمرو کہو تو یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے۔

ہم سے محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ ایک کالا مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت دیا کرتی وہ مر گیا یا مر گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مرنے کی خبر نہ ہوئی ایک دن آپ نے اس کو یاد فرمایا اور پوچھا وہ کدھر ہے کیا ہوا (کیا ہوئی) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مر گیا (یا مر گئی) آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہیں کی لوگوں نے کہا ایسا ہوا ایسا ہوا اس کا قصہ بیان کیا غرض اس کو حقیر سمجھا[۱] آپ نے فرمایا اب مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ ابو ہریرہؓ نے کہا پھر آپ اس کی قبر پر آئے اس پر نماز پڑھی[۲][۳]

بَابُ ۸۵ـ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

باب مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے جوتوں[۴] کی آواز سنتا ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے سن لی پھر کہا کہ میں نے پکار کر اس لیے پڑھی کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے اور صحابی کا کسی کام کو سنت کہنا مثل مرفوع حدیث کے ہے اس پر اتفاق ہے شوکانی نے کہا اہل حدیث کے نزدیک نماز جنازہ اس طرح پڑھنا چاہیے کہ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور ایک سورت پڑھے اور دوسری تکبیروں میں وہ دعائیں جو حدیث میں وارد ہیں ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [۱] جس نے مردے پر نماز نہ پڑھی ہو وہ دفن ہونے کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے بعضوں نے دعویٰ کیا کہ یہ آنحضرتؐ کا خاصہ تھا مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] ایک کالی مجہول الحال غریب عورت مر گئی اور رات کا وقت تھا آپ کو اس کے لیے کیا تکلیف دینے ہم نے اس کو گاڑ دیا ۱۲ منہ [۳] خاکساران جہاں را بحقارت منگر ÷ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد ÷ یہ کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی کی جاروب کش بڑے بڑے بادشاہان ہفت اقلیم سے اللہ کے نزدیک درجہ اور مرتبہ میں زائد تھی کہ حبیب خدا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھونڈ کر اس کی قبر پر نماز پڑھی واہ رے قسمت آپ کی کفش برداری اگر ہم کو بہشت میں نصیب ہو جائے تو ایسی دنیا کی لاکھوں سلطنتیں اس پر سے تصدق کر دیں ۱۲ منہ [۴] یہاں سے یہ نکلا کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے ابن منیر نے کہا امام بخاری نے یہ باب اس لیے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے جو اہل حدیث

۱۲۵۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح قَالَ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ ان کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھلاتے ہیں پوچھتے ہیں تو ان صاحب کے محمدؐ کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو تیری جگہ تھی اس کو دیکھ لے اللہ نے اس کے بدل تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے[2] اور کافر یا منافق (کم بخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے[3] پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا اور نہ عالموں کی پیروی کی[4] پھر لوہے کی گرز سے اس کے کانوں کے بیچ ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اس کے

[1] معلوم ہوا ہر شخص کے لئے دو ٹھکانے بنے ہیں ایک بہشت میں ایک دوزخ میں اور یہ مضمون قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کافروں کے ٹھکانے جو بہشت میں ہیں ان میں دوزخ کے جانے کی وجہ سے ایمان دار لے لیں گے ۱۲ منہ [2] اور بہشت میں ٹھکانا ملنے پر حق تعالیٰ کا لاکھ شکر بجا لاتا ہے اور دوزخ کا ٹھکانا اس کو اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ بہشت کی قدر و منزلت اس کو معلوم ہو اور اللہ کا بے حد شکر بجا لائے بقول سعدی ۔ قدر عافیت کسی داند کہ بمصیبتے گرفتار آید ۱۲ منہ [3] کوئی ساحر ہیں یا شاعر ہیں کاہن کہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مبارک صورت مردے کو نظر آتی ہے جب تو وہ اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ان صاحب کے باب میں تیرا کیا اعتقاد تھا بہت سے مسلمانوں نے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں نہیں دیکھا مگر اس وقت پہچان لیں گے بعضوں نے کہا نام آپ کا لے کر مردے سے پوچھتے ہیں اور چونکہ آپ نے اپنی زبان سے یہ حدیث فرمائی اس لیے ہذا الرجل کے ساتھ اپنی طرف اشارہ فرمایا ۱۲ منہ [4] یعنی نہ مجتہد ہوا نہ مقلد اگر کوئی اعتراض کرے مقلد تو ہوا کیونکہ اس نے پہلے کہا کہ لوگ جیسا کہتے تھے میں نے بھی ایسا ہی کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید کچھ کام کی نہیں کہ سنے سنائے پر ہر شخص کے کہنے پر عمل کرنے لگا بلکہ تقلید کے لیے بھی غور لازم ہے کہ جس شخص کے ہم مقلد بنتے ہیں آیا وہ لائق اور فاضل اور سمجھ دار تھا یا نہیں اور دین کا علم اس کو تھا یا نہیں سب باتیں بخوبی تحقیق کر کے اگر مقلد بنتا تو اس آفت میں کاہے کو گرفتار ہوتا دوسرے یہ مقلد کو لازم ہے کہ جس کی تقلید کرتا ہے اگر اس کا قول غلط پائے تو اسی وقت تقلید چھوڑ دے اور حق کی پیروی کرے غلطی معلوم

(باقی برصفحہ آئندہ)

اِلَّا الثَّقَلَیْنِ۔

بَابُ ۸۵۲ مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ اَوْ نَحْوِھَا۔

۱۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَاءَہٗ صَکَّہٗ فَفَقَأَ عَیْنَہٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّہٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَّہٗ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَہٗ بِکُلِّ مَا غَطَّتْ بِہٖ یَدُہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ سَنَۃٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ۔

بَابُ ۸۵۳ الدَّفْنِ بِاللَّیْلِ وَدُفِنَ اَبُوْ بَکْرٍ لَیْلًا۔

پاس والی مخلوق آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے[1]

باب جو شخص کسی برکت والی زمین میں جیسے بیت المقدس وغیرہ ہے دفن ہونے کی آرزو کرے[3]

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے عبد اللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا موت کا فرشتہ حضرت موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا (آدمی کی شکل میں) جب وہ آیا (آپ کسی کام میں مشغول تھے) اس نے ستایا آپ نے اس کو نہ پہچان کر ایک طمانچہ رسید کیا اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی وہ اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا اور عرض کیا تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اللہ نے اس کی آنکھ درست کر دی اور فرمایا موسیٰؑ کے پاس پھر جا اور کہہ ایک بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھو جتنے بال ان کے ہاتھ تلے آئیں اتنے برس زندہ رہیں گے (فرشتے نے ایسا ہی کہا) حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا پھر اس کے بعد حکم ہوا موت انہوں نے کہا تو ابھی سہی پھر انہوں نے خدا سے دُعا کی یا اللہ مجھ کو بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار پر نزدیک کر دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰؑ کی قبر بتلا دیتا رستے پر لال ٹیلے کے پاس[5]

باب رات کو دفن کرنا کیسا ہے۔؟

اور ابوبکر صدیقؓ رات کو دفن ہوئے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) کر کے پھر مقلد بنے رہنا یہ اگلے مشرکوں کی رسم ہے جو پیغمبر صاحب سے توحید کے ہزار ہا دلائل سنتے تھے لیکن اپنے باپ دادا کی چال پر جمے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ایسے مقلدوں کی قرآن شریف میں جا بجا ہجو کی ہے ۱۲ منہ حواشی صفحہ ہذا [1] آدمی اور جن اگر سنتے تو بڑی خرابی پڑتی دنیا کے سب کام معطل ہو جاتے ایمان بالغیب نہ رہتا ۱۲ منہ [2] خدایا آرزو ہے دل سے مجھ کو کب وہ دن ہوئے مدینہ میں مروں اور بقیع پاک مدفن ہو ۱۲ منہ [3] بیت المقدس کی مثل ہے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کربلاء معلےٰ اور نجف اشرف اور سارے مقامات جہاں اللہ کے نیک بندے مدفون ہیں باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ دفن کے لیے کسی پیغمبر یا ولی کا جوار ڈھونڈھنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ [4] حضرت موسیٰؑ بڑے قوی شہ زور تھے فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا اس لیے طمانچہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی ۱۲ منہ [5] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ

۱۲۵۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ فَصَلَّوْا عَلَيْهِ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے شیبانی سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص پر جو رات کو دفن کر دیا گیا تھا (دوسرے روز) نماز پڑھی آپ اپنے صحابہؓ سمیت کھڑے ہوئے اور آپ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے لوگوں نے کہا یہ کل رات کو دفن ہوا پھر اس پر نماز پڑھی۔

بَابُ ۸۵۴ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ۔

باب قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے[۱]؟

۱۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرِهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے (وفات کی بیماری میں) تو آپ کی بعضی بی بیوں (ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے) ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا حبش کے ملک میں دیکھا تھا ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں انہوں نے اس کی خوبصورتی اور وہاں کی تصویروں کا حال بیان کیا آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا ان لوگوں کا قاعدہ تھا جب ان میں کوئی شخص نیک مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور مسجد میں اس کی مورت رکھتے اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق میں برے ہیں۔

---

[۱] قسطلانی نے کہا حدیث سے اس کی حرمت نکلتی ہے خصوصاً جب اس پر لعنت آئی لیکن شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اس سے پہلے جو باب امام بخاری لا چکے ہیں وہ قبرستان میں مسجد بنانے کے متعلق تھا اور اس باب سے یہ مقصود ہے کہ خود قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے ابن منیر نے کہا قبرستان میں قبروں سے علاحدہ مسجد بنانے میں قباحت نہیں شوکانی نے کہا یہ اس بیماری میں آپ نے فرمایا جس میں رحلت کی اور اس سے قبروں کو مسجد بنانے کی حرمت نکلتی ہے بعضوں نے کہا یہ حرمت اسی زمانہ میں تھی جب بت پرستی کا زمانہ قریب گذرا تھا ابن دقیق العید نے اس کا رد کیا بیضاوی نے کہا مراد یہ ہے کہ قبر کو گرا کر برابر کر کے اس پر مسجد بنانا یہ حرام ہے کیونکہ مسلمانوں کی قبر کی حرمت کرنا چاہیئے البتہ مشرکوں کی قبریں برابر کر کے اس پر مسجد بنا سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بناتے وقت کیا بیضاوی نے کہا یہود اور نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ تعظیم کیا کرتے تھے اور نماز میں ان کی قبر کو قبلہ بناتے اور ان کو بت کی طرح کر لیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کیا لیکن اگر کوئی شخص کسی ولی یا بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائے اور اس سے مقصود برکت ہو نہ نماز میں اس کی تعظیم اور نہ اس طرف توجہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں انتہیٰ اور حق تعالیٰ نے ایمان والوں سے سورہ کہف میں نقل کیا قال الذین غلبوا علیٰ امرہم لنتخذن علیہم مسجداً مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں تو پھر بت پرستی اور گور پرستی ایسی پھیل گئی ہے کہ معاذ اللہ ہزاروں نام کے مسلمان قبروں پر جا کر ان کو سجدہ کرتے ہیں اس وقت میں بھی یہ حکم مناسب ہے کہ قبروں کے پاس مطلقاً

بَابُ ۸۵۵ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ

۱۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ فُلَيْحٌ أُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لِيَقْتَرِفُوا لِيَكْتَسِبُوا۔

باب عورت کی قبر میں کون اترے؟

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازے میں حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو ابو طلحہؓ نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا تو اس کی قبر میں اتر[1] (انسؓ نے) کہا پس ابو طلحہ اُن کی قبر میں اترے عبداللہ بن مبارک نے کہا فلیح نے کہا میں سمجھتا ہوں لم یقارف کا معنے یہ ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو امام بخاری نے کہا (سورہ انعام میں) جو لیقترفوا آیا ہے اس کا معنے یہی ہے تاکہ گناہ کریں[2]

بَابُ ۸۵۶ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيدِ

۱۲۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ

باب شہید پر نماز پڑھیں یا نہیں؟

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا جنگ احد میں ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ مارے گئے تھے ان میں سے دو دو لاشیں اکٹھا کرتے پھر فرماتے ان دونوں میں کس کو زیادہ قرآن یاد تھا جب لوگ ایک کو بتلاتے تو آپ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے اور فرماتے میں قیامت کے دن ان

(بقیہ صفحہ سابقہ) مسجد بنانے کی اجازت نہ دی جائے واللہ اعلم ۱۲منہ ۲ ماریہ اصل میں ماریٰ کا معرب ہے میری کسی عورت کا نام ہوگا جس نے وہ گرجا بنایا ہوگا ۱۲منہ حواشی صفحہ ہذا

[1] معلوم ہوا غیر شخص بھی عورت کا جنازہ قبر میں رکھ سکتا ہے حالانکہ حضرت عثمانؓ صاحبزادی کے شوہر بھی موجود تھے مگر جب آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو عورت سے صحبت نہ کی ہو تو وہ ہٹ گئے اس کا قصہ اوپر گذر چکا ہے ۱۲منہ

[2] امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق چونکہ حدیث میں لم یقارف کا لفظ آیا ہے تو قرآن میں جو اقتراف کا لفظ آیا اس کی تفسیر کر دی کیونکہ مقارفت اور اقتراف دونوں کا مادہ ایک ہے بعض نے قرف حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات گناہ نہ کیا ہو مگر یہ معنی نہیں جنتا کیونکہ گناہ تو حضرت عثمانؓ نے بھی نہیں کیا تھا انہوں نے صرف اپنی لونڈی سے اس رات صحبت کی تھی جو اخلاقاً اپنی بیوی کی ایسی سخت بیماری میں معیوب تھی امام ابن حزم نے بھی اس معنے کا انکار کیا ہے کہ بھلا ابو طلحہ یہ کیونکر کہہ سکتے تھے کہ میں نے آج کی رات کوئی گناہ نہیں کیا ایسا تو کوئی عام آدمی بھی نہیں کہتا خصوصاً آنحضرت صلی اللہ

اَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ

۱۲۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّي وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّي اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيحَ الْاَرْضِ وَاِنِّي وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

بَابُ[۸۵] دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ۔

لوگوں کا گواہ ہوں[۱] اور آپ نے حکم دیا اسی طرح خون لگے ہوئے ان کو گاڑ دینے کا نہ غسل دیا نہ ان پر نماز پڑھی[۲]

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے ابوالخیر یزید بن عبداللہ سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور احد والوں کے لیے اس طرح نماز پڑھی (دعا کی) جیسے میت کے لیے کرتے تھے[۳] پھر منبر کی طرف آئے (اس پر چڑھے) فرمایا دیکھو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں[۴] اور قسم خدا کی میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے (یعنی سب کے سب مشرک ہو جاؤ گے) لیکن مجھ کو یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں نہ لگ جاؤ[۵]

باب دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔

[۱] کہ انہوں نے اپنی جان اللہ اور رسول پر تصدق کی اور ایمان پر مرے ۱۲ منہ [۲] شافعیہ اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ شہید پر نماز پڑھیں اور امام احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز پڑھیں لیکن غسل نہ دینا چاہیے اور مراد وہ شہید ہے جو میدان جنگ میں کافروں یا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن وہ لوگ جن کے لیے شہادت کا ثواب حدیث میں آیا ہے جیسے طاعون سے مرنے والا یا ڈوب کر مرنے والا اس کو بالاتفاق غسل دینا چاہیے ۱۲ منہ [۳] یہ نماز جنازے کی نماز نہ تھی فقط دو ایک دعا تھی کیونکہ جنازے کی نماز آٹھ برس بعد تھوڑی پڑھی جاتی ہے اور شاید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہو نووی نے کہا یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے یعنی جیسے میت کے لیے آپ دعا کیا کرتے تھے ویسی ہی دعا کی ۱۲ منہ [۴] یہ آپ نے ان فتوحات کی طرف اشارہ فرمایا جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں کہ مغرب یعنی ممالک اندلس سے لے کر اقصائے مشرق یعنی ممالک چین تک اسلام پھیلا ۱۲ منہ [۵] یعنی دنیا کی طمع تم پر غالب نہ آئے اور دنیا کے پیچھے اپنا دین نہ گنوا دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا مسلمان دنیا کے پیچھے لگ گئے اور ہر ایک نے یہ چاہا کہ میں بڑھ چڑھ کر رہوں نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں نفسی نفسی پڑ گئی اور سارے مسلمان مل کر جو ایک جان اور ایک خیال تھے وہ بات جاتی رہی جب ان کا اتحاد مٹ گیا تو کافروں نے اس کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں پر غالب آنا شروع کیا یہاں تک کہ ہمارے زمانہ میں جس قدر ملک اگلے مسلمانوں نے اپنے خون بہا کر فتح کیے تھے وہ ان ناخلف اولاد نے کھو دیے اور اب بھی نااتفاقی اور اختلاف سے باز نہیں آتے سب مل کر قرآن اور حدیث کو اپنا قانون نہیں بناتے اگر اب بھی مسلمان قرآن اور حدیث پر چلنے لگیں تو اگلی حالت ان کی پھر عود کر آئے گی ورنہ ان کی اولاد ان سے زیادہ کافروں کی دست نگر اور محتاج بنے گی وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ [۶] ضرورت کے وقت یہ جائز ہے باب کی حدیث میں صرف دو ہی شخصوں کا ذکر ہے تین کو بھی اسی پر قیاس کیا یا اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ دو اور تین شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاتا عبدالرزاق کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد ایک ہی قبر میں دفن کیے جاتے ۱۲ منہ

۱۲۶۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب سے ان سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہید مردوں کو دو دو کو (ایک قبر میں) اکٹھا کرتے۔

بَابٌ ۸۵۸ مَنْ لَمْ يَرَ غُسْلَ الشُّهَدَاءِ

باب شہیدوں کو غسل نہ دینا۔

۱۲۶۵- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفِنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ اُحُدٍ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ۔

ہم سے ابوالولید طیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں کو یہ فرمایا کہ خون لگے ہوئے اُن کو یوں ہی دفن کر دو اور ان کو غسل نہ دیا۔[1]

بَابٌ ۸۵۹ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ

باب بغلی قبر میں کون آگے رکھا جائے؟

قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَ اللَّحْدَ لِاَنَّهُ فِي نَاحِيَةٍ مُلْتَحَدًا مَعْدِلًا وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرِيحًا۔

امام بخاری نے کہا بغلی قبر کو لحد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ایک کونے میں ہوتی ہے اُسی سے ہے (سورہ کہف میں) ملتحد الیعنی پناہ کا کونہ اگر سیدھی (صندوقی) قبر ہو تو اس کو ضریح کہتے ہیں۔[2]

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيرَ لَهُ اِلَى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ وَاَمَرَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں میں سے دو دو مردوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے پھر پوچھتے اُن میں زیادہ قرآن کس کو یاد تھا جب آپ کو بتلاتے تو آپ اُس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے[3] اور فرماتے میں ان لوگوں کا گواہ ہوں اور آپ نے حکم دیا وہ

---

[1] گو وہ حالت جنابت یا حیض یا نفاس میں شہید ہوں اس پر آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اتفاق ہے ایک شاذ قول سعید بن مسیب اور حسن بصری سے یہ منقول ہے کہ شہید کو غسل دیا جائے امام بخاری نے یہ باب لاکر اس کا رد کیا ۱۲ منہ

[2] نسخہ مطبوعہ مصر میں یہاں اتنی عبارت اور زائد ہے وکل جائر ملحد اور ہر ظلم کرنے والے کو ملحد کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی انصاف کا سیدھا راستہ چھوڑ کر ایک طرف مائل ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی قبلے کی جانب وہ آگے رہتا اس کے پیچھے وہ جس کو اس سے کم قرآن یاد ہوتا ۱۲ منہ

يَدْفِنُهُمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِقَتْلَى أُحُدٍ أَيُّ هَؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى رَجُلٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهِ قَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ أَبِي وَعَمِّي فِي نَمِرَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا۔

اسی طرح خون لگے ہوئے گاڑ دیے گئے نہ ان پر نماز پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا عبداللہ بن مبارک نے کہا اور ہم کو اوزاعی نے خبر دی زہری سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں کا پوچھتے ان میں کس کو قرآن زیادہ یاد تھا جب لوگ بتلاتے تو آپ اس کو بغلی قبر میں اس کے ساتھی سے آگے رکھتے جابرؓ نے کہا میرے باپ (عبداللہ) اور میرے چچا (عمرو بن جموح[1]) ایک کمل میں کفن دیے گئے اور سلیمان بن کثیر نے اپنی روایت میں یوں کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے اس نے بیان کیا جس نے جابرؓ سے سنا[2]

بَابُ الْإِذْخِرِ وَالْحَشِيشِ فِي الْقَبْرِ

باب اذخر اور سوکھی گھانس قبر میں بچھانا۔

۱۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللَّهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ إِلَّا

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے خالد حذا نے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرام کیا[3] نہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لیے حلال ہوا نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور (فتح مکہ کے دن) گھڑی بھر کے لیے وہ مجھ کو حلال ہوا تھا اس کی گھانس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت قلم نہ کیا جائے اور وہاں کا جانور (شکار) نہ بھگایا جائے اور وہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کو شناخت کرائے[4] حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر کی اجازت دیجئے[5] وہ ہمارے سناروں کے کام میں لاتے ہیں ہماری قبروں میں ڈالی جاتی ہے آپ نے فرمایا

---

[1] عمرو بن جموح جابر کے چچا نہ تھے بلکہ چچا کے بیٹے اور ان کے بہنوئی تھے تعظیماً ان کو چچا کہا ۱۲ منہ [2] سلیمان بن کثیر کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا امام بخاری نے جابرؓ کی حدیث پہلے ابن مبارک کے طریق سے متصلاً روایت کی پھر اوزاعی کا طریق بیان کیا جو منقطع ہے کیونکہ زہری نے جابرؓ سے نہیں سنا ۱۲ منہ [3] اذخر ایک گھانس ہے خوشبودار چونکہ میں بہت پیدا ہوتی ہے ۱۲ منہ [4] اسی واسطے مکہ کی مسجد کو حرام کہتے ہیں یعنی وہاں لڑائی حرام ہے ۱۲ منہ [5] یعنی اس کی نیت یہ ہو کہ لوگوں کو بتلائے گا پہنچوائے گا اور مالک ملے گا تو اس کو پہونچا وے گا ایسا شخص وہاں کی پڑی چیز اٹھا سکتا ہے ۱۲ منہ [6] یعنی اس کے کاٹنے کی ۱۲ منہ

الْإِذْخِرَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا وَقَالَ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ۔

اذخر کی اجازت ہے اور ابوہریرہؓ نے آنحضرتؐ سے یوں روایت کیا ہے ہماری قبروں اور گھروں کے کام آتی ہے اور ابان بن صالح حسن بن مسلم سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے اور مجاہد نے طاؤس سے جو روایت کی انہوں نے ابن عباسؓ سے اُس میں یوں ہے کہ لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے [۱]۔

بَابٌ ۸۶۱ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ۔

باب کیا میت کو کسی ضرورت سے قبر سے پھر نکال سکتے ہیں؟

۱۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيصًا وَقَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ أَبُو هَارُونَ وَكَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْبِسْ أَبِي قَمِيصَكَ الَّذِي يَلِي جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدَ اللّٰهِ قَمِيصَهُ مُكَافَأَةً لِمَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی (منافق) کی قبر پر اُس وقت تشریف لائے جب اس کی لاش قبر میں رکھ دی گئی تھی، آپؐ نے فرمایا نکالو وہ نکالی گئی، آپؐ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا تھوک اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اسے پہنا دیا، اللہ جانے اس کا کیا سبب تھا اس نے حضرت عباسؓ کو ایک کرتہ پہنایا تھا اور سفیان بن عیینہ نے کہا ابو ہارونؒ [۲] (موسیٰ بن ابی عیسیٰ) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دو کرتے تلے اوپر پہنے تھے، عبداللہ کے بیٹے نے (جو سچا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ اس کو وہ کرتہ پہنا دیجیے جو آپؐ کے جسم سے لگا ہے، سفیان نے کہا لوگ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ اس کرتے کے بدل پہنا دیا جو اس نے حضرت عباسؓ کو

---

[۱] ابوہریرہؓ کی حدیث کو خود امام بخاری نے کتاب العلم میں وصل کیا ہے اور ابان بن صالح کی روایت کو ابن ماجہ نے وصل کیا اور مجاہد کی روایت اسی کتاب میں کتاب الحج میں آئے گی ۱۲ منہ [۲] امام بخاری نے اس باب میں اس کا جواز ثابت کیا کسی شخص پر زہر کھلانے یا ضرب لگانے سے موت کا گمان ہو تو اس کی لاش بھی قبر سے نکال کر دیکھ سکتے ہیں البتہ مسلمان کی لاش کا چیرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے پر ضرورت سے وہ بھی جائز ہو سکتا ہے اب عدالتی مقدمات میں اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے ۱۲ منہ [۳] ابھی قبر کو پاٹا نہ تھا صرف لاش اس میں اتاری گئی تھی ۱۲ منہ [۴] یہ ابو ہارون تبع تابعین میں سے ہے تو حدیث معضل ہوئی کیونکہ اس میں دو واسطے چھوٹ گئے ہیں ۱۲ منہ

صَنَعَ ۔

١٢٦٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ ۔

١٢٧٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ

پہنایا تھا[1] ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عطا بن ابی رباح سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا جب جنگ احد آن پہنچی (یعنی صبح کو لڑائی تھی) تو میرے باپ عبداللہؓ نے رات کو مجھے بلا بھیجا اور کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں پہلے میں مارا جاؤں گا[2]، اور میں اپنے بعد (اپنے عزیزوں اور وارثوں میں سے) تجھ سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں چھوڑتا البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بس فقط تجھ سے زیادہ عزیز ہیں[3] اور دیکھ مجھ پر قرض ہے اس کو ادا کر دیجیو اور اپنی (نو) بہنوں سے اچھا سلوک کرتے رہیو، خیر جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے باپ ہی شہید ہوئے اور پہلے میں نے ایک اور شخص (اپنے بہنوئی) کو ملا کر ان کے ساتھ دفن کیا تھا، پھر مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں اپنے باپ کو دوسرے کے ساتھ رکھوں میں نے چھ مہینے بعد ان کی لاش کو نکالا، دیکھا تو جوں کے توں جیسے رکھا تھا ویسے ہی ہیں، ذرا سا کان گل گیا تھا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن عامر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے، انہوں نے عطاء

[1] آپ نے یہ کرتا پہنا کر منافق کا احسان اپنے اوپر سے اتار دیا حالاں کہ آپ خوب جانتے تھے کہ عبداللہ بن ابی منافق تھا مگر آپ نے اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جو سچا مسلمان تھا اور عبداللہ بن ابی کی قسمت میں تو جو ہونا ہے وہ مٹ نہیں سکتا تھا ۱۲ منہ

[2] جابرؓ کے والد عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثار تھے اور ان کے دل میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا انہوں نے یہ ٹھان لی کہ میں کافروں پر جا گروں گا اور مروں گا کہتے ہیں انہوں نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ مبشر بن عبدمنذر جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے وہ ان سے کہہ رہے ہیں تم ہمارے پاس ان ہی دنوں میں آیا چاہتے ہو انہوں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تیری قسمت میں شہادت ہے زہے قسمت عبداللہ کی ۱۲ منہ

[3] سبحان اللہ ایمان یہی ہے کہ پیغمبر صاحب اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہوں جیسے دوسری حدیث میں ہے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین جابرؓ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے باقی اولاد سب بیٹیاں تھیں اکلوتا بیٹا اپنی جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلعم کی محبت اکلوتے بیٹے کی محبت سے بھی زیادہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ سب مسلمان کرتے ہیں مگر یہ زبانی دعویٰ کام نہیں آئے گا جب تک امتحان کی کسوٹی میں پورے نہ اتریں کسوٹی یہ ہے کہ آپ کا دین پھیلانے میں جان اور مال سب تصدق کریں دشمنان دین سے ہر طرح مقابلہ کا سامان کریں آپ کے ارشاد کے سامنے تمام جہان کے اقوال اور خیالات کو گوز شتر سے بھی زیادہ بیوقعت جانیں جب ایمان پورا ہوگا آپ کی حدیث اور آپ کی سنت سے ایسی محبت رکھیں کہ ہمہ تن اس میں غرق ہو جائیں کسی مجتہد یا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ حَتّٰی اَخْرَجْتُہٗ فَجَعَلْتُہٗ فِیْ قَبْرٍ عَلٰی حِدَۃٍ۔

بن ابی رباح سے انہوں نے جابر سے انہوں نے کہا میرے باپ کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن ہوئے تھے مجھ کو اچھا نہ لگا، میں نے ان کو نکالا اور جدا ایک قبر میں رکھا۔

بَابٌ ۸۶۲ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِی الْقَبْرِ۔

باب قبر بغلی بنانا یا صندوقی[1]

۱۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ شِہَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّہُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِیْرَ لَہٗ اِلٰی اَحَدِہِمَا قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ فَقَالَ اَنَا شَہِیْدٌ عَلٰی ہٰؤُلَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَمَرَ بِدَفْنِہِمْ بِدِمَائِہِمْ وَلَمْ یُغَسِّلْہُمْ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں جو لوگ شہید ہوئے ان میں سے دو دو شخصوں کو ملا دیتے پھر پوچھتے ان دونوں میں کس نے زیادہ قرآن یاد کیا تھا، جب ایک کو بتلایا جاتا تو آپ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے پھر فرماتے میں ان لوگوں کے (ایمان کا) قیامت کے دن گواہ ہوں آپ نے خون سمیت اسی طرح ان کو گڑوا دیا اور غسل نہیں دلایا۔

بَابٌ ۸۶۳ اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ ہَلْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَہَلْ یُعْرَضُ عَلَی الصَّبِیِّ الْاِسْلَامُ۔

باب اگر بچہ اسلام لائے اور جوان ہونے سے پہلے مرجائے تو اس پر نماز پڑھیں یا نہیں؟ اور بچے کو مسلمان ہو جانے کے لئے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَیْحٌ وَاِبْرَاہِیْمُ وَقَتَادَۃُ اِذَا اَسْلَمَ اَحَدُہُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعَ اُمِّہٖ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَلَمْ یَکُنْ مَعَ اَبِیْہِ عَلٰی دِیْنِ قَوْمِہٖ وَقَالَ

اور امام حسن بصری اور شریح اور ابراہیم نخعی اور قتادہ کہتے تھے جب ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو لڑکا مسلمان کے پاس رہے گا[2]۔ اور ابن عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ کمزور مسلمان (سمجھے جاتے) تھے، اور اپنے باپ کے ساتھ اپنی قوم کے دین پر نہ تھے[3]، اور آنحضرت صلعم نے

[1] باب کی حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بغلی قبر بنانا افضل ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی پریشانی میں بغلی قبریں بنوائیں دوسری حدیث میں ہے کہ بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ۱۲ منہ

[2] اور اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا تو اس پر جنازے کی نماز پڑھیں گے حسن اور شریح کا قول بیہقی نے اور ابراہیم اور قتادہ کا قول عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ

[3] ہوا یہ تھا کہ جنگ بدر کے چند روز بعد ابن عباس کی ماں لبابہ بنت حارث مسلمان ہو گئی تھیں لیکن ان کے شوہر حضرت عباسؓ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اور اپنی قوم قریش کے دین پر یعنی شرک پر قائم تھے ابن عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ ان کمزور مسلمانوں میں گنے جاتے تھے جن کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے والمستضعفین من النساء والولدان اخیر تک اس حدیث کو خود امام بخاری نے وصل کیا ۱۲ منہ

اَلْاِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى۔

(یا ابن عباسؓ نے) فرمایا اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا[1]۔

۱۲۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ اُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَضَهٗ وَقَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ قَدْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ اور چند آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ابن صیاد[2] کے پاس گئے دیکھا تو وہ بچوں کے ساتھ بنی مغالہ[3] کے مکانوں کے پاس کھیل رہا ہے، ان دنوں ابن صیاد جوانی کے قریب تھا، اس کو آپ کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر مارا، پھر فرمایا ابن صیاد تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں، اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا، میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے پیغمبر ہیں۔ پھر ابن صیاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں، آپ نے یہ بات سن کر اس کو چھوڑ دیا[4]، اور فرمایا، میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا، پھر آنحضرت صلعم نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے[5]؛ اس نے کہا، میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں[6] آپ نے فرمایا پھر تو تیرا کام سب گڈمڈ ہو گیا، پھر آپ نے (امتحان کے لئے) اس سے فرمایا، اچھا میں نے ایک بات دل میں رکھی ہے وہ بتلا (آپ نے سورہ دخان کی اس آیت کا تصور کیا

---

[1] اس کو دارقطنی نے مرفوعاً روایت کیا اور ابن حزم نے ابن عباسؓ سے ان کا قول بھی ایسا ہی نقل کیا ۱۲ منہ [2] ابن صیاد ایک یہودی لڑکا تھا مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض نشانیوں سے اس کی نسبت یہ شبہ ہوا تھا کہ شاید یہی ایک زمانہ میں دجال ہو جائے گا پورا بیان اس کا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے باب میں آئے گا امام بخاری یہ حدیث اس باب میں اس لیے لائے کہ اس سے باب کا مطلب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد پر اسلام عرض کرنا ثابت ہوتا ہے حالاں کہ وہ اس وقت نابالغ بچہ تھا ۱۲ منہ [3] بنی مغالہ انصار کے ایک قبیلہ کا نام تھا ۱۲ منہ [4] یعنی اس کی طرف سے مایوس ہو گئے کہ وہ ایمان لانے والا نہیں یا آپ نے جواب میں اس کو چھوڑ دیا یعنی اس کی نسبت لا و نعم کچھ نہیں کہا گول گول یہ فرما دیا کہ میں اللہ کے سب پیغمبروں پر ایمان لایا بعض روایتوں میں فرفصہ ہے صاد مہملہ سے یعنی ایک لات اس کی جمائی اور بعضوں نے فرضہ نقل کیا ہے یعنی آپ نے اس کو دبا کر بھینچا ۱۲ منہ [5] اس پوچھنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ ابن صیاد کا جھوٹ کھل جائے اور اس کا پیغمبری کا دعویٰ غلط ہو ۱۲ منہ [6] یعنی کبھی سچا خواب دیکھتا ہوں کبھی جھوٹا یہ ابن صیاد پر کیا منحصر ہے ہر شخص کا یہی حال ہے بعضوں نے کہا ابن صیاد کاہن تھا اس کو شیطان خبریں دیا کرتے کبھی سچ نکلتیں کبھی جھوٹ ۱۲ منہ

الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهُ وَقَالَ إِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ رَمْرَمَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ رَمْزَةٌ۔

فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین، ابن صیاد نے کہا وہ دخ ہے[1] آپ نے فرمایا چل دور ہو تو اپنی بساط سے کبھی بڑھ نہ سکے گا[2] حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو چھوڑ دیجیے، میں اس کی گردن مار دیتا ہوں[3]، آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تب تو تو اس پر غالب نہ ہوگا اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کو مار ڈالنا تیرے لیے بہتر نہ ہوگا[4] اور سالم نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا، وہ کہتے تھے پھر اس کے بعد ایک دن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن کعب دونوں مل کر) ان کھجور کے درختوں میں گئے، جہاں ابن صیاد تھا آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے اور) اس سے پہلے کہ وہ آپ کو دیکھے آپ غفلت میں اس کی کچھ باتیں سن لیں[5] آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ پایا، وہ ایک چادر اوڑھے پڑا تھا کچھ گن گن یا بھن بھن کر رہا تھا لیکن (مشکل یہ ہوئی) کہ ابن صیاد کی ماں نے (دور ہی سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ پایا، آپ کھجور کے تنوں میں چھپ چھپ کر جا رہے تھے اس نے (پکار کر) ابن صیاد سے کہدیا صاف یہ ابن صیاد کا نام تھا دیکھو محمدؐ آن پہنچے، یہ سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کاش اس کی ماں ابن صیاد کو باتیں کرنے دیتی تو وہ اپنا حال کھولتا، شعیب نے اپنی روایت میں بجائے رمزہ کے زمزمہ کہا اور فرفصہ، کے بدل فرنصہ[6]، اور اسحاق کلبی اور عقیل نے رمرمہ[7] کہا اور معمر نے رمزہ کہا[8]۔

[1] دخان کا لفظ پورا نہ بتلا سکا اول کے دو حرف دخ کہہ کے رہ گیا خیر ابن صیاد کا یہاں تک بھی بتلانا غنیمت تھا ہمارے زمانہ کے تو کاہن اور نجومی اور رمال جھوٹے صیاد ہیں ایک بات بھی دل کی نہیں بتلا سکتے ۱۲ منہ [2] یعنی بس شیطانوں کی اتنی ہی طاقت ہوتی ہے کہ ایک آدھ کلمہ اچک لیتے ہیں اسی میں جھوٹ ملا کر مشہور کرتے ہیں کہتے ہیں آپ نے یہ آیت آہستہ پڑھی تو ابن صیاد کے شیطان نے کچھ سن لی مگر پوری آیت نہ پڑھ سکا ۱۲ منہ [3] سارا جھگڑا ابھی ختم ہو جاتا ہے نہ کم بخت یہ دنیا میں رہیگا نہ اخیر زمانہ میں نکل کر لوگوں کو گمراہ کرے گا ۱۲ منہ [4] بلکہ ایک خون ناحق تیری گردن پر ہوگا کہتے ہیں ابن صیاد بعد کو مسلمان ہو گیا مدت تک جیا اس کی اولاد ہوئی پھر مدینہ میں مر گیا لیکن بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ واقعہ حرہ میں گم ہو گیا غرض آج تک اس کے باب میں شبہ ہی رہا کہ وہ دجال تھا یا نہیں ۱۲ منہ [5] جن سے اس کا حال کھلے کہ وہ کوئی ساحر ہے یا کاہن ۱۲ منہ [6] شعیب کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الادب میں نکالا زمزمہ کے معنے بھی وہی گنگناہٹ اور رفصہ کے معنے اس کو لات ماری جیسے اوپر گذر چکا بعضے روایتوں میں رمرمتہ ہے ۱۲ منہ [7] رمرمہ کے بھی معنی وہی ہیں جو زمزمہ کے ہیں اسحاق کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں اور عقیل کی روایت کو امام بخاری نے جہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ [8] یا رمزہ یعنی ستار کی سی آواز ۱۲ منہ

۱۲۷۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ایک یہودی چھوکرا (عبد القدوس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو تشریف لائے اس کے سرہانے بیٹھے، آپ نے اس سے فرمایا مسلمان ہو جا وہ اپنے باپ کی طرف جو پاس بیٹھا تھا دیکھنے لگا اس کے باپ نے کہا کیا مضائقہ ابو القاسم کا کہنا مان لے۔ وہ مسلمان ہو گیا تب آپ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے اللہ کا شکر ہے جس نے اسے دوزخ سے بچا لیا۔[۵۱]

۱۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ أَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ وَأُمِّي مِنَ النِّسَاءِ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا عبید اللہ بن ابی یزید نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں اور میری ماں (لبابہ ام الفضل) دونوں کمزور مسلمانوں میں تھے میں بچوں میں اور میری ماں عورتوں میں[۵۲]

۱۲۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلَّى عَلَى كُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًّى وَإِنْ كَانَ لِغَيَّةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ يَدَّعِي أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ أَوْ أَبُوهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ إِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَلَّى عَلَى مَنْ لَا يَسْتَهِلُّ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہ ابن شہاب نے کہا ہر بچہ پر جو مر جائے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ وہ حرام کا ہو اس لیے کہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا اسکے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو اگرچہ اس کی ماں مسلمان نہ ہو جب وہ پیدا ہوتے وقت آواز نکالے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر آواز نہ نکالے تو نماز نہ پڑھیں وہ کچا بچہ ہے[۵۳] کیونکہ ابو ہریرہؓ بیان کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک بچہ اسلام یعنی توحید پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی،

---

[۵۱] اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا گویا باپ کی اجازت چاہی جب اس نے اجازت دی تو شوق سے مسلمان ہو گیا اس حدیث سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ آپ نے بچے سے مسلمان ہونے کے لیے فرمایا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب بچہ کفر پر مرے تو وہ بھی اپنے کافر ماں باپ کے ساتھ دوزخی بنے گا اور یہ بھی نکلا کہ بچہ جب سمجھ دار ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے ۱۲ منہ [۵۲] جن کا ذکر سورۃ النساء کی دو آیتوں میں ہے والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان اور الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان ۱۲ منہ [۵۳] قسطلانی نے کہا اگر وہ ایک سو بیس دن یعنی چار مہینے کا بچہ ہو تو اس کو غسل اور کفن دینا واجب ہے اسی طرح دفن کرنا لیکن نماز واجب نہیں کیونکہ اس نے آواز نہیں کی اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر فقط دفن کر دیں ابن عبد البر نے کہا قتادہ کے سوا سب کا قول یہ ہے کہ ولد الزنا پر نماز پڑھیں ۱۲ منہ

اَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا الْاٰيَةَ۔

یا پارسی بنا دیتے ہیں جیسے چوپائے جانوروں کو دیکھو، سب پورے بدن کے پیدا ہوتے ہیں کوئی کن کٹا بھی پیدا ہوتے دیکھا ہے؟ ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان کرکے سورہ روم کی یہ آیت پڑھتے تھے، اللہ کی فطرت کو لازم کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

۱۲۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ سب اپنی فطرت یعنی اسلام پر پھر ان کے ماں باپ ان کو یہودی نصرانی پارسی بنا دیتے ہیں جیسے چوپایہ جانور پورے بدن کا پیدا ہوتا ہے، کہیں تم نے کن کٹا بھی پیدا ہوتے دیکھا ہے؟ یہ حدیث بیان کرکے ابوہریرہؓ سورہ روم کی یہ آیت پڑھتے تھے، فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ، ذالک الدین القیم۔

بَابٌ ۸۶۴ اِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

باب اگر مشرک مرتے وقت (سکرات سے پہلے) لا الہ الا اللہ کہہ لے۔

۱۲۷۷ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے نقل کیا انہوں نے اپنے باپ مسیب بن حزن صحابیؓ سے انہوں نے کہا جب ابوطالب مرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے دیکھا تو وہاں ابوجہل بن

۵۱ باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ جب ہر آدمی کی فطرت اسلام پر ہوتی ہے تو بچہ پر بھی اسلام لانا صحیح ہوگا ابن شہاب نے اسی حدیث سے دو مسئلے نکالے کہ ہر بچے پر نماز پڑھی جائے کیونکہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی جب تک موت کا یقین نہ ہوا ہو اور موت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوئی ہوں کیونکہ ان کے ظاہر ہو جانے کے بعد پھر ایمان فائدہ نہیں کرتا جیسے قرآن شریف میں ہے فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا اور لیست التوبة للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الآن اور ابوطالب کو بھی آپ نے نزع سے پہلے ایمان لانے کے لیے فرمایا ہوگا یا اگر نزع کی حالت شروع ہو گئی تھی تو یہ ابوطالب کی خصوصیت ہو گی جیسے آپ کی دعا سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی ۱۲ منہ

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ طَالِبٍ اَیْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْرِضُهَا عَلَیْهِ وَیَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰی قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا کَلَّمَهُمْ بِهٖ هُوَ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الْاٰیَةَ۔

ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (ام سلمہ کے بھائی جو سخت کافر تھے) بیٹھے ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا، چچامیاں تم ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو میں پروردگار کے پاس تمہارے لیے گواہی دوں گا یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے ہائیں، ابوطالب کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہ کلمہ ان پر پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی کہتے رہے (کہ اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو) آخر ابوطالب نے اخیر بات جو کہی وہ یہی تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بہت رنجیدہ ہو کر) یہ فرمایا خیر (جو ہونا تھا وہ ہوا) اب میں تمہارے لئے اللہ سے اس وقت تک دعا کرتا رہوں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں پھر اللہ نے یہ آیت سورہ توبہ کی اتاری، ماکان للنبی اخیر تک [۱]۔

بَابٌ ۸۶۵ الْجَرِیْدِ عَلَی الْقَبْرِ۔

باب قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا

وَاَوْصٰی بُرَیْدَةُ الْاَسْلَمِیُّ اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ قَبْرِهٖ جَرِیْدَانِ وَرَاٰی ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلٰی قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزِعْهُ یَا غُلَامُ فَاِنَّمَا یُظِلُّهٗ عَمَلُهٗ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَیْدٍ رَاَیْتُنِیْ وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِیْ زَمَنِ عُثْمَانَ وَاِنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِیْ یَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰی یُجَاوِزَهٗ وَقَالَ عُثْمَانُ

اور بریدہ اسلمی صحابی رضؓ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں لگائی جائیں [۲] اور ابن عمرؓ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکرؓ کی قبر پر ایک ڈیرہ دیکھا تو کہنے لگے اسے غلام اس کو نکال ڈال ان کا عمل ان پر سایہ کرے گا [۳] اور خارجہ بن زید نے کہا میں نے اپنے تئیں حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں دیکھا اس وقت میں جوان تھا، ہم میں بڑا کودنے والا وہ ہوتا جو عثمان بن مظعون رضؓ کی قبر پر سے اس پار کود جاتا [۴] اور عثمان بن حکیم نے کہا

---

[۱] ابوطالب کے آنحضرت صلعم پر بڑے احسان تھے انہوں نے اپنے بچوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پالا اور پرورش کیا اور کافروں کی ایذادہی سے آپ کو بچاتے رہے اس لیے آپ نے محبت کی وجہ سے یہ فرمایا کہ خیر میں تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا اور آپ نے ان کے لیے دعا شروع کی جب سورۂ توبہ کی یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمان والوں کو نہیں چاہیے کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اس وقت آپ باز آئے حدیث سے یہ نکلا کہ مرتے وقت بھی اگر مشرک شرک سے توبہ کرے تو اس کا ایمان صحیح ہو گا باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [۲] آنحضرتؐ نے ایک قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگا دی تھیں بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ مسنون ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ آنحضرتؐ کا خاصہ تھا اور کسی کو ڈالیاں لگانے میں کوئی فائدہ نہیں چنانچہ امام بخاری ابن عمرؓ کا اثر اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے لائے ابن عمرؓ اور بریدہ کے اثر کو ابن سعد نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] غلام نے کہا میری بی بی مجھ کو ماریں گی ابن عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں مار سکتیں پھر غلام نے وہ ڈیرہ اتار ڈالا ابن سعد نے روایت کیا کہ یہ ڈیرہ باقی بر صفحہ آئندہ

ابن حكيم اخذ بيدي خارجة فاجلسني على قبر و اخبرني عن عمه يزيد بن ثابت قال انما كره ذلك لمن احدث عليه قال نافع كان ابن عمر يجلس على القبور

١٢٧٨ – حدثنا يحيى قال حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بقبرين يعذبان فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرز في كل قبر واحدة فقالوا يا رسول الله لم صنعت هذا فقال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا

باب ٨٦٦ موعظة المحدث عند القبر وقعود اصحابه حوله.

يخرجون من الاجداث القبور بعثرت اثيرت بعثرت حوضي جعلت اسفله اعلاه الايفاض الاسراع وقرأ الاعمش الى نصب يوفضون الى شيء منصوب يستبقون

خارجہ بن زید نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک قبر پر بٹھایا[1] اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے نقل کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو منع ہے جو قبر پر پیشاب یا پاخانہ کرے[2] اور نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے[3]۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابومعاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے جنکو عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں[4] ایک تو ان دونوں میں پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا[5] اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا، پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری ڈالی اس کو بیچ میں سے چیر کر دو کیے اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا، آپ نے فرمایا شاید جبتک یہ ڈالیاں سوکھیں انکا عذاب ہلکا ہو[6]۔

باب قبر کے پاس عالم کا بیٹھنا اور لوگوں کو نصیحت کرنا، اور لوگوں کا اس کے گرد بیٹھنا۔

سورہ قمر میں اجداث کے لفظ سے قبریں مراد ہیں اور سورہ انفطرت میں بعثرت کا ترجمہ ہے اٹھائی جائیں عرب کے لوگ کہتے ہیں بعثرت حوضی یعنی اس کو تلے اوپر کر دیا ایفاض کا معنی جلدی کرنا اور اعمش نے سورہ معارج میں یوں پڑھا ہے الی نصب یوفضون یعنی ایک کھڑی کی ہوئی چیز کی،

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عائشہ نے لگوایا تھا اسکو امام بخاری نے تاریخ صغیر میں وصل کیا اس اثر اور اس کے بعد کے اثر کو بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قبر والیوں کو اس کے عمل ہی فائدہ دیتے ہیں اونچی چیز اس پر لگانا جیسے شاخیں وغیرہ یا قبر کی عمارت اونچی بنانا یا قبر پر بیٹھنا یہ چیزیں ظاہر میں کوئی فائدہ یا نقصان دینے والی نہیں ہیں بعضوں نے کہا اس اثر کی مناسبت یہ ہے کہ قبر پر شاخیں لگانا جب جائز ہوا تو اسی طرح قبر کو اونچا کرنا بھی جائز ہوگا کیونکہ لکڑیاں لگانے سے بھی قبر اونچی ہوتی ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں وصل کیا کہ عثمان نے خارجہ کو ابوہریرہؓ کی یہ حدیث سنائی کہ آگ کی چنگاری پر بیٹھنا مجھ کو قبر پر بیٹھنے سے زیادہ پسند ہے تب خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ کو ایک قبر پر بٹھا دیا یہ خارجہ اہل مدینہ کے سات فقہا میں سے تھے انہوں نے اپنے چچا یزید بن ثابت سے نقل کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو مکروہ ہے جو اس پر پاخانہ یا پیشاب کرے ۱۲ منہ [2] یا فحش اور لغو باتیں کرے کیونکہ اس سے قبر والے کو تکلیف ہوگی ۱۲ منہ [3] اس کو طحاوی نے وصل کیا اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف کہ قبر پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں صحیح مسلم میں ابومرثدؓ کی حدیث ہے کہ قبروں پر مت بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو بعضوں نے کہا بیٹھنے سے یہی مراد ہے کہ حاجت کے لیے بیٹھے ۱۲ منہ [4] یعنی جس کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یعنی یہ باتیں تمہاری نظر میں حقیر ہیں لیکن اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہیں جب تو ان پر عذاب ہو رہا ہے ۱۲ منہ [5] بے احتیاطی سے کپڑا یا بدن اس سے آلودہ کر لیتا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پیشاب کے لیے آڑ نہیں ڈھونڈتا یعنی اپنا ستر کھول دیتا تھا ۱۲ منہ [6] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے کہتے ہیں ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے تو اس کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہونے کی امید ہے قسطلانی نے کہا کھجور کی باقی بر صفحہ آئندہ

اِلَیْہِ وَالنُّصْبُ وَاحِدٌ وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ یَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ یَنْسِلُوْنَ یَخْرُجُوْنَ۔

۱۲۷۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَہٗ وَمَعَہٗ مِخْصَرَةٌ فَنَکَّسَ فَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِہٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ مَا مِنْ نَّفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ اِلَّا کُتِبَ مَکَانُہَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ کُتِبَتْ شَقِیَّةً اَوْ سَعِیْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نَتَّکِلُ عَلٰی کِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَھْلِ السَّعَادَةِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَھْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ اَمَّا اَھْلُ السَّعَادَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَھْلُ الشَّقَاوَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الْاٰیَةَ۔

طرف دوڑتے جار ہے ہیں اور نصب مفرد کا صیغہ ہے اور نصب مصدر ہے اور سورہ ق میں جو ہے ذالک یوم الخروج یعنی قبروں سے نکلنے کا دن اور سورہ انبیار میں جو ینسلون کا لفظ ہے اس کے معنے نکل پڑیں گے[1]

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا ہم بقیع میں ایک جنازے کے ساتھ تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم آپ کے گرد بیٹھے آپ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانہ بہشت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو، اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہوگی یا بدبخت، ایک شخص (حضرت علیؓ یا حضرت عمرؓ یا سراقہؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہم اپنی قسمت کے لکھے پر بھروسا کیوں نہ کریں اور عمل کرنا (محنت اٹھانا) چھوڑ دیں کیونکہ جس کا نام نیک بختوں میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع ہوگا اور جس کا نام بد بختوں میں لکھا ہے وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا، آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دی جائے گی اور جو بدبخت ہیں ان کو بدی کرنے کی توفیق ملے گی پھر آپ نے سورہ واللیل کی یہ آیت پڑھی فاما من اعطی واتقی اخیر تک[2]

(بقیہ صفحہ سابقہ) لکڑی اور ہری لکڑی سے کیا ہوتا ہے یہ آپ کے پاک ہاتھ کی برکت تھی اور خطابی اور طرطوشی نے قبروں پر ہری ڈالی لگانے پر انکار کیا ۱۲ منہ ۔ مشہور قرأت الی نُصُب یوفضون ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یہاں امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کے کئی لفظوں کی تفسیر کردی قبروں کی مناسبت سے اجداث کے اور بعثرت کے معنے بیان کیے اور دوسری آیت میں کہ قبروں سے اس طرح نکل کر بھاگیں گے جیسے تھانوں کی طرف دوڑتے ہیں اس مناسبت سے ایفاض اور نصب کے اور قبروں کی مناسبت سے ذلک یوم الخروج کے اور خروج کی مناسبت سے ینسلون کے کیونکہ وہ بھی یخرجون کے معنوں میں ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھے دین کو سچ مانا اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی بہشت میں پہنچنے کی توفیق دینگے حافظ نے کہا اس حدیث کی پوری شرح واللیل کی تفسیر میں آئے گی اور یہ حدیث تقدیر کے اثبات میں ایک اصل عظیم ہے آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل کرنا اور محنت اٹھانا ضرور ہے جیسے حکیم کہتا ہے دوا کھائے جاؤ حالاں کہ شفا دینا اللہ کا کام ہے بندے کا کام بندگی ہے نہ خدائی تقدیر کا علم اللہ ہی کو ہے ہمارا کام اس کے احکام ماننا نہ بحث کرنا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۸۶۰ مَاجَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ۔

۱۲۸۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عُذِّبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَاهُ وَمَا نَخَافُ أَنْ يَكْذِبَ جُنْدُبٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

۱۲۸۱ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب جو شخص خودکشی کرے اس کی سزا ؎۱

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے ثابت بن ضحاکؓ (صحابی) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا اور کسی دین کی اپنے تئیں جھوٹا جان کر قسم کھائے ؎۲ اور جو شخص تیز ہتھیار سے اپنے تئیں آپ مار ڈالے، اس پر اسی ہتھیار سے دوزخ کا عذاب ہوتا رہے گا ؎۳ اور حجاج بن منہال نے ؎۴ کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے کہا ہم سے جندب بن عبداللہ بجلی نے اسی (بصرے کی) مسجد میں حدیث بیان کی ہم اس کو بھولے نہیں اور نہ ہم کو یہ خیال ہے کہ جندبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہوگا، آپ نے فرمایا ایک شخص ؎۵ کو زخم لگا، اس نے اپنے تئیں آپ مار ڈالا، اللہ نے فرمایا میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی ؎۶ اس کی سزا میں میں نے اس پر بہشت حرام کر دی۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے

؎۱ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جو شخص خودکشی کرے جب وہ جہنمی ہوا تو اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھنا چاہیئے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو اصحاب سنن نے جابر بن سمرہؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا اس نے اپنے تئیں آپ تیروں سے مار ڈالا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی مگر نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے پڑھ دی تو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی عبرت کے لیے جو امام اور مقتدیٰ ہو وہ اس پر نماز نہ پڑھے لیکن عوام لوگ پڑھ لیں اور امام مالک اور شافعی اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ فاسق پر نماز پڑھی جائے گی یہ بھی فاسق ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی کے نزدیک فاسق پر نماز نہ پڑھیں اسی طرح باغی اور ڈاکو پر ۱۲ منہ ؎۲ مثلاً یوں کہے اگر میں نے فلانا کام نہ کیا ہو تو میں یہودی ہوں یا نصرانی حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ اس نے یہ کام نہیں کیا قصداً جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے گا اسلام سے نکل جائے گا قسطلانیؒ نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہودی یا نصرانی دین کی عظمت کر کے اس کی قسم کھائے تو اس پر کفر کا حکم ہوگا یہ تغلیظاً فرمایا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو شخص اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائے وہ مشرک ہو گیا ۱۲ منہ ؎۳ دوسری روایت میں یوں ہے کسی چیز سے تو وہ ہر طرح کی خودکشی کو شامل ہے ۱۲ منہ ؎۴ اس کو خود امام بخاری نے ذکر بنی اسرائیل میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎۵ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا جان نکالنے میں جلدی کی یعنی پروردگار پر اپنی موت نہ چھوڑی بلکہ یہ قصد کیا کہ اس سے پیشتر مر جاؤں کیونکہ خودکشی کرنے والا بھی اپنے معین وقت پر ہی مرتا ہے ۱۲ منہ

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِيْ يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا گلا آپ گھونٹ کر مارے وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو برچھے یا تیر سے اپنے تئیں مارے وہ دوزخ میں بھی اپنے تئیں مارتا رہے گا۔

بَابُ ٨٦ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب منافقوں پر نماز پڑھنا اور مشرکوں کے لئے دعا کرنا۔

اس کو عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔[1]

۱۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اِنْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُّ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے بلائے گئے، جب آپ نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف جھپٹا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابی کے بیٹے پر نماز پڑھتے ہیں اس نے تو فلانے دن یہ بات کہی تھی فلانے دن یہ، اس کی کفر کی باتیں میں گننے لگا، آپ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اجی پیچھے سرکو، جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا، اللہ کی طرف سے مجھ کو اختیار ملا ہے[2] اگر میں یہ جانوں کہ ستر بار سے زیادہ دعا کروں تو اللہ اس کو بخش دے گا تو میں ستر بار سے زیادہ دعا کروں، غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (جنازے کی) نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر لوٹے تھوڑی دیر گذری تھی کہ سورہ برارت کی یہ دو آیتیں اتریں،

---

[1] اس کو خود امام بخاری نے جنائز میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی سورہ براءت کی اس آیت میں استغفر لہم او لاتستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم تم ان کے لیے دعا کرو یا نہ کرو اگر ستر بار دعا کرو گے تو بھی اللہ ان کو ہر گز نہیں بخشنے گا ۱۲ منہ [3] یہ آپ کا کرم اور رحم تھا سبحان آپ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے ہو سکے میری امت کے لوگ دوزخ سے بچ جائیں ایسا مہربان پیغمبر جس کو اپنی امت سے اتنی محبت تھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت فرمایا فالحمد لہ حمداً کثیراً ۱۲ منہ

الآيتان من براءة ولا تصل على أحد منهم مات أبدا إلى قوله وهم فاسقون ولا تقم على قبره إنهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون قال فعجبت بعد من جرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ والله ورسوله أعلم۔

باب ۸۶۹ ثناء الناس على الميت

۱۲۸۳۔ حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا عبد العزيز بن صهيب قال سمعت أنس بن مالك يقول مروا بجنازة فأثنوا عليها خيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت ثم مروا بأخرى فأثنوا عليها شرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت فقال عمر بن الخطاب ما وجبت قال هذا أثنيتم عليه خيرا فوجبت له الجنة وهذا أثنيتم عليه شرا فوجبت له النار أنتم شهداء الله في الأرض

۱۲۸۴۔ حدثنا عفان بن مسلم هو الصفار قال حدثنا داود بن أبي الفرات عن عبد الله بن بريدة عن أبي الأسود قال قدمت المدينة وقد وقع بها مرض

ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے، اس پر کبھی نماز نہ پڑھ، وہم فاسقون تک اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑا ہو، ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کو نہ مانا اور مرے بھی تو نافرمان رہ کر حضرت عمر رضؓ نے کہا، پھر میں نے اپنے اوپر آپ تعجب کیا کہ میں نے اللہ کے پیغمبر پر اس دن بڑی دلیری کی حالانکہ اللہ اور رسول (ہر مصلحت کو) خوب جانتے ہیں۔

باب میت کی تعریف کرنا جائز ہے[1]

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا، لوگ ایک جنازہ پر سے گذرے تو اس کی تعریف کی (کیا اچھا آدمی تھا)[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی، پھر ایک جنازے پر سے گذرے تو اسکی برائی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی[3] حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی، آپ نے فرمایا پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے بہشت واجب ہو گئی اور دوسرے کی تم نے برائی کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو[4]

ہم سے عفان بن مسلم صفار نے بیان کیا کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے ابوالاسود[5] سے انہوں نے کہا میں مدینہ میں آیا ان دنوں میں وہاں بیماری پھیلی

۱؎ بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے برخلاف زندے کے اس کی تعریف کرنے میں اندیشہ ہے کہیں اس کو تکبر نہ پیدا ہو ۱۲ منہ ۲؎ حاکم کی روایت میں ہے یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کی تابعداری پر عمل اور اس میں کوشش کرتا تھا ۳؎ حاکم کی روایت میں یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا اسی کی کوشش میں رہتا تھا ۱۲ منہ ۴؎ مراد صحابہ ہیں یا دوسرے پرہیزگار دین دیندار شخص وہ ایسے ہی شخص کی تعریف کریں گے جو دیندار پرہیزگار ہوگا اور گو مردوں کو برا کہنا دوسری حدیث میں منع ہے پر مراد وہی مردے ہیں جو مومن اور صالح ہوں لیکن کافر اور فاسق اور کھلم کھلا بدعتی کو مرے بعد بھی برا کہہ سکتے ہیں جیسے صحابہ نے دوسرے شخص کو کہا ۱۲ منہ ۵؎ یہ ابوالاسود دیلی یا دؤلی ہیں بانی علم نحو کے ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان تھا حضرت علی کے بعد سب سے پہلے انہوں ہی نے علم کے قاعدے قائم کیے ورنہ عربی زبان میں صرف نحو کے قاعدے نہیں بنے تھے ۱۲ منہ

فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

بَابٌ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

وَقَوْلِ اللهِ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْهُونُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهَوْنُ الرِّفْقُ وَقَوْلِهِ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ وَقَوْلِهِ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ

تھی، میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گذرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ گذرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی انہوں نے کہا واجب ہوگئی، پھر ایک تیسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی برائی کی انہوں نے کہا واجب ہوگئی ابوالاسودؓ دیلی نے کہا اے امیرالمومنین کیا چیز واجب ہوگئی حضرت عمرؓ نے کہا میں نے وہی کہا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس مسلمان کی اچھائی پر چار مسلمان گواہی دیں اللہ اس کو جنت میں لے جائے گا ہم نے عرض کیا اگر تین مسلمان گواہی دیں، آپؐ نے فرمایا تین بھی، ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں، آپؐ نے فرمایا دو بھی پھر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے[۱]۔

باب قبر کے عذاب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ انعام میں) فرمایا اور (اے پیغمبر کاش تو اس وقت دیکھے جب ظالم (کافر) موت کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے کہتے جاتے ہیں اپنی جانیں نکالو آج تمہاری سزا میں تم کو رسوائی کا عذاب (یعنی قبر کا عذاب) ہونا ہے امام بخاری نے کہا ہون قرآن میں ہوان کے معنوں میں ہے یعنی ذلت اور رسوائی اور ہون کا معنی نرمی اور ملامت ہے اور اللہ نے سورہ توبہ میں فرمایا ہم ان کو دو بار عذاب دیں گے (یعنی دنیا میں اور قبر میں) پھر بڑے عذاب میں لوٹائے جائیں گے[۲] اور سورہ مومن میں فرمایا، فرعون

۱ کیونکہ گواہی کا نصاب کم سے کم دو آدمی ہیں ابن حبان کی روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان مرجائے اس کے چار پڑوسی قریب والے کہیں کہ یہ اچھا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری بات قبول کی اور اس کے گناہ بخش دیے جو تم کو معلوم نہیں ہیں ۱۲ منہ

۲ قبر کا عذاب اہل سنت بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں اور ان کا ماننا عقاید میں داخل ہے اور جو کوئی قبر کے عذاب کا انکار کرے وہ معتزلی یا خارجی اور گمراہ اور بدعتی ہے قسطلانی نے کہا قرآن اور حدیث سے قبر کا عذاب ثابت ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور عقلاً بھی اس میں کوئی اشکال نہیں بدن کے ہر جزء سے روح کا تعلق باقی رہنا کوئی مشکل نہیں گو بدن کے اجزاء متفرق ہوگئے ہوں یا درندے یا جانور اس کو کھا گئے جیسے اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع کر کے حشر کریگا مصابیح الجامع میں ہے کہ عذاب قبر میں اس کثرت سے حدیثیں وارد ہیں کہ کئی علماء نے ان کو متواتر قرار دیا ہے ۱۲ منہ

۳ یعنی دوزخ کے عذاب میں طبری اور ابن ابی حاتم اور طبرانی کی روایت میں ابن عباس سے اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ذلیل کیا یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر کا عذاب ہے ۱۲ منہ

يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

والوں کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں، اور قیامت کے دن تو فرعون والوں کے لئے کہا جائے گا، ان کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔[1]

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے علقمہ بن مرثد سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب مومن اپنی قبر میں بٹھلایا جاتا ہے[2] اس کے پاس فرشتے آتے ہیں وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے پیغمبر ہیں اور سورہ ابراہیم میں جو اللہ نے فرمایا کہ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا وَزَادَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے پھر یہی حدیث بیان کی اتنا بڑھایا کہ یہ آیت یثبت اللہ الذین آمنوا قبر کے عذاب میں اتری۔

۱۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْ اَمْوَاتًا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھے کنوئیں میں جو کافر بدر کے دن ڈال دیے گئے تھے ان کو جھانکا اور فرمایا تمہارے مالک نے جو سچا وعدہ تم سے کیا تھا وہ تم نے پایا لوگوں نے عرض کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے

[1] امام بخاری نے ان آیتوں سے قبر کا عذاب ثابت کیا اس کے سوا اور آیتیں بھی ہیں یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت اخیر تک یہ بالاتفاق سوال قبر میں اتری ہے اور اغرقوا فادخلوا نارا ۱۲ منہ

[2] یعنی مومن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بیٹھا ہوں یہ ضرور نہیں کہ ہم لوگوں کو بھی اس کا بٹھایا جانا دکھائی دے کبھی قبر تنگ ہوتی ہے اس میں بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہوتی یا آدمی کو کوئی جانور کھا جاتا ہے پر ہر صورت میں اس کو یہ معلوم ہوگا میں بٹھلایا گیا ۱۲ منہ

لَا یُجِیْبُوْنَ۔

۱۲۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔

۱۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَشْعَثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

۱۲۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔[۱]

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کافروں کو یہ فرمایا تھا کہ میں جو ان سے کہا کرتا تھا اب ان کو معلوم ہوا ہوگا کہ وہ سچ ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ روم میں فرمایا اے پیغمبر! تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا۔[۲]

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ (عثمان) نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے اشعث سے سنا، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور قبر کے عذاب کا ذکر کرکے کہنے لگی اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے، حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا قبروں میں عذاب ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب سچ ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں پھر میں نے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو مگر اس میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگی، غندر نے اپنی روایت میں اتنا بڑھایا کہ عذاب قبر برحق ہے۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے

---

[۱] اس حدیث سے صاف سماع موتیٰ کا ثبوت ہوتا ہے اہل حدیث اس پر متفق ہیں اور جب سماع ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہو تو عذاب قبر کس پر ہوگا تو امام بخاری نے یہ حدیث لاکر قبر کا عذاب ثابت کیا حافظ نے کہا صرف حضرت عائشہؓ نے ابن عمرؓ کی روایت کو رد کیا ہے لیکن جمہور علماء اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کے مخالف ہیں اور انہوں نے ابن عمرؓ کی حدیث کو قبول کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے جس آیت سے دلیل لی اس کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ تو ان کو ایسا سنا نا سنا نہیں سکتا جو ان کو فائدہ دے یا مطلب ہے کہ تو ان کو سنا نہیں سکتا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا یہ مذہب ہے کہ سوال صرف روح سے ہوتا ہے بدون بدن میں ڈالنے کے لیکن جمہور اس کے مخالف ہیں ۱۲ منہ

[۲] حضرت عائشہؓ کا یہ استدلال قابل تسلیم نہیں کیونکہ آیت میں سنانے کی نفی ہے نہ سننے کی تو مطلب ہوگا کہ ہر وقت جب تم چاہو مردوں کو سُنا نہیں سکتے مگر اس سے کسی کسی وقت میں سماع کی نفی نہیں ہوتی دوسرے حضرت عائشہؓ ان کے لیے علم ثابت کرتی ہیں جب علم ہوا تو سماع کونسی بات مانع ہے اور کافروں کو مُردوں سے اس باب میں تشبیہ دی ہے کہ کافر حق بات کو اس طرح نہیں سنتے تھے کہ اس کی اجابت کریں یعنی قبول کریں اور جواب دیں مُردے بھی جواب نہیں دیتے ۱۲ منہ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً ۔

عروہ بن زبیر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے سنا وہ کہتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے اور قبر کے امتحان کا حال بیان کیا جس میں آدمی جانچا جاتا ہے اس کو سن کر مسلمانوں نے شور مچایا (رونے لگے)۔

۱۲۹۱۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لوگ (دفن کر کے) لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے[1] اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں پوچھتے ہیں تو ان صاحب محمدؐ کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا جو ایمان دار ہے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا دیکھ اللہ نے اس کے بدل تجھ کو جنت میں ٹھکانا دیا وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ نے کہا اور ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے[2] پھر قتادہؓ نے انسؓ کی حدیث بیان کرنا شروع کی، کہنے لگے لیکن منافق یا کافر اس سے جب پوچھا جاتا ہے تو ان صاحب کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا لوگ کچھ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا رہا پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو تو خود سمجھا نہ سمجھنے والے کی رائے پر چلا اور لوہے کی گرزوں سے ایک مار اس کو

[1] مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء اہل حدیث ہونے کے سماع موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں یہاں یہ تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چوں کہ آنے والے ہوتے ہیں لہٰذا روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے ارے یار دوسری حدیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو جو ابھی او پر گذر چکی اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ امام سیوطی کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتیٰ کا انکار کرنا بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ تعصب سے بچائے ۱۲منہ [2] قتادہ نے یہ بات انسؓ کے سوا اور کسی دوسرے صحابی سے سنی ہوگی دوسری حدیث میں ہے کہ ستر ہاتھ تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور چودھویں تاریخ کی چاندنی کی طرح وہاں روشنی رہتی ہے ۱۲منہ

ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ۔

پڑے گی کہ چلا اٹھے گا جتنے اس کے پاس والے ہیں آدمی اور جن کے سوا وہ سب سنیں گے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب عذاب قبر سے پناہ مانگنا،

۱۲۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنٌ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے عون بن ابی جحیفہ نے انہوں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے ابو ایوب انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈوبنے کے بعد مدینہ سے باہر گئے وہاں ایک آواز سنی فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور نضر بن شمیل نے کہا[1] ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا ہم سے عون نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے براءؓ سے انہوں نے ابو ایوبؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلًّى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کہا مجھ سے خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی (ام خالد) نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۲۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے یا اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی بلاؤں سے اور کانے دجال کی بلا سے۔

بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ۔

باب غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر کا عذاب ہونا۔

[1] پھر یہی حدیث بیان کی نضر کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عون کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ

۱۲۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات میں نہیں پھر فرمایا البتہ بڑی تو تھا ان میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا (غیبت کرتا تھا) دوسرا اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا، ابن عباسؓ نے کہا پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی لی، اس کے توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا، پھر فرمایا شاید جب تک سوکھیں نہیں ان کا عذاب کم ہو[1]۔

بَابٌ ۸۷۳ الْمَيِّتُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ۔

باب مردے کو دونوں وقت صبح و شام اس کا ٹھکانا بتلایا جاتا ہے۔

۱۲۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی جب مر جاتا ہے تو صبح اور شام[2][3] اس کا ٹھکانا اس کو بتلایا جاتا ہے، اگر وہ بہشتی ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا[4]۔

بَابٌ ۸۷۴ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب میت کا کھاٹ پر بات کرنا۔

۱۲۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے باپ سے

---

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲منہ [2] یعنی اگر بہشتی ہے تو بہشت کا اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اس کو دکھلایا جاتا ہے اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مردوں میں ادراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے کیا منکرین سماع موتٰی اس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اس میں روح پھونکی جاتی ہے ۱۲منہ [3] حافظ نے کہا صبح اور شام سے ان کا وقت مراد ہے کیونکہ مردوں کے پاس صبح اور شام نہیں ہے ۱۲منہ [4] مسلم کی روایت میں یوں ہے حتیٰ یبعثک اللہ الیہ یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن جب تجھ کو اللہ اٹھائے گا تو اس میں داخل ہو گا ۱۲منہ

سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ یَاوَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے وہ کہتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ طیار ہوتا ہے پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے، مجھ کو آگے لے چلو، اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے، ہائے خرابی جنازہ کہاں لیے جاتے ہو، اس کی آواز آدمی کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے، اگر آدمی سنے تو بیہوش ہو جائے۔

بَابُ مَا قِیْلَ فِیْ اَوْلَادِ الْمُسْلِمِیْنَ

باب مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی!

وَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ لَہٗ ثَلٰثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ کَانَ لَہٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، جس کے تین لڑکے مرجائیں جو گناہ کو نہیں پہنچے (جوان نہیں ہوئے) تو وہ اس کیلئے دوزخ کی روک ہوں گے یا وہ بہشت میں جائیگا[1]۔

۱۲۹۸۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ یَمُوْتُ لَہٗ ثَلٰثَۃٌ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ اِیَّاهُمْ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن عُلَیَّہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی مسلمان لوگوں میں ایسا نہیں جس کے تین بچے مرجائیں جو گناہ کے لائق نہ ہوئے ہوں، مگر اللہ اپنے فضل رحمت سے جو ان بچوں پر کرے گا اس کو بہشت میں لے جائے گا[2]۔

۱۲۹۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّہٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاهِیْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا کہ جب حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مرگئے تو آپ نے فرمایا بہشت میں ان کیلئے ایک دودھ پلانے والی ہے[3]۔

---

[1] اکثر علماء کے نزدیک وہ بہشتی ہیں اور جبریہ نے کہا اللہ کی مشیت پر ہیں اور امام احمد نے مرفوعاً حضرت علیؓ سے نکالا مسلمان اور ان کی اولاد یں بہشت میں ہوں گی اور مشرکین اور ان کی اولادیں دوزخ میں ۱۲ منہ

[2] حافظ نے کہا ابوہریرہؓ کی یہ حدیث اس لفظ سے مجھ کو موصولاً نہیں ملی البتہ امام احمد نے مسند میں ابوہریرہؓ سے یوں روایت کیا جن دو مسلمانوں کے یعنی ماں باپ کے تین بچے مرجائیں جو گناہ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ ان کو اور ان کے بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے بہشت میں لے جائے گا ۱۲ منہ

[3] یعنی بچوں کی شفاعت سے اس کو بھی جنت ملے گی ۱۲ منہ

[4] کیونکہ وہ ڈیڑھ سال کی عمر شیر خوارگی میں فوت ہوگئے تھے اللہ نے باقی رضعہ (آئندہ)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اپنے پیغمبر کی عزت اور عظمت ایسی کی کہ ان کے صاحبزادے کے لیے بہشت میں انا رکھی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں رہے گی جو باب کا مطلب ہے ۱۲ منہ

تَمَّ الْجُزْءُ الْخَامِسُ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ السَّادِسُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

پانچواں پارہ اللہ کے فضل سے ختم ہوا۔ اب اگر اللہ نے چاہا تو چھٹا پارہ شروع ہونا ہے۔